رموزِ
دست شناسی

میر بشیر

Scanned with CamScanner

پاکستان کے مایہ ناز دست شناس میر بشیر، جن کا شمار دُنیا کے چند عظیم ترین دست شناسوں میں ہوتا ہے، ۱۹۰۷ء میں سیالکوٹ کے ایک مُتموّل تاجر گھرانے میں پیدا ہُوئے۔ علی گڑھ یونیورسٹی اور مرے کالج سیالکوٹ میں تعلیم پائی۔

میر صاحب کو اوائلِ عمر ہی سے دست شناسی کا شوق تھا، اور یہ شوق اِس حد تک بڑھا کہ اِس نے جنُون کی شکل اِختیار کر لی اور آپ نے اپنی زندگی کا مقصدِ وحید اِسی علم کے حصُول کو قرار دے لیا۔ آپ نے اس بحرِ بیکراں کی شناوری کے لیے پشاور سے راس کُماری تک کا سفر کیا اور اپنے زمانے کے مسلّمہ جوتشیوں اور ماہرینِ دست شناسی سے مُلاقات کی۔ اِس دوران قدیم ہندوستانی کُتبِ دست شناسی کے عِلاوہ جدید سائنٹی فک پامسٹری کا بھی بنظرِ عمیق مُطالعہ کیا۔

میر صاحب تقریبًا نصف صدی سے اِس میدان میں ہیں اور اب تک لاکھوں لوگوں کے ہاتھوں کا مُطالعہ کر چُکے ہیں، جن میں دُنیا کے چوٹی کے سیاست دان، تاجر اور فن کار بھی شامل ہیں۔ اِس موضوع پر ستّر مُلکوں کے اخباروں میں آپ کے لاتعداد مضامین شائع ہو چُکے ہیں اور انگریزی و اُردو میں متعدد کُتب چھپ چُکی ہیں۔ ایک دُنیا آپ کو اِس علم کا مُنتہی مانتی ہے اور آپ کے کمالِ فن کی مُعترف ہے۔

یہ کتاب "رمُوزِ دست شناسی" اِس بین الاقوامی شُہرت یافتہ دست شناس کے پچاس سالہ عمیق مُطالعے، مُشاہدے اور وسیع تجربات کا نچوڑ ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ اُردو میں اِتنی مطوّل، مُستند اور جامع کتاب پہلی بار شائع ہُوئی ہے۔

فیروز سنز لمیٹڈ
لاہور - راولپنڈی - کراچی

969 0 00703 3

Rs.395.00

Scanned with CamScanner

جانفزا ہے بادہ جس کے ہاتھ میں جام آ گیا
سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہو گئیں
(غالب)

رموزِ دست شناسی

میر بشیر

فیروز سنز لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

جملہ حقوق محفوظ
1987© فیروز سنز لاہور

مطبع :- فیروز سنز لاہور

کوڈ نمبرز :-

مجلد :- 969 0 00703 3

غیر مجلد : 969 0 00817 X

ترتیب

ہاتھوں کی کہانیاں ۷
اگستھیہ ناڑی ۱۱
رُومی شہنشاہ اور نقلی سفیر ۱۸
آپ کے ہاتھ کس قسم کے ہیں ؟ ۲۴
آپ کی اُنگلیاں کیا بتاتی ہیں ۴۲
ناخنوں کو غور سے دیکھیے ۵۳
اُنگلیوں کی پوریں اور ہتھیلی ۶۰
زندگی کی لکیر ۱۱۵
دماغ کی لکیر ۱۸۳
دل کی لکیر ۲۲۸
قسمت کی لکیر ۲۷۴
کامیابی کی لکیر ۳۱۰
صحت کی لکیر ۳۴۷
حلقۂ زُہرہ ۳۶۲
ہتھیلی کا مُستطیل ۳۷۲
شادی کی لکیر ۳۸۹
قوسِ الہام ۴۰۷
غیر معمُولی نشانات ۴۱۷
خطِ عیاشی ۴۲۶
منگل کی لکیر ۴۳۲
مثلّث کبیر ۴۳۹
کلائی کی لکیریں ۴۵۰
مثلّث صغیر ۴۵۹
ہتھیلی اور اُنگلیوں کے مُختصر نشانات ۴۶۵
یادگار ہاتھ ۵۲۷

قمر کے
نام

Scanned with CamScanner

ہاتھوں میں کہانیاں

ماضی پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہی یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جب سے اولادِ آدم نے ہوش سنبھالا ہے اس وقت سے اِنسان عرفانِ ذات کے ساتھ مستقبل کو جاننے کی سعی میں بھی سرگرم ہے۔ کبھی پرندوں کی اُڑان سے شگون لیے جاتے ہیں کبھی سعد و نحس ساعتوں کا ستاروں کی گردش سے علم حاصل کیا جاتا ہے تو کبھی مقدس صحیفوں اور آسمانی کتابوں سے فال نکالی جاتی ہے۔ یہی نہیں، اولیاء و فقرا سے مسائل اور اُلجھنوں کے حل اور رہنمائی کی آرزو بھی اسی مستقبل شناسی کے مختلف پہلو ہیں۔

اِنسانی عقل و بلوغ کے ساتھ یہ تلاش علمی اور سائنٹفک صورت اختیار کرتی گئی اور مختلف فنون کی صورت میں مدوّن ہوتی چلی گئی۔ اسی طبعی تلاش کا نتیجہ ہے کہ مشرق و مغرب کی ہر زبان، ہر خطّے اور ہر تہذیب کے مُنتہائے عروج کے زمانے میں ہاتھ کی لکیروں کے علم پر مبسوط اور مستند ادب پایا جاتا ہے۔

اِس صدی کے رُبع اوّل میں جب اہرامِ مصر کی کھُدائی ہُوئی تو آج سے ہزاروں سال پہلے کی مصری تہذیب کے نمونے ماضی کی تاریکیوں سے منظرِ عام پر آنے لگے۔ روزمرّہ کے استعمال کے برتنوں سے لے کر فنِ سنگ تراشی کے لاجواب اور انمول شاہکار تک منصّۂ شہود پر آئے۔ قدیم علوم و فنون پر کسی انمٹ روشنائی سے لکھی ہُوئی کتابیں بھی دستیاب ہُوئیں۔ ان دفینوں کا وافر حِصّہ لندن پہُنچا اور آج بھی برٹش میوزیم میں اربابِ نظر کے لیے سُرمۂ بصیرت کا کام دے رہا ہے۔

اس نادر ذخیرے کا علمی حِصّہ بڑا ہی اہم ہے جس میں قدامت کے لحاظ سے دو کتابیں قابلِ ذکر ہیں: سب سے پُرانی کتاب آرائشِ نسواں سے متعلق ہے اور دُوسرا صحیفہ ہاتھ کی لکیروں سے کردار اور مستقبل بیانی سے وابستہ ہے جو ہاتھ کے خاکوں اور لکیروں کے محلِ وقوع وغیرہ کے علاوہ ان فنّی نکات پر اس قسم کی تحریری اور تصویری شہادت ہے کہ ماضی کے اس بعید زمانے میں بھی اس فن کی قدر و منزلت کا اندازہ لگانا آسان ہو جاتا ہے۔

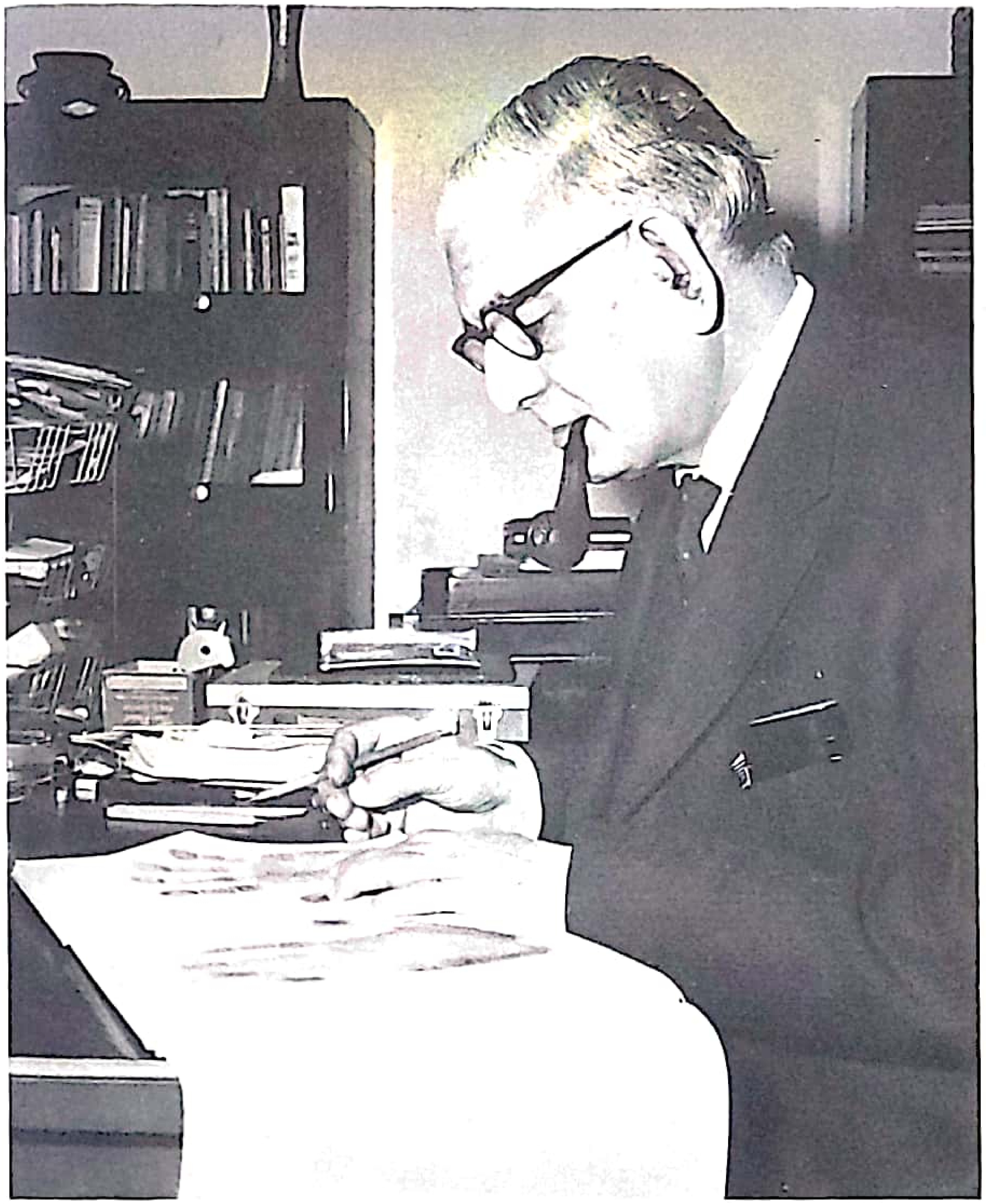

میر بشیر

مشہور مصنف لِن یوٹانگ اگرچہ چینی نسل سے ہے مگر اسکی تمام تر زندگی امریکا ہی میں بسر ہُوئی۔ اسی سرزمین میں اس نے ہوش سنبھالا اور یہیں کے علم وادب سے اپنے دامن کو مالا مال کیا۔ اپنی شہرہ آفاق تصانیف کے باعث دُنیا کے چوٹی کے مصنفین میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ وہ عالم بھی ہے اور ماہرِ نفسیات بھی، اور سوانح نگاری کے میدان میں خاص طرزِ تحریر کا مالک بھی ہے۔

غالباً یہ خون کی تاثیر تھی یا آباؤ اجداد کے مُلک سے ربط ومحبت کا تقاضا کہ اس نے چینی ادب، تاریخ اور وہاں کے کئی ایک نامور علماء وادباء کے سوانح حیات بھی لکھے ہیں۔ عہدِ قدیم کی ایک چینی شخصیت کے حالات کے دوران وہ اپنی کتاب GAYGENIUS میں لکھتا ہے کہ اسے فنِ دست شناسی سے بھی شغف تھا۔ اِس ضمن میں وہ کہتا ہے کہ ہاتھ کی لکیروں کا علم ہزاروں سال پہلے چین میں نہ صرف مستند تھا بلکہ اِس کا جاننا اِس قدر ضروری تصور کیا جاتا تھا کہ اگر کوئی عالمِ وقت اِس فن سے ناواقف ہوتا تو یہ اُس کے علم وفضل میں ایک طرح کی کمی کی نشانی گردانی جاتی تھی۔

یہ حقیقت ہے کہ چینی ہست ریکھا ایک نہایت ہی اعلیٰ اور مستند علمی سرمایہ ہے اور اس فضیلت اور اہتمام سے اس کی ترتیب وتدوین ہوئی ہے کہ اعلیٰ استعدادِ علمی کے بغیر اس کی تکمیل ناممکنات سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چین میں آج بھی یہ علم مرغوبِ خاص وعام ہے اور اس کے جاننے والے مرجعِ خلائق بنے ہُوئے ہیں۔

جاپان میں بھی ہست ریکھا کا فن زمانۂ قدیم سے مروّج ہے۔ اس سلسلے میں ایک فنی نکتہ بڑے دلنشین پیرائے میں بیان کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ جس خط سے دُنیوی مرتبہ ومنزلت کا پتا چلتا ہے، وہ خطِ تقدیر سے معنون ہے (نقشہ نمبر۱)۔ یہ کلائی کے قریب سے شُروع ہوکر ہتھیلی کو عبُور کرتا ہُوا درمیانی اُنگلی کے تحتانی پُرگوشت حصّے میں پُہنچ کر ختم ہوجاتا ہے۔ اس خط سے دنیوی اُونچ نیچ، کاروبار، مال ودولت وغیرہ قسم کے اُمور کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔ جب یہ گہرا، لمبا اور بے عیب ہو تو صاحب نشان اچھی دنیوی حیثیت کا مالک ہوتا ہے۔ اگر یہ خراب، کوتاہ یا کمزور ہو تو مالی اور دُنیوی حالت اچھی نہیں ہوتی اور یہ عسرت اور تنگ حالی کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔

شہنشاہِ جاپان کو میکاڈو کے معزز نام سے پُکارا جاتا ہے۔ عہدِ قدیم ہی سے اہلِ جاپان کے لیے میکاڈو دُنیوی اور رُوحانی عظمتوں کا پیکرِ اکبر تصور کیا جاتا تھا۔ اسی نظریہ کو خطِ تقدیر کے اعلیٰ ترین اوصاف

بیان کرنے کے سلسلے میں استعمال کیا گیا ہے۔ چُنانچہ جاپانی ہست ریکھا میں لکھا ہے کہ جب خطِ تقدیر کلائی کے اُس مقام سے نمودار ہو جہاں بازو اور ہتھیلی کی حدیں ملتی ہیں اور یکساں گہرائی اور چمک کے ساتھ بے عیب ہتھیلی کی سطح کو عبُور کرتے ہُوئے اس مقام پر پہنچ کر ختم ہو جہاں درمیانی اُنگلی ہتھیلی سے شرُوع ہوتی ہے اور وہاں پر ایک گہری آڑی لکیر پائی جاتی ہے تو یہ بے مثال مقسوم کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس کا حامل میکاڈو ایسا یعنی شہنشاہانہ مقدر لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر وہ میکاڈو نہ بن سکے تو اپنی عظمت اور بختِ رسا کے باعث اُس مقام پر پہنچ کر رہتا ہے جو اسے شاہِ وقت کے شانہ بہ شانہ کھڑا کر سکے۔ ایسے خطِ تقدیر کو اہلِ ہنُود کے یہاں بھی بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے بیان میں لکھا ہے کہ اس کا حامل دُنیا کے سارے اتم سُکھ بھوگتا ہے اور راجا سمان جیون بتاتا ہے (نقشہ نمبر۲)۔

برِصغیر ہند وپاک میں بھی اس فن کی قدر ومنزلت کسی اعتبار سے کم نہیں رہی ہے۔ مہاتما بدھ کے جنم کے وقت مروّجہ رموز علومِ مُستقبل شناسی کے چوٹی کے ماہرین کو طلب کیا گیا اور ان کے احکام قلم بند کیے گئے۔ اس سلسلے میں ہست ریکھا کے ماہرین کے احکام کا یہ حصّہ کہ نومولود کے دونوں ہاتھوں میں چکرورتی کا نشان ہے اس لیے اس کی عظمت بے مثال ہوگی، زبانِ جادواں سے اس فن کی حقانیت کا آئینہ دار ہے۔

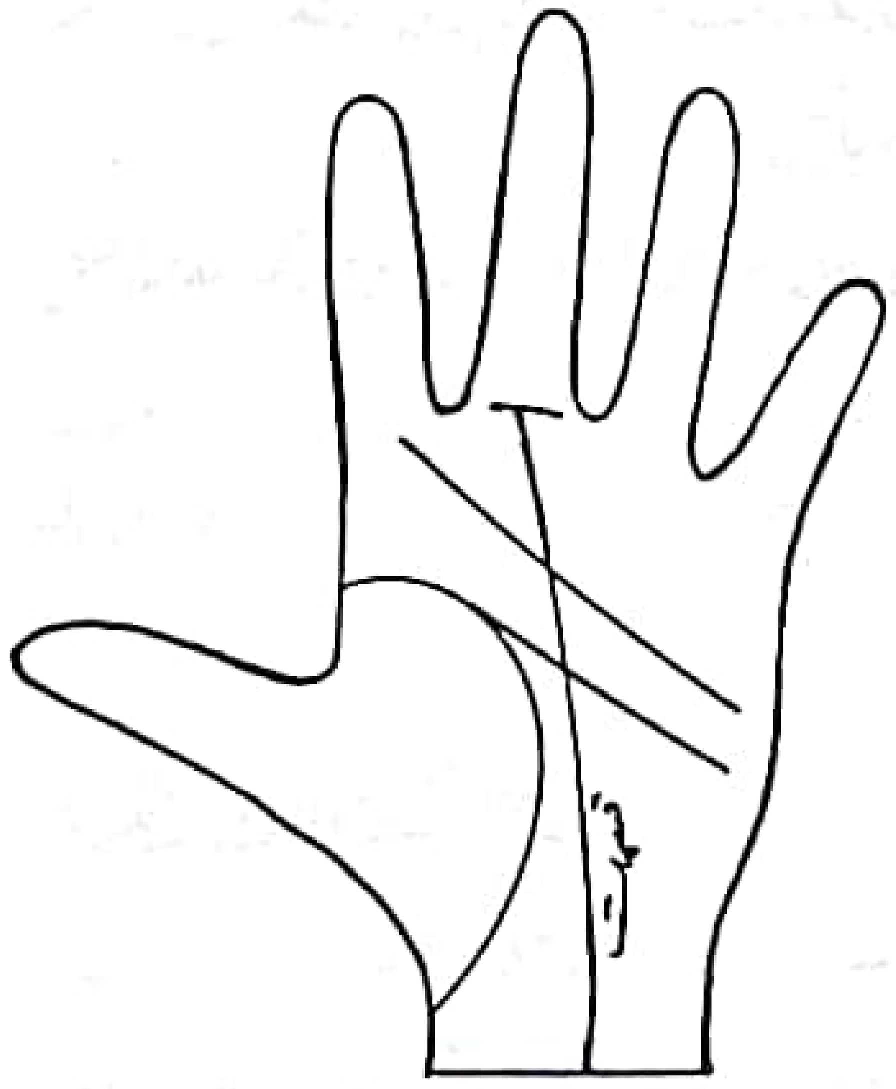

(۲)

(۱)

Scanned with CamScanner

اہلِ ہنود جوتش یعنی علم النجوم اور ہست ریکھا سے زندگی کے ہر مسئلے میں رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ ان دونوں طریقہ ہائے مرموز میں وہ گہرا ربط ہے کہ اس کی حقیقت کچھ اربابِ نظر ہی جانتے ہیں۔

آج کل یہ دیکھ کر حیرت بھی ہوتی ہے اور افسوس بھی کہ اسی برِ صغیر میں ان علوم کے جاننے والوں کا اِس قدر قحط ہے کہ عطائی قسم کے ماہرینِ فن چابکدستی سے عوام الناس کو یوں بے طرح شکار کرتے رہتے ہیں کہ اب بھی اگر خلقِ خدا ان فنون سے بددل نہ ہو جائے تو درحقیقت یہ ایک معجزے سے کم نہیں۔

غالباً عامۃ الناس اس سے آگاہ نہیں ہیں کہ ہست ریکھا کا فن بہت ہی دقیق ہے۔ اس کے رموز و نکات کی تفہیم کے لیے ذہنِ بلند کی ضرورت ہے۔ یہی نہیں، اس کا علمی سرمایہ وسیع ہے اور اس کا علمی حصہ اگر تحقیق و سعی سے سمجھ میں آ بھی سکے تو اس کی مشق اور اس میں عملی مہارت حاصل کرنے کے لیے مدتیں درکار ہیں۔ اور اگر ایک عمر اس صحرائے بسیط میں آبلہ پائی کے بعد کچھ تیر بہدف نسخے ہاتھ لگ جائیں تو یہ فیضِ الٰہی ہے۔ مجھے تو اس فن میں چالیس پچاس سالہ عملی کارکردگی کے بعد یہی معلوم ہوا کہ جو کچھ حاصل ہو سکا اس کی حیثیت مبتدیانہ ہے اور اس کے حقیقی اسرار بڑی حد تک نگاہوں سے اوجھل ہی ہیں۔

اگستھیہ ناڑی

محیّر العقول صحیفۂ تقدیر

دورِ حاضر میں کسی حد تک ہند و پاک میں جدید قسم کے تعلیم یافتہ افراد ان فنون سے قدرے منحرف ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر حق تو یہ ہے کہ ان کا اکثر طبقہ ایسا ہے کہ جن کو اس فن سے واسطہ نہیں پڑا۔ اور اگر انھیں کسی سے سابقہ ہوا بھی ہے تو بقول قاضی عبدالغفار مرحوم ایسے لوگوں سے جو اپنی بغل کی پوتھی اور چند اصطلاحوں کو گداگری کا ایک ذرا شائستہ ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔ بہرکیف جوں ہی وہ کسی اہلِ نظر فن دان سے ملتے ہیں تو ان کا انحراف یقین سے بدل جاتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک واقعہ یاد آ گیا۔ دوسری جنگِ عظیم کا ہنگامہ زوروں پر تھا اور ابھی ہندوستانی سیاسی اکابر آزاد تھے۔ ان دنوں مسز سروجنی نائیڈو سے میرے مراسم بہت خوشگوار تھے۔ وہ اپنی اولاد کی طرح میرا خیال رکھتی تھیں۔ میں نے انھیں ملکی لیڈروں کے ہاتھوں کے نقشے دلوانے کا وعدہ یاد دلایا۔ بڑی بی میں ایک بات تھی۔ کہنے لگیں، تو پھر کل ہی واردھا چلے چلو ورنہ نجانے جنگ کب ختم ہو۔ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کی یہ غالباً آخری میٹنگ ہوگی پھر جانے ہم لوگ کہاں بند کر دیے جائیں۔

دوسرے ہی دن ہم لوگ واردھا پہنچے۔ سب سے پہلے بھولا بھائی ڈیسائی سامنے آ گئے۔ پھر جمنا لعل بجاج پکڑے گئے۔ پھر بیرسٹر آصف علی صاحب۔ پھر حضرت مولانا آزاد۔ غرض کم و بیش سبھی سیاسی اکابر کے ہاتھوں کے نقوش اتارے۔ آخر میں پنڈت جواہر لعل نہرو کے پیچھے پڑا۔ وہ قدرے مسکرائے اور نیم رضامندی کے ساتھ اپنے ہاتھ کالے کروا ہی لیے۔

یہ عام طور پر مشہور تھا کہ پنڈت جی جوتش ہست ریکھا ایسے علوم کے مخالف تھے اور انھیں مستقبل گوئی کے طریقوں پر اعتماد نہ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ درست ہو مگر جب میں ان کے ہاتھوں کے نقشے اتار رہا تھا تو پانچ چھ سیاسی لیڈر موجود تھے۔ انھوں نے سب کے سامنے برسبیلِ تذکرہ ہی سہی، اپنی جنم کنڈلی (زائچہ) کا تذکرہ فرمایا۔ کہنے لگے، ہماری والدہ جوتش

پر بہت یقین رکھتی تھیں۔ خاندان کے ہر فرد کی کُنڈلی بنوائی جاتی تھی۔ چُنانچہ اُنھوں نے اپنے مخصُوص جوتشی سے میری کُنڈلی بھی بنوائی تھی۔ جب میں سنِ بلُوغ کو پُہنچا تو جوتشی جی کے احکام سُنے۔ ان کے مطابق میرے اعلیٰ تعلیم کے لیے سمندر پار جانے کی پیش گوئی بھی تھی۔ اس قسم کی کئی اور باتوں کا اُنھوں نے تذکرہ فرمایا۔ اتنے میں ورکنگ کمیٹی کے اجلاس شرُوع ہونے کی خبر آئی۔ پنڈت جی نے ہاتھ دھوئے اور کمرۂ اجلاس میں چلے گئے۔

جن دنوں میں حیدرآباد میں پریکٹس کرتا تھا، وہاں کے اربابِ علم وفضیلت کے علاوہ دنیوی اعتبار سے اعلیٰ طبقے کے لوگ بھی مستقبل شناسی کے لیے مُجھ سے رجُوع کرتے رہتے تھے۔ ان میں ہندو بھی تھے اور مُسلمان بھی۔ وہاں کے سابق وزیرِ اعظم نواب سالار جنگ مرحُوم بھی میرے مؤکل تھے اور مہاراجہ کشن پرشاد جو ان دنوں وزیرِ اعظم کے عہدے پر فائز تھے، مُجھے اکثر یاد کیا کرتے تھے۔ مہاراجہ بہادر سے رابطے کا خوشگوار اثر یہ ہُوا کہ ریاست کے بڑے بڑے خاندانوں میں رسائی ہوگئی اور میرا کام خاصی مستحکم بنیادوں پر اُستوار ہوگیا۔

اہلِ ہنُود میں ہست ریکھا بہُت ہی قدیم ہے اور اس کے جاننے والے بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ سنسکرت، بنگالی، گجراتی اور مرہٹی زبانوں میں اس فن پر سیر حاصل ادب موجُود ہے لیکن تامل زبان جو کہ ہزاروں سال پُرانی ہونے کے باوصف آج بھی جنوبی بھارت میں عوام کی عام بولی ہے، اس علم کے عظیم ذخیرے اپنی آغوش میں لیے ہُوئے ہے۔ اس میں چار پانچ سو سالہ پُرانی کتابیں تو اب بھی عام ہیں مگر ہزاروں سال پُرانی کتب اس طریقے سے محفُوظ ہو چکی ہیں کہ قسمت یاوری کرے اور ان قدیم خزائن تک رسائی ہو جائے تو انسان خود کو کسی عالمِ طلسمات میں محسوس کرنے لگتا ہے۔

۱۹۴۳ء کے بعد سے میرا زیادہ تر قیام بمبئی میں ہی تھا۔ لیکن حیدرآباد کی کشش اور مرجوعہ کی فرمائشوں کا یہ عالم تھا کہ ہر سال چند ماہ کے لیے وہاں بالضرور جانا ہی پڑتا تھا۔ ۱۹۴۵ء کے سفرِ حیدرآباد کے دوران میں آنجہانی ڈاکٹر جیسوریہ نائیڈو کے ہاں ٹھہرا ہُوا تھا۔ ایک شام کھانے کے بعد مرموز علُوم اور قدیم تامل دستاویزات کے بارے میں گفتگو شرُوع ہوگئی۔ اس سلسلے میں ایک صاحب نے بتایا کہ مدراس کے ایک مندر میں ایک ایسا قدیم صحیفہ محفوظ ہے جس میں وہ طریقۂ کار

رقم ہے جس کے استعمال سے کسی بھی انسان کے ہاتھوں کے نقوش سے اس کا وقت اور زمانۂ پیدائش نہایت صحت کے ساتھ معلُوم کیا جاسکتا ہے۔ نیز اس صحیفہ میں ہست ریکھا کے ایسے ایسے رموز و اسرار پنہاں ہیں کہ جن سے انسانی حیات و تقدیر کے گزشتہ و آیندہ ہر قسم کے حالات کے بارے میں محیرالعقول صداقت کے ساتھ مدد مل سکتی ہے۔

میرا طبعی ذوقِ تجسس بیدار ہوگیا اور میں اس صحیفے کی تلاش میں چل نکلا۔ بالآخر مجھے اس کا پتا چل گیا۔ وہ مدراس میں شکتی دیوی کے مندر میں محفوظ تھا۔ کتاب قدیم تامل زبان میں لکھی ہُوئی تھی۔ اس کے پڑھنے کے لیے خاص تعلیم کی ضرورت تھی اور اس کی تفہیم و ترجمانی کے لیے قدیم تامل لٹریچر اور زبان سے خصُوصی آگاہی کی ضرورت تھی۔ ایسے ماہر کا پتا لگانا آسان کام نہ تھا۔ مگر آنجہانی ڈاکٹر جیسوریہ نائیڈو حُسنِ اتفاق سے ایسے ہی ایک تامل شاستری کو جانتے تھے جو ماہرِ زبان بھی تھا اور علومِ مرموز میں اُستادانہ دستگاہ بھی رکھتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر شاستری جی ہماری اعانت کے لیے آمادہ ہو گئے اور ایک سہ پہر ہمارے ساتھ شکتی مندر میں تشریف لے گئے۔

اس کتاب کا نام اگستھیہ ناڑی ہے۔ درحقیقت اس کا محافظ ہی اسے پڑھ سکتا تھا۔ ہماری درخواست پر وہ اس بات پر راضی ہوگیا کہ اگر کتاب کھولنے پر اس کے پڑھ کر سنانے کی اجازت ہوگی تو وہ متعلقہ عبارت ہمیں سنانے میں دریغ نہیں کرے گا۔

یہ کہ کر محافظِ کتاب مندر کے اس پوشیدہ کمرے میں چلا گیا کہ جہاں دستاویزات قرینے سے رکھی ہُوئی تھیں۔ کم و بیش نصف گھنٹے کے بعد وہ واپس لوٹا۔ اس کے ہاتھ میں بہُت ہی پُرانی لکڑی کی تختیوں کا ایک بنڈل تھا جو گندے میلے مگر بہُت ہی مضبُوط قسم کے دھاگے سے بندھا ہُوا تھا۔ ہر تختی ایک فٹ لمبی اور دو انچ چوڑی تھی اور ہر ایک میں دونوں سروں کے قریب باریک سُوراخ تھے۔ پُرانے دھاگے کے تاروں میں پرو کر ان تختیوں کو کس کر باندھا ہُوا تھا۔

محافظِ کتاب مؤدبانہ بیٹھ گیا۔ عبادت کے طور پر تامل میں کچھ کلام خوش الحانی کے ساتھ پڑھا۔ اس کے بعد بڑے احترام کے ساتھ بنڈل کھولا اور پہلی تختی پر سرسری نگاہ ڈالنے کے بعد کچھ نشانات سے گویا انڈکس کا کام لیتے ہُوئے کچھ تختیاں اُلٹیں۔ پھر ایک تختی پر رُکا۔ حلق صاف کرتے ہُوئے بولا "لیجیے، آپ خوش قسمت معلُوم ہوتے ہیں۔ یہ تختی آپ ہی سے متعلق ہے۔" پھر اس نے نوشتۂ تقدیر یُوں پڑھا

شروع کیا جیسے کوئی مقدس کتاب کی قرأت کر رہا ہو۔ ہر متن کے خاتمے پر وہ سلیس زبان میں ترجمہ کرتا جاتا اور ہمارے معاون شاستری جی ترجمان کا مفہوم تفصیل کے ساتھ سمجھاتے جاتے۔

پیرایۂ آغاز بے حد اثر انگیز تھا۔ لکھا تھا "اس وقت چار افراد یہاں بیٹھے ہیں۔ ایک مندر کا منتظم ہے جو تین اشخاص کو اس کتاب سے استفادہ کے لیے لایا ہے اور ابھی چلا جائے گا۔ جو لوگ یہاں ٹھہریں گے ان میں ایک ڈاکٹر ہے اور ایک علوم باطنیہ کا گیانی۔ تیسرا شخص ہست ریکھا کا عامل ہے اور اس فن کے رموز کی کلید کی تلاش میں یہاں پہنچا ہے۔ اس شخص کے لیے یہ صحیفۂ مقدس کھولا گیا ہے اور اب اس کے بارے میں بالتفصیل بیان کیا جاتا ہے۔"

محافظ نے معنی خیز نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور کچھ تأمل کے بعد کہنے لگا "اِس قسم کی تمہید بہت ہی شاذ ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس میں کوئی خاص مصلحت اور رمز مضمر ہے۔ بہرکیف سنیے۔" اس کے بعد پھر خوش الحانی سے اس نے متن پڑھنا شروع کیا اور جب ایک مکمل پیراگراف ختم کر چکا تو ترجمانی شروع کی :

"اس شخص کی پیدائش تین بج کر اُنتالیس منٹ پر علی الصباح ۱۵ ستمبر، ۱۹۰۷ء کو ہوئی۔ اس کے زائچہ میں سرطان طالع ہے اور اس میں گرد براجمان ہے۔ یہ اس شخص کا مقدر ہے کہ اسے اس فن کے خفیہ اسرار و رموز حاصل ہوں۔ اِن امور کا بیان اِس زائچے کے دسویں باب میں رقم ہے۔ وہ دوسرے دن پڑھا جائے گا۔ آج زندگی کے حالات کا تذکرہ ہو گا۔" اِس کے بعد دن ڈھلے تک کتاب کے حصے پڑھے گئے اور میں ان کے ترجمے لکھتا چلا گیا۔

اس رات ڈاکٹر جیسوریہ اور گیانی جی میرے ساتھ ہی رہے اور صبح تک دن بھر کے تجربات و انکشافات پر بات چیت جاری رہی۔ دوسرے دن ناشتے کے فوراً بعد ہم لوگ شکتی مندر پہنچے۔ محافظ صاحب بھی ہمارا اِنتظار فرما رہے تھے، چنانچہ میرے زائچہ کا دسواں باب کھولا گیا۔ اس میں ایسی ایسی باتیں اور اسرارِ فنی کا حال تفصیل سے رقم تھا کہ اِنسانی فکر و تصوّر سے بہت ہی بعید ہے۔

فن کے رموز میں ایک خاص نکتہ جو مدتوں سے حل طلب تھا صاف ہو گیا۔ انگوٹھے کے نیچے ایک گوشت کا اُبھار ہے۔ یہ زہرہ یا شکر کا اُبھار کہلاتا ہے (نقشہ نمبر ۱) ایک قوس نما واضح

لکیر انگوٹھے اور پہلی اُنگلی کے درمیانی حصّے سے شروع ہو کر اس اُبھار کے گرداگرد گھومتی ہوئی ہتھیلی کی سطح کو عبور کرتی ہوئی کلائی کے قریب پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ یہ زندگی کی لکیر کہلاتی ہے۔ زہرہ کے اُبھار سے کچھ معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ مگر صحیفے نے بتایا کہ اگر اس پر نقش شدہ ہر نشان اور خط کا صحیح طور پر ژرف نگاہی سے مطالعہ کیا جائے تو یہاں سے ماں باپ، بہن بھائی، اولاد، میاں بیوی، غرض کہ تمام خاندانی اُمور کے بارے میں سیر حاصل حالات کا پتا چل سکتا ہے۔ اور اگر زندگی کی لکیر اور زہرہ کا اُبھار ملا کر مطالعہ کیا جائے تو ذاتی صحت، بیماری، سفر حضر، مالی اور دُنیوی حالات کے علاوہ زندگی کے تمام تر واقعات کی تفصیل اور وقت کے تعین کے ساتھ تاریخ وار کیفیت بتائی جا سکتی ہے۔

جو لوگ ہست ریکھا کے فن سے شغف رکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ کسی واقعے کا صحت کے ساتھ بتانا کس قدر مشکل امر ہے اور خصوص کے ساتھ زندگی کے حالات پر تعینِ زمانہ کے ساتھ سچائی اور صحت کے ساتھ احکام کا بیان اور وہ بھی محض زہرہ کے اُبھار سے محالات سے ہے۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ مشق و ریاض کے ساتھ ، اصُولِ فن میں صحیح اور گہری نگاہ ہو تو یہ کوئی دشوار کام نہیں ہے۔

اس ناڑی میں فن کے اصُول و قوانین کی بحث کے دوران لکھا تھا کہ گرد کا اُبھار جو پہلی اُنگلی کے نیچے واقع ہے، اس کی قدر و قیمت فن کے اعتبار سے ایسی ہے جیسے کہ دوسری دھاتوں کے مقابلے میں سونے کی۔ یہ اعزاز، تقدس، شرف اور علم و عظمت کا آئینہ دار ہے۔ زہرہ کا اُبھار اس کے مقابلے میں چاندی کی حیثیت رکھتا ہے۔ گرو باپ اور زہرہ ماں کے مانند ہے۔

درمیانی اُنگلی کے نیچے ایک اور پُر گوشت اُبھار ہے۔ اسے سنیچر کا اُبھار کہتے ہیں (نقشہ نمبر ۱) جب کسی کے بُرے دن آتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ اس پر سنیچر سوار ہے۔ یہ کُلیّتہً دُرست نہیں ہے۔ سنیچر کے بارے میں لکھا تھا کہ اس پر تقدیر کی لکیر ختم ہوتی ہے۔ یہ وہ لکیر ہے جو ہتھیلی کو عبور کرتی ہوئی دُوسری اُنگلی کی جڑ کے پاس ختم ہوتی ہے۔ اس کا آغاز کلائی کے قریب سے ہوتا ہے۔

سنیچر کا اُبھار گویا اپنے کیے کا پھل بتاتا ہے۔ اگر عمر عزیز آوارگی اور بے کاری میں صرف

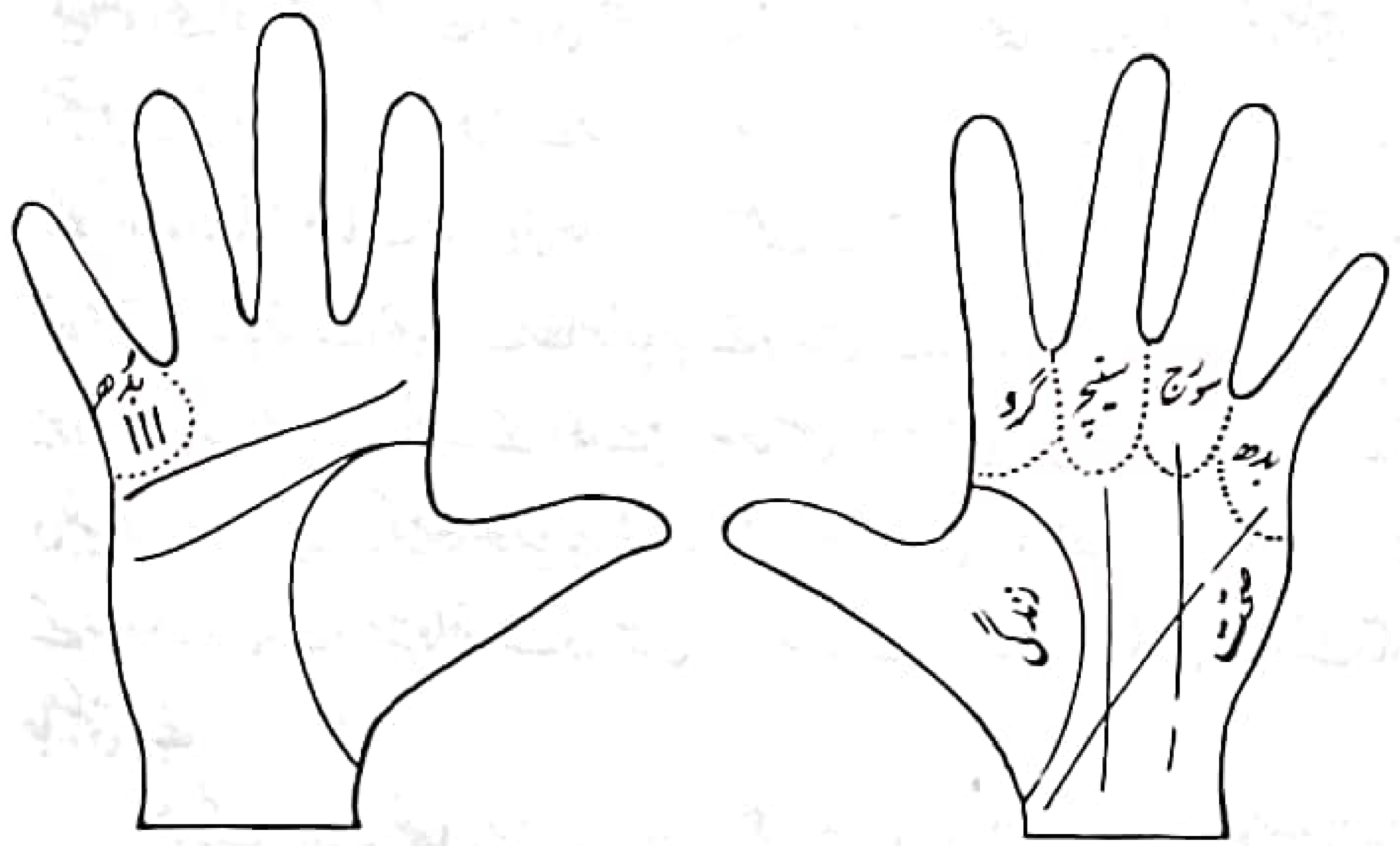

(۲) (۱)

کی جائے تو نیک صلہ مشکل ہے۔ اگر سچی محنت اور نیک نیتی سے کاروبارِ حیات میں جدّوجہد کی جائے تو سنیچر بہت دھن، دولت، آرام اور بڑھاپے میں مالی فراغتوں سے مالا مال کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں قسمت کی لکیر کی بناوٹ، چمک، لمبائی، گہرائی، صفائی، سبھی امُور کا جانچنا ضروری ہے۔ قسمت کی لکیر اگر شکستہ اور خراب ہو مگر سنیچر کے اُبھار پر جلی اور صاف پہنچ جائے تو تقدیر ضرور یاوری کرتی ہے اور صاحب نشان کی محنت ضائع نہیں جاتی۔

پھر تیسری اُنگلی کے تحتانی اُبھار کا ذکر تھا۔ اِسے سُورج کا اُبھار کہتے ہیں۔ جب یہ صالح اور عمدہ ہو تو اقبال مندی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہاں سے پائیدار شہرت، تخلیقی، ادبی یا علمی مساعی کے صلے میں قبولِ عام، اعزاز و انعامات کے علاوہ دھن دولت اور سچّی عیش و نشاط حاصل ہوتی ہے۔ اس اُبھار پر بھی ایک واضح لکیر ختم ہوتی ہے۔ یہ بھی کلائی کے قریب سے آغاز کرتی ہے اور ہتھیلی کی سطح کو عبور کرتی ہُوئی تیسری اُنگلی کے نیچے ختم ہو جاتی ہے۔ اس لکیر کو سُورج کی لکیر کے نام سے پُکارا جاتا ہے۔ جس شخص کے ہاتھ میں یہ لکیر ہو، خواہ وہ بہُت ہی کمزور یا چھوٹی ہی ہو، تو اُس کی زندگی کے دوران میں اُسے ہم چشموں میں عزّت، برادری میں احترام اور دنیوی فراغت بالضرور حاصل ہوتے ہیں۔ اگر یہ سُورج کے اُبھار پر بے عیب نقش ہو تو زندگی کے آخری

ایّام احترام اور سفید پوشی کے ساتھ باسہولت گزرتے ہیں۔

چھوٹی اُنگلی کے نیچے بھی ایک پُرگوشت اُبھار ہے۔ یہ بُدھ کا اُبھار کہلاتا ہے۔ یہ سائنس، صنعت اور طب میں سے کسی شعبۂ حیات میں کامیابی کی طرف طبعی صلاحیت کی وجہ سے راہنمائی کرتا ہے۔ اس اُبھار پر اگر تین واضح ترچھی لکیریں نظر آئیں تو یہ اعلیٰ سرجن یا بے مثال ڈاکٹر بننے کی دلیل ہے (نقشہ نمبر ۲)۔

اِس اُبھار پر بھی ایک واضح لکیر ختم ہوتی ہے۔ یہ بھی کلائی کے قریب سے شرُوع ہوتی ہے مگر اُس مقام سے جہاں پر زندگی کی لکیر کا خاتمہ ہے اور کلائی سے اُس کا اِتصال ہے۔ اِسے بالعموم صحت کی لکیر کہا جاتا ہے اور یہ صحت مندی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ مگر ڈاکٹر یا صنعت کار کے ہاتھ میں ایسی لکیر درحقیقت نمایاں کامرانی اور دولت و شہرت کی اٹل نشانی گردانی جاتی ہے۔ (نقشہ نمبر ۱)۔

اسی طرح مختلف علمی امور پر تفصیلات وضاحت سے بیان کی گئی تھیں۔ انتخابِ پیشہ کے بارے میں بڑی بڑی دلچسپ معلُومات حاصل ہُوئیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگستھیہ ناڑی سے بہُت کچھ پانے کے بعد بھی وہ کلید جس کی برسوں سے تلاش تھی، مجھے نہ مل سکی۔ انھی دنوں حالات یُوں پلٹ گئے کہ مجھے انگلستان آنا پڑا، اور جب سے یہیں کا ہو کے رہ گیا ہوں۔ بہر کیف، میری تلاش جاری رہی اور ۱۹۵۴ء، ۱۹۵۵ء، ۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۱ء میں پھر اُن رموز کی تلاش میں چل نکلا اور بنگلور، مدراس، کولمبو تک گیا۔ اور یہ ناشکری ہوگی اگر میں اس حقیقت سے انکار کروں کہ مجھے اِس قسم کی کئی ایک قدیم تامل اور سنسکرت کی کُتب سے بے حد فیض پہنچا۔ مگر انسان کی علمی طلب بیکراں ہے۔ آج بھی مزید رموزِ فن کی تلاش میں لگا ہُوا ہوں اور دنیا کے ہر کونے سے آنے والے افراد کے توسُّط سے ایسی کتابوں اور صحیفوں کا پتا لگاتا رہتا ہوں جن کے مطالعے سے میری طبعی علمی پیاس کا مُداوا ہو سکے۔

رومی شہنشاہ اور نقلی سفیر

جس عہد میں یُونانی تہذیب اپنے عرُوج پر تھی، دست شناسی کا علم بڑا ہی محترم اور مقبولِ عام تھا۔ سکندرِ اعظم کا زندہ جاوید اتالیق ارسطو، جسے فلسفۂ جدید کا باوا آدم مانا جاتا ہے، اس فن میں گہری نگاہ رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے ہست ریکھا پر ایک مختصر مگر جامع صحیفہ رقم کیا تھا جو صدیاں گزر جانے کے باوصف آج بھی اربابِ فن کے لیے مشعلِ راہ کا کام دیتا ہے۔

سکندرِ اعظم پر اپنے اتالیق کا بہت ہی اثر تھا اور غالبًا اس کی مرموز علم سے طبعی دل بستگی میں اس کے اُستادِ محترم کی تعلیم کا ہاتھ ہوگا۔ یہ حقیقت ہے کہ اپنی تاریخی فتوحات پر روانگی سے پہلے سکندرِ اعظم متداول طریقوں سے فال نکلواتا تھا یا کسی رُوحانی بزرگ یا ماہرِ فن مرموز سے مشورہ لیتا تھا۔ اس سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا جاتا ہے: فاتحِ اعظم اپنے دارالحکومت میں ایشیائی مُہم پر روانگی کے پیشِ نظر فوجوں کی تربیت اور تیاری میں سرگرم تھا۔ باربرداری کے لیے ساز و سامان اور سواروں کے لیے اعلیٰ نسل کے گھوڑے انتخاب کیے جا رہے تھے۔ جب ہر قسم کی تیاری ہو چکی تو وہ برجیس کے معبد میں پہنچا، جہاں ایک مجذوب دوشیزہ رہتی تھی۔ اس عارفہ کے باطن میں ایک خاص روحانی قوت پنہاں تھی۔ اس کے احکام صداقت پر مبنی ہوتے تھے۔ مگر جب تک اسے کسی اشارے سے اِذن نہیں ہوتا تھا، وہ خاموش رہتی تھی۔ سکندرِ اعظم بڑی دیر تک معبد کی محراب کے پاس سرنگوں بیٹھا رہتا تھا، مگر حال مست عارفہ آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتی تھی۔ چنانچہ وہ طویل اِنتظار کے بعد لوٹ جاتا تھا۔ اسی طرح کئی دن بیت گئے، لیکن وہ بلا ناغہ معبد کا طواف کرتا رہا۔ آخرِ کار مجذوبہ پر حال کا عالم طاری ہو گیا اور اس نے باآوازِ بلند سکندرِ اعظم سے خطاب کرتے ہُوئے کہا :

"اے فاتحِ عالم ! اپنی مُہم پر روانہ ہو جا۔ تجھے کوئی بھی شکست نہ دے سکے گا"

اُس وقت عارفہ کے کلام میں جلال تھا۔ سکندرِ اعظم نے اُس کے احکام مؤدبانہ سُنے اور سجدۂ شکر

ادا کیا۔ اِس کے بعد یورپ اور ایشیا کے ممالک میں اپنی عظمت اور اُولوالعزمی کے جھنڈے گاڑتا ہُوا تاریخِ عالم کے اوراق پر اپنا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ثبت کر گیا۔

تہذیبِ روم کے دورِ ارتقا میں اس فن کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ دربارِ شاہی میں اس کے ماہرین بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ رومتہُ الکبریٰ کے ایک شہنشاہ نے بھی اس فن میں بڑی دستگاہ حاصل کر لی تھی اور اس کی مہارتِ فنی اور پیش گوئی کے افسانے زبانِ زدِ خاص و عام ہو گئے تھے۔

اِسی قیصرِ روم سے وابستہ ایک واقعہ تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ اور نہ صرف مخصوص حالات سے متعلق ہے بلکہ اس کی تسخیرِ فنی کی زندہ دلیل تصوّر کیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ اس قیصرِ روم کی خدمت میں کسی دُور اُفتادہ مملکت کا نیا ایلچی آیا اور اپنی سفارت کی اسناد پیش کیں۔ جب رسم انجام کو پہنچی تو شاہِ وقت نے اُسے عزت و احترام کے ساتھ اپنے قریب بٹھایا اور اپنی دست شناسی سے دلچسپی کا ذکر کرتے ہُوئے اس کے ہاتھ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ شاہی درخواست دراصل ایک حُکم کے مترادف ہوتی ہے۔ ایلچی کے لیے حُکم بجالانے کے سوا چارہ کار نہ تھا۔

قیصرِ وقت نے اس کے ہاتھوں کے نقوش کا بڑی احتیاط اور ژرف نگاہی سے مُطالعہ کیا۔ جب وہ اپنی تسلّی کر چکا تو داروغۂ جیل کو طلب کیا اور باآوازِ بلند جلال میں آ کر فرمایا "یہ شخص بہروپیا اور فریبی ہے۔ اِس کے ہاتھوں میں کوئی ایسی علامت نہیں ہے کہ اِسے سفارت کے رُتبۂ بلند کے لائق گردانا جا سکے۔ اِسے نظر بند کر دیا جائے"

دربارِ شاہی میں ہُلڑ مچ گیا اور دانایانِ ریاست قیصرِ روم کا فیصلہ سُن کر دنگ رہ گئے۔ کسی کی زبان پر حرفِ اعتراض نہ تھا اور نہ کسی نے تشویش کا اظہار کیا۔ درحقیقت انھیں اپنے آقا کی فنی مہارت پر پُورا بھروسا تھا۔

فی الفور تفتیش شروع ہو گئی اور مملکتِ سفیر کی طرف قاصد دوڑائے گئے۔ اس میں شُبہ نہیں کہ اگر قیصرِ روم کے احکام غلط ثابت ہوتے تو دونوں مُلکوں کے سیاسی تعلقات پر کاری ضرب

لگتی اور جنگ و جدال کا خطرہ پیدا ہو سکتا تھا۔ مگر شاہِ وقت عطائی دست شناس نہ تھا۔ اُسے اپنے علم پر کامل اعتماد تھا۔ تحقیق و تفتیش کے بعد ثابت ہُوا کہ نظر بند سفیر فی الحقیقت فریبی تھا۔ اگر شاہ دست شناسی کے فن کا اتنا بڑا عالم اور اداشناس نہ ہوتا تو فریبی ایلچی اپنے خبیث عزائم میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ اس کے برعکس وہ اپنے کیفرِ کردار کو پہنچا۔

مشہور ماہرِ نفسیات آنجہانی کارل ژنگ نے انسانی کردار و ذہن کی گتھیاں سُلجھانے میں اپنی طویل عمر کے پچاس ساٹھ برس صرف کیے تھے۔ اس کی تحقیقات دُنیا بھر میں مستند مانی گئیں ہیں اور اس کا شمار ایسے علماءِ نفسیات میں ہوتا ہے جن کی حیثیت بے مثال ہے۔

اپنی تحقیق اور ریسرچ کے سلسلے میں اُس نے ذہنِ انسانی کے ہر پہلو کی جانچ پڑتال کی۔ پُرانے مذاہب و اعتقادات کی سچی قدروں پر غور و فکر کیا۔ مختلف ملکوں کے رُسوم و رواجات کی ضرورت، اور مصلحت کو سمجھنے کی کوشش کی۔ اپنی تحقیقات کے سلسلے میں اس نے عام ڈگر سے ہٹ کر مرموز علوم پر بھی گہری اور دُور رس نگاہ ڈالی اور مشاہدہ و تجربہ کے بعد نجوم اور دست شناسی کا اعتراف کیا۔ یہی نہیں بلکہ ہاتھوں کی لکیروں کے فن کو طبی اور نفسیاتی اور تعلیمی مسائل کے حل کے لیے بہُت ہی قابلِ استفادہ خیال کیا۔ اُس کے اِس اعتراف کی عملی تصدیق اُس کے نفسیاتی معالجہ کے مطب میں اُس کے مشاہداتِ روزمرہ کے طریقِ کار سے مِل سکتی ہے۔

جولئیس شپیئر اس صدی کے رُبع اوّل میں اچھے دست شناسوں میں گنے جاتے تھے۔ انھیں کردارِ انسانی سے گہری دلچسپی تھی، اور ہاتھوں کی شکل و صُورت اور لکیروں کی گوناگوں شکلوں سے تجزیۂ کردار اور نفسیاتی امراض کی تشخیص کے مُعاملے میں انھوں نے بڑی محنت اور کاوش سے کام لیا تھا۔ کارل ژنگ نے ان کی فنی مہارت کو آزمایا اور کم و بیش پچیس سال تک نفسیاتی اُلجھنوں اور بیماریوں کی تشخیص و معالجہ میں اپنے کلینک میں اُن کے مشاہدات سے اِستفادہ کیا اور عملی مُعاونت بھی حاصل کی۔

شپیئر زیرِ علاج مریضوں کے ہاتھوں کا مطالعہ کرتے اور اپنے نتائجِ مشاہدہ کارل ژنگ کو

پیش کرتے اور طریقِ علاج کے بارے میں مشورہ دیتے۔ یہ کام رُبع صدی تک بڑی کامیابی سے جاری رہا۔ اور جب شپیئر نے دست شناسی پر پہلی کتاب لکھی تو اس کا دیباچہ کارل ژنگ ہی نے تحریر کیا جو نہایت بصیرت افروز ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ فن بہُت ہی قدیم ہے اور اس قدر مفیدِ انسانیت کہ نفسیاتی، طبی اور تعلیمی معاملات میں گراں بہا خدمات انجام دے سکتا ہے۔

غالباً یہ ۵۰ - ۱۹۴۹ء کا واقعہ ہے کہ ایک اسرائیلی دست شناس نے مجھ سے خط و کتابت شرُوع کی۔ میں اُن دنوں اِس فن پر نصابِ تعلیم کی ترتیب و تالیف میں مصروف تھا اور برطانیہ میں اس فن سے متعلق واحد ادارے کی تربیتِ فنی کے لیے تیار کر رہا تھا۔ طرّہ یہ کہ ادارے کے صدارتی فرائض بھی مجھے ہی ادا کرنے پر مجبُور کیا گیا تھا۔ روزمرّہ کی پریکٹس اور مختلف بین الاقوامی اخبارات و صحائف کے لیے مضامین لکھنے سے پہلے ہی مجھے فرصت کم مل سکتی تھی۔ لیکن چونکہ اسرائیلی صاحب کی زبردست خواہش تھی کہ انھیں زیرِ تعلیم طالبانِ دست شناسی سے متعارف اور مرموز برطانوی صحافت سے روشناس کراؤں اس لیے بالآخر میں نے ان کے کام اور تحریرات کو دیکھنے کے لیے آمادگی ظاہر کر دی۔

اسرائیلی دست شناس فنی اعتبار سے نابلد نہ تھے۔ وہ محکمہ پولیس کی تفتیشِ جرائم کے اہم معاملے میں اعانت کی کوشش کر رہے تھے۔ ان کا یہ کام مجھے قابلِ غور و مُشاہدہ محسوس ہُوا اور حق تو یہ ہے کہ فن کا یہ پہلُو بہُت ہی اہم ہے اور مفیدِ انام عناصر اپنے اندر پنہاں کیے ہُوئے ہے۔ ہاتھوں کے غائر مطالعے سے باطنی مُہیجات اور نفسیاتی اسقام کا پتا چل سکتا ہے جو کسی شخص کو ایک خاص عادت، اُفتادِ زندگی یا اِرتکابِ جُرم کی طرف مائل کر سکتے ہیں۔

تفتیشِ جُرم کے بارے میں ایک دلچسپ واقعہ یاد آیا۔ تیس پینتیس سال ہُوئے لندن کے مشہُور ہفتہ وار جریدہ ٹِٹ بِٹس (TIT BITS) کے اربابِ حل و عقد کے دل میں خیال آیا کہ مجھ سے استفسار کیا جائے کہ آیا اِس فن سے تفتیشِ جرائم کے سلسلے میں قابلِ اعتماد اعانت بہم پُہنچ سکتی ہے؟ وہ میری عملی دست شناسی سے بخوبی آگاہ تھے۔ جب میں نے اِثبات میں جواب

دیا تو وہ کہنے لگے کہ کیا میں اِس کا ثبوت دے سکتا ہوں ؟ میں نے آمادگی ظاہر کی۔ چنانچہ طے پایا کہ وہ برطانیہ کے چیدہ چیدہ افراد کی ایک نگران جماعت (PANEL OF OBSERVERS) متعین کریں، اور مجھے ایک کمرے میں بند کر دیا جائے جس کی ایک دیوار میں محض اتنا رخنہ ہو کہ اس میں سے صرف ہاتھ میری طرف بڑھائے جا سکیں تاکہ میں اُن کے مطالعے سے اپنے مشاہدات و احکام پیش کر سکوں۔

لکڑی کا ایک کیبن تیار کیا گیا جس کے گرداگرد بلندی پر بیس منتخب افراد کو بٹھا دیا گیا۔ اسی پر اکتفا نہ کیا گیا، ٹیپ ریکارڈر میرے نزدیک رکھ دیا گیا تاکہ جو کچھ میں کہوں میری زبان اور لب و لہجہ میں صدا بند ہو جائے۔ چھت سے ایک مُووی کیمرا بھی عین میرے سر کے اُوپر معلّق کر دیا گیا تاکہ میری حرکات و سکنات کی تصویریں بھی مسلسل لی جا سکیں۔ اِس کے علاوہ ایک سٹینوگرافر کو بھی میرے مشاہدات قلمبند کرنے پر مامور کر دیا گیا۔ جب سب انتظامات مکمّل ہو چکے تو امتحان شرُوع ہُوا۔

ایک نامعلُوم شخص جو GUINEA PIG تجربے میں شرکت کے لیے آمادہ تھا، کے دونوں ہاتھ رخنے سے میرے سامنے بڑھا دیے گئے۔ جو کچھ میری زبان سے نِکلا، قلم بند ہُوا۔ اس کی صدا بندی ہُوئی۔ کیمرا خاموشی سے تصویریں لیتا رہا اور نگران کار جماعت بڑے انہماک و دلچسپی سے اپنے فرائض ادا کرتی رہی۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے کئی افراد کے ہاتھ دکھائے گئے۔ یہ امتحانی مرحلہ گھنٹوں جاری رہا۔

اِس جماعتِ مشاہدہ میں ایک جج صاحب تھے — لورسٹل جیل کے حاکمِ اعلیٰ۔ چند پروبیشن افسروں کے علاوہ معزّز قانون دان اور اسکاٹ لینڈ یارڈ کے نمایندے بھی شریک تھے۔ اس کڑی تنقید اور سائینٹفک امتحان کی ساری کارروائی مَن وعَن ٹِٹ بِٹس میں سلسلہ وار ضروری تفصیل کے ساتھ شائع ہُوئی۔

یُوں تو سبھی اربابِ مشاہدہ کے تأثرات حوصلہ افزا تھے، جج صاحب کے ارشادات کا اقتباس غالباً تمام احبابِ مشاہدہ کی سچّی نمایندگی کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں "مجھے یہ کہنے کی قطعی ضرورت نہیں کہ تمام تر تجربہ متانت اور سنجیدگی کے ساتھ انجام پایا۔ دست شناس ارکانِ مشاہدہ اور ہاتھ دکھانے والوں میں سے کسی سے واقف نہ تھے۔ انھوں نے محض ہاتھ دیکھے۔ دست شناس نے جس طرح ان افراد کے اذہان کے شعُوری اور لاشعُوری پہلوؤں پر عمیق نگاہ ڈالی، میری طبیعت اس سے بڑی متأثر ہُوئی۔ انھوں نے ایسے امور پر بھی صحت کے ساتھ روشنی ڈالی جو زیرِ مطالعہ افراد کی یاد سے اُتر چکے تھے۔ اُنھوں نے ان کے

فطری میلانات، طبائع کی افتاد اور استعدادِ داخلی کے ساتھ اُن کی آرزوؤں، پسند و ناپسند امُور کا سچائی سے ذکر کیا۔ انھوں نے درحقیقت ماضی کے بہُت سے حالات و واقعات بیان کیے۔ اور اُن رجحانات کی روک تھام کی صلاح دی جو آیندہ چل کر نقصان رساں وقوعات کی صورت اختیار کر سکتے تھے۔ حق تو یہ ہے کہ دست شناس کے احکام سُننے وقت مجھے انجیلِ مقدّس کے یہ الفاظ یاد آ گئے : خُدا تعالیٰ نے ہر انسان کے ہاتھ پر مُہر لگا دی ہے تاکہ تمام بنی نوعِ انسان اُس کے کام سے آگاہ رہیں "

آپ کے ہاتھ کس قسم کے ہیں؟

گزشتہ صدی میں فرانسیسی کلچر اپنے اوج پر تھا۔ یورپ اور امریکا میں فرانسیسی زبان کا علم اور اس میں گفت و شنید کی صلاحیت گویا تہذیب کی نشانیاں تھیں۔ آج بھی اس کے تاثرات مغربی دُنیا کی شبانہ روز زندگی میں نظر آتے ہیں۔ مُعاشرتی ضیافت ہی کو لیجیے۔ امریکا اور یورپ کے تمام بڑے ہوٹلوں، ریستورانوں، سفارت خانوں، سرکاری یا تجارتی دعوتوں کے طعام ناموں (MENU CARDS) پر اشیاءِ خور و نوش کی لکھائی فرانسیسی زبان میں ہونا، تہذیب و کلچر کی نشانی تصوّر کی جاتی ہے۔ اس رواجِ عام سے انحراف معاشرتی کم علمی اور کسی حد تک گنوارپن کا آئینہ دار خیال کیا جاتا ہے۔

آرائشِ جمال و ملبوسات کے فیشن آج بھی فرانس ہی سے آتے ہیں۔ موسمِ بہار، گرما اور سرما کے فیشن کی نمائشیں جہاں عالمِ نسواں کے حسین میلوں سے جنّت نگاہ ہوتے ہیں، وہاں کروڑوں روپوں کے تزئینی کاروبار سے فرانس کو مرکزِ توجہ بنائے رکھتے ہیں۔ اور حق تو یہ ہے کہ زبان، لباس اور خور و نوش کے تمام پہلوؤں پر اربابِ فرانس کا گہرا اثر ہے اور آج بھی دل و نظر کی دُنیا پر یہی جمال آرا حکومت کرتے ہیں۔

اُنیسویں صدی کے اواخر میں پیرس بلادُ العلوم تھا۔ یہاں ہر قسم کے علمی، ادبی اور تحقیقی مشاغل کا چرچا تھا۔ اسی زمانے میں پیرس کے حلقوں میں ایک فوجی کپتان صاحب خاصی شہرت حاصل کر رہے تھے۔ اگرچہ علم و ادب سے طبعی شغف کے باعث وہ ایسے اجتماعوں میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، مگر جس خصوصیت کے باعث وہ مرجعِ خلائق ہُوئے تھے وہ ان کی دست شناسی کے فن میں غیر معمولی اور قابلِ رشک مہارت تھی۔ ان کا نام کپتان ڈی آرپنٹنی تھا۔

مبدءِ فیض سے انھیں از حد خوبصورت ہاتھ عطا ہُوئے تھے۔ وہ ان کی نمائش میں خاص فخر محسوس کرتے تھے۔ یہی نہیں، وہ دُوسرے لوگوں کے ہاتھوں سے اپنے حسین ہاتھوں کا مقابلہ کرتے، جو

اختلاف و فرق نظر آتا اس کا گہری دلچسپی سے مطالعہ کرتے اور اس پر بہت ہی عمیق فکر کرتے تھے۔

طبیعت ذکی اور حسّاس ہونے کے باعث تحقیق اور ریسرچ کی طرف آمادہ تھی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ انھوں نے مختلف ہاتھوں کی ساخت، اُنگلیوں کی بناوٹ، ناخنوں کی حالت غرض کہ ہاتھ کے ہر پہلو پر غور و خوض کیا اور امتیازی عناصر پر گہری نگاہ ڈالی۔ جب طویل عرصے تک فکر و کاوش سے کام لے چکے تو اپنے مشاہدات کو عملی طریقے سے مدوّن کرنے کا خیال ان کے دل میں بیٹھ گیا۔

جوں ہی انھوں نے اپنے افکار و مشاہدات قلم بند کرنے شروع کیے تو دست شناسی کی مروّجہ کُتب پر نظر ڈالنا شُروع کی۔ طبیعت کی ذکاوت اور حسِّ تحقیق فزوں تر ہُوئی اور مطالعے کا ذوق تیز تر ہوتا گیا۔ پھر کیا تھا، قدیم و جدید فنّی ادب کو از حد سرگرمی اور انہماک سے دیکھنا شروع کر دیا۔ تدوینِ مشاہدات کا سلسلہ مزید فکر و ترمیم کا محتاج نظر آنے لگا۔ اور جوں جوں اپنے افکار و حاصلِ مشاہدہ کے موجودہ سرمایۂ علمی کا مقابلہ قرونِ اولیٰ کے فنّی صحائف سے کیا تو مزید تحقیق کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ جیسا کہ توقّع کی جاسکتی تھی یہ کام برسوں جاری رہا۔ بالآخر سیر حاصل مطالعہ، تجربہ اور تحقیق کے بعد انھوں نے مشاہدات مدوّن کیے اور ہاتھوں کی صوری اور بناوٹ سے متعلقہ پہلوؤں پر ایک ایسی کتاب لکھی کہ جو اصولِ تصنیف کے ساتھ بڑی بصیرت افروز اور مفیدِ انام سرمایۂ علمی کا حُکم رکھتی ہے۔

یہ کتاب دست شناسی کی جدید تحقیقی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے اور جو مشغلہ محض دلچسپی محض سے شرُوع ہُوا، وہ ایک فنّی شاہکار کی صورت میں انجام پذیر ہُوا۔ درحقیقت فطرت کی ستم ظریفی بڑے کام کی نکلی۔ خوبصورت ہاتھ کیا دیئے ہاتھوں کے علم کی قسمت کھُل گئی۔

اس کے بعد برطانیہ، جرمنی، سوئیٹزرلینڈ وغیرہ میں بھی اس جدید علمی شاہراہ پر مزید تحقیقات و تجربات کیے گئے۔ اور امریکا میں تو دست شناسی کی عمومی سائنسی ترتیب کے ساتھ انتخابِ پیشہ کے پہلو پر بڑا زور دیا گیا اور نفسیاتِ پیشہ سے متعلق اچھا خاصا قابلِ اعتماد لٹریچر فراہم ہو گیا۔

جہاں تک ہاتھ کی شکل و صورت کا تعلق ہے، اسے تین بیّن اور قابلِ شناخت قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے (۱) نوکدار ہاتھ (۲) مربّع ہاتھ (۳) چپٹا ہاتھ۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ ہاتھ کی قسم کے تعیّن کے سلسلے میں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اُنگلیاں خاتمے پر کیا شکل و صُورت اختیار کر لیتی ہیں۔ ناخن والی پور سے ہر اُنگلی کی ساخت کا درست اندازہ ہو سکتا

Scanned with CamScanner

ہے۔ بنیادی طور پر اُنگلیوں کی تین قسمیں نوکدار، مُربع اور چپٹی ہی ہیں، اور بالعموم جب ساری اُنگلیاں ایک ہی نوع کی ہوتی ہیں تو تمام تر ہاتھ بھی ان کی ساخت کے لحاظ سے ہم آہنگ ہی ہوتا ہے۔

اگرچہ اُنگلیاں بالائی پوروں کے خاتمے پر بالعموم تین صُورتوں میں سے ایک مخصوص شکل ہی اختیار کرتی ہیں لیکن اس کے باوصف بعض افراد کے ہاتھ اس قاعدے سے مُستثنیٰ ہوتے ہیں۔ ان کی کلمے کی اُنگلی تو مربع ہوتی ہے اور باقی تین اُنگلیاں اور انگوٹھا نوکدار ہوتے ہیں۔ بعض حالتوں میں

ایک ہی ہاتھ کی دو اُنگلیاں نوکدار اور باقی چپٹی ہوتی ہیں۔ درحقیقت عملی زندگی میں مخلوط اور ملی جُلی اُنگلیوں والے ہاتھوں سے بار بار سابقہ پڑتا ہے۔

نوکدار، مربع اور چپٹے ہاتھ محض کردار و مزاج کے اہم عناصر کا پتا ہی نہیں دیتے بلکہ صحت، اِنتخابِ پیشہ اور زندگی کے دُوسرے پہلوؤں پر قابلِ اعتماد روشنی ڈالتے ہیں۔

نوک دار ہاتھ

جب ساری اُنگلیاں جڑوں کے قریب موٹی اور پُرگوشت ہوں اور بتدریج گاجر کی طرح نوکیلی صُورت اختیار کر لیں تو ایسا ہاتھ نوکدار کہلاتا ہے۔ جب اُنگلیاں خاتمے پر بہُت ہی تنگ اور پتلی ہو جائیں تو وہ الہامی ہاتھ کہلاتا ہے۔

نوک دار ہاتھ خوش وضع اور دیدہ زیب ہوتا ہے۔ کلائی کے قریب قدرے کشادہ اور پُرگوشت ہوتا ہے اور جوں جوں اُنگلیوں کی طرف بڑھتا ہے مخروطی صورت اختیار کرتا جاتا ہے۔ اس کی بناوٹ

میں توازن اور خوشگوار تناسب ہوتا ہے۔ اس کی ہر اُنگلی جڑ کے قریب دبیز ہوتی ہے، مگر بتدریج نوکیلی ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس کی مجموعی ساخت سے حسین مخروطی رُوپ کا تاثر پیدا ہوتا ہے۔ ایسے ہاتھ عام نہیں ہیں مگر کمیاب بھی نہیں۔

نوکدار ہاتھ حساس طبیعت کا پتا دیتا ہے۔ یہ رنگ و آہنگ سے فطری شغف اور شعر و نغمہ سے طبعی لگاؤ کا آئینہ دار ہے۔ تزئین و آرائش سے وابستگی اس کے فنونِ لطیفہ سے پیدائشی ربط و دِلبستگی کا حال بتاتی ہے (شکل نمبر ۱)۔

درحقیقت اس کا حامل حساس اور حُسن پرست ہوتا ہے۔ اس کے احساسات نازک اور اوّلین تاثرات دُرست ہوتے ہیں۔ اس کے خیالات میں ایک قسم کی تیز روی پائی جاتی ہے۔ وہ مافی الضمیر کو وجدانی طور پر یوں پا لیتا ہے کہ اُس کی اِس صلاحیت پر لوگ حیرت محسُوس کرتے ہیں۔ نفاست، ذکاوت اور تہذیب کے جوہر اُس کے خمیر میں داخل ہوتے ہیں۔

حق تو یہ ہے کہ اُس کے باطن میں ایک خاص استعداد ہوتی ہے جس کے باعث اُس کے اوّلین تأثرات بالعموم قابلِ اعتماد ہوتے ہیں۔ وہ کسی وجدانی صلاحیت سے معًا حالات اور کردارِ انسانی کے بارے میں صحیح رائے قائم کر سکتا ہے۔ اس کے مزاج میں فکر و تنقید اور تجزیہ کاری سے گریز ہوتا ہے۔ وہ تفصیلات میں جانے سے گھبراتا ہے بلکہ اس معاملے میں بہُت ہی بے صبرا ہوتا ہے لیکن جب اس کی طبیعت روانی پر ہوتی ہے تو وہ جلد اپنے کام سرانجام دے لیتا ہے۔

فنونِ لطیفہ سے اسے نمایاں لگاؤ ہوتا ہے، اور مزاج از حد حساس ہونے کے باعث بیش تر جذباتی اور تخیلاتی اُمور میں منہمک رہتا ہے۔ یہ مضبُوط ڈیل ڈول کا ہوتا ہے اور نہ اس کی عمومی صحتِ جسمانی توانائی کا اچھا نمونہ ہوتی ہے۔ اعصابی اور معدے کی خرابیاں اس کا تعاقب کرتی رہتی ہیں۔

درحقیقت وہ محنت مزدوری کے لیے فطرتًا ناموزوں ہوتا ہے اور اگر مجبورًا اسے مشقت سے سابقہ پڑ جائے تو بہُت جلد تھک جاتا ہے اور ہمت ہار دیتا ہے۔

آرام پسندی، رکھ رکھاؤ، دلآویز بات چیت، اچھا کھانا، نفیس پہننا اور دلکش ماحول میں رہنا سہنا گویا اس کے فطری تقاضے ہیں۔ ایسے ہی عناصرِ تہذیب داخلی اسے پیکرِ جاذب بنانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

جب اُنگلیاں جڑوں سے دُوسری پور تک بتدریج مخروطی شکل اختیار کریں لیکن وہاں سے جوں جوں آگے بڑھیں، بہت تنگ اور پتلی ہوتی جائیں حتیٰ کہ بالائی پوروں پر پہنچ کر بے حد نوکیلی ہو جائیں تو یہ ایسے کردار کا پتا دیتی ہیں جو نہ عملی ہوتا ہے اور نہ دنیوی اُمور سے اُسے کوئی دلچسپی ہوتی ہے۔ وہ طبعاً رُوحانی باتوں کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اُسے تصوّف و ویدانت سے فطری لگاؤ ہوتا ہے اور ہمیشہ باطنی تصوّرات میں گم رہتا ہے۔ وجدان اس کی طبیعت کا نمایاں خاصّہ ہے۔ بعض اوقات وہ آیندہ کے واقعات کے بارے میں نہایت حیرت انگیز صحت کے ساتھ احکام لگا سکتا ہے۔ معالجۂ روحانی، کشف و کرامات سے اسے فطری مناسبت ہوتی ہے۔ مگر وہ یوں عالمِ رنگ و بو سے غیر متعلق زندگی گزارنے کی طرف مائل ہوتا ہے کہ اس میں دُنیاداری اور حکمتِ عملی کے عناصر کا قطعی فقدان ہوتا ہے۔

نہ اس کی صحت قابلِ اعتماد ہوتی ہے اور نہ ہی وہ سیر ہو کر کھا پی سکتا ہے۔ نحیفُ الجُثّہ ہوتا ہے، اور لذّاتِ کام و دہن سے بے نیاز اور جسمانی طاقت سے تہی دامن۔ قوّتِ مدافعت کی اس میں نمایاں کمی ہوتی ہے، اور حالانکہ وہ دُنیا و مافیہا سے بے نیاز ہوتا ہے، پھر بھی غرض مند لوگ جوق در جوق اس کی طرف رجوع کرتے رہتے ہیں اور دنیوی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔ وہ گویا سچّی فقیرانہ زندگی گزارتا ہے اور ذکر و فکر میں اپنے دن گزارنے میں طبعی خوشی محسوس کرتا ہے۔

مُربّع ہاتھ

مربّع ہاتھوں کی اُنگلیوں کی شناخت یُوں کی جا سکتی ہے کہ ہر اُنگلی جڑ سے لے کر نوکِ انگشت تک یکساں ہوتی ہے۔ درحقیقت کوئی اُنگلی بھی کہیں سے بھی غیر معمولی طور پر موٹی یا پتلی نہیں ہوتی بلکہ ہر پور کو علیحدہ علیحدہ دیکھا جائے تو وہ مستطیل شکل کی دکھائی دیتی ہے۔ ناخن والی پور بالخصوص ہر لحاظ سے مستطیل یا مربّع صُورت کی اور ہر اعتبار سے موزوں اور سارے ہاتھ کے ساتھ ہم آہنگ ہوتی ہے (شکل ۲)۔

ایسے ہاتھ کی ہتھیلی مربّع یا مستطیل شکل کی ہوتی ہے۔ کلائی کے قریب سے اُنگلیوں کی جڑوں تک وہ نہ کہیں کم یا زیادہ کشادہ ہوتی ہے اور نہ واضح طور پر تنگ۔

اس کا حامل پابندیٔ وقت اور ضابطے کا اِحترام کرتا ہے۔ سلامت روی اور عمل پسندی اس

کی فطرت کے محکم عناصر ہیں۔ وہ نہ تو کام چور ہوتا ہے اور نہ ہی تضییعِ اوقات کا عادی۔ ذمّے دار کارکُن اور حقیقت پسند ہونے کے باعث ہر کام اور معاملے میں سلامت روی اور توازُن کو اہمیت دیتا ہے۔

وہ معاشرے کا مفید رُکن ہوتا ہے۔ رسم و رواج، مسلّمہ اقدار، قانون، ضابطہ غرض کہ ہر اُس سماجی معاملے کا احترام کرتا ہے جو سوسائٹی قبول کرتی ہے۔ وہ جدّت پسندی سے گریز کرتا ہے اور نئے خیالوں اور چیزوں کو اس وقت تک نہیں اپناتا جب تک ان کی افادیّت کا اسے یقین نہیں ہو جاتا۔

کاروبارِ حیات میں اس کی حیثیت ریڑھ کی ہڈّی کی طرح ہے۔ وہ ہر شعبۂ زندگی میں پایا جاتا ہے اور ہر قسم کا کام کرنے کی صلاحیّت رکھتا ہے۔ نظم و ضبط اور معمول پسندی اس کے طبعی جوہر ہیں۔

وہ کام کے وقت کام اور آرام کے وقت آرام کا عادی ہوتا ہے۔ صحّت کا خیال رکھتا ہے۔ وقت کی پابندی کے ساتھ کھاتا اور سوتا ہے۔ دنیوی اُمور میں چابکدستی اور عقلِ سلیم سے آگے بڑھنے کے لیے عملی کوشش کرتا ہے۔ اس کی طبیعت میں محکمی اور استقلال کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ وہ درحقیقت ہر لحاظ سے دُنیادار اور سلیقہ مند ہوتا ہے۔

وہ زندگی کے ہر مقام اور ہر ایسے کام میں دلچسپی لینے کے لیے آمادہ ہوتا ہے جو کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کی طبیعت افراط و تفریط سے مبرّا ہوتی ہے۔

چپٹا ہاتھ

ساخت کے اعتبار سے چپٹا ہاتھ سہولت سے شناخت ہو سکتا ہے۔ یہ ہتھیلی کے قریب تنگ ہوتا ہے، اور جوں جوں آگے بڑھتا ہے چوڑا ہوتا جاتا ہے۔ اس کی ہر اُنگلی بھی جڑ کے قریب کم موٹی ہوتی ہے۔ مگر ناخن والی پور پر پُہنچ کر کافی کشادہ ہو جاتی ہے۔ درحقیقت اس کی بالائی پور کی شکل ایسے چمچے کی طرح ہوتی ہے جو گھیر دار اور کشادہ گول ہوتا ہے (شکل نمبر ۳)۔

اس کا حامل بڑے بڑے منصوبے سوچتا ہے۔ اس کی فطرت بے حد حوصلہ مند اور بے چین ہوتی ہے۔ عظمت، وسعت اور جہانگیری کے خواب دیکھتا ہے۔ اس کی رگ رگ میں ایک جوش، حوصلہ، سیر و سیاحت اور نئی نئی دُنیائیں بسانے کی آرزُو ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

ایسا شخص گرمیٔ عمل کا پیکر ہوتا ہے۔ اس کے باطن میں اپنے ماحول سے نکل کر پھیل جانے کی آرزو بیدار رہتی ہے۔ وہ حرکت میں برکت کا نظریہ رکھتا ہے۔ اس کی جفاکشی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ بڑی بڑی مہمات سر کرنے کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے۔

ایسا شخص انجینئرنگ کی غیر معمولی صلاحیت بھی رکھتا ہے اور جب اس کی ایسی استعداد بیدار ہوتی ہے اور وہ ضروری تربیت حاصل کر لیتا ہے تو وہ صنعت و حرفت کے میدانوں میں دلیرانہ شغف کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ایسا شخص سیماب طبع ہوتا ہے۔ کہیں بھی مشکل چین سے بیٹھ سکتا ہے۔ اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ وہ غیر معمولی چابکدستی سے نئے نئے منصوبوں کو سرانجام کرنے میں تن دہی اور جدید خیالات و اختراعات سے کام لیتا ہے۔ وہ مسلّمہ طریقوں کے برخلاف جدّت پسند اور ندرت پرست ہوتا ہے۔ اُس کی بے چین طبیعت اُسے نت نئی چیزوں سے تجربہ حاصل کرنے کی طرف مائل رکھتی ہے۔ ایسا فرد اپنے بچپن کے ماحول میں کم ہی کھپ سکتا ہے اور بالعموم جنم بھومی چھوڑ کر دور دراز مقامات کی طرف چلا جاتا ہے۔ وہ فکر و نظر کے معاملے میں انقلابی طبیعت رکھتا ہے اور بے دھڑک آگے بڑھتا جاتا ہے۔

ایسا شخص مضبوط جسم اور سخت ہڈی والا ہوتا ہے۔ خوش خوراک اور ظاہری طمطراق کا دلدادہ ہوتا ہے۔ اچھا رہنا اسے بہت پسند ہے۔ محنت سے قطعاً گریز نہیں کرتا۔ اسے شاندار گھر اور کرّوفر کا بڑا خیال رہتا ہے۔ اچھی صحت اور عملی سرگرم زندگی گزارنے میں خوش رہتا ہے۔

جب وہ مصروف نہ ہو تو اس کی داخلی بیداری اور بے تابی اس کے لیے سوہانِ رُوح بن جاتی ہے۔ بے کاری اور کم عملی کے اوقات اسے بے حد پریشان کرتے ہیں، اور اس کے دل و دماغ پر ایک بے چین فکر سوار ہو جاتی ہے۔ اس کا اثر اس کی صحت، کردار اور روزمرہ کی زندگی پر بہت بُرا پڑتا ہے۔

مخلوط ہاتھ

عملی زندگی میں عام طور پر زیادہ ہاتھ ایسے نظر آتے ہیں جو نہ تو خالص نوک دار اور مربع ہوتے ہیں اور نہ ہی محض چپٹے۔ بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہتھیلی مستطیل اور چند اُنگلیاں مربع اور باقی چپٹی یا نوکدار۔

اسی طرح بعض ہاتھوں کی اُنگلیاں تین نوع کی ہوتی ہیں۔ غرض کہ ہتھیلی اور اُنگلیوں کے مختلفُ النّوع ہونے سے مخلوط ہاتھ بن جاتے ہیں۔ اور حق تو یہ ہے کہ وافر تعداد ایسے ہی ہاتھوں کی ہوتی ہے۔

مخلوط ہاتھوں والا شخص اپنے اندر مختلف کاموں اور حالات کے لیے مطابقت کی قوت رکھتا ہے۔ وہ گویا بلا تکلف اپنے ماحول، کام اور معاشرے میں ہم آہنگی سے رچ بس جاتا ہے اور استعداد کے لحاظ سے اچھا خاصا کامیاب ثابت ہو سکتا ہے۔ اس طبعی صلاحیّت کے باعث وہ کم ہی نااہل یا ناقابلِ قبول فردِ معاشرہ گردانا جاتا ہے۔ ایسا انسان دُنیا کے ہر طبقے، کام، معاشرے میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ جو اُنگلیاں زیادہ اہم اور نمایاں ہوں، ان کی خوبیاں اور خامیاں کردار میں اُبھر آتی ہیں۔ بہرکیف اس سے انکار محال ہے کہ مخلوط اُنگلیوں والے افراد زندگی کے ہر میدان میں حصّہ لیتے ہیں اور حتی المقدور مفید اور کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔

مزاج اور تقدیر پر احکام لگانے کے لیے ہاتھوں کے ہر پہلو کا غائر نظر سے مُطالعہ ضروری ہے۔ یہ کام ایک معیّن طریقِ کار کے تحت ہونا چاہیے تاکہ تجزیہ و تحلیل کی ہر منزل بتدریج طے ہوتی چلی جائے اور کوئی نکتہ یا حصّہ تفصیلی جانچ پڑتال کیے بغیر نہ رہ جائے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہر نشان کی شکل اور بناوٹ کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو حیاتِ انسانی پر روشنی نہ ڈالتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جُزوی اور عمومی تمام تر عناصر کا دیکھنا اہم ہے اور حق تو یہ ہے کہ اس کے بغیر سیر حاصل اور درُست نتائج پر پہنچنا محال ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے ہاتھ کی شکل اور بناوٹ کے اعتبار سے اس پر ایک عمومی نگاہ ڈالنا چاہیے۔ غالباً آپ نے پہلے کبھی غور نہیں کیا ہو گا اور اس کا احساس بھی نہ ہُوا ہو گا کہ جونہی کسی کے ہاتھوں پر غور سے نظر ڈالی جائے تو طبیعت ایک خاص قسم کا اثر لیتی ہے۔ یہ اچھا بھی ہو سکتا ہے اور بُرا بھی۔ گویا ہاتھ زبانِ حال سے مزاج اور خصلت کی داستان کہتے ہیں۔

جب ہاتھ اپنی ساخت اور عمومی توازن میں ایک خاموش متانت کا احساس دلائیں تو گویا وہ اَن کہی طرز ادا سے تہذیبِ باطن اور شائستہ طبعی کا حال بتاتے ہیں۔ ایسے ہاتھ دیکھنے میں خوش وضع اور متناسب ہوتے ہیں (شکل نمبر ۴)۔

اس کے برعکس بعض ہاتھوں پر نظر ڈالتے ہی گنوارپن کا احساس ہوتا ہے۔ یہ بے ڈھنگے

اور بدوضع ہوتے ہیں۔ نہ تو ان میں توازن کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی ساخت سے صفائی، نرمی یا نفاست کا تاثر پیدا ہوتا ہے۔ ایسے ہاتھ اکھڑ، بے ڈھب اور اپنی شکل کے اعتبار سے اُجڈپن اور دہقانیت کا پتا دیتے ہیں (شکل نمبر ۵)۔

(۴)

جب ہاتھ خوش وضع متناسب اور نفیس دکھائی دیں تو شکل و صورت کے لحاظ سے وہ امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی ہتھیلی متوازن اور پُرگوشت ہوتی ہے۔ انگلیاں موزوں اور بحیثیتِ مجموعی ہاتھ کے ہر پہلو کے ساتھ خوش گوار طور پر ہم آہنگ ہوتی ہیں۔ ایسے ہاتھ فطری نفاست، شائستہ مزاجی اور تہذیبِ داخلی کا پتا دیتے ہیں۔ نرمیِ گفتار اور محکمیِ کردار ان کی نمایاں خوبیاں ہیں۔ بالعموم اِس نوع کے ہاتھ انھی افراد کے ہوتے ہیں جن کو آباؤ اجداد سے کلچر اور تہذیب ورثہ میں ملی ہوتی ہے اور علم اور آرٹ سے دابستگی ان کی گھٹی میں پڑی ہوتی ہے۔ وہ ہر معاملے میں طبعی نفاست سے سوچتے ہیں۔ کھانے پینے کے معاملے میں اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ خوش گفتار، خوش خوراک، خوش پوشاک ہونے کے ساتھ خوش مزاج بھی ہوتے ہیں۔ حساس طبع ہوتے ہیں اور دُوسرے کے احساسات اور خیالات کا احترام بھی کرتے ہیں۔

(۵)

بدوضع اور غیر موزوں ہاتھ اپنی ہیئتِ عمومی کی بدنمائی سے شناخت کیے جاتے ہیں۔ نہ تو ان کی ہتھیلی سے تناسب کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی اُنگلیوں کی بناوٹ سے۔ بحیثیتِ مجموعی یہ بے ڈھب دکھائی دیتے ہیں۔ ہتھیلی بدوضع اور ناہموار ہوتی ہے، اُنگلیاں ٹیڑھی، بدنما اور بھدی ہوتی ہیں اور ناخن بدصورت ہوتے ہیں۔ پُشت کی طرف سے ایسے ہاتھ بہُت کُھردرے، بے ڈھنگے اور اکھڑ نظر آتے ہیں۔ فی الجملہ ایسے ہاتھ بے آہنگ اور غیر متوازن ہوتے ہیں اور اپنی وضع قطع کے مطابق غیر مہذّب اور گنوار طبیعت کا حال بتاتے ہیں۔ ان کا حامل

ذہنی اعتبار سے بہُت ہی نچلے درجے کا ہوتا ہے۔ اس کی تمام تر زندگی جسمانی خواہشات اور نفسانی ہوا و ہوس کے غلبے کے تحت بسر ہو جاتی ہے۔

اگرچہ وہ دماغی توانائی سے کم ہی مالا مال ہوتا ہے مگر جسمانی قوّت اور سخت ہڈی کے باعث محنت اور مشقت کی صلاحیت کا مالک ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ محنت مزدوری اور نچلے درجے کے کاموں میں ہی پایا جاتا ہے۔ باربرداری، کھیتی باڑی اور اسی قسم کی مزدوری کے لیے موزوں ہوتا ہے۔ خوب کھاتا ہے اور خوب تنومند ہوتا ہے۔ اور چونکہ طبعی سلامت روی سے تہی دامن ہوتا ہے، اسے اپنے جذبات پر بہُت کم قابو ہوتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

بڑے، چھوٹے ہاتھ :

ہاتھوں کی عمومی جانچ کے بعد یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سائز کے اعتبار سے جسم اور ڈیل ڈول سے کہاں تک متناسب ہیں۔ ہاتھ اس لحاظ سے قدوقامت سے مطابقت کر سکتے ہیں یا غیر معمولی طور پر بڑے یا چھوٹے ہو سکتے ہیں۔ تناسب کا یہ پہلو بے حد مفید ہے۔

جب ہاتھ جسم کے دُوسرے اعضا کے ساتھ بحیثیّتِ مجموعی متناسب ہوں یعنی نہ تو بہُت بڑے ہوں اور نہ بے حد چھوٹے، بلکہ بادی النظر میں ان سے کچھ اثر نہ لیا جائے، تو ایسے ہاتھ ماحول، سماج، خاندان وغیرہ سے فطری ہم آہنگی کی صلاحیت کا پتا دیتے ہیں۔ مزاج کی نرمی، خوش خلقی اور تحمّل ان کا خاصہ ہے۔ درحقیقت ان کے حامل کا کردار افراط و تفریط سے پاک ہوتا ہے۔ ایسے لوگ معاملہ فہمی، حکمتِ عملی اور مل جُل کر رہنے سہنے کے حامی ہوتے ہیں۔ وہ طبعًا حالات اور ضرورتِ وقتی کے ساتھ یُوں زندگی گزارنے کے قابل ہوتے ہیں کہ اپنے اصول اور افتادِ حیات کو قائم رکھتے ہُوئے نزاکتِ حال کا احساس کر لیتے ہیں اور بغیر کسی قسم کی عداوت یا نفرت کو اُکساتے ہُوئے اپنا کام نکال لیتے ہیں۔ ان کی نمایاں خصوصیتیں اعتدال پسندی اور معاملہ فہمی ہوتی ہیں۔

جب ہاتھ قدوقامت کے مقابلہ میں بہُت ہی چھوٹے ہوں تو طبیعت کا توازن قائم نہیں رہ سکتا۔ ان کا حامل خود غرض، بے رحم اور بداندیش ہوتا ہے۔ درحقیقت اس کی اخلاقی قدریں مسموم ہوتی ہیں اور حصُولِ مراد کی راہ میں وہ ہر حربے کا استعمال جائز تصور کرتا ہے۔ نہ تو اسے ہم جنسوں کے احساسات کا احترام ہوتا ہے اور نہ ہی اس بات کا خیال کہ اس کی خواہشات دوسروں کو نقصان پہنچانے سے

پروان چڑھ سکتی ہیں۔ وہ بڑے بڑے حروف میں لکھتا ہے۔ اس کی طبیعت میں ایک قسم کا غرہ ہوتا ہے اور دُوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کا عادی ہوتا ہے (شکل نمبر ۶)۔

چھوٹے ہاتھ جب ہلکے پھلکے یعنی نہ تو دبیز ہوں اور نہ ہی لمبے چوڑے بلکہ ساخت اور حرکات و سکنات سے ہلکے پن اور چابک دستی کا احساس دلاتے ہوں تو یہ کوئی عمدہ کردار کی علامت نہیں۔ ایسے ہاتھ دراصل بدچلنی اور ہوس اور دولت کی اعتدال سے وافر خواہش کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ ان کا حامل مقصد برآری کے لیے چرب زبان ہوتا ہے۔ وہ یوں لوگوں کو اپنی باتوں سے ورغلاتا ہے کہ اس کی چابکدستی کی داد دیے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ وہ اپنی ہوش مندی اور مطلب برآری کے جوہر سے خوب آگاہ ہوتا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس کی اخلاقی قدریں بلند نہیں اور حصولِ مقصد کے سلسلے میں وہ حق و باطل میں کم ہی امتیاز کر سکتا ہے۔

(۶)

چھوٹے ہاتھ اگر دبیز، لحیم اور پُر گوشت بھی ہوں تو محنت و مشقت سے گریز کا پتا دیتے ہیں۔ ان کا حامل ہر کام کو جلد کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ صبر و استقلال اس کی طبیعت کے منافی ہیں۔ وہ ہر معاملے پر سرسری نگاہ ڈال لینا ہی کافی خیال کرتا ہے۔ تفصیلات سے اُلجھنا اسے قطعاً ناگوار ہوتا ہے۔ وہ درحقیقت طبعاً عیش طلب، آرام پسند اور لذتِ شہوانی کا دلدادہ ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے اوّلین تاثرات عام طور پر درست ہوتے ہیں اور وہ اپنی اس خوبی کے باعث کردارِ انسانی اور حالات کی اُفتاد کو بعجلت بھانپ لیتا ہے اور کام میں لاتا ہے۔ مزاج کی بے صبری اور عیش پرستی کے باوصف وہ اچھا کام کرنے والا اور عمدہ منتظم ثابت ہوتا ہے اور انتظامی جوہر کے باعث بیشتر کامیاب ثابت ہوتا ہے۔ اس کے باطن میں حکومت اور لیڈری کی ہوس پنہاں ہوتی ہے۔

جب ہاتھ ڈیل ڈول کے مقابلے میں بہت بڑے ہوں تو یہ مختلف نوع کی طبیعت کا حال بتاتے ہیں۔ ان کا حامل تفصیلات کا دلدادہ ہوتا ہے۔ وہ طبعاً تجزیہ کار ہوتا ہے، اور چھوٹی چھوٹی باتوں کی پڑتال میں دلچسپی محسوس کرتا ہے۔ درحقیقت وہ کسی بھی معاملے میں عمومی تاثر پر اکتفا نہیں کرتا اور

نہ ہی سرسری رائے قائم کرنے پر مائل ہو سکتا ہے۔ بال کی کھال اُتارنا اور ژرف نگاہی سے ہر چیز کو دیکھنا اس کی طبیعت کے خاص عناصر ہیں۔ وہ نہایت احتیاط سے چھوٹے چھوٹے اور خوش وضع حروف میں لکھتا ہے اور الفاظ کی بناوٹ، گولائی اور صحت و صفائی کا خاص خیال رکھتا ہے (شکل نمبر ۷)۔

(۷)

لمبے اور چوڑے ہاتھ :

جب ہاتھ جسم کے مقابلے میں نسبتاً بہت لمبے ہوں تو یہ سخت گیر اور چالاک انسان کا پتا دیتے ہیں۔ ان کا حامل بہت ہی لالچی ہوتا ہے۔ اپنی ہوس کو پُورا کرنے کے لیے دُوسروں کے معاملات اور رازوں کے سُراغ کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے اور ان کی کمزوریوں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی ترکیبیں اختراع کرتا ہے۔ اپنی ہوسناک ہوش مندی اور چالاکی سے ان لوگوں کو استعمال کرتا ہے اور اپنا مطلب نکالتا ہے (شکل نمبر ۸)۔

(۸)

اگرچہ وہ ازحد بداندیش اور چالاک ہوتا ہے مگر بے حد متلوّن مزاج اور سخت ناقابلِ اعتماد بھی ہوتا ہے۔ اس کی ہوس حکمتِ عملی، چابک دستی اور شاطرانہ صلاحیتوں کے ساتھ اسے بے رحم اور بے درد بنا دیتی ہے جس کی وجہ سے نہ تو اس کے باطن میں حلم و نرمی کا گزر ہو سکتا ہے اور نہ ہی مزاج میں تہذیب و شائستگی کا اثر۔

ہاتھ جب نہ صرف لمبے ہوں بلکہ پتلے دُبلے اور تنگ بھی ہوں تو یہ خود بینی، جبر پسندی اور سفاکِ طبعی کا پردہ فاش کرتے ہیں۔ ان کا حامل اس قدر خود پرست ہوتا ہے کہ اس سے میل ملاپ

میں ہمیشہ دُکھ اور نقصان ہی اُٹھانا پڑتا ہے اور اگر بدبختی سے اس کے ساتھ زندگی کے دن گزارنے پر انسان مجبور ہو جائے تو عزتِ نفس اور آزادیٔ خیال سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ اس کی جابرانہ خود نگری سوہانِ رُوح بن جاتی ہے اور زندگی آزارِ پیہم اور مجبوری محض سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

ہاتھ لمبے ہونے کے ساتھ سخت اور سوکھے بھی ہوں تو یہ کرختی مزاج انسان کی دلیل ہے۔ ان کا حامل جہاں مُنہ پھٹ اور بے خوف ہوتا ہے وہاں سخت گیر اور بظاہر صاف گو بھی ہوتا ہے۔ لیکن اس کی ایسی باتوں کے باوجود اس کی دانائی اور فہم کی رسائی میں کوئی شبہ نہیں کرنا چاہیے۔ وہ درحقیقت بے حد شاطر، چالاک اور خود پسند ہوتا ہے۔ اس کی دانش مندی میں ایک خاص قسم کا جوہر ہوتا ہے اور اس کی ظاہری سخت کلامی اور تند مزاجی اس کے خطرناک مگر دُور رس فہم کے لیے ایک قسم کے پردے کا کام دیتی ہے۔

ہست ریکھا کا وہ حصہ جو ہاتھ کی شکل وصورت، اُنگلیوں کی ساخت، لمبائی، ہتھیلی کی کشادگی اور تنگی غرض یہ کہ مختلف پہلوؤں کی احتیاط سے جانچ پڑتال سے متعلق ہے، اس میں ہاتھ کی پُشت کی جانچ پڑتال اور مطالعہ بھی شامل ہے۔ اس سلسلے میں بالوں کا دیکھنا لازمی ہے۔

جہاں تک عورتوں کے ہاتھوں کا تعلق ہے، ان کی پُشت پر باریک اور ملائم بال ہوتے ہیں، جن کا رنگ ہلکا ہوتا ہے۔ یہ اس قدر نازک ہوتے ہیں کہ اگر کچھ فاصلے سے دیکھا جائے تو ان کے وجود کا احساس نہیں ہوتا۔ نامعلوم نرم بال عورتوں کے ہاتھوں کی پُشت پر دراصل نسوانی خصوصیات کا پتا دیتے ہیں۔ ایسی مستورات نرم دل، جاں نثار، بال بچوں اور گھر سے محبت کرنے والی ہوتی ہیں۔ ان میں صنفِ نازک کی وہ خامیاں بھی ہوتی ہیں جو ان کی ذات سے منسوب ہیں۔ درحقیقت ایسے بال ان کی اچھائیاں اور بُرائیاں یوں بتاتے ہیں گویا زبانِ حال سے ان کی کہانی کہہ رہے ہوں۔ (شکل نمبر ۹)۔

بہت کم بال

(شکل نمبر ۹)

گھنے موٹے فراواں بال

(۱۰)

اگر عورت کے ہاتھوں کی پشت کے بال ایسے گھنے، موٹے اور فراواں ہوں کہ جلد نظر ہی نہ آئے تو یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ ایسی عورت شہوانی جذبات کی غلام ہوتی ہے۔ وہ قوی الجثہ اور طاقتور ہوتی ہے۔ اس کی جسمانی ساخت سے بھی جسمانی خواہشات کے غلبے کا پتا چلتا ہے۔ وہ جنسی بھوک اور ہوس کا شکار ہوتی ہے۔ ایسی عورت اکھڑ طبیعت والی ہوتی ہے اور اس میں ان نسوانی خصائل کی کمی ہوتی ہے جو جنسِ لطیف کا طرۂ امتیاز ہیں۔ (شکل نمبر ۱۰)۔

اگر مردانہ ہاتھوں کی پُشت پر گھنے موٹے اور فراواں بال پائے جائیں تو ان کا حامل گنوار طبع ہوتا ہے اور اس کے مزاج میں شائستگی کا عنصر مفقود ہوتا ہے۔ نہ تو اسے کھانے پینے میں تہذیب و سلیقہ کا خیال ہوتا ہے نہ ہی جنسی معاملات میں۔ وہ بالعموم اَن پڑھ، ہٹ دھرم اور کمینہ فطرت ہوتا ہے۔ یوں سخت ہڈی والا اور مضبوط ڈیل ڈول کا بسیار خور، شہوت پرست، عجلت پسند اور غیر مہذب ہوتا ہے۔

چونکہ علم اور ادب سے قطعی بے بہرہ ہوتا ہے اور شائستہ دل چسپیوں سے اسے دُور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا اس لیے اس کی تمام تر رغبت جسم و جان کی خواہشات کی تسکین کے لیے وقف ہوتی ہے۔ گھٹیا درجوں کے کاموں میں دیکھا جاتا ہے۔ مزدوری، کاشت کاری اور صنعت و تجارت کے ایسے شعبوں میں تلاشِ معاش کرتا ہے جہاں اُونچی سمجھ بوجھ اور اعلیٰ تربیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

درحقیقت جسمانی محنت اور مشقت کے بھروسے وہ اپنا پیٹ پالتا ہے اور بوقتِ ضرورت بڑی جان ماری اور محنت کر سکتا ہے مگر دماغی صلاحیتوں کی کمی کے باعث ذہنی دباؤ سے بہت گھبراتا ہے۔ اس کا طبعی خوف اسے ایک وحشت زدہ جانور کی طرح بنا دیتا ہے اور وہ بے سوچے سمجھے حملہ کر دیتا ہے۔ بالعموم تندرست ہوتا ہے۔ گو بسیار خوری اور اشتہائے جنسی کی فراوانی کے باعث ایسی بیماری کا شکار

Scanned with CamScanner

ہوجاتا ہے جس کا تعلق پیٹ ایسے اعضا سے ہوتا ہے۔

اگر ہاتھ کی پُشت پر بال تو ہوں اور خاصے دبیز بھی ہوں مگر جِلد نظر آتی ہو تو یہ مردانہ خوبیوں کے آئینہ دار ہیں۔ ان کا حامل ایسی ذہنی صلاحیتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے جو تہذیب و شائستگی کی طرف مائل کرتی ہیں۔ وہ درحقیقت اپنی جسمانی خواہشات اور فطری اشتہا کو ایک ضابطہ میں رکھتا ہے۔ اس کا مزاج توازن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اخلاقی قدروں اور ذہنی دلچسپیوں سے اسے فطری وابستگی ہوتی ہے۔

تعلیم و تربیت کا طبعی شغف ہونے کے باعث وہ زمانۂ طفلی ہی سے جدوجہد شروع کر دیتا ہے اور بالغ ہو کر ایسے کاموں اور پیشوں کی طرف بڑھتا ہے جو سائنس، صنعت، طب، تجارت، تحقیق کے علاوہ سول سروس، فوج غرض کہ ہر متداول شعبۂ حیات میں اُونچے مقام پر پہنچا سکتے ہیں۔

وہ اگرچہ فرداً فرداً ذہنی محنت کا خوگر ہوتا ہے مگر اپنی جسمانی صحت اور تندرستی کا بھی کما حقہٗ خیال رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وقت پڑنے پر جسمانی محنت و مشقت سے بھی نہیں گھبراتا۔

مردانہ ہاتھوں کی پُشت پر اگر ایسے نرم، پتلے اور بہت ملائم بال پائے جائیں جو بہت ہی کم ہوں یا ازحد کمزور ہوں تو یہ اچھی علامت نہیں۔ ایسے شخص میں مردانہ قوّت کی کمی ہوتی ہے اور وہ جسمانی توانائی سے بھی کافی حد تک تہی دست ہوتا ہے۔ یوں کمزور مزاج ہوتا ہے اور دوسروں سے جلد متاثر ہوجاتا ہے۔ اس تلوّن مزاجی کے باعث اس کے قول و فعل کا اعتبار کم ہی کیا جا سکتا ہے۔

نہ تو اسے عزّتِ نفس کا پاس ہوتا ہے اور نہ ہی وہ صاحبِ عزم و حوصلہ ہوتا ہے۔ بُزدل اور غیر ذمّہ دارانہ طبیعت کی وجہ سے احساسِ کمتری کا شکار رہتا ہے اور حق تو یہ ہے کہ اس میں نہ تو جسمانی اور نہ ہی ذہنی مدافعت کی قوّت ہوتی ہے۔ مگر چالاک اور فریب کار ضرور ہوتا ہے اور موقع محل دیکھ کر ذاتی منفعت کے پیشِ نظر جھوٹ بولنے، جھانسا دینے اور حکمتِ عملی سے اپنا کام نکالنے سے قطعاً گریز نہیں کرتا۔ خود غرض اور کمزور ہونے کے باعث ہم چشموں کی نگاہوں میں مشکوک سمجھا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کی زندگی قابلِ رشک تصوّر نہیں کی جا سکتی۔

مشرقی ممالک کے لوگوں کے بال عام طور پر کالے رنگ کے ہوتے ہیں۔ مغربی دُنیا میں بال بھورے یا سُنہرے ہوتے ہیں۔ ملکی مناسبت کے پیشِ نظر یہ رنگت بامعنی ہوتی ہے۔ جب اہلِ مشرق کے ہاتھوں کے بال کالے اور چمک دار ہوں تو یہ عُمدہ علامت ہے۔ یہ مزاج میں توازن، تہذیبِ

نفس اور اعتدال کی نشانی ہیں۔ جب بالوں کا رنگ بہت ہلکا ہو یا وہ بہت گہرے کالے ہوں تو طبیعت میں افراط و تفریط کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ درحقیقت ان کے حامل کے مزاج میں توازن کی کمی ہوتی ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ مشرقی ممالک میں سرد علاقوں کے رہنے والے بھورے بال رکھتے ہیں اور گرم حصّوں کے باشندے کالے۔ بھورے یا کالے رنگ کے بالوں کا امتیاز علاقائی نقطۂ نظر سے مفید ہوتا ہے۔ مغرب میں کالے بال دراصل جذبات میں شدّت اور شہوانیت کی فراوانی کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

جب بال سُرخ یا نارنجی ہوں تو ایسا شخص خواہ وہ مغربی ہو یا مشرقی، مغلوب الغضب ہوتا ہے۔ اس کے مزاج میں گرمی اور تیزی اور جسم میں لہو کی فراوانی ہوتی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ وہ بےحد جذباتی اور اشتعال انگیز طبیعت کا مالک ہوتا ہے۔

جب بالوں کا غور سے مشاہدہ کر لیا جائے تو ہاتھ کی پُشت کی جِلد کی جانچ پڑتال بھی ضروری ہے۔ اگر ہاتھ کی ایک ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی پشت پر دھیرے دھیرے پھیری جائے تو جِلد کی سختی اور نرمی کا صحیح احساس ہو سکتا ہے۔ یہ نرمی اور سختی طبیعت کے خاص عناصر کا پتا دیتی ہے۔

ہاتھوں کی پُشت کی جِلد ریشم و کمخواب کی طرح نرم بھی ہو سکتی ہے اور ایسی ملائم بھی کہ اس سے ایک قسم کی نرمی تو محسوس ہو مگر نہ ریشمی احساس ہو اور نہ ہی کھُردراپن۔ پھر بعض اوقات یہ چمڑے کی طرح کھُردری اور سخت بھی ہوتی ہے۔

جب یہ جِلد مضبوط ساخت ہونے کے باوجود نرم بھی ہو مگر ریشم کی طرح بےحد ہموار اور نفیس نہ ہو تو یہ مزاج میں ذہنی اور جسمانی قوّتوں کے ایسے امتزاج کا پتا دیتی ہے جو عمل پسندی، کام کاج سے طبعی لگاؤ، اور ذہنی صلاحیتوں سے مختلف امور کو بہ حُسن و خوبی انجام دینے کے فطری رجحانات کا آئینہ دار ہے۔ اس کا حامل میل ملاپ کے عمدہ گُر جانتا ہے اور انسانی جذبات و احساسات کا خیال رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ وہ دماغی اور جسمانی دونوں لحاظ سے چُست ہوتا ہے۔ اس کے عزم میں پختگی ہوتی ہے اور کام کاج میں حسنِ کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

لیکن جب ہاتھ کی پُشت ریشم کی طرح ملائم ہو تو یہ ایسے ذوقِ طبع کا پتا دیتی ہے جس کا تعلق فنونِ لطیفہ سے ہوتا ہے۔ اس کا حامل بہت ہی مہذّب اور شائستہ مزاج ہوتا ہے اور بالعموم اس کی

حسِ لطیف اس قدر بڑھی ہوئی ہوتی ہے کہ وہ تساہل، سستی اور بے عملی کا شکار ہو جاتا ہے۔ وہ جسمانی طور پر محنت یا کام کرنے کی طرف کم ہی آمادہ ہو سکتا ہے۔ بلاشبہ بیدار مغز ہوتا ہے، اس کی قوتِ مشاہدہ غیر معمولی ہوتی ہے اور وہ ایسی دل چسپیوں میں اپنے لیل و نہار گزارنے کی طرف مائل ہوتا ہے جن کا تعلق فنونِ لطیفہ، کلچر اور تہذیب سے ہوتا ہے۔ بے حد آسائش پسند ہونے کے باعث وہ اپنی ذہنی قوتوں کو ذاتی آرام اور عیش و عشرت کے اسباب مہیا کرنے کے لیے ہی استعمال کرتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس میں ایسی طبعی صلاحیتیں ہوتی ہیں کہ وہ نہ صرف دولت و امارت حاصل کر لیتا ہے بلکہ اپنی فطری خواہشات کے پورا کرنے کے لیے مستعدی اور حکمتِ عملی کو کام میں لاتا ہے۔

ایسا شخص عام طور پر انتہا پسندی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنی خواہشات کو ضابطے میں نہ رکھ سکے تو وہ سراسر عیاشی کا رسیا ہو جاتا ہے۔ عیش و نشاط، شراب و کباب، ملبوساتِ فاخرہ ایسی دل بستگیوں کی بھول بھلیّوں میں کھو جاتا ہے اور عمرِ عزیز تباہ کر دیتا ہے۔ لیکن وہ زندگی میں اگر ایک موزوں ربط و نظم پیدا کر سکے تو کسی نہ کسی فنِ لطیف میں یدِ طولےٰ حاصل کر سکتا ہے۔ جہاں عیش و نشاط سے لطف اندوز ہوتا ہے وہاں زندگی کو نہ تو تباہ و برباد ہونے دیتا ہے اور نہ ہی کسی طبعی آرزو کو تشنہ رہنے دیتا ہے۔

اگر ایسی جلد عورت کے ہاتھ کی پُشت پر ہو تو اُس سے خُدا ہی بچائے۔ وہ بڑی جابکدست اور مکر کی رانی ہوتی ہے۔ وہ اپنی فطری نسوانی جاذبیت اور چالاکی سے یُوں فریب دے سکتی ہے کہ اگر سب کچھ لوٹ لے تو بھی احساس کم ہی ہونے دیتی ہے۔ ایسی عورت بہُت قیمتی لباس، زیورات، ہیرے جواہرات اور انتہائی آسائش کی خواہاں ہوتی ہے اور انھیں حاصل کیے بغیر دم نہیں لیتی۔

صحت کے معاملے میں ایسے لوگ کچھ زیادہ تنومند نہیں ہوتے۔ وہ بہُت جلد لوریت کا احساس بھی کرنے لگتے ہیں اور اس سے بچنے کے لیے شراب نوشی اور اعصاب کو سُلانے والی دوائیاں کھانے کی عادت ڈال لیتے ہیں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ وہ اعلیٰ پائے کے نوع بہ نوع کھانوں کے شوقین ہوتے ہیں۔ ان کی طبیعت بے حد حساس ہوتی ہے اور ذوق بہُت بلند ہوتا ہے۔ وہ ایسے کاموں میں خُوب چمکتے ہیں جن کا تعلق ادب، کلچر اور تہذیب ایسے اُمور سے ہوتا ہے۔ وہ احساسِ لطیف کے فیض سے ناموری اور شہرت حاصل کرنے کے حقدار ہوتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ جسمانی طور پر کم تنومند ہوتے ہیں۔

جب جلد چمڑے کی طرح موٹی اور کھُردری ہو تو یہ گنوار اور دیہاتی کردار کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل ڈیل ڈول کا مضبوط، قوی الجثہّ اور ہڈی کا سخت ہوتا ہے۔ اسے کھُلی ہوا میں رہنا اور کام کرنا پسند ہوتا ہے۔ وہ دیہاتی زندگی کا دلدادہ ہوتا ہے اور شہریت یا شہری طریقِ حیات سے گھبراتا ہے اور اس سے سدا دُور ہی رہنے کی سعی کرتا ہے۔

اسے شکار، کاشت کاری غرض کہ کھیتی باڑی سے متعلقہ تمام اُمور سے دلی لگاؤ ہوتا ہے۔ خُدا نے اسے نہایت عمدہ اور صحت مند جسم عطا کیا ہوتا ہے، اور وہ کام کاج میں بڑی تن دہی اور ہمت سے دل چسپی لیتا ہے۔ کھانے پینے کے معاملے میں ذرا کم ہی محتاط ہوتا ہے۔ بسیار خوری اس کی عادت ہوتی ہے۔ موٹا جھوٹا اگر مقدار میں وافر ہو تو خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے۔ موسمی تبدیلیاں یا ایسی بیماریاں جو نازک مزاجوں کا پیچھا نہیں چھوڑتیں، اس کے پاس بھی نہیں پھٹکتیں۔ چُوں کہ اکثر جسمانی دلیری سے کام لیتا ہے، اسے شکار وغیرہ کے سلسلے میں احتیاط کی ضرورت رہتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ بالعموم ایسے خطرات سے بے نیاز زندگی گزارتا ہے اور اپنے ماحول میں خوش رہتا ہے۔

آپ کی اُنگلیاں ـــ کیا بتاتی ہیں ؟

جب ہاتھ کی پُشت کے بالوں کا اچھی طرح جائزہ لے لیا جائے تو اِس کے بعد اُنگلیوں کا مُطالعہ کرنا چاہیے۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اُنگلیاں ہموار ہیں کہ گرہ دار۔

ہموار اُنگلیاں

جب ہر اُنگلی جڑ سے نوک تلک یوں چلی جائے کہ نہ تو کہیں سے بے جا طور پر موٹی یا پتلی ہو اور نہ ہی اس میں کہیں گرہ دار صورت نظر آئے بلکہ موزوں اور ہموار ساخت کی ہو تو ایسی شکل ہموار کہلاتی ہے۔ سبھی اُنگلیاں جب ایسی ہی بناوٹ کی ہوں تو ہموار اُنگلیاں کہلاتی ہیں (شکل نمبر ۱)۔

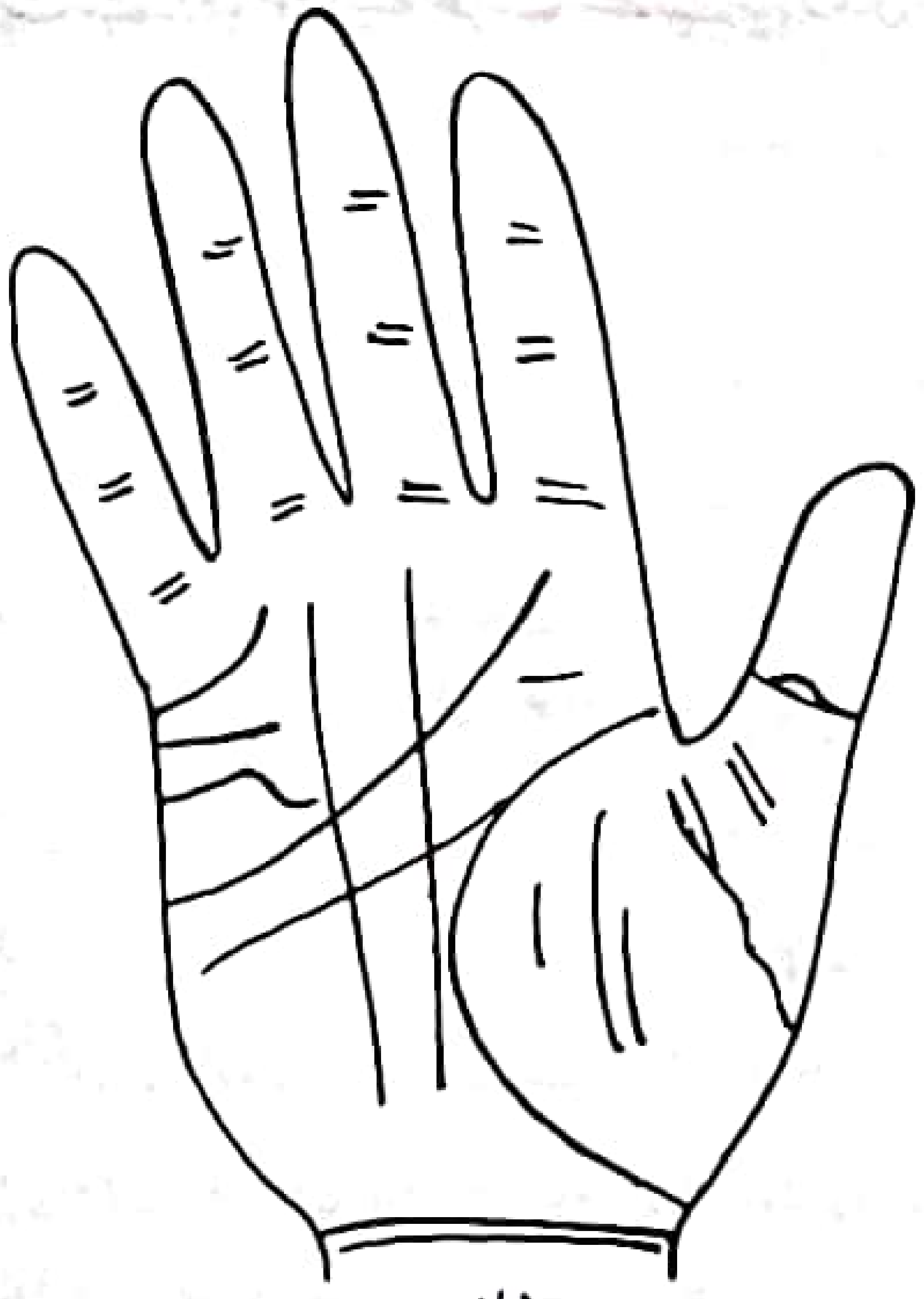

(۱)

تمام تر ایسی اُنگلیاں جذباتی طبیعت کا پتا دیتی ہیں۔ ان کا حامل ہر قسم کے تأثرات بعجلت قبول کر لیتا ہے۔ اس کا ردِّ عمل بالعموم قدرے جذباتی ہی ہوتا ہے اور عجلت پسندی کے عناصر اس کی طبیعت میں نمایاں ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فکر و تدبیر کے بغیر ہی وہ ہر کام میں ہاتھ ڈال دینے کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ اس کے اوّلین تأثرات کسی فطری صلاحیت کے باعث بیشتر درست ثابت ہوتے ہیں۔ جب وہ کسی شخص سے پہلی بار ملتا ہے یا کسی جگہ جاتا ہے تو آپ سے آپ اچھے یا بُرے احساسات اس کے ذہن پر مرتسم ہو جاتے ہیں اور وہ لاشعوری طور پر گرد و پیش کا جائزہ لیتے ہی دفعتہً ایک جذباتی سی رائے قائم کر لیتا ہے۔ اس کا ایسا احساس اگر غیر متوقّع اور اچانک ہو تو صحیح ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ اس کا ردِّ عمل بعجلت ہوتا ہے مگر وہ غلط اقدام کا بہت ہی شاذ مرتکب ہو سکتا ہے۔ بلاشبہ وہ بے صبرا ہوتا ہے، اور تجزیہ و تفکر کا عادی نہیں ہوتا۔ لامحالہ اس کے مزاج میں غور و خوض اور سنجیدگی کی کمی کا احساس ہوتا ہے۔ یوں صاحبِ ذوق ہوتا ہے حسن و رعنائی کا دلدادہ، آرٹ اور فنونِ لطیفہ کی طرف راغب، نیز شعر و ادب سے طبعی دلبستگی رکھتا ہے اور شعر و نغمہ کی بے ساختہ یوں داد دیتا ہے کہ اس میں بناوٹ کا کہیں شائبہ بھی نہیں ہوتا۔

اس کے باطن میں ایک خاص نوع کا احساس و شعور ہوتا ہے جس کی وجہ سے آنے والے حالات کے بارے میں فطری وقوف پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ فکر و منطق سے گریز کرتا ہے اور اپنی کیفیّتِ خاص کے باعث وجدان کو فلسفہ و حکمت پر ترجیح دیتا ہے۔ حساب کتاب کے معاملے میں کمزور ہوتا ہے اور پابندیٔ وقت کا کم ہی خیال رکھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک ایسی حسِّ لطیف سے بہرہ ور ہوتا ہے جو جمالیاتی اور جذباتی اُمور سے وابستہ ہوتی ہے۔

گرہ دار اُنگلیاں

جب ہر اُنگلی جوڑ کے مقام پر یوں اُبھری اور پھیلی ہوئی ہو کہ اس میں گرہ کا گمان ہوتا ہو اور اس کے اُوپر اور نیچے والی دونوں پوریں پتلی اور گرہ دار دکھائی دیں تو ایسی اُنگلی گرہ دار کہلاتی ہے۔ ہاتھ کی ساری اُنگلیاں اگر ایسی ہی واقع ہوں تو گرہ دار اُنگلیوں کے نام سے یاد کی جاتی ہیں (شکل نمبر ۲)

بعض ہاتھوں کی اُنگلیاں محض بالائی جوڑوں کے مقام پر گرہ دار ہوتی ہیں اور بعض کے تحتانی جوڑوں پر ایسی صورت دکھائی دیتی ہے۔ ایسے ہاتھوں کی اُنگلیاں گرہ دار تصوّر کی جاتی ہیں۔ لیکن جب بالائی اور تحتانی دونوں مقامات پر اُنگلیوں میں گانٹھیں نظر آئیں تو ایسے ہاتھ مکمل طور پر

(۲)

گرہ دار مانے جاتے ہیں۔

م انگلی میں گرہ کا وجود تاثرات و خیالات کی روانی میں ایک نوع کی رکاوٹ کے ہم معنی ہے۔ ایسی گرہ دار انگلیوں کا حامل محاسبہ، فکر و تجزیہ اور منطق و استدلال کا دلدادہ ہوتا ہے اور ہر معاملے میں بڑی سوچ بچار کے بعد ہی ہاتھ ڈالتا ہے۔ مگر پھر بھی اس کی مسلسل کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ تمام امورِ متعلقہ کے ہر جزوی پہلو سے بخوبی واقف ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تفصیلات کو اچھی طرح دیکھتا ہے اور نہ تو تاثرات کے تحت بعجلت عمل پیرا ہوتا ہے، نہ ہی دوسروں کے کہنے سننے پر۔ اگر کوئی بات اس کا منطقی دماغ سمجھ سکے تو اس کی جانب راغب ہو سکتا ہے۔ از حد محتاط فطرت ہونے کے باعث سنبھل سنبھل کر ہی قدم رکھتا ہے۔ جلد بازی اس کا شیوہ نہیں۔ اگر حالات کے دباؤ سے اسے کوئی کام جلد ہی سر انجام کرنے پر مجبور کیا جائے تو بھی رُک رُک کر اور تشویش و تردد کے عالم میں بمشکل تمام ایسا کر پاتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بالآخر وہ اپنی محتاط روش کے مطابق اختتام کار میں دوسروں سے زیادہ ہی وقت صرف کرتا ہے۔

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ہر معاملے کی بیخ و بُن اُکھاڑنے اور بال کی کھال اُتارنے میں اسے طبعی دلچسپی ہوتی ہے۔ اس کا تمام تر کردار مزاج کے فلسفیانہ اور منطقی انداز سے گہرے طور پر متاثر ہوتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ گرہ دار انگلیاں پابندیٔ وقت اور نظم و ضبط ایسے اُمور سے فطری لگاؤ کی آئینہ دار ہیں۔ ان کا حامل اگرچہ ہر معاملے میں بہت سوچ بچار کا عادی ہوتا ہے مگر وہ ہر چیز کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی طبیعت میں گہرائی ہوتی ہے اور وہ سطحی امور سے گریز کرتا ہے۔ وہ

ریاضی اور حساب وغیرہ میں ید طولےٰ حاصل کر سکتا ہے۔ ایسے کام جہاں تجزیہ، اعداد و شمار، فہرست سازی، لُغات، باریک بینی، تحقیق و احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے، وہ ان میں خوب چمک سکتا ہے۔

ہر انگلی کی تین پوریں ہیں: بالائی، درمیانی اور تحتانی۔ یہ پہلی، دوسری اور تیسری پوریں بھی کہلاتی ہیں۔ پہلی پور روحانی اور مثالی امور سے وابستہ ہے، دوسری ذہنی معاملات سے اور تیسری جسمانی اور ادنیٰ عناصر سے۔ جب بالائی اور درمیانی پور سے متعلقہ جوڑ گرہ دار ہوں تو ایسے ذہن کا پتا دیتے ہیں جو بے حد منطقی اور تجزیہ کار ہوتا ہے، اور کسی بھی معاملے میں مشکل ہی سے تسلی بخش نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ ہر امر کی تمام تر تفصیلات اور جزوی عناصر کی بڑی جانفشانی سے جانچ پڑتال کرتا ہے اور اس کے بعد بھی اس کی کم ہی تسلی ہو سکتی ہے۔ درحقیقت وہ معاملۂ زیر غور کے ہر پہلو، ہر تفصیل، اس کے نتائج غرض کہ تمام متعلقہ اُمور پر بار بار غور کرتا ہے اور نہایت مُدلّل طریقے سے اور داخلی طور پر اس کا عمیق اور گہرا جائزہ لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ عام طور پر تفصیلات میں یُوں اُلجھ جاتا ہے کہ معاملے کی اصل و غایت بھی مجہول جاتا ہے۔ بقولِ شاعر ؎

فلسفی کو بحث کے اندر خُدا ملتا نہیں
ڈور کو سُلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

اگرچہ وہ حد سے زیادہ محتاط اور تجزیہ کار ہوتا ہے مگر اس حقیقت سے انکار محال ہے کہ اس کی تنقیدی صلاحیتیں بلا کی ہوتی ہیں۔ نقد و نظر کے کام میں وہ بے مثال خدمات انجام دے سکتا ہے۔ نیز لُغت سازی، اعداد و شمار، ریاضیات ایسے اُمور میں غیر معمولی قابلیت حاصل کر سکتا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ ایسے ہی تحقیقی کاموں میں اس کی سچی کھپت ہو سکتی ہے اور ایسے ہی مشاغل میں وہ کامیاب ہو سکتا ہے۔

روزمرہ کی زندگی میں ایسا شخص بہت ہی مشکل پسند ثابت ہوتا ہے۔ اس کے لواحقین اور ساتھ کام کرنے والے اس کی ذہنی روش سے تنگ آ جاتے ہیں اور لوریت محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اس کے اعصاب ذہنی انتشار اور فکر و تردّد کی فراوانی کے باعث اس کے معدے کی خرابی کا باعث بن جاتے ہیں۔ وہ کم خور تو ہوتا ہے مگر فطرت کی یہ ستم ظریفی اس کے حق میں کچھ کم نہیں کہ اس کے کھانے میں مکھی پانی میں تنکا غرض کہ اس کی تمام اشیائے خور و نوش میں کچھ نہ کچھ نکل ہی آتا ہے۔ اور اگر بظاہر نظر نہ آئے تو وہ

گویا ڈھونڈ کر نکال لیتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس کی بدگمان طبیعت اور شکی مزاج کا بھی اس میں بہت کچھ دخل ہوتا ہے۔

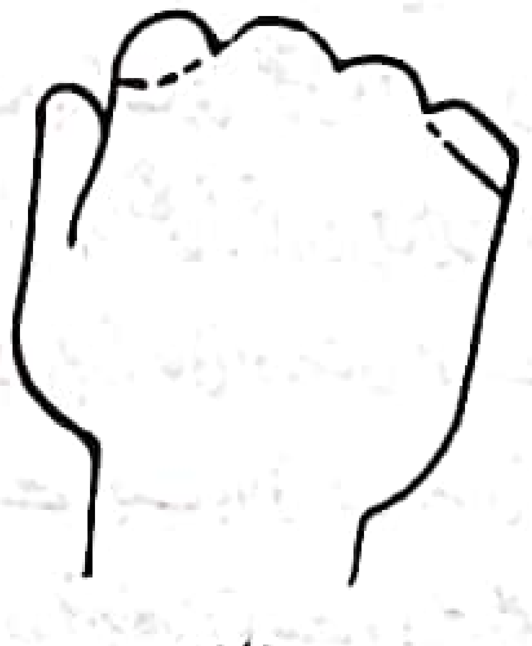

(۳)

جب اُنگلیاں تحتانی جوڑوں کے مقامات پر ہی گرہ دار ہوں تو ان کا حامل اپنے گرد و پیش کی اشیا میں ترتیب اور ضابطہ کا حامی ہوتا ہے۔ وہ باقاعدہ سلیقہ مندی اور منظم طریقِ کار میں ایمان رکھتا ہے۔ اسے بدنظمی سے نفرت ہوتی ہے۔ اس کی تمام تر ایسی صلاحیتیں محض چیزوں اور مادی اشیا کی ترتیب و تنظیم کے سلسلے میں صرف ہوتی ہیں۔ وہ ذہنی امور میں دل چسپی نہیں لیتا، مگر اس کے گھر، دفتر، لباس وغیرہ میں آرائش، سلیقے اور ضابطے کا واضح پتا چلتا ہے۔

وہ اپنی روزمرہ کی زندگی ایک قاعدے اور ضابطے کے تحت گزارتا ہے۔ وقت کی پابندی اس کا شیوہ ہوتا ہے۔ وہ ایسے کاموں میں دل چسپی کا اظہار کرتا ہے جو مادی ضروریات ہی کو پُورا کر سکتے ہیں۔ تخیل، ادبِ عالیہ اور اعلیٰ ذہنی مشاغل اس کی زندگی کا حصہ نہیں ہوتے۔ وہ کارآمد زندگی، مفید اشیا، پابندیٔ وقت ایسے امور کا نہایت سختی سے احترام کرتا ہے۔ بلاشبہ وہ محتاط اور تنقیدی طبیعت رکھتا ہے، مگر اس قدر حقیقت پرست ہوتا ہے کہ جس چیز کا اس کے حواسِ خمسہ ادراک نہ کر سکیں، اس کی طرف بھُول کر بھی نہیں جاتا۔ وہ دُنیائے محسوسات ہی پر ایمان رکھتا ہے۔ نہ اسے رُوحانی قدروں سے دل چسپی ہوتی ہے اور نہ ہی علمی مشاغل سے۔ وہ درحقیقت مادہ پرست ہوتا ہے اور مادی زندگی ہی میں سلیقہ، ضابطہ اور باقاعدگی کا متلاشی ہوتا ہے۔ یوں اپنے نظمِ حیات کے تمام مسلّمہ اُصولوں پر احتیاط کے ساتھ عمل پیرا ہوتا ہے۔

اُنگلیوں کے تیسرے جوڑ بھی ہیں مگر ان کا مشاہدہ ہاتھ کی پشت دیکھنے ہی سے ہو سکتا ہے۔ جب سب ہی جوڑ گرہ دار ہوں تو ان کا حامل جسمانی صفائی اور صحت کے معاملے میں بڑا محتاط ہوتا ہے اور ایسے امور کے سلسلے میں ضابطہ اور نکتہ چینی سے کام لیتا ہے۔

جب تیسرے جوڑوں کی گرہیں ایک سطح پر سیدھی لکیر کی طرح واقع ہوں تو اس امر کی دلیل ہیں کہ ان کا حامل ذاتی صفائی اور حفظانِ صحت کے معاملے میں حد درجہ کا محتاط ہوتا ہے۔ اسے طہارتِ جسمانی،

بدن کی صفائی، لباس کی پاکیزگی کا ایسا جنون ہوتا ہے کہ ہر دم ہاتھ مُنھ پونچھتا رہتا ہے اور صاف رہنے کا احساس دلاتا ہے۔
وہ اُٹھتے بیٹھتے جھاڑ پونچھ میں لگا رہتا ہے۔ لباس کو آراستہ کرتا ہے، گرد و پیش کی چیزوں کی

(۵)

(۴)

صفائی کرتا ہے، اس طرح کہ گویا یہی فریضۂ حیات ہے۔ یہی نہیں بلکہ وہ تندرستی کو بحال رکھنے کے لیے خبط کی حد تک بڑھ جاتا ہے، اور حق تو یہ ہے کہ وہ اپنے لیل و نہار "تن پرستی" میں گزار دیتا ہے۔ اس کی دُنیا ان ہی امور پر محیط ہوتی ہے۔

بعض ہاتھوں میں تیسرے جوڑ خطِ مستقیم پر واقع ہونے کی بجائے ایک دُوسرے سے نیچے اُوپر دکھائی دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ برابر سطح پر نہیں رہتے۔ جب انگلیوں کی پشت کی طرف جوڑیوں ناہموار ہوں تو ترتیب قائم نہیں رہتی۔ ان کا حامل نہ تو پابندیٔ وقت کا احترام کرتا ہے اور نہ ہی اسے ذاتی صفائی، جسمانی طہارت یا تندرستی کا اس قدر احساس ہوتا ہے۔ وہ بالعموم ایسی عادتوں کا شکار ہو جاتا ہے جن میں ربط و ضبط کا کہیں پتا ہی نہیں چلتا۔ وہ لباس، کھانے، روزمرہ کے کاموں اور صحت کے بارے میں لااُبالی طبیعت رکھتا ہے۔ نہ وقت پر کھاتا ہے اور نہ ہی وقت پر سوتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ جو کچھ ملے اور جب ملے کھا لیتا ہے۔ نہ لباس کے معاملے میں خاص احتیاط کرتا ہے میلے کچیلے کپڑے پہنے رہے تو کم ہی پروا کرتا ہے۔ اکثر گندہ رہتا ہے۔ وقت بے وقت کھانا پینا اس کی طبیعتِ ثانیہ بن جاتا ہے۔ وہ سدا بے ربط زندگی کا عادی ہوتا ہے۔ اسے لاکھ کہا جائے، اپنی عادت بدلنے کی

طرف دھیان نہیں دیتا۔ کاہل اور سست ہوتا ہے اور ہر ضابطۂ حیات سے بے نیاز۔

اُنگلیوں کے مطالعے کے سلسلے میں ان کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ہر اُنگلی کی سیدھ، ٹیڑھ اور جھکاؤ ایسے اُمور سے بھی انسانی طبائع پر روشنی پڑتی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ شخصیت کے بنیادی عناصر کے سمجھنے میں ان سے قابلِ اعتماد مدد مل سکتی ہے۔

بے عیب اُنگلیاں

جب سب ہی اُنگلیاں بے عیب اور سیدھی ہوں یعنی نہ تو وہ ایک دُوسری کی طرف جُھکی ہُوئی ہوں اور نہ ہی آگے پیچھے، تو یہ کردارِ صالح کا پتا دیتی ہیں۔ یہ ایسی صلاحیت کا آئینہ ہیں جو طبیعت کی اچھائیوں کو بروئے کار لانے اور مقصدِ حیات میں اُلجھاؤ کے بغیر آگے بڑھنے میں اعانت کرتی ہے۔ ان کا حامل درحقیقت سلیقہ مند، مستعد اور دیانت دار ہوتا ہے۔ ان کے کردار کی نمایاں خُوبی توازن ہوتی ہے (شکل نمبر ۶)۔

جُھکی ہُوئی اُنگلیاں

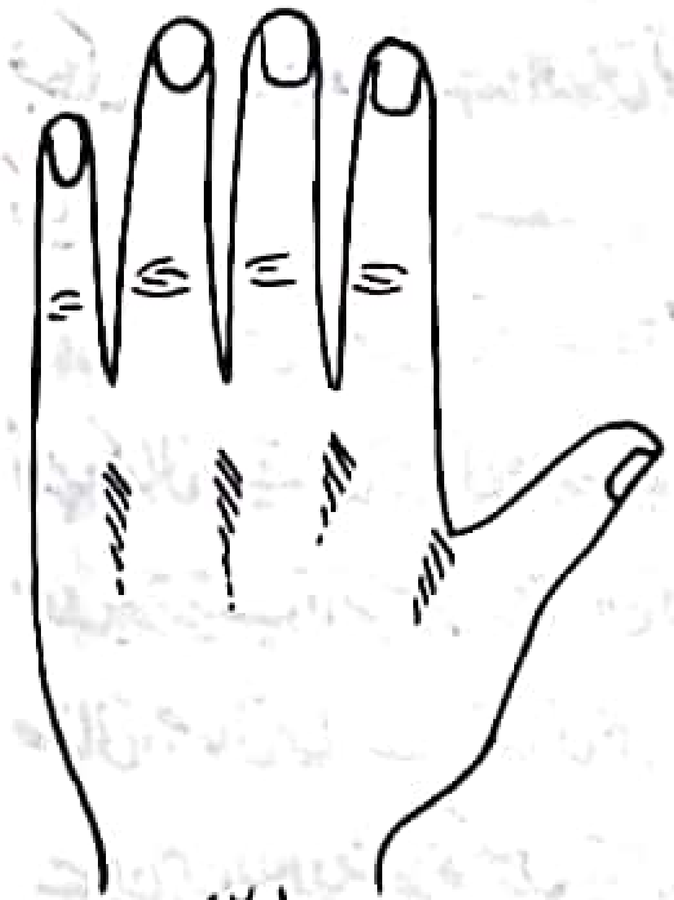
(۶)

درمیانی اُنگلی سب سے بڑی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سدا نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ جب دوسری تمام اُنگلیاں اس کی طرف جُھکی ہوئی نظر آئیں تو یہ ایک دلچسپ راز کی پردہ کشائی کرتی ہیں۔ ان کا حامل دل کی بات نہیں بتاتا۔ اسے اخفائے راز کا جنون ہوتا ہے۔ وہ انتہائی محتاط اور تنہائی پسند ہوتا ہے اور اس کے قول و فعل سے یہی احساس ہوتا ہے کہ وہ کسی بات سے ڈرتا رہتا ہے۔ وہ پست ہمت بھی ہوتا ہے اور کسی کا اعتبار بھی نہیں کرتا۔ وہ یوں سنبھل سنبھل کر ملتا اور بات کرتا ہے جیسے ہر شخص اسے نقصان پہنچانے کے درپے ہو۔ خوشی کم ہی اس کے حصے میں آتی ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ اس کی بدنصیبی ہے کہ وہ ہم جنسوں سے بدظن رہتا ہے جس کے باعث

(۷)

وہ سدا غمگین اور اکیلا ہوتا ہے۔ وہ اس قدر اپنے اندر اُلجھا رہتا ہے کہ اس کے خیالات میں وسعت کم ہی پیدا ہو سکتی ہے (شکل نمبر ۷)

اگر آپ کے احباب یا عزیزوں میں کوئی ایسی اُنگلیوں والا شخص ہو تو آپ نے بارہا دیکھا ہوگا کہ وہ اکثر کم ملتا ہے۔ کسی بھی کام میں ڈر ڈر کر ہاتھ ڈالتا ہے۔ وہ کم اعتمادی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ناجائز احتیاط اور ہر معاملے میں تاخیر اس کے کردار کے نمایاں نقائص ہیں۔ کسی اہم بات پر اس کی رائے لینا گویا ایسے ہی ہے جیسے اپنے آپ کو تذبذب اور شکوک کی دعوت دینا۔ وہ بدنصیب اپنوں اور پرایوں سے کبھی کُھل کر نہیں ملتا۔ نہ کسی کی خوشی اور شادی میں کشادہ دلی اور رغبت سے شریک ہوتا ہے۔ اور حق تو یہ کہ وہ طبعاً شکّی، بدگمان اور غم پسند ہوتا ہے۔

ایسا ہاتھ جب پھیلایا جائے تو اُنگلیوں کے سرے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دکھائی دیں۔ اس کے برعکس سیدھی اُنگلیوں کے سرے ایک دُوسرے سے پرے پرے نظر آتے ہیں۔

جُڑی ہُوئی اُنگلیاں

اُنگلیوں کا ایک دُوسرے سے قُرب اور دُوری بھی اہمیت سے خالی نہیں۔ جب ساری اُنگلیاں جڑوں کے قریب ہی سے جوں جوں آگے بڑھیں علیحدہ اور پرے پرے ہوتی چلی جائیں تو سِرُوں تک پہنچتے ہُوئے وہ ایک دوسرے سے نمایاں فاصلے پر دکھائی دیتی ہیں۔ اِس کے برعکس بعض اُنگلیاں اس قدر ساتھ ساتھ ملی ہُوئی ہوتی ہیں کہ جیسے انھیں گوند سے جوڑ دیا گیا ہو۔

یہ سبھی اُنگلیاں جُڑی جُڑی سی ہوں اور اُن کی ساری لمبائی کے دوران کہیں فاصلہ نہ ہو تو

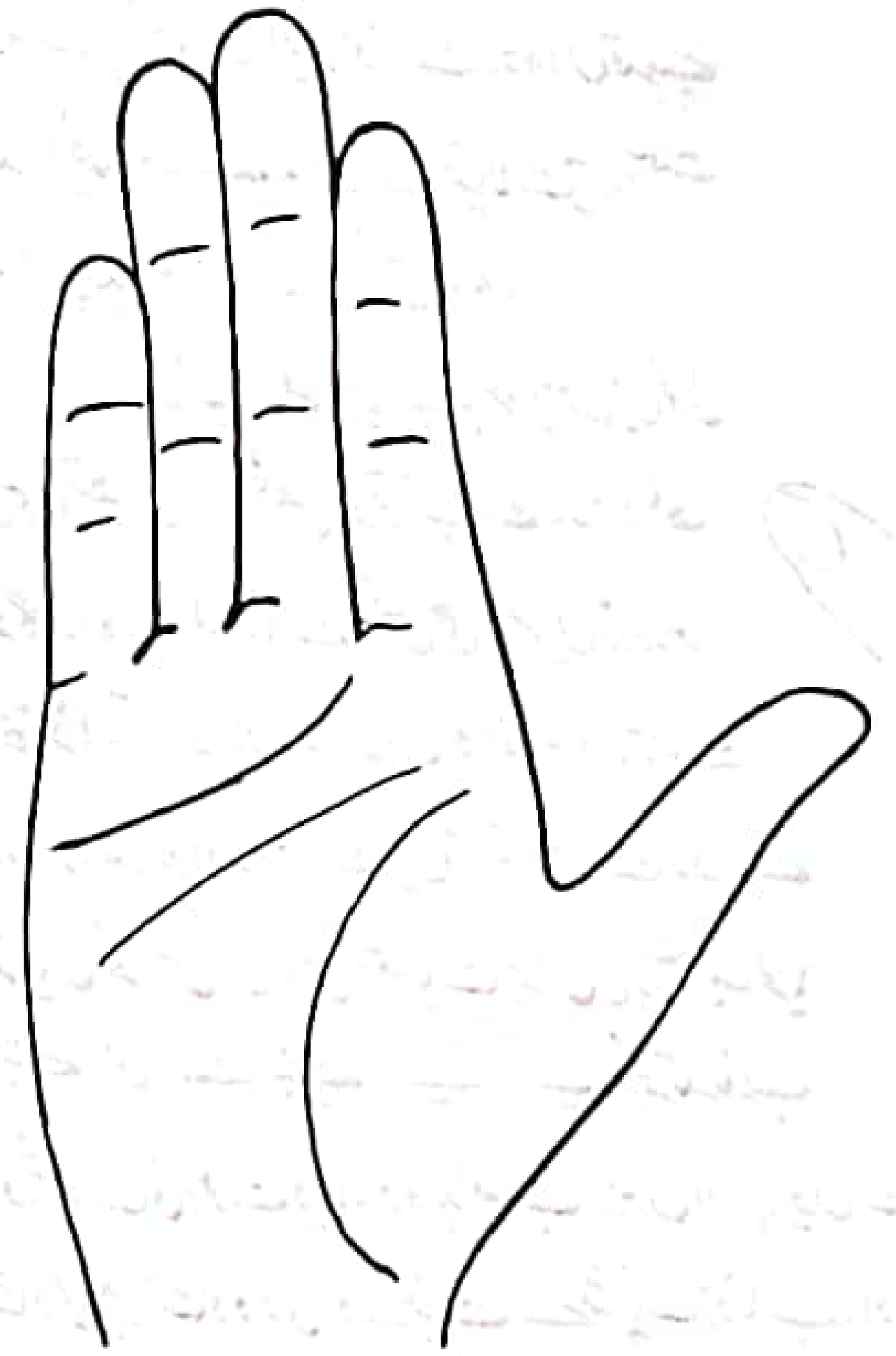

(۸)

یہ اچھی نشانی نہیں۔ ان کا حامل آزادیٔ عمل کے جوہر سے تہی دست ہوتا ہے۔ وہ حالات اور ماحول کا غلام ہو کر رہ جاتا ہے۔ وہ کولھو کے بیل کی طرح ہوتا ہے نہ تو وہ تنوع و تازگی کا متلاشی ہوتا ہے اور نہ ہی فکر و عمل کی نئی راہیں سوچتا ہے۔ وہ گویا حالات کے بندھن میں جکڑا جاتا ہے اور ایسے ہی اپنے لیل و نہار گزار دیتا ہے۔ (شکل نمبر ۸)۔

انگلیوں کے درمیان فاصلہ

انگلیاں جب بغیر کسی کوشش کے خود بخود علیحدہ علیحدہ رہیں اور سروں کے قریب ان کا فاصلہ کافی زیادہ دکھائی دے تو یہ طبیعت میں آزادی کی فراواں آرزو کا پتا دیتی ہیں — ان کا حامل حریتِ فکر کا دلدادہ ہوتا ہے۔ اسے رسوم و قیود سے نفرت ہوتی ہے۔ درحقیقت اس کی آزاد منشی معاشرے کے برخلاف بغاوت کے مصداق ہوتی ہے۔ وہ فکر و عمل کی جدید راہیں تلاش کرتا ہے اور قدامت، معینہ اقدار اور ماضی سے آیندہ کی طرف نئے اسلوب سے بڑھنے کا آرزومند ہوتا ہے — (شکل نمبر ۹)۔

(۹)

پہلی اور درمیانی انگلیوں کے درمیان اگر دوسری انگلیوں کے مقابلے میں زیادہ اور نمایاں فاصلہ ہو تو یہ آزادیٔ فکر و خیال کا ترجمان ہے۔ ایسے شخص میں جدتِ فکر کی طبعی استعداد ہوتی ہے۔ فکر و نظر کی دُنیا میں وہ قیادت و رہنمائی کی صلاحیت لے کر پیدا ہوتا ہے۔ جس قدر یہ فاصلہ زیادہ ہو گا اسی قدر جسارتِ فکر کا عنصر بڑھ جائے گا۔ اس کے برعکس جوں جوں یہ فاصلہ تنگ ہوتا چلا جائے گا، جدتِ خیال میں کمی ہوتی چلی جائے گی۔ اور اگر یہ دونوں انگلیاں باہم دگر متصل ہوں تو جرأتِ فکر و جدتِ خیال کا قطعی فقدان ہو گا۔

درمیانی اور تیسری انگلیاں عام طور پر کم ہی علیحدہ علیحدہ واقع ہوتی ہیں۔ مگر بعض ہاتھوں میں یہ بھی ایک دُوسرے سے علیحدہ دکھائی دیتی ہیں۔ جب یہ فاصلہ نمایاں ہو تو ایسا فرد حالات و ماحول سے کبھی دب کر نہیں رہتا۔ اس کے مزاج میں اصلاحی کاموں سے عملی دلچسپی ہوتی ہے۔ اس کے کردار و عمل میں جسارت و دلیری پائی جاتی ہے۔ ماحول جس قدر ناسازگار ہو اسی قدر وہ جرأت و پختگیٔ اخلاق کا ثبوت دیتا ہے اور حوصلہ مندی سے حالات پر قابو پانے کی صلاحیت کا واضح مظاہرہ کرتا ہے۔

جب یہی فاصلہ تنگ ہو اور انگلیاں ایک دُوسرے سے جُڑی ہوئی ہوں تو ان کا حامل معاشرے اور ماحول کے سامنے جھک جاتا ہے۔ درحقیقت وہ ضرورت اور وقت کے تقاضوں کے پیشِ نظر سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ نہ اسے اصلاحی کاموں سے لگاؤ ہوتا ہے اور نہ ہی جرأتِ کردار اس کے مزاج کے عناصر ہوتے ہیں۔ وہ عام سطح سے کم ہی بلند ہو سکتا ہے۔

اگر تیسری اور چوتھی یعنی چھوٹی انگلیاں تفاوت سے واقع ہوں تو مزاج میں عمل کی صلاحیت اُبھر آتی ہے۔ ایسے فرد میں حریتِ عمل کا نمایاں جوہر ہوتا ہے۔ وہ خارجی اثرات سے بے نیاز اپنے اعتقاد و خیالات کے مطابق عمل پیرا ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت میں جدت پسندی، آزادی اور غیر معمولی جرأت ہوتی ہے۔ مزاج میں بے مثال جرأت اور عملی جسارت و کردار کے باعث ایسا انسان مشکل مرحلوں سے کامیاب نکلتا ہے۔ وہ نئی نئی ترکیبیں اور منصوبے سوچتا ہے۔ اور انھیں پروان چڑھانے کے سلسلے میں حوصلہ اور مستقل کار کردگی سے کام لیتا ہے۔ وہ ہمیشہ سرگرم کار رہنے کی طرف مائل رہتا ہے۔ جانبازی، اولوالعزمی، عام ڈگر سے ہٹے ہُوئے اُمور سے دلچسپی اور تندہی سے مصروفِ عمل ہونے کی زبردست صلاحیت اس کے باطن میں ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

یہی اُنگلیاں اگر باہم دگر متّصل ہوں تو جرأت کردار کا فقدان ہوتا ہے۔ ان کا حامل نہ تو عملی حوصلہ رکھتا ہے اور نہ اپنے معتقدات و خیالات کے مطابق جرأتِ کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ درحقیقت عملی جسارت کی کمی کے باعث بڑی معمولی زندگی بسر کرتا ہے۔ اور اگر جرأت آزما مشکلات درپیش ہوں تو ہتھیار ڈال دیتا ہے۔

ناخنوں کو غور سے دیکھیے

انگلیوں کے مطالعے کے سلسلے میں ناخنوں کی شکل و صورت، رنگت وغیرہ کی جانچ پڑتال خالی از منفعت نہیں۔ ناخنوں سے صحت، مزاج اور طبیعت کا حال کافی صحت سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ ہزاروں سالوں سے اطبّا بعض امراض کی تشخیص کے معاملے میں ناخنوں کی رنگت، بناوٹ اور اشکال سے استفادہ کرتے چلے آئے ہیں۔ عہدِ حاضر میں اربابِ معالجہ اس سلسلے میں اس قدر ترقی کر چکے ہیں کہ ناخنوں سے طبیعت کی کیفیت، صحت اور تشخیصِ مرض کے بارے میں مبسوط لٹریچر جمع ہو چکا ہے۔

ناخنوں کا مطالعہ کرتے وقت سب سے پہلے ان کی سطحی کیفیت کا دیکھنا ضروری ہے۔ یعنی یہ بات قابلِ غور ہے کہ آیا ان کی سطح ہموار اور صاف ہے یا ان پر اُبھری ہُوئی متوازی یا آڑی دھاریاں دکھائی دیتی ہیں۔ جب ان کی سطح ہموار اور بے عیب ہو تو یہ خون کی روانی میں صحت مند توازن کا پتا دیتی ہے۔ نیز اس امر کی دلیل ہے کہ طبیعت پر کسی قسم کا سقیم اعصابی دباؤ نہیں ہے۔ ان کا حامل بالعموم صحت مند ہوتا ہے اور اس کے اعصاب میں ایک خاص نوع کی آسائش اور تسکین آمادہ صلاحیت ہوتی ہے۔ وہ کم ہی اعصابی تناؤ کا شکار ہوتا ہے (شکل نمبر ا-الف)۔

ایسی حالت میں ناخنوں کی رنگت

خوشگوار نیم گلابی ہوتی ہے اور ان کی جڑوں کے قریب سفید اور نمایاں ہلال نُما حلقے ہوتے ہیں۔ اِن کا حامل خوشگوار مزاج، تندرست، اور متوازن طبیعت کا حامل ہوتا ہے۔ اُس کی نمایاں خوبی سلیمُ الطبعی ہے۔

جُونہی ناخنوں کی سطح پر اُبھری ہُوئی دھاریاں نمودار ہونے لگیں تو طبیعت پر اعصابی دباؤ کے بڑھ جانے سے بیماری کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کے حامل کو خون کے دباؤ کے بارے میں محتاط روش کی ضرورت ہے۔ اس کی قوتِ مدافعت میں نمایاں کمی ہونے لگتی ہے۔ اور اگر بروقت صحت کی خبرگیری نہ کی جائے تو تندرستی کی بتدریج خرابی پریشانیوں میں اضافہ کا سبب بنتی ہے (شکل نمبر ا ب)۔

ناخنوں پر جب دھاریاں اُبھرتی جائیں اور صحت کا احتیاط سے خیال و معالجہ نہ کیا جائے تو ناخن ابرق کی طرح نازک اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ ہلکے سے دباؤ یا کسی چیز کے ساتھ اٹکتے ہی ٹوٹ جاتے ہیں۔ یہ تشویشناک صُورتِ حال کے آغاز کی بیّن نشانی ہے۔ ایسی حالت بالعموم عمیق اور دیرینہ اعصابی خرابی کا پتا دیتی ہے۔ اس وقت معالجے میں تاخیر یا صحت سے بے خبری خطرے سے خالی نہیں ہوتی۔ اس میں طبیعت کا توازن متزلزل ہو جاتا ہے۔ قوتِ مدافعت یوں گھٹ جاتی ہے کہ حسّاس طبعی، چڑچڑا پن اور یاس کے عناصر اُبھر آتے ہیں۔ ایسی حالت میں کھُردری دھاریاں ناخنوں کی ساری سطح پر چھا جاتی ہیں اور وہ بیحد بدوضع دکھائی دینے لگتے ہیں۔

بعض ہاتھوں میں ناخن نوکِ انگشت کے پاس تو اُٹھے ہُوئے ہوتے ہیں، مگر بتدریج اس کے بعد گوشت میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں اعصاب کی بدحالی اور صحت کی نمایاں خرابی کا احساس ہونے لگتا ہے۔ ایسے شخص کی طبیعت میں اعتدال و توازن کی کمی معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ سب کچھ خُون کی خرابی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ناخنوں کی سطح کے ساتھ یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ آیا وہ نرم ہیں یا سخت۔ ناخنوں پر ہاتھ پھیرنے یا اُنگلی سے مس کرنے سے اگر ملائمیت اور نرمی کا احساس ہو اور وہ نہ محکم و مضبوط محسُوس ہوں اور نہ ہی ٹھوس اور توانا، تو ایسے ناخن طبیعت کی کمزوری کا پردہ فاش کرتے ہیں۔ ایسا شخص کارزارِ حیات میں تندہی یا عزم کے ساتھ کش مکش کی کم ہی صلاحیت رکھتا ہے۔ نہ تو وہ مستقل مزاج ہوتا ہے اور نہ ہی حوصلہ مند۔ وہ فطری طور پر جدّوجہد کا قائل نہیں ہوتا۔

درحقیقت وہ کمزور دل، کم کوش اور بےعمل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ زندگی میں کوئی نمایاں ترقی نہیں کر سکتا۔ ناخن اگر دباؤ کے تلے ابرق کی طرح ٹوٹ جائے تو یہ ایک نحیفُ الجثہ اور لاغر شخص کا پتا دیتے ہیں۔ ایسے ناخن نرم ہوں یا سخت، دونوں حالتوں میں جسمانی کمزوری اور صحت کی نادرستی کا پتا دیتے ہیں۔

نرم ناخن مضبُوط ہوں اور دباؤ کے تحت لچک اور محکمی کا احساس دلائیں تو یہ خوشگوار اور عُمدہ صحت کا حال بتاتے ہیں۔ ان کا حامل توانا اور پائیدار تندرستی سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور اگر وہ بظاہر لحیم و شحیم نہ بھی دکھائی دے تو بھی اس کی تندرستی میں پائیدار عناصر پائے جاتے ہیں۔

ناخن سخت ہوں اور دباؤ کے نیچے نہ تو پِس کے رہ جائیں بلکہ قوی مدافعت کا احساس پیدا کریں تو یہ جسمانی طاقت اور قوتِ عمل کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ ان کا حامل حوصلہ مند اور محنت کش ہوتا ہے اور ذاتی سعی و ہمت سے زندگی میں آگے بڑھ جاتا ہے۔

شکل و صورت کے اعتبار سے ناخن چار بنیادی اقسام میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں: لمبے ناخن، چوڑے ناخن، چھوٹے ناخن اور تنگ ناخن۔

(۲)

اپنی بناوٹ کے اعتبار سے یہ مختلف النّوع کردار کے آئینہ دار تصوّر کیے جاتے ہیں۔

لمبے ناخن

ایسے ناخن جو واضح طور پر لمبے ہوں، نہ تو تنگ ہوں اور نہ ہی پھیلے ہوئے بلکہ ان کی تمام تر ہیئت سے ان کے لمبے ہونے کا احساس ہوتا ہو تو یہ جلد ہی تاثر قبول کرنے والی طبیعت کی

نشانی ہیں۔ ان کا حامل ہمدرد، حساس اور ذوقِ سلیم کا حامل ہوتا ہے۔ اسے فنونِ لطیفہ سے بھی لگاؤ ہوتا ہے۔ وہ کسی حد تک نازک مزاج بھی ہوتا ہے (شکل نمبر۲)۔

صحت کے اعتبار سے ایسے ناخن اچھی علامت نہیں۔ یہ نہ تو توانائی و قوتِ جسمانی کے آئینہ دار ہوتے ہیں اور نہ ہی ایسی تندرستی کے کہ جو قابلِ اعتماد خیال کی جا سکے۔ بالعموم ان کا حامل سینہ اور گلے کی بیماریوں کی طرف طبعی میلان کے باعث کھانسی بخار، اور عمومی خرابیٔ صحت کے اندیشے سے کم ہی بے فکر ہو سکتا ہے۔ وقتاً فوقتاً اس کا مزاج خراب ہی رہتا ہے۔

چھوٹے ناخن

چھوٹے ناخن بالعموم گول ہی ہوتے ہیں۔ نہ تو طویل اور نہ ہی تنگ۔ اور ان سے چوڑائی کا احساس قطعی نہیں ہوتا۔ ان کو دیکھتے ہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ اُنگلیوں میں جڑے ہوئے ہیں اور ان کے گرداگرد گوشت نمایاں طور پر احاطہ کیے ہوئے ہوتا ہے۔ چھوٹے ناخن عام طور پر موروثی ہوتے ہیں اور آباؤ اجداد سے ورثے میں ملتے ہیں (شکل نمبر۳)۔

(۳)

ایسے ناخن تجزیہ و تنقید کی فطری صلاحیت کا پتا دیتے ہیں۔ ان کا حامل ہر بات کی تہ کو پہنچنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور کسی بھی معاملے میں بلا وجہ یا عجلت متأثر کم ہی ہو سکتا ہے۔ بحث و جرح سے اسے طبعی لگاؤ ہوتا ہے اور اس میں اچھا نقاد بننے کی فطری اہلیت ہوتی ہے۔ تفصیلات سے وابستگی، استدلال پسندی اور ہر بات کو غور و خوض سے دیکھنا اس کی طبیعت کے عناصر ہیں۔ وہ محتاط روش ہوتا ہے اور کسی بھی کام میں بلا سوچے سمجھے ہاتھ نہیں ڈالتا۔ اس کی سب سے بڑی خامی اس کا غصہ ہے۔ درحقیقت وہ بہت جلد برہم

ہو جاتا ہے۔ اور لڑنے مرنے پر تو آمادہ نہیں ہوتا تاہم سدا بحث و تکرار میں اُلجھنے کی طرف بے حد مائل رہتا ہے۔

صحت کے معاملے میں چھوٹے ناخن اچھی علامت نہیں ہیں۔ جب یہ گول اور چھوٹے ہوں تو مزاج کے نادرُست رہنے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور خصوصاً ناک، گلے اور سانس سے متعلقہ تکالیف کی طرف رُجحانِ طبع کا پتا دیتے ہیں۔ ایسے ناخن بعض افراد میں موروثی طور پر اختلاجِ قلب کے میلان کی نشان دہی کرتے ہیں۔ ایسے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان اُمور اور خُونی اور اعصابی دباؤ سے بچتا رہے جو دل کی دھڑکن کا سبب بن سکتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ایسا شخص اپنی فکر پسندی اور تنقیدی صلاحیت کے باعث اپنے اعصاب پر داخلی طور پر کافی بوجھ ڈال لیتا ہے، اور ذہنی طور پر کم ہی آسودگی اور آسائش کی طرف مائل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اسے افکارِ ذاتی یا ایسے معاملات جن کا تعلق نجی اُمور سے ہو گھیر لیں تو وہ اندر ہی اندر کُڑھتا ہے۔ بجائے سنجیدہ اور متوازن سوچ بچار کے وہ لاشعوری طور پر اپنے باطن میں اُلجھ جاتا ہے اور اس کے اختلاجِ قلب کی طرف مائل طبیعت میں ایک ایسا داخلی ہیجان پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اچانک دل کی دھڑکن کے عارضے میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ مگر یہ محض اعصابی عارضہ ہے اور اس کا صحیح معنوں میں دل سے تعلق نہیں ہوتا۔ ایسے شخص بالعموم بڑی عُمر کو پہنچتے ہیں اور اختلاجِ قلب سے ان کی موت واقع نہیں ہوتی۔

(۴)

چوڑے ناخُن

چوڑے ناخن کافی کشادہ ہوتے ہیں۔ اگر ان کا ان کی لمبائی سے مُقابلہ کیا جائے تو وہ چوڑائی میں نسبتاً زیادہ عریض ہوتے ہیں۔ ایسے ناخن کافی مضبوط اور نمایاں ہوتے ہیں۔ نوکِ

انگشت کے وافر حصے پر حاوی ہوتے ہیں اور اپنے بڑے ہونے کا فوری احساس دلاتے ہیں (شکل نمبر۴)۔

ان کا حامل کافی دل چسپ کردار رکھتا ہے۔ وہ دوسروں پر سدا رُعب جمانے کی کوشش کرتا ہے اور زیادہ تر اپنی جھگڑالو طبیعت کے سبب لوگوں میں جلد ہی مشہور ہو جاتا ہے۔ اس کے مزاج میں مبالغہ پسندی کا ایسا عنصر ہوتا ہے کہ لاشعوری طور پر وہ بات کا بتنگڑ بنانے میں ید طولیٰ رکھتا ہے۔ اس کے لواحقین اور احباب اس کی اس طبعی کمزوری پر اس کے پسِ پشت خوب ہنستے ہیں، اور اس کی باتوں کا کم ہی اعتبار کرتے ہیں۔ یوں وہ دل کا بُرا نہیں ہوتا۔ محض اپنی مبالغہ آمیز طبیعت سے مجبور ہوتا ہے۔ لوگ اسے اکثر جھوٹا سمجھتے ہیں۔ درحقیقت وہ کذب و افترا کا عادی نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی کو عمداً ایذا رسانی کا مرتکب ہوتا ہے۔ بہرکیف اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ حقیقت پسند نہیں ہوتا، بلکہ حقائق سے گریز کرتا ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اسے اپنی ذات پر بھی کم ہی اعتماد ہوتا ہے۔

صحت کے بارے میں چوڑے ناخن بُری علامت نہیں ہیں۔ ان کا حامل دل پر کم ہی اثر لیتا ہے۔ بالعموم بالکل تندرست ہوتا ہے۔

تنگ ناخن

تنگ ناخن دوسری قسم کے ناخنوں سے کافی مختلف ہوتے ہیں۔ یہ نہ تو گول اور کشادہ اور نہ ہی چھوٹے ہوتے ہیں۔ بعض ہاتھوں میں ایسے ناخن تنگ اور چوڑائی کے مقابلے میں طویل اور نمایاں طور پر لمبائی کا احساس دلاتے ہیں۔ ایسے ناخن نوکِ انگشت میں یوں جڑے ہوتے ہیں جیسے پُر گوشت حصے میں انھیں چسپاں کر دیا گیا ہو۔ (شکل نمبر۵)۔

(۵)

ایسے افراد میں جوش و ولولہ مفقود ہوتا ہے۔ وہ زندگی کے اس عنصر سے تہی دست ہوتے ہیں جسے جانِ آرزو کہا جاتا ہے۔ یہ کم ہمت اور کم کوش ہوتے

ہیں اور قدرے ڈر ڈر کر جیتے ہیں۔

اگر ناخن بہت تنگ اور طویل ہوں تو ریڑھ کی ہڈی سے متعلقہ کمزوریوں اور امراض کی طرف میلانِ طبع کا پتا دیتے ہیں۔ اگر محض لمبے ہی ہوں اور بہت تنگ نہ ہوں تو یہ میلان زیادہ اذیت رساں نہیں ہوتا۔ اگر وہ بہت تنگ بھی ہوں تو ریڑھ کی ہڈی میں کسی مستقل خرابی کا اندیشہ ہوتا ہے اور صحت کی بدحالی نقل و حرکت میں زحمت کا باعث بن جاتی ہے۔ بلکہ انتہائی صورت میں ہڈی میں ناقابلِ اصلاح ٹیڑھ پیدا ہو جاتی ہے جس سے عرصۂ حیات تنگ ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں لازم ہے کہ بوجھ نہ اُٹھایا جائے اور نہ ہی کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے ریڑھ کی ہڈی پر دباؤ یا بُرا اثر پڑ سکے۔ نیز ایسے شخص میں اعصابی بیماری کے آثار بھی پائے جاتے ہیں جو بے توجہی کی صورت میں اعصابی قوتِ احساس کو ماؤف بھی کر سکتے ہیں۔

اُنگلیوں کی پوریں اور ہتھیلی

ہتھیلی اور اُنگلیوں میں ایک خاص قسم کا تناسب ہوتا ہے۔ جب ان دونوں حصّوں میں متوازن تناسب نظر آئے تو ہاتھ کی مجموعی موزونیت شرفِ انسانی کی دلیل ہوتی ہے۔ حیوانوں کے پنجوں میں یہ تناسب مفقود ہوتا ہے۔ یہی امر انسان و حیوان میں ان اعضا کے اعتبار سے امتیازی علامت ہے۔ اسی وجہ سے نچلے سے نچلے درجے کے انسان کے ہاتھ بھی اس فطری توازُن سے خالی نہیں ہوتے لیکن سبھی افراد کے ہاتھ اس تناسب کے اعتبار سے ایک جیسے نہیں ہوتے۔ ان میں کمی بیشی دکھائی دے جاتی ہے۔ تناسب کا یہ امتیاز بڑی اہم بات ہے۔

جب اُنگلیوں کے مقابلے میں ہتھیلی نمایاں طور پر لحیم و شحیم اور بھاری بھرکم ہو اور ایسا محسوس ہو کہ ہتھیلی سارے ہاتھ اور اُنگلیوں پر حاوی ہے تو وہ خوبی جو شرفِ انسانی کہی جاتی ہے از حد کم ہو جاتی ہے اور اس کا حامل بہیمانہ میلانات کا غُلام ہوتا ہے۔ حیوانی عناصر اس کے کردار میں قوی اور غالب ہوتے ہیں۔ وہ تہذیب و تمدن سے تہی دامن ہوتا ہے۔ نفاست سے اسے دُور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا اور شئے "لطیف" کے جوہر سے وہ قطعاً بے بہرہ ہوتا ہے (شکل نمبر ۱)۔

(۱)

ہتھیلی جب اُنگلیوں کے ساتھ ایک موزوں تناسب لیے ہو یعنی نہ تو بے حد چھوٹی ہو اور نہ ہی بڑی، دبیز اور لحیم بلکہ ہاتھ پر نظر ڈالتے

ہی ایک نفیس توازُن کا احساس ہوتا ہو تو یہ موزونیت مہذّب کردار کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ایسے شخص میں ایک فطری اعتدال ہوتا ہے۔ وہ افراط و تفریط سے مبرّا رہنے کی کوشش کرتا ہے اور انتہا پسندی سے بچ کر معتدل، متمدّن اور جائز حدود میں زندگی گزارنے کی پیہم سعی کرتا ہے اور بالعموم کامیاب اور خوش و خرّم زندگی گزارتا ہے (شکل نمبر ۲)۔ اُنگلیوں اور ہتھیلی کے تناسب کے بعد ہتھیلی کا درجۂ حرارت اہم امر ہے۔ اس کے جاننے سے صحت کی کیفیت اور مزاج کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جب ہتھیلی مَس کرنے سے طبعی حرارت کا احساس دلائے یعنی نہ تو زیادہ گرم ہو اور نہ ہی وافر سرد بلکہ حرارت کی افراط و تفریط سے پاک ہو تو ایسی معتدل حرارت تندرستی اور مزاج کی عُمدگی کی علامت ہوتی ہے۔ اس کا حامل خوش طبع صحت مند اور عمل پسند ہوتا ہے۔ وہ جہاں اپنی جسمانی اچھائی کا خیال رکھتا ہے وہاں ذہنی صحت سے بھی غفلت نہیں کرتا اور حق تو یہ ہے کہ اس کے جسم و ذہن میں ایک خوشگوار اعتدال پایا جاتا ہے۔

(۲)

ہتھیلی کا درجۂ حرارت اعتدال سے بڑھا ہُوا ہو یعنی وہ طبعی حرارت سے زیادہ گرم اور تپتی ہُوئی محسوس ہو تو یہ بیماری کی نشانی ہے۔ یہ ایسے بخار کی علامت ہے جس کے معالجے میں قطعی تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ غفلت کا نتیجہ ایسی صورت میں خطرے سے خالی نہیں ہو سکتا۔

تپتی اور جلتی ہُوئی ہتھیلی مرطوب بھی ہو تو یہ بھی تبخیر کی کیفیت کی علامت ہے۔ ایسی صُورت میں طبیعت کی خرابی، کمزوری اور نقاہت کا اثر بہت دیرپا ہوتا ہے۔ اس صُورت میں معالجے کی فوری ضرورت ہوتی ہے اور صحت ہو جانے اور بخار اُتر جانے کے باوجود دیکھ بھال کی دیر تک احتیاج رہتی ہے۔ صحت مکمل طور پر بحال ہو جانے پر ہتھیلی کا درجۂ حرارت اعتدال پر آجاتا ہے۔

جلتی ہُوئی ہتھیلی اگر مستقل طور پر مرطوب بھی رہے تو یہ خطرے کا سگنل ہے۔ ایسی رطُوبتِ سوزاں کے ہوتے ہُوئے پھیپھڑوں کے عمل میں مخدوش قسم کا نقص پیدا ہو سکتا ہے۔ بڑھتی ہُوئی بیماری کا بروقت سدِّباب نہ کیا جائے تو حالت خدشے سے خالی نہیں ہوتی۔

Scanned with CamScanner

گرم ہونے کی بجائے ہتھیلی نمایاں طور پر ٹھنڈی رہے تو یہ طبیعت کی سرد مہری کی دلیل ہے۔ اس کا حامل خشک مزاج ہوتا ہے اور اگرچہ بظاہر اس کی طبیعت رُوکھی ہوتی ہے، مگر اس کے بالکل برعکس اس کا باطن حیوانی جذبات کا لاوا ہوتا ہے۔ جنسی مُہیجات کی شدت اس کی ہوس کاری کا پردہ فاش کرکے رہتی ہے۔ اس کی یہ خامی اس قدر قوی اور غالب ہوتی ہے کہ اسے اپنی طبیعت پر کم ہی قابو ہوتا ہے اور اس کے اعمال اسے گویا اخلاقی طور پر برہنہ کر دیتے ہیں۔

مستقل طور پر خشک رہنے والی ہتھیلی بنیادی اعصابی کمزوری یا نقص کی نقاب کُشائی کرتی ہے۔ اس کا حامل گرمیٔ حیات اور خروشِ جوانی سے خالی ہوتا ہے۔ اس کے احساسات کُند ہوتے ہیں اور اس کا دل محسُوساتِ لطیفہ سے عاری ہوتا ہے۔

ہتھیلی اگر کبھی کبھی آپ سے آپ گیلی ہو جائے اور غیرارادی طور پر اس سے پسینہ بہ نکلے مگر وہ مستقل طور پر مرطوب نہ رہتی ہو تو یہ زُود اثر طبیعت کی نشانی ہے۔ اس کا حامل مثا جذبات کی رو میں بہ جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر اس کا چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے۔ اس کے بشرے سے بے سبب جھجک اور قول و فعل سے شرمیلے پن کا احساس ہوتا ہے۔ درحقیقت وہ حد سے زیادہ حساس طبع واقع ہوتا ہے۔ اسے اپنے تأثرات اور ردِّ عمل پر بہُت کم قابُو ہوتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ دِل کا بُرا نہیں ہوتا اور ہمدردی اور حوصلہ افزائی سے اس کی جھجک دُور ہو سکتی ہے۔

بعض افراد کی ہتھیلیاں ہمیشہ پسینے میں شرابور رہتی ہیں۔ اور اگرچہ وہ ہر دم ہتھیلیوں سے بہتا ہُوا پانی خُشک کرتے رہتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی نمی برقرار رہتی ہے اور وہ کبھی نہیں سُوکھتیں۔ ان کا حامل بامروّت مگر فطری طور پر سُست اور کاہل ہوتا ہے۔ آرام طلبی اس کی طبیعت کا نمایاں عنصر ہے۔ علاوہ ازیں وہ کام چور اور عیش پسند بھی ہوتا ہے۔

اس کا باطن بلاشبہ شہوانی جذبات سے معمُور ہوتا ہے۔ اس کے جنسی میلانات معمول سے کہیں زیادہ ہیجان آور ہوتے ہیں۔ تجرد و تنہائی کی زندگی اس کے بس کی بات نہیں۔ وہ اکثر عنفوانِ شباب ہی میں شادی کر لیتا ہے اور اگر ازدواجی زندگی میسّر نہ ہو سکے تو اس کی جنسی شدّتِ احتیاج اسے بدکرداری پر مجبور کر دیتی ہے جس کی وجہ سے اکثر و بیشتر جذباتی اُلجھنوں اور جنسی امراض میں مُبتلا ہو سکتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ جنسی تسکین کے بغیر اس کا باطن متلاطم اور زندگی ناکام ثابت ہوتی ہے۔ اس

خامی کی وجہ سے اس کی رُوحانی اور اخلاقی قدریں خاک میں مل جاتی ہیں اور وہ ہر قسم کے جھوٹ فریب میں پھنس جاتا ہے اور ہم چشموں کی نگاہوں سے گر جاتا ہے۔

اُنگلیوں کی پوروں کا مطالعہ بے حد اہم ہے۔ انفرادی اعتبار سے بھی اور مجموعی لحاظ سے بھی۔ درحقیقت ان کی لمبائی اور ساخت سے نہ صرف کردار اور مزاج کا حال معلوم کیا جا سکتا ہے بلکہ بعض ایسی صلاحیتوں کا بھی پتا چل سکتا ہے جو انتخابِ پیشہ اور کارکردگی کے سلسلے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

اس سلسلے میں انگوٹھے اور انگلیوں کا بغور مطالعہ خالی از منفعت نہیں۔ انگوٹھے کی محض دو پوریں ہیں جبکہ ہر اُنگلی تین پوریں رکھتی ہے۔ انگوٹھے کا اپنا الگ مقام ہے اور خاص توجہ کا سزاوار ہے اور یہی مناسب بھی ہے۔

جہاں تک انگلیوں کا تعلق ہے، ان کے بارے میں ایک بات جان لینی چاہیے اُنگلیوں کی پوریں ناخنوں والی پوروں سے نیچے کی جانب شمار کی جاتی ہیں۔ سب سے بالائی پور پہلی، بیچ والی درمیانی اور جڑ والی تیسری پور کہلاتی ہے۔

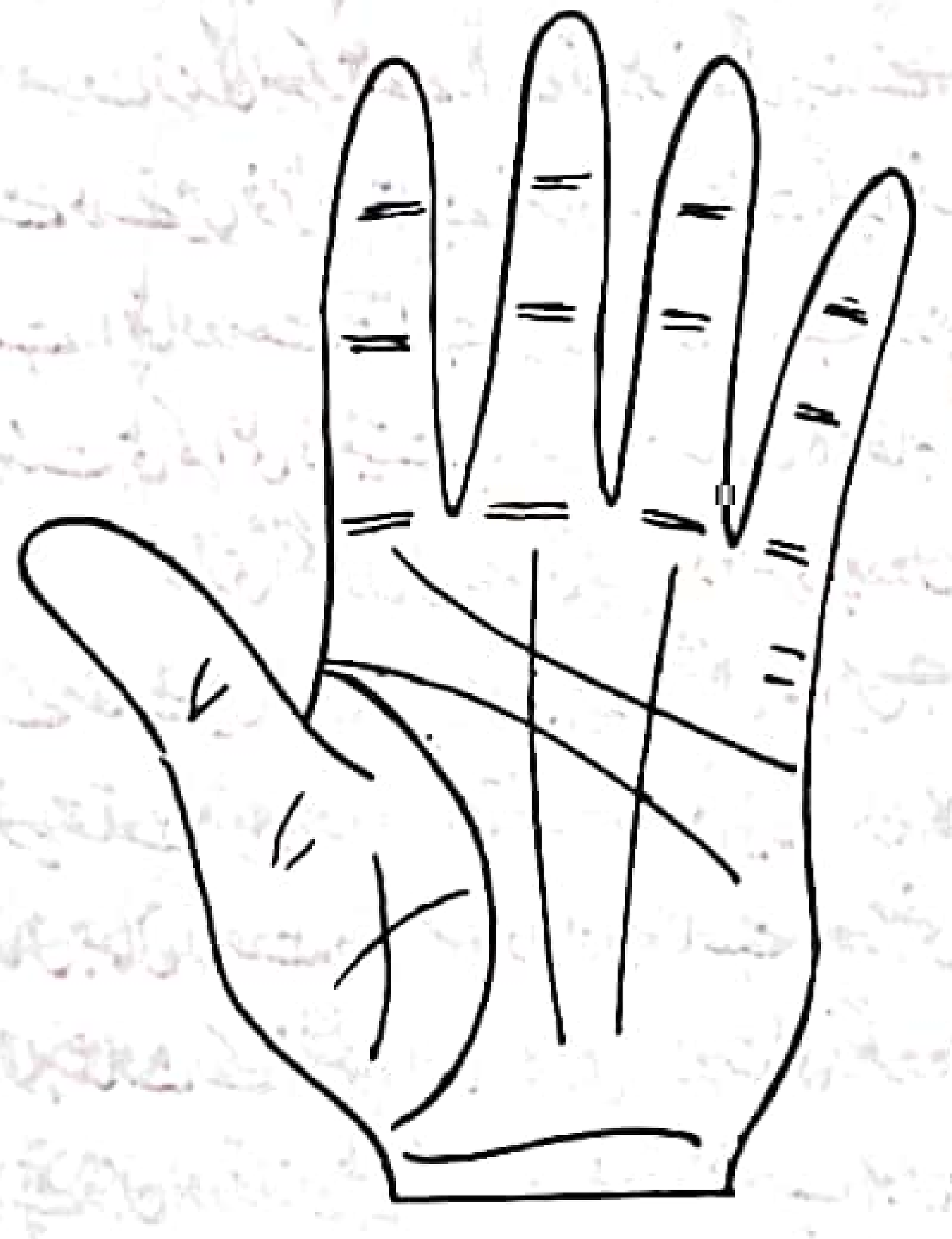

(۳)

جب تیسری پوریں دوسری دونوں بالائی پوروں سے طویل تر ہوں تو یہ اہم نقطہ ہے (شکل نمبر ۳) زیریں پوریں حیوانی میلانات اور جسمانی خواہشات سے وابستہ ہیں۔ لامحالہ جب یہ پوریں طویل ترین ہوں اور دوسروں پر حاوی دکھائی دیں تو ان کا حامل اپنی نفسانی خواہشات کا غلام ہوتا ہے۔ نہ تو اسے روحانی اقدار کا وقوف ہوتا ہے اور نہ ہی وہ اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اخلاقی اور ذہنی اعتبار سے وہ بہُت ہی پست ہوتا ہے۔ نہ باشعُور اور نہ ہی شے لطیف سے واقف۔

اس میں شک نہیں کہ وہ بالعموم قوی جثہ، تنومند اور غیر معمولی جسمانی قوت کا حامل ہوتا ہے۔ محنت اور مشقت کا عادی ہوتا ہے۔ مزدوری کرتا ہے اور زورِ بازو سے روزی کماتا ہے۔ چونکہ نہ تو ذہین ہوتا ہے اور نہ ہی ایسے دماغ کا مالک کہ تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہو سکے اس لیے ذمہ داری کی صلاحیت سے خالی ہوتا ہے۔ وہ کھلی فضا میں کھیتی باڑی، باربرداری ایسے کاموں میں خوش رہتا ہے۔ صنعت، تجارت غرض کہ کسی بھی شعبۂ حیات میں وہ نچلے درجے کے کاموں ہی میں پایا جاتا ہے۔ اگر اسے عمدہ اور قابلِ اعتماد رہنمائی میسر آ جائے تو کامیاب ہو سکتا ہے اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں خوش اسلوبی سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ ہم چشموں سے مل جل کر کام کرنے کی اس میں نمایاں صلاحیت ہوتی ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ وہ بے حد محنتی اور اچھا کارکن ثابت ہو سکتا ہے۔

ایسا شخص جسمانی خواہشات کا بندہ ہوتا ہے۔ خوب کھاتا ہے اور اس کا ہاضمہ بھی قوی ہوتا ہے۔ جنسی رغبت اس کے خمیر میں کافی نمایاں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عنفوانِ شباب ہی سے وہ شادی کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور تنہا نہیں رہتا۔ کھیل کود، دوڑ دھوپ اور عملی مشاغل سے دلچسپی رکھتا ہے۔ مصروف زندگی بسر کرتا ہے۔ اسے گھریلو زندگی پسند ہے۔ بال بچوں، عزیز و اقارب اور پڑوسیوں سے ملنے ملانے میں خوش رہتا ہے۔ تنہائی سے سخت گھبراتا ہے۔ وقت پڑنے پر دوسروں کے کام آتا ہے۔ اچھا دوست ہوتا ہے۔ یوں ضدی ہوتا ہے اور جلد باز بھی۔ زیادہ تر جذباتی ہوتا ہے اور بہت ہی کم اعلیٰ ذہنیت یا اخلاقی اوصاف کا مظاہرہ کرتا ہے۔

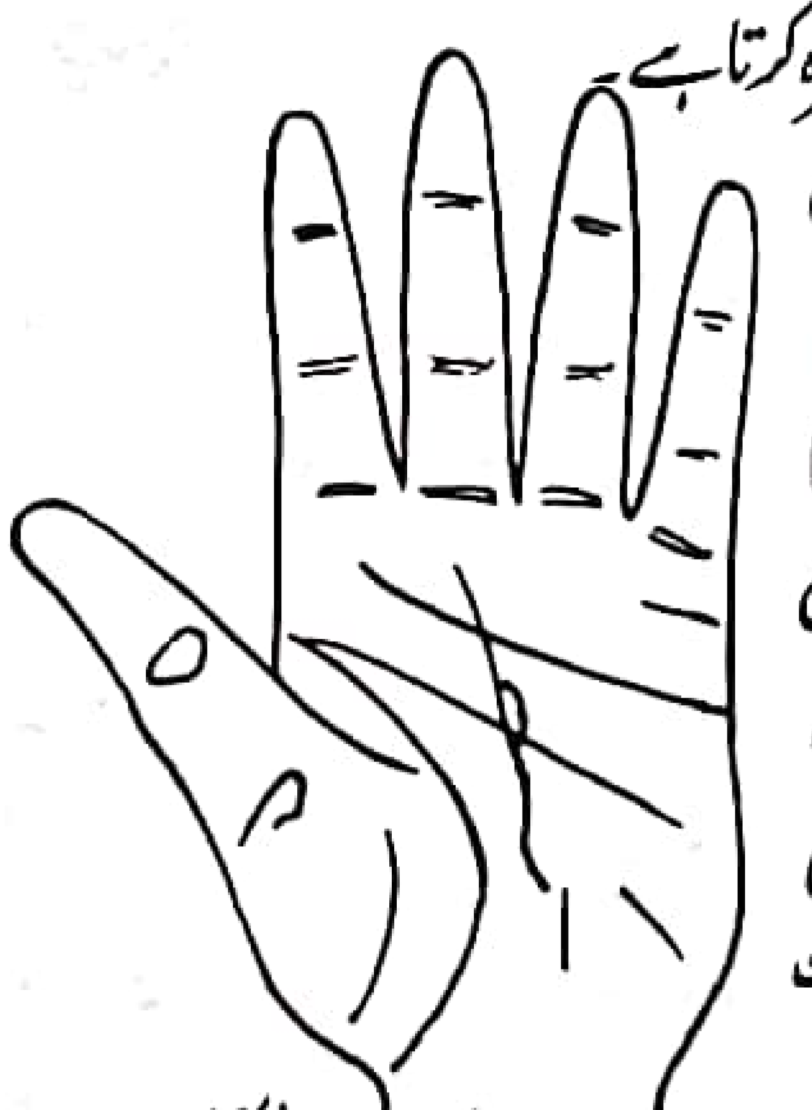
(۴)

ساری انگلیوں کی درمیانی پوریں دوسری پوروں کے مقابلے میں طویل ترین ہوں جیسے کہ شکل نمبر ۴ میں ہے تو یہ مختلف مزاج و کردار کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ ان کا حامل جسمانی راحت و آرام کا دلدادہ ہوتا ہے اور جنسی خواہشات کے خوشگوار اظہار کا طبعی آرزومند بھی۔ مگر وہ اچھے ذہن اور توازنِ طبع کے باعث نہ تو مغلوبِ ہوس ہوتا ہے اور نہ ہی شعور و وقوف سے تہی دامن۔ وہ درحقیقت اُن صلاحیتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے جو اعلیٰ تعلیم و تربیت

کے لیے فطری مناسبت کا پتا دیتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ ایسے کاموں کے لیے تربیت و معلومات حاصل کرتا ہے کہ تعلیم کے بغیر جن میں کامیابی محال ہے۔

وہ سائنس، طب، صنعت، تجارت ایسے شعبوں میں بالعموم اچھی ترقی کرتا ہے اور ہر ایسے کام، عہدے، پیشے میں اچھے مقام پر پہنچ سکتا ہے جس کے لیے ذہانت، نمایاں تعلیم اور عمدہ کارکردگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی اخلاقی اقدار مستحکم ہوتی ہیں۔ وہ مفید شہری، اچھا دوست اور قابلِ اعتماد فردِ خاندان ثابت ہوتا ہے۔ پڑوسیوں اور رشتے داروں سے خوشگوار سلوک روا رکھتا ہے۔ محنت پسند ہوتا ہے اور دل جمعی سے اپنے فرائض کی انجام دہی کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن محض کام و دہن ہی کا بندہ نہیں ہوتا۔ دراصل وہ مشاغلِ حیات میں خدمتِ خلق، حبّ الوطنی، فنی دل بستگی اور معاشی اُمور میں شرکت کو بھی موزوں طریقے سے شامل کر لیتا ہے۔ وہ مجموعی حیثیت سے ایک ذہین کارکن، شفیق دوست اور عزیز کا کردار ادا کرتا ہے۔ اور اگرچہ حفظِ ذات و تسکینِ جان کے تمام اسباب مہیا کر لیتا ہے مگر نہ خود غرض ہوتا ہے اور نہ ہی خانہ برباد۔ مروّت، لحاظ، توازن، ذہانت اور اعتدال اس کے نمایاں خصائل ہوتے ہیں۔

(۵)

جب بالائی پوریں دوسری تمام پوروں کے مقابلے میں طویل ترین ہوں تو یہ بالکل مختلف قسم کے مزاج و کردار کی طرف اشارہ کرتی ہیں (شکل نمبر ۵) ایسا فرد جسمانی اور مادی خواہشات سے بہت ہی پرہیز کرتا ہے۔ نہ اسے کام و دہن سے رغبت ہوتی ہے اور نہ ہی نفسیاتی ہیجانات کا اس پر غلبہ ہو سکتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ وہ روحانی اور باطنی اقدار کا دلدادہ ہوتا ہے۔ وہ دنیوی معاملات سے دلچسپی لینے سے گریز کرتا ہے۔ اسے فلسفیانہ اور مثالی اُمور سے والہانہ لگاؤ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایسے ہی تخیلات و جذباتِ عالیہ میں منہمک رہتا ہے اور دُنیا و مافیہا سے بے خبر رہتا ہے۔

وہ بالعموم تنہائی پسند اور حجلہ نشین ہوتا ہے اور عرفان و معارف سے وابستہ اپنے لیل و نہار یادِ الٰہی اور تزکیہ باطن میں گزارنے کی طرف مائل رہتا ہے۔ عامتہُ النّاس کے لیے روحانی اور اخلاقی راہنمائی کے سلسلے میں مُرشدِ کامل ثابت ہوسکتا ہے۔ بے لوث، بے غرض اور گہری رُوحانی زندگی اس کا مقصدِ حیات ہوتا ہے اور لوگوں میں اپنے اعلیٰ کردار اور بلند رُوحانی اقدار کی بدولت بڑی تعظیم و تکریم کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

جسمانی طور پر وہ کمزور اور اکثر نحیفُ الجثّہ ہوتا ہے۔ بہُت ہی کم کھاتا پیتا ہے۔ اکثر روزے رکھتا ہے اور وِرد و وظائف میں مشغول رہتا ہے۔ اگرچہ خُدائی اس کی طرف اپنی حاجت روائی کے لیے رجُوع کرتی ہے مگر وہ طلب و ہوسِ دُنیا سے قطعی بے نیاز ہوتا ہے اور خلقِ خُدا کی خدمت و رہنمائی کو اپنا فریضۂ حیات تصوّر کرتا ہے۔

اُنگلیوں کی جانچ پڑتال کے سلسلے میں اُن کی ہتھیلیوں کے مقابلے میں لمبائی ایک ایسا پہلُو ہے کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ مزاج اور نفسیات کے بعض ایسے اہم عناصر پر روشنی ڈالتا ہے جن کا جاننا فائدے سے خالی نہیں۔

انگلیوں کی ہتھیلی کے مقابلے میں طوالت کا صحیح تناسب یہ ہے کہ سب سے بڑی اُنگلی تین اِنچ لمبی ہو تو ہتھیلی ساڑھے چار اِنچ طویل ہو۔ اس کی کمی بیشی اس جائز تناسب کے خلاف گردانی جاسکتی ہے۔

(۶)

اس لمبائی کے ناپنے کا طریق کار یہ ہے کہ وہ مقام جہاں سے ہتھیلی شروع ہوتی ہے، وہاں پر دو یا تین آڑی لکیریں کلائی کے قریب پائی جاتی ہیں۔ سب سے اُوپر والی کلائی کی نمایاں لکیر بالعموم کلائی کے خاتمے اور ہتھیلی کے آغاز کا پتا دیتی ہے۔ اس مقام سے لے کر اس خط تک جہاں پر ہتھیلی درمیانی اُنگلی کی جڑ سے متّصل ہوتی ہے، یہ ہتھیلی کی صحیح لمبائی کا پتا دیتی ہے۔ اس طوالت کو ناپ لیا جائے۔ پھر درمیانی اُنگلی کی جڑ سے متّصل خط سے اُنگلی کی نوک تک ناپ لیا جائے۔ یہ اُنگلیوں کی لمبائی کی صحیح نشان دہی کرتی ہے (شکل نمبر ۶)۔

اگر یہ دونوں لمبائیاں ساڑھے چار اِنچ اور تین اِنچ کے تناسب سے ہوں تو یہ متوازن ہاتھ کا پتا دیتی ہیں۔ ان کا حامل ذوقِ سلیم اور اعتدالِ مزاج سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اس کا کردار افراط و تفریط سے مبّرا ہوتا ہے۔ وہ ہر معاملے پر عُمدگی اور سلیقے سے فکر و عمل کا خوگر ہوتا ہے۔ وہ نہ تو عجلت پسند ہوتا ہے اور نہ ہی بلاوجہ تفاصیل میں اُلجھنے کی طرف مائل ہوسکتا ہے۔ اس کے خمیر میں توازن، اعتدال اور سلیقے کے عناصر متناسب اجزا میں شامل ہوتے ہیں۔

اس کے برعکس اگر اُنگلیاں موزوں تناسب سے زیادہ طویل ہوں اور ہتھیلی کم لمبی ہو تو ان کا حامل طبعاً تجزیہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ وہ کسی معاملے میں بھی محض سرسری نگاہ ڈالنے ہی سے مطمئن نہیں ہوسکتا۔ درحقیقت وہ ہر پیشِ نظر امر کے ہر جزوی عنصر پر کڑی نگاہ ڈالتا ہے اور ناقدانہ ژرف نگاہی سے ہر بات کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ اس کے باوجود اس کی تسلّی کم ہی ہو پاتی ہے۔ اس کے مزاج میں ٹھنڈے دِل سے غور و خوض کرنے کی صلاحیّت ہوتی ہے۔ فطرتاً وہ تحقیق آمادہ ہوتا ہے۔ اس کا زیادہ تر رُجحان غیر جذباتی ہوتا ہے اور وہ اعلیٰ ذہانت کا حامل ہوتا ہے (شکل نمبر ۷)۔ وہ کسی بھی معاملے میں جلد بازی سے کام نہیں لیتا۔ احتیاط، فکر اور صبر و تحمّل سے کام کرتا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ وہ غایت توجہ اور تفصیلی تجزیے کا عادی ہوتا ہے۔

(۷)

اگر اُنگلیاں ہتھیلی کے مقابلے میں بہُت ہی زیادہ طویل ہوں تو ایسا شخص بال کی کھال اُتارتا ہے۔ اسے تفاصیل میں جانے کا جنون ہوتا ہے۔ طبیعت میں شک و بدگمانی کے عناصر کے باعث وہ نہایت مُشکل میں پڑجاتا ہے اور کسی بھی معاملے میں حتمی اقدام سے گریز کرتا ہے۔

جب اُنگلیاں ہتھیلی کی لمبائی کے مقابلے میں واضح طور پر چھوٹی ہوں اور اعتدال و تناسب قائم نہ رہے تو ان کا حامل عجلت پسند ہوتا ہے۔ وہ ہر معاملے پر ایک اُوپری نگاہ ڈالتے ہی تاثرات قائم کرلیتا ہے اور ان ہی کے زیرِ اثر اس کا ردِ عمل ہوتا ہے۔ نہ اسے تفصیلی مطالعے کی عادت ہوتی ہے اور نہ ہی اس میں اِتنا صبر ہوتا ہے کہ معاملے کی تہ تک گہرے غور و فکر سے پہنچ سکے۔ یہ اور بات ہے کہ اسے ہر چیز کے بارے میں بالعموم بغیرِ دقّت یا غور و فکر وقُوف حاصل

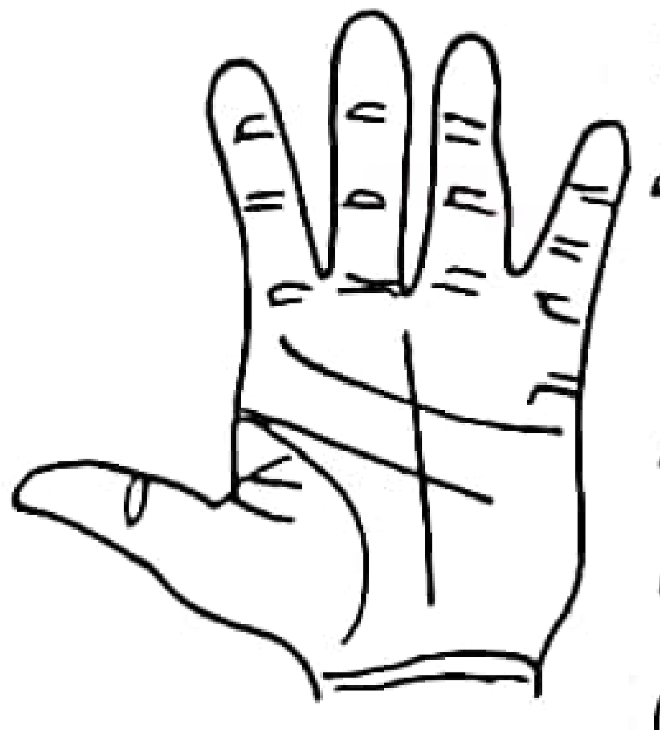

(۸)

ہوجاتا ہے۔ درحقیقت اس کے اوّلین تاثرات دُرست ہی ثابت ہوتے ہیں اور وہ ہر کام کو قدرے تیزی سے سرانجام دینے میں چابک دستی سے کام لیتا ہے (شکل نمبر ۸)۔

اس کی بے صبری اور عجلت پسندی بعض اوقات اسے الجھنوں میں ڈال دیتی ہے۔ وہ اپنی اس کمزوری کے باعث تکلیف اُٹھاتا ہے۔ حالانکہ اس میں شبہ نہیں کہ جہاں پُھرتی اور تیزی سے کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے وہاں وہ خُوب چمکتا ہے۔

اس میں مُعاملہ فہمی کی صلاحیت ہوتی ہے۔ مگر اس کی سب سے بڑی خُوبی اِنتظامی قابلیت ہے۔ جُوں ہی اسے اپنی منتظمانہ اہلیت کو برُوئے کار لانے کے لیے میدانِ عمل مِل جاتا ہے، وہ بڑی عُمدگی سے کامیاب ثابت ہوتا ہے۔ وہ بہُت کم وقت میں بہُت سا کام کرلیتا ہے، اور دُوسروں سے کام لینے میں بڑی قابلیت کا مُظاہرہ کرتا ہے۔

جس طرح اُنگلیوں کی لمبائی مزاج کا حال بتاتی ہے، اسی طرح ہتھیلی کی چوڑائی بھی کردار کے کچھ پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ جب ہتھیلی ہاتھ کے عمومی سائز اور ساخت سے متناسب ہو یعنی نہ زیادہ کشادہ ہو نہ تنگ تو یہ عمدہ توازنِ طبع کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل ہر کام میں فہم وفکر اور حکمتِ عملی سے ہاتھ ڈالتا ہے اور نہایت ہوش مندی سے اسے انجام دینے کی سعی کرتا ہے۔

جب ہتھیلی تنگ اور لمبی ہو تو یہ خودغرض اور تنگ نظر شخص کی نقاب کشائی کرتی ہے۔

اس کا حامل کمینہ فطرت، تنگ دست اور کنجوس ہوتا ہے۔ وہ اپنے فائدے کے پیشِ نظر دُوسروں کو ایذا دینے سے دریغ نہیں کرتا۔ زندگی کے بارے میں اس کے خیالات بھی تنگ ہی ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے مُعاشرے میں وہ بالعموم اچھا مقام حاصل نہیں کرسکتا۔ لوگ اس کی کمینہ فطرت سے بہت جلد آگاہ ہوجاتے ہیں اور اسے اگرچہ خود بھی اس کا احساس ہوتا ہے مگر چُوں کہ طبیعت میں ہوسِ دُنیا حد سے زیادہ ہوتی ہے، وہ چالاکی اور بے دردی سے دُوسروں کو فریب دینے سے پرہیز نہیں کرتا۔

اس کے برعکس ہتھیلی اگر نمایاں طور پر کشادہ ہو تو یہ ہمدردی اور انسان دوستی کی علامت

ہے۔ اس کا حامل اپنے پرایوں سبھی سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ ان کے دُکھ سُکھ میں شریک ہوتا ہے اور ہر معاملے میں ان کے احساسات کا احترام کرتا ہے۔ یہ شخص اچھا ساتھی، قابلِ احترام دوست اور برادری کا مفید اور خوشگوار رُکن ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۸)۔

اس میں شبہ نہیں کہ بعض مطلب پرست افراد اس کی طبعی ہمدردی سے فائدہ اُٹھانے سے پرہیز نہیں کرتے اور کاروبارِ حیات میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ کسی حد تک گھاٹے میں رہتا ہے۔ مگر لوگ اس سے محبت بھی کرتے ہیں اور اس سے بالعموم ناجائز استفادہ بھی نہیں کرتے، اخلاص اور احترام سے پیش آتے ہیں۔ اس کی سلامت روی اور خدمتِ خلق کو سراہتے ہیں اور اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایسا شخص اپنے معاشرے میں مقبول ہوتا ہے اور مرجعِ خلائق بھی۔

انگوٹھا

انگوٹھا پانچوں اُنگلیوں میں شمار تو ہوتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کی حیثیت نمایاں اور انفرادی ہے۔ جسمانی ساخت کے اعتبار سے تمام عالمِ حیوانات میں ایسا ناطق اور منفرد انگوٹھا انسان ہی کا حصہ ہے۔ ایسا ہونا فطرت کے عین مطابق ہے کہ یہ شرف وفضیلت کے ساتھ انفرادیت کا بھی مظہر ہے۔

ہر اُنگلی کی تین پوریں ہیں۔ انگوٹھے کی محض دو پوریں ہیں۔ یہ جسمانی ساخت کا امتیاز ہے۔ اُنگلیاں ہتھیلی کی افزائش کا حکم رکھتی ہیں اور نیچے کی ہڈیوں کے طبعی نظام کا خاتمہ ہیں۔ انگوٹھا اس کے برعکس ان سے پرے واضح اور ممتاز ہے۔ درحقیقت اُنگلیوں پر اس کا دباؤ اور حکومت ہے۔

(۹)

یہ اس خاندانِ پنجگانہ کا بُزرگ ہے۔ اس میں شامل بھی اور علیحدہ بھی ہتھیلی کے ساتھ جو وہ زاویہ بناتا ہے اس کا تفصیلی مُطالعہ ضروری ہے۔ اس کو بغور دیکھنے سے طبیعت کے چند اہم پہلو سمجھ میں آجاتے ہیں۔ جب یہ زاویہ تنگ ہو تو انفرادیت اور قُوت کی کوتاہی کا پتا دیتا ہے۔ اور جوں جوں یہ زاویہ تنگ تر ہوتا جاتا ہے، کم نگاہی بڑھتی جاتی ہے اور انفرادی صلاحیتوں میں کمی ہوجاتی ہے (شکل نمبر ۹)۔

یہ زاویہ اگر کُشادہ ہو اور انگوٹھا ہتھیلی سے پرے واقع ہو اور ایسا دکھائی

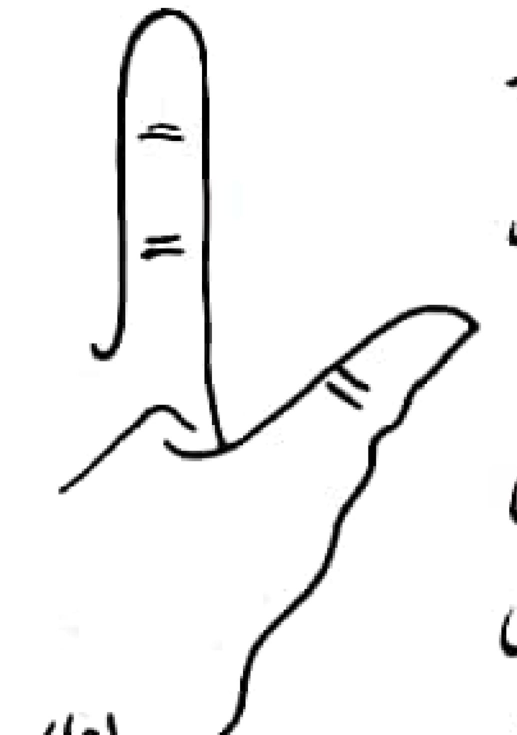

(۱۰)

دے گویا ایک علیٰحدہ عضوِ دست ہے تو یہ انفرادیت کا آئینہ ہوتا ہے۔ اس کا حامل عزم و قوت سے نمایاں طور پر بہرہ ور ہوتا ہے۔ اس کی ذہنیت میں آزادی، حوصلہ اور استدلال کے عناصر پائے جاتے ہیں (شکل نمبر ۱۰)۔

جب یہ زاویہ ہتھیلی کے ساتھ عمود بنائے تو یہ وسعتِ فکر آزادیِ عمل اور قوتِ ارادی کی نمایاں خوبیوں کا حال بتاتا ہے۔ اس کا حامل زندگی میں اپنی راہ خود ہی نکال لیتا ہے۔ وہ رسُوم و قیود سے نہ صرف متنفر ہوتا ہے بلکہ تمام خراب معاشرتی بندشوں کا عملی مخالف ہوتا ہے۔ درحقیقت وہ بوسیدہ رُسوم اور قدیم رواجی بندھنوں سے طبعاً علیٰحدہ رہنے کی کوشش کرتا ہے، اور درحقیقت عام ڈگر سے ہٹ کر چلتا ہے (شکل نمبر ۱۱)۔ اس کی فطرت حق پسند ہوتی ہے۔ اگر کوئی رسم ایسی موجود ہو جو دانائی اور انسانی مصلحت پر مبنی ہو اور معاشرے کے لیے مفید ہو تو وہ اس کا اعتراف کرتا ہے اور نہ تو وہ لکیر کا فقیر ہوتا ہے اور نہ ہی جائز مفیدِ نام رسُوم کا دشمن۔

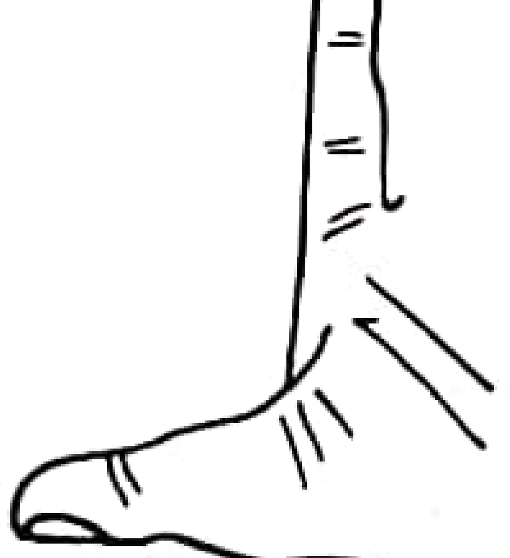

(۱۱)

اس میں شبہ نہیں کہ اس کے ضمیر میں بغاوت کا عنصر ہوتا ہے اور اگر کسی رسم و رواج کی خرابی یا انسان دشمنی کا یقین ہو جائے تو وہ اس کے خلاف علمِ جہاد بلند کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔ اس کی مُصلحانہ صلاحیتیں اسے نڈر اور بے باک مبلّغ بنا دیتی ہیں۔

ایسا شخص قابلِ اعتماد اور دانا دوست ثابت ہوتا ہے۔ مخاصمت بھی اس کی غیر معتدل نہیں ہوتی۔ وہ درحقیقت طبعاً حق پرست اور انصاف پسند ہوتا ہے۔ اس کی نمایاں خوبی کمزور کی حمایت ہے۔

جب یہ زاویہ بہت ہی تنگ ہو یعنی انگوٹھا کلمے کی اُنگلی سے جُڑا ہُوا ہو تو یہ طبیعت میں شک و بدگمانی اور وہم کا پتا دیتا ہے۔ اس کا حامل جھُوٹے پیروں اور تعویذ گنڈوں کے چکر میں پھنس سکتا ہے۔

لمبائی: انگوٹھے کی لمبائی بڑی معنی خیز ہے۔ اس کا صحیح اندازہ دوسری اُنگلیوں کی

طوالت کے مقابلے سے ہوتا ہے۔ بیچ کی اُنگلی ہر حال میں سب سے لمبی ہوتی ہے۔ اس کے بعد تیسری یا پہلی اُنگلی ہوتی ہے۔ پھر انگوٹھا اور سب سے کوتاہ چھوٹی اُنگلی ہوتی ہے۔

(۱۲)

انگوٹھا جب مُعینہ طوالت سے بڑا ہو تو یہ بہت ہی عمدہ علامت ہے۔ یہ فہمِ اعلیٰ اور ارادے کی نمایاں قوت کا پتا دیتا ہے۔ اس کا حامل قابلِ اعتماد اور پُختہ طبیعت کا ہوتا ہے۔ اس کے عزم و حوصلہ میں وہ طاقت ہوتی ہے کہ دُوسرے اس سے خم کھاتے ہیں۔ اس کی شخصیت کی جاذبیّت اسے مرکزِ توجہ بنا دیتی ہے (شکل نمبر ۱۲)۔

جب انگوٹھا معمول سے زیادہ چھوٹا ہو تو یہ استدلال اور عزم کی کمی کا پتا دیتا ہے۔ اس کا حامل ذوقِ سلیم سے تہی دست ہوتا ہے۔ بالعموم ہٹ دھرم اور ضدی ہونے کے علاوہ بے وقُوف بھی ہوتا ہے۔ وہ جذبات کے زیرِ اثر قول و فعل میں عجلت سے کام لیتا ہے۔ اس کے تأثرات غیر ارادی ہوتے ہیں اور اکثر معاً ہٹ کرنے لگتا ہے۔ اور اگر ضد پر آجائے تو بے سوچے سمجھے ناعاقبت اندیشی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گھاٹے ہی میں رہتا ہے (شکل نمبر ۱۳)۔

(۱۳)

جب انگوٹھا متناسب طوالت کا حامل ہو یعنی نہ بہت لمبا ہو اور نہ ہی حد سے زیادہ چھوٹا تو یہ ایسے مزاج کا پتا دیتا ہے جس کا حامل عمل پسند، سمجھ دار اور موقع محل کے پیشِ نظر ہمت، حوصلہ مندی اور سلامت روی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ایسا شخص معتدل مزاج ہوتا ہے اور اچھی زندگی گزارنے کے لیے میانہ روی سے کام لیتا ہے۔

انگوٹھے کی پوریں

ہاتھ کی دُوسری اُنگلیوں کی تین تین پوریں ہوتی ہیں۔ انگوٹھا اس کے برعکس محض دو پوروں پر محیط ہوتا ہے۔ اس کی ناخن والی پور بالائی یا پہلی پور کہلاتی ہے، اور نچلی پور تحتانی یا

دُوسری پور کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ پہلی پور کا تعلق عزم و ارادہ سے ہے اور دُوسری پور استدلال و فہم سے وابستہ ہے۔

ان دونوں پوروں کی ایک دُوسرے کے مقابلے میں لمبائی معنی خیز ہے۔ جب یہ دونوں پوریں یکساں لمبائی کی حامل ہوں تو یہ بہت ہی عُمدہ علامت ہے۔ ان کا حامل نادر شخصیت اور غیر معمولی اوصاف کا مالک ہوتا ہے۔ وہ ہر قدم سوچ سمجھ کر اُٹھاتا ہے۔ زیرِ غور مُعاملے کے ہر پہلو کا ژرف نگاہی سے جائزہ لیتا ہے، اس کے نتائج پر غور سے نگاہ ڈالتا ہے اور جب کسی کام میں سوچ بچار کے بعد ہاتھ ڈالتا ہے تو اسے حوصلہ مندی اور عزمِ راسخ کے ساتھ بحسن و خوبی سرانجام دیے بغیر دم نہیں لیتا۔ وہ نہ تو بلا وجہ کسی کام کا بیڑا اُٹھاتا ہے اور نہ ہی کوئی کام ادھورا چھوڑتا ہے (شکل نمبر۱۲)۔

اس کی طبیعت میں وسعت، عظمت اور دُور اندیشی کے عناصر کے ساتھ عزم کی پختگی اور اور عقلِ رسا کے جوہر بھی ہوتے ہیں۔ ایسا شخص زندگی میں ناکام نہیں دیکھا گیا۔ درحقیقت سربلندی اور عظمت گویا اس کے پیدائشی حقوق ہیں، اور اپنی اعلیٰ ذہانت اور غیر معمولی حوصلہ مندی کے بل بوتے پر وہ انھیں حاصل کر لیتا ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ ایسا متوازن انگوٹھا الشاذ کالمعدوم کے مترادف ہے اور لاکھوں میں ایک آدھ ایسا خوش بخت انسان مشکل ہی سے نکلتا ہے جس کا انگوٹھا ایسی دونوں مساوی پوریں رکھتا ہو۔

(۱۴)

اُوپر والی پور نچلی پور کے مقابلے میں طویل تر ہو تو عزم و ارادہ کے عناصر بڑھ جاتے ہیں۔ اگرچہ اس کا حامل عقل مند ہوتا ہے مگر استدلال کی صلاحیت سے کہیں زیادہ اس کی قوتِ ارادی ہوتی ہے، اور کسی معاملے میں بھی وہ ہمہ تن عقل کا غلام نہیں ہوتا۔ درحقیقت وہ یوں حوصلہ مند اور دُھن کا پکّا ہوتا ہے کہ اپنے عزم و ارادہ کے بل بوتے پر ہر کام کو سرانجام دیتا ہے اور ذاتی جانفشانی اور جدّ و جہد سے میدانِ حیات میں بہت آگے بڑھ جاتا ہے (شکل نمبر۱۴)۔

اگرچہ وہ پختہ عزم کا ہوتا ہے مگر اس کے مزاج میں ایک ایسی کمزوری ہوتی ہے جس کے

باعث وہ زیرِ عمل معاملے کے مالہٗ و ماعلیہ پر کم ہی سوچتا ہے۔ وہ محض سرسری جانچ کے بعد ہی عمل پیرا ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات اپنے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے کا خود ہی ذمّے دار گردانا جا سکتا ہے۔ بایں ہمہ اپنی طبیعت سے مجبور اپنی محکم روش سے کم ہی گریز کر سکتا ہے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب حصُولِ آرزُو کی راہ میں رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو بجائے اس کے کہ ٹھنڈے دماغ اور دلیل و تجزیہ سے کام لے، وہ نہایت بے دردی اور عزم کی بے پناہ طاقت سے اسے ہٹانے یا کچلنے میں قطعاً حرج محسوس نہیں کرتا، اور بالعموم اسے یہ احساس بھی نہیں ہو پاتا کہ وہ دُوسروں کو بے دریغ اپنی راہ سے جائز و ناجائز قوت کے استعمال سے ہٹاتا چلا جا رہا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اس کے عزم میں جبر اور سختی کے عناصر پنہاں ہوتے ہیں۔

جس قدر بالائی پور تحتانی پور کے مقابلے میں زیادہ طویل ہو گی، اسی قدر اس کے خمیر میں عزم و ارادہ کی فراوانی پیدا ہو گی۔ انتہائی صُورت میں وہ بے رحم اور جابر حاکم کا روپ دھار لیتا ہے۔ ایسا شخص بے پناہ قوتِ ارادی کا مالک ہوتا ہے اور اپنے مقاصدِ حیات کے حصُول کی راہ میں سخت سے سخت اعمال سے پرہیز نہیں کرتا۔

اس کے برخلاف اگر نچلی پور پہلی پور کے مقابلے میں نمایاں طور پر لمبی ہو تو یہ قوتِ ارادی کی کمی کا پتا دیتی ہے۔ ایسے شخص کا طبعی میلان استدلال اور حیل و حجت کی طرف ہوتا ہے۔ اس میں ایسی صلاحیت عمل پیرا ہوتی ہے کہ وہ ہر بات کو ہر پہلو سے نہایت احتیاط اور سوچ سے جانچتا ہے، اس کے جزوی اور عمومی تأثرات اور نتائج کے بارے میں غور سے سوچتا ہے، اس سے متعلقہ مصلحتوں پر نظر ڈالتا ہے۔ جو لوگ معاملۂ زیرِ غور سے وابستہ ہوتے ہیں ان کے احساسات اور ردِّ عمل کا خیال کرتا ہے۔ غرض کہ وہ ہر وقت سوچتا رہتا ہے اور بالعموم ایک تذبذب اور ہیجان کے عالم میں رہتا ہے۔ اور چونکہ وہ کسی بھی مُعاملے کے بارے میں قطعی فیصلہ کرنے سے گھبراتا ہے اس لیے کم کوش اور بے عملی کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کے حصّے میں فکر زیادہ اور کام کم ہی ہوتا ہے (شکل نمبر۱۵)۔

(۱۵)

چونکہ قوتِ عمل اور عزم اس کا ساتھ نہیں دیتے، وہ شیخ چلی بن کر رہ جاتا ہے۔ اور اگرچہ وہ سُہانے اور اُمید افزا منصوبے سوچتا ہے مگر یہ یقین کر لینا کہ وہ انھیں پروان بھی چڑھا سکے گا محالات سے ہے۔ اس میں شُبہ نہیں کہ اس کا تخیّل اور قوتِ استدلال لاجواب ہوتے ہیں۔

اگر اس کی پست ہمتی اور بے عملی کی کمزوریوں کا صحیح اندازہ کر لیا جائے اور اس کی دلیل آرائی اور منطقی صلاحیتوں سے استفادہ کیا جا سکے تو اس میں کلام نہیں کہ وہ ایک محتاط اور ازحد مفید مُشیر کا کام نہایت خُوبی سے سرانجام دے سکتا ہے۔ اس میں خاص نوع کی تجزیہ کار صلاحیت ہوتی ہے اور اس کی نگاہ معاملہ درپیش کے متضاد اور مختلف پہلوؤں پر یوں پڑتی ہے کہ وہ کافی وضاحت اور دلیل و حجّت کے ساتھ جزوی اور ہمہ گیر تبصرہ و تنقید کا مُلکہ رکھتی ہے۔ یہی نہیں، اس کے بیان و کلام میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔ اس کا سب سے بڑا نقص عمل و قوتِ فیصلہ سے تہی دستی ہے۔

ایسا شخص کسی صنعتی، تجارتی یا حکومت کے ایسے ادارے میں بڑا کارآمد ثابت ہو سکتا ہے جہاں اسے تشہیر اور پروپیگنڈے کے کام پر متعیّن کیا جائے۔ مگر یہ ضرُوری ہے کہ وہ ایک مستعد، صاحبِ فیصلہ اور مُعاملہ فہم افسر یا مُنتظم کے تحت ہو جو اس کی چرب زبانی اور تشہیری صلاحیتوں کو عملی طور پر کام میں لا سکے۔ اس کو ایک معیّن طریقِ کار کے تحت فرائض کی انجام دہی میں تعمیلِ حُکم کی عادت ڈالنے کی اشد ضرُورت ہے۔ مُعاملات کے سُلجھانے یا ان پر عملی فیصلے کرنے کی ذمّے داری اس پر کسی حال میں بھی نہیں ڈالنی چاہیے ورنہ فائدے کی بجائے وہ جزئیات اور تذبذب میں یُوں پڑ جائے گا کہ نقصان کا اندیشہ پیدا ہو جائے گا۔

انگوٹھے کی شکل

(۱۶)

انگوٹھے کی بالائی پور کی شکل وصُورت کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ اس اعتبار سے یہ کردار کے اہم عناصر کا پتا دیتی ہے۔ شکل کے لحاظ سے اس کی تین بیّن قسمیں ہیں: نوک دار، مربّع اور چپٹی۔

پہلی پور کا تعلّق عزم، استقلال اور طبیعت کی محکمی سے ہے۔ جب یہ پور قوی اور مضبُوط ہوتی ہے تو طبیعت میں استحکام اور عزم کے پائیدار جوہر پائے جاتے ہیں۔ اگر یہ کمزور واقع ہو تو ان میں ضعف اور

نمایاں کمی پیدا ہو جاتی ہے۔

نوک دار پور کی بناوٹ یوں تشکیل پاتی ہے کہ اس مقام سے کہ جہاں وہ نچلی پور سے آگے بڑھتی ہے، بتدریج مخروطی اور پتلی ہوتی جاتی ہے اور خاتمے پر نوکیلی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ ایسی پور دیکھتے ہی کمزوری کا احساس ہوتا ہے۔ اس کی شکل گاجر کی طرح ہوتی ہے (شکل نمبر۱۶)۔

ایسی پور ارادے کی نمایاں کمی کا پتا دیتی ہے۔ ایسے شخص کی طبیعت نامحکم اور مزاج غیر مستقل ہوتا ہوتا ہے۔ وہ جہاں جلدباز اور زود اثر ہوتا ہے وہاں ازحد کم حوصلہ بھی۔ نہ اسے اپنے جذبات پر قابو ہوتا ہے اور نہ ہی تاثرات و ردِّعمل پر۔ بالعموم وہ متزلزل مزاج اور ڈرپوک ہوتا ہے۔ الغرض تذبذب، لیت و لعل اور منقلب المزاجی اس کی نمایاں خامیاں ہیں۔ اڑے وقت میں اس کا سہارا ڈھونڈنا عبث ہے۔ درحقیقت مُصیبت اور مُشکلات کے دور میں نہ تو وہ معاونت کر سکتا ہے اور نہ ہی ساتھ دینے کے قابل ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کے چھکّے چھُوٹ جاتے ہیں۔ یا تو وہ سر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتا ہے یا راہِ فرار اختیار کرتا ہے۔

وہ نہ صرف ناقابلِ اعتماد ہوتا ہے بلکہ مسلسل کم ہمتی کے باعث اسے ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی خودی کو درحقیقت ایک قسم کا روگ لگ جاتا ہے۔ وہ قابلِ احترام زندگی بسر کرنے کی صلاحیت بتدریج کھو دیتا ہے اور ذلّت اور ناکامرانی میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اس کی زندگی کا کوئی ایسا پہلُو کم ہی سامنے آتا ہے جسے قابلِ رشک گردانا جا سکے۔

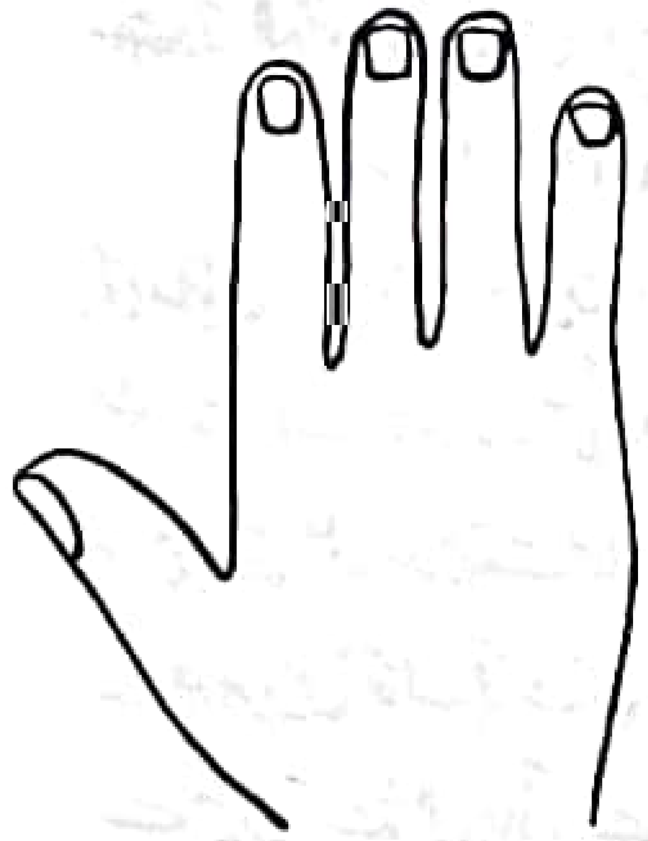
(۱۷)

انگوٹھے کی مُربّع پور کی بناوٹ نوک دار سے مختلف ہے۔ نچلی پور سے جوں جوں پہلی پور آگے کی طرف بڑھتی ہے وہ ایک مستطیل کی طرح یکساں ہوتی ہے۔ نہ کہیں زیادہ چوڑی اور نہ ہی کہیں تنگ تر۔ اسے ناخن والی یا ہتھیلی کی سمت میں سے کسی جانب سے دیکھا جائے تو وہ ایک مستطیل کی شکل کی ہوتی ہے۔ بعض انگوٹھوں کی بالائی پور نچلی پور سے نوکِ انگشت تک بالکل مربّع شکل کی ہوتی ہے۔ یہ اس حالت میں ممکن ہے کہ جب اس کی لمبائی اور چوڑائی برابر ہو (شکل نمبر۱۷)۔

ایسی مُربّع پور قوّت اور مضبوطی کا احساس دلاتی ہے۔ یہ عزم و استقلال کی بیّن نشانی ہے۔ طبیعت کی محکمی، ارادے کی پختگی اور فہم کی رسائی اس کی نمایاں خاصیتیں ہیں۔ اس کا حامل ہر معاملے میں سوچ سمجھ کر ہاتھ ڈالتا ہے۔ اور جب کسی بات کا تہیّہ کر لیتا ہے تو حوصلہ اور استقلال کے ساتھ اپنے منصوبے کی تکمیل میں منہمک ہو جاتا ہے۔ اگر حصولِ آرزو کی راہ میں مشکلات کا سامنا ہو جائے تو بڑی ہمت اور حوصلے کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے اور ہوش مندی سے اپنا کام نکال لیتا ہے۔

ایسا شخص اپنی بات کا دھنی ہوتا ہے اور معاملے کا پکّا اور قابلِ اعتماد بھی۔ کاروبار، نجی زندگی، باہم دگر میل ملاپ غرض کہ ہر شعبۂ حیات میں اس پر بھروسا کیا جا سکتا ہے۔ ایسا انسان عزّت و احترام سے زندگی بسر کرنے کی فطری صلاحیّت رکھتا ہے۔ وہ اچھا دوست اور قابلِ اعتماد بیوپاری ثابت ہوتا ہے اور ذاتی دانش مندی، ہمّت اور عزم کی برکات سے آگے بڑھ جاتا ہے۔

انگوٹھے کی بالائی پور ناخن والے حصّے کے گرد پھیل کر بتدریج گول اور چوڑی ہوتی ہوئی خاتمے پر یوں چپٹی شکل اختیار کر لے جیسے چوڑا چمچ تو یہ چپٹا انگوٹھا کہلاتا ہے۔ جہاں سے بالائی پور نچلی پور سے آگے بڑھتی ہے وہ حصّہ مقابلۃً تنگ ہوتا ہے۔ اور جوں جوں پور آگے ناخن کی طرف پہنچتی ہے، وہ آہستہ آہستہ موٹی ہوتی چلی جاتی ہے اور نوکِ انگشت پر مدوّر اور نمایاں چپٹی ہوتی ہے۔ ایسی ناخن والی پور حصہ زیریں میں پتلی اور بالائی حصّے میں کافی دبیز اور چوڑی ہوتی ہے (شکل نمبر ۱۸)۔

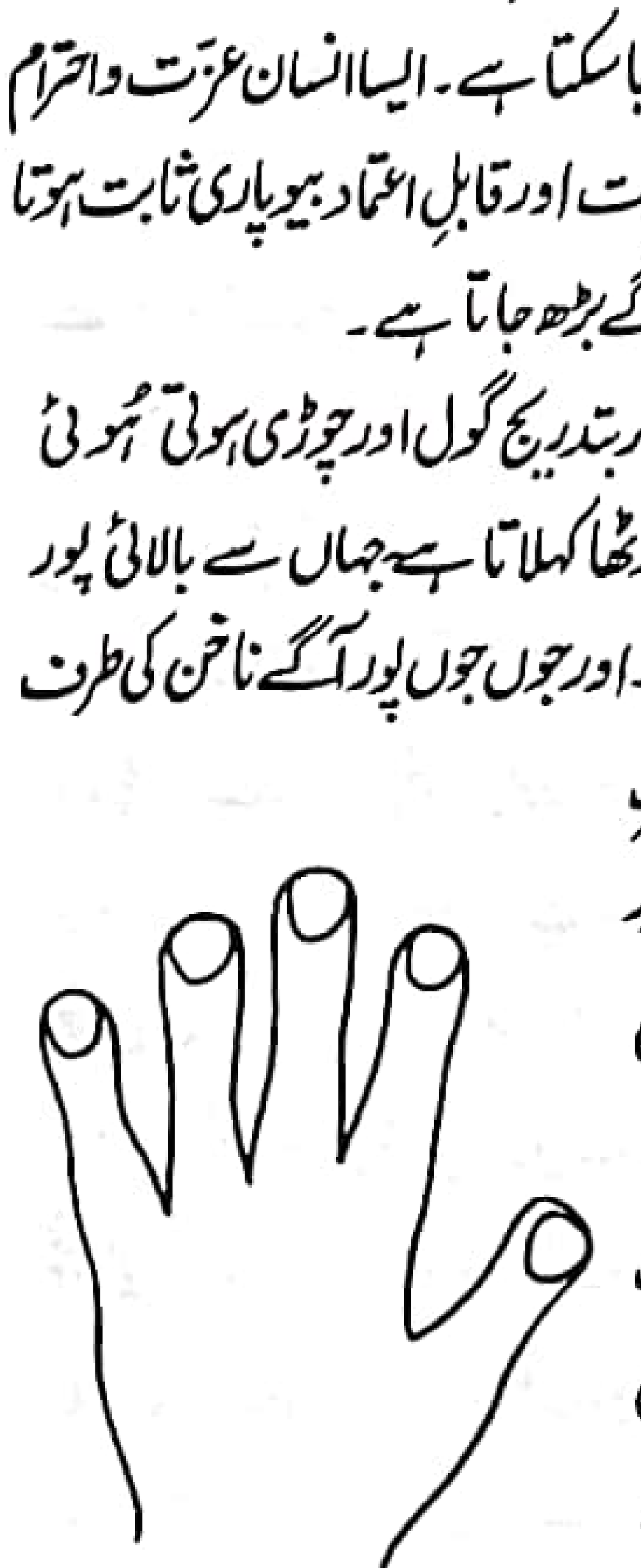
(۱۸)

اس پور کا ایسا بالائی گھیر قوّتِ ارادی اور عملی تحریک کی نمایاں صلاحیتوں کا آئینہ دار ہے چونکہ یہ مربّع شکل کی موزوں صورت سے بڑھ کر وسیع گولائی اختیار کر لیتا ہے، اس لیے مُربّع پور کی عقلی صلاحیّت برقرار نہیں رہ سکتی۔ بلکہ عزم اور ارادہ کے جوہر ایسی متحرک قوّت بن جاتے ہیں کہ جن کی فراوانی اور شدّت و تیزی فرد کی تحویل و تاثّر سے کہیں آگے نکل جاتی ہے۔

ایسا شخص جس بات کا تہیّہ کر لیتا ہے اسے ہر حال میں حاصل کرنے کی انتھک اور

حوصلہ مندانہ سعی کرتا ہے اور حصولِ مُراد کے بغیر دم ہی نہیں لیتا۔ دراصل وہ کامل انہماک اور یک جہتی سے اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ مصرُوفِ کار ہو جاتا ہے اور ایسا نڈر ثابت ہوتا ہے کہ شکست اس کے قریب نہیں آ سکتی۔

اس کی بنیادی خامی یہ ہے کہ وہ راستے کی مشکلات کا حکمتِ عملی اور ہوش مندی سے مداوا تلاش کرنے کی بجائے انھیں بے دردی سے اپنی راہ سے ہٹاتا چلا جاتا ہے۔ اس کی قوتِ عمل بے دریغ تحریک کے ساتھ سرگرمِ کار ہو جاتی ہے اور جو کچھ بھی اس کے سامنے آ جائے اسے روندتی چلی جاتی ہے۔ اس کے کردار میں رحم و احساس کے عناصر بہُت ہی کم ہوتے ہیں۔ فرد اور حکمتِ عملی اس کے عزم کے شریکِ کار نہیں ہوتے۔ بُرے اور نازک وقت میں رُعب و دبدبہ کے بل بوتے پر اگر وہ کامیاب ہو جائے تو فبہا ورنہ اس کی ضد اور جارحانہ روش اسے بے شمار مُصیبتوں اور اُلجھنوں میں مُبتلا کر دیتی ہے۔ وہ جھکنا نہیں جانتا۔ وہ مصلحت بین تو کم ہی ہوتا ہے لہٰذا اپنے فولادی ارادے کے باعث اپنے حق میں خود ہی کانٹے بوتا چلا جاتا ہے۔ وہ جب کسی بات پر اَڑ جاتا ہے تو ذرّہ بھر پیچھے نہیں ہٹتا۔ وہ تخت یا تختے کا حامی ہوتا ہے۔ جیت جائے تو سربلند ہوتا ہے اور اگر شکست کھائے تو قطعی طور پر ختم ہو جانے کے لیے تیار رہتا ہے۔

جُھکاؤ

انگوٹھے کی سیدھ اور جُھکاؤ قابلِ غور اُمور ہیں۔ بعض انگوٹھے بالکل سیدھے اور عمود کی طرح ہوتے ہیں، بعض کمان کی طرح جُھکے ہوئے۔ یہ جُھکاؤ ہاتھ کی بیرونی طرف بھی ہو سکتا ہے اور ہتھیلی کی جانب بھی۔

انگوٹھا جب سیدھا واقع ہو یعنی اِدھر اُدھر نہ جُھکے تو یہ عُمدہ علامت ہے۔ ایسے انگوٹھے میں لچک مفقود ہوتی ہے اور اگر ہوتی ہے تو وہ اس کی سیدھ میں نقص پیدا نہیں کرتی۔ ایسا انگوٹھا ہمت اور اولوالعزمی کا پتا دیتا ہے۔ اس کا حامل محکم طبیعت اور مضبوط ارادے کا مالک ہوتا ہے۔ وہ اپنی صلاحیتوں کو عقل اور تمیز کے ساتھ حوصلے سے بروئے کار لاتا ہے۔ عمل پسند اور دُھن کا پکّا ہوتا ہے۔ خود اعتمادی اور خم ٹھونک کر مقابلے کی صلاحیت اس کے خمیر میں ہوتی ہے۔

ایسا شخص درحقیقت سلامت روی کا دلدادہ ہوتا ہے۔ افراط و تفریط سے دامن بچا کر

اپنی راہ چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ ظُلم و تعدّی سے اسے دلی نفرت ہوتی ہے اور اس کے ارادوں میں دانائی اور عمل میں صالح عناصر کارفرما ہوتے ہیں۔ وہ اپنی زبان اور وعدے کا پاس کرتا ہے۔ حُسنِ سلوک، مُعاملے کی صفائی اور حق کی حمایت اس کا شیوہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بد عہد اور جابر کا دشمن ہوتا ہے۔ کمزور کی سرپرستی اور حمایت اپنا فرض گردانتا ہے، اور حسبِ توفیق مناسب داد و دہش اور مہمان نوازی کا عملی طور پر حامی ہوتا ہے۔ ایسا انگوٹھا اگر چھوٹا ہو تو ان خوبیوں میں متناسب کمی واقع ہو جاتی ہے، اور اگر طویل ہو تو ان فضائل میں مستحسن اور محکم اضافہ ہو جاتا ہے۔

جس طرح انگوٹھے کی سیدھ فضائلِ حسنہ کی آئینہ دار ہے، اسی طرح اس کی ٹیڑھ یا جھکاؤ ان فضائل کے فقدان اور نقائص کے وجود کا پتا دیتی ہے۔

انگوٹھا جب ہتھیلی کی جانب یعنی اندر کی طرف جھکتا ہُوا نظر آئے تو ایسے انگوٹھے میں ایک قسم کی سختی کا احساس ہوتا ہے۔ ایسا شخص خودنگر اور خود پرست ہوتا ہے۔ جائز و ناجائز وسائل سے محض ذاتی مفاد کا متلاشی ہوتا ہے۔ اس کی خود غرضی میں ظلم اور بے رحمی کے عناصر کی کمی نہیں ہوتی۔ وہ اس قدر اندھا ہوتا ہے کہ اسے اپنے اعمالِ بد کا احساس تک نہیں ہوتا اور حق تو یہ ہے کہ وہ تنگ دل، کنجوس، کمینہ فطرت اور غرض کا بندہ ہوتا ہے۔ اس کی دُنیا ذاتی اغراض تک ہی محدود ہوتی ہے اور وہ اس درجہ خودنگر اور ذاتی ہوس کا غلام ہوتا ہے کہ اسے خیر و شر کی تمیز ہی نہیں ہوتی۔ اگر ایسا شخص کسی بڑے سرکاری عہدے پر پہنچ جائے تو وہ سخت راشی، ظالم و جابر حاکم ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۹)۔

(۱۹)

وہ اس قدر سخت گیر ہوتا ہے کہ خلقِ خُدا کے دلوں پر اس کی ہیبت چھا جاتی ہے اور اگرچہ خلقِ خُدا اس کے قہر و ظلم سے ڈرتی ہے مگر اس سے دلی نفرت بھی کرتی ہے اور غالباً یہ قانونِ قدرت کا کرشمہ ہے کہ اپنی ہوس ناکیوں کی فراوانی کے چکر میں وہ یوں گھر جاتا ہے کہ اسے اپنے فعل و عمل پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ اس کی بداندیشی اسے ایسی خود کردہ مصیبت میں پھنسا دیتی ہے کہ وہ فی الحقیقت اپنے کیفرِ کردار کو پہنچتا ہے۔

انگوٹھے کے ایسے اندرُونی جھکاؤ کو دیکھتے ہُوئے یہ خیال رکھنا ضرُوری ہے کہ وہ کس قدر ہتھیلی کی سمت مُڑا ہُوا ہے۔ اگر کم جُھکا ہُوا ہو تو ان خرابیوں میں نمایاں کمی واقع ہوگی۔ اگر درمیانی جُھکاؤ ہو تو بدکرداری میں اعتدال سے زیادہ اضافہ ہوگا، اور اگر بہت زیادہ جُھکا ہُوا ہو تو انتہا پسند ہوگا اور اس کی ہوس پرستی و خود پرستی میں جابرانہ شدت ہوگی۔

اس کے برعکس انگوٹھا اگر ہتھیلی سے پرے باہر کی جانب جُھکے تو یہ دُوسرے قسم کے مزاج و کردار کا حال بتاتا ہے۔ ایسا بیرُونی جھکاؤ ذاتی مفاد کے منافی ہے۔ ایسا شخص اپنی ذات اور فائدے کو قربان کرتے ہُوئے دُوسروں کے لیے کچھ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر اس کے مزاج میں جلدبازی اور زود اثری کے پہلُو ہوتے ہیں۔ اندرُونی جُھکاؤ ہوسِ زر اور مال و متاع جمع کرنے کی نشانی ہے اور بیرُونی جُھکاؤ فیاضی اور دوسروں پر خرچ کرنے کی علامت ہے۔ ایسا شخص اکثر دُنیا و احباب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کُشادہ دستی سے کام لیتا ہے اور بالعموم اس کے مزاج میں دکھاوے کی آرزُو بھی ہوتی ہے (شکل نمبر ۲۰)۔

(۲۰)

جب یہ جھکاؤ ہلکا اور کم نمایاں ہو تو یہ جائز فراخدلی اور مستحسن مہمان نوازی کی علامت ہے۔ ایسا شخص لوگوں کی حاجت روائی میں دانائی اور حوصلے سے کام لیتا ہے اور حسبِ توفیق ان کی خدمت کا بیڑا اُٹھاتا ہے۔ مگر وہ تنگ دلی اور کم ظرفی سے مُعرّا ہوتا ہے اور مناسب اور حسبِ حال عملی اعانت کا حامی۔

اگر انگوٹھا باہر کی جانب واضح طور پر یوں جُھکا ہُوا ہو کہ نیم قوس یا کمان کی صُورت اختیار کر لے تو یہ اعتدال سے تجاوز کی نشانی ہے۔ اس کا حامل فضول خرچ ہوتا ہے۔ اس کی داد و دہش بے محل اور بے سلیقہ ہوتی ہے، اور اس کے ایسے فعل کے پس پردہ نمود و نمائش کی خواہش ہوتی ہے۔ وہ بے سوچے سمجھے اپنی استطاعت سے کہیں زیادہ خرچ کے باعث مقروض ہو جاتا ہے اور مالی مشکلوں میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔

اس میں شُبہ نہیں کہ وہ فطرتاً فیاض، نرم دِل اور ہمدرد ہوتا ہے مگر اس کی جلد بازی اور عاقبت نااندیشی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اس کے پاس اگر امانت پڑی ہو تو یہ یقین کر لینا کہ وہ بے کم و کاست واپس کر دے گا، محالات سے ہے۔ اگرچہ وہ دیدہ دانستہ خیانت کا مرتکب تو نہیں ہوتا کیونکہ اس کی نیّت صاف اور نیک ہوتی ہے مگر اپنی افتادِ طبع سے مجبُور ہوتا ہے۔ اگر کوئی واقعہ یا معاملہ اس کی فراخ دلی کو اُکسا سکے تو وقتی طور پر اس کی قوّتِ اختیار ماؤف ہو جاتی ہے اور اسے جذباتی ردِّ عمل پر قابُو نہیں رہتا۔ درحقیقت وہ جذبات کی رو میں بہ جاتا ہے اور دُوسروں کا مال بھی اُٹھا کر دے دینے سے گریز نہیں کرتا۔ بعض اوقات اسے اپنے تصرّف میں بھی لے آتا ہے۔ بہرکیف وہ ایسا محض وقتی تأثر اور جلد بازی کے تحت کرتا ہے۔

اس کی اچھائیوں میں فیض رسانی، مہمان نوازی اور رحم دلی ایسے مستحسن فضائل شامل ہیں۔ مگر اِسراف، نمود و نمائش کی غیر معتدل خواہش اور جلد بازی اس کی واضح خامیاں ہیں۔ یوں خوش کلام اور خوش خُلق ہوتا ہے۔ اس کا حلقۂ احباب ہمیشہ وسیع ہوتا ہے۔ بالعُموم لوگ اس کو وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اڑے وقت میں غیر شعوری طور پر اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سماج میں وہ اپنی فیاضی کے باعث مشہُور ہوتا ہے اور اچھے کاموں اور خلقِ خُدا کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتا ہے۔

کلمے کی اُنگلی

اُنگلیاں مجمُوعی طور پر جہاں کردار پر روشنی ڈالتی ہیں وہاں ان کا انفرادی جائزہ بہُت سے عناصرِ شخصیت کا پتا دیتا ہے جو از حد مفید ہے۔ درحقیقت ہر اُنگلی کا تفصیلی مطالعہ ان خصائل اور صلاحیتوں کا آئینہ دار ہے جو کام اور پیشہ کے انتخاب کے سِلسلے میں معاونت کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان سے چند ایسے بنیادی عناصرِ حیات کا سُراغ بھی ملتا ہے جن کی تفہیم کے بغیر شخصیت کے اہم پہلوؤں کا اندازہ محال ہے۔ اس سلسلے میں کلمے کی اُنگلی خاصی اہم ہے۔ اس کے مطالعے سے مذہبی رُجحان، غرُور، آرزُو اور حکومت کی خواہش ایسے اُمور پر روشنی پڑتی ہے۔

پہلی پور

جب کلمے کی اُنگلی کی پہلی پور اس کی دُوسری پوروں سے طویل تر ہو تو یہ گہرے رُوحانی

شغف کی نشان دہی کرتی ہے۔ اس کا حامل جہاں عمیق مذہبی احساس سے بہرہ ور ہوتا ہے، وہاں اس کے باطن میں ایک نوع کی کشف کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اس کے اوّلین تأثرات بالعموم درست ہوتے ہیں اور اس کا ردِّ عمل انھی غیر شعوری احساسات کے زیرِ اثر ہوتا ہے۔ اس کی اخلاقی اقدار اعلیٰ اور رُوحانی زندگی مثالی ہو سکتی ہے (شکل نمبر ۲۱)۔

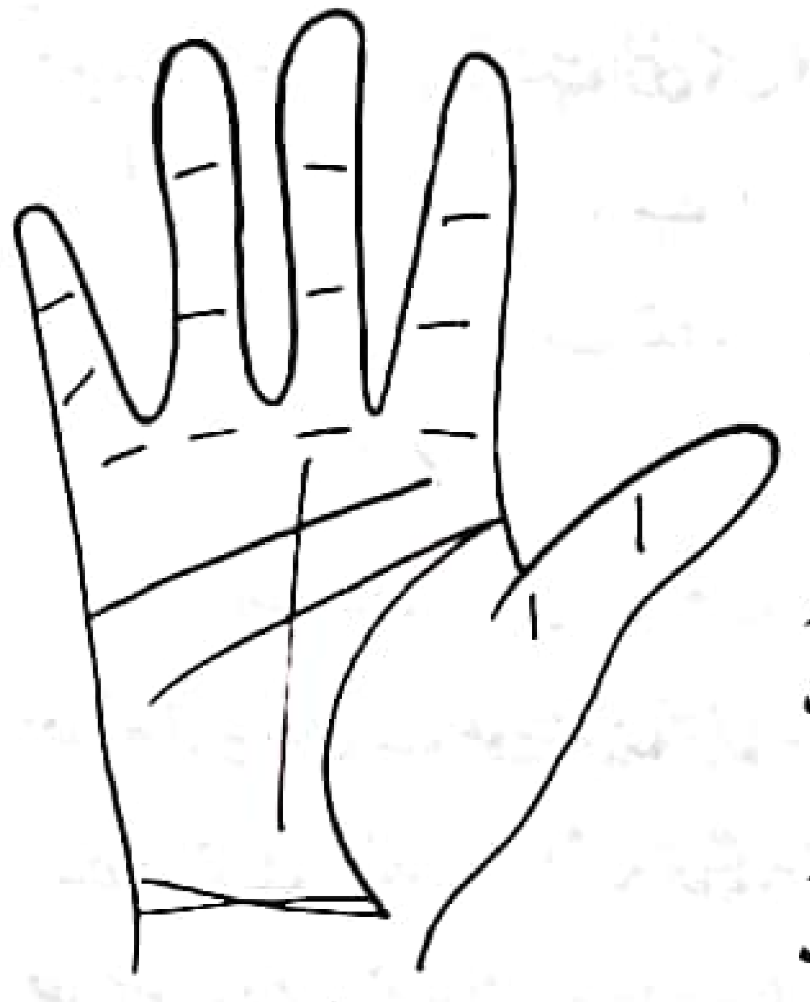
(۲۱)

جب یہ پور دُوسری پوروں کے مُقابلے میں بہُت چھوٹی ہو تو یہ مادّی میلانات کے غلبے کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل طبعًا بدگمان اور شکّی مزاج ہوتا ہے۔ نہ تو اس کے باطن میں دین و مذہب سے وابستگی ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اعلیٰ اقدار کا حامی ہوتا ہے۔ وہ محض دنیوی اور مادّی چیزوں کا متلاشی ہوتا ہے اور ہر قیمت پر دھن دولت کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے۔ اسے فطرتِ انسانی پر اعتماد نہیں ہوتا۔ وہ محض مادّہ پرست ہوتا ہے اور رُوحانی معتقدات سے اس کا دامن خالی ہوتا ہے (شکل نمبر ۲۲)

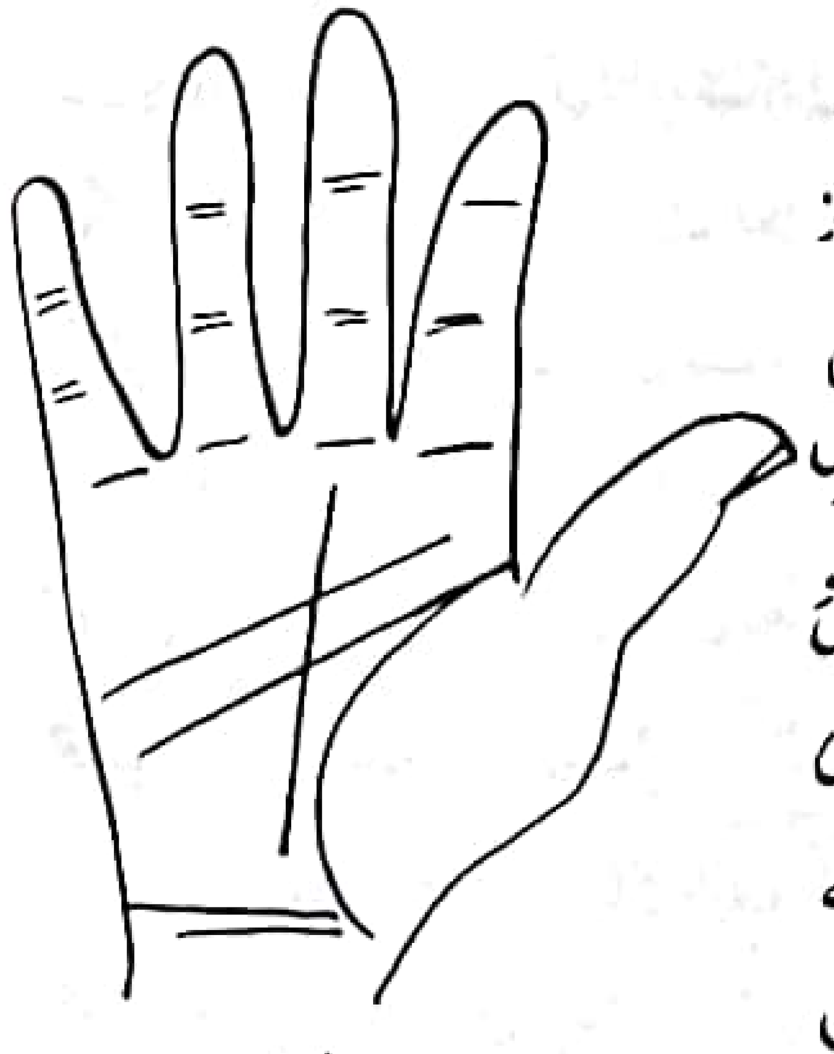
(۲۲)

اگر یہ پہلی پور پتلی اور ہلکی پُھلکی نظر آئے تو یہ کٹّر مذہبی شخص کی طرف اشارہ ہے۔ اس کا حامل روزہ نماز وظیفہ و مجاہدہ میں اپنے لیل و نہار گزارنے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ بہُت ہی کم خور ہوتا ہے اور دین کے تمام رُکنوں کی سختی سے پابندی کرتا ہے۔ درحقیقت وہ مذہبی اُصول و قوانین کا نہایت جانفشانی سے پیروکار ہوتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس کے انداز و کردار میں انتہاپسندی کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ وہ بڑی حد تک تعصّب کی طرف مائل ہوتا ہے (شکل نمبر ۲۱)۔

جب یہ پور دبیز اور پُرگوشت ہو تو اس کا حامل ایسی جنّت پر ایمان رکھتا ہے کہ جہاں

(۲۳)

اسے عیش و عشرت کے لیے حوریں، فواکہات اور کام و دہن کے لیے لذّاتِ بے مثال حاصل ہو سکتی ہیں۔ وہ اپنی زندگی میں تمام ایسی عشرت نواز چیزوں کا دلدادہ ہوتا ہے جو مذہب کی رُو سے اس پر حلال ہوں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہر وہ عیش و عشرت ارضی جس کا جواز مل سکے، وہ اس کا دل سے تمنائی ہوتا ہے۔ اور اس کی حلاوتِ قول کو حق اور حلال گردان کر لُطف اندوز ہوتا ہے (شکل نمبر ۲۳)۔

دُوسری پور

جب کلمے کی اُنگلی کی دوسری پور اس کی پہلی اور تیسری پوروں کے مقابلے میں طویل تر ہو تو یہ عالی حوصلگی، بلند نظری اور ایسی اولوالعزمی کا پتا دیتی ہے جو زندگی کی تنگ و دو میں کسی بھی رکاوٹ یا چیلنج کو خاطر میں نہیں لاتی۔ اس کا حامل اپنی طبعی صلاحیتوں کو یوں ہوش مندانہ بروئے کار لاتا ہے کہ اپنے مقاصد کو حاصل کیے بغیر دم ہی نہیں لیتا۔ اس میں بے حد دانش وری اور دماغی اہلیت ہوتی ہے۔ اس کا تمام تر میلان عملی کارکردگی، مثبت نقطۂ نگاہ اور اُونچے مطمعِ نظر کی طرف ہوتا ہے۔ اس کے باطن میں ایک ایسا عنصر مضطرب رہتا ہے جو اسے عزم و استحکام کے ساتھ منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں رکھتا ہے۔ اس کے خواب بالعموم شرمندۂ تعبیر ہوتے ہیں (شکل نمبر ۲۴)۔

(۲۴)

جب یہی پور دُوسری پوروں کے مقابلے میں چھوٹی ہو تو یہ اولوالعزمی اور بلند حوصلگی سے تہی دامانی کا پردہ فاش کرتی ہے۔ اس کا حامل کم کوش اور کم حوصلہ ہوتا ہے۔ نہ اس کے سینے میں آرزُو کا چراغ جلتا ہے اور نہ ہی اس کے عمل سے جوش و ولولۂ کامرانی کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ وہ پست ہمت، کوتاہ نظر اور بے آرزُو سا شخص ہوتا ہے

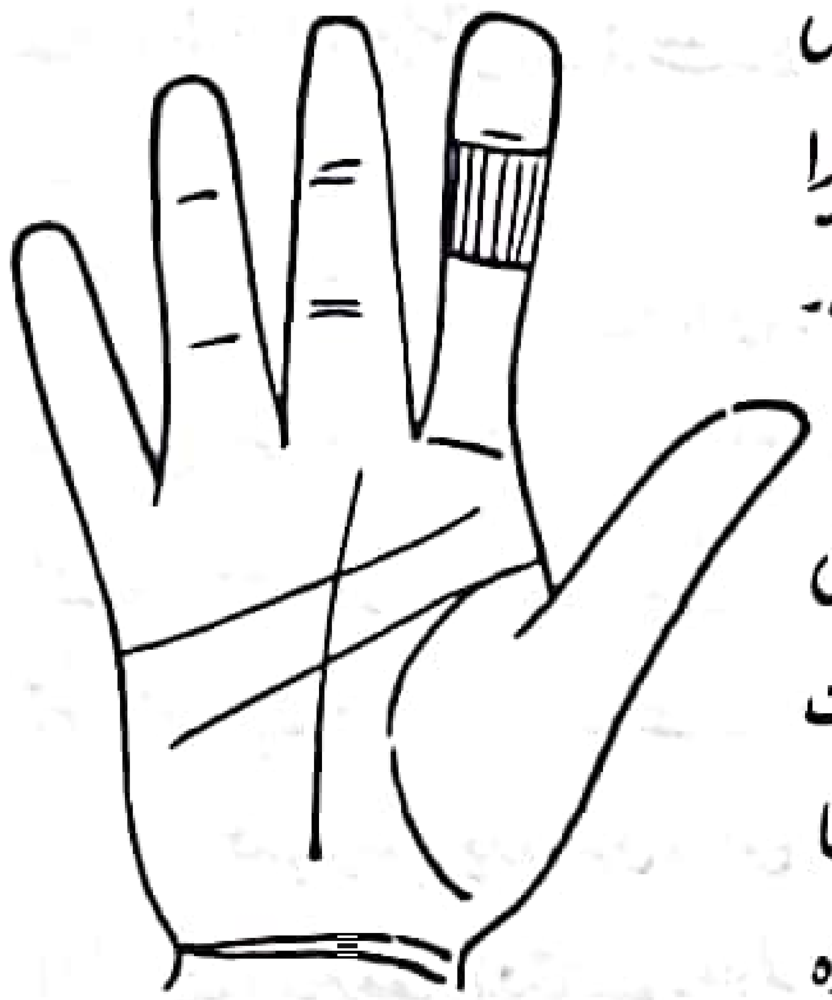

(۲۵)

اور کبھی ایسی جانفشانی یا کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کرتا جس سے اس کے باطن میں زندگی اور جولانی کا احساس پیدا ہو سکے۔ وہ بالعموم ناکام اور گُمنام زندگی گزارتا ہے۔ (شکل نمبر ۲۵)۔

جب یہی پور طویل ترین ہونے کے ساتھ پتلی اور ہلکی بھی ہو تو یہ خاص توجہ کے لائق ہے۔ درحقیقت یہ لازوال عظمت و ناموری کی بیکراں باطنی خواہش کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل معراجِ کمال کا متمنی ہوتا ہے۔ وہ بلا کی حوصلہ مندی، اولوالعزمی اور اقبال مندی کے عناصر سے مالا مال ہوتا ہے۔ وہ اپنے شرفِ ذاتی سے لوگوں کو مرعوب کر لیتا ہے اور دلوں پر حکومت کرتا ہے۔ سدا انتھک دانش مندانہ مساعی میں منہمک رہتا ہے اور چابک دستی سے رسُوخ، مال و دولت ناموری اور دنیوی فوائد حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ وہ اپنے لیے ایک مقام، ایک خاص عظمت و شہرت اور ایک نمایاں دنیوی حیثیت حاصل کر لیتا ہے۔ زندگی کی دوڑ میں وہ کبھی پیچھے نہیں رہتا اور معاشرے میں مُدام قابلِ رشک مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ مگر یہ سبھی کچھ اس کی ذاتی صلاحیتوں اور اقبال مند محنت کا ثمر ہوتا ہے۔

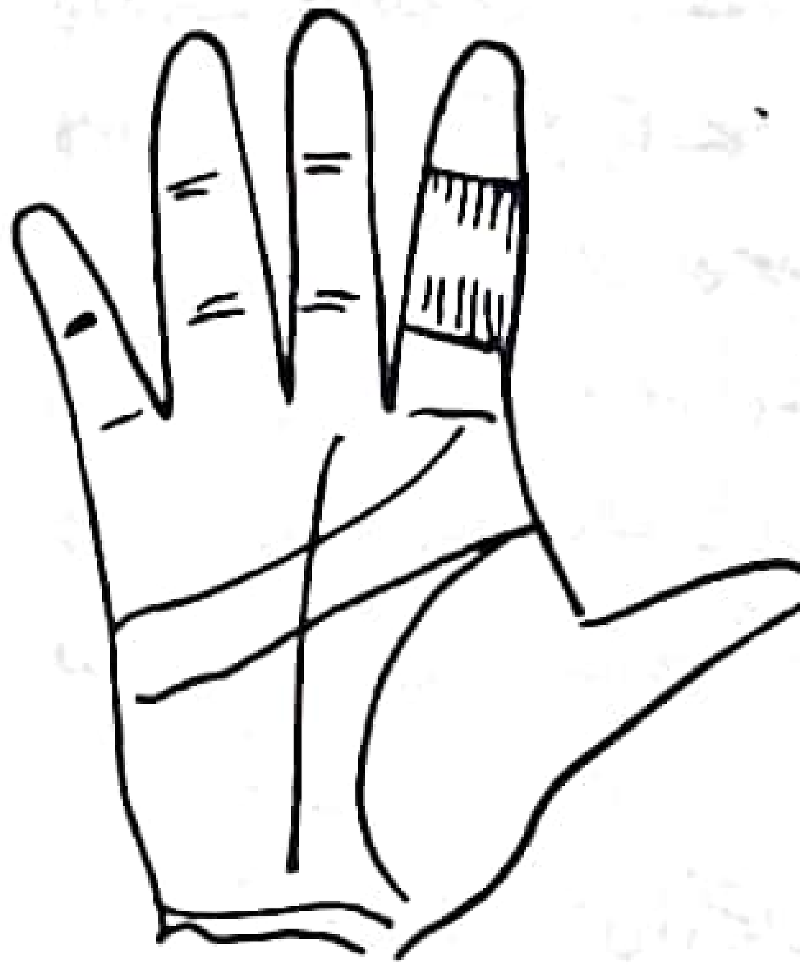

(۲۶)

جب یہ پور دبیز اور بھرپور گوشت والی ہو تو یہ بے حد آرام پسند طبیعت کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل لذّاتِ ذاتی کا غلام ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ عظمت، دولت اور دنیوی وقار کا دلدادہ تو ہوتا ہے مگر نہ تو حصولِ مُراد کا تندہی سے ساعی ہوتا ہے اور نہ ہی عزم و حوصلہ مندی سے کسی بڑے مطمعِ نظر کی طرف بڑھتا ہے۔ البتہ ان تمام چیزوں اور فوائد کو حاصل کرنے کی خوب سعی کرتا ہے کہ جن کے باعث

Scanned with CamScanner

اسے ذاتی آرام، سہولتیں اور لذات کے حصول کے لیے کامل اعتماد حاصل ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۲۶)

تیسری پور

جب تیسری پور سب پوروں کے مقابلے میں طویل ترین ہو تو یہ حکمرانی کرنے کی غیر محدود ہوس کی نشانی ہے۔ اس کا حامل بہت ہی مغرور فطرت ہوتا ہے۔ سدا نمایاں مقام کے حصول کا متلاشی ہوتا ہے۔ اور دوسروں کو زیرنگیں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ درحقیقت اسے ذاتی عیش و عشرت کا جنون ہوتا ہے اور تموّل اور دولت مندی اس کے لیے اس سلسلے میں ضروری عناصرِ حیات ہوتے ہیں (شکل نمبر ۲۰)

جب تیسری پور دوسری پوروں کے مقابلے میں بہت چھوٹی ہو تو اس کا حامل اپنی حیثیت اور قسمت پر شاکر دکھائی دیتا ہے۔ وہ کم ہی اونچے درجے کی زندگی گزار سکتا ہے اور غریبی اور کم مائیگی پر مطمئن رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ نہ تو اسے دنیا میں سربلندی کی جدّوجہد کا احساس ہوتا ہے اور نہ وہ کسی ایسے مقام کا خواہش مند ہوتا ہے کہ جہاں سے وہ دوسروں پر حکومت کر سکے۔ درحقیقت وہ اپنی کم مائیگی اور گمنام سیدھی سادی زندگی میں مگن رہتا ہے اور اس کی طبعی آرزو یہی ہوتی ہے کہ اسے اپنے حال پر رہنے دیا جائے۔ وہ بڑے عزائم یا عظیم الشان خوابوں سے قطعی بے نیاز ہوتا ہے (شکل نمبر ۲۶)۔

جب طویل ترین تیسری پور ہلکی پھلکی اور پتلی بھی ہو تو اس کا حامل رہبانیت کی طرف مائل ہوتا ہے اور دنیوی خواہشات اور عیش و عشرت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ دنیاداری اور علائقِ دنیوی سے گریز کا عملی حامی ہوتا ہے اور بالعموم فقر و فاقہ، روزہ، مجاہدہ کو کام و دہن کی لذتوں پر ترجیح دیتا ہے۔

جب تیسری پور طویل ترین ہونے کے ساتھ بھرپور، دبیز اور پُرگوشت بھی ہو تو یہ خودنگری اور خودبینی کی علامت ہے اس کا حامل بے حد عیش پرست ہوتا ہے اور اس کے باطن میں غیر محدود ہوس اور بھوک ہوتی ہے۔ وہ طبعاً عیشِ جسمانی، ہوس ناکی اور غیر معمولی لالچ کا قابلِ نفرت نمونہ ہوتا ہے اور اپنی خواہشات کی سیرابی کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔

نوک

جس طرح کلمے کی انگلی کی تینوں پوریں مزاج کا حال بتاتی ہیں اسی طرح اس کی نوک کی صورت بھی کردار کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ چنانچہ جب یہ انگلی نوک دار صورت اختیار

کر لے یعنی جڑ کے قریب موٹی ہو اور بتدریج پتلی ہوتی چلی جائے اور اختتام پر جڑ کے مقابلے میں تنگ اور نوکیلی نظر آئے تو یہ ایسے شخص کا پتا دیتی ہے جو کشف کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس پر وجدان اور حال کی کیفیت طاری ہو سکتی ہے۔ اس کے اوّلین تأثرات عام طور پر بہت درست ہوتے ہیں۔ وجدانی طور پر کسی معاملے یا انسان کے بارے میں منفا احساساتِ حقہ سے اس کے کردار و اعمال سے متعلق سچے احکام لگا سکتا ہے۔ مگر اس کی طبیعت میں نہ تو کسی ضابطے کی پابندی کی صلاحیت ہوتی ہے اور نہ ہی وہ وقت کا صحیح خیال رکھ سکتا ہے (شکل نمبر ۲۱)۔

وہ درحقیقت روحانی امور کی طرف راغب ہوتا ہے مگر شریعت کی پابندی سے گریز کرتا ہے۔

اگر اس انگلی کی نوک بہت ہی تنگ ہو تو ایسا شخص مذہبی یا روحانی امور کی طرف نمایاں طور پر مائل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کے مزاج میں آشفتگی اور بے راہ روی سی ہوتی ہے۔ وہ مراقبہ اور مجاہدہ کی طرف فطری میلان رکھتا ہے اور قلندرانہ روش سے دلی وابستگی کا اظہار کرتا ہے (شکل نمبر ۲۱)۔

اگر یہ نوک مستطیل یا مربّع شکل اختیار کرے تو یہ مختلف مزاج کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل عمل پسند حقیقت شناس اور معاشرے کے متعینہ اقدار کا سختی سے پابند ہوتا ہے۔ کسی حد تک قدامت پسند ہوتا ہے۔ ضابطہ، قانون اور شریعت کا حامی ہوتا ہے۔ ان سے انحراف کو کسی طرح بھی گوارہ نہیں کر سکتا۔ رسم و رواج کا دلدادہ ہوتا ہے اور تمام ان امور کی حمایت کرتا ہے جو مقبولِ عام قدروں سے وابستہ ہوں۔ وہ اچھا اُستاد ثابت ہو سکتا ہے اور تعلیمی و تربیتی اداروں میں بہت مفید کام سرانجام دے سکتا ہے (شکل نمبر ۲۵)۔

جب پہلی انگلی کی نوک ایسی چپٹی صورت اختیار کرے کہ وہ چمچہ کی طرح دکھائی دے تو یہ بہت ہی اہمیت کی حامل تصوّر کی جاتی ہے۔ ایسی صورت بہت ہی شاذ ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ طبیعت میں حکومت کرنی کی عملی خواہش ہے۔ اس کا حامل بڑی حد تک اعتقادات اور مذہب کے معاملے میں کٹر ہوتا ہے اور اس کی انتہاپسندی اسے متعصب بنا دیتی ہے۔ یوں وہ جادۂ روحانی پر خلوص و جانفشانی سے گامزن ہونے سے گریز نہیں کرتا (شکل نمبر ۲۲)۔

کلمے کی انگلی کی لمبائی

انگشتِ شہادت لمبائی کے اعتبار سے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے ہمیشہ بڑی ہوتی ہے

اور درمیانی اُنگلی سے چھوٹی۔ اس کا تیسری اُنگلی سے تقابُل خاص معنی رکھتا ہے جب کلمے کی اُنگلی اور تیسری اُنگلی دونوں یکساں طوالت کی حامل ہوں تو یہ نہایت ہی اہم بات ہے۔ یہ شہرت کی بے پناہ آرزو کی آئینہ دار ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس کا حامل زندگی میں کامرانی کی بلا کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے باطن میں عظمت و ناموری کے لیے نہ صرف تقاضائے لامحدود ہوتا ہے بلکہ وہ جانفشانی اور جدّوجہد سے راہِ مُراد میں اَنتھک سرگرم کار رہتا ہے (شکل نمبر ۱۲)۔

جب کلمے کی اُنگلی تیسری اُنگلی کے مقابلے میں چھوٹی ہو اور یہ ایک ہی نظر میں واضح ہو تو یہ ایسی آرزو اور تقاضائے عروج کا پتا دیتی ہے کہ اگر اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ آجائے تو اس کا حامل تشدّد سے کام لینے سے گریز نہیں کرتا۔ وہ گرم مزاج ہوتا ہے اور جلد باز بھی۔ اس کی تمنّائیں اگر بلا روک ٹوک پوری نہ ہوسکیں تو وہ بھڑک اُٹھتا ہے اور فساد پر آمادہ ہوجاتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ احساسِ کمتری کے نفسیاتی سقم سے وہ قدرے زیادہ مغلوب ہوتا ہے (شکل نمبر ۲۲)۔

یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ پہلی اُنگلی درمیانی اُنگلی کے برابر لمبی ہو۔ یہ بعید شاذ ہے مگر زندگی میں ایسے ہاتھ بھی پائے جاتے ہیں کہ جن میں یہ دونوں اُنگلیاں یکساں طوالت رکھتی ہیں۔ جب یہ صُورت پائی جائے تو یہ طبیعت میں دُوسروں پر رُعب ڈالنے، حکومت کرنے اور زیرِ نگیں رکھنے کی خواہش کا پردہ فاش کرتی ہے۔ ان کا حامل ظالم، بے درد اور سخت گیر ہوتا ہے۔ بدنصیبی سے اسے سرغنہ بننے کے ڈھنگ فطرت ہی ودیعت کرتی ہے اور اخلاقی اقدار سے بے نیاز وہ عنانِ حکومت یا کرسیِ صدارت سنبھالنے کے لیے ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ لوگ اس سے ڈرتے اور زخم کھاتے ہیں اور وہ انھیں روندتا ہُوا آگے بڑھ جاتا ہے اور ہر ایک کو ڈرا دھمکا کر اپنا اُلّو سیدھا کرتا چلا جاتا ہے۔ جو شخص اس کے راستے میں روڑے اٹکائے اسے ختم کرنے میں وہ عجلت اور بے دردی سے کام لیتا ہے۔ وہ جابرانہ قانون بناتا ہے۔ نہ اس سے کوئی محبت کرتا ہے اور نہ ہی اس کا احترام۔ مگر سب ہی اس کے ظلم اور تعدّی سے لرزتے ہیں۔ یوں وہ بڑا عیش پرست ہوتا ہے۔ اور اپنی ذاتی ہوس ناکیوں کا کُھلم کُھلا مظاہرہ کرتا ہے۔ شرم و حیا اس کے قریب بھی پھٹکنے نہیں پاتی۔ وہ زندگی میں کبھی کمزور اور غریب نہیں رہتا اور بہرطور دولت، حکومت اور عیش و عشرت حاصل کرکے رہتا ہے۔ (شکل نمبر ۲۵)۔

درمیانی اُنگلی

درمیانی انگلی سدا تمام انگلیوں میں ممتاز ہوتی ہے اور نہ صرف طویل ترین ہوتی ہے بلکہ نمایاں، قوی اور سب پر حاوی ہوتی ہے۔ جب یہ خاص لمبی اور واضح جسامت کے باعث امتیازی صورت اختیار کرلیتی ہے تو مرموز امور میں طبعی دلچسپی کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل اسرارِ حیات کا جویا ہوتا ہے اور قسمت کے پوشیدہ رازوں کو جاننے کی سعی کرتا ہے (شکل نمبر ۲۷)۔

(۲۷)

ایسی اُنگلی گوشہ نشینی، تصوّر، باطنیت، توجّہ اور فطری حُسن و ماحول سے رغبت کا پتا دیتی ہے۔ نیز اس کا حامل باغبانی وغیرہ کی طرف بھی طبعی لگاؤ کا مظاہرہ کرتا ہے۔ تہذیب، کلچر اور فنونِ لطیفہ سے رغبت بھی اس کا خاصہ ہے، بالخصوص تہذیب و تمدّن کے ان پہلوؤں سے جن کا تعلّق قدیم آثار، ماضی بعید اور پُرانی میراثِ فنّی سے ہو۔ وہ درحقیقت حُسن و فن کے قدیم نمونوں، تاریخی یادگاروں اور آثارِ قدیمہ کا دلدادہ ہوتا ہے۔

پہلی پور

اس کی پوروں کا علیحدہ علیحدہ مطالعہ خالی از منفعت نہیں۔ پہلی پور ہی کو لیجیے۔ جب یہ دُوسری پوروں کے مقابلے میں طویل ترین ہو تو یہ خاص معنی رکھتی ہے۔ ایسی پور اس نوع کی دانشوری اور عملی صلاحیت کا سُراغ دیتی ہے جو جہانِ تگ و دو میں استقلال اور حکمت کے ساتھ یُوں بروئے کار لائی جاتی ہے کہ قابلِ رشک کامیابی کے دروازے وا ہوجاتے ہیں۔ یہ درحقیقت دانش و عمل کے ایسے امتزاج کا پتا دیتی ہے کہ جو حسنِ کارکردگی کے ساتھ مسرّت و کامرانی سے ہمکنار کرنے میں معاونت کرتا ہے (شکل نمبر ۲۷)۔

جب درمیانی اُنگلی کی پہلی پور غیر معمولی لمبی ہو یعنی دوسری پوروں کے مقابلے میں بہُت ہی زیادہ طویل اور ان پر بہت حاوی دکھائی دے تو یہ اچھی علامت نہیں۔ یہ درحقیقت غم پسندی

Scanned with CamScanner

اور حُزن وملال کی طرف وافر رُجحان کی آئینہ دار ہے۔ اس کا حامل ایسے خیالات وافکار میں مبتلا رہتا ہے جن میں ناقص اور غیر معتدل عناصر کارفرما ہوتے ہیں۔ اس کی طبیعت توہّم پرست ہوتی ہے۔ وہ نہ تو حقیقت شناس ہوتا ہے اور نہ ہی محکم مزاج۔ اُمید کی دولت سے تہی دامنی کے باعث وہ تذبذب، بُزدلی اور بےحسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ درحقیقت وہ ذوقِ حیات سے مبرّا ہوتا ہے۔

(۲۸)

جب اس اُنگلی کی پہلی پور اس کی دُوسری پوروں کے مقابلے میں بہت کوتاہ ہو تو یہ قناعت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس کا حامل اپنی قسمت پر قانع ہوتا ہے۔ نہ تو وہ دنیوی فروغ وارتقا کے لیے جانفشانی سے جدّوجہد کرتا ہے اور نہ ہی اسے مال واسباب سے زیادہ رغبت ہوتی ہے۔ جو کچھ مل جاتا ہے خوشی سے قبول کر لیتا ہے۔ اس کے اندازِ حیات سے ایک خاموش طمانیت کا احساس ہوتا ہے (شکل نمبر ۲۸)۔

یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ وہ اپنی سعی وکوشش میں کاہلی یا کوتاہی سے کام لیتا ہے۔ بلاشبہ وہ اپنی حالت سنوارنے اور اپنے مقسوم میں اضافے کے لیے حتیٰ المقدور تگ ودو کرتا رہتا ہے۔ بایں ہمہ وہ اپنی محنت کا پھل شکر واطمینان کے ساتھ قبول کر لیتا ہے۔ اگر مسلسل کوشش کے باوجود اس کے رزق ودولت میں وسعت یا ترقی نہیں ہو پاتی، تو وہ بددل نہیں ہوتا اور زندگی کی اُونچ نیچ سے نہ تو گھبراتا ہے اور نہ ہی برہم ہوتا ہے۔ وہ باطنی طور پر "راضی برضا" کے فلسفے پر کاربند رہتا ہے۔

جب یہی پہلی پور دبیز اور پُرگوشت ہو، اس سے قطع نظر کہ وہ بہت لمبی ہے یا بہت چھوٹی، تو یہ اچھی صُورت نہیں۔ درحقیقت یہ طبیعت میں تہذیب وکلچر کی کمی کا پردہ فاش کرتی ہے۔ اس کا حامل شئے لطیف سے کم ہی آشنا ہوتا ہے۔ نہ اسے فنونِ لطیفہ سے شغف ہوتا ہے نہ ہی ان طبعی نفاستوں سے جو منجھے ہوئے انسانوں کا طرّۂ امتیاز ہوتی ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ اکثر طبیعت، غیر مہذّب اور اُجڈ سا شخص ہوتا ہے۔ اس کے قول وفعل میں شرفِ انسانی کے عناصر مفقود سے ہوتے

(۲۹)

ہیں اور اس کے چال چلن سے قابلِ اعتراض اور بھدّے اثرات کا تأثر پیدا ہوتا ہے (شکل نمبر ۲۹)۔

جب یہی پہلی پور پتلی اور ہلکی پُھلکی سی ہو اور دُبلی دکھائی دے تو یہ ایسے کردار کی طرف اشارہ کرتی ہے جس کا حامل شک وبدگمانی میں مبتلا رہتا ہے۔ اسے کسی بھی چیز پر اعتماد نہیں ہوتا۔ وہ باطینت اور ایسے رُوحانی اُمور کی طرف یوں مائل ہوتا ہے کہ خلفشارِ داخلی میں اُلجھ جاتا ہے۔ طبیعت میں حقیقی گہرائی نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ وہ شکوک اور مرموز امور سے وحشت اور خوف کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ اسرارِ حیات اور روحانی اقدار کا خواہاں ہوتا ہے اور کسی حد تک اس کی تفہیم وتلاش کی راہ میں کوشاں بھی رہتا ہے اور گاہے گاہے اسے حقائقِ رُوحیہ کی جھلک کا احساس بھی ہو سکتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ زیادہ تر رموز واسرارِ مثالی، کشف ومکاشفہ، مستقبل بینی وغیرہ اُمور سے زیادہ رغبت رکھتا ہے۔ اور چونکہ یہ انجانے اور ناقابلِ وقوف اُمور اُس کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں، وہ باطنی وحشت اور ہراسِ ذہنی میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے (شکل نمبر ۳۰)۔

(۳۰)

دُوسری پور

جب درمیانی اُنگلی کی دُوسری پور، دیگر دونوں پوروں سے طویل تر ہو تو یہ دلچسپ عناصرِ کردار کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حاملِ فنِ زراعت اور کاشت کا طبعی ذوق رکھتا ہے۔ نیز وہ علمِ حساب، ہندسہ اور ایسے سائنسی اُمور سے دلچسپی رکھتا ہے جو حساب، الجبرا وغیرہ سے متعلق ہوتے ہیں۔ اور ایسے کاموں میں خوش اور کامیاب ہو سکتا ہے جن کا تعلق علم الحساب، اعداد وشمار، اکاؤنٹ، بنکاری وغیرہ

سے ہوتا ہے۔ بہرحال یہ ثانوی حالت اس وقت کارفرما ہوتی ہے جب اُنگلیاں گرہ دار بھی ہوں۔ جب یہ محض طویل ترین ہی ہو تو فنِ زراعت سے فطری لگاؤ کی آئینہ دار ہوتی ہے (شکل نمبر ۲۹)۔

اس کے برعکس اگر درمیانی اُنگلی ہموار ہو اور اس میں کہیں گرہ دار صورت نہ پائی جائے تو طویل ترین دوسری پور علومِ مخفیہ سے پائیدار اور گہرے ربط کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل ان تمام فنون و علوم کی طرف واضح دِل چسپی کا مظاہرہ کرتا ہے جو متداول علوم سے ماورا ہوتے ہیں۔ نجوم، جادو، کیمیا ایسے اُمور اسے اپنی طرف راغب کر لیتے ہیں اور بالعموم وہ کسی نہ کسی مخفی علم میں دسترس حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے مابعد الطبعیات سے بھی دِل چسپی ہوتی ہے۔ مگر وہ پوشیدہ علوم اور مستقبل شناسی اور سحر آفرینی ایسے عملیات کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے (شکل نمبر ۳۰)۔

جب اس اُنگلی کی دوسری پور اس کی دیگر پوروں کے مقابلے میں بہت چھوٹی اور کوتاہ دکھائی دے تو یہ اچھی نشانی نہیں ہے۔ اس کا حامل بے وقوف ہوتا ہے اور علوم و فنون سے قطعی رغبت نہیں رکھتا۔ وہ کوئی عملی اور مثبت کوشش نہیں کرتا۔ نہ تو علم و ہنر سیکھنے کا متمنی ہوتا ہے، اور نہ کوئی ایسا کام کرتا ہے جو زندگی کے میدان میں مفید اور کار آمد ہو سکے تضیع اوقات کا اسے خاص ملکہ ہوتا ہے اور اپنی زندگی اپنے ہاتھوں یوں ناکارہ اور بے کار گزار دیتا ہے کہ اسے محض ایک پیکرِ حیوان سے زیادہ حیثیت نہیں دی جا سکتی۔ کند ذہن کے بے علم اور ناکام ہوتا ہے۔ اور اسے اس کم مائیگی اور بدحالی کا احساس تک نہیں ہوتا (شکل نمبر ۳۱)۔

(۳۱)

جب یہ پور بھر پور، پُرگوشت اور دبیز ہو تو یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کے حامل کی طبیعت میں فنِ زراعت اور کاشت کاری جیسے کاموں کے لیے فراواں صلاحیت ہے اور اس میدان میں وہ قابلِ رشک ترقی کر سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسے ایسے علوم جن کا تعلق حساب دانی سے ہے، بھی رغبت ہو۔ مگر اس کا فطری میلان زرعی فنون و عملی کاشت کاری، باغبانی وغیرہ ہی کی طرف ہوتا ہے (شکل نمبر ۳۲)۔

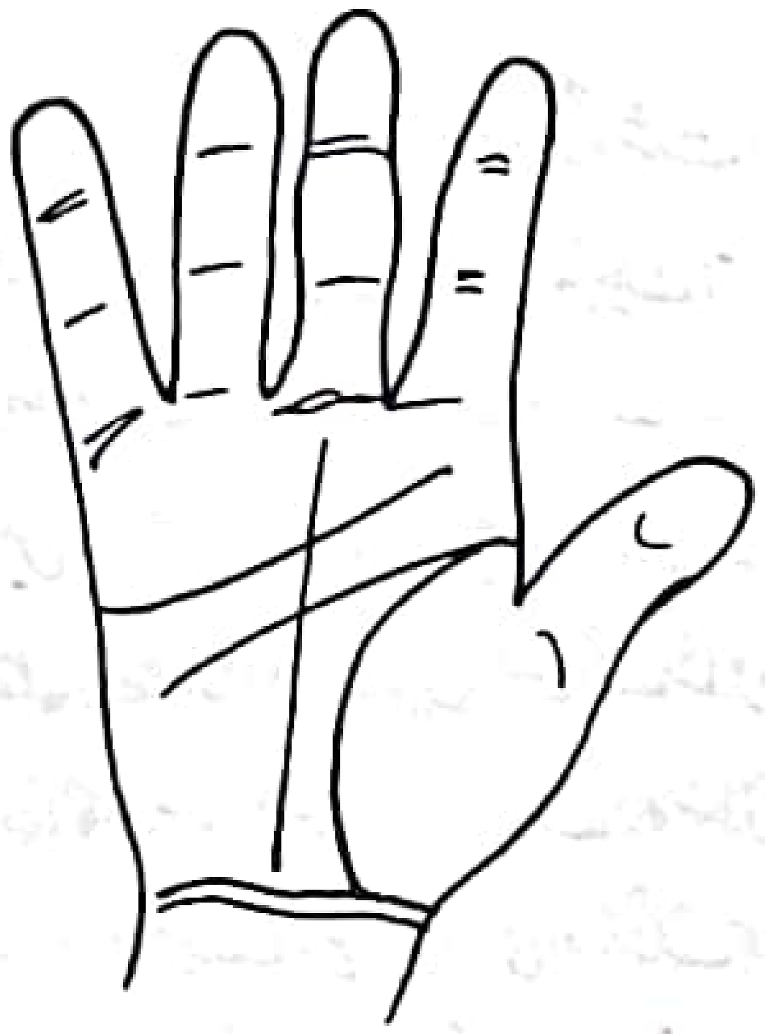

(۳۲)

جب یہ پور ہلکی، تنگ اور سُکڑی ہوئی ہو تو یہ سائنسی دل چسپیوں سے طبعی وابستگی کا پتا دیتی ہے اس کا حامل علم الحساب، اعداد و شمار، الجبرا وغیرہ سے دلی رغبت کے باعث ان میں سہولت سے عبور حاصل کر سکتا ہے۔

تیسری پور

جب درمیانی اُنگلی کی تیسری پور باقی پوروں سے طویل ترین ہو تو یہ حریص طبیعت کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل لالچی، بندۂ ہوس اور ایسا لوبھی ہوتا ہے کہ حصولِ مُراد کی راہ میں اخلاقی قدروں کی پروا نہیں کرتا۔ اس کی حرص و ہوا اسے بے حیا، تنگ نظر اور سخت دل بنا دیتی ہے۔ اس کے عزیز و اقارب اس کی لالچی طبیعت سے دُکھ اُٹھاتے ہیں اور طعن و تشنیع سے پرہیز نہیں کرتے۔ وہ بالعموم بہت جلد ہی بدنام اور بڑی حد تک دوسروں کی محبت سے تہی دامن ہو جاتا ہے۔ بایں ہمہ وہ اپنے شدید غاصبانہ لالچ سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا اور تنہائی اور تنگدلی کے گھناؤنے چکّر میں پھنس جاتا ہے (شکل نمبر ۲۸)۔

(۳۳)

جب یہ پور دوسری پوروں کے مقابلے میں بہت چھوٹی ہو تو کفایت شعاری کی طرف قوی رُجحان کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل نہ تو فضول خرچ ہوتا ہے اور نہ ہی کشادہ دست۔ وہ نہایت سمجھ بوجھ سے اخراجات میں کفایت کو کام میں لاتا ہے۔ اِسراف سے اُسے دِلی نفرت ہوتی ہے۔ درحقیقت وہ نہ صرف چیزیں ضائع نہیں کرتا بلکہ ہوش مندی سے روزمرّہ کے اخراجات کا حساب رکھتا ہے اور بچت کے طریقے نکالتا رہتا ہے۔ وہ کسی حد تک کنجوس بھی ہوتا ہے (شکل نمبر ۳۳)۔

جب یہ پور دبیز، پُرگوشت اور موٹی ہو تو اس کا حامل فطرتاً ملنسار اور مل جُل کر زندگی گزارنے کا عادی ہوتا ہے۔ بہرکیف اس کی بزم آرائی اور ملنساری میں احتیاط اور انتخاب کے پہلو ہوتے ہیں۔ وہ ایسے احباب سے ملتا جُلتا ہے جو سنجیدگی سے دوستی اور تعلق کا احساس رکھتے ہیں۔ وہ محض خوش گپی اور تضیعِ اوقات کے لیے لوگوں سے ملنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتا۔ درحقیقت اس کے حلقۂ احباب میں ایسے لوگ شامل ہو سکتے ہیں جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں اور ایک دُوسرے کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بہرکیف وہ تنہائی سے بہُت بھاگتا ہے اور سوشل زندگی گزارتا ہے (شکل نمبر ۲۸)۔

جب یہ پور پتلی، ہلکی اور تنگ ہو تو اس کا حامل بہُت کم ہی ملنساری کا مظاہرہ کرتا ہے اور دوسروں سے قطعی گھُل مل کر رہنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ معاشرے سے علیٰحدہ سا اور غیر متعلق ہی رہتا ہے۔ اِس میلانِ طبیعت کی وجہ سے وہ ارتقاءِ حیات کے ساتھ ہم قدم نہیں ہوتا اور زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مغموم اور بددل ہو جاتا ہے اور اپنی طبعی صلاحیتوں سے کما حقہٗ استفادہ نہیں کر سکتا (شکل نمبر ۳۰)۔

نوک

درمیانی اُنگلی کی نوک کی صورت کو احتیاط سے دیکھنا لازمی ہے۔ یہ کردار کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ جب یہ نوکِ انگشت مخروطی ہو یعنی نہ تو بہُت ہی تنگ اور نوکیلی بلکہ بتدریج پتلی ہوتی چلی جائے تو یہ نوک دار صورت اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ طبیعت کی وافر سنجیدگی اور غم پسندی میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور اس کا حامل بڑی حد تک خوشگوار مزاج ہو جاتا ہے۔ اس کے فکر و تخیل میں اعتدال پیدا ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۳۳)۔

اگر یہی نوک اس قدر تنگ اور پتلی ہو جائے کہ اختتام پر پہنچ کر بہُت زیادہ نوکیلی دکھائی دے تو یہ غیر معمولی بات ہے۔ ایسی بے حد نوک دار درمیانی اُنگلی شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہے۔ جب ایسی نظر آئے تو طبیعت کی سنجیدگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس کا حامل لہو و لعب کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ کاہلی، بے خیالی اور غیر ذمّے داری کے عناصر اس کے کردار میں اُبھر آتے ہیں (شکل نمبر ۳۰)۔

لیکن اس کی طبیعت میں ایک نوع کا وجدانی شعور پیدا ہو جاتا ہے اور وہ بعض اوقات اُلجھے ہُوئے مسائل بھی کسی باطنی صلاحیت سے حل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اسے مابعد الطبیعات

سے دلی رغبت ہوتی ہے۔

جب یہ اُنگلی مُربّع یا مستطیل شکل پر ختم ہو (شکل نمبر ۲۸) تو یہ دانش اور مذہبی امور میں سختی سے پابندی کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص حریت اور اجتہادِ فکر کا مخالف ہوتا ہے۔ اس کے معتقدات میں استحکام اور قدامت کے اثرات ہوتے ہیں۔ وہ طبعاً مفکّر، دانش مند اور قرینے کا خیال رکھنے والا ہوتا ہے۔

جب یہ اُنگلی چپٹی نوک والی ہو اور اختتام پر چمچے کی صُورت اختیار کرے تو اس کا حامل اپنے افکار و اعمال میں بہُت ہی غم پسند ہوتا ہے۔ ایسا شاعر دردِ جگر، سوزِ نہانی، فنا، غم کے مضامین باندھنے میں عمر گزار دیتا ہے۔ بہرکیف وہ بے کار نہیں بیٹھتا اور جو کام بھی کرتا ہے اس میں موت، غم اور سوگ کے اثرات پیدا کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے (شکل نمبر ۲۹)

تیسری اُنگلی

تیسری اُنگلی ہمیشہ درمیانی اُنگلی سے چھوٹی اور چھوٹی اُنگلی سے طویل تر ہوتی ہے۔ پہلی اُنگلی کے مُقابلے میں کم و بیش یکساں لمبائی کی ہوتی ہے۔ اس اُنگلی کا تعلق آرٹ، فنونِ لطیفہ، استعدادِ داخلی اور غیر معمولی صلاحیت سے ہے۔ جب یہ خوشنما صورت کی ہو اور مناسب طوالت کی حامل ہو تو اس کا مالک طبعاً ناموری اور عظمت کا آرزو مند ہوتا ہے۔ وہ مثالی اور اعلیٰ اقدار کا متلاشی ہوتا ہے اور حسن اور اقبال مندی کے گہرے احساسات رکھتا ہے۔ اس میں شعر و نغمہ کے لیے طبعی مناسبت ہوتی ہے اور وہ سدا شہرت اور توصیف کا خواہاں ہوتا ہے۔

(۳۴)

اس اُنگلی کی پوروں کا غور سے دیکھنا ضروری ہے۔ یہ طبعی رجحان اور صلاحیت کا پتا دیتی ہیں۔

پہلی پور

جب اس کی پہلی پور دُوسری پوروں کے مقابلے میں طویل ترین ہو تو اس کا حامل فکر اور تخیل کی دنیا میں حُسن و بلندی کا دل سے تمنّائی ہوتا ہے۔ وہ بلند نظر، طبّاع و ذہین

اور جمالیات کا پرستار ہوتا ہے (شکل نمبر ۳۴)۔

جب یہ پور بہت ہی زیادہ طویل ہو تو مزاج میں ٹیڑھ اور کج روی کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل درحقیقت ذہنی رُہبانیت کی طرف مائل ہوتا ہے۔ نہ تو حقیقی جمالیاتی ذوق سے بہرہ ور ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے مزاج میں بلند خیالی یا آرٹ سے سچّی مناسبت ہوتی ہے۔ یوں وہ سنکی سا شخص ہوتا ہے اور اپنی عظمتِ فنّی اور ذوقِ جمال کی جھوٹی نمائش سے پرہیز نہیں کرتا۔ اربابِ ذوق اس کے کھوکھلے پن سے بہت جلد آگاہ ہو جاتے ہیں اور وہ ایک قسم کا نکّو آرٹسٹ بن کر رہ جاتا ہے۔

(۳۵)

اگر پہلی پور دُوسری پوروں کے مقابلے میں چھوٹی ہو تو ذوقِ سلیم کے نقدان کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس کا حامل نہ تو بلند تخیلات کا حامل ہوتا ہے اور نہ ہی اعلیٰ قدروں کا متلاشی۔ اس کے کردار میں سادگی پائی جاتی ہے۔ وہ عام فہم زبان میں بات چیت کرتا ہے اور سادہ لباس پہنتا ہے۔ وہ نہ تو بلند ذہنیت کا مُدّعی ہوتا ہے اور نہ ہی علم و دانش کی نمائش کا خواہاں (شکل نمبر ۳۵)

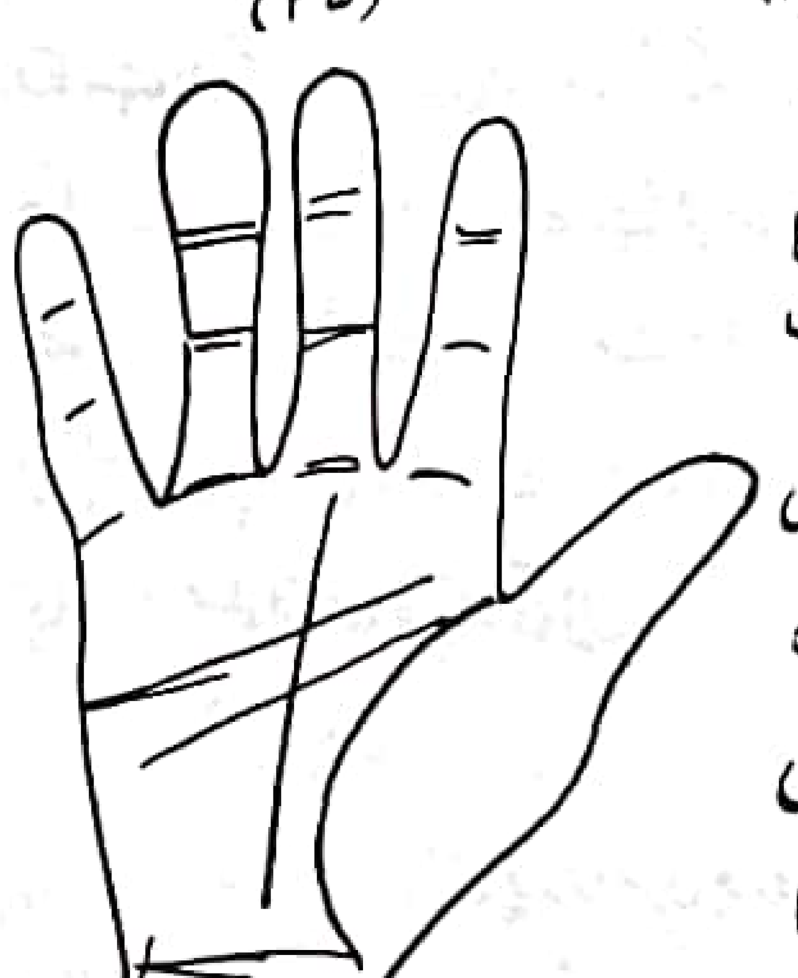

(۳۶)

جب یہ پور بھرپُور، دبیز اور پُر گوشت ہو، خواہ لمبی ہو یا چھوٹی تو یہ حسن پرستی کی علامت ہے۔ اس کا حامل جسمانی حُسن اور رعنائی کا بے حد دلدادہ اور حریصِ لذّت ہوتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ایسا شخص فکر و تخیل میں عنصرِ جمال کا شعور تو رکھتا ہے مگر وہ اِس طرف قطعی مائل نہیں ہوتا۔ وہ محض پیکرِ انسانی کے حُسن کے نقش و نگار میں جاذبیت کا قائل ہوتا ہے اور جنسی لذّت کا دلدادہ۔ جمالیاتی تصوّرات کا گریزاں ہی رہتا ہے اور فنونِ لطیفہ سے کم ہی ذوق رکھتا ہے (شکل نمبر ۳۶)۔

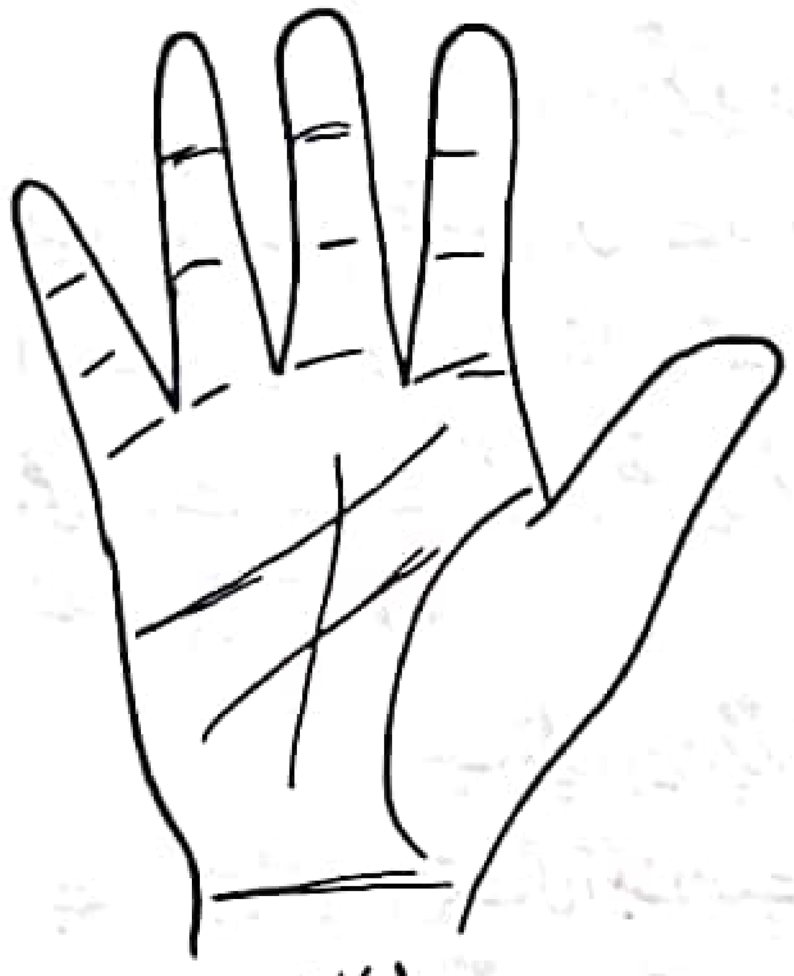

(۳۷)

جب یہی پور دُبلی پتلی، تنگ اور بے گوشت دکھائی دے تو یہ ایسی حسِ لطیف کا پتا دیتی ہے جو تخیلات میں حُسن و جمال کی متلاشی ہے۔ ایسا شخص ایک ایسے وجدان اور روحانیت کا قائل ہوتا ہے جو مادّی تصوّرات اور پیکر پرست نہیں ہوتا۔ وہ جسمانی یا مادّی حسن کو نچلے درجے کا سمجھتا ہے۔ اسے ہر قسم کی مادیت سے گریز ہوتا ہے اور الٰہیات کی طرف فطرتاً مائل ہوتا ہے (شکل نمبر ۳۷)

دُوسری پور

(۳۸)

جب تیسری اُنگلی کی دُوسری پور طویل ترین ہو (شکل نمبر ۳۸) تو ایسا شخص آرٹ اور فنونِ لطیفہ میں ان عناصر کا متقاضی ہوتا ہے کہ جو مفید اور روزمرّہ کی زندگی میں کارآمد ثابت ہو سکیں۔ وہ آرٹ میں حقیقت پسند ہوتا ہے اور مبہم یا ناقابلِ فہم اُمور سے بے حد گریزاں رہتا ہے۔ ایسی پور فنّی صلاحیت کی بیّن علامت ہے۔ اس کا حامل درحقیقت اپنے باطن میں تخلیقی استعداد لیے ہوتا ہے اور شعر و ادب، موسیقی یا مصوّری کے میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

لیکن جب یہ پور غیر موزوں طوالت کی حامل ہو، دُوسری پوروں کے مقابلے میں بہت لمبی ہو اور ان پر نمایاں طور پر حاوی دکھائی دے تو اس کا حامل فنونِ لطیفہ سے وابستہ تخلیقات میں ان عناصر پر زور دیتا ہے جو مادّی نقطۂ نظر سے مفید اور استدلال کی میزان پر پورے اُتر سکیں۔ وہ حُسنِ محض اور جمالیاتی تحسین کا کم ہی حامی ہوتا ہے۔ درحقیقت وہ ذوقِ سلیم کو فائدہ مندی، حقیقت نمائی اور استفادے کے پہلوؤں سے دیکھتا ہے اور آرٹ برائے زندگی کا سختی سے پابند ہوتا ہے۔ حُسن برائے حُسن اس کے مسلک سے بہت ہی دُور گردانا جاتا ہے۔

جب دُوسری پور دیگر پوروں کے مقابلے میں چھوٹی ہو تو گویا یہ ایک ایسے شخص کی نقاب کشائی کرتی ہے جو تخلیقی صلاحیتوں سے عاری ہوتا ہے اور اس میدان میں قطعی کامیاب ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس کے مزاج میں وجدان کا فقدان ہوتا ہے اور اسے بلند پروازی اور تخیل ایسے عناصر کا سچا احساس بھی محالات سے ہے۔ اگر اس شخص میں کچھ استعداد ہو تو بھی کوتاہیِ احساس کے باعث وہ کچھ ترقی نہیں کر پاتا (شکل نمبر ۳۶)۔

جب یہ پور دبیز، پُرگوشت اور لحیم و شحیم ہو تو یہ حقیقت پسندانہ فنکار کی نشان دہی کرتی ہے۔ یہ ایسی طبعی صلاحیت کی آئینہ دار ہے جس کا حامل اپنے تصورات اور تخلیقی تخیلات کو ایسے نقوش یا اشکال کے سانچے میں ڈھال سکتا ہے جو نہ تو مبہم اور مجہول ہوتے ہیں اور نہ ہی بے معنی۔ وہ عملی حُسن کار ہوتا ہے اور اسی جوہر کے باعث وہ دُنیا میں اچھی ترقی کر سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی ذاتی تخلیقات سے اپنے میدانِ عمل میں لائقِ رشک اضافہ کرتا ہے اور نمایاں کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ (شکل نمبر ۳۵)۔

اگر یہی پور تنگ اور دُبلی پتلی ہو تو اس کا حامل شکل، نقش غرض کہ مرئی اور صوری عناصر کا حامی نہیں ہوتا۔ ایسی پور مثالی آرٹ کی پرستش کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص اظہارِ فن کے سلسلے میں زیادہ نمود و نمائش کا حامی نہیں ہوتا بلکہ محض عناصرِ ضروریہ پر توجہ دیتا ہے۔ وہ اختصار کا دلدادہ ہوتا ہے اور رنگ اور اظہار کی فراوانی سے گریز کرتا ہے۔ اس کا فن رُہبانی اور مثالی اقدار کا حامل ہوتا ہے اور محض اصول سے متعلق۔

تیسری پور

جب اس اُنگلی کی تیسری پور اس کی دیگر پوروں سے طویل تر ہو تو یہ مادی آرٹ اور پیکر پرستی کی علامت ہے۔ ایسے شخص کے باطن میں فکر و تخیل و جمالِ محض ایسے امور کے لیے کوئی احساس نہیں ہوتا۔ اس کے باوصف وہ شہرت کا خواہاں ہوتا ہے اور دولت، اعزاز اور تمغات کا متلاشی (شکل نمبر ۳۶)۔

جب یہی پور چھوٹی ہو تو یہ فن کی دُنیا میں چابک دستی کی کوتاہی کا پتا دیتی ہے۔ نیز یہ ایسے جوہر سے تہی دامن ہونے کی بھی نشانی ہے جو کارزارِ حیات میں کامیابی کی دلیل ہو سکتی ہے۔ ایسا

شخص فن اور آرٹ کی دُنیا میں کسی قسم کی قابلِ اعتنا ترقی نہیں کر سکتا اور زندگی میں بالعموم ناکام ہی ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۳۴)۔

جب یہ پور لحیم و شحیم، دبیز اور پُرگوشت دکھائی دے تو یہ طبعاً آرام و آسائش پسندی کی علامت ہے۔ ایسا شخص اپنے اِردگرد نادر اور قیمتی آرٹ کے نمونے سجا لیتا ہے۔ وہ گویا اس ماحول کے تأثر سے اپنے آرائشِ حسن و جمال کے احساس کا مظاہرہ کرتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ جوہرِ اصلی سے معرّا ہوتا ہے۔ نہ تو اس میں آرٹ کا سچا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی وہ صلاحیت جو حقیقی فنکار کا حصّہ ہے۔ اس کا سب سے بڑا نقص یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح دولت جمع کر لیتا ہے اور جب امارت کا نشہ چڑھ جاتا ہے تو وہ دُوسروں پر اپنی فن نوازی اور آرٹ شناسی کا رُعب ڈالنے کے لیے نوادرِ فن اکٹھے کر لیتا ہے اور انھیں نمود و نمائش کے لیے اپنے گرد آراستہ کر لیتا ہے (شکل نمبر ۳۵)۔

(۳۹)

جب یہ پور پتلی دُبلی اور بے گوشت ہو تو ایسا شخص نہ آرام اور آسائش کا دلدادہ ہوتا ہے اور نہ ہی اسے دولت کا احترام ہوتا ہے۔ درحقیقت وہ اعزاز، دولت، رنگ و آہنگ ایسی باتوں سے بے نیاز ہوتا ہے۔ وہ اپنی ایک علیحدہ سی دُنیا بنا لیتا ہے۔ تنہا، رنگ اور نمائش سے خالی، اور زندگی کی کم و بیش تمام آسائشوں اور رنگینیوں سے بے غرض زندگی گزار دیتا ہے۔

نوک

اس اُنگلی کی نوک کی شکل بھی قابلِ اعتنا ہے اور مختلف عناصرِ کردار کا پتا دیتی ہے۔ جب یہ بتدریج پتلی ہوتی چلی جائے اور اس کی نوک نہ تو بہت ہی تنگ ہو اور نہ نوک دار تو اس کا حامل کاروباری نقطۂ نظر بھی رکھتا ہے اور تخلیقی فکر سے بھی بہرہ ور ہوتا ہے۔ وہ حُسن برائے حُسن کا قائل نہیں ہوتا

اختتام پر جب یہی اُنگلی بہت نوک دار اور تنگ ہو تو یہ فن میں شعریت اور مثالی اقدار

Scanned with CamScanner

کا پتا دیتی ہے۔ اس کے حامل میں وہ ذوق اور احساس ہوتا ہے جو فکرِ بلند اور اعلیٰ تخیلات کا پتا دیتا ہے۔ اس میں ایک نوع کی الہامی کیفیت ہوتی ہے۔ وہ حُسن و جمال میں رُوحانیت کے عناصر دیکھتا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ایسے مطمحِ نظر کا متلاشی ہوتا ہے جو انسانی فکر و تخیل کی دسترس سے بہت آگے ہوتا ہے مگر وہ سدا اس ماورائی منزل کا متلاشی رہتا ہے اور زندگی میں کبھی بھی اپنی منزل سے ہمکنار نہیں ہو سکتا (شکل نمبر ۳۷)۔

جب یہ اُنگلی یوں ختم ہو کر مستطیل یا مربّع شکل اختیار کر لے (شکل نمبر ۳۸) تو یہ بتاتی ہے کہ اس کا حامل دولت کا دلدادہ ہے اور آرٹ میں حقیقت اور سچائی کا متقاضی۔ وہ اس قدر حقیقت پرست ہوتا ہے کہ آرٹ، شعر اور نغمہ میں وہ چیزیں تلاش کرتا ہے کہ جو روزمرّہ کی زندگی میں عملی طور پر دکھائی دیں۔ درحقیقت وہ وجدان، احساس اور تخیّل سے کم و بیش تہی دست ہوتا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ وہ کبھی بھی قابلِ رشک آرٹسٹ نہیں بن سکتا۔ اس میں وہ جوہرِ حقیقی ہی کمیاب ہوتا ہے جو عظمت، شعریت اور تخلیقی تخیّل کا کفیل ہوتا ہے۔

جب یہ اُنگلی خاتمے پر پہنچ کر گول اور پھیلی ہوئی مُدوّر شکل اختیار کر لے جیسا کہ چمچہ ہوتا ہے تو یہ غیر معمولی صلاحیت کا پتا دیتی ہے۔ یہ طبعی اداکاری کے جوہر کی بیّن نشانی ہے۔ اس کا حامل اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو یوں حرکت میں لاتا ہے کہ اس کی رگ رگ سے تاثّر انگیزی کا احساس ہوتا ہے۔

وہ طبعاً ایکٹر ہوتا ہے اور اپنی ڈرامائی صلاحیت کے بل بوتے پر دولت، ناموری اور تشہیر حاصل کر لیتا ہے۔ ایسا شخص اگر ادب کی دُنیا میں ہو تو قابلِ رشک تخلیقات سے دلوں میں حُسن و احساس کے ایسے ایسے عناصر بیدار کر دیتا ہے کہ وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اگر وہ نقّاش یا مصوّر ہو تو اپنے قلم سے نقشوں میں وہ رنگ بھرتا ہے کہ جیتی جاگتی تصویریں آنکھوں میں ایک حیرت، ایک لذّتِ بیقرار بیدار کر دیتی ہیں۔ اگر وہ رقّاص ہو تو اس کے پاؤں کی جھنکار افسوں پھونک دیتی ہے۔ درحقیقت ایسی انگلی اس استعدادِ داخلی کا پتا دیتی ہے جو زندگی، جوش، تازگی، تنوع، وجدان ایسے عناصر اپنے ذریعۂ اظہار میں بھر دیتا ہے۔ وہ ایک خلاقِ عظیم ثابت ہوتا ہے اور آنے والی نسلوں کے لیے نئی راہیں کھول دیتا ہے (شکل نمبر ۳۹)۔

چھوٹی اُنگلی

چھوٹی انگلی خاص توجہ کی محتاج ہے۔ یہ قوتِ اظہار سے وابستہ ہے اور ایسے عناصرِ شخصیت کا پتا دیتی ہے جن کا تعلق فصاحت و بلاغت، زبان دانی، ذوقِ سلیم، ریسرچ، سائنس اور وجدان سے ہے۔ اس کی پوریں ان عناصر کی کمی بیشی، فراوانی یا کوتاہی کا پتا دیتی ہیں۔

پہلی پور

(۴۰)

جب چھوٹی انگلی کی پہلی پور دوسری پوروں کے مقابلے میں طویل ترین ہو تو اس کا حامل علم برائے علم کے نظریہ کا مدّعی ہوتا ہے۔ اسے ریسرچ، تحقیق اور مطالعہ کا طبعی ذوق ہوتا ہے اور اپنے افکار و خیالات کا سحر بیانی سے اظہار کر سکتا ہے۔ اسے اندازِ بیان اور الفاظ کے معانی سے بڑا لگاؤ ہوتا ہے۔ وہ مدام ایسے محاروں، روزمروں اور لفظوں کا متلاشی رہتا ہے جن کو کام میں لانے سے اس کی قوتِ بیان میں فصاحت و بلاغت کے عناصر اُبھر آتے ہیں۔ وہ درحقیقت نئے نئے ذرائعِ اظہار تلاش کرتا رہتا ہے۔ وہ صاحبِ طرز مقرر ثابت ہوتا ہے اور بے مثال انشا پرداز بن سکتا ہے (شکل نمبر ۴۰)۔

جب یہی پور چھوٹی ہو تو یہ جودتِ طبع کے فقدان کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل طبعاً کاہل اور کند ذہن ہوتا ہے اور کسی قسم کے مطالعے کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ اسے لفظ و بیان سے قطعی مناسبت نہیں ہوتی۔ وہ سدا کم کوش، بے علم اور جاہل ہی رہتا ہے (شکل نمبر ۴۱)۔

(۴۱)

اگر یہ پور دبیز، اور پُر گوشت ہو، خواہ لمبی ہو یا

Scanned with CamScanner

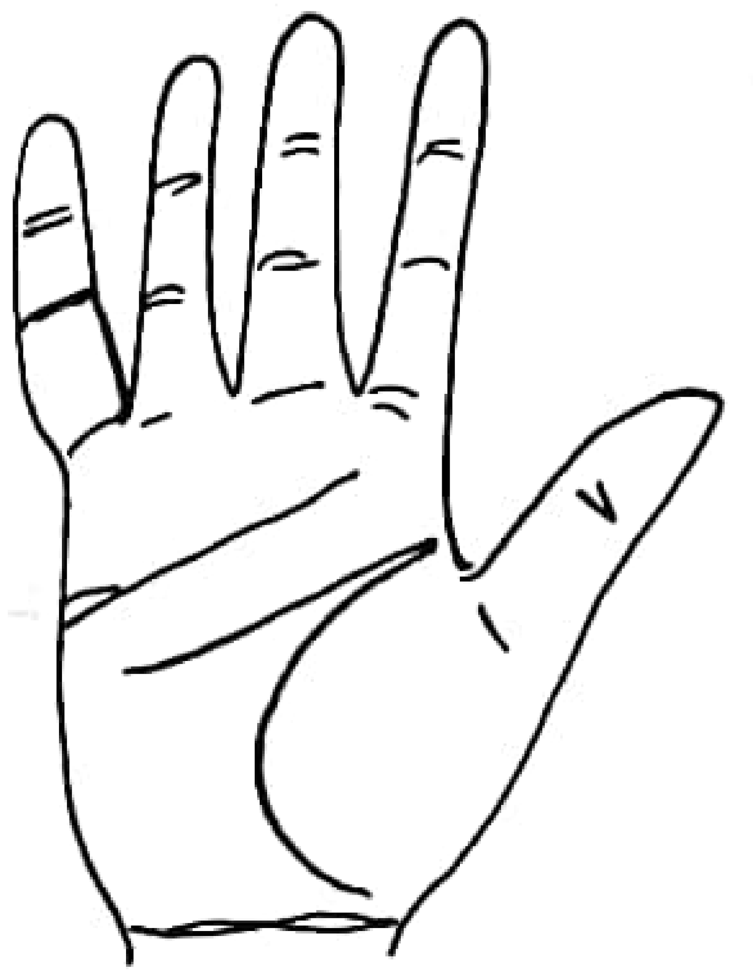

(۴۲)

چھوٹی تو یہ ذہنی چابکدستی کے فقدان کی نشانی ہے۔ ایسا شخص بیوقوف، غیر مہذب اور اکھڑ ہوتا ہے۔ اسے روحانی اور اخلاقی اقدار کا بہت ہی کم احساس ہوتا ہے۔ کلچر اور تمدن سے اسے دُور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا اور بالعموم گنوار، اَن پڑھ اور احمق ہوتا ہے (شکل نمبر ۴۲)۔

جب یہی پور پتلی دُبلی اور بے گوشت سی ہو تو یہ فطری چابکدستی، تہذیب و کلچر کی نشانی ہے۔ اس کا حامل خوش ذوق ہوتا ہے اور تیز دماغ، مؤثر مقرر اور گفتار کا غازی ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے اندازِ بیان میں جاذبیت ہوتی ہے۔ تحریر و تقریر سے وابستہ کاموں میں خوب چمکتا ہے۔ نیز سفارتی کاموں کی بڑی اچھی صلاحیت رکھتا ہے۔ (شکل ۴۳)

دُوسری پور

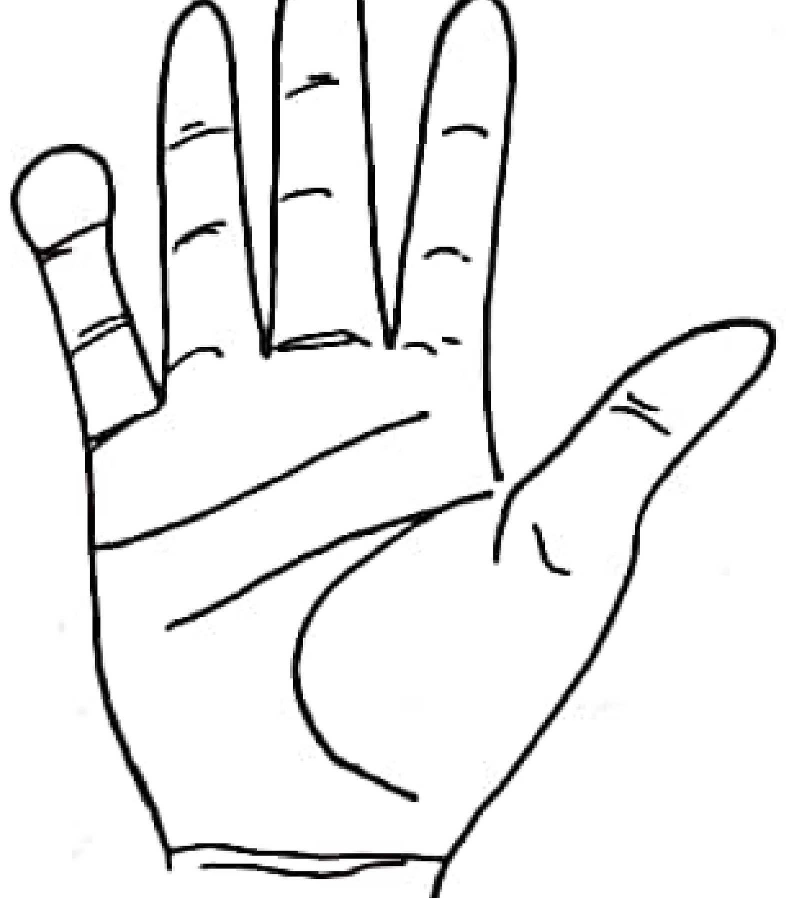

(۴۳)

جب دُوسری پور دیگر پوروں کے مقابلے میں طویل ہو تو یہ بتاتی ہے کہ اس کا حامل ہر معاملے میں استدلال اور منطق سے کام لیتا ہے۔ وہ عمل پسند ہوتا ہے۔ اس کا طبعی رجحان صنعت و تجارت کی طرف ہوتا ہے، اور صرف ایسے مشاغل میں دل چسپی رکھتا ہے جو زندگی میں کار آمد ثابت ہو سکتے ہیں۔ جب تک وہ کسی بات کو بنیادی طور پر مفید نہیں سمجھتا، اسے قبول نہیں کرتا۔ محض نظری یا رُوحانی اُمور اس کی منزلِ حیات نہیں بن سکتے۔ اور اگرچہ وہ آرٹ اور تخیل سے آگاہ ہو سکتا ہے مگر تا آنکہ وہ ان میں مادی استفادے کے پہلو نہ دیکھ لے، ان سے دُور ہی رہتا ہے۔ وہ فطری طور پر کاروباری معاملہ فہم اور عمل پسند ہوتا ہے۔ اس کی دُنیا مادیت سے آگے نہیں بڑھتی (شکل نمبر ۴۲)

جب دُوسری پور چھوٹی ہو تو اس کا حامل کام کے معاملے میں پست ہمت ہوتا ہے۔

وہ جانے پہچانے کام تک ہی اپنی مساعی کو محدود رکھتا ہے۔ نہ نئے کاروباری منصوبے سوچتا ہے اور نہ ہی ایسی عزم و ہمت دکھاتا ہے جو ترقی اور نئی راہیں تلاش کرنے میں کار آمد ثابت ہو سکتی ہے۔ وہ کسی قسم کا کاروباری خطرہ مول لینے پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔ نہ اس میں تجارتی مصلحت ہوتی ہے نہ معاملہ فہمی۔ اس کے برعکس وہ سختی سے اپنے محدود دائرۂ عمل میں ضابطے کے ساتھ کام کرتا ہے۔ وہ اپنے مالک کا وفادار ہوتا ہے اور جو کام اس کے سپرد کیا جائے اسے اچھی طرح سے سرانجام دیتا ہے۔ مگر نہ تو اس میں کوئی غیر معمولی صلاحیت ہوتی ہے اور نہ ہی آگے بڑھنے کی بیتاب آرزو۔ وہ کولہو کے بیل کی طرح اپنے لیل و نہار گزار دیتا ہے (شکل نمبر ۴۴)۔

جب یہ پور دبیز، پُر گوشت اور موٹی ہو تو اس کا حامل کاروباری لیاقت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

(۴۴)

وہ ایسے ایسے کاروباری نکتے جاننا چاہتا ہے جو کامیابی اور دولت کمانے میں مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اسے رُوپیہ کمانے کا ڈھنگ آتا ہے۔ وہ کار آمد ترکیبیں سوچتا ہے۔ جب اس اُنگلی کی یہ پور پتلی اور تنگ ہو تو یہ بتاتی ہے کہ اس کا حامل سوداگر یا مال کا کاروبار کرنے والا نہیں ہوتا ہے۔ وہ سُود کا لین دین بڑے پیمانے پر کرتا ہے۔ درحقیقت وہ خود تجارت یا صنعت کا کام نہیں کرنا چاہتا۔ وہ روپیہ لگانا چاہتا ہے۔ بڑا ذہین، چالاک اور لین دین، سُود، بینکاری میں ید طولےٰ رکھتا ہے۔ اپنے لگائے ہوئے سرمایہ کی دیکھ بھال کے ڈھنگ خوب جانتا ہے اور اسے بڑھانے اور دولت سمیٹنے کے ایسے ایسے گُر جانتا ہے کہ بڑا اسیٹھ بینکر اور سرمایہ دار بن جاتا ہے۔ لیکن وہ براہ راست تجارت وغیرہ میں نہیں اُلجھتا (شکل نمبر ۴۴)۔

تیسری پور

جب اس انگلی کی تیسری پور دوسری پوروں کے مقابلے میں طویل ترین ہو تو اس کا حامل خاص

قسم کی مہارت رکھتا ہے۔ ذہین ہوتا ہے مگر دھوکا باز اور چابکدست۔ بڑا انسان ہوتا ہے اور معاملے کے دوران ایسی بات چیت کرتا ہے کہ یقین دلا دیتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ دوسروں کو لوٹنے کے درپے ہوتا ہے اور اعتماد حاصل کرکے فریب دے جاتا ہے۔ ایسا شخص دغاباز فریبی اور دھوکا دینے والا ہوتا ہے۔ جوں ہی اسے کوئی موقع دکھائی دیتا ہے، اپنی طبعی کمزوری سے باز نہیں آتا۔ شروع شروع میں وہ خوب چلتا ہے مگر مرورِ زمانہ کے ساتھ ساکھ کھو بیٹھتا ہے اور لوگ اس کی بے ایمانی اور فریب کاری سے اچھی طرح آگاہ ہو جاتے ہیں اور بالآخر وہ اپنے کیفرِ کردار کو پہنچتا ہے (شکل نمبر ۴۵)۔

(۴۵)

اس انگلی کی تیسری پور دوسری پوروں کے مقابلے میں چھوٹی ہو تو سادہ لوحی کی علامت ہے۔ اس کا حامل بیوقوف، کم عقل اور بدھو ہوتا ہے۔ بہرحال وہ نیک ہوتا ہے۔ نہ کسی کو دھوکا دیتا ہے اور نہ ہی اس قدر چالاک کہ دوسروں کو ورغلا پھسلا کر اپنا اُلو سیدھا کر سکے۔ درحقیقت وہ خود ہی دوسروں سے دھوکا کھا جاتا ہے (شکل نمبر ۴۴)۔

اگر یہی تیسری پور موٹی، پرگوشت اور اُبھری اُبھری دکھائی دے تو یہ بے حیائی کی علامت ہے۔ اس کا حامل بے حد مادہ پرست اور عیش و عشرت کا دلدادہ ہوتا ہے۔ نہ تو وہ اخلاقی اقدار کی پروا کرتا ہے اور نہ ہی رائے عامہ کی۔ نہایت دیدہ دلیری سے دوسروں کے مال و متاع کو ہتھیانے سے دریغ نہیں کرتا۔ نہ ہی اسے دوسروں کی بہو بیٹیوں کی عزت و آبرو کا احساس ہوتا ہے۔ اور اگر وہ اعمالِ بد کے دوران پکڑا جائے، جس کا بہت امکان ہے۔ تو سخت ڈھٹائی سے کام لیتا ہے۔ اسے اپنی غلط کاری پر نہ تو شرمندگی کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی ندامت کا (شکل نمبر ۴۴)۔

جب یہی پور تنگ، پتلی اور بے گوشت سی نظر آئے تو اس کا حامل ایک اور ایک دو کے مقولے کا قائل ہوتا ہے۔ وہ ضابطہ کا پابند اور عمل پرست ہوتا ہے۔ وہ نہ تو کسی کام میں جدت، تنوع یا حوصلہ مندی سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور نہ ہی معین روزمرہ کے طریقِ کار سے گریز کرتا

ہے۔ وہ صحیح معنوں میں لکیر کا فقیر ہوتا ہے اور جو کام اور مشغلہ اختیار کر لیتا ہے اس کی حدود میں سختی سے کاربند رہتا ہے۔ اس میں احساسِ نازک اور اولوالعزمی کے عناصر مفقود ہی ہوتے ہیں۔ یوں مفید کارکن، وفادار کارندہ اور پابندِ وقت ملازم ثابت ہوتا ہے۔

چھوٹی انگلی کے مطالعے کے سلسلے میں ایک غیر معمولی اور شاذ صورتِ حال بھی دیکھنے میں آجاتی ہے۔ وہ یوں وقوع پذیر ہوتی ہے کہ باقی سبھی انگلیوں کی تین تین پوریں ہوتی ہیں اور چھوٹی انگلی محض دو پوروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ جب یہ صورت دکھائی دے تو یہ اگرچہ شاذونادر ہی ہے لیکن یہ کردار کے اہم عناصر کی طرف اشارہ کرتی ہے اس کے مطالعے کے سلسلے میں یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ آیا بالائی پور نمایاں طور پر طویل ہے۔ اگر بالائی پور نمایاں طور پر لمبی ہو اور تحتانی پور پر حاوی دکھائی دے تو یہ ایسے انفرادی جوہر کی نشاندہی کرتی ہے جس کا حامل اعلیٰ دانشوری اور علمی بلندی کے لائق ہوتا ہے۔ ایسا شخص مبدءِ فیض سے غیر معمولی ذہانت اور تخلیقی قوتیں لے کر پیدا ہوتا ہے اور سائنس، علم یا صنعت کے میدان میں بے مثال اضافہ کرتا ہے۔ وہ فی الحقیقت عظمت و اعزاز کا حق دار ہوتا ہے۔ اس کا باطن کاروباری، چالاکی یا فریب کاری کے عناصر سے قطعی پاک ہوتا ہے۔ بلند کردار، حوصلہ مند اور خادمِ قوم و ملت ہونے کے باعث وہ قبولِ عام حاصل کر لیتا ہے اور اپنی طبعی ذہانت اور مفیدِ انام منصوبوں سے دوسروں کے لیے جدید راہیں کھول دیتا ہے جن سے بے شمار لوگ استفادہ کر سکتے ہیں (شکل نمبر ۴۶)۔

(۴۶)

مگر جب تحتانی پور اُوپر والی پور کے مقابلے میں زیادہ طویل ہو تو یہ بالکل برعکس نتائج کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل سو فیصدی مادی مفاد کا غلام ہوتا ہے۔ وہ اپنی طبعی صلاحیتوں کو یوں بروئے کار لاتا ہے کہ مال و دولت سمیٹ لیتا ہے۔ اگرچہ ذہین اور طبّاع ہوتا ہے مگر اس کی تمام تر مساعی جلبِ منفعت ہی کے لیے کام آتی ہیں۔ نہ وہ خدمتِ ملک و قوم کا حامی ہوتا ہے اور نہ ہی دوسروں کی ضرورتوں کا احساس کرنا

Scanned with CamScanner

(۴۷)

ہے۔ بڑا چابکدست اور بلا کا کارکن ہوتا ہے مگر ہر کام محض اپنی ذات ہی کے لیے کرتا ہے۔ (شکل نمبر ۴۴)۔

نوک

اس انگلی کی نوک کا بھی غور سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ خاتمے پر اس کی شکل گوناگوں صلاحیتوں اور قابلیتوں کا پتا دیتی ہے۔ جب اس کی پہلی پور بہت تنگ ہوتی چلی جائے اور خاتمے پر بہت ہی نوکیلی صورت اختیار کرلے تو یہ علومِ مخفیہ اور رموز امور سے طبعی وابستگی کا حال بتاتی ہے۔ اس کا حامل کسی نہ کسی ایسے علم یا فنِ مخفی میں دلچسپی رکھتا ہے جس کی وساطت سے وہ مستقبل اور فطرتِ انسانی کے رموز سے آگاہ ہو سکے۔ اس میں ایک طبعی وجدان کا خاصہ ہوتا ہے اور وہ کشف کی سی کیفیت سے دلوں کے راز معلوم کر سکتا ہے (شکل نمبر ۴۸)۔

اس میں قوتِ بیان کا جوہر بھی ہوتا ہے۔ وہ خوش گفتاری سے دُوسروں کو متاثر کر سکتا ہے اور لفظ و بیان کی چابکدستی سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس کے اندازِ بیان میں ایک خاص نوع کی جاذبیت ہوتی ہے اور اگرچہ وہ دلوں کو مسحور کر سکتا ہے لیکن طبعاً زیادہ عمل پسند اور خود غرض نہیں ہوتا۔ وہ بڑے بڑے خواب دیکھتا ہے جو اس کی کوتاہیِ عمل کے باعث شرمندۂ تعبیر نہیں ہو پاتے۔ یوں خوب بزم آرا ہوتا ہے۔ اس کے فیض سے لوگ استفادہ بھی کرتے ہیں۔

جب یہی پور مخروطی ہو یعنی بتدریج پتلی ہوتی جائے مگر خاتمے پر پہنچ کر کانٹے کی طرح نوک دار دکھائی نہ دے لیکن پتلی ضرور ہو تو ایسی صورت میں آرٹ کا وقوف اور مذاقِ لطیف کا پتا تو دیتی ہے مگر اس کا حامل بڑی حد تک حقیقت سے گریز نہیں کرتا۔ اس میں بھی رُوحانی صلاحیتیں ہوتی ہیں اور رموز امور سے دلبستگی بھی۔ اگر وہ اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کر سکے تو انھیں عملی طور پر بروئے کار لا سکتا ہے اور تعمیری اقدام کی بدولت کامرانی کی منزل کی طرف بڑھ سکتا ہے۔ اس میں نوکیلی خاتمہ والی کیفیتِ

خواب مفقود ہوتی ہے۔ وہ اپنے خوابوں کی تعبیر عملی مساعی اور کارگر کوشش کے نتائج کی صورت میں تلاش کرتا ہے (شکل نمبر ۴۱)۔

جب یہ اُنگلی خاتمے پر مربع یا مستطیل صورت اختیار کرلے تو یہ ایسے مزاج کا پتا دیتی ہے جو خِردمندی سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اس کا حامل مدلل بات چیت کرتا ہے اور عمل پسند روش کا حامی ہوتا ہے۔ وہ کردار و عمل، معاملہ فہمی، استدلال ایسے امور ہی کو قابلِ اعتماد سمجھتا ہے اور ہر معاملے کو استفادہ کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اس کے مالہ' وماعلیہ کا جائزہ لیتا ہے اور وجدان وغیرہ پر کم بھروسا کرتا ہے۔ وہ ہر ایسے کام، تجارت یا ملازمت میں پایا جاتا ہے جہاں عقل و عمل دونوں کی ضرورت ہو۔ وہ علم پسند، ہُنرمند اور سلیقہ کار ہوتا ہے۔ وہ تاجر، ڈاکٹر، اُستاد غرض کہ ہر اس کام سے منسلک ہو سکتا ہے جو مفید اور زندگی کے لیے ضروری ہو۔ نیز اس کا رجحانِ طبع تحقیق، تجزیہ اور ایجاد کی طرف ہوتا ہے۔ وہ کاروبار، صنعت اور سائنس ایسے امور سے طبعی وابستگی رکھتا ہے (شکل نمبر ۴۶)۔

جب یہ اُنگلی خاتمے پر پُہنچ کر گھیردار، چپٹی اور مُدوّر شکل اختیار کرلے تو یہ خاص کردار کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل تحریک و عمل کا قائل ہوتا ہے۔ اس کے لب ولہجہ اور قوّتِ بیان وغیرہ سے احساس ہوتا ہے کہ وہ گرمیِ کار، زندگی اور حرکت میں برکت کا نمونہ ہے۔ اسے اداکاری کا طبعی ذوق ہوتا ہے۔ اسے مشینری، میکانکی کل پرزوں سے بھی دلی رغبت ہوتی ہے۔ اس میں پھیلاؤ، ارتقا اور وسعت کی خواہش ہوتی ہے۔ وہ جامد و ساکت نہیں رہ سکتا اور بالعموم ڈرامائی جوہر سے حیات میں رنگ بھرنے اور تسخیرِ انام کی طرف رواں دواں رہتا ہے (شکل نمبر ۴۲)۔

ہتھیلی کے اُبھار

اُنگلیوں کے مختلف پہلوؤں کے مطالعے کے بعد ہتھیلی میں واقع اُبھاروں کی جانچ پڑتال ضروری ہے۔ یہ اُبھار سات ہیں: پانچ اُنگلیوں کے تحت ہیں اور دو ہتھیلی کے باہر کی طرف۔ سب سے پہلے کلمے کی اُنگلی کے نیچے کے اُبھار کا جائزہ لینا چاہیے۔

اُبھار وہ پُرگوشت حصہ ہے جو ہتھیلی کی سطح سے ٹیلے کی طرح اُٹھا ہُوا ہوتا ہے۔ وہ اُبھار

جو اُنگلی کے نیچے ہتھیلی میں یوں واقع ہو کہ اپنے صحیح مقام پر واضح اُبھرا ہُوا اور پُر گوشت دکھائی دے ــــــ نہ دوسری اُنگلی کی جڑ کی طرف جُھکا ہُوا ہو اور نہ ہی انگوٹھے کی جانب، بلکہ اپنے مرکز پر قائم ہو تو یہ اچھی صلاحیتوں کا پتا دیتا ہے۔

کلمے کی اُنگلی کے نیچے کا اُبھار گرو کا اُبھار کہلاتا ہے۔ یہ آرزو، غرور و تمکنت، دینی شعور اور آدابِ مجلسی ایسے عناصر سے متعلق ہے۔ جب یہ مرکزی مقام پر اُٹھا ہُوا ہو اور اچھی طرح نمایاں ہو تو یہ بتاتا ہے کہ اس کا حامل عزّتِ نفس کا اچھا احساس رکھتا ہے اور دوسروں کے جذبات کا بھی احترام کرنا جانتا ہے۔ اس کا باطن بلند آرزوؤں کا گہوارہ ہوتا ہے۔ وہ آدابِ مجلسی سے آگاہ ہوتا ہے۔ اس کا دینی شعور اس کے کاروبارِ حیات میں خاصا اثر انداز ہوتا ہے۔

ایسا شخص اعزاز و نمود کا تمنائی ہوتا ہے اور صحت مند حکمتِ عملی سے شمعِ محفل بننے سے گریز نہیں کرتا۔ اسے پبلک میں تقریر کرنے کا سلیقہ آتا ہے اور وہ مؤثر لب و لہجہ سے سامعین پر اپنا جادو پھونک سکتا ہے۔ وہ رفاہِ عامّہ کے کاموں میں طبعی شغف رکھتا ہے۔ اسے آسائش، آرام، اچھا کھانا پہننا اور ڈھنگ سے زندگی گزارنے کا شوق ہوتا ہے۔ وہ زندگی میں بالعموم کامیاب رہتا ہے۔ قدرے خوشامد پسند ہوتا ہے اور اپنی اس کمزوری کے باعث بعض اوقات گھاٹے میں رہتا ہے۔ بہرکیف اس کا ظرف بڑا ہوتا ہے اور سدا بلند نظری اور حوصلہ مندی سے جیتا ہے۔

بعض ہاتھوں میں یہ اُبھار کافی لحیم شحیم ہوتا ہے اور اس کے پھیلاؤ پر غیر معتدل اور بہت نمایاں گوشت دار فراز کا احساس ہوتا ہے۔ ایسا اُبھار دوسری اُنگلی یا انگوٹھے کی جانب یا ہتھیلی کی بیرونی سمت میں پھیلا ہُوا ہوتا ہے۔ جب یہ صورت ہو تو ایسا گرو کا اُبھار بیحد مغرور شخص کا پتا دیتا ہے۔ اس اکڑفوں میں ذاتی عظمت کا ڈھول پیٹا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص اس کی خواہشات کی تکمیل کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے تو وہ بے دردی سے اسے ہٹا دینے سے دریغ نہیں کرتا۔ وہ اپنی خوشیوں کی تلاش میں اس قدر خود نگر اور تنگ نظر ہوتا ہے کہ اُسے حصولِ مُراد کے علاوہ کسی دُوسری چیز کا احساس تک نہیں ہوتا۔

جب یہ اُبھار غائب ہو یعنی ہتھیلی کی عام سطح سے خفیف سا اُٹھے یا اس کے وجود کا کوئی

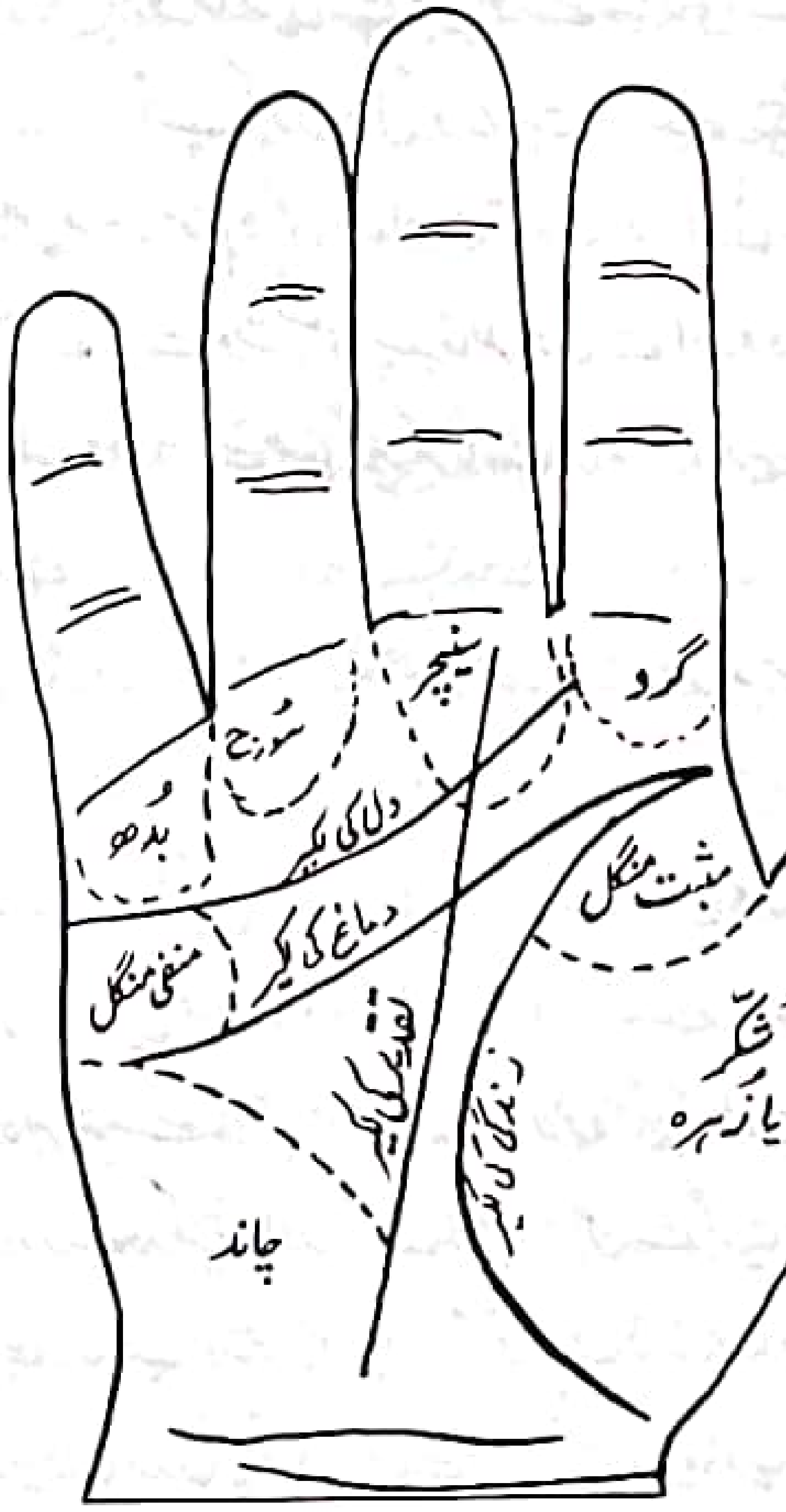

نمایاں احساس ہی نہ ہو سکے تو اس کا حامل سُست مزاج ہوتا ہے۔ وہ اگرچہ خود نگر تو ہوتا ہے مگر اس میں عزّتِ نفس کا شائبہ بھی نہیں ہوتا اور بالعموم بد لحاظ، بدکردار اور اخلاقی اقدار سے تہی دامن ہوتا ہے۔

وہ پُر گوشت اُبھار جو درمیانی اُنگلی کے نیچے پایا جاتا ہے، سنیچر کا اُبھار کہلاتا ہے۔ اس کا تعلق دانش و حکمت، توازنِ ذہنی اور فکر سے ہوتا ہے۔ جب یہ اُبھار مرکزی مقام پر واقع ہو یعنی درمیانی اُنگلی کے عین نیچے اور اس کا پُر گوشت فراز نمایاں اور موزوں ہو جیسے کہ ایک لچک دار مگر مضبُوط ٹیلا ہو جو نہ بہت نیچے کی طرف بڑھا ہُوا ہو اور نہ ہی آس پاس کی جگہ پر حاوی، تو یہ طبیعت میں صحت مند اعتدال، احتیاط اور دانش کا پتا دیتا ہے۔ بایں ہمہ اس کا حامل اس مقولے کا قائل ہوتا ہے:

جو مقدر میں ہے وہ ہو کے رہے گا اے جوشؔ
آپ کیوں دل کو پریشان کیے بیٹھے ہیں

ایسا شخص مرموز علوم کا بھی دلدادہ ہوتا ہے اور ادنیٰ سے ادنیٰ بات کا اس کی طبیعت پر بہت اثر ہوتا ہے۔ اسے گوشہ نشینی پسندِ خاطر ہوتی ہے اور وہ خاموش زندگی کا حامی ہوتا ہے۔ شور و شغب، جنگ و فساد سے طبعاً گریز کرتا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ وہ کچھ پست ہمت اور بزدل سا انسان ہوتا ہے۔

یہ اُبھار بہت ہی شاذ اور غیر معمولی طور پر بڑا اور ضخیم ہوتا ہے۔ مگر جب وہ بہت ہی بڑا ہو اور آس پاس کے حصّہ کفِ دست پر یوں چھا جائے کہ بالکل حاوی نظر آئے تو یہ نہایت ہی خراب علامت ہے۔ یہ غمگین طبیعت کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل اندر ہی اندر اُلجھا رہتا ہے۔ اس کے اندازِ فکر و تخیل میں غم و اندوہ کا نمایاں عنصر ہوتا ہے۔ اس کی غم پسندی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ بعض اوقات وہ ہر چیز سے نااُمید ہو جاتا ہے اور خودکشی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ بے حد تنہائی پسند ہوتا ہے، اور بے حد کم خور اور لذاتِ کام و دہن سے گریزاں۔

اگر یہ اُبھار غائب ہو یعنی جس جگہ یہ پُر گوشت فراز ہونا چاہیے وہاں پر ہلکا سا گڑھا ہو یا یہ جگہ پست ہو تو یہ دال روٹی پر گزارہ کرنے والے شخص کا پتا دیتا ہے۔ ایسا شخص ازحد ڈرپوک اور بے حس ہوتا ہے۔ نہ اس میں جولانیِ طبع کا عنصر ہوتا ہے اور نہ ہی وہ کبھی زندگی میں چمک سکتا ہے۔ وہ احباب و اعزّہ کے دائرے میں بھی پیچھے ہی رہتا ہے اور کبھی کم ہی کھلتا ہے۔ اس کی مصاحبت سے ہراس و یاس کا احساس ہوتا ہے۔ وہ خوشی سے کم ہی بہرہ ور ہو سکتا ہے اور اس کے باطن میں زندگی کی کرن کم ہی پہنچتی ہے۔

وہ پُر گوشت فراز جو تیسری اُنگلی کے نیچے پایا جاتا ہے سُورج کا اُبھار کہلاتا ہے۔ اس کا تعلق شہرت، تخلیقی آرٹ اور غیر معمولی ذہانت و طباعی سے ہے۔ جب یہ اُبھار مرکزی حیثیت میں واقع ہو اور خوش گوار طور پر نمایاں دکھائی دے، نیز پُر گوشت ہو تو یہ ایسے فرد کا آئینہ دار ہے جس کو شعر و ادب اور آرٹ ایسے فنونِ لطیفہ سے شغف ہوتا ہے۔ جمالیاتی صلاحیتیں اور احساسات اس کی زندگی پر محیط ہوتے ہیں۔ اس کا حامل ناموری اور عظمت کے حصول کے لیے طبعی صلاحیت رکھتا

ہے۔ کامیابی اس کے قدم چُومتی ہے اور وہ صاحب بخت اور بے حد ذہین ہوتا ہے۔ وہ ایک عظیم فنکار اور جینئیس ہوتا ہے۔ وہ اپنے لیل و نہار عزت، دولت اور آسائش کے ساتھ بسر کرتا ہے۔ اس کے مزاج میں شائستگی، تہذیب اور خود اعتمادی کے جوہر نمایاں ہوتے ہیں اور حُسن و جمال کا پرستار بھی ہوتا ہے۔

جب یہ اُبھار نہایت نمایاں اور اس قدر ضخیم اور بڑا ہو کہ آس پاس کے علاقے پر حاوی اور محیط ہو تو ایسا غیر معتدل فراز دولت کی بے حد محبت کا پتا دیتا ہے۔ اس کا حامل مادّی نعمتوں کی فراوانی کا متمنّی ہوتا ہے اور اس کی طبیعت کا رجحان فضول خرچی اور نمود و نمائش کی طرف ہوتا ہے۔ وہ ازحد عیش و عشرت کا پجاری اور حُسن و جمال کا گرویدہ ہوتا ہے۔ یہی نہیں، وہ دُوسروں سے جلتا ہے اور ان کی کامرانی کو کم ہی دیکھ سکتا ہے۔ زود رنج اور حساس طبع ہوتا ہے اور خودستائی، مبالغہ ایسے عناصر اس کے مزاج کے بنیادی اجزا ہوتے ہیں۔

بزعمِ خویش وہ اپنی عظمت و یکتائی کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے اور تادمِ آخر اسے ناقدریِ عالم کی شکایت رہتی ہے۔ یہ بات اس کے باطن میں یقینی طور پر بیٹھی ہوئی ہوتی ہے کہ وہ ایک فردِ یکتا ہے اور دُنیا نے اس کی قدر و منزلت کو پہچانا ہی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ خودنگری اور تنگ نگاہی کا شکار ہوتا ہے اور اس جوہرِ عظیم سے خالی ہاتھ جو حقیقی عظمت و بے مثال ناموری کا سنگِ بنیاد ہے۔

جب یہ اُبھار سپاٹ ہو اور مرکزی مقام پر اس کا شائبہ بھی نظر نہ آئے تو اس کا فقدان کوئی اچھی علامت نہیں ہے۔ درحقیقت ایسا شخص حسِ جمال سے کورا ہوتا ہے۔ اسے حُسنِ لطیف کی مرئی یا ایمائی نزاکتوں کا شعور ہی نہیں ہوتا۔ وہ مادہ پرست ہوتا ہے۔ نہ اس میں ذہانت کا تابدار جوہر ہوتا ہے اور نہ ہی وہ طبعی ذکاوت جو مہذب اور شائستہ انسان کا طرۂ امتیاز ہوتی ہے۔ درحقیقت اس کا ذہن محدود ہوتا ہے اور اس کے احساسات نزاکت سے مبرّا۔

وہ پُر گوشت فراز جو چھوٹی اُنگلی کے تحتانی حصہ کفِ دست میں پایا جاتا ہے، بُدھ کا اُبھار کہلاتا ہے۔ یہ اُبھار سائنسی علوم، قوتِ بیان اور رفتار سے متعلق ہے۔

جب یہ اُبھار مرکزی جگہ پر موزوں فراز لیے ہُوئے ہو، نمایاں اور پُر گوشت ہو تو یہ ذہنی تیزی

اور سائنس سے طبعی لگاؤ کا پتا دیتا ہے۔ نیز اس کا حامل حُسنِ بیان اور فصاحت و بلاغت کے گُر جانتا ہے اور بڑا اطبّاع اور ذہین ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے فرد کا دماغ تجارت اور صنعت ایسے مشاغل میں سبقت کرنے کی صلاحیت کا بھی مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ علومِ مخفیہ سے بھی دل بستگی کا اظہار کرتا ہے۔ اسے سفر و سیاحت کا بھی شوق ہوتا ہے، اور سدا تیز رفتاری کی طرف مائل ہوتا ہے۔

جب یہ اُبھار معمول سے بہت زیادہ بڑا ہوا اور اس قدر گوشت دار ہو کہ آس پاس کے حصّے پر پھیلا ہُوا ہو اور حد سے زیادہ لحیم اور اُٹھا ہُوا ہو تو شگونِ بد ہے۔ یہ مکّاری کا آئینہ ہے۔ اس کا حامل چوری، دھوکے بازی اور فریب دہی کا عادی ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف مکر و فریب کا خوگر ہوتا ہے بلکہ مغرور اور کم ظرف بھی ہوتا ہے۔ بڑھ چڑھ کر بات کرتا ہے۔ مرموز علوم میں اسے عطائی دخل تو ہوسکتا ہے مگر وہ اپنی مہارت کا ڈھول بجاتا ہے اور چابک دستی سے دوسروں پر اپنی پوشیدہ قوتوں کا رُعب جھاڑتا ہے۔ وہ فطرتاً آرام پرست ہوتا ہے اور درحقیقت انسانی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اپنی مبیّنہ داخلی اور رُوحانی قوتوں کا ڈھونگ رچا کر سادہ لوگوں یا مُصیبت زدوں کو جکما دے کر پھانستا ہے اور اپنا اُلو سیدھا کرتا ہے۔ اس کے ہتھکنڈوں میں چال بازی، فریب کاری اور جھوٹی رُوحانیت کے عناصر نمایاں ہوتے ہیں۔ اور حق تو یہ ہے کہ وہ بہروپیا اور مکّار ہوتا ہے۔ ایسے شخص سے بچنا ہی چاہیے کیونکہ وہ اپنی ہوس کی بھینٹ پر معصوم انسانوں کو چڑھانے سے قطعی دریغ نہیں کرتا۔

جب اُبھار کی جگہ بے گوشت ہو اور کہیں فراز کا شائبہ بھی نہ ہو تو یہ فقدان بتاتا ہے کہ ایسا شخص نہ تو تجارت و کاروبار کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور نہ ہی اسے سائنسی اُمور سے کوئی خاص دل چسپی ہوتی ہے۔ وہ کم درجے کا دماغ رکھتا ہے جس میں نہ بڑے کارناموں کی اُمنگ ہوتی ہے، نہ ہی وہ بلند نظری کی زندگی میں کامرانی اور علم و سائنس کے میدان میں چمکنے کا سبب ثابت ہوسکتا ہے۔ وہ پست ہمّت اور کوتاہ بین ہوتا ہے۔

بُدھ کے اُبھار کے عین نیچے ہتھیلی کی بیرونی طرف ایک اور اُبھار پایا جاتا ہے۔ ہتھیلی میں دو متوازی لکیریں پہلی اُنگلی اور انگوٹھے کے درمیان سے شروع ہو کر چھوٹی اُنگلی کے نیچے بیرونی سمت تک جاتی ہیں۔ اُوپر والی دل کی لکیر اور نیچے والی دماغ کی لکیر کہلاتی ہے۔ یہ اُبھار ان کے مابین ہتھیلی کے کنارے پر واقع ہے اور منفی منگل کا اُبھار کہلاتا ہے۔

کفِ دست کے عین وسط میں کلائی سے نکل ایک واضح لکیر ہتھیلی کی سطح کو عبور کرتی ہُوئی درمیانی اُنگلی کے نیچے ختم ہوتی ہے۔ یہ تقدیر کی لکیر ہے اور ہتھیلی کو دو حصّوں میں تقسیم کرتی ہے۔ انگوٹھے کی سمت کا حصّہ مثبت اور بیرونی طرف کا حصّہ منفی کہلاتا ہے۔ چونکہ یہ اُبھار منفی حصّۂ دست میں واقع ہے اس لیے منفی منگل کے اُبھار کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

یہ اُبھار قوّتِ مدافعت، حوصلہ مندی اور غم و غصّہ پر قابو پانے کی صلاحیت، صبر اور ضبطِ نفس ایسی خاصیتوں سے وابستہ ہے۔ یہ طاقت سے نہیں دبتا، نہ ہی حالات کے سامنے سر جُھکا دیتا ہے۔ درحقیقت ضبط و حوصلہ کے ساتھ ہر آزمائش کا مقابلہ کرتا ہے۔ یوں راضی برضا، کشادہ دل اور عالی ظرف ہوتا ہے۔ جب یہ اُبھار حد سے زیادہ بڑھا ہوا ہو، اور یوں پُر گوشت پایا جائے کہ ارد گرد کے حصّے پر حاوی، اُٹھا ہوا اور لحیم اور اُونچا ہو تو یہ طبیعت میں تشدّد، غضب اور بے رحمی کا پتا دیتا ہے۔ ایسے شخص کے مزاج میں سرکشی، گستاخی اور نافرمانی کے عناصر بے حد نمایاں ہوتے ہیں۔ وہ مغرور، نڈر اور بے دھڑک آگ میں کودنے سے خوف نہیں کھاتا۔ نیز وہ عیش و عشرت کی طرف بھی مائل ہوتا ہے۔

جب یہ اُبھار ہتھیلی سے مفقود ہو تو بزدلی کا پتا دیتا ہے۔ اس کا حامل طفلانہ مزاج ہوتا ہے اور دماغی طور پر بڑھنے سے انکار کرتا ہے۔ وہ جلد باز ہوتا ہے اور بغیر مدافعت حالات کے سامنے جُھک جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ انفرادیت سے تہی دست ہوتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اس میں کامیابی کی صلاحیتیں مفقود ہوتی ہیں۔

منفی منگل کے اُبھار سے نیچے ہتھیلی کی بیرونی سمت ایک بڑا اُبھار پایا جاتا ہے۔ یہ چاند کا اُبھار ہے۔ اس کی حدُود ہتھیلی کا باہر والا پُر گوشت حصّہ اور کلائی کی پہلی واضح لکیر ہوتی ہے۔ یہ قسمت کی لکیر کے منفی حصّے میں پایا جاتا ہے۔ یہ ہتھیلی کے خاصے حصّے پر حاوی ہوتا ہے۔ دماغ کی لکیر اس کے اُوپر کی طرف کی حد ہوتی ہے۔ اس اُبھار کا تعلق تخیّل، رُوحانی اُمور اور سیر و سیاحت وغیرہ سے ہوتا ہے۔

جب یہ مناسب طریقے سے پُر گوشت اور واضح ضخامت کا ہو تو تخلیقی تخیّل، پاکیزگی اور طہارت کے علاوہ روحِ شعریّت کا پتا دیتا ہے۔ اس کا حامل باطنی اُمور کی طرف طبعاً مائل ہوتا ہے۔ گوشہ نشینی کا عادی مگر بے چین طبع ہوتا ہے۔ اسے سیاحت کا بھی شوق ہوتا ہے اور فکر و ذکر کا ذوق بھی۔ زیادہ تر خاموش پسند ہوتا ہے۔ قدرے تساہل پسند بھی ہوتا ہے۔ اس کا طبعی رجحان داخلی تصوّرات، تصوّر

انابہ اور تسلیم رضا کی طرف ہوتا ہے۔

روحانیت اور کشف و الہام ایسے اُمور اسے اپنی طرف کھینچتے ہیں اور اس میں شبہ نہیں کہ اس کے باطن میں غیب دانی کی صلاحیت پنہاں ہوتی ہے۔ وہ بے حد حساس ہوتا ہے اور اسے ایسے خواب آتے ہیں جو سچے ہوتے ہیں۔ نیز اسے تعبیرِ خواب کے سلسلے میں کافی دست گاہ ہوتی ہے۔

جب چاند کا اُبھار حد سے زیادہ بڑا ہو اور یوں اُٹھا ہو اور بھرپور ہو کہ ہتھیلی کے درمیانی حصے پر حاوی نظر آئے تو یہ بدمزاج انسان کا پتا دیتا ہے۔ غم پسندی، بے اطمینانی، بددلی اور خیالات میں وحشت اس کے کردار کے نمایاں عناصر ہیں۔ اوہام پرستی بھی اس کی فطرت میں ہے وہ سدا بداندیش ہوتا ہے اور آیندہ کے بارے میں وہ ہراس زدہ رہتا ہے۔ اس میں عجیب قسم کا احساس ہوتا ہے۔ آنے والے واقعات کے بارے میں وہ طبعاً محسوس کر لیتا ہے کہ یہ ہونے والا ہے۔ مگر وہ محض موت، حادثہ اور المیہ واقعات ہی کے متعلق سوچتا ہے اور ایسے ہی حوادث کا علم اسے اپنی باطنی کیفیت سے ہو سکتا ہے۔

بعض حالتوں میں یہ اُبھار اُٹھا ہوا تو نہیں ہوتا مگر لمبوتری شکل میں ہتھیلی کے وافر حصے پر پھیلا ہُوا ہوتا ہے۔ ایسا چاند کا اُبھار بتاتا ہے کہ اس کا حامل ذکر و فکر کا خوگر ہوتا ہے اور اسے تسلیم و رضا کا مسلک دل سے قبول ہوتا ہے۔ حالات و واقعات کی افتاد پر نہ نکتہ چینی کرتا ہے اور نہ ہی اس کی مدافعت کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس میں قوتِ ارادی کا فقدان ہے۔ وہ ماحول اور زندگی کے سامنے سرنگوں کر دیتا ہے۔

جب چاند کا اُبھار مفقود ہو اور جیسا کہ بالعموم دیکھا گیا ہے کہ اُبھار کی بجائے نشیب کا احساس ہو تو سرد مزاجی، تخیّل کی کمی اور زندگی کے احساس کے فقدان کا پتا دیتا ہے۔ ایسا شخص روحانی اور باطنی افلاس کے مرض میں مبتلا اور کند ذہن ہوتا ہے۔ نہ اس میں حُسن و جمال کا ادراک ہوتا ہے اور نہ ہی وہ لطیف احساس سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اس کی حیات کے نقشے میں کہیں رنگ و نور کا پتا نہیں چلتا۔ وہ بے حس اور بے لذت زندگی گزارتا ہے اور حق تو یہ ہے وہ درجۂ حیوانی سے کم ہی بلند ہو پاتا ہے۔

چاند کے اُبھار کے مقابل انگوٹھے کی جڑ پر ہتھیلی کے مُثبت حصّے میں ایک اور قدرے

لحیم اور بڑا اُبھار پایا جاتا ہے۔ یہ بالعموم پُرگوشت اور خاصا اُٹھا ہُوا ہوتا ہے۔ یہ شکر یا زہرہ کا اُبھار کہلاتا ہے۔ یہ جذبۂ محبّت، ہمدردی، موسیقی ایسے اُمور سے متعلق ہے۔ چاند کا اُبھار اور شکر کا اُبھار درحقیقت دو ایسے اُبھار ہیں جو ہتھیلی کے زیریں حصّہ پہ حاوی ہیں اور دماغ کی لکیر کے نیچے واقع ہیں۔

جب شکر کا اُبھار بھرپور اور اُٹھا ہُوا ہو تو یہ فطری جذبۂ محبّت و شفقت، نغمہ و ساز سے دل بستگی اور ان تمام محرکات جذباتی کا آئینہ دار ہوتا ہے جو زندگی کو رواں دواں رکھتے ہیں۔ اس کا حامل حلیم ہوتا ہے اور اسے لطف و کرم کی عادت ہوتی ہے۔ دُوسروں سے نرم برتاؤ۔ ان کے کام آنا گویا اس کی فطرت کے اجزاءِ لاینفک ہیں۔ بزرگوں کا احترام اور چھوٹوں پر لطف و عنایت اس کے کردار کے عناصر ہیں۔ وہ فیض رساں، محسن، عزیز و اقارب کا چاہنے والا، گھر اور اربابِ خاندان کا مربّی ہوتا ہے نیز بڑا محبِّ وطن ہوتا ہے۔ ایسے اُبھار والا مغنّی ساز و آہنگ کے فن سے آشنا ہو سکتا ہے۔ ۔ ۔ سے شعر و نغمہ سے بھی لگاؤ ہوتا ہے اور وزن، سُر تال ایسے اُمور کو جانتا ہے۔

جب شکر کا اُبھار بہت ہی بڑا اور لحیم و وافر گوشت دار ہو اور ایسا دکھائی دے گویا وہ ہتھیلی کے اس حصّے پر جہاں واقع ہے قطعی طور پر حاوی ہے تو یہ تکبّر، نخوت اور عیاشی کی نشانی ہے۔ وہ شراب و شباب کا رسیا اور عیش پرست ہوتا ہے۔ پرلے درجے کا بے حیا بھی ہوتا ہے۔ اس کی اخلاقی قدریں بہت ہی پست ہوتی ہیں۔ اس کے قول و فعل میں اعتدال کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ اپنے کردارِ بد سے وہ دوسروں کے دل دُکھاتا ہے۔ اگر کسی کو اس سے محبّت یا اخلاص کا رابطہ ہو جائے تو وہ انھیں دھوکا دیتا ہے اور ان کا دِل توڑ دیتا ہے۔ وہ بے حد بے شرم، بدلحاظ اور خود پرست ہوتا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ اسے اپنی بداخلاق اور مجرمانہ فتوحات پر فخر ہوتا ہے۔

جب شکر کا اُبھار پست اور غائب ہو تو یہ بے حسی، زندگی کے احساس کی کمی اور معاملاتِ محبّت میں نامردی اور کم حوصلگی کی نشانی ہے۔ ایسا شخص بہُت ہی خود غرض اور مطلب پرست اور جمال و نغمہ کے احساس سے تہی دست ہوتا ہے۔ اس میں زندگی بسر کرنے کا ولولہ ہی نہیں ہوتا۔ وہ

اپنی خوشیوں میں کسی کو شریک کر ہی نہیں سکتا۔ خشک طبع ہوتا ہے اور اس کے باطن میں انسانی عظمت اور احساسِ عالیہ کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ اس کا جسدِ خاکی بے رُوح ہوتا ہے اور وہ لطیف اور ایمائی تاثرات سے معرا ہوتا ہے۔

شکر کے اُبھار کے عین اُوپر اور زندگی کی لکیر کی قوس کے اندر، گرد کے اُبھار کے ماتحت ایک اُبھار پایا جاتا ہے۔ یہ چھوٹا ہوتا ہے مگر نمایاں اور گوشت دار۔ یہ بھی منگل کا اُبھار کہلاتا ہے۔ مگر اسے مثبت منگل کے اُبھار کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ منگل کا دُوسرا اُبھار ہے۔ یہ حوصلہ مندی اور جارحانہ صلاحیتوں سے متعلق ہے۔

جب یہ اُبھار اچھی طرح اُبھرا ہُوا اور پُر گوشت ہو تو یہ جُرأتِ عمل اور جارحانہ اقدام کا حامل ہوتا ہے۔ کاروبارِ حیات میں بلا کے ولولے کا مظاہرہ کرتا ہے۔ آگے بڑھنے کے لیے مستعدی اور موقع شناسی سے کام لیتا ہے۔ اپنے مقاصد کے حصول کی راہ میں بے دھڑک قدم زن ہوتا ہے اور مشکلات کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اور حق تو یہ ہے کہ اپنی نبرد آزما طبیعت کے باعث دُوسروں میں مدافعت کو اُبھارتا ہے اور کش مکش اور جدّو جُہد میں اپنی کامرانی کے جوہر دیکھتا ہے۔

جب یہ اُبھار اعتدال سے کہیں زیادہ بڑا ہوا اور بہت اُبھرا ہُوا دکھائی دے تو اس کا حامل گستاخ طبع ہوتا ہے۔ وہ بہت جلد بھڑک اُٹھتا ہے اور تشدّد پر اُتر آتا ہے۔ وہ درحقیقت بے رحم، زود رنج، ظالم اور دُوسروں سے بدسلوکی کا خوگر ہوتا ہے۔ نیز جنسی خواہشات سے مغلوب بھی ہو سکتا ہے۔

جب یہ اُبھار مفقود ہو اور بجائے فراز کے اس مقام پہ ہلکا سا نشیب نظر آئے تو ایسے شخص کے باطن میں زندگی کا اثر محسوس نہیں ہو سکتا۔ اس کے رگ و پے میں خون کی گرمی اور ولولوں کی آگ ہوتی ہی نہیں۔ وہ جرأتِ عمل سے تہی دامن ہوتا ہے۔ بُزدل اور بے حوصلہ ہونے کے باعث اس کی طبیعت کا میلان غلامانہ ہوتا ہے۔ ایسا فرد زندگی میں کم ہی کامیاب ہو سکتا ہے اور بالعموم گھٹیا درجے کی زندگی گزارتا ہے۔

زِندگی کی لکیر

دست شناسی کا علمی سرمایہ دو حصّوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصّہ ہاتھ کی بناوٹ، اُنگلیوں کی شکل و صورت، ناخنوں کی حالت اور ہتھیلی پر واقع پُر گوشت اُبھاروں وغیرہ کی جانچ پڑتال سے متعلق ہے۔ فطری میلانات و عناصرِ طبیعت کے علاوہ اس پہلُو سے صحت کا حال اور امراض کے بارے میں بھی معلُومات بہم پہنچائی جا سکتی ہیں۔

دُوسرا حصّہ ہاتھوں کی لکیروں سے وابستہ ہے۔ اس سلسلے میں سبھی چھوٹے بڑے نشانات اور نقوش کا بغور مطالعہ کیا جاتا ہے اور ان کی ہیئت، تشکیل، گہرائی، رنگت، محلِّ وقوع وغیرہ کے پیشِ نظر کردار و واقعات کے بارے میں احکام لگائے جا سکتے ہیں۔

لکیریں دو قسم کی ہیں۔ اہمیت کے اعتبار سے انھیں بڑی اور چھوٹی لکیروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ گوناگوں نشانیاں بھی ہیں جن میں سے ہر ایک مکمل ہے اور اپنے علیحدہ معنی رکھتی ہے۔

زندگی کی لکیر تمام نشانیوں میں اہم ترین حیثیت کی حامل ہے۔ یہ عُمر و صحت کے علاوہ زندگی کے تمام اُمور پر روشنی ڈالتی ہے۔ درحقیقت اس سے نہ صرف جسمانی تندرستی کی اُونچ نیچ کا پتا چلتا ہے بلکہ جنسی اور ازدواجی معاملات، کاروباری اور دُنیوی عروج و زوال، سفر و حضر غرض کہ سبھی ایسے اُمور سے متعلقہ معاملات کے بارے میں معلومات بہم پہنچائی جا سکتی ہیں۔

زندگی کی لکیر پہلی اُنگلی اور انگوٹھے کے مابین شروع ہوتی ہے اور انگوٹھے کے تحتانی گوشت کے اُبھار کے گرد قوس بناتی ہُوئی کلائی کے پاس پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔

جب یہ لکیر ہتھیلی کے اچھے خاصے حصّے پر واضح لمبی اور سالم قوس کی طرح نقش ہو تو اچھی تندرستی، لمبی عمر اور طبیعت میں عمل پسندی کا پتا دیتی ہے (نقشہ نمبر ۱)۔

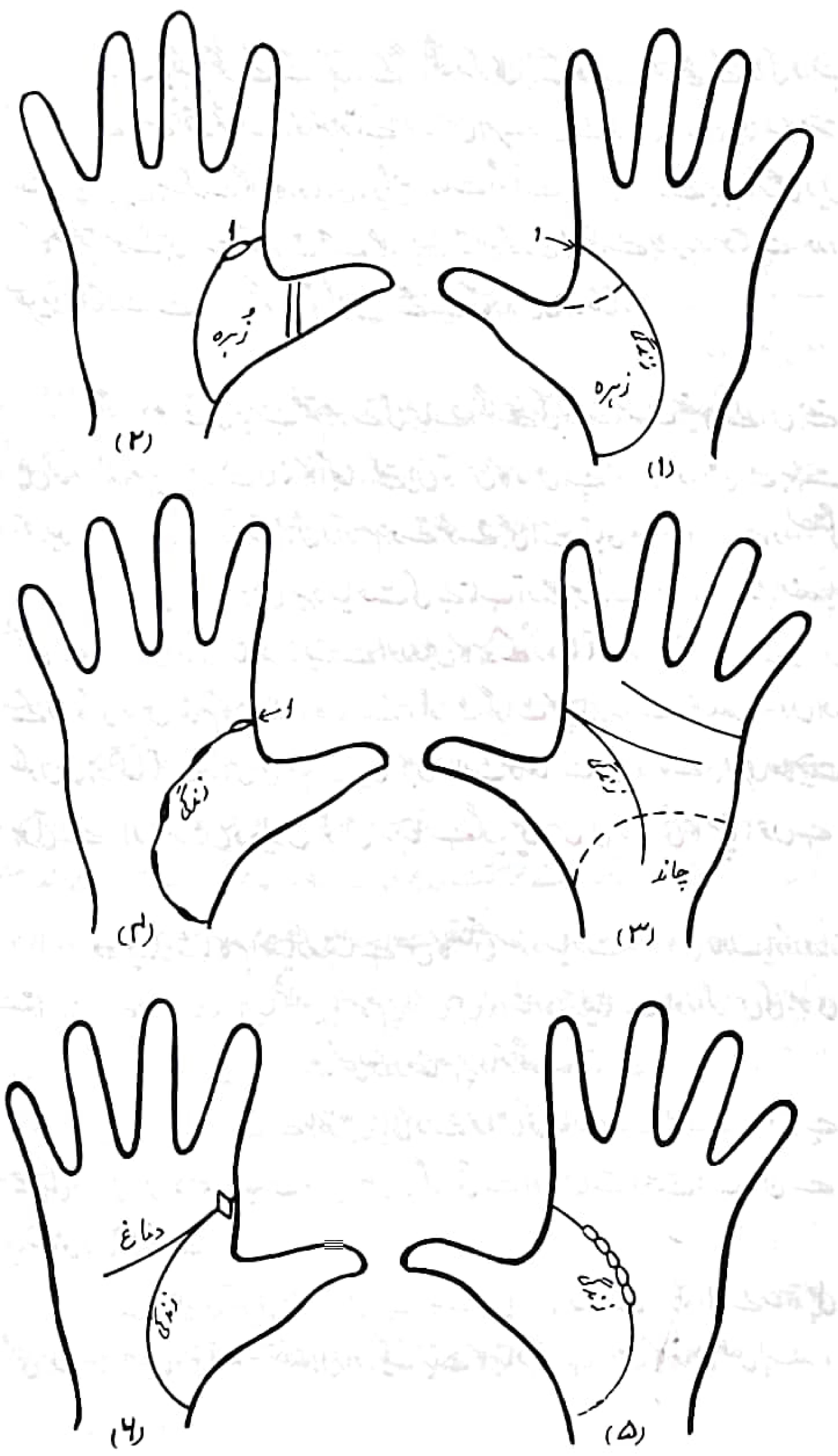

ایسی لکیر والا شخص اپنے گرد و پیش سے فطری دلچسپی رکھتا ہے۔ عزیزوں اور دوستوں سے عمدگی کے ساتھ رابطہ محکم اور تعلقِ اُستوار کا حامی ہوتا ہے۔ وہ اپنے حقوق کی حفاظت تو کرتا ہے مگر دوسروں کی حق تلفی نہیں کرتا۔

وہ ذاتی ضرورتوں کے بارے میں دانائی اور حکمتِ عملی سے کام لیتا ہے۔ بل جُل کر رہنا پسند کرتا ہے اور خوش اسلوبی سے اپنا ایک مخصوص حلقۂ احباب و اقارب مرتب کر لیتا ہے کہ اس کی تمام بنیادی ضرورتیں سہولت سے پوری ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اہلِ خانہ سے دلی موانست، پڑوسیوں سے اچھا سلوک اور ملک و وطن سے محبت اس کی سرشت میں شامل ہیں۔ وہ تجرّد سے متنفر اور مُتأہل زندگی کا دلدادہ ہوتا ہے۔ عام طور پر کثیرُ الاولاد ہوتا ہے۔

عورت کے ہاتھ میں ایسی لکیر محبوب بیوی اور اچھی ماں کی فطری صلاحیت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اسے معاشرتی اور اصلاحی امور سے بھی دلچسپی ہوتی ہے۔ وہ رفاہِ عامّہ کے کاموں میں عملی اور مفید حصّہ لیتی ہے۔

جب یہ لکیر قوس کی صورت کی ہوتی ہے تو انگوٹھے کا تحتانی پُر گوشت حصّہ جو شُکر کا اُبھار کہلاتا ہے، کشادہ، لحیم اور بڑا نظر آتا ہے۔ مگر بعض ہاتھوں میں یہ لکیر خطِ مستقیم کی طرح بھی نقش ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں شکر کا اُبھار تنگ اور سُکڑا ہُوا دکھائی دیتا ہے۔ ایسی لکیر نہ تو طبعی لمبائی کو پہنچ سکتی ہے اور نہ ہی قوی اور بے عیب ہو سکتی ہے (نقشہ نمبر ۲)۔

زندگی کی ایسی مستقیم لکیر خود غرض اور تنگ نظر انسان کی نشان دہی کرتی ہے۔ ایسا شخص محبت کے سچے ولولے اور طبیعت کی کشادگی سے تہی دست ہوتا ہے۔ نہ اچھا دوست ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی اچھا رشتہ دار۔ نہ اس کے دل میں وطن کا والہانہ پیار ہوتا ہے اور نہ ہی عُمدہ شہری بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ درحقیقت اس کی ساری کائنات اس کی اپنی ہی ذات ہوتی ہے۔ وہ کنجوس، بداندیش اور لالچی ہونے کے ساتھ پست ہمّت اور کم حوصلہ ہوتا ہے۔ ازدواجی زندگی میں ایسے شریکِ حیات سے سچی شادمانی یا سیراب زندگی کی اُمید عبث ہے۔ ایسا مرد کم اولاد اور اکثر بے اولاد ہوتا ہے۔ ایسی عورت بالعموم بانجھ ہی ہوتی ہے۔ اور بال بچوں سے دلچسپی اور موانست بھی اس کے خمیر میں کم ہی ہوتی ہے۔

جب یہ لکیر انگوٹھے کے اُبھار کے گرد گھوم کر کلائی کے قریب انگوٹھے کے جڑ کی جانب ختم ہو جائے جیسے نقشہ نمبر ۱ سے ظاہر ہوتا ہے تو یہ اس امر پر دال ہے کہ اس کا حامل اپنی عمر کا بیشتر حصہ وطن ہی میں بسر کرے گا۔ کاروباری یا دیگر ضروریات اگر اسے پردیس میں رہنے پر مجبور کر بھی دیں تو کام ختم ہوتے ہی اپنے گھر لوٹ آئے گا۔ ایسے انسان کو وطن کی مٹی سے بڑا پیار ہوتا ہے۔ اور وہ عزیز و اقارب سے دُور رہ کر زندگی گزارنے کے لیے آمادہ نہیں ہو سکتا۔

اگر یہ انگوٹھے کی جانب ختم ہونے کی بجائے انگوٹھے کی مخالف سمت ہتھیلی کے اس حصے میں جا کر اختتام پذیر ہو جسے چاند کا اُبھار کہتے ہیں تو اس کا حامل اپنے خاندان اور وطن سے بہت دُور چلا جانا چاہتا ہے۔ ہر قسم کا عیش و آرام ہوتے ہُوئے بھی اسے آبائی گھر اور وطن سے وابستگی نہیں ہو پاتی۔ اس کی طبیعت میں سیر و سیاحت کی بے تاب آرزو ہوتی ہے اور عام طور پر سمندر پار کسی اجنبی دیار میں جا کر اپنا گھر بنا لیتا ہے اور وہیں کا ہو کے رہ جاتا ہے (نقشہ نمبر ۲)۔ مگر قبل اس کے کہ وہ کسی خاص مقام کا ہو کے رہ جائے، گھاٹ گھاٹ کا پانی پیتا ہے۔ مختلف شہروں اور ملکوں کی ہوا کھاتا ہے۔ اس کی طبیعت میں اجنبی حالات و مقامات میں سمو جانے کی فطری صلاحیت ہوتی ہے۔ اور سفر میں وہ یوں خوش رہتا ہے گویا یہی اس کی زندگی کا سچا ماحول ہے۔

وہ ایسا پیشہ یا کام اختیار کر لیتا ہے جس کا تعلق سفر و سیاحت یا بیرونی ممالک یا دُور دراز مقامات سے ہوتا ہے۔ ایسا شخص بالعموم پردیس میں ہی شادی کر لیتا ہے۔ اور اگر اس کی بیوی اپنے وطن میں ہو تو بال بچوں سمیت کسی دُور مقام پر جا کر گھر بسا لیتا ہے۔

ایسی لکیر اگر عورت کے ہاتھ میں پائی جائے تو اس کی شادی ایسے شخص سے طے ہوتی ہے جس کی زندگی کسی نہ کسی وجہ سے پردیس میں ہی گزرتی ہے اور اس کے باعث اسے وطن سے باہر ہی رہنا پڑتا ہے۔

زندگی کی لکیر کی گہرائی بڑی بامعنی ہے۔ جب یہ یکساں وضاحت اور گہرائی کے ساتھ چلی گئی ہو تو مزاج میں استحکام، استقلال اور یکسانیت کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل عمل پسند،

خوش مزاج اور خوش خُلق ہوتا ہے۔ اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے (نقشہ نمبر ۱)۔

جب یہ لکیر کہیں سے گہری اور کہیں سے پتلی ہو تو ایسا شخص گھڑی میں تولہ اور گھڑی میں ماشہ کے مصداق ہوتا ہے (شکل نمبر ۴)۔

حسد، لالچ، بداندیشی اس کی نمایاں خامیاں ہیں۔ اس کے قول و فعل پر اعتماد کم ہی کیا جا سکتا ہے۔ بدگمانی گویا اس کے خمیر میں ہوتی ہے جس کے باعث وہ اپنے حلقۂ احباب میں اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔

اس کی تندرستی سدا ایک جیسی نہیں رہتی بلکہ اس کے اعصاب کمزور اور مزاج چڑچڑا ہوتا ہے۔ وہ دل جمعی اور تن دہی سے کوئی کام بھی نہیں کر سکتا جس کے باعث دُنیا میں کوئی خاص ترقی نہیں کر پاتا۔ ارادے کی کمی اور استقلال کا فقدان اس کے نمایاں عناصرِ کردار ہیں۔ ایسا شخص زندگی کے مقاصد میں اکثر ناکام ہوتا ہے۔

یہ لکیر اگر تمام تر زنجیر دار، کٹی، چھدی یا بال کی طرح باریک ہو تو صحت کی خرابی مستقل صورت اختیار کر لیتی ہے۔ دنیوی مشکلات، مزاج کا تذبذب اور آزارِ جسمانی کا تسلسل مل جُل کر اس کے لیے عذابِ جان بن جاتے ہیں۔ ایسے شخص کی ہمت بھی آخر جواب دے جاتی ہے (نقشہ نمبر ۵)۔

ایسی لکیر کے ہوتے ہُوئے اگر جم کر علاج کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ خوراک اور آرام کا باقاعدہ اور کماحقہٗ خیال رکھا جائے تو صحت کی بحالی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اور وہ تندرست زندگی گزارنے کے قابل ہو سکتا ہے۔ بدنصیبی سے ایسا شخص نہ صرف بدپرہیز ہوتا ہے بلکہ از حد بدگمان بھی۔ نہ تو وہ جمعیتِ خاطر سے علاج کرتا ہے اور نہ ہی اسے کسی معالج پر کامل بھروسا ہو سکتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی ذات کے علاوہ سارے خاندان کے لیے ایک مستقل مصیبت بن جاتا ہے۔

یورپ اور امریکا میں ایسے طبّی ادارے، شفا خانے اور ریسٹ ہوم موجود ہیں جہاں اس قسم کے غیر ذمّے دار مریضوں کا معالجہ آرام، مناسب غذا اور کڑی نگرانی سے کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ صحت یاب ہو کر جب گھر لوٹتے ہیں تو گویا ایک نئی زندگی لے کر اور عام طور پر مفید اور خوش گوار طریقے سے رہنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

زندگی کی ایسی سقیم اور زنجیر دار لکیر دراصل نفسیاتی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ یہ اس امر

کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ صاحب خط اپنے لاشعور میں محسوس کرتا ہے کہ اسے سچی محبت اور مناسب توجہ نہیں دی جاتی۔ یہ احساس خاموشی کے ساتھ اس کے باطن میں مدتوں پوشیدہ رہ کر اسے کھوکھلا کر دیتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کے مزاج میں ایک قسم کا ناقص میلان استوار ہو جاتا ہے کہ جو اسے بد پرہیزی یا ایسی حرکات کے ارتکاب کی طرف آپ سے آپ مجبور کر دیتا ہے کہ وہ بیمار ہو جائے تاکہ اس کے عزیز و اقارب اسے قابلِ توجہ سمجھیں، اس کی دیکھ بھال کریں اور اس سے محبت اور نرمی کا سلوک کریں۔ ایسا شخص دائم المرض سا ہوتا ہے۔ بالخصوص اعصاب اور معدے کی بیماریوں کا شکار رہا کرتا ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ اس کی مستقل علالت کی سب سے بڑی وجہ اس کی بد پرہیزی ہوتی ہے۔ نفسیاتی نقطۂ نظر سے اس کی بیماری گویا ایک ایسا حربہ ہے کہ جس کے استعمال سے اسے ایک قسم کی باطنی تسکین ملتی ہے۔ وہ بیماری کی حالت میں اپنے دل کا غبار نکالتا ہے۔ دل دکھانے والی باتیں کرتا ہے اور دوسروں کی خوشی یا کامیابی پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ غرض کہ کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کر کے دل آزاری کرتا ہے۔ اور جوں جوں اسے تندرستی کا خیال رکھنے کو کہا جاتا ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ گویا اسے کچھ کچھ محبت اور توجہ مل رہی ہے، اور وہ اپنا حق حکمت عملی سے حاصل کر رہا ہے۔ مگر وہ قطعی طور پر تندرست ہونا نہیں چاہتا۔ اس ڈر سے کہ کہیں وہ مرکزِ توجہ نہ رہے۔

ایسی لکیر درحقیقت خود کردہ را علاج نیست کے مصداق ہے اور مریض کے سقیم احساسات سے قطع نظر اس کے معالجے کی سخت ضرورت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ مناسب سعی و مداوا سے تندرستی بحال ہو سکتی ہے۔ ایسی زنجیر دار لکیر بنیادی طور پر اچھی خاصی واضح اور سالم ہوتی ہے اور جوں ہی طبیعت بحال ہو جاتی ہے تو صاف اور گہری دکھائی دینے لگتی ہے۔

زندگی کی لکیر ہتھیلی کے بیرونی ڈھلان پر شروع ہوتی ہے اور انگوٹھے کے ابھار کے گرد قوس بناتی ہوئی چلی جاتی ہے (نقشہ نمبر۱)۔ اگر یہ سالم اور بے عیب شروع ہو یعنی نہ تو اس پر کوئی قطع کا نشان ہو نہ پھٹی چھدری ہو تو یہ بتاتی ہے کہ پیدائش بغیر دقت ہوئی اور دمِ ولادت صحت عمدہ تھی۔ نیز زچہ و بچہ مرحلۂ پیدائش سے بخیر و خوبی گزرے ہیں (نقشہ نمبر۱۔ الف)۔

زندگی کی لکیر کے عین آغاز پر آڑے جزیرے کا نشان نظر آئے جیسے نقشہ نمبر۶ میں ہے تو

پیدائش آپریشن اور عملِ جراحی کے بغیر نہیں ہو پاتی۔ ولادت کا مرحلہ خدشے کے ساتھ طے ہوتا ہے اور اگر اس کے بعد یہ لکیر صاف اور سالم دکھائی دے تو تندرستی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ماں کی صحت عارضی طور پر ڈانواں ڈول رہتی ہے۔ لیکن جوں ہی زخم مندمل ہو جاتا ہے تو صحت بھی بحال ہو جاتی ہے۔

زندگی کی لکیر اگر جزیرے کی شکل سے نمودار ہو جیسے کہ نقشہ نمبر۴ (الف) سے دکھائی دیتا ہے تو یہ منحوس امر ہے۔ ایسی پیدائش مشکوک حالات میں ہوتی ہے۔ دونوں ہاتھوں میں زندگی کی لکیر کے ایسے آغاز کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ مولود ناجائز تعلق کا نتیجہ ہے۔ اور اگر شادی شدہ عورت کے ہاں ایسے نشان والا بچہ تولد ہو تو وہ اپنے معروف باپ کی پشت سے نہیں ہوتا۔ عام طور پر یہ نشان بن بیاہی ماؤں کے شکم سے پیدا ہونے والے بچوں کے ہاتھوں میں پایا جاتا ہے۔

جزیرے کا نشان زندگی کی لکیر کے آغاز کے بعد نمودار ہو تو یہ بالکل مختلف معنی رکھتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ اگرچہ پیدائش بخیر و خوبی ہوئی مگر دنیا میں قدم رکھتے ہی صحت خطرے میں پڑ گئی۔ اور جتنی مدت تک ایسے جزیرے کا اثر رہے گا حاملِ نشان کی صحت متزلزل رہنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ایسی حالت میں کڑی نگرانی اور بروقت علاج معالجے کے بغیر صحت کی بحالی کا امکان کم ہی ہوتا ہے (نقشہ نمبر۲ ۔ الف)۔

بعض ہاتھوں میں زندگی کی لکیر اپنے متعین مقام سے بلند ہو کر پہلی انگلی کے تحتانی پُرگوشت حصّے سے شروع ہوتی ہے۔ یہ غیر معمولی نمود ہے اور ایسے کردار کا پتا دیتی ہے جو ڈگر سے ہٹ کر زندگی کرنے کی فطری آرزو لے کر آتا ہے۔ اس کا حامل حوصلہ بلند اور امید زندہ لے کر پیدا ہوتا ہے۔ وہ سربلندی، دنیوی وقار اور مادّی ارتقا کی خاطر ان تھک جدوجہد اور سعیِ گرم کا حامی ہوتا ہے (نقشہ نمبر۸)۔

پہلی انگلی کا تحتانی پُرگوشت حصّہ گرد کا ابھار کہلاتا ہے۔ اس کا تعلق وقار، عظمت اور اقبال مندی ایسے امور سے ہے۔ اخلاقی اور مذہبی اقدار کا گہرا احساس بھی اس کا خاصّہ ہے۔

زندگی کی لکیر اپنے معیّن مقام سے اٹھ کر جب گرد کے ابھار سے شروع ہو تو عظمت و

کامرانی کا تقاضا گویا خمیر میں شامل ہوتا ہے۔ ایسے شخص کی زندگی حصولِ اقبال مندی کی راہ میں ایک سعیِ مسلسل کا حکم رکھتی ہے۔ درحقیقت لمحۂ ولادت سے ہی اس کے قرائن سے پتا چلتا ہے کہ وہ کسی بڑے کام یا اہم مقام کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کی ضرب المثل ایسے ہی افراد پر صادق آتی ہے۔

ایسا شخص بیدار مغز ہوتا ہے اور فطرتِ انسانی کے رموز سے آگاہی کا بے حد دلدادہ مگر اس کی سب سے بڑی آرزو خود آگاہی سے متعلق ہوتی ہے۔ ہم چشموں سے مناسب برتاؤ اور زیرِ دستوں کی حمایت اس کی طبیعت کے نمایاں فضائل ہیں۔ اسے عزتِ نفس کا بڑا پاس ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ ایسے اعمال سے پرہیز کرتا ہے جن کے باعث اس کے وقار پر آنچ آسکتی ہے۔ اس کی نمایاں کمزوری نمود و نمائش اور تفاخر کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے — وہ ہمیشہ توصیف کا متقاضی ہوتا ہے اور اس کے لیے بڑے بڑے جتن کرتا ہے۔

بعض ہاتھوں میں زندگی کی لکیر ایسے دو شاخے سے شروع ہوتی ہے جس کی ایک ٹہنی ہتھیلی کے باہر کی جانب سے نکلتی ہے اور دوسری گرد کے ابھار سے (نقشہ نمبر۷)۔

ایسا شخص اگرچہ مبدءِ فیض سے سربلندی کی آرزو لے کر پیدا ہوتا ہے مگر بچپن کے ابتدائی زمانے میں اس کی آنے والی عظمت کے بارے میں صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ اس کے مزاج میں بے تابی اور نمود و نمائش کی شدید خواہش تو ہوتی ہے مگر جب تک وہ لڑکپن کی منزل میں داخل نہیں ہو پاتا اس کا عملی مظاہرہ کم ہی ہو سکتا ہے۔ جونہی وہ ہوش سنبھالنے لگتا ہے تو اس کی فطری صلاحیتیں اور پیدائشی جوہر ظاہر ہونے لگتے ہیں اور وہ اپنی ہوش مندی، آرزوؤں کی بے تابی اور کردار کی گرمی سے اپنے گرد و پیش پر ایک نمایاں تاثر پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے۔

بعض ہاتھوں میں زندگی کی لکیر یوں سہ شاخہ اور چہار شاخہ شروع ہوتی ہے کہ اس کی اصل یعنی اہم ٹہنی ہتھیلی کی بیرونی سمت سے نکلتی ہے۔ مگر دو یا تین ٹہنیاں گرد کے ابھار سے نمودار ہوتی ہیں۔ گرد سے اُٹھنے والی شاخیں بھی سالم گہری اور واضح ہوتی ہیں (نقشہ نمبر۱۱)۔

ایسی لکیر کا اس طرح کا آغاز اقبال مند گھرانے میں پیدائش کی دلیل ہے۔ ایسا شخص

(۷)

(۸)

(۹)

(۱۰)

(۱۱)

(۱۲)

دولت و ثروت کے ماحول میں آنکھیں کھولتا ہے اور عیش و نعمت کے گہوارے میں پل کر جوان ہوتا ہے۔ اس کی ہر خواہش بچپن ہی سے پوری کی جاتی ہے۔ حشمت و دولت اسے ورثے ہی میں ملتی ہے۔

اس کے مزاج میں حکمرانی کی پیدائشی خواہش ہوتی ہے۔ وہ فطرتاً اپنی بات اور اپنا لوہا منوانے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ حسب و نسب پر فخر، موروثی مرتبے کا احساس اور ذاتی عظمت کا گھمنڈ اس کے خمیر کے طبعی عناصر ہیں۔

علم و فضل سے شغف، شاہانہ اسراف سے دلی رغبت، بڑے پیمانے پر نمود و نمائش، داد و دہش، احباب سے مروت اور دشمنوں سے برملا معاندت اس کی طبیعت کے نمایاں عناصر ہیں۔ وہ نڈر بھی ہوتا ہے اور رحم دل بھی۔ جس پر مہربان ہو جائے اسے مالا مال کر دیتا ہے اور جس پر عتاب آجاتے اسے بیخ و بن سے اکھاڑنے میں سخت سنگدلی سے سرگرم کار ہو جاتا ہے۔

یوں ہوش مند، دانا، مردم شناس ہوتا ہے۔ اس کے باوجود غرورِ نفس، خواہشِ ستائشِ دنیوی، املاک اور عالی نسبی کا گھمنڈ، ایسے عناصر اس کی طبیعت میں اعتدال سے قدرے وافر ہی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے گرد مصاحبین اور ثنا خواں اربابِ غرض کا ایک حلقہ مرتب کر لیتا ہے جس کی دنیوی ضرورتوں کی کفالت وہ بیشتر اپنے ہی ذمے لے لیتا ہے۔ وہ چابک دستی سے ان کی خدمات اور صلاحیتوں سے کام تو لیتا ہے مگر یوں کہ انھیں اپنی حقیقی قدر و قیمت کا عمر بھر احساس نہیں ہونے دیتا۔ اس کی سیاست و دانائی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ نہ صرف ان لوگوں کو اپنا لیتا ہے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ اپنی کرم فرمائیوں کا ممنونِ احسان رکھتا ہے۔

نظم و نسق کے کاموں سے اسے گہرا لگاؤ ہوتا ہے۔ وسعتِ نظر اور کشادہ دلی سے اپنے عملے اور کارندوں سے پیش آتا ہے۔ ان کی خوبیوں کو سراہتا ہے اور کمزوریوں سے درگزر کرتا ہے جس کے باعث اس کے ارکانِ عملہ بڑی جانفشانی اور وفاداری سے اس کی خدمت کرتے ہیں اور دل سے اس کے مفاد کا خیال رکھتے ہیں۔

ایسا شخص فی الجملہ عالی حوصلہ، فیاض، منتظم، بیدار مغز، مغرور، چابکدست، سیاس اور مردم شناس ہوتا ہے۔ دنیوی جاہ و جلال کا تقاضا اسے قناعت کے جوہر سے عاری ہی رکھتا ہے۔

اس امر کے باوجود کہ امارت اس کے گھر کی لونڈی ہوتی ہے، پھر بھی وہ اپنے اقتدار اور املاک میں بڑے پیمانے پر اضافے کے لیے بڑی بڑی مہمات سوچتا ہے اور انھیں عملی جامہ پہنانے کی سرگرم کوشش میں مصروف رہتا ہے۔ گرد کے ابھار سے شروع ہونے والی زندگی کی لکیر یا اس کی ایک نمایاں شاخ پر ایک قاطع خط دکھائی دے تو دنیوی آرزوئیں پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ پاتیں۔ قدم قدم پر رکاوٹیں، عملے کی نافرمانی یا بے وفائی، ذاتی غلطیاں، انتظامی خامیاں، غرض کہ طرح طرح کی مشکلات اسے عمر بھر پیش آتی رہتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی زندگی ایک نامراد تگاپوئے مسلسل بن جاتی ہے (نقشہ نمبر۹)۔

حقیقت یہ ہے کہ ایسے شخص کے کردار میں رعونت، بے بہا تفاخر، خود بینی اور غیر معتدل غرور کے عناصر قدرے ابھرے ہوئے ہوتے ہیں اور غیر شعوری طور پر اس کے قول و فعل سے یوں ظاہر ہوتے ہیں کہ اس کے ماحول کا موسم ناخوشگوار سا رہتا ہے۔ اس کی عاقبت نااندیشی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اس کے حلقۂ متعلقین کے افراد اس کی سرِعام مذمت اور نکتہ چینی کے شکار ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے توہین آمیز سلوک کا فطری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوست دشمن بن جاتے ہیں۔ عزیز و اقارب اور رشتے داروں پر ہی موقوف نہیں بلکہ اس کے ملنے ملانے والے اور ملازم بھی اس سے پہلوتہی کرنے لگتے ہیں۔ اگر بدنصیبی سے سامنا ہو جائے تو ہر حیلے بہانے سے آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کسی کے لیے بھی کلمۂ خیر اس کے منھ سے نہیں نکلتا اور دوسرے لوگ بھی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے اچھے الفاظ سے کم ہی یاد کرتے ہیں۔

ایسا شخص اپنی خراب عادتوں کے باعث تنہائی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے اور اگرچہ اس کے دل میں مل جل کر زندگی گزارنے کی خواہش بے تاب رہتی ہے مگر لوگ اس سے کنارہ کش ہی رہتے ہیں۔ اس وجہ سے دل ہی دل میں بہت کڑھتا رہتا ہے اور حیرت تو یہ ہے کہ خود بینی کے باعث اسے اپنی ذات میں کوئی خامی نظر نہیں آتی۔ وہ دوسروں سے بے وفائی اور زمانے کی ناسازگاری کا سدا شکوہ کرتا رہتا ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ کربِ باطنی اور شکستِ آرزو کا سبب اس کی اپنی ہی ذات ہوتی ہے۔

جہاں سے زندگی کی لکیر شروع ہوتی ہے وہیں سے دماغ کی لکیر بھی نکلتی ہے۔ ان

دونوں لکیروں کا مقامِ آغاز مشترک ہے۔ زندگی کی لکیر انگوٹھے کے گرد گھوم کر کلائی کی طرف بڑھتی ہے۔ مگر دماغ کی لکیر ہتھیلی کی سطح کو قطع کرتی ہوئی سامنے کی جانب چلی جاتی ہے۔ دماغ کی لکیر ذہنی استعداد، دماغی صلاحیتوں اور یادداشت، عقل و فہم، تخیل وغیرہ پر روشنی ڈالتی ہے۔ نیز دماغی تکالیف اور ذہنی امراض کے بارے میں بھی اس لکیر کی ساخت، روش اور دوسرے پہلوؤں سے حکم لگایا جاسکتا ہے (نقشہ نمبر ۱۰)۔

جب زندگی کی لکیر دماغ کی لکیر سے متصل شروع ہو مگر آغاز کے فوری بعد ہی دونوں خطوط واضح اور ایک دوسرے سے علیحدہ اور تفاوت سے اپنی اپنی فطری گزرگاہ پر چلے جائیں تو یہ طبیعت میں چند ایسے عناصر کا پتا دیتی ہے جن کا اثر تمام زندگی پر پڑتا ہے (نقشہ نمبر ۱۱۔ الف)۔

لکیر کا ایسا آغاز مزاج میں احتیاط اور ہر کام کو سوچ سمجھ کر کرنے کی طبعی صلاحیت کی نشانی ہے۔ ایسا شخص حلیم اور دوسروں کے احساسات کا احترام کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ ذکی الحس ہوتا ہے۔ جلد بازی سے پرہیز کرتا ہے۔ عمل میں اعتدال اور تعلقات و مراسم کا خیال رکھنا اس کے مزاج کے نمایاں عناصر ہیں۔ احساسات کی نزاکت اور ہوش مندی کے باعث وہ دِلی جذبات کا اظہار کم ہی کرتا ہے۔ سوچنے کا عادی اور بالعموم کم گو ہوتا ہے۔ اگرچہ اسے اپنے خیالات و جذبات پر کافی قابو ہوتا ہے لیکن اگر اس کے دل کو ٹھیس لگے تو وہ اندر ہی اندر گھلتا ہے اور بہت دنوں تک اس کے باطن میں ایک نوع کا ہیجان برپا رہتا ہے۔

اس کے برخلاف اگر کوئی شخص اڑے وقت میں اس کے کام آجائے تو وہ اس کا احسان نہیں بھولتا اور موقع پا کر کشادہ دلی سے صلۂ نیک پیش کرتا ہے۔ اور اگرچہ جس شخص سے اسے رنج پہنچا ہو اسے بھولتا نہیں، لیکن اس کے کردار میں یہ بھی خوبی ہے کہ اگر یہی شخص معافی مانگ لے تو دل سے معاف کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسے مسلسل پریشان کرتا رہے اور دشمنی سے باز نہ آئے تو اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اسے بُرائی سے روک دے یا ایسا نہ کر سکے تو اس قوت کو زائل کر دے جس سے دوسروں کو رنج و نقصان پہنچتا ہے۔ وہ کسی سے نہ لڑائی مول لیتا ہے اور نہ ہی سب کچھ چھوڑ کر کسی کو آزار پہنچانے کے درپے ہو جاتا ہے۔

جب یہ دونوں لکیریں متصل شروع ہوں اور اسی طرح نصف انچ تک ہتھیلی میں

ایک خط کی صورت میں فاصلہ طے کریں تو یہ اچھی نشانی نہیں (نقشہ نمبر ۱۱)۔

ایسا اتصال بہت ہی حساس طبیعت کا پردہ فاش کرتا ہے۔ ایسے شخص کو اپنے جذبات پر بہت ہی کم قابو ہوتا ہے۔ وہ ذرا ذرا سی بات پر مشتعل ہو جاتا ہے۔ زود رنجی، خود اعتمادی کی کمی، احساسات کی شدید نزاکت اور کم حوصلگی اس کی واضح خامیاں ہیں۔ ایسا شخص ویسے ترقی اور حصولِ علم کی اچھی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ بایں ہمہ وہ جس قدر بھی پڑھے اور علم و فضل سے مالا مال بھی ہو جائے تو وہ سدا ڈرپوک ہی رہتا ہے، اور اسے اپنی ذات پر کبھی بھی کامل اعتماد حاصل نہیں ہو سکتا۔

وہ دوسروں سے اکثر و بیشتر کبیدہ خاطر ہی رہتا ہے اور ہر معاملے میں معًا ذاتیات پر اُتر آتا ہے۔ وہ درحقیقت احساسِ کمتری کا شکار ہوتا ہے مگر دل کا بُرا نہیں ہوتا البتہ تعریف کا بہت بھوکا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اگر ہمدردی اور معاملہ فہمی سے سلوک روا رکھا جائے تو اس کی حساس طبیعت پر بہت مفید اثر ہوتا ہے۔ خلوص، حوصلہ افزائی اور راہنمائی سے اس کے اچھے جوہر اُبھر آتے ہیں اور وہ دل سے احسان مانتا ہے۔ یوں یاس پسند ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کسی معاملے یا واقعے کے روشن پہلو پر بہت کم نظر ڈالتا ہے۔ ویسے اس کے انداز سے غم و غصہ کے عنوان پائے جاتے ہیں گویا اسے ساری دُنیا سے مستقل شکایت رہتی ہے۔

اگر زندگی کی لکیر دماغ کی لکیر سے متصل ایک انچ تک ہتھیلی میں چلی جائے تو کوتاہ فہمی اور حساس مبنی کی حد تک ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص طبعًا بدگمان ہوتا ہے۔ نہ اپنی ذات پر اور نہ کسی دوسرے پر اسے بھروسا ہوتا ہے۔ احساسات کی شدت، زود رنجی، جذبات کا غلبہ اور بزدلی گویا اس کی طبیعت کے اجزائے لاینفک ہوتے ہیں۔

ایسا شخص بہت مغموم زندگی گزارتا ہے۔ ہر ایک سے اُلجھنا اور رنجیدہ رہنا، ہر کسی پر شک کرنا اور اپنا دشمن باور کرنا گویا اس کے لیے طبعی اُمور ہیں۔ اس کے اعصاب و احساسات اس کے معدے پر بُری طرح اثر انداز ہوتے ہیں اور وہ ہمیشہ دواؤں اور طبیبوں کے چکر میں پھنسا رہتا ہے۔ کھانے پینے کے معاملے میں بھی ڈرتا رہتا ہے۔ اس کی زندگی ایک مستقل عذاب بن جاتی ہے۔ دنیوی اور کاروباری معاملات میں اسے بہت کم کامیابی حاصل ہو پاتی ہے۔ نجی

زندگی بھی بے آرام بسر ہوتی ہے۔ نہ اس کے دوست ہوتے ہیں، نہ اہلِ خانہ اس کا احترام کرتے ہیں۔ درحقیقت سبھی اس سے گریز کرتے ہیں۔ اس کی تنہائی اور رنجیدہ طبعی صحیح معنوں میں خودساختہ چیزیں ہیں۔

زندگی کی لکیر جب دماغ کی لکیر سے علیحدہ اور غیر متصل آغاز کرے اور جُداگانہ ہی اپنی راہ لے تو اس تفاوت کا جو ان دونوں خطوط کے مابین پایا جاتا ہے، بغور جائزہ لینا چاہیے۔ جب یہ فاصلہ جو کے دانے کے برابر ہو تو یہ عُمدہ علامت ہے۔ یہ خود اعتمادی، جرأتِ کردار اور آگے بڑھنے کی بیدار تمنّا کا آئینہ دار ہوتا ہے (نقشہ نمبر ۱۲)۔

ایسا شخص ہوش مند، بیدار مغز اور بے باک ہوتا ہے۔ نئے نئے مفید منصوبے سوچنے اور انھیں پروان چڑھانے کے عملی طریقے اختیار کرنے کی طبعی صلاحیت بھی اس کے مزاج میں خاصی قوی ہوتی ہے۔ اس کے افکار میں تازگی، عمل میں جسارت اور ارادوں میں وسعت ہوتی ہے۔ حریت پسندی اس کا نمایاں جوہر ہے۔ نہ وہ طاقت کے سامنے سرخم کرتا ہے نہ ہی بلاوجہ سرکشی کا مرتکب ہوتا ہے۔ لیکن اسے اگر یقین ہو جائے کہ کوئی شخص یا نظام جابرانہ ہے اور اس کی مخالفت اس کا فرض ہے تو وہ بے دھڑک میدان میں اُتر آتا ہے اور نہایت حکمت و دانش اور معاملہ فہمی سے مقابلہ کرتا ہے۔

اس کی طبیعت ترقی، اصلاح اور ترمیم کی خواہاں ہوتی ہے۔ وہ زیردستوں سے دلی ہمدردی رکھتا ہے اور ان کی اعانت و راہنمائی اپنا فرض سمجھتا ہے۔ فرسودہ رسوم اور اسراف کا دشمن ہوتا ہے۔ وہ اولوالعزمی اور جرأتِ کردار کے ساتھ ان کی اصلاح و ترمیم کے لیے مناسب مساعی عمل میں لاتا ہے اور بالعموم اپنے مقصد میں کامیاب ثابت ہوتا ہے۔ جدت پسندی کا عنصر بھی اس کے کردار میں کافی نمایاں ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ایسے نئے خیالات یا منصوبوں کو عملی طور پر آزمانے کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے جو مفیدِ عام پہلو رکھتے ہیں۔

اُسے علم کا شوق ہوتا ہے اور وہ سدا نئی نئی باتیں سیکھنے کی دُھن میں لگا رہتا ہے۔ فطرتِ انسانی سے اسے خاص شغف ہوتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ وہ امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ

مردم شناس ہو جاتا ہے۔ اس کے لب و لہجہ میں غیر معمولی جاذبیت ہوتی ہے۔ بات چیت میں تاثیر پیدا کرنے کے لیے وہ موزوں الفاظ اور برمحل محاورے استعمال کرتا ہے۔ درحقیقت اس میں زبان پر عبُور حاصل کرنے کی بڑی اچھی صلاحیت ہوتی ہے۔

طبیعت کی بے چینی اور بے صبری اس کی اہم خامیاں ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات اس کے اعمال و گفتار میں عجلت پسندی کے عنوان نظر آتے ہیں۔ قیادت کا جوہر اس کے ضمیر میں ہوتا ہے۔ ظرف بڑا اور طبیعت کشادہ ہوتی ہے۔ ذاتی معاملات میں خوش خلق، ہمدرد، ایثار پیشہ اور اچھا دوست مگر بہت ہی ٹیڑھا دُشمن ہوتا ہے۔

زندگی کی لکیر دماغ کی لکیر سے جب زیادہ تفاوت سے شرُوع ہو تو جس قدر یہ درمیانی فاصلہ زیادہ ہوگا اسی قدر طبیعت اور مزاج کا حال بدلتا جائے گا۔ چنانچہ جب یہ فاصلہ ایک چوتھائی اِنچ کے لگ بھگ ہو تو سمجھ کی جگہ جلد بازی لے لیتی ہے۔ وہ اس قدر عجلت پسند ہوتا ہے کہ نہ تو اسے اپنی زبان پر قابو ہوتا ہے نہ عمل پر، نیز احتیاط و اعتدال سے اسے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا (نقشہ نمبر ۱۳-الف)۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بہت جُرأت ہے اور وہ دل گردہ رکھتا ہے۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ وہ اس قدر پست ہمت ہوتا ہے کہ جونہی کسی کام میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے، ہمت ہار دیتا ہے۔ اس کے کردار میں پختگی اور استقلال کے عناصر بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ منقلبُ المزاج ہوتا ہے اور کسی بھی کام میں زیادہ عرصے تک دل جمعی سے دھیان نہیں دے سکتا۔ اس کے خیالات و جذبات میں تیزی کے ساتھ تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ ناہموارِی مزاج کی وجہ سے اس کے قول و فعل پر بھروسا کرنا عبث ہے نہ وہ کہیں جم کر بیٹھتا ہے نہ خاموش رہتا ہے۔ مسلسل باتیں کرتا ہے۔ بے چین اِدھر سے اُدھر چلتا پھرتا ہے۔ اور اگر کہیں جبری طور پر اسے رکنا یا ٹھہرنا پڑ جائے تو آپ سے آپ ناخن کاٹنے لگتا ہے یا میز پر اُنگلیاں بجاتا ہے۔ غرضکہ غیر ارادی طور پر ایسی حرکات کرتا ہے جو اس کی طبعی بے صبری اور بے تابی کا پردہ فاش کرتی ہیں۔ اس کے افکار منتشر اور افعال بے ربط ہوتے ہیں۔ اعتدال کے فقدان اور غیر مستقل مزاج ہونے کے باعث بیشتر ناکام رہتا ہے اور یہی اس کی بدبختی کے بنیادی عناصر ہیں۔

(۱۳)

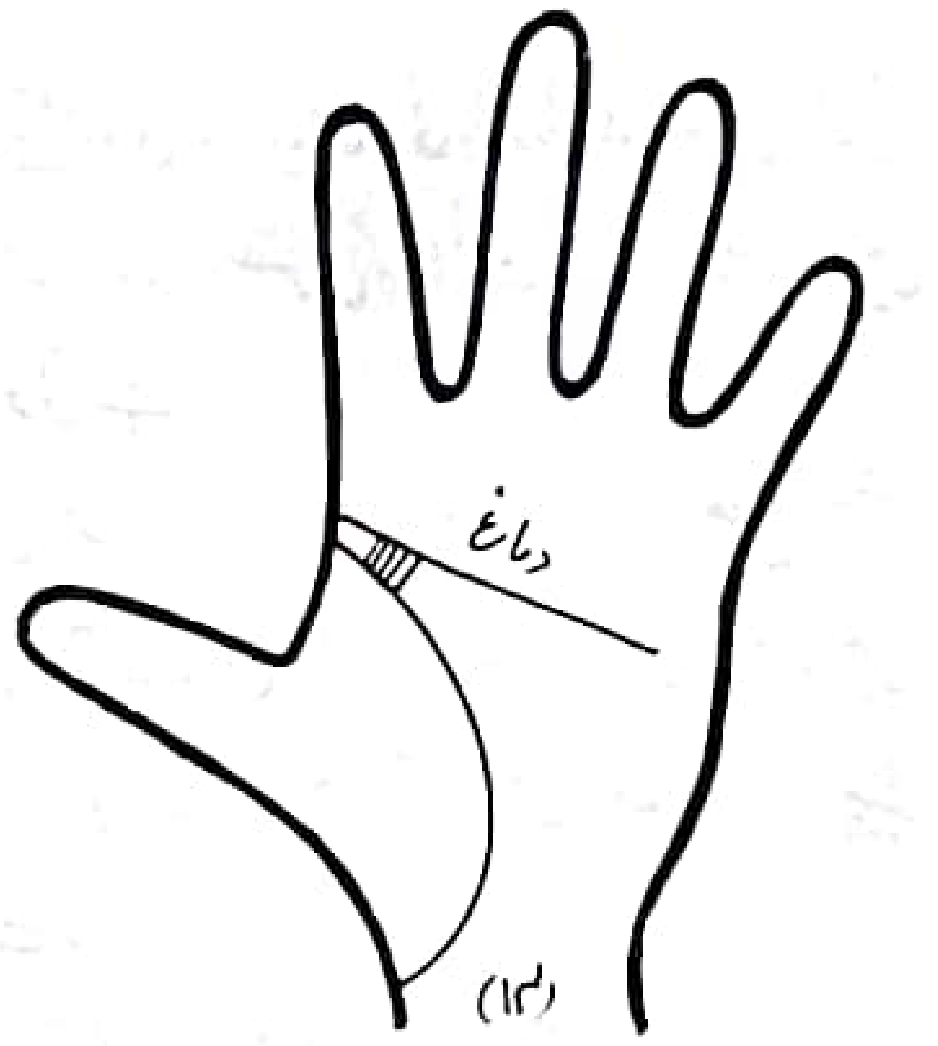

(۱۴)

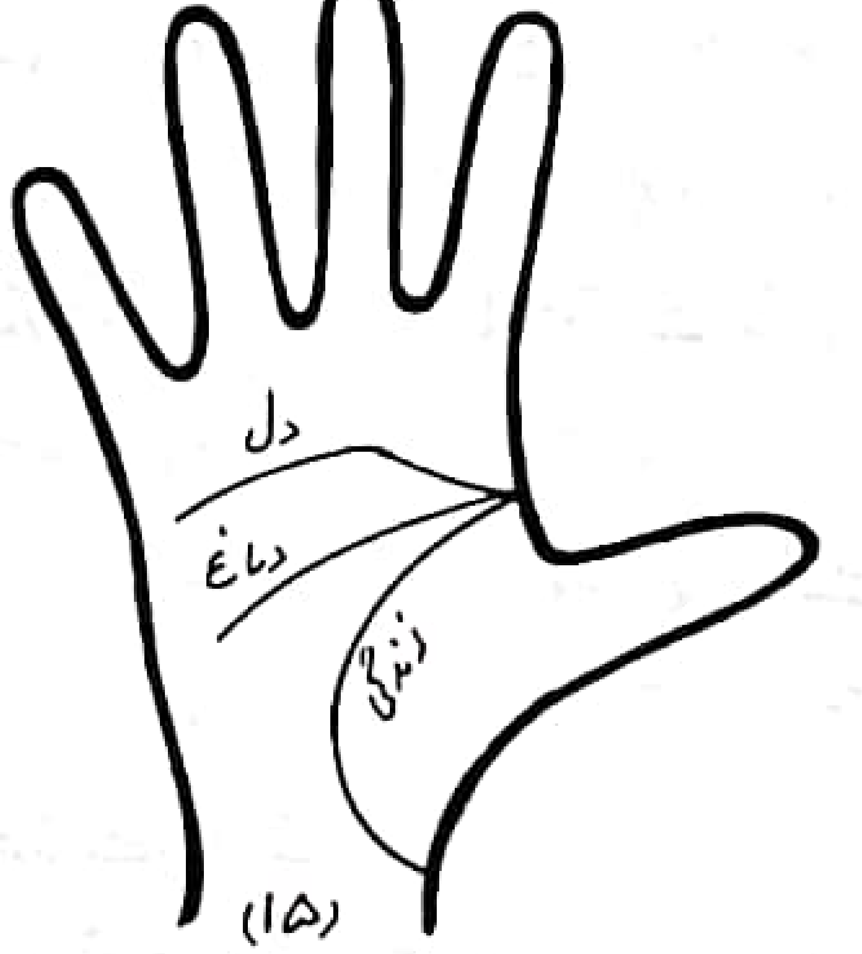

(۱۵)

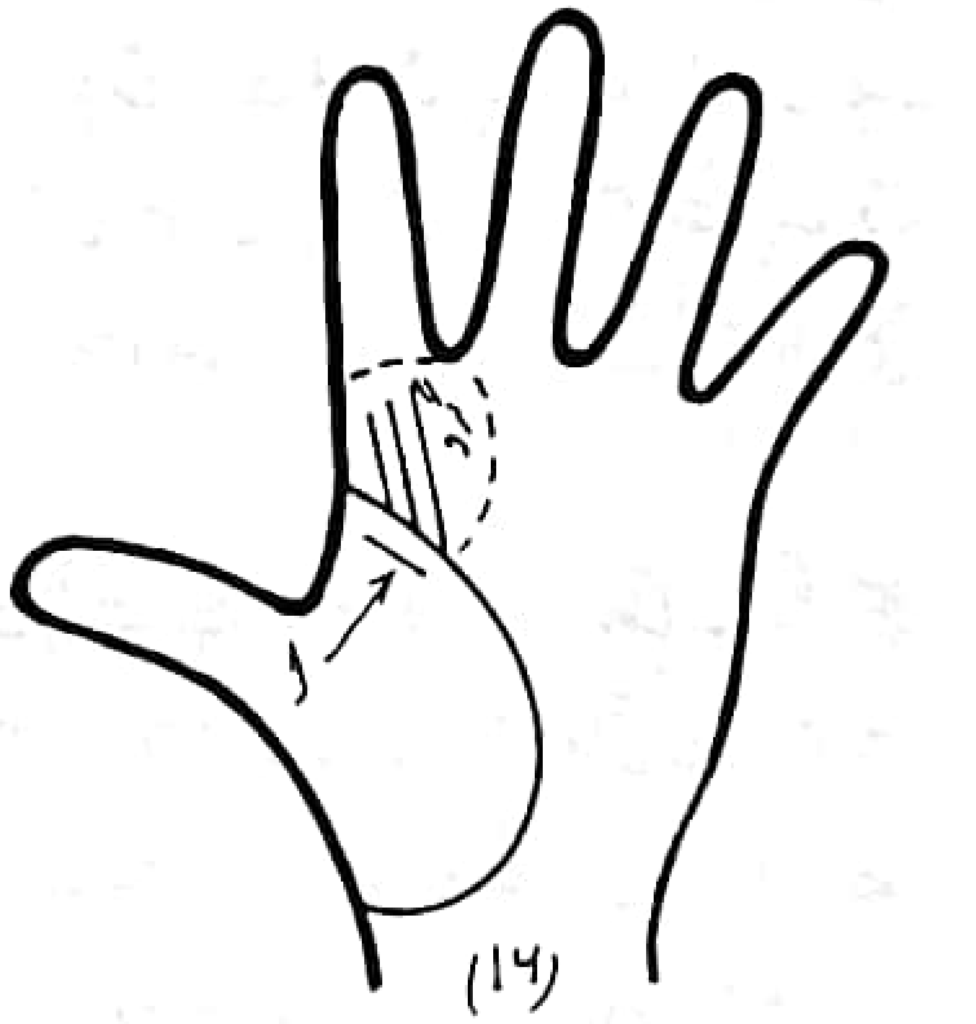

(۱۶)

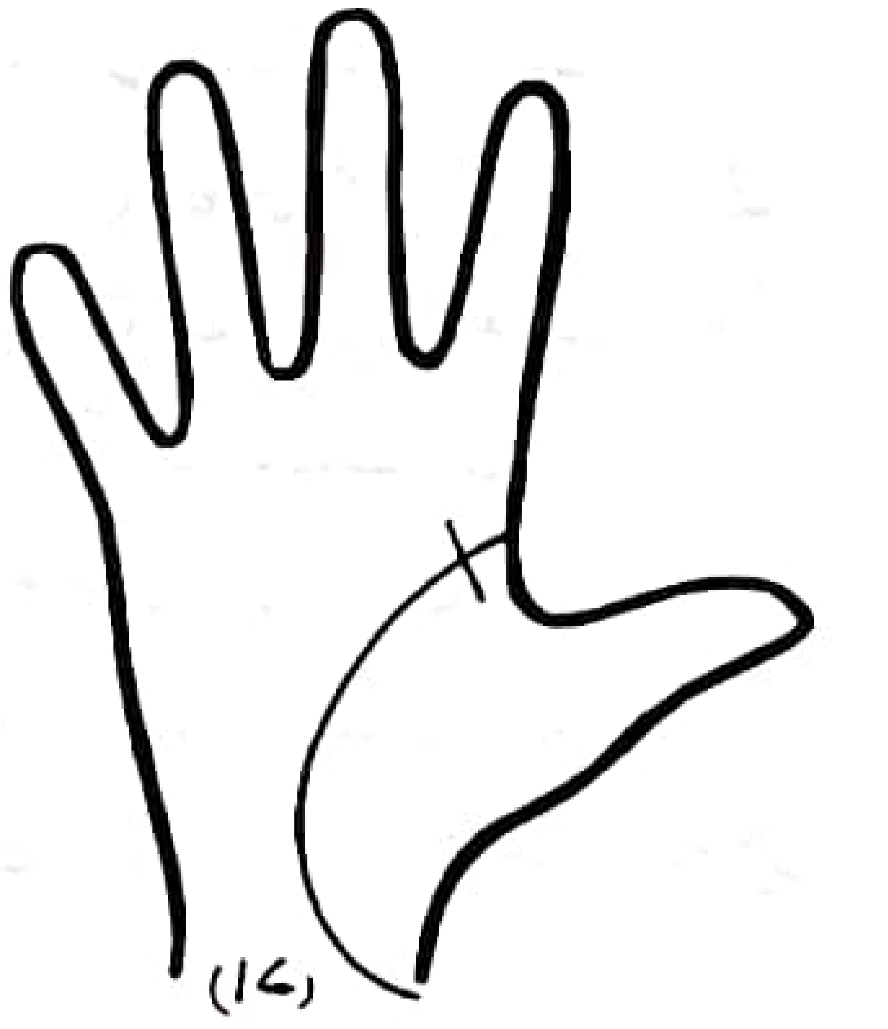

(۱۷)

(۱۸)

اگر یہ فاصلہ بہت ہی زیادہ ہو تو ایسے شخص کا خدا ہی حافظ ہے۔ اس کی طبیعت کی برہمی اور کردار کی نا استواری کے ایسے ایسے کرشمے دیکھنے میں آتے ہیں جن کی توقع ان ہی افراد سے کی جاتی ہے جن کا دماغ ماؤف ہو چکا ہو۔

جب زندگی کی لکیر دماغ کی لکیر سے غیر متصل ہو اور کافی فاصلے سے شروع ہو لیکن زندگی یا دماغ کی لکیر سے ایک یا ایک سے زائد شاخیں نکل کر دوسری لکیر سے مل جائیں تو یہ عمدہ ملاپ ہے (نقشہ نمبر ۱۴)۔

ایسی شاخیں بے چینی، انتشار، نامحکمیٔ طبیعت کے حق میں اکسیر کا کام دیتی ہیں۔ اگرچہ طبیعت میں بے تابی کا عنصر تو رہتا ہے مگر اس کی شدت میں نمایاں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ درحقیقت فکر و احتیاط کے اضافے کے باعث مزاج استوار ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور بعض حالات میں اگر ایسا شخص غیر ارادی طور پر غیر معتدل قول و فعل کی طرف مائل بھی ہو جائے تو آپ سے آپ کوئی داخلی صلاحیت اس میں ایک نوع کا محتاط ٹھہراؤ پیدا کر دیتی ہے جس کے باعث وہ انتہائی غلط اقدام اور برے نتائج سے بچ جاتا ہے۔

زندگی اور دماغ کی لکیریں اگر متصل آغاز کریں اور دل کی لکیر نیچے کی جانب اس قدر جھکے کہ وہ بھی ان سے مل جائے تو یہ نہایت منحوس ملاپ ہے (نقشہ نمبر ۱۵)۔

ان تینوں لکیروں کا آغاز میں ایسا اتصال اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جس شخص کے ہاتھ میں ایسا ملاپ ہے اسے مرگِ ناگہاں کا شکار ہونے کا خطرہ ہوگا، اور یہ کسی شدید صدمہ یا جانکاہ حادثے کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ یہ بتانا کہ کس عمر میں ایسا ہوگا آسان نہیں ہے۔ ایسا شخص جواں مرگ بھی ہو سکتا ہے اور بیرانہ سال بھی۔ یہ نشانی محض یہی بتاتی ہے کہ موت کیسے واقع ہوگی ہتھیلی کے دوسرے نشانات سے وقت اور زمانۂ حدوث کا پتا نکل سکتا ہے اور یہ مہارت و مشق کے بغیر محالات سے ہے۔

زندگی کی لکیر کو قطع کرنے والا خاص نشان

زندگی کی لکیر سے پہلی انگلی کے تلے اگر ایک واضح شاخ نمودار ہو اور گرد کے ابھار کی

طرف بڑھ کر ختم ہوتی ہوئی نظر آئے تو یہ بتاتی ہے کہ زندگی کے ابتدائی زمانے میں والدین یا خاندان کو دنیوی فروغ حاصل ہوتا ہے۔ اس کا خوش گوار اثر خاندانی حیثیت پر بہت ہی حوصلہ افزا ہوتا ہے۔ نیز اسی عمر میں صاحبِ علامت کی اپنی تعلیم و تربیت کا باقاعدہ اور مفید انتظام بھی ہو جاتا ہے، جس سے اس کی آئندہ زندگی کے سنورنے کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں (نقشہ نمبر ۱۶)۔

اسی شاخ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ گھر کے محدود ماحول سے باہر کی دُنیا میں نکلنے کا موقع ملنا شروع ہو گیا ہے، اور ایسا شخص اپنے گرد و پیش سے واقف ہونا چاہتا ہے۔ اس کی فہم و فراست میں نئے تجربات کا اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ الغرض اس کی ذہنی نشو و نما میں یہ پہلے سنگِ میل کا حکم رکھتا ہے۔ غیر شعوری طور پر ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس کی ایک انفرادی حیثیت بھی ہے اور اس دریافت کا اس کے کردار و نفسیات پر از حد عمدہ اثر ہوتا ہے۔

اس شاخ کے بعد اگر مزید شاخیں زندگی کی لکیر سے نمودار ہو کر اُوپر کی طرف بڑھتی ہوئی دکھائی دیں تو یہ بتاتی ہیں کہ درجہ بدرجہ وہ اہم تعلیمی مراحل سے نمایاں کامیابی کے ساتھ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ نیز یہ بھی بتاتی ہیں کہ اس کے اہلِ خاندان بتدریج فلاح و بہبود سے بہرہ ور ہوتے جاتے ہیں۔ اس فروغِ خاندانی سے اس کی نمود و احساسِ انفرادیت پر مزید خوشگوار اثرات مرتب ہوتے چلے جاتے ہیں (نقشہ نمبر ۱۶)۔

بعض ہاتھوں میں زندگی کی لکیر کے متوازی کچھ تفاوت سے اندرونی جانب، ایک واضح لکیر آغاز کے بعد سے کچھ فاصلے تک اس کا ساتھ دیتی ہے۔ ایسی لکیر بہت ہی اہم ہوتی ہے۔ کیونکہ آغاز کے اس نازک اور اثر پزیر دور میں یہ کسی قریبی عزیز کی نگہداری کی علامت ہے۔ مزید یہ ایسی محبت اور خوش گوار اثر کی آئینہ دار ہے جس کا نفسیاتی استفادہ طبیعت میں ایک خاص قسم کی محکمی اور احساس کا کام دیتا ہے۔ ایسا شخص عمر بھر ایک محبوب و محترم یاد کی طرح دل میں جاگزیں رہتا ہے (نقشہ نمبر ۱۶-الف)۔

اگر یہ متوازی خط زندگی کی لکیر سے بہت ہی قریب ہو تو قریبی رشتے دار کی مرحمت و شفقت کا پتا دیتا ہے اور اگر کچھ پرے واقع ہو تو یہ ایسے فرد کی طرف اشارہ ہے جو اگرچہ قریبی تو نہیں ہوتا مگر اہلِ خاندان سے اس کا رابطہ و تعلق خاصا قریبی ہوتا ہے (نقشہ نمبر ۱۶-الف)۔

زندگی کی لکیر کو آغاز کے قریب انگوٹھے کی جڑ کی طرف اگر ایک لکیر قطع کرے تو یہ بچپن کے ایام میں کسی ایسے واقعے کی طرف اشارہ کرتی ہے جس کے باعث بہت ہی دلی کوفت ہوتی ہے۔

ایسا واقعہ کسی ایسے شخص سے متعلق ہوتا ہے جس کا تعلق خاندان سے بہت قریبی ہوتا ہے۔ بیشتر یہ کسی فردِ خاندان سے بدسلوکی کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔

ایسی علامت کا نفسیاتی اثر بہت خراب اور دیرپا ہوتا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ ایسے شخص کی ناخوشگوار یاد بہت دنوں تک دل میں رہتی ہے اور ایسا تأثر چھوڑ جاتی ہے کہ زندگی کی گزرگاہ میں جب بھی کسی ایسے شخص سے واسطہ پڑتا ہے جو شکل و صورت یا عادات و خصائل میں اس سے مشابہت رکھتا ہو تو حاملِ نشان کو غیر شعوری طور پر آپ سے آپ خطرے کے قُرب کا احساس ہونے لگتا ہے اور وہ داخلی طور پر مدافعت کے لیے مستعد ہو جاتا ہے (نقشہ نمبر ۱۷)۔

ایسا نشان جب بھی کسی بچّے کے ہاتھ میں دیکھا جائے تو سنِ شعور کو پہنچنے سے پہلے والدین یا خاندان کے بزرگوں کا فرض ہے کہ متعلقہ خوف کو جو دل میں گھر کر گیا ہو نکال دینے کی کارگر کوشش کریں۔ ان کی بروقت توجہ اور معاملہ فہمی سے متعلقہ فرد یا واقعہ کی نسیاں کاری زائل کی جا سکتی ہے اور آئندہ چل کر حاملِ نشان خوف و وحشت سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اگر اصلاحِ حال نہ کی جائے تو اس کا اثر غیر شعوری طور پر اعصاب اور جذبات پر کچھ اچھا ثابت نہیں ہوتا۔

زندگی کی لکیر شروع میں اگر کٹی پھٹی ہو تو طفلی کے ایام بیماریوں کا تسلسل بن جاتے ہیں اور اس پر وہیں تارے کا یا خط کا نشان بھی نظر آئے تو سخت بیماری یا حادثے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے (نقشہ نمبر ۱۸)۔

سب سے زیادہ خراب نشانی زندگی کی لکیر کا ابتدا میں زنجیر دار ہونا ہے۔ ایسی صورت میں بچپن ایسا روگ کا زمانہ بن جاتا ہے کہ نشو و نما میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور جسم میں توانائی آنے ہی نہیں پاتی۔ ایسا بچہ ہڈیوں کا پنجر دکھائی دیتا ہے (نقشہ نمبر ۱۹)۔

زندگی کی لکیر کے آغاز سے متعلق باہر کی طرف چرخی کا سالم چھوٹا سا نشان دکھائی دے تو یہ پیدائش کے بعد رہائش کا مقام بدل جانے کی علامت ہے۔ جس قدر ایسی چرخیاں ہوں گی اتنی ہی تبدیلیاں ہوتی رہیں گی۔ ایسی نشانیاں اکثر ایسے بچّوں کے ہاتھ میں نظر آتی ہیں جس کے باپ کے کاروبار یا ملازمت یا ایسے ہی امور کے باعث تبادلے ہوتے رہتے ہیں (نقشہ نمبر ۲۰)۔

ایسے متواتر کراس اکثر بچّے کی ذہنیت میں ایک قسم کی اضطرابی کیفیت پیدا کر دیتے ہیں

(۱۹)

(۲۰)

(۲۱)

(۲۲)

(۲۳)

(۲۴)

اور پے در پے ماحول کی تبدیلیاں اس کی نشوونما کی راہ میں کسی حد تک غیر مفید ہی ثابت ہوتی ہیں۔ ذہنی نمود کے اس دھندلے دور میں مقامی ردّوبدل کا ایسا تسلسل جمعیتِ خاطر اور طبیعت کے ٹھہراؤ کے لیے کوئی خاص طور پر فائدہ بخش نہیں ہوتا۔

ایسے تبادلوں کا ایک خوشگوار پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ طبیعت میں شروع ہی سے گوناگوں حالات سے ہم آہنگ ہونے کی صلاحیت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور آگے چل کر نشیب و فرازِ حیات سے اچھی طرح عہدہ برآ ہونے کی استعداد اُبھر آتی ہے۔

غیر معیّن قیام کے باعث بچپن میں بہت کم ہی مستحکم دوست بنائے جا سکتے ہیں جس کی وجہ سے لڑکپن اور جوانی میں "مقیم زندگی" کی خواہش بڑھ جاتی ہے اور عام طور پر ایسے کام یا طرزِ حیات کی طرف طبیعت خود سے مائل ہو جاتی ہے کہ جس کا تعلق ایک معیّن قیام گاہ اور مستقل رہائش سے ہوتا ہے۔

یہ لکیر جب سالم اور بے عیب یا دُوسرے نشانات سے معرّا آغاز کرے اور شروع کا نصف انچ حصّہ واضح اور گہرا ہو تو ایسا شخص مقامِ پیدائش ہی میں نشوونما پاتا ہے۔ اس کی طبیعت میں ایک قسم کا استحکام پیدا ہوتا چلا جاتا ہے اور گھر اور گھر والوں سے موانست میں گہرائی اور اعتماد کے پہلو اُبھرتے چلے جاتے ہیں۔ اس کا دل گردوپیش اور اقارب کی محبت کے فطری جذبے سے معمور رہتا ہے (نقش نمبر ۲)۔

درحقیقت وہ اپنی ایک چھوٹی سی دُنیا بنا لیتا ہے۔ کھیل کود کے ساتھیوں سے ربط اور تعلق استوار کرتا ہے اور بچپن کے ایسے مراسم کا اثر اس کی تمام زندگی پر ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت ماحول میں کسی قسم کی اہم تبدیلی سے منتشر ہو جاتی ہے اور جب تک اچھی طرح بالغ نہیں ہو پاتا اسے باہر کی دُنیا سے کماحقہ سابقہ نہیں پڑتا۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی کے اُلٹ پھیر اور گوناگوں حالات سے مطابقت اور ہم آہنگی کی صلاحیت کم ہی اُبھرنے پاتی ہے۔ غیر متعلقہ افراد اور اُوپری جگہوں سے اُسے اجنبیت کا احساس ہوتا ہے اور ایسی حالت یا تبدیلی سے وہ طبعاً گریز کرتا ہے کہ جس میں اس کے ماحول کا مانوس اثر نہ ہو۔ وہ درحقیقت ایک معیّن معمول کا عادی ہوتا ہے اور غیر محسوس طور پر ایسی عادتیں اختیار کرتا جاتا ہے جو آگے چل کر اس کے طرزِ حیات کا محور بن جاتی ہیں۔ اس میلانِ طبع کا ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے اور وہ یہ کہ وہ ایسے محتاط اور مفید قسم کے فضائل کو اپنانے کی کوشش

کرتا ہے جن میں اپنوں سے قُرب، احباب سے محکم رابطہ اور گرد و پیش سے گہرے لگاؤ کے عناصر پائے جاتے ہیں۔

زندگی کی لکیر کے بیان میں اس سے قبل ولادت اور بچپن سے متعلقہ چیدہ چیدہ حالات کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اب آنے والے برسوں سے متعلقہ احکام کے لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عمر کے تعیّن کے طریقِ کار کا جائزہ لیا جائے تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ کسی علامت کا اثر کس سن و سال میں رونما ہوگا۔ عمر کے تعیّن کے بغیر درحقیقت اس فن کی عملی اہمیت بہت کم رہ جاتی ہے بلکہ غلط فہمی اور ذہنی کرب کا باعث بن سکتی ہے۔

وقت فی نفسہٖ غیر متعلق ہے۔ انسانی احساسات و عزم کا اس پر قطعاً کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ دن اور رات، ماہ اور سال ایک تعیّن کے ساتھ بلا کم و کاست گزرتے چلے جاتے ہیں۔

خوشی کے اوقات ہمارے احساسِ مسرت کے باعث ہمارے زعم کے مطابق جلد گزر جاتے ہیں اور مشکل کے لمحے طویل تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مگر یہ محض ہمارے ذاتی احساسات کا تاثر ہے۔ وقت درحقیقت اپنے بے بدل تعیّن کے ساتھ رواں ہے اور کوئی لمحۂ معیّن وقفۂ گزاراں سے نہ زیادہ اور نہ ہی کم وقت میں مرحلۂ ضرور یہ طے کرتا ہے۔

دست شناسی کے بعض مصنّفین کا خیال ہے کہ بچپن، جوانی اور بڑھاپے کے سالوں کے لیے زندگی کی لکیر کے یوں حصّے نشان زد کیے جانے چاہئیں کہ ابتدا کے دس سال کے لیے جس قدر لکیر کا حصّہ وقف کیا جائے وہ جوانی کے دس سال سے بہت زیادہ ہو اور بڑھاپے کے مقابلے میں بہت ہی فاضل ہو۔

اس طریقِ کار کا سب سے نمایاں نقص یہ ہے کہ وقت کو احساساتِ انسانی کا تابعِ فرمان بنا دیا گیا ہے جبکہ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔ وقت آزاد ہے، بے تعلق ہے اور اس کی گزرگاہ اٹل اور ناقابلِ ترمیم و تبدیلی ہے۔ وقت فی الحقیقت معیّن ہے اور ہر چیز سے بے نیاز چلا جا رہا ہے۔ انسان نہ اس پر قابض ہے نہ اس کی روشِ معیّنہ میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا کر سکتا ہے۔ البتہ اپنی ضرورتوں اور کاموں کے سلسلے میں اس سے ایک پیمانے یا ناپ کے طور پر استفادہ کر سکتا ہے۔

چونکہ وقت غیر متعلق ہے اس لیے اس کی نمایندہ تفاوت یا پیمانہ بھی جذباتِ انسانی سے غیر متعلق

ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے متذکرہ بالا نظریۂ تعیّنِ وقتی کی کبھی حمایت نہیں کی۔ میری رائے یہ ہے کہ ہاتھ کی لکیروں پر وقت کے تعیُّن کے بارے میں اوقات کی نشان دہی مساوی تفاوت ہی کی صورت میں دُرست ہو سکتی ہے۔

اہلِ ہنود کے ہاں تعیّنِ عمر کے چند ایسے طریقے رائج ہیں جو اس اصول کی مکمّل حمایت کرتے ہیں اور تجربہ بھی اسی بات کا شاہد ہے کہ بچپن کے دس سال بڑھاپے کے دس سالوں سے نہ لمبے ہوتے ہیں نہ ہی چھوٹے۔ پس دونوں زمانوں کے لیے زندگی کی لکیر کی مساوی حصّوں میں تقسیم ہی درست ثابت ہو سکتی ہے۔

عُمر کے تعیُّن کا طریقۂ کار

عُمر کے تعیّن کا جو طریقِ کار میں اپنی زندگی میں استعمال کرتا ہوں اسے سمجھانے کے لیے ایک طویل بحث اور تفصیلی بیان کی ضرورت ہے۔ اور یہ مطالعہ عمومی دست شناسی کے لیے شاید زیادہ مفید ثابت نہ ہو سکے۔ بہر کیف صحت کے ساتھ اوقات کا تعیّن مشق اور تجربے کے بغیر محالات سے ہے اور کم و بیش پچاس سالہ عملی دست شناسی کے بعد بھی یہی ماننا پڑتا ہے کہ بے عیب صرف ذاتِ الٰہی ہی ہے، اور ہر قسم کی تربیت اور تجربے کے باوجود بھی ذہنِ انسانی غلطی سے مبرّا نہیں ہے۔

عام استعمال کے لیے میں نے اپنی انگریزی کتاب HOW TO READ HANDS میں طریقۂ عشرہ کا یعنی ایسے طریقِ کار کا جس کی رو سے لکیروں پر دس دس سالہ زمانے کے مطابق نشاندہی کی جا سکتی ہے، اجمالی ذکر کیا ہے۔ یہ قابلِ عمل طریقِ کار ہے۔ عام فہم اور مفید ہونے کے باعث اس کا اب قدرے تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔

درمیانی اُنگلی جہاں ہتھیلی سے ملتی ہے وہاں سے ایک لکیر بنتی ہے۔ یہ ہتھیلی کی انتہائی طوالت کی بالائی حد ہے اور تعیُّنِ زمانہ کے نقطۂ نظر سے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ہتھیلی جہاں کلائی سے متعلق ہوتی ہے، وہاں پر کلائی میں دو تین واضح اور گہری لکیریں نقش ہوتی ہیں۔ یہ کلائی کی لکیریں کہلاتی ہیں۔ سب سے اُوپر والی لکیر اس مقام پر واقع ہوتی ہے جو کلائی اور ہتھیلی کے درمیان حدِّ فاصل

کا حکم رکھتا ہے ۔ کلائی کی یہ بالائی لکیر تعیّنِ زمانہ کے معاملے میں بڑی اہم تصوّر کی جاتی ہے ۔

جب درمیانی انگلی کی تحتانی گہری لکیر متعیّن کر لی جائے اور کلائی کی بالائی لکیر کی بھی صحت کے ساتھ نشان دہی ہو جائے تو ان دونوں کا درمیانی فاصلہ ناپ لینا چاہیے ۔ فرض کیجیے کہ یہ فاصلہ ساڑھے چار انچ لمبا ہے تو جب یہ لمبائی درست طور پر معلوم ہو جائے تو اس کے بعد ان دونوں خطوط کے درمیانی فاصلے کا نصف لے لیا جائے ۔ انگوٹھے کے نیچے زہرہ کا پُر گوشت اُبھار واقع ہے ۔ اس اُبھار کے گرد زندگی کی لکیر ایک واضح قوس کی صورت میں نقش ہوتی ہے ۔ ہتھیلی کی نصف لمبائی کی جہاں پر نشان دہی ہوتی ہے ، وہیں پر زندگی کی لکیر پر ایک نشان لگا لیا جائے ۔ طریقۂ عشرہ کے مطابق یہ نشان زندگی کی لکیر پر چالیسویں سال کا پتا دیتا ہے ۔ جب چالیسواں سال متعیّن ہو جائے تو وہاں سے زندگی کی لکیر کے ابتدائی مقام کی طرف چار مساوی حصّوں کی نشان دہی کر لی جائے ۔ اس کے تین حصّے تیسویں ، بیسویں اور دسویں سالوں کے مساوی حصّے نشان زد کر لیے جائیں ۔ اسی میزان سے چالیسویں سال سے آگے دس دس سالوں کے مساوی حصّوں پر نشانات لگائے جائیں ۔ یہ پچاسویں ساٹھویں الخ سالوں کی نشان دہی ہو گی ۔ جب ہتھیلی کی لمبائی ساڑھے چار انچ ہو تو عمر کی لکیر پر دس دس سالہ تفاوت نصف انچ کی طوالت کے برابر ہوتا ہے ۔ عام ہاتھوں میں یہ میزان درست ہی ثابت ہوتی ہے ۔ تجربہ اور مشق و مہارت سے اس میزانیہ میں ضروری ترمیم و تصحیح کا طریقہ رفتہ رفتہ آجاتا ہے اور واردات و وقوعات کا سال و زمانہ صحت کے ساتھ بتایا جا سکتا ہے ۔

یہ درست ہے کہ جو طریقِ کار میں اپنی عملی دست شناسی میں استعمال کرتا ہوں اس کے ذریعے سے مہینوں اور ہفتوں کا اندازہ بھی بعض حالات میں مکمّل صحت کے ساتھ لگایا جا سکتا ہے ۔ مگر جیسا کہ اُوپر کہہ چکا ہوں ؛ اس کی تفصیل کا یہ محل نہیں اور چونکہ اس کی تفہیم کے لیے بڑی محنت اور عملی راہنمائی اور مشق و کاوش کی ضرورت ہے اس لیے یہاں یہی مناسب ہے کہ سالِ وقوعہ کا تعیّن کرنے کا طریقہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے اور اگر اسے محنت اور دانش مندی سے عملی طور پر استعمال کرنے میں کامیابی حاصل ہو سکے تو یہ بھی بہت قابلِ ستائش امر ہے ۔

طریقۂ عشرہ سے جب دس سالہ وقفے کی نشان دہی ہو جائے تو ہر وقفے کو دس مساوی حصّوں میں تقسیم کرنے سے ایک ایک سال کا زمانہ معلوم ہو سکتا ہے ۔ جب زندگی کی لکیر پر سالوں کے نشانات

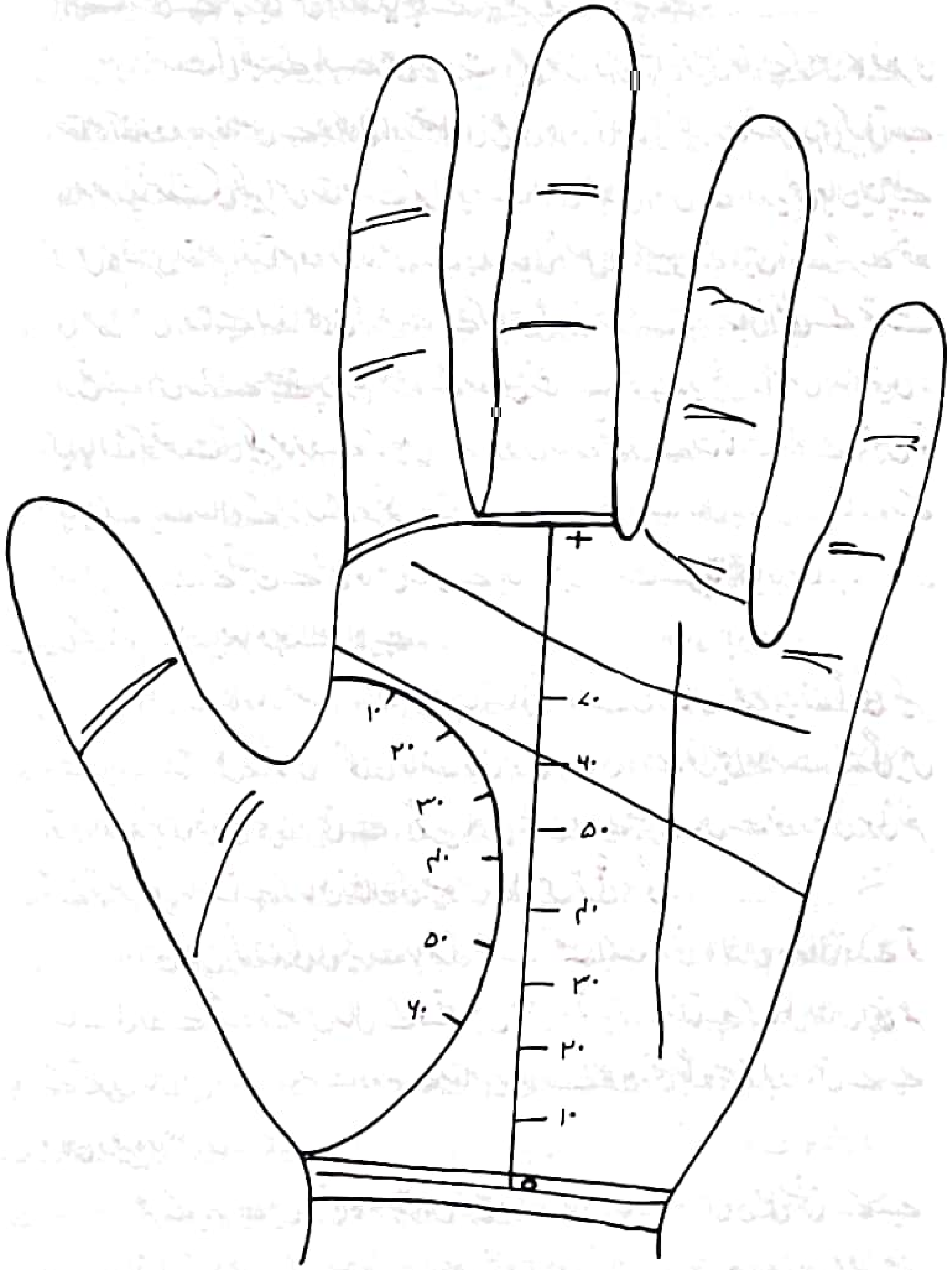

کی نشان دہی مکمل کر لی جائے تو دوسری اہم لکیر جو زمانۂ حوادث و واقعات کے سلسلے میں بڑی اہمیت رکھتی ہے، پر یہی عمل درآمد کیا جائے۔ یہ لکیر قسمت کی لکیر ہے۔

قسمت کی لکیر کے بارے میں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اس کا فطری مقامِ آغاز وہ حدِ فاصل ہے جو کلائی اور ہتھیلی کی سطح کی کلائی کی بالائی لکیر سے نشان دہی کرتی ہے۔ عام طور پر قسمت کی لکیر اس مقام سے کچھ اوپر ہٹ کر ہی شروع ہوتی ہے اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ اس کا فطری مقامِ اختتام وہ حدِ فاصل ہے جو درمیانی اُنگلی اور ہتھیلی کے مابین ایک گہرے خط کی طرح نقش ہوتا ہے لہٰذا کلائی کی لکیر سے لے کر اس گہرے خط تک جو درمیانی انگلی کے تحت واقع ہے اِس سارے حصّے پر طریقۂ عشرہ کے مطابق نشانات لگا لینے چاہئیں۔ اس امر کا خیال نہ کیا جائے کہ قسمت کی لکیر موجود ہے کہ نہیں۔ جب دس سالہ وقفوں کے نشانات لگا لیے جائیں تو پھر ایک ایک سال کے برابر کے وقفوں کے نشانات لگا لیجیے۔ اب سال بہ سال کے زمانے کے مماثل نشانات کے تعین سے کسی خاص سال کے بارے میں سہولت سے پتا لگایا جا سکتا ہے کہ اس سال میں کس قسم کا واقعہ یا معاملہ ہونے والا ہے۔

وقوعات کا زمانہ معلوم کرنے میں اب آسانی ہو جائے گی۔ مثال کے طور پر زندگی کی لکیر سے ایک شاخ نکل کر اگر کسی اُنگلی کی جانب جاتی ہوئی دکھائی دے تو ایسی علامت زندگی میں ترقّی اور دنیوی فروغ کا پتا دیتی ہے۔ اگر یہ بالائی شاخ عمر کے بیسویں سال سے نمودار ہوتی ہوئی نظر آئے تو حکم لگایا جا سکتا ہے کہ حاملِ نشان کی بیسویں سال میں ترقّی ہو گی۔

اسی طرح اگر زندگی کی لکیر سے باہر کی طرف متّصل ایک چرخی کا نشان دکھائی دے تو حساب کی رو سے اگر وہ تیسویں سال کے وقفے میں نقش ہو تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ حاملِ نشان اپنی عمر کے تیسویں سال میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر چلا جائے گا اور نئی جگہ پہنچ کر بود و باش کے لیے مکان وغیرہ حاصل کرے گا۔

عمر کے بارے میں تعین کا طریقہ اس طرح ذہن نشین ہو جائے تو اس کی عملی مشق کے لیے احباب و اقربا کے ہاتھوں کے نقشے بہت ہی مفید ثابت ہوتے ہیں۔ جب یہ صلاحیت بڑھنے لگے تو پھر دوسروں کے ہاتھوں کو دیکھنے میں بھی مضائقہ نہیں۔ مگر شروع شروع میں اپنوں ہی کے ہاتھ

دیکھنے مناسب ہیں۔

یہ بات بہت اہم اور غور طلب ہے کہ دست شناسی نظری شے نہیں ہے۔ یہ ایک عملی فن ہے اور محنتِ شاقّہ، وسیع تجربہ اور مشق و تربیت کے بغیر اس میں دسترس حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ اس میں کشف و مکاشفہ کا کوئی دخل نہیں۔ اس لیے بڑی احتیاط اور ذمّے داری سے ابتدائی زمانۂ مشق میں قدم رکھنا چاہیے۔ ورنہ کچھ بعید نہیں کہ نافہمی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے گمراہ کن و دلآزار قسم کے احکام و نتائج کے باعث ندامت اُٹھانی پڑے اور دوسروں کو اذیت پہنچے۔

حیاتِ انسانی کے بارے میں پیش گوئی یا احکام لگانا بہت ہی نازک امر ہے۔ اس کا احساس عام لوگوں کو بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ عطائی قسم کے کم اندیش شوقیہ ہاتھ دیکھنے والے بعض اوقات اپنے احباب کے دلوں میں ایسے دیرپا مضر اثرات ڈال دیتے ہیں جن کے باعث ان افراد کے لاشعور میں ایک مستقل خدشہ بیٹھ جاتا ہے اور وہ اندر ہی اندر اس فکر میں گھلتے رہتے ہیں۔

گزشتہ پچاس سالہ عملی دست شناسی کے دوران میں سینکڑوں ہزاروں افراد کے قلوب سے مجھے اس نوع کے خدشات نکالنے کے سلسلے میں بڑی بڑی دِقّتیں اُٹھانا پڑی ہیں۔ اس قسم کا ایک واقعہ مجھے بمبئی میں بھی درپیش ہُوا۔ ایک کامیاب تاجر کسی معاملے سے متعلق طالبِ مشورہ ہُوئے۔ حسبِ دستور میں نے ان کے دونوں ہاتھوں کے نقشے اُتارے، تاریخِ ولادت پُوچھی اور نقشوں پر عمر کے نشانات لگانے کے بعد ان کے سابقہ حالات بیان کیے۔ اس کے بعد ان کی حالیہ عمر کی نشان دہی پر پہنچ کر معاملۂ زیرِ بحث کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہُوئے انھیں مشورے اور احکام پیش کیے۔

حساب اور نشانات کی رو سے ان کے جاریہ دورِ حیات کے تین سال کے قریب کا زمانہ مشکلات کا اور باقی تھا۔ اس کے بعد ان کی زندگی کا کامیاب ترین دور شرُوع ہونے والا تھا، جس میں عزّت، دولت، اولاد کا سُکھ غرض کہ دنیوی خوشیوں سے انھیں بہرۂ وافر میسّر ہونے کے جلی امکانات تھے۔ یہ خوش بختی کا دور کم و بیش دس سال کے عرصے پر محیط تھا۔

میرا تجزیۂ حال اور احکام سُن کر وہ بے حد حیرت زدہ ہُوئے۔ جہاں تک زیرِ غور معاملے

کا تعلق تھا وہ اس کے بارے میں کافی مطمئن ہوئے۔ جس کی غالباً وجہ یہی تھی کہ میں اپنے مرجوع سے کبھی نہیں پوچھتا کہ وہ کیا جاننا چاہتے ہیں۔ میرا طریقِ کار یہ ہے کہ آغازِ حیات سے حال تک کے حالات بیان کر دیتا ہوں اور حال پر پہنچ کر اہم عنوانات پر تفصیل سے بحث کرتا ہوں۔ اور رجوع کرنے والا شخص کسی اہم ضرورت کے تحت ہی آتا ہے، لازماً اس کے معاملۂ حاضرہ پر آپ سے آپ روشنی پڑتی جاتی ہے۔ چونکہ بغیر ان کے کچھ کہے سُننے میں نے اُن کے مسئلہ درپیش پر ان تاجر حضرت سے تفصیلی بات کی تھی، اس لیے وہ بہت زیادہ متأثر بھی ہوئے اور مطمئن بھی۔

مگر جہاں تک ان کے آیندہ دس سالہ دورِ کامرانی کا معاملہ تھا، وہ اس سلسلے میں بہت ہی مشکوک تحیّر سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ کچھ دیر سکوت و فکر کے بعد انھوں نے نہایت احترام کے لہجے میں مجھے دوبارہ اس آیندہ دس سالہ اچھے دور کے بارے میں بغور مطالعہ کرنے کی درخواست کی۔ میں نے مکرر وہی احکام سُنائے۔ اُن کے متفکر بُشرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اُلجھ سے گئے ہیں۔ بالآخر کچھ مزید توقّف کے بعد وہ کہنے لگے "آپ نے میرے حالات کے بارے میں اور گزشتہ حالات کے سلسلے میں بے حد حیرت انگیز سچّائی سے ہر واقعہ بیان کیا ہے مگر آیندہ کے بارے میں مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آپ کچھ چُھپا رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ میری بیوی اس دور کے خاتمے تک ہی جئے گی اور شاید گھر کی خوشی اور اولاد وغیرہ دوسری شادی سے ہی حاصل ہو سکے گی۔"

اس کے بعد ایک مفصّل بحث چھڑ گئی جس کے دوران انھوں نے بتایا کہ ان کے ایک بہت ہی عزیز دوست نے جو دست شناسی میں کافی ملکہ رکھتے ہیں، بتایا ہے کہ عمر کے چالیسویں سال کے بعد ان کی دوسری شادی ہوگی۔ بہت اصرار کے بعد بھی انھوں نے اس بات کی وضاحت نہ کی اور انھیں یہی باور کرنا پڑا کہ ان کی بیوی کا انتقال ہو جائے گا۔

مصلحت کے پیشِ نظر میں نے ان سے زیادہ حجت نہ کی۔ جو بات ان کے دل میں بیٹھ چکی تھی اس کا نکالنا آسان کام نہ تھا، اور وہ غم میں گُھلے چلے جا رہے تھے۔ بہرکیف میں نے ان کے دست شناس دوست سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ بہت متأثر ہوئے اور جانے سے پہلے آیندہ اتوار کو اپنے ہاں کھانے پر دعوت دے گئے۔

وہ شام بڑی یادگار اور دل چسپ تھی۔ ان کے وسیع اور شاندار دسترخوان پر بمبئی کے کئی

سربرآوردہ تاجروں سے ملاقات ہوئی اور اس کا اثر میری پریکٹس پر بہت ہی خوشگوار اور مفید پڑا۔

جب کھانے سے فراغت کے بعد پان سگریٹ کا دور شروع ہوا تو انکے دست شناس دوست میرے قریب آ بیٹھے۔ فن پر تبادلۂ خیالات شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ غالباً دو تین گھنٹوں تک جاری رہا اور اس میں تمام مہمانوں نے بڑی دِل چسپی سے حصّہ لیا۔ میز بان کے ہاتھوں کے نقشے میں مصلحتاً ساتھ لے آیا تھا۔ موقع محل دیکھ کر گفتگو کا رُخ عملی دست شناسی کی طرف موڑتے ہوئے میں نے وہ نقشے میز پر پھیلاتے ہوئے انھیں ترغیب دلائی کہ مجھے مختلف علامتوں اور نشانیوں سے متعلق اپنے طریقِ کار کی تعلیم دیں۔ میرا انداز گویا باہم دگر تفہیم و اضافۂ علمی کا پہلو لیے ہوئے تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ اس پر مائل ہو گئے۔

اس وقت سبھی مہمان اور اہلِ خانہ ہمارے گرد جمع ہو گئے اور عجیب ذوق و شوق سے اس تجربے کا مشاہدہ کرنے لگے۔ پہلے پہل تو انھوں نے ذرا احتیاط اور کسرِ نفسی سے کام لیتے ہوئے چند احکام لگائے جو عمومی حیثیت رکھتے تھے، اور درست بھی تھے۔ میں نے ہمت بڑھائی تو کچھ کچھ کُھلے اور ذرا جرأت کے ساتھ لکیریں پڑھنے لگے۔ ان کا علم محدود اور مشق محدود تر تھی۔ پڑھے لکھے اور کامیاب تاجر تھے۔ نفسیات میں دخل تھا اور مردم شناس بھی تھے۔ اس لیے بہت سی باتیں قیافہ اور نفسیاتی چابکدستی سے درست کر لیتے تھے۔ عمومی امور سے گزر کر جوں ہی انھوں نے واقعات پر تبصرہ شروع کیا میں نے پہلے ہی فقرے پر روک دیا۔

"بچپن میں ایک بیماری آئی تھی۔ خطرناک تھی۔ مگر جان بچ گئی۔ ذرا علامت کی نشاندہی کیجیے" میں نے عرض کیا۔ انھوں نے زندگی کی لکیر پر کچھ سولہ سترہ سال کی عمر کے اندازے پر نشان دہی کی۔ اس پر میں نے انھیں عمر کے تعیّن کے لیے نشانات لگانے کی ترغیب دی تو انھوں نے مذکورہ علامت کے قریب سات برس کا سن شمار کیا۔

اس طرح انھوں نے اپنے زعم کے مطابق گزشتہ چھ سات واقعات بیان کیے اور میری درخواست پر ہر واقعے کا سال بھی نشان زد کرتے گئے۔ بالآخر اس نشان پر پہنچے جسے وہ شادی کا سال بتاتے تھے۔ پھر اس علامت کی طرف اشارہ کیا جسے وہ شریکِ حیات کے گزر جانے کی نشانی بتاتے تھے اور اس عمر کا اندازہ چالیس سے کچھ قریب بتایا۔ اس کے بعد میں نے نشان بہ

نشان اور سال بہ سال ان تمام واقعات کی تفصیل اور تشریح کی کہ جو ان ہاتھوں کی لکیروں میں نقش تھے۔ کم و بیش سبھی مہمان اپنے میزبان کی زندگی کے تمام اہم واقعات سے آگاہ تھے۔ عطائی دست شناس جس عمر میں ان کی بیوی کے انتقال سے متعلق علامت کی نشان دہی کر رہے تھے وہ کم و بیش حیات کا ستر واں سال بنتا تھا اور چونکہ میں نشان بہ نشان بیان کے ساتھ ساتھ سالِ وقوعہ بھی صحت کے ساتھ بتاتا گیا وہ میری استعدادِ فنی سے بے حد متأثر ہوئے۔ مگر تھے بڑے ہی شریف النفس اور حد درجہ حق شناس۔ اصلاحِ احکام کا راز پاتے ہی میزبان سے اپنی غلط پیش گوئی کے لیے نہایت انکسار کے ساتھ اظہارِ ندامت کیا اور طالبِ عفو ہوئے۔ میزبان بڑے اداشناس تھے۔ اٹھ کر میری طرف لپکے اور مجھ سے لپٹتے ہوئے بے ساختہ کہہ اٹھے "ارے بشیر بھائی! کیا ترکیب سے دل کا کانٹا نکال دیا ہے۔" اس کے بعد ہمارے مراسم میں ایک خاص خلوص اور گہرائی پیدا ہو گئی اور ان کے خاندان اور حلقۂ احباب میں مجھے بہت احترام اور محبت کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔

اس قسم کے بے شمار واقعات روزمرہ کی عملی زندگی میں میرے سامنے آتے رہتے ہیں اور عطائی دست شناسوں کی کم اندیشی اور غیر ذمے دارانہ احکام بیانی سے ہاتھ دکھانے والے تفننِ طبع کی بجائے زحمتِ فکر کے شکار ہو جاتے ہیں۔

اس قسم کی دِل آزار اور نقصان رساں دست شناسی سے سکوت ہزار درجہ بہتر ہے۔ آپ کے دل میں اگر ہاتھ دیکھنے کا سچا شوق ہے تو سب سے پہلے اس فن کے مبادیات سے آگاہی حاصل کیجیے۔ جب کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگے تو ہاتھوں کے نقشے جمع کر کے ان کا ژرف نگاہی سے مطالعہ کیا جائے۔ جوں جوں مشق بڑھے گی، احکام لگانے کی صلاحیت اجاگر ہوتی جائے گی۔

ہاتھوں کے نقش اُتارنے کا طریقہ

ہاتھوں کے نقش اُتارنے کے کئی طریقے ہیں۔ آسان اور عملی طور پر قابلِ اعتماد طریقہ وہی ہے جو محکمۂ پولیس کے شعبۂ جرائم میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے لیے چند اشیا کی ضرورت ہے جو اسٹیشنری کی ہر اچھی دکان سے مل سکتی ہیں:

ایک ٹیوب چھاپہ خانہ والی سیاہی۔

ایک رولر پانچ چھ انچ لمبا۔

چمک دار سطح والے گتے کا ایک ٹکڑا، نو انچ لمبا اور چھ انچ چوڑا۔

ہاتھ کے نقشے اُتارنے کا طریقہ یہ ہے کہ سیاہی کی ٹیوب سے حسبِ ضرورت تھوڑی سی سیاہی گتے کی سطح پر ڈال دی جائے۔ پھر رولر کے آگے پیچھے کی حرکت سے اسے ہموار کیا جائے۔ جب سیاہی کی سطح یکساں دکھائی دینے لگے رولر کے گرد یہی سیاہی چسپاں ہو جائے گی۔ جب رولر کو ہتھیلی کی سطح اور انگلیوں پر گھمایا جائے گا تو ہاتھ کے مختلف حصوں پر یہ سیاہی یکساں طور پر چڑھ جائے گی۔ اب ہاتھ کے مناسب نقشے اُتارے جا سکتے ہیں۔

نقشوں کی صفائی اور صحت کے پیشِ نظر مناسب یہ ہو گا کہ سب سے پہلے اُنگلیوں پر اُوپر سے نیچے کی جانب رولر گھمایا جائے۔ جب ہر اُنگلی پر نمایاں سیاہی چسپاں ہو جائے تو انگوٹھے پر سیاہی لگائی جائے۔ پھر ہتھیلی پر رولر اُوپر نیچے کر کے اس کی تمام تر سطح پر سیاہی ہموار کر لی جائے۔ اس عمل کے دوران میں رولر کی سیاہی ہلکی یا پھیکی ہو جائے تو اسے گتے پر ہموار شدہ سیاہی پر چند بار پھر رول کر لیا جائے۔ یہ خیال رہے کہ گتے کی سطح پر کافی سیاہی موجود رہے۔ اگر یہ کم ہو چکی ہو تو ٹیوب سے مزید سیاہی کا اضافہ کر لیا جائے اور اسے رولر سے یکساں کر لیا جائے۔

سیاہی ہتھیلی، انگلیوں اور انگوٹھے پر تسلی بخش طور پر چڑھ جائے تو دس انچ اور نو انچ چوڑا یا اس کے لگ بھگ سائز کا سفید کاغذ کا ایک ورق لیا جائے۔ ایک دبیز رسالے یا اخباری کاغذوں کی نصف انچ موٹی تہ جمائی جائے اور اس پر سادہ سفید کاغذ کا ورق رکھ لیا جائے۔ پھر سیاہی سے کالے کیے ہوئے ہاتھ کو احتیاط کے ساتھ اس کاغذ پر پھیلا دیا جائے۔ یہ خیال رہے کہ ہاتھ سہولت سے اور بغیر تناؤ کے رکھا جائے۔ پھر بائیں ہاتھ سے کلائی کے قریب سیاہ ہاتھ پر موزوں دباؤ ڈالا جائے۔ اس کے بعد دائیں ہاتھ سے فرداً فرداً ایک ایک اُنگلی اور انگوٹھے پر دباؤ ڈالا جائے۔ اس کے بعد دائیں ہاتھ کو سیاہی لگی ہوئی ہتھیلی کی پشت پر رکھ کر مناسب دباؤ ڈالا جائے۔ اب کاغذ سے ہاتھ ہٹا لیا جائے۔

اگر دھیان اور احتیاط سے نقش اُتارے جائیں تو ہاتھوں کے پرنٹ صاف اور واضح کاغذ کی سطح پر اُتر آئیں گے۔ ممکن ہے کہ پہلی بار کامیابی نہ ہو۔ دوبارہ سہ بارہ کوشش سے اچھے نقش

اُتر آتے ہیں۔ یہ محض مشق کا معاملہ ہے۔ اس سلسلے میں کسی ترکیب یا مہارت کی ضرورت نہیں جب ایک ہاتھ کا نقش تسلی بخش دکھائی دے تو پھر اسی عمل سے دوسرے ہاتھ کا چربہ اُتار لیا جائے۔

شناخت کے لیے نقش کے ایک کونے میں صاحبِ نقش کا نام اور پتا لکھ لیا جائے۔ اس کے نیچے تاریخِ ولادت بھی لکھ لیں۔ دوسرے کونے میں پرنٹ تیار کرنے کی تاریخ بھی لکھ لینی چاہیے۔

اب طریقۂ عشرہ سے زندگی اور قسمت کی لکیروں پر سال بہ سال نشان دہی کر لینی چاہیے۔ جیسا کہ اُوپر ذکر آ چکا ہے عُمر کے نشانات لگانے کے لیے ہتھیلی کی بالائی اور زیریں حدود کو متعین کرنے والی لکیریں نقش میں صاف اور واضح ہونی چاہئیں۔ ہتھیلی اور درمیانی انگلی کے مقامِ اتصال پر ایک واضح لکیر بنتی ہے۔ یہ لکیر نقش میں صاف اور پوری اُتاری جائے۔ کلائی کے قریب دو یا تین واضح اور موٹی لکیریں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے بالائی لکیر بہت اہم ہے۔ یہ بھی نقش میں مکمل اور صاف دکھائی دینی چاہیے۔ یہ دونوں لکیریں ہتھیلی کی فطری طوالت بتاتی ہیں اور عمر کے سالوں کی نشان دہی کے لیے ان کی صحت از حد ضروری ہے۔

جب نقوش پر سالوں کی نشان دہی کی جائے تو انھیں ایک فائل میں بحفاظت رکھ لیا جائے۔ یہ آیندہ مطالعہ اور پرنٹوں کے ساتھ مقابلے اور حوالے کے کام میں کافی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ جس قدر ہاتھوں کے نقشے جمع ہو سکیں، اسی قدر اچھا ہے۔ دست شناسی کی عملی مشق کے لیے ان سے بہتر اثاثہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

انگوٹھے کی جڑ پر ایک گہری اور موٹی لکیر پائی جاتی ہے۔ زندگی کی لکیر اور انگوٹھے کی اس تحتانی لکیر کے درمیان گوشت کا ایک دبیز اُبھار ہے۔ یہ شکر کا اُبھار کہلاتا ہے۔

زندگی کی لکیر شکر یعنی زہرہ کے اُبھار کا احاطہ کرتی ہے۔ اس لکیر اور اُبھار سے جذباتی، جنسی، خاندانی اور نجی حالات پر اہم اور واضح روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ زندگی کے تمام اہم واقعات و حالات کا اسی حصّے سے کافی حد تک قابلِ اعتماد علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔

زہرہ کا اُبھار محبت کے معاملات اور جنسی رجحانات و واقعات سے وابستہ ہے۔ نیز یہ موسیقی اور رنگ و آہنگ سے بھی متعلق ہے۔

جب زندگی کی لکیر گھیردار ہو گی تو یہ اُبھار بڑا ہو گا۔ جس قدر یہ لکیر ہتھیلی کی سطح پر بڑی قوس بناتی ہُوئی گزرے گی، اسی قدر اُبھار کا رقبہ بڑھ جائے گا۔ جس قدر یہ لکیر سکڑتی جائے گی، اسی قدر شکر یعنی زہرہ کا اُبھار بھی تنگ اور چھوٹا ہوتا جائے گا۔

اگر یہ اُبھار بڑا، گول اور اُٹھا ہُوا ہو تو طبیعت میں گرم جوشی، تپاک، محبت، میل ملاپ کی آرزو کا پتا دیتا ہے۔ جنسی قوّت اور ازدواجی زندگی کے لیے موزوں اہلیت کے باعث ایسا شخص بالعموم شباب کے آغاز ہی میں شادی کا خواہاں ہوتا ہے اور بہت دنوں تک تجرد کی زندگی نہیں گزارتا۔ متاہل زندگی کا دلدادہ اور بال بچوں کا چاہنے والا ہوتا ہے۔ ایسا فرد اچھا باپ بن سکتا ہے۔ یہی علامت اگر عورت کے ہاتھ میں ہو تو وہ اچھی ماں بننے کی فطری صلاحیت سے بہرہ ور ہوتی ہے۔

جب زندگی کی لکیر وسیع قوس بناتی ہوئی ایسے بڑے اُبھار کا احاطہ کرتی ہُوئی دکھائی دے تو ایسے شخص کا پتا دیتی ہے جو اپنے معمولِ حیات میں محبت، پیار، تپاک کا حامی اور ملنسار ہوتا ہے۔ اقربا پروری اس کی فطرتِ ثانیہ ہوتی ہے (نقش نمبر ۲۲)۔ وہ ہر اس ضروری امر کا خیال رکھتا ہے جو متاہل زندگی کو ہموار بنانے میں معاون ثابت ہو سکے۔ بال بچوں کے لیے اچھا گھر، دنیوی ضرورت کی کفالت کے لیے مناسب آمدنی، فرنیچر کپڑے سبھی کچھ حاصل کرنے کی شروع ہی سے کوشش کرتا ہے اور عام طور پر باعزت اور بامروت زندگی بسر کرتا ہے۔

اس اُبھار پر زندگی کی لکیر کے متوازی چند واضح لکیریں بھی نقش ہوں تو اس کے حلقۂ احباب میں چند خیر اندیش افراد بھی ہوتے ہیں جن سے اس کے مراسم استوار اور مستقل صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسی ہر ایک لکیر مُحِبّ و مُعاوِن کا پتا دیتی ہے (نقش ۲۴)۔

اگر اس اُبھار پر آڑی ترچھی واضح لکیریں پائی جائیں جو زندگی کی لکیر سے جا ملتی ہوں یا اسے کاٹتی ہوں تو خاندانی مناقشت، نجی بدمزگی، بے چین اوقات، جذباتی انتشار گلے کا ہار بن جاتے ہیں۔ بیماری، دکھ، جھگڑے دن رات اسے پریشان کرتے رہتے ہیں۔ ایسے شخص کو نہ کھانے کا مزہ نہ رات کا چین نصیب ہو سکتا ہے (نقش ۲۳)۔

جب ایسی ترچھی آڑی لکیریں افراط سے شکر کے اُبھار پر نقش ہوں تو ایسے شخص کو اپنے جذبات اور فطری ہیجانات پر قابو نہیں رہتا۔ اس کی طبیعت اگرچہ ہمدردانہ ہوتی ہے مگر اس کے کردار میں ایسے عناصر بھی پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے وہ گھریلو معاملات میں دانائی سے کام لینے کی بجائے ایسے اثرات اور پہلوؤں کو ہوا دیتا رہتا ہے جو فساد کی جڑ ہوتے ہیں۔ اور حق تو یہ ہے کہ وہ اپنی نجی زندگی کو اندوہناک اور غمگین بنانے کا خود ہی ذمے دار ہوتا ہے (نقش ۲۲)۔

ایسے شخص کو ٹھنڈے دل سے اپنی فطرت اور جذبات کا جائزہ لینا چاہیے۔ اگر وہ غور کرے گا تو اس نتیجے پر پہنچے گا کہ وہ جذبات کی رو میں بہ جانے کا خوگر ہے اور بغیر سوچے سمجھے ایسی باتیں کر گزرتا ہے جو دوسروں کا دل دکھانے والی ہوتی ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ باہم دگر چپقلش، بدمزگی اور غم و غصّہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایسا شخص اپنوں ہی سے بدگمان رہتا ہے اور بجائے اس کے کہ ان پر اعتماد کرے اور خلوص روا رکھے، ان سے شاکی رہتا ہے۔ غرض کہ وہ اپنوں سے اجنبیوں کا سا برتاؤ رکھتا ہے اور یہی اس کی بدترین خرابی اور غلطی ہوتی ہے۔ اگر وہ اس کمزوری کی تصحیح کی طرف توجہ کر سکے تو اپنے قلب میں تسکین اور ماحول میں ایک نئی رُوح پھونک سکتا ہے اور اس کے باعث اپنی شادمانیوں میں معتد بہ اضافہ بھی کر سکتا ہے۔

ایسی لکیریں "خطوطِ انتشار" کہلاتی ہیں۔ اعصابی تناؤ، طبیعت کی بے چینی اور قلبی پریشانی کا پتا دیتی ہیں۔ نیز یہ بے آرام نجی زندگی اور مضطرب ماحول کی طرف بھی اشارہ کرتی ہیں۔

ان لکیروں کا صحت پر بھی بہت ہی بُرا اثر ہوتا ہے۔ یہ اعصاب و معدے کی بیماریوں کے پے در پے خدشے کا بھی پتا دیتی ہیں۔ ایسا شخص دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے۔ نہ اس کا کام میں جی لگتا ہے اور نہ ہی وہ دنیوی امور میں کوئی نمایاں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اس کے گھر کے لوگ بھی اس کی کوئی خاص دیکھ بھال اور دلجمعی کا سامان نہیں کرتے۔ وہ گویا گھر میں نکّو، بدنام اور قابلِ سزا تصوّر کیا جاتا ہے۔ اگر اس کی حیثیت بزرگ خاندان یا کمانے والے کی ہو تو بھی اس کا احترام نہیں کیا جاتا۔ اس کی محنت کی کمائی اور مال و دولت سے فائدہ تو اُٹھایا جاتا ہے مگر نہ اس کا سچے دل سے اعتراف کیا جاتا ہے نہ شکر و امتنان۔ طعنہ زنی اور نکتہ چینی سے گریز نہیں کیا جاتا۔ برابر والے سامنا کرتے ہیں اور چھوٹے اور کمزور

اس کی پُشت پیچھے اسے بُرا بھلا کہنے سے گریز نہیں کرتے۔ ماحول میں ایسے اثرات کا دباؤ اسے گھر سے باہر اپنے لیے عیش و آسائش کے اسباب تلاش کرنے کی طرف مائل کر دیتا ہے۔

ہر ہاتھ میں زندگی کی لکیر کے احاطہ میں شکر کے اُبھار پر چند ایسی مخالف لکیریں بالعموم دکھائی دے جاتی ہیں۔ اگر یہ اچھے خاصے تفاوت سے نقش ہوں تو یہ جاننا چاہیے کہ زندگی کے مختلف دوروں میں جن کا صحیح اندازہ طریقۂ عشرہ سے لگایا جا سکتا ہے، ناہموار حالات یا نجی اُونچ نیچ کے وقوعات کے امکانات، حیاتِ انسانی کے گویا مشکل ترین سالوں کا پتا دیتے ہیں۔ دُنیا بھر میں شاید ہی کوئی ایسا فرد ہو گا جسے کبھی نہ کبھی دُکھ درد یا خاندانی تکلیفوں کا سامنا نہ کرنا پڑا ہو۔ ان لکیروں کا ہجُوم یا تسلسُل و توارُد بلاشبہ بھیانک ہے، اور یہی وہ لکیریں ہیں جو نجی منتشر ماحول کے باعث حاملِ نشانات کو غلط مقامات میں آرام و دلچسپی کی تلاش کی طرف راجع کر دیتی ہیں۔

زندگی کی لکیر پر اندرونی سمت اگر ایک واضح چرخی کا نشان دکھائی دے تو اس عمر میں گھر کے لوگوں یا قریبی رشتے داروں سے فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے اور دل کو سخت قسم کا رنج و ملال پہنچتا ہے۔ ایسے واقعے کے اثرات بہت دیرپا ہوتے ہیں۔ اگرچہ جھگڑا بالآخر ختم ہو جاتا ہے مگر اس کی یاد بہت دنوں تک دل میں رہ جاتی ہے (نقش ۲۵)۔

زندگی کی لکیر وسیع قوس بنائے، عمدہ اور سالم ہو اور شکر کے اُبھار پر مخالف لکیریں نہ ہوں تو ایسا شخص خوش گوار زندگی گزارتا ہے اور خوش پوش، خوش خوراک اور خوش کردار ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت میں خیر اندیشی اور ہمدردی کے عناصر کافی نمایاں ہوتے ہیں۔ شعر و موسیقی سے دلچسپی، دعوتوں کا شوق، مجلس آرائی اور دوست پروری کے عناصر اس کی شخصیت میں جاذبیت پیدا کر کے اس کے گھر کو مرجعِ خلائق بنا دیتے ہیں۔ وہ اکثر مقبولِ عام ہوتا ہے۔ اس کا دستر خوان کھُلا اور حلقۂ احباب وسیع ہوتا ہے۔

چھوٹے نشانات اہم واقعات کی نشان دہی کرتے ہیں اور گزرگاہِ حیات کے اُونچ نیچ کا پتا دیتے ہیں۔ اگر زندگی کی لکیر سالم اور واضح اور بے عیب رواں ہو تو صحت کی عمدگی اور طبیعت کی یکسانیت کا پتا دیتی ہے۔ اگر اس کی راہ میں کہیں جزیرے کا نشان واقع ہو تو یہ جسمانی آزار و بیماری کا پتا دیتا ہے (نقش ۲۶)۔

Scanned with CamScanner

جزیرے کا نشان عورت کے ہاتھ میں کسی حد تک نسوانی صحت اور ردوبدل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ مگر جب ایسا واضح نشان پینتالیس پچاس سال دور میں اُبھرا ہُوا دکھائی دے تو یہ اس حقیقتِ حال کا پتا دیتا ہے کہ "ایام" ختم ہو گئے ہیں اور زرخیز زمانہ انجام کو پہنچ گیا (نقش ۲۶۔ الف)۔

ایسا جزیرہ بڑی بے چینی، انتشار، اعصابی تناؤ کے اثرات کا پتا دیتا ہے۔ مزاج میں اہم تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور طبیعت مسلسل ناساز رہتی ہے مگر جب جزیرے کا زمانہ گزر جاتا ہے تو تمام پریشانی اور بے چینی ختم ہو جاتی ہے، اور اس کی جگہ تسکینِ باطن اور پائیدار قسم کی آسائش پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر بڑی مشکل اور ابتلا کے بعد ہی ایسی تبدیلی کا امکان ہے۔

جزیرے کا نشان زندگی کی لکیر کے خاتمے پہ واقع ہو تو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ آخری ایام کرب و ابتلا میں گزریں گے۔ صحت کی خرابی جان لیوا ثابت ہوگی۔ یہ نشانی درحقیقت مرض الموت کا حکم رکھتی ہے (نقش ۲۶ ۔ ب)۔

زندگی کی لکیر اگر کسی مقام پر ٹوٹ جائے تو سخت بیماری یا حادثے کی نشان دہی کرتی ہے۔ اگر زندگی کی لکیر محض ایک ہی ہاتھ میں شکستہ ہو تو اثرات مہلک نہیں ہوتے مگر یہ لکیر عین ایک ہی مقام پر دونوں ہاتھوں میں ٹوٹ جانے تو یہ خطرہ ہلاکت آفرین ثابت ہو سکتا ہے (نقش ۲۷)۔

شکستہ مقام پر ایک چوکور کا نشان محیط ہو تو خطرہ آنے کا مگر بالآخر خیر گزرے گی۔ ممکن ہے شاید جسمانی صدمہ محسوس نہ ہو۔ مگر ایک حد تک دماغی صدمہ ضرور محسوس ہوگا۔ مگر یہ مرحلہ نقصان و جراحت کے بغیر عبور ہو جائے گا (نقش ۳۰ ۔ الف)۔

چوکور نشان زندگی کی لکیر کے کسی بھی حصے پر واقع ہو تو خواہ لکیر شکستہ ہو یا سالم اس عمر میں کسی خطرے یا حادثے سے حفاظت کے سامان آپ سے آپ غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں (نقش ۲۷ ۔ ب)۔ چوکور کا بڑا واضح نشان اگر زندگی کی لکیر کے اندر کی جانب نقش ہو تو یہ غیر معمولی امر ہے۔ یہ چوکور کا نشان زندگی کی لکیر سے ملا ہُوا بھی ہو سکتا ہے اور علیحدہ شکل کے اُبھار پر بھی۔ ایسے نشان کے حامل شخص کو اس نوع کے حالات سے سابقہ پڑتا ہے جن کے باعث زندگی کا وہ زمانہ اسے قید خانے یا اسیری کی حالت میں گزارنا پڑتا ہے (نقش ۲۷ ۔ ج)۔

ایسا چوکور محض زندان خانے کی علامت ہے۔ اس کا تعلق نوعیتِ جرم یا اخلاقی امور سے

(۲۵)

(۲۶)

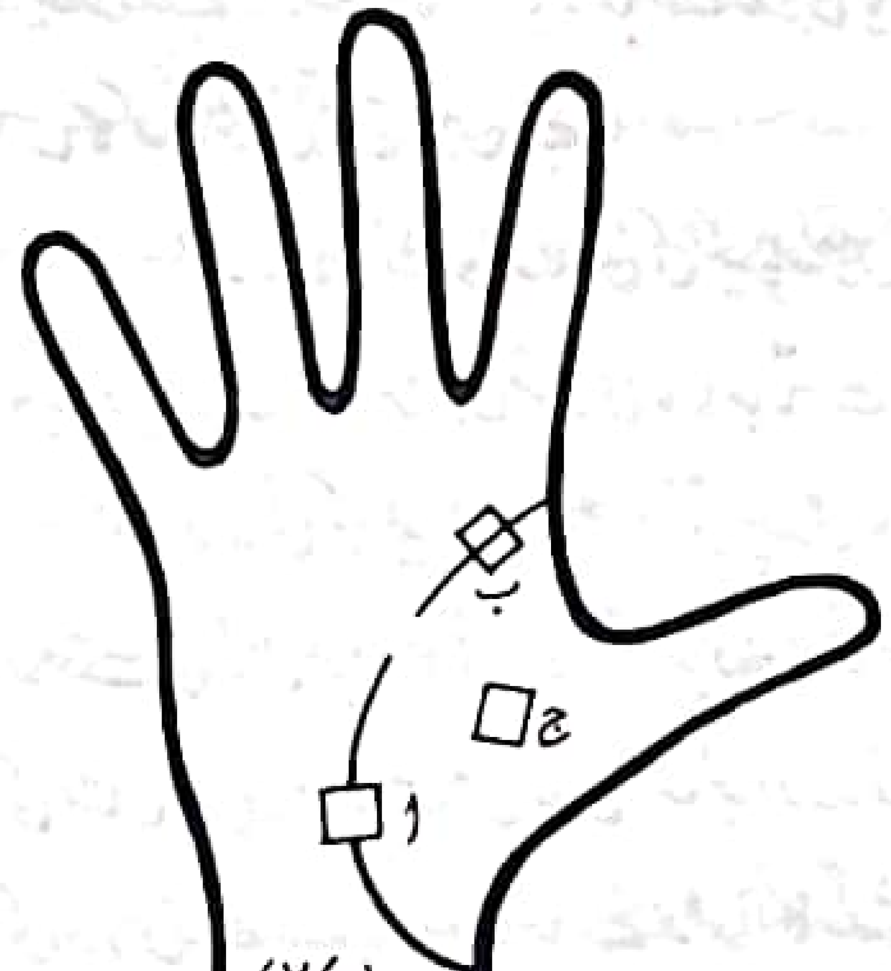
(۲۷)

(۲۸)

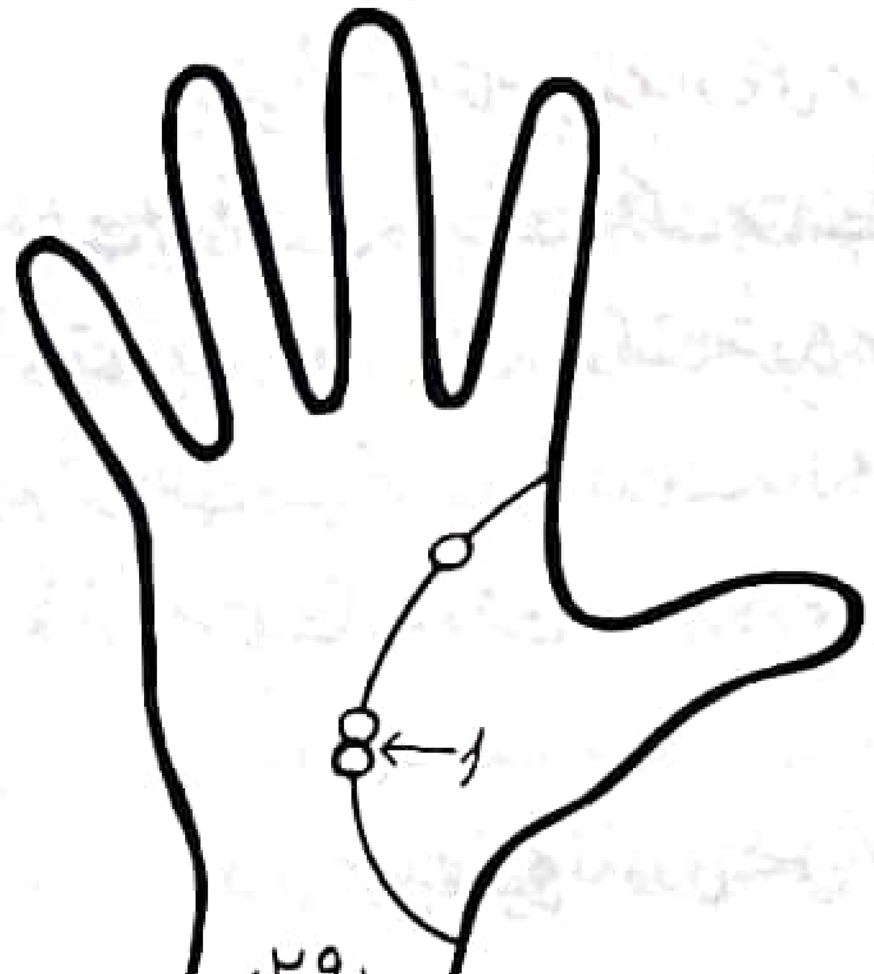
(۲۹)

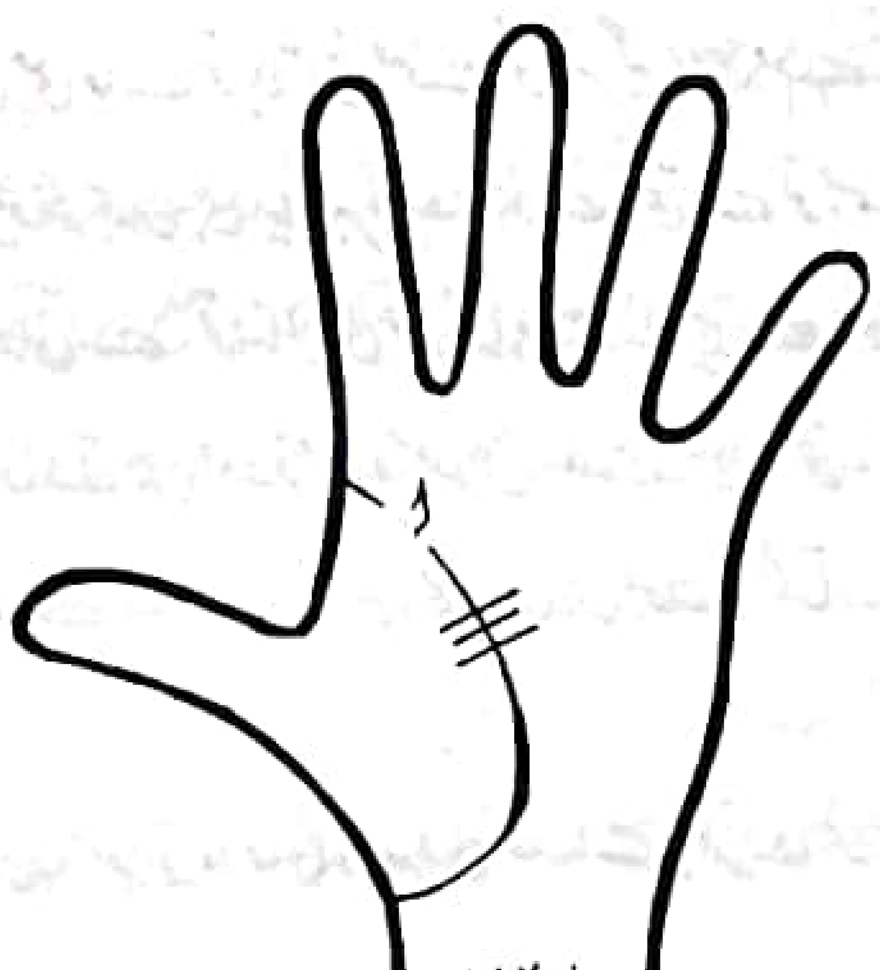
(۳۰)

نہیں ہوتا۔ ایسے متعدد چوکور اگر بہ تفاوت زندگی کی لکیر کی اندرونی جانب پائے جائیں تو مختلف دوروں میں قید خانوں کی ہوا کھانا پڑتی ہے۔ یہ علامتیں اخلاقی مجرموں، سیاسی کارکنوں اور اصلاحی تحریکوں سے متعلق کارکنوں کے ہاتھوں میں دیکھنے میں آتی ہیں جنھیں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ ایسی بڑی واضح چوکور جو زندگی کی لکیر سے کچھ پرے ہٹ کر شکر کے اُبھار پر بنی ہوئی نظر آئے تو یہ بھی یہی بتاتی ہے۔ البتہ یہ نشانی ایسے افراد کے ہاتھوں میں بھی مشاہدے میں آتی ہے جنھوں نے رہبانیت یا آشرم کی زندگی اختیار کرلی ہے۔

درحقیقت ایسی نشانی دنیا اور اس کی بود و باش سے انقطاع اور بے تعلق طرزِ حیات کی آئینہ دار ہے۔ ارتکابِ جُرم یا دُنیا سے مذہبی یا نفسیاتی وجوہ کے باعث گریز یا انقطاع وغیرہ سے اس کا کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔

تارے کا نشان زندگی کی لکیر پر کہیں بھی پایا جائے تو یہ اچانک خطرے یا غیر متوقع صدمے کا پتا دیتا ہے، اور بڑا ہی مُوذی مانا جاتا ہے (نقش نمبر ۲۸۔ الف)۔

زندگی کی لکیر کسی مقام پر کٹی چھدی یا بھٹی پھٹی سی ہو مگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائے تو یہ بتاتی ہے کہ صحت کی خرابی طویل ہوگی اور اگرچہ دُکھ اور تشویش کا باعث ہوگی مگر نہ تو مہلک ہوگی، نہ شدید خطرے کی نشانی۔ ایسی صورت میں علاج معالجہ اور باقاعدہ تندرستی کا خیال ضروری ہے۔ اگر توجّہ سے صحت کی دُرستی کے لیے مُداوا کیا جائے تو عموماً کارگر ثابت ہوتا ہے۔ جب طبیعت سنبھل جاتی ہے تو مرض کا اثر قطعاً زائل ہو جاتا ہے (نقش نمبر ۲۸۔ نشان ب)۔

یہ لکیر اگر کسی مقام پر مدّہم اور پتلی ہوتی چلی جائے تو بلا تاخیر صحت کی خبر گیری لازم ہے۔ ایسی حالت میں غفلت کا نتیجہ بہت خطرناک ہوتا ہے کیونکہ جوں ہی یہ لکیر کمزور ہونے لگتی ہے تو جسمانی طاقت بڑی سُرعت کے ساتھ گھٹنا شُروع ہو جاتی ہے، توانائی کی جگہ نقاہت لے لیتی ہے۔ قوّتِ ہاضمہ جواب دینے لگتی ہے، اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور ذہن و جسم میں سکت نہیں رہتی، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر وقت بددلی، مایوسی اور جینے سے بے زاری کا احساس ہونے لگتا ہے (نقش نمبر ۳۰۔ د)۔

لکیر کی ایسی بتدریج کمزوری مسلسل تھکن، متواتر روحانی اور دلی صدمات یا ذہنی خرابیوں

کے دباؤ سے پیدا ہوتی ہے اس کا نفسیاتی اثر یاس آگیں ہوتا ہے اور جینے کی خواہش کا رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے۔

اگر ایسی منحنی لکیر کے دوران میں تارے یا چرخی کا نشان بھی دکھائی دے تو حالت سدھر جانے کی اُمید جاتی رہتی ہے بلکہ نقاہت کے عالم میں یکایک کسی مہلک صدمے یا خطرناک مرض سے زندگی کا چراغ گُل ہو جاتا ہے۔ انجامِ حیات اچانک اور اندوہناک ہوتا ہے (نقش ۲۸۔ ج)

اگر ایسی پتلی اور کمزور زندگی کی لکیر کا احاطہ ایک اور واضح اور طویل چوکور یا مستطیل لکیر کرے تو جان کو کتنے ہی آزار و امراض لگ جاتے ہیں لیکن بالآخر صحت عود کر آتی ہے اور مصائب کا دور ختم ہو جاتا ہے۔ جینے کی آرزو پھر سے زندہ ہو جاتی ہے اور تمنّائیں اُبھرنے لگتی ہیں یعنی یابی کے ساتھ گویا آپ سے آپ زندگی کے کاروبار سے حسبِ سابق دِل بستگی پیدا ہو جاتی ہے۔ کھانے پینے، کام کاج، میل ملاپ غرض سبھی باتوں سے شوق اور لُطف حاصل ہونے لگتا ہے۔ دلِ مُردہ میں پھر سے جان پڑ جاتی ہے (نقش نمبر ۲۵۔ الف)۔

زندگی کی لکیر پر بعض وقت ایک دائرے کا نشان بھی نظر آ جاتا ہے۔ اگر یہ ایک ہاتھ میں ہو تو جس حصۂ عمر سے متعلق ہو، اس میں بینائی کا خیال از حد ضروری ہے۔ یہ نظر کی کمزوری یا آنکھ کی بیماری کا پتا دیتا ہے (نقش نمبر ۲۹)۔

جب دائرے کا نشان دونوں ہاتھوں میں زندگی کی لکیر پر ایک ہی مقام پر پایا جائے اور واضح اور مکمّل دکھائی دے تو ایک آنکھ کی بینائی ضائع ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے (نقش نمبر ۲۹)۔

ایسے دو دائرے ایک دُوسرے سے متّصل ہوں، دونوں ہاتھوں میں زندگی کی لکیر پر ایک ہی مقام پر واقع ہوں اور مکمّل اور واضح ہوں تو بینائی کے نقصان کا خطرہ ہے۔ مگر بروقت توجّہ سے اگر کامل شفا نہ بھی ہو سکے تو دیکھنے کی کچھ نہ کچھ قوّت برقرار رہ سکتی ہے (نقش نمبر ۲۹۔ الف)۔

زندگی کی لکیر کو اگر موٹے اور قوی قطع یکے بعد دیگرے کاٹتے ہُوئے دکھائی دیں تو یہ نحس اثرات کے آئینہ دار ہیں۔ ایسا ایک قطع فکر و پریشانی کا پتا دیتا ہے، اور ان کا تسلسل بار بار صحت کی خرابی، یکے بعد دیگرے پریشان کن حالات و واقعات کا توارد، طبیعت پر سخت

اور مضرت رساں اثرات کے باعث کردار میں اُلجھاؤ، مزاج میں انتشار اور بددلی کے عناصر پیدا کردیتا ہے۔ ایسا شخص مُتوحّش زندگی گزارتا ہے اور مستقبل کے بارے میں بہُت ہی طویل عرصے تک متذبذب رہتا ہے (نقش نمبر ۳۰)۔

شخصیّت کی عکّاس شاخیں

زندگی کی لکیر سے اُوپر نیچے باہر سبھی طرف شاخیں پھوٹتی ہیں۔ ان میں سے کچھ تو چھوٹی ہوتی ہیں اور کچھ بڑی۔ بعض سالم اور واضح اور بعض شکستہ اور عیب دار۔ یہ شاخیں، ان کا رُخ، بناوٹ، روش، آغاز و اختتام سبھی امور کا نہایت غور سے مطالعہ ضروری ہے۔ ہر ایسی شاخ درحقیقت کسی اہم واقعہ یا تسلسلِ وقوعات کا پتا دیتی ہے۔ بیشتر حالات میں اس کا اثر دیرپا ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر شاخ کی نوعیت کے اعتبار سے نحس و سعد دونوں قسم کے احکام لگائے جا سکتے ہیں۔

اگر زندگی کی لکیر سے اس کے اندر اور باہر دونوں جانب اُوپر جانے والی متواتر شاخیں پھُوٹتی ہُوئی نظر آئیں تو یہ نمایاں فروغ و ارتقا کی آئینہ دار ہیں۔ ہر ایک نمایاں شاخ ذاتی جدّ و جہد سے دنیوی ترقّی کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص درحقیقت اپنی پے در پے کوششوں سے یکے بعد دیگرے ترقّی کے زینے طے کرتا چلا جاتا ہے اور ہر دفعہ بہتر مالی حالت، فزوں تر دنیوی اعزاز اور محکم تر مادّی فروغ حاصل کرتا ہے جو فی الواقع قابلِ رشک ثابت ہوتا ہے۔ اُوپر جانے والی ہر شاخ فی الحقیقت سعیِ کامگار کی نمایندہ ہوتی ہے۔

(۳۱)

ایسی شاخیں متاعِ دنیوی میں اضافہ اور سماج میں نمایاں حیثیت کے ساتھ ساتھ نئے نئے منصوبوں اور مساعی کے لیے خوش گوار تازیانے کا کام دیتی ہیں اور ان کا تسلسل یکے بعد دیگرے آرزوئے ارتقا کو ہوا دینے کے مترادف ہے (نقش نمبر ۳۱)۔ ایسے شخص کے کردار میں اُمیدِ زندہ اور آرزوئے بیدار ہوتی ہے۔

(۳۲)

نیز بلا کی قوتِ عمل، خیالات کی بلندی، طبیعت کی وسعت اور ارادے کی محکمی گویا اس کے فروغِ حیات و افزائشِ وقار کے حقیقی صانع ہوتے ہیں۔ وہ ذاتی ہمت اور اہلیت سے بڑھتا ہے اور اپنے لیے ایک نمایاں حیثیت اور خاص مقام حاصل کر لیتا ہے۔

اس کے برعکس زندگی کی لکیر کے دونوں جانب متواتر شاخیں نیچے کا رُخ کرتی ہوئی دکھائی دیں تو قدم قدم پر شکستِ آرزو، نقصان، آزار، زحمت، یاس و حرمان طبیعت میں مسلسل اندازِ افسردگی پیدا کر دیتے ہیں۔ ایسا شخص بہُت ہی ناکام اور مصائب سے بھرپور زندگی گزارتا ہے اور ادبار و نکبت سدا اس کا پیچھا کیے رہتے ہیں (نقشہ نمبر ۳۲)۔

جب ایک واضح شاخ زندگی کی لکیر سے نکل کر دماغ اور دل کی لکیروں کو عبور کرتی ہُوئی پہلی اُنگلی کے تحتانی اُبھار کے علاقے میں پہنچ جائے تو یہ زندگی میں ایک سنگِ میل کا حکم رکھتی ہے۔

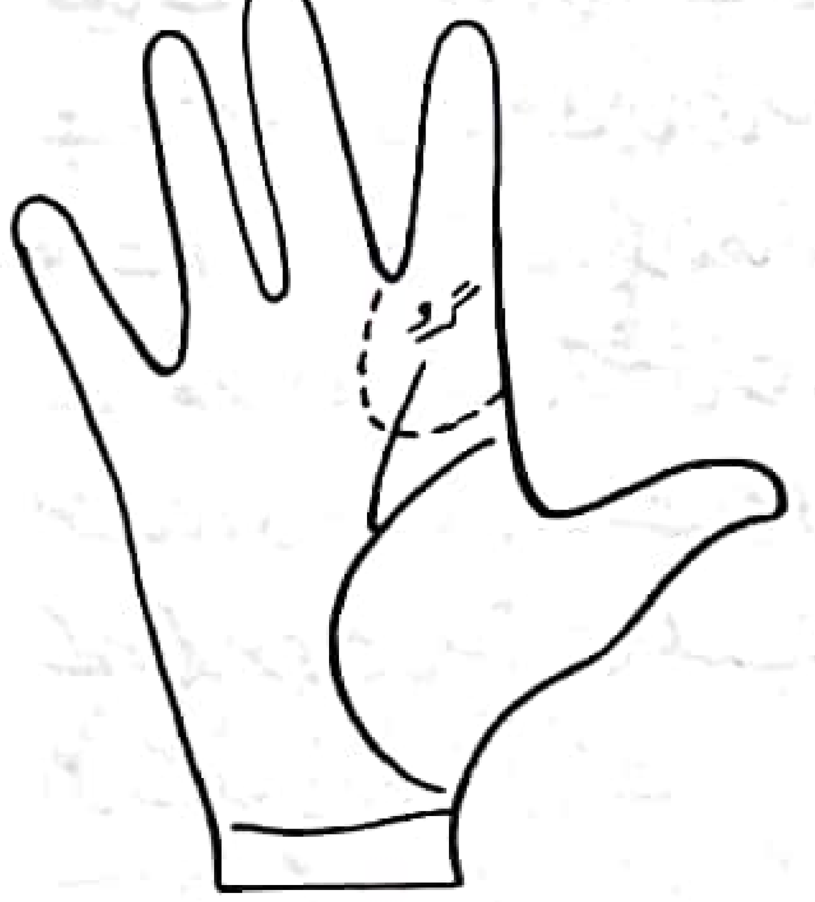

(۳۳)

پہلی اُنگلی کا تحتانی پُر گوشت حصّہ گرو کا اُبھار کہلاتا ہے۔ اس کا تعلق سربلندی، وقار، عظمت، دنیوی فروغ وغیرہ اُمور سے ہے۔ جب زندگی لکیر کی ایک واضح شاخ سلامتی کے ساتھ گرو کے اُبھار تک جا پہنچے تو اس امر کی دلیل ہے کہ استعدادِ ذاتی اور ملکۂ فطری کے بل بوتے پر اس کا حامل اپنے لیے دُنیا میں بلند تر مقام اور فزوں تر فروغِ دنیوی حاصل کر کے رہے گا (نقش نمبر ۳۳)۔ درحقیقت اس سے پہلے کی دنیوی حیثیت سے وہ آگے بڑھ جاتا ہے۔ آمدنی سابقہ معمول سے کہیں زیادہ ہونے لگتی ہے۔ ملنے ملانے والوں میں رسوخ اور احترام

بڑھ جاتا ہے اور حق تو یہ ہے کہ رکھ رکھاؤ، طرزِ بود و باش، خوراک، رہائش، اسبابِ آسائش اور فراغت میں یوں اضافہ اور برتری کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں کہ دیکھنے والے رشک کرنے لگتے ہیں۔

ایسا شخص اگر ملازمت پیشہ ہو تو مرتبہ اور گریڈ بڑھ جاتا ہے۔ اگر اس کا تعلق تجارت و صنعت سے ہو تو ذاتی دانائی اور محنت سے کسی بڑے کاروباری منصوبے کی کامیابی کے باعث دھن دولت میں فاضل اضافہ ہوتا ہے۔ ایسی بالائی شاخ کی ایک خاص تاثیر یہ ہے کہ اس سے سماج میں نمایاں وقار حاصل ہو جاتا ہے، زندگی میں پھیلاؤ اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور حلقۂ احباب میں مفید اور عمدہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ نیز سماج کے کاموں میں بھی حصّہ لینے کے مواقع پیدا ہو جاتے ہیں۔

ایسی شاخ گرد کے اُبھار کو عبور کرتی ہوئی پہلی انگلی کی تحتانی جڑ کی لکیر کو کاٹ کر انگلی کی پور میں داخل ہو جائے تو یہ سعد علامت نہیں۔

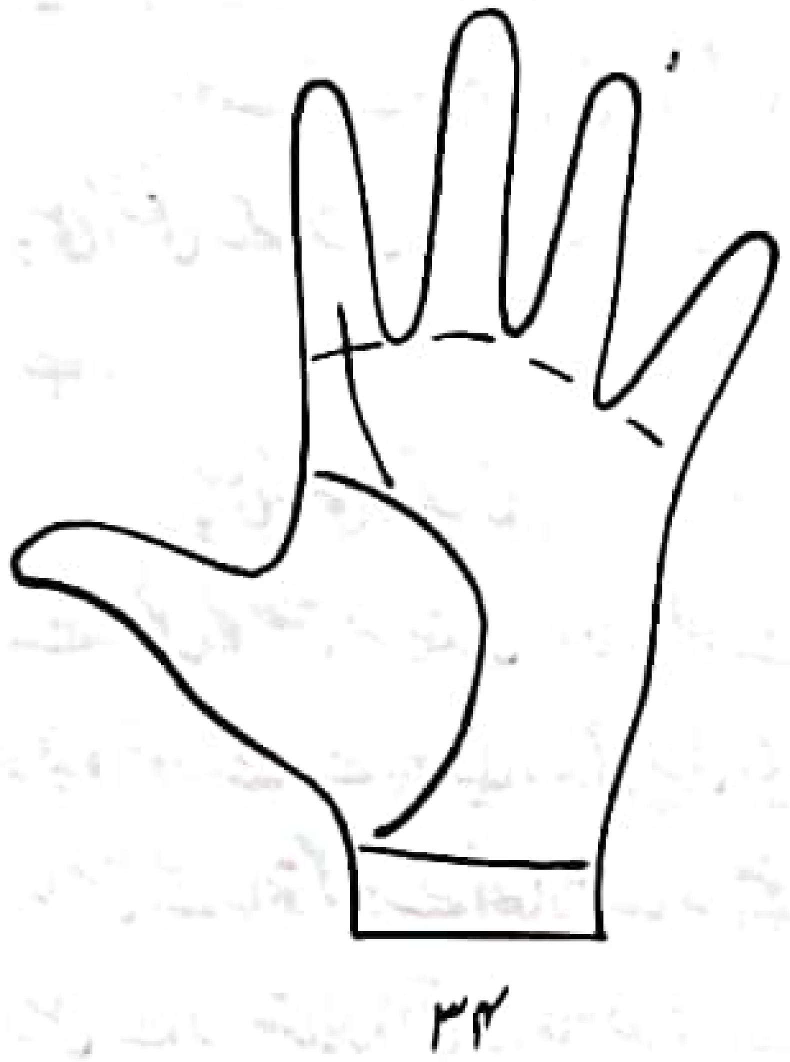

۳۴

ایسا شخص حصولِ آرزو کی راہ میں حد سے بڑھ جاتا ہے اور سلامتیِ فکر کے بجائے غیر معتدل روش اختیار کر لیتا ہے۔ نہ تو وہ دانائی اور حکمتِ عملی سے کام لیتا ہے نہ منصوبہ بندی کے سلسلے میں اپنی صلاحیتوں اور حالات کا سچّا جائزہ لیتا ہے۔ بلکہ اندھا دھند اپنی اوقات سے بڑھ کر، ہاتھ مارنے کی کوشش کرتا ہے جس کا نتیجہ سخت ناکامی اور ناقابلِ برداشت دُنیوی اور مالی نقصان کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس شکستِ فاش کا اثر اس کے دماغ و کردار پر بہت ہی معیب اور ذلّت آمیز ہوتا ہے (نقش نمبر ۳۴)۔

زندگی کی لکیر کی بالائی شاخ اگر درمیانی اُنگلی کے تحتانی پُرگوشت حصّے پر جا کر ختم ہوتی ہُوئی نظر آئے تو یہ بھی عمدہ علامت ہے۔ یہ پُرگوشت حصّہ سینیچر کا اُبھار کہلاتا ہے اور املاک، زر، زمین، دنیوی استحکام وغیرہ اُمور سے وابستہ ہے (نقش نمبر ۳۵)۔ ایسی بالائی شاخ خصوصاً

(۳۵)

کے ساتھ مکان بنانے یا زمین خریدنے ایسے اُمور کا پتا دیتی ہے کہ یہ مُستقل املاک کے حصُول کی نشانی ہے۔ نیز آمدنی میں اضافہ اور ان اسباب و اشیا کے فراہم کرنے کی طرف اشارہ کرتی ہے جو پائیدار، وزنی اور قیمتی ہوتی ہیں اور دُنیوی زندگی میں اچھے اثاثے اور مادّی نمود و نمائش کی نمایندہ (نقش نمبر ۳۶)۔

اگر ایسی بالائی شاخ واضح ترین ہو تو ایسے افراد کے ہاتھوں میں دکھائی دے گی جو زندگی میں پہلی بار اپنا مکان بناتے یا خریدتے ہیں، اسے ضرُوری سازوسامان سے آراستہ کرتے ہیں اور اس میں مُستقل رہائش کے پیشِ نظر حسبِ ضرُورت آسائشیں فراہم کر لیتے ہیں۔ ایسی شاخ کی خصوصیت ہے کہ حاملِ نشان مدّتوں پہلے ایسی جائیداد بنانے کے بارے میں سوچتا ہے اور رفتہ رفتہ پُونجی جمع کرتا جاتا ہے۔ درحقیقت تکمیلِ آرزُو کے لیے محنت درکار ہوتی ہے جو ایک لمبے عرصے تک ایک منصوبے کے تحت جاری رہتی ہے۔ مگر جب کام سرانجام پاتا ہے تو اس کی بنیا محکم اور استوار ہوتی ہے۔ ایسی علامت یہ بھی بتاتی ہے کہ رُوپیہ پیسہ گاڑھے پسینہ اور ذاتی تگ و دو کا نتیجہ ہے اور بلا شرکتِ غیر حاصل کیا گیا ہے۔

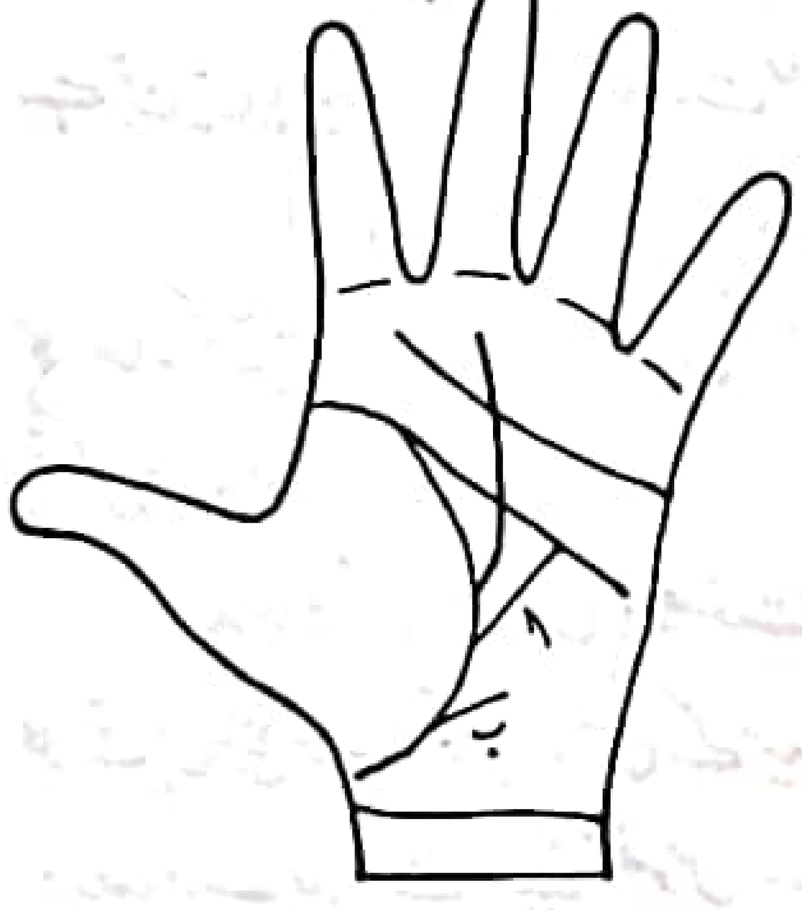

(۳۶)

جب ایسی بالائی شاخ تیسری اُنگلی کے تحتانی پُرگوشت حصّے میں پہنچ کر ختم ہو تو یہ بھی بہت ہی مُستحسن علامت ہے۔ تیسری اُنگلی کا تحتانی پُرگوشت حصّہ سُورج کا اُبھار کہلاتا ہے اور شہرت، قبُولِ عام، آرٹ، کلچر، دولت، عزّت وغیرہ اُمور سے وابستہ ہے (نقش نمبر ۳۷)۔
ایسی لکیر ایسی دنیوی کامرانی کا پتا دیتی ہے جس کے نمایاں پہلو ناموری اور دولت

(۳۷)

ہوتے ہیں۔ اس کا حامل غیر معمولی ذہنیت اور عقل و خرد سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ نیز اس کے تخیّل کا تخلیقی جوہر قبولِ عام کا صلہ حاصل کیے بغیر نہیں رہتا۔ ایسا شخص تہذیب آشنا، علم دوست اور صاحبِ وقار ہوتا ہے۔ ایسی زندگی کی بالائی شاخ بالعموم مشہور مصنّفوں، صنّاعوں، مصوّروں، اداکاروں کے علاوہ مُصلحین اور مُدبّروں کے ہاتھوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ بے مثال دماغ، تخلیقی جوہر، اظہار و بیان کے انوکھے اور اچھوتے انداز اس کی شخصیت کے نمایاں عناصر ہوتے ہیں۔ ایسا شخص سماج اور قوم کے لیے قابلِ فخر ہوتا ہے اور اپنی فطری صلاحیتوں سے ایسے کام سرانجام دیتا ہے جن میں پائیداری، حُسن یا خدمتِ خلق کے پہلو ہوتے ہیں۔

زندگی کی لکیر کی ایسی بالائی شاخ اگر چھوٹی انگلی کے تحتانی پُرگوشت فراز، جسے بُدھ کا اُبھار کہتے ہیں، کے علاقے میں پہنچ کر ختم ہو تو یہ بھی نمایاں کامرانی کی تاثیر رکھتی ہے۔ (شکل نمبر ۳۷ - الف)۔

بُدھ کا اُبھار سائنس اور صنعت و تجارت سے وابستہ ہے۔ جب ایسی شاخ اس کے علاقے میں پہنچ جائے تو یہ سائنس کے میدان یا صنعت کی دُنیا میں غیر معمولی کامیابی کی دلیل ہے اور صاحبِ علامت اپنے مخصوص میدانِ کار میں نمایاں شخصیت، ناموری اور دولت حاصل کرلیتا ہے۔

ایسی شاخ کی خصوصیت ہے کہ ایجاد یا ایجاد شدہ اشیا کی ساخت اور ترویج عام کے باعث خلقِ خُدا کو آرام و سہولت بہم پہنچتی ہے اور ایسی چیز ایجاد کی جاتی یا بنائی جاتی ہے جو عامۃ النّاس کے کام آسکتی ہے۔

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ زندگی کی لکیر کی اُوپر جانے والی کوئی بھی شاخ جو اُنگلی کی جڑ کو کاٹ کر پورے میں داخل ہو جائے تو کامیابی کی بجائے سخت نامرادی، ذلّت اور نقصان برداشت

کرنا پڑتا ہے اور اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ حاملِ نشان کی طبیعت کی غیر معتدل آرزو اور غلط اقدام گویا اس کی شکست کا باعث ہوتے ہیں۔ اس ناکامی کا اثر بہُت دیرپا اور بعض اوقات حیات گیر ہوتا ہے۔

جب ایسی اُوپر جانے والی زندگی کی لکیر کی شاخ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد آپ سے آپ دماغ کی لکیر تک پہنچنے سے قبل ہی ختم ہو جائے تو یہ بتاتی ہے کہ خواہ کافی سعی و کوشش سے حصُولِ آرزو کی راہ میں محنت کی جائے مگر تکمیلِ کار کی اُمّید عبث ہے (شکل نمبر ۳۶ - ب)۔ البتہ کچھ کچھ فائدہ ضرور ہوسکتا ہے۔ مگر نہ تو پائیدار قسم کا اور نہ ہی ایسا جو تسلّی بخش ہو۔ یہ سرسری اور عارضی نفع یا بہُت ہی معمولی قسم کے حصُولِ ترقّی کی نشانی ہے۔ ایسی زندگی کی لکیر کی بالائی شاخ اگر دماغ کی لکیر سے ٹکرا کر رک جائے تو بہُت ہی منحوس امر ہے (شکل نمبر ۳۶ - الف)۔

۳۸

دماغ کی لکیر ذہنی صلاحیتوں، ان کے استعمال اور ان کے طرزِ اظہار کا پتا دیتی ہے۔ جب ایسی شاخ دماغ کی لکیر سے ٹکرا کر رُک جائے تو بتاتی ہے کہ کارِ متعلّقہ کے سلسلے میں غلط ذہنی اقدام یا غلط فہمی کے سبب سخت نقصان کا اندیشہ ہے۔ اس کوتاہ فہمی کا اثر بہُت ہی خراب ہوتا ہے۔ ایسا شخص نہ تو حکمتِ عملی سے کام لیتا ہے اور نہ ہی اپنے مجوّزہ اقدام میں مناسبِ حال ترمیم و تصحیح کے لیے مائل ہوسکتا ہے۔ اُس کی ہٹ دھرمی اور کم اندیشی اُس کی تباہی کا باعث بن جاتے ہیں (شکل نمبر ۳۸)۔

جب ایسی بالائی شاخ دل کی لکیر پر پہنچ کر یکایک رُک جائے تو یہ بھی نحس علامت ہے۔ دل کی لکیر جذبات و معاملاتِ محبّت سے متعلّق ہے۔ جب یہ شاخ دل کی لکیر پر رُک جائے تو گویا جذباتی وجوہات کے باعث متعلّقہ کام پروان نہیں چڑھ سکے گا (شکل نمبر ۳۸ - الف)۔

ایسی زندگی کی لکیر کی بالائی شاخ کسی اُبھار پر جا کر ختم ہوتی ہوئی نظر آئے مگر اسے

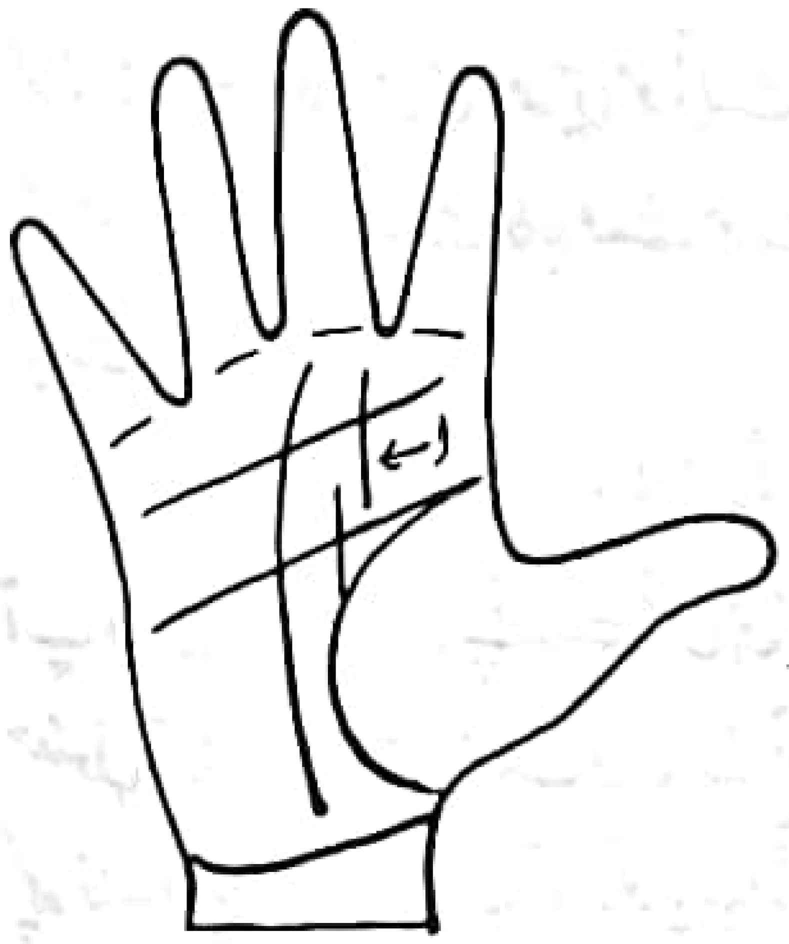

(۳۹)

مخالف خط قطع کرے یا لوٹ کر جڑ جائے غرضکہ کوئی ناقص نشان اسی سے متعلق ہو جائے تو بتاتی ہے کہ گو بالآخر حصولِ مُراد میں کامیابی ہو کر رہے گی مگر ایسی کوشش اور منصوبہ بڑی دشواریوں سے طے پا سکے گا۔ درحقیقت ایسی علامت اجداز خرابی بسیار کامرانی کی دلیل ہے۔ یہ اور بات ہے کہ حصولِ مقصد سے پہلے بڑی تکلیفیں اور مایوسیاں اُٹھانی پڑتی ہیں۔ (شکل نمبر ۳۹ - الف)۔

(۴۰)

زندگی کی لکیر فطری طور پر زُہرہ کے اُبھار کے گرد گھوم کر انگوٹھے کی جانب مُڑ کر ختم ہوتی ہے۔ جب یہ لکیر اس طرح انجام پذیر ہو تو بتاتی ہے کہ ایسا شخص اپنی زندگی کا زیادہ تر حصّہ اپنے وطن اور مقامِ پیدائش ہی میں بسر کرے گا (شکل نمبر ۴۰)۔

لیکن اگر یہ لکیر خاتمے پر یوں دو شاخہ ہو جائے کہ ایک واضح ٹہنی انگوٹھے کی جانب بڑھے اور دُوسری مخالف سمت بڑھ کر اس حصّے میں ختم ہو جسے چاند کا اُبھار کہتے ہیں تو یہ ایسی طبیعت کا پتا دیتی ہے کہ جسے کہیں قیام نہیں ہوتا۔ وہ فطری طور پر بے چین اور سیر و سیاحت کا دلدادہ ہوتا ہے (شکل نمبر ۴۱)۔

بعض ہاتھوں میں ایسے دو شاخے کی ایک ٹہنی تو انگوٹھے کی جانب بڑھتی ہے مگر دوسری کلائی کی بالائی لکیر کے قریب پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ یہ بھی فطرت کی بے تابی اور سیر و سفر کے بے پناہ میلان کا پتا دیتی ہے (شکل نمبر ۴۲)۔

ایسے ہر دو نوع کے دو شاخے سفر کی بے تاب آرزو کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اور اگر انگوٹھے کی سمت جانے والی شاخ، بیرونی طرف جانے والی ٹہنی سے قوی تر اور واضح تر ہو تو ایسا شخص دنیا کے کونے کونے کی سیاحت کرنے اور اچھے سے اچھے مقامات میں بود و باش

(۴۲)

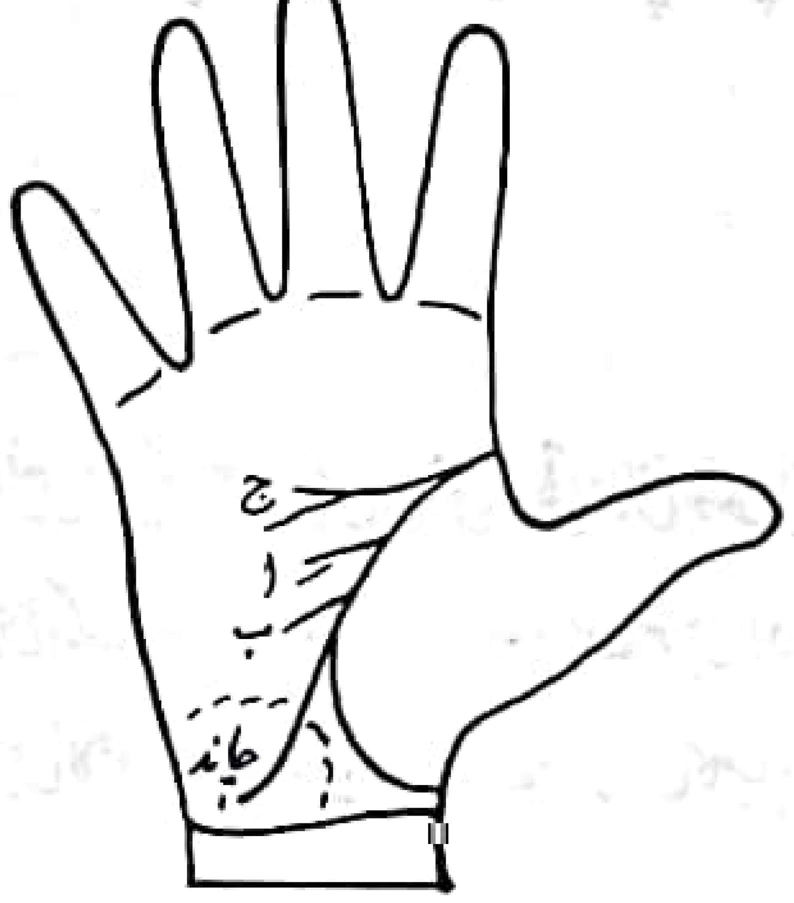

(۴۱)

کے باوجود بالآخر اپنے وطن ہی میں لوٹ آتا ہے اور وہیں پر سپردِ خاک ہوتا ہے۔

باہر کی طرف جانے والی شاخ اگر دوسری شاخ کے مقابلے میں زیادہ واضح لمبی اور قوی ہو تو ایسا شخص گھاٹ گھاٹ کا پانی پیتا ہے اور اگر کبھی وطن آ بھی جائے تو پھر سے پردیس چلا جاتا ہے۔ اپنے آخری ایام کسی دُور دراز مقام پر ہی بسر کرتا ہے اور وہیں دفن ہوتا ہے (شکل نمبر ۴۱)۔

ایسے دو شاخے کا خاص اثر یہ ہے کہ اس کا حامل ایک جگہ جم کر بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ جہاں مقیم ہوتا ہے۔ اِسکی نسبت دُوسری جگہ اسے زیادہ جاذب و دل کش محسوس ہوتی ہے۔ مگر جب وہاں پہنچتا ہے تو کسی اور جگہ کی دھن اس کے سر پر سوار ہو جاتی ہے۔ درحقیقت اس کی فطرت خانہ بدوشانہ ہوتی ہے۔ ذمّے داری اور مستقل قسم کی بود و باش سے وہ صحیح معنوں میں کوسوں دُور بھاگتا ہے۔ نہ اثاثہ جمع کرتا ہے اور نہ ہی پائیدار تعلقات قائم کرتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ جگہ جگہ کا پانی پی کر خوب چست اور چالاک ہو جاتا اور کسبِ رزق کے کئی طریقے سیکھ لیتا ہے۔ اس گردشِ پیہم کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ وہ ہر قسم کے لوگوں اور مقامات سے جلد ہی مطابقت پیدا کر لیتا ہے اور ہر قسم کے موقع محل سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت کے اُبھر آنے کی وجہ سے ایک قسم کی حکمتِ عملی اور موقع شناسی اس کے کردار میں پیدا ہو جاتی ہے۔

نیز اسے طرح طرح کے کھانوں، ملبوسات، رسوم و روایات اور زبانوں سے کچھ نہ کچھ آگاہی ہو جاتی ہے۔

سفر کی لکیریں

زندگی کی لکیر سے بعض وقت چھوٹی چھوٹی شاخیں نکل کر ہتھیلی میں داخل ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ یہ سفر کی لکیریں کہلاتی ہیں (شکل نمبر ۴۰)۔ ایسی ایک سالم گہری اور لمبی لکیر ایسے طویل اور کامیاب سفر کا پتا دیتی ہے جو سہولت سے طے ہوتا ہے اور جس کام کے لیے کیا جاتا ہے، اس میں کامیابی نصیب ہوتی ہے (شکل نمبر ۴۰ - الف)۔

زہرہ کے اُبھار کے مقابل، ہتھیلی کی بیرونی جانب ایک پُر گوشت فراز ہے۔ یہ چاند کا اُبھار کہلاتا ہے۔ کلائی کے اُوپر والی موٹی لکیر اور ہتھیلی کی بیرونی حد کے مابین اس کا علاقہ ہے (شکل نمبر ۴۱)۔ چاند کا اُبھار سفر، تخیل، رومان اور روحانیت جیسے امور سے وابستہ ہے۔

زندگی کی لکیر سے نمودار ہو کر سفر کی نمائندہ شاخ اگر چاند کے علاقے میں داخل ہو جائے تو یہ بہت ہی طویل سمندر پار سفر کا پتا دیتی ہے۔ ایسا سفر نہ صرف مسافت کے اعتبار سے اہم ہوتا ہے بلکہ مدّتِ قیام کی طوالت کا بھی پتا دیتا ہے۔ درحقیقت ایسا شخص کسی دُور دراز مُلک کا رُخ کرتا ہے اور لمبی مسافت طے کرنے کے بعد کافی عرصے تک وہاں قیام کرتا ہے (شکل نمبر ۴۱)۔

اگر ایسی لکیر سالم اور بے عیب ہو تو مقصدِ سفر میں حتمی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ لیکن اگر یہ لکیر کٹی ہوئی یا عیب دار ہو تو دورانِ سیاحت دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے اور مقصدِ سفر بھی بہت ہی پریشانیوں کے بعد حاصل ہو پاتا ہے۔

سفر کی چھوٹی یا پتلی لکیر، معمولی سیاحت یا ایسے سفر کا پتا دیتی ہے جس سے کوئی زیادہ اہم معاملہ یا مقصد متعلق نہیں ہوتا۔ ایسے سفر کی مدّتِ قیام بھی سرسری ہی ہوتی ہے (شکل نمبر ۴۱ - ب)۔

سفر کی لکیر اگر ٹوٹ جائے تو یہ دورانِ سیاحت کسی حادثہ یا ایذا کا خطرہ بتاتی ہے۔ ایسا سفر بے نیلِ مرام ہوتا ہے (شکل نمبر ۴۱ - د)۔

کبھی کبھی سفر کی لکیر واضح اور سالم شروع ہوتی ہے اور کچھ دُور تک ایسی ہی چلی جاتی ہے مگر بعد میں شاخ دار ہو جاتی اور نئی شاخ آگے بڑھ جاتی ہے۔ یہ خاص معنی کی آئینہ دار ہے (شکل نمبر ۴۱ - ج)۔ درحقیقت جس مقام کی طرف سفر اختیار کیا جاتا ہے، ایسا شخص وہاں نہیں پہنچ پاتا بلکہ دورانِ سفر، کسی وجہ سے، منزلِ مقصود کی طرف سے مُنہ موڑ لیتا ہے اور کسی دُوسرے مقام کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔

سفر کی لکیر اگر تیر کے نشان میں انجام پذیر ہوتی ہوئی نظر آئے تو ایسا سفر، کسی حالت میں بھی اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ اس میں بیماری کے علاوہ سخت ناکامی کا بھی اندیشہ ہوتا ہے (شکل نمبر ۴۰ - ب)

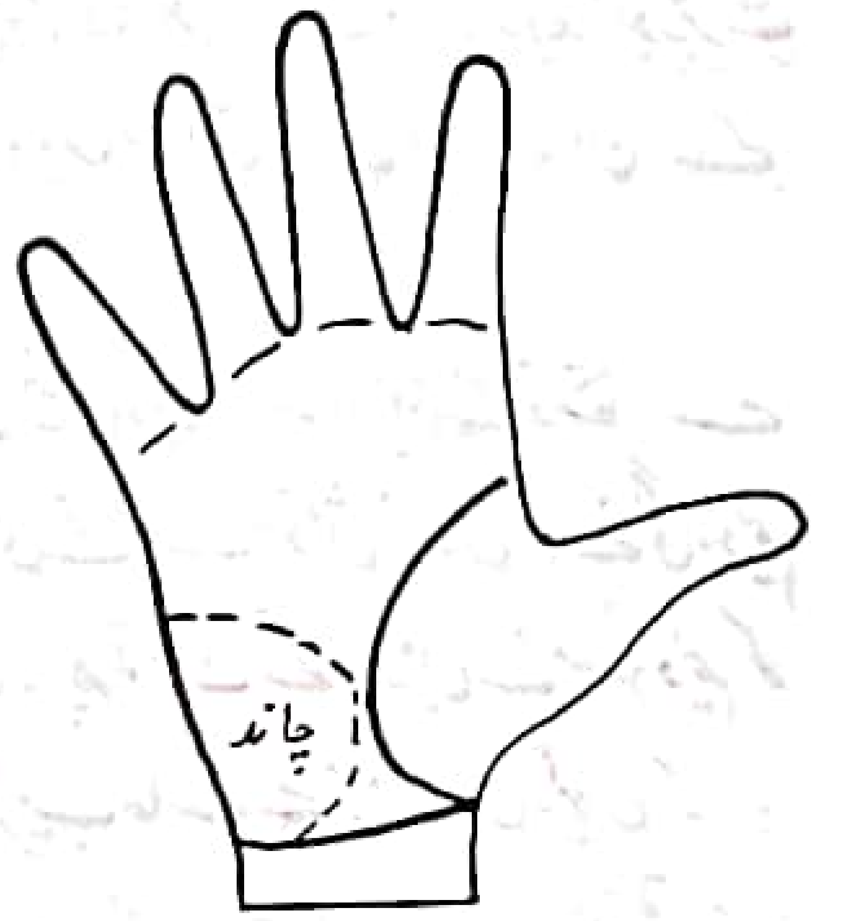

(۴۳)

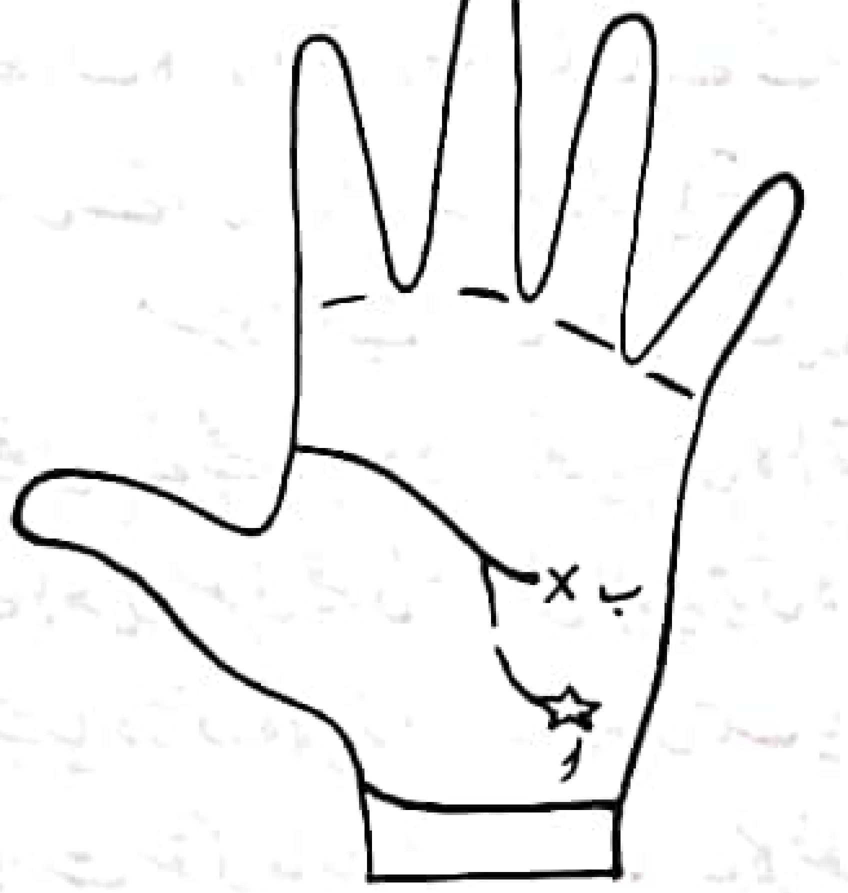

(۴۴)

سفر کی لکیر اگر چرخی کے نشان پر ختم ہو جائے تو یہ ازحد نحوست کی نشانی ہوتی ہے اور سفر کے دوران پانی میں ڈوب جانے کا خطرہ بتاتی ہے۔ ایسا شخص گویا سفرِ آخرت پر روانہ ہوتا ہے اور دریا یا سمندر کی آغوش میں ابدی نیند سو جاتا ہے (شکل نمبر ۴۴ - ب)

اس نشان سے متعلقہ ایک واقعہ مجھے سدا یاد رہے گا۔ ۱۹۲۵ء کے ایام میں میرا قیام لکھنؤ میں تھا جہاں زیادہ تر انگریز اور اینگلو انڈین قسم کے لوگ آباد تھے۔ چونکہ اس زمانے میں

اسی قسم کے لوگ دُنیوی ترقی اور فروغِ کار کے لیے مفید ثابت ہو سکتے تھے، میں نے بھی اپنا دفتر اسی حلقے میں لے رکھا تھا اور اس ماحول میں قیام کا مجھے اچھا خاصا فائدہ ہُوا۔ وہاں کے چند سربرآوردہ اربابِ اقتدار سے صاحب سلامت کے باعث میری رسائی بڑے بڑے خاندانوں اور اربابِ حل و عقد کے ہاں ہو گئی تھی۔

کیپٹن گرین سے میری ملاقات اسی سلسلے میں ہُوئی۔ ان کی بیوی بڑی بارسُوخ عورت تھی اور ہز ایکسلینسی لیڈی ہیگ سے ان کی اچھی خاصی ملاقات تھی۔ ان کی دو صاحبزادیاں تھیں۔ ایک کا نام آڈری تھا۔ وہ قبول صورت ہونے کے ساتھ ہی بڑی خوش سیرت بھی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے بہُت سے مشتاق اور چاہنے والے تھے۔ مگر ولیم نامی نوجوان اس کا قدرے زیادہ ہی منظورِ نظر تھا۔ اور اگرچہ وہ عمر میں اس سے بہُت چھوٹا تھا، مگر اس کے والہانہ انداز اور جرأتِ بے باک کا یہ عالم تھا کہ وہ ہر جگہ سائے کے طرح اس کا پیچھا کرتا تھا۔ محلّے اور خاندان کے لوگوں نے اس کا نام لوَر ولیم رکھ دیا تھا۔

مسز ولیم اپنے لڑکے کے بارے میں متفکر رہتی تھیں۔ چنانچہ مسز گرین کے توسط سے انھوں نے مجھے ولیم کا ہاتھ دکھایا۔ اس کا ہاتھ دیکھتے ہی مجھے سخت تشویش محسوس ہونے لگی۔ ولیم کے ہاتھ میں سفر کی چھوٹی مگر واضح لکیر پر ترچھی کا نشان تھا۔ کچھ توقف کے بعد میں نے مسز ولیم کو مُتنبہ کیا اور مشورہ دیا کہ ولیم کو دو سال تک پانی کے قریب جانے سے منع کر دیں۔ کیوں کہ یہ علامت سفر کی حالت میں ڈوب جانے کا خطرہ بتاتی ہے۔ ایسی بات کہاں چھپی رہ سکتی تھی۔ مسز گرین نے سنی اور انھوں نے احباب اور محلّے والوں کو سُنائی۔ شدہ شدہ بات پھیل گئی۔ اس وقت ولیم کا بیسواں سال تھا۔ اس نے تمام معاملے کا مضحکہ اُڑایا اور اپنی ماں کو یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ وہ ایسا کام کیوں کرنے لگا جس سے اس کی اپنی جان خطرہ میں پڑ جائے۔ اس کے کچھ مہینوں بعد ولیم کانپور چلا گیا اور میری بھیانک پیش گوئی بھی لوگ بھول گئے۔

اسے گئے ہُوئے چند ہی دن ہُوئے ہوں گے کہ اخباروں میں ایک نوجوان ولیم نامی کی دریا میں ڈوب کر مرنے کی خبر چھپی۔ محلّے بھر میں سنسنی پھیل گئی۔ کیپٹن اور مسز گرین کے پاس پڑیس کے لوگ دریافتِ حال کے لیے پہنچے تو انھوں نے میری پیش گوئی کا تذکرہ کیا۔ پھر کیا

تھا۔ معاملے کو خوب ہوا دی گئی اور لوگوں کے دلوں میں ایک خاص نوع کی ہیبت چھا گئی۔ جہاں پہلے مجھے سر کھجانے کی مُہلت نہ ملتی تھی، اب مجھے ہر لحاظ سے فرصت تھی۔ میری نیتی۔ ملاحیت گویا میری ناکامی اور بے روزگاری کا باعث بن گئی۔ جب مزید کام کی لکھنؤ میں اُمید نہ رہی تو بالآخر بادلِ نخواستہ میں نے رختِ سفر باندھا اور منصوری روانہ ہو گیا۔

ایسی سفر کی لکیر پر اگر تارے کا نشان پایا جائے تو دورانِ مسافرت حادثے سے اچانک موت کا اندیشہ ہوتا ہے (شکل نمبر ۴۴۔ الف)۔

زندگی کی لکیر گہری اور واضح ہو اور اس میں سے کئی ایک مضبوط شاخیں لوں نکلتی ہوئی دکھائی دیں کہ حصۂ متعلقہ دراتی کی صورت اختیار کرے تو اس دورِ حیات میں پے در پے اہم اور لمبے سفر درپیش ہوں گے۔ اور اگر یہ بھی شاخیں بے عیب ہوں تو زمانۂ مسافرت سود مند اور بامُراد ثابت ہوگا (شکل نمبر ۴۵)۔

امراض و حادثات کی لکیریں

لیکن اگر ایسی شاخیں اتنی پتلی ہوں کہ بالوں کے مانند باریک دکھائی دیں تو ایسی صورت

(۴۵)

(۴۶)

میں زندگی کی لکیر کمزور اور مدھم سی ہوتی چلی جاتی ہے۔ ایسی شاخیں ہیم مسافرت کی علامت نہیں ہوتیں بلکہ صحت کی بعجلت خرابی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ توانائی سُرعت سے گھٹنے لگتی ہے اور اس کا حامل اس درجہ کمزور اور نڈھال ہو جاتا ہے کہ ہڈیوں کا ڈھانچا رہ جاتا ہے (شکل نمبر ۴۶)۔

جہاں سے ان شاخوں کا تسلسل شروع ہوتا ہے، اس سے قبل صحت کتنی ہی قوی اور تنومند رہی ہو، پھر بھی نہایت تیزی کے ساتھ بدن گھلنے لگتا ہے، بُشرے پر اُداسی اور پیلا پن آ جاتا ہے، جسم میں سکت نہیں رہتی اور اعصاب و اعضا جواب دینے لگتے ہیں۔ ایسی شاخدار زندگی کی لکیر اس امر کی طرف واضح اشارہ کرتی ہے کہ ہمت اور ظرف سے کہیں زیادہ محنت مشقت کی جا رہی ہے۔ ہوسِ دُنیا یا ضرورت یا ذمّے داری کے پیشِ نظر صبح و شام، ہر وقت فکر و تردّد کے ساتھ ساتھ جانکاہ محنت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ آخر کار اعضا و اعصاب پر اس قدر دباؤ پڑتا ہے کہ وہ ماؤف سے ہو جاتے ہیں۔

ایسی شاخیں خرابیٔ صحت اور بیماری کے تسلسل کا پتا دیتی ہیں اور عرصۂ دراز تک پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ یہ عاقبت نااندیشانہ طریقِ کار اور صحت سے برملا غفلت کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ ایسا شخص یوں اپنی دھن میں محو رہتا ہے کہ کسی کی نہیں سُنتا۔ اور اگر اس کے گرد و پیش کے لوگ یا عزیز و اقارب اس کی گرتی ہوئی صحت کی طرف توجّہ دلاتے کی کوشش کریں اور اس پر اصرار بھی کریں تو بھی ان کی صلاح و تنبیہ کو لائقِ اعتنا تصوّر نہیں کرتا۔ اس کی بیماری فی الحقیقت اپنے کیے کا پھل ہوتی ہے۔

ان نشانات کے حامل کو فہم و فراست سے کام لینا چاہیے۔ ہٹ دھرمی اور عاقبت نااندیشی کا نتیجہ بہت بُرا ہوتا ہے۔ شروع شروع میں علاج و توجّہ سے اصلاحِ حال کے امکانات اُمید افزا ہوتے ہیں۔ مگر امتدادِ زمانہ کے ساتھ حالت بہت بگڑ جاتی ہے اور صحت کی بحالی اس قدر دشوار ہو جاتی ہے کہ مدّتوں دیکھ بھال اور معالجہ خصوصی ہی سے افاقہ ممکن ہو سکتا ہے۔ ایسا شخص بے حد کمزور و نحیف ہو جاتا ہے۔ اس کی طبیعت بہت ہی حسّاس ہو جاتی ہے۔ ہر بات پر بگڑنے لگتا ہے۔ بالآخر وہ منزل آ جاتی ہے کہ جینے سے بے زار ہو جاتا ہے اور

سارے خاندان کے لیے سوہانِ رُوح بن کے رہ جاتا ہے۔

اسی قسم کی بال نما باریک شاخیں زندگی کی لکیر کے خاتمے پر واقع ہوں تو وہ دُم دار صُورت اختیار کر لیتی ہیں۔ یہ نہایت ہی منحوس اور بھیانک علامت ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ زندگی کے آخری ایّام میں تیزی کے ساتھ صحت خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر یہ صورت چھوٹی زندگی کی لکیر کے خاتمے پر دکھائی دے تو مرض الموت بڑھاپے سے بہت پہلے دبوچ لے گا۔ اگر لمبی لکیر کے آخر میں ایسی علامت پائی جائے تو ضعیفی کے زمانے میں مہلک بیماری بڑی تیزی کے ساتھ موت سے ہم کنار کر دے گی (شکل نمبر ۴۷)۔

(۴۷)

زندگی کی لکیر کی اندرونی جانب زہرہ کے اُبھار پر اگر ایک چھوٹا سا عمودی خط نیچے کی جانب جاتا ہوا نظر آئے تو یہ کسی اُونچے مقام سے گر کر زخم کھانے کی نشانی ہے۔ ایسا حادثہ جسم پر زخم کا مستقل نشان چھوڑ جاتا ہے۔ اگر یہ خط موٹا اور قوی نظر آئے تو چوٹ بڑی ہوتی ہے، اور اگر خفیف سا ہو تو ہلکا زخم بتاتا ہے (شکل نمبر ۴۶۔ ل)۔

ایسی متعدد نیچے جانے والی چھوٹی چھوٹی واضح لکیریں بار بار زخمی ہونے، بلند جگہ سے گرنے اور حادثات ایسے واقعات کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ایسی متعدد لکیریں یکے بعد دیگرے زندگی کی لکیر سے بچپن کی عمر سے وابستہ نظر آئیں تو ایسا بچّہ بار بار ہاتھ پیر سر غرض کہ جسم کے جسم کے مختلف حصّوں پر مسلسل زخم کھاتا رہتا ہے اور باوصف کہ تکلیف اُٹھاتا ہے، اپنی حفاظت کا قطعاً خیال نہیں کرتا۔

ان نشانیوں میں ایک نفسیاتی اشارہ مضمر ہے۔ ان کا تسلسل بتاتا ہے کہ حاملِ نشانات غیر شعوری طور پر مرکزِ توجّہ بننا چاہتا ہے۔ مگر اس کی یہ آرزو پوری ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ وہ

بے اعتنائی کے عناصر کا احساس کرتا ہے اور اربابِ ماحول کی توجہ اپنی طرف کھینچنے کے لیے ایسی حرکتوں پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جو اگرچہ ذاتی دُکھ کا سبب ہوتی ہیں لیکن اسے مرکزِ توجہ بنا دیتی ہیں خواہ یہ دیکھ بھال عارضی ہی کیوں نہ ہو۔ بڑی عمر میں ایسی لکیریں بتاتی ہیں کہ رواں دواں حیات میں ایسے امور سے سابقہ پڑ رہا ہے کہ دماغ و جذبات میں تسکین کی کمی ہے۔ ایسا انتشار عام طور کسی داخلی الجھن یا فکرمندی سے متعلق ہوتا ہے۔ محض ایک ایسی لکیر بہرکیف کسی حادثہ یا گر کر زخمی ہونے کا ہی پتا دیتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اس وقت حاملِ علامت کسی خاص باطنی کرب و پریشانی میں مبتلا ہو۔ البتہ چوٹ لگنے سے بالضرور تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔

ازدواجی زندگی کی لکیر

زندگی کی لکیر کی اندرونی جانب ایک واضح لکیر اتّصال کے بعد زہرہ کے اُبھار پر چلی جائے تو یہ خاص معنی رکھتی ہے۔ ایسی لکیر بالعموم زندگی کی لکیر کے متوازی چلی جاتی ہے۔ ایسی لمبی اور واضح لکیر بتاتی ہے کہ مقامِ اتّصال کے زمانے میں جنسِ مخالف کا ایک فرد گویا زندگی سے متصل ہُوا اور شریکِ زندگی بننے کی داغ بیل ڈالی گئی۔ یہ شادی بیاہ کی مستند اور قابلِ اعتماد نشانی مانی جاتی ہے (شکل نمبر ۴۸) اگر یہ لکیر اتّصال کے بعد بے عیب سالم اور واضح زندگی کی لکیر سے یکساں فاصلے پر متوازی رواں رہے تو زوجین میں باہم دگر محبت خلوص اور قرب ہوتا ہے اور وہ پُرامن زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ کامیاب ازدواجی زندگی کی محکم نشانی ہے۔

(۴۸)

اس نوع کی جنسی قرب و موانست کی نمایندہ لکیر کردار و خصائل کے علاوہ فردِ متعلقہ کے بارے میں بڑی اہم معلومات بہم پہنچاتی ہے۔ درحقیقت یہ ایسے حیات گیر اثرات پر روشنی ڈالتی ہے جن کی

اہمیت متقاضی ہے کہ ایسی ہر لکیر کی بناوٹ، طوالت اور گزرگاہ و اختتام کا گہری نظر سے مشاہدہ کیا جائے۔ زندگی کی لکیر سے اِتّصال کے بعد جب یہ لکیر صاف و سالم خاتمے تک واضح و بے عیب چلی جائے تو اس زمانے تک باہم دگر قرب اور جنسی لگاؤ سے تسکین و مسرّت کے اسباب قائم رہتے ہیں۔ دونوں فریق ایک دوسرے کے احساسات اور ضروریات کا احترام کرتے ہیں اور زندگی خوش گوار اسلوب سے بسر ہوتی ہے'۔

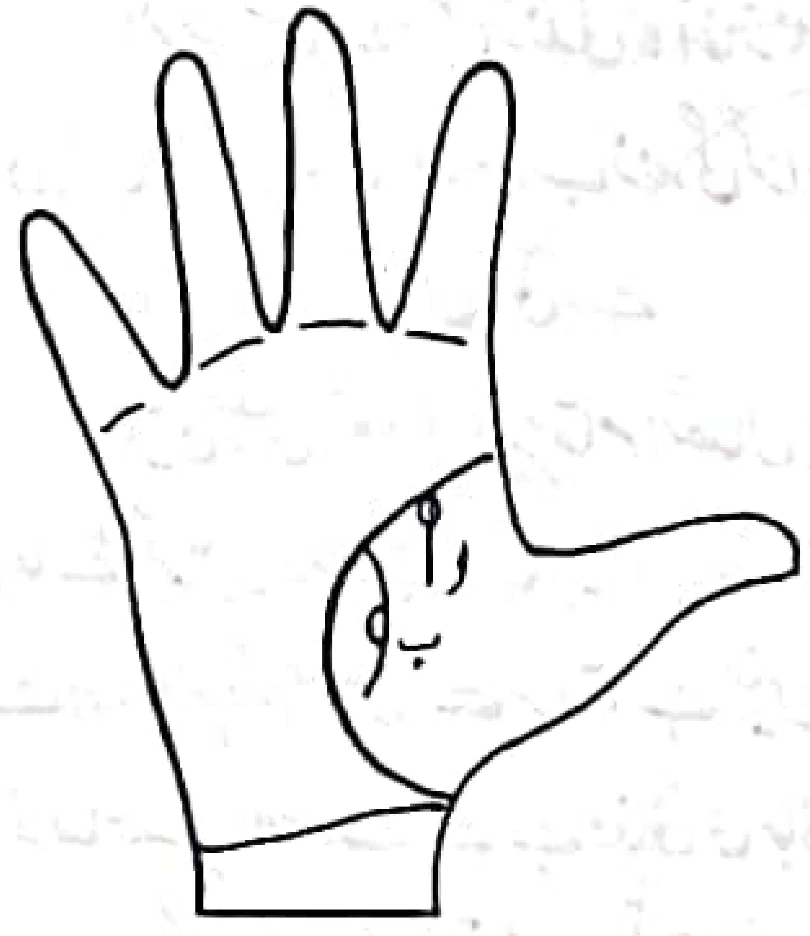

(۴۹)

یہ قُرب اور موانست کب تک برقرار رہتی ہے؟ اس کا زندگی کی لکیر پر عمر کی نشاندہی سے پتا چل سکتا ہے۔ اس لکیر پر علیحدہ سالوں کا اور وقت کا تعین کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بعض وقت زندگی کی لکیر سے مقامِ اتّصال پر اس لکیر کے آغاز میں جزیرے یا جَو کے دانے کی طرح کا نشان پایا جاتا ہے (شکل نمبر ۴۹-ا)۔ یہ معیوب علامت ہے۔ اس عمر میں جنسِ مخالف کے ایک فرد سے جنسی قرب اور لگاؤ کا آغاز ہوتا ہے۔ مگر یہ شادی کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ درحقیقت یہ ناجائز تعلّق کا پتا دیتی ہے۔ ایسی علامت خاندانی ماحول پر بداثرات کا بھی پتا دیتی ہے۔ جزیرے کے نشان کے حامل کی یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہتی اور اگرچہ اس کا علم اربابِ خاندان اور اقربا تک ہی محدود ہونے کا امکان ہوتا ہے مگر یہ گھر میں فتنہ و فساد، بدمزگی اور لعن طعن کے آغاز کا بھی پتا دیتا ہے۔

ایسا تعلّق نہ تو محض اتّفاقی حالات کا نتیجہ ہوتا ہے اور نہ ایسا کہ جلد ختم ہو جائے۔ حاملِ نشان کی طبیعت والہانہ اور بے اختیار طور پر محبوب پر آجاتی ہے، اور چونکہ اُدھر سے بھی ہر ممکن طریقے سے محبت کو ہوا دی جاتی ہے اس لیے ایک طرف اقربا کی مخالفت اور دُوسری طرف محبوب کی جاں نثارانہ فریفتگی کے باعث بات چل نکلتی ہے اور تجربات پہلے دبی دبی اور چھپی ہوتی ہے

وہ کھلم کھلا ہونے لگتی ہے۔ ایسے لوگ نتائج سے بے پروا ہو کر محبت کی پینگیں بڑھاتے ہیں۔ اور جس قدر راستے کی دشواریاں بڑھتی ہیں، اسی قدر ان کا جوشِ محبت اُبھرتا ہے۔ اگر لکیر اس کے بعد سالم اور قوی چلی جائے تو وہ ہر مشکل پر قابو پا لیتے ہیں اور بالآخر اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر رہتے ہیں۔ اگر انھیں سب کچھ بھی کھونا پڑے تو کھو دیتے ہیں مگر ایک دُوسرے کو بالضرور پا لیتے ہیں۔

اگرچہ ایسی ازدواجی زندگی کا آغاز ناجائز معاشقے سے ہوتا ہے لیکن نکاح کے بعد میاں بیوی بڑی محبت بھری اور سیراب زندگی گزارتے ہیں۔ یہ نشانی مغرب میں عام ہے اور مشرقی ممالک میں شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہے۔

ایسی جنسی لگاؤ کی لکیر مقامِ اتّصال پر صاف ہو اور کچھ فاصلے تک سالم اور بے عیب چلی جائے مگر عین وسط میں اس میں جزیرے کا نشان پایا جائے تو یہ بتاتی ہے کہ اگرچہ ابتدائی زمانہ محبت اور باہم دگر خلوص سے گزرتا ہے لیکن یہ حالت سدا قائم نہیں رہتی بلکہ امتدادِ زمانہ کے ساتھ صاحبِ علامت سے بے وفائی کی جاتی ہے (شکل نمبر ۴۹ - ب)۔

یہ لکیر میاں کے ہاتھ میں ہو تو عورت دھوکا دیتی ہے اور اگر عورت کے ہاتھ میں ہو تو میاں بے وفا ثابت ہوتا ہے۔ ایسی نشانی درحقیقت اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ شریکِ زندگی کسی دُوسرے شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات پیدا کر لیتا ہے اور دیدہ و دانستہ دغا کرتا ہے۔

ایسے جزیرے کے حامل کو بڑی اذیت، بدنامی اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عزّت خاک میں مِل جاتی ہے، خیالات میں خطرناک ہیجان برپا ہو جاتا ہے اور بعض اوقات طبیعت اس قدر مشتعل ہو جاتی ہے کہ اعمال پر قابو نہیں رہتا۔ رقابت اور بے وفائی کے گہرے دُکھ کے باعث ایسا فرد بعض حالات میں مرنے مارنے پر اُتر آتا ہے۔

اگر یہ لکیر مقامِ اتّصال پر تو بے عیب ہو مگر جزیرے کی صُورت میں اختتام پذیر ہو تو بڑے گہرے دُکھ اور بدنامی کا پتا دیتی ہے۔ غم و غصّے کا یہ عالم ہوتا ہے کہ حامل نشان سب کچھ کر گزرنے پر مائل ہو جاتا ہے۔ بالآخر بے آبرو زندگی کی بجائے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے اور اگرچہ لوگ اسے قابلِ ملامت تو نہیں سمجھتے مگر اس کے ناموس پر بڑا ہی کاری زخم لگ جاتا ہے (شکل نمبر ۴۷-ا)۔

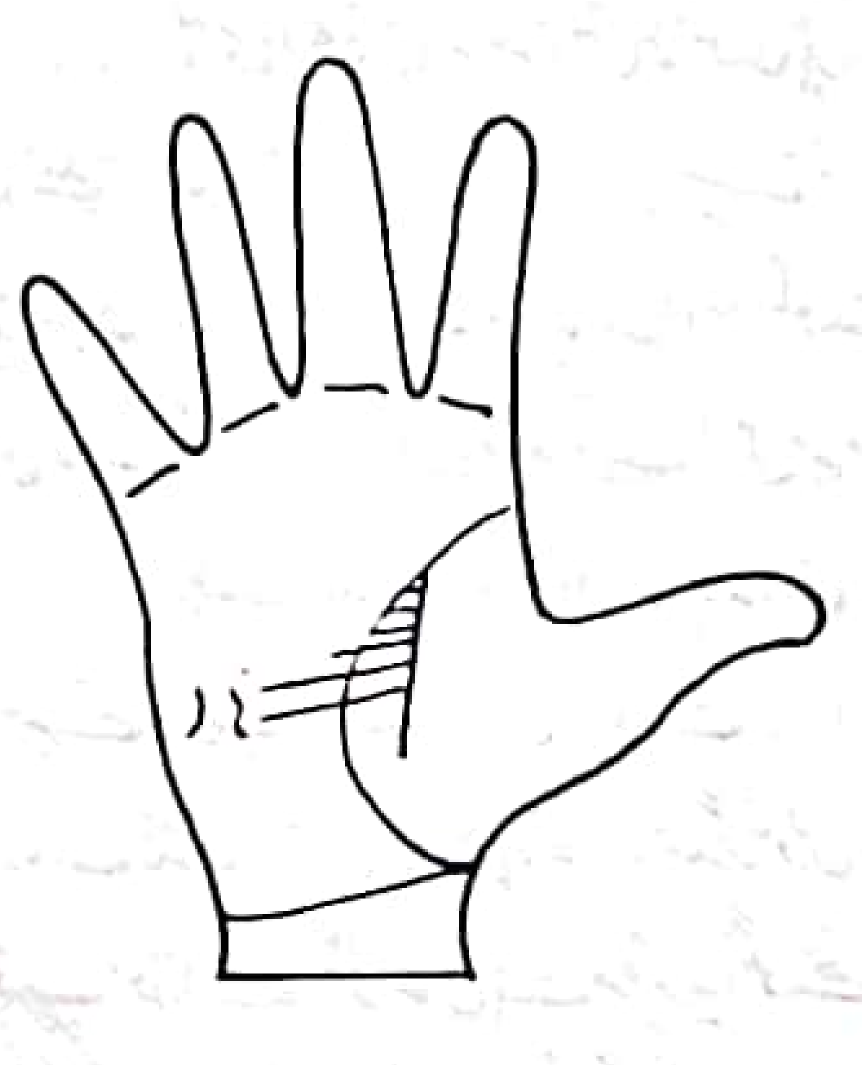

(۵۰)

اگر ایسی موانست کی لکیر سے بہُت سی باریک اور بال نما شاخیں پھُوٹ کر زندگی کی لکیر سے ملیں یا اسے کاٹتی ہُوئی دکھائی دیں تو بھی اچھی علامت نہیں ہیں (شکل نمبر ۵۰)۔ ایسی شاخیں بے سکون ازدواجی زندگی کا پتا دیتی ہیں۔ ایسے شخص کو شریکِ حیات سے نہ تو سچّی محبت ملتی ہے اور نہ ہی اس کی جنسی ضروریات کماحقّہٗ پُوری ہوتی ہیں۔ اس کے اثرات بدِ بہُت تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ باہمدگر منافقت اور مسلسل دنگا فساد گویا معمولِ حیات بن کے رہ جاتے ہیں۔

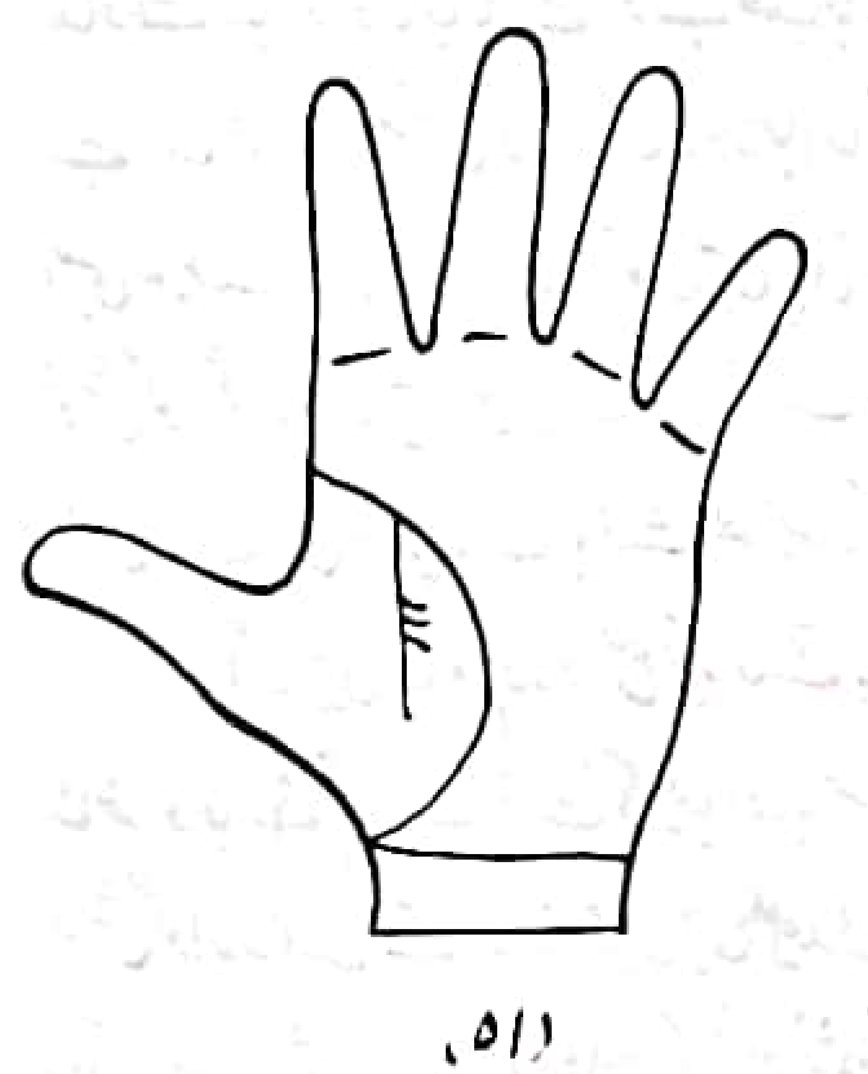

(۵۱)

ان بال نما شاخوں کے مطالعے کے بارے میں اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ آیا یہ زندگی کی لکیر سے جا ملتی ہیں یا اس سے پہلے ہی ختم ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اگر یہ شاخیں زندگی کی لکیر سے ملنے سے پہلے ہی ختم ہو جائیں تو بھی زندگی ناشاد و پریشان کُن تو ہوتی ہے مگر بے سکونی کسی حد تک قابلِ برداشت ہوتی ہے۔ دل دُکھتا رہتا ہے اور فطری ضرُوریات بہُت ہی کم پُوری ہو پاتی ہیں۔ پھر بھی ایک حد تک زندگی آبادسی رہتی ہے۔ دُکھ کے ہوتے ہوئے بھی دن گزر تے جاتے ہیں۔ زوجین میں نہ سچّا قُرب ہوتا ہے اور نہ ہی باہمدگر احترام و محبت۔ لیکن جیسا کہ پہلے کہا جا چُکا ہے، یہ زندگی کی لکیر سے جا ملیں تو اذیت بعض اوقات ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے، اور اگر اسے کاٹیں تو مُعاملہ حد سے گزر جاتا ہے۔ صبح و شام فتنہ و فساد کی آگ بھڑکتی رہتی ہے اور زندگی ایک مسلسل عذاب بن کے رہ جاتی ہے (شکل نمبر ۵۰ - ا)۔

(۵۲)

جنسی لگاؤ کی یہ لکیر بعض ہاتھوں میں کچھ فاصلے تک واضح اور سالم زندگی کی لکیر کے متوازی چلی جاتی ہے مگر اس کے بعد لیکا یک گھوم کر انگوٹھے کی جانب رُخ بدلتی ہوئی مڑ جاتی ہے (شکل نمبر ۵۲)۔

جب تک یہ گہری اور سالم زندگی کی لکیر کے قریب قریب متوازی ہوتی ہے، اس زمانے تک زوجین میں گہرا ربط، باہمد گر خلوص اور قرب ہوتا ہے۔ مگر جہاں سے مڑ کر یہ انگوٹھے کی جڑ کی طرف بڑھتی ہے۔ زندگی کی لکیر سے اس کا تفاوت زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ قُرب گھٹتا جاتا ہے اور دوری بڑھتی جاتی ہے اور بالآخر جُدائی ہو جاتی ہے۔ ساتھی بالعموم کسی وجہ سے دُور چلا جاتا ہے اور اختتامِ حیات تک واپس نہیں آتا (شکل نمبر ۵۳-ا)۔

ایسی علامت ان افراد کے ہاتھوں میں پائی جاتی ہے جن کی شادی کے ایام ایک عرصے تک بڑے خُوش گوار گزرتے ہیں لیکن بعد میں شریکِ حیات کسی دُور مقام پر چلا جاتا ہے یا کسی دُوسرے شخص سے میل ملاپ کے باعث گھر چھوڑ کر کہیں اور ٹھکانا کر لیتا ہے۔

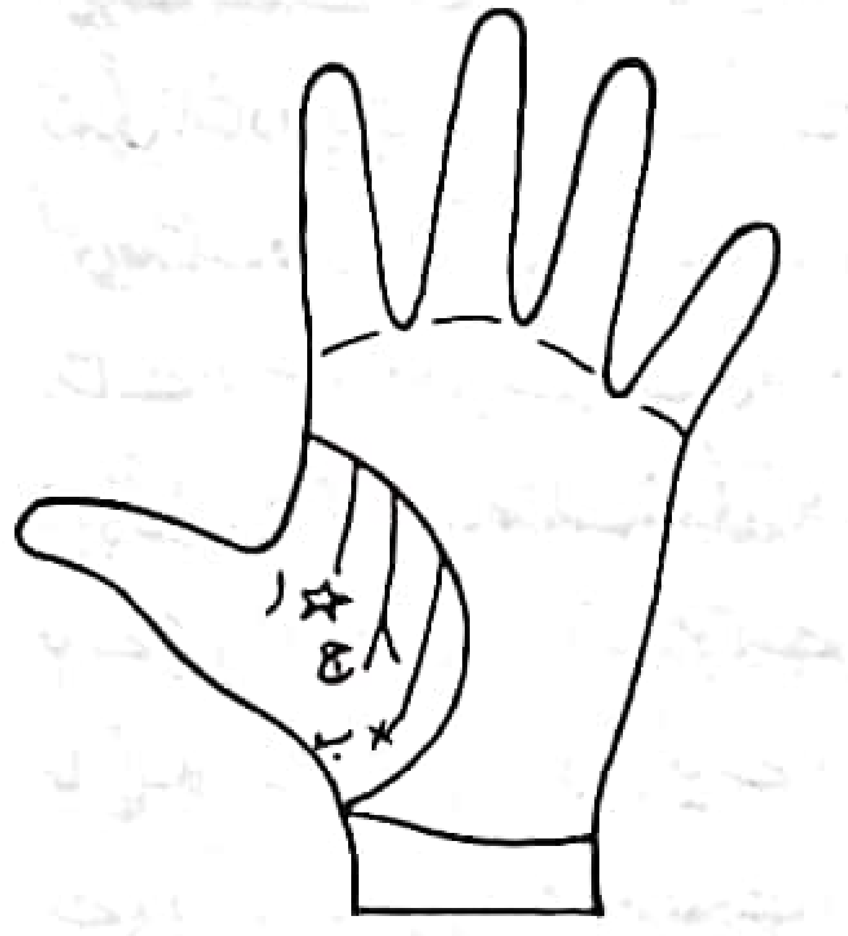

(۵۳)

اگر ایسی سالم اور واضح لکیر خاتمے پر دو شاخہ ہو جائے تو ایک مُدت کی یکجا اور باہمد گر خوش گوار زندگی کے بعد زوجین میں علیحدگی ہو جاتی ہے۔ یہ شرعی یا قانونی طلاق کی قطعی نشانی نہیں ہے۔ اس کے باوجود علیحدگی کے بعد زوجین میں کبھی ملاپ کی صُورت پیدا نہیں ہو سکتی اور انھیں ایک دُوسرے کے بغیر ہی زندگی گزارنی پڑتی ہے (شکل نمبر ۵۳-ج)۔

ایسی سالم اور واضح لکیر پر اگر تارے کا

نشان پایا جائے تو یہ از حد منحوس علامت ہے۔ اچھی اور خوش گوار ازدواجی زندگی کے دوران میں ایک دن ایسا آجاتا ہے کہ کسی حادثے یا اچانک بیماری سے شریکِ حیات آناً فاناً موت کے گھاٹ اُتر جاتا ہے۔ اس کا صدمہ بہُت ہی جانگسل ہوتا ہے، اور اس کی یاد باوصفِ سعیِ بسیار دل سے محو نہیں ہوتی۔ ایسی مرگِ ناگہاں بڑی ہی سوگوار ہوتی ہے (شکل نمبر ۵۳-ا)۔

تارے کی بجائے اگر ایسی سالم لکیر پر کراس کا نشان پایا جائے تو یہ بھی جان لیوا حادثہ یا مرض کا پتا دیتا ہے۔ یہ بھی اچانک ہی واقعہ ہوتا ہے۔ مگر اس کی شدتِ صدمہ اتنی گراں نہیں ہوتی ____ (شکل نمبر ۵۳-ب)۔

(۵۴)

ایسی سالم اور واضح لکیر زندگی کی لکیر کا آخر تک یکساں تفاوت کے ساتھ ساتھ دے اور متوازی نقش ہو تو یہ اوّل تا آخر قرب و خلوص کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ایسا رشتہ بہُت استوار اور قابلِ رشک ہوتا ہے (شکل نمبر ۵۵)۔ مگر انگوٹھے کی جڑ سے اگر کوئی گہری لکیر اسے کاٹ دے یا جا ملے تو یہ اچھی نشانی نہیں ہے۔ انگوٹھے کی جڑ کا حصّہ خاندان سے متعلق ہے۔ ایسی آڑی گہری لکیر بتاتی ہے کہ ایک فردِ خاندان شریکِ حیات کا مخالف ہے اور اسے دُکھ پہنچانے اور بیخ و بُن سے اُکھاڑنے کے درپے ہے۔ یہ حسد و عداوت کی علامت ہے، اور چونکہ ایسا فرد خاندان میں بڑی اہمیت رکھتا ہے لہٰذا نجی جنگ و جدال کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے (شکل نمبر ۵۶-ا)۔ حاملِ نشان بڑی مشکل میں پڑ جاتا ہے۔ شریکِ حیات کا

(۵۵)

احترام اور محبت اور فردِ خاندان سے رشتہ و تعلق ایک ایسے عذاب کی صورت اختیار کرلیتا ہے کہ دل کا چین جاتا رہتا ہے۔ گھر بھر میں ایک ہنگامہ بپا رہتا ہے۔ قرب و جوار کے لوگ سنتے ہیں بدنامی ہوتی ہے، دُکھ ہوتا ہے مگر اس گتھی کے سلجھانے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔ آخر ہار کر ایسا شخص شریکِ حیات سے علیٰحدہ ہو جاتا ہے۔ وہ ایسا کرنے پر رضامند نہیں ہوتا مگر اس کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہیں رہ جاتا۔ فریقین کی اس کے بعد کبھی صلح نہیں ہوتی اور اس عداوت کا اثر صاحبِ نشان کی زندگی پر بہت ہی گہرا ہوتا ہے۔

(۵۶)

اس قسم کی بہت سی مخالف لکیریں اربابِ خاندان کی شریکِ حیات سے مجموعی عداوت کا پتا دیتی ہیں۔ بالآخر ایسا شخص کسی اور جگہ گھر بنا لیتا ہے اور شریکِ حیات کو بے کرچلا جاتا ہے — (شکل نمبر ۵۵)۔

اگر ازدواجی زندگی کی نمایندہ سالم لکیر زندگی کی لکیر کے متوازی نقش ہو اور طویل بھی ہو اور بے عیب بھی، مگر زندگی کی لکیر سے ایک چھوٹی سی شاخ پھوٹے اور اس کو زہرہ کے اُبھار سے اُٹھ کر ایک قوی مخالف لکیر کاٹ دے تو یہ بے حد منحوس علامت ہے (شکل نمبر ۵۶)۔

اچھی اور سیراب ازدواجی زندگی کے باوجود میاں بیوی میں کسی اہم معاملے کے بارے میں ناچاقی شروع ہو جاتی ہے جو رفتہ رفتہ عداوت کی شکل اختیار کرلیتی ہے اور باوجودیکہ وہ ایک دُوسرے کے خواہاں ہوتے ہیں اور قُرب چاہتے ہیں، ان کی غلط فہمیاں بڑھتی جاتی ہیں اور بالآخر وہ مقام آجاتا ہے کہ شرعی اور قانونی طلاق کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ زوجین قطعی علیٰحدہ ہو جاتے ہیں مگر دِلوں کا ناسُور بہت دنوں تک رِستا رہتا ہے۔ ایسی طلاق درحقیقت اساسی طور پر کسی بھیانک بدگمانی کا نتیجہ ہوتی ہے جسے دُوسرے افرادِ خاندان بھی ہوا دینے سے گریز نہیں کرتے۔

اگر یہ طلاق دلانے والی لکیر انگوٹھے کی جڑ سے نمودار ہو کر زندگی کی لکیر کی اُٹھتی ہوئی شاخ

کو قطع کرے تو زوجین کی علیٰحدگی میں کسی خاص فردِ خاندان کی کوششیں کارفرما ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں شریکِ حیات سے قطع تعلق بحالتِ مجبوری ہوتا ہے اور باہمدگر محبت و قرب کے باوجود ایسی شادی پروان چڑھنے نہیں پاتی (شکل نمبر ۵۷)۔

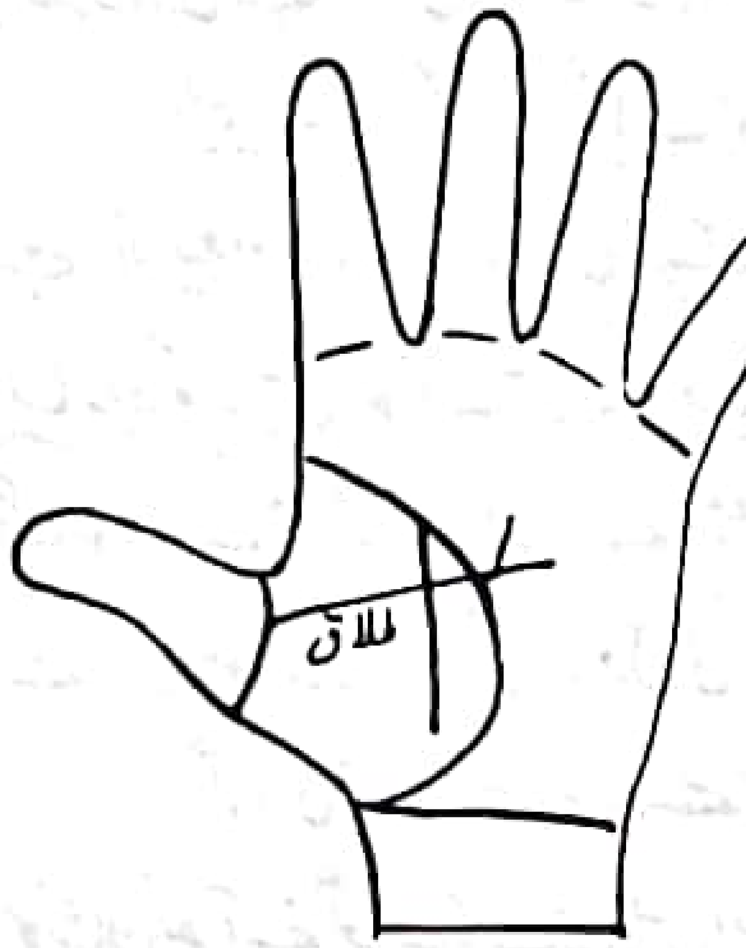

(۵۷)

یہ علیٰحدگی بڑی دردناک ہوتی ہے۔ اس کے اثرات بہت ہی دیرپا ہوتے ہیں اور امتدادِ زمانہ کے باوجود شریکِ حیات کی یاد دل سے محو نہیں ہوتی۔ اس کا ایک مزید بڑا اثر یہ ہوتا ہے کہ حاملِ نشان اس فردِ خاندان سے جو اس کی طلاق کا سبب ہوتا ہے ہمیشہ کے لیے دل میں کینہ رکھنے لگتا ہے۔ یہ میل اس کے باطن سے کبھی نہیں جاتا۔ گویا وہ شریکِ حیات بھی کھو دیتا ہے اور اہلِ خاندان سے بھی برگشتہ خاطر رہتا ہے، اور اس کا علم اردگرد کے سبھی لوگوں کو ہوتا ہے۔ اور جب کبھی بھی اس کے نکاحِ ثانی کا تذکرہ ہوتا ہے، وہ بھڑک اُٹھتا ہے۔ ایک قسم کی جلن گویا اس کے سینے میں سدا ہی رہتی ہے۔

(۵۸)

زہرہ کا اُبھار معاملاتِ محبت وغیرہ پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس پر بیشتر نشانات نجی، ازدواجی یا جنسی زندگی سے وابستہ حالات کا پتا دیتے ہیں۔ دیگر نشانات سے قطع نظر اگر اس مقام سے ایک واضح لکیر نمودار ہو اور بڑھ کر زندگی کی لکیر سے جا ملے تو یہ بتاتی ہے کہ اس زمانے میں جنسِ مخالف کے ایک فرد کی طرف اس کی طبیعت شدت سے مائل ہو جاتی ہے اور ربط و تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے باطن میں اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی جاذبیت

باہمدگر ہوتی ہے (شکل نمبر ۵۸-ا)۔

ایسی لکیر بالعموم ایامِ شباب ہی سے متعلق ہوتی ہے۔ مگر یہ اسی زمانے تک محدود نہیں ہے۔ اُدھیڑ اور شاذ و نادر بڑی عمر کے لوگوں کے ہاتھوں میں بھی ایسی نشانی دیکھنے میں آتی ہے۔ ایسا ربط کم و بیش یکایک ہی پیدا ہو جاتا ہے اور اگرچہ کشش و لذّت کا نمائندہ ہے مگر بہت دُکھ کا باعث بھی ثابت ہوتا ہے۔ بعض حالات میں یہ ازدواجی زندگی کی اساس کا کام بھی دیتا ہے۔ اس صورت میں غم کی جگہ دل کی تسکین لے لیتی ہے۔

اگر ایسی زہرہ کے اُبھار سے نکل کر زندگی کی لکیر سے ملنے والی لکیر کے بطن میں جزیرے کا نشان نظر آئے تو یہ بہت ہی نحس امر ہے۔ ایسی حالت میں باہمدگر کشش کا نتیجہ محض ناجائز تعلّق ہوتا ہے جو بدنامی اور ذلّت کا باعث بن جاتا ہے۔ متعلّقہ افراد کبھی شادی نہیں کرتے اور نہ حالات اس کے لیے اعانت کر سکتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کی نیّت بھی محض عیش و عشرت ہی کی ہوتی ہے (شکل نمبر ۵۸-ب)۔

ایسی جزیرہ دار لکیر حاملِ نشان کو ننگِ خاندان بنا دیتی ہے۔ تمام احباب و اقارب پر اس کے ایسے افعال کا بُرا اثر پڑتا ہے اور سماج اور برادری میں اس کے چرچے ہوتے ہیں۔ درحقیقت نہ صرف وہی بدنام ہوتا ہے بلکہ اس کے خاندان بھر کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا لگ جاتا ہے۔ نیز سارے عزیزوں سے مخالفت، جھگڑوں اور بدمزگی کے باعث اس کی زندگی کافی پریشان اور قابلِ رحم ہو جاتی ہے۔ اس کا داغ اس کے دامن سے عمر بھر صاف نہیں ہوتا۔ لوگ اسے سدا شک کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اسے اپنے عزیزوں میں آنے جانے کی اجازت دینے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔

مگر ایسی ایک لکیر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بار بار اس قسم کے ناجائز تعلّقات کا مرتکب ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس لکیر کے زمانے میں اس کی جنسی بھوک فردِ متعلّقہ کی کسی ادا یا غیر شعوری انگیخت سے یوں مشتعل ہو جاتی ہے کہ وہ بے قابو ہو جاتا ہے اور اسے یہ بھی ہوش نہیں رہتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ صبح و شام تصوّرِ جاناں کا عالم ہوتا ہے اور یہ بھوت یوں اس پر مسلّط ہو جاتا ہے کہ وہ دیوانہ ہو جاتا ہے۔

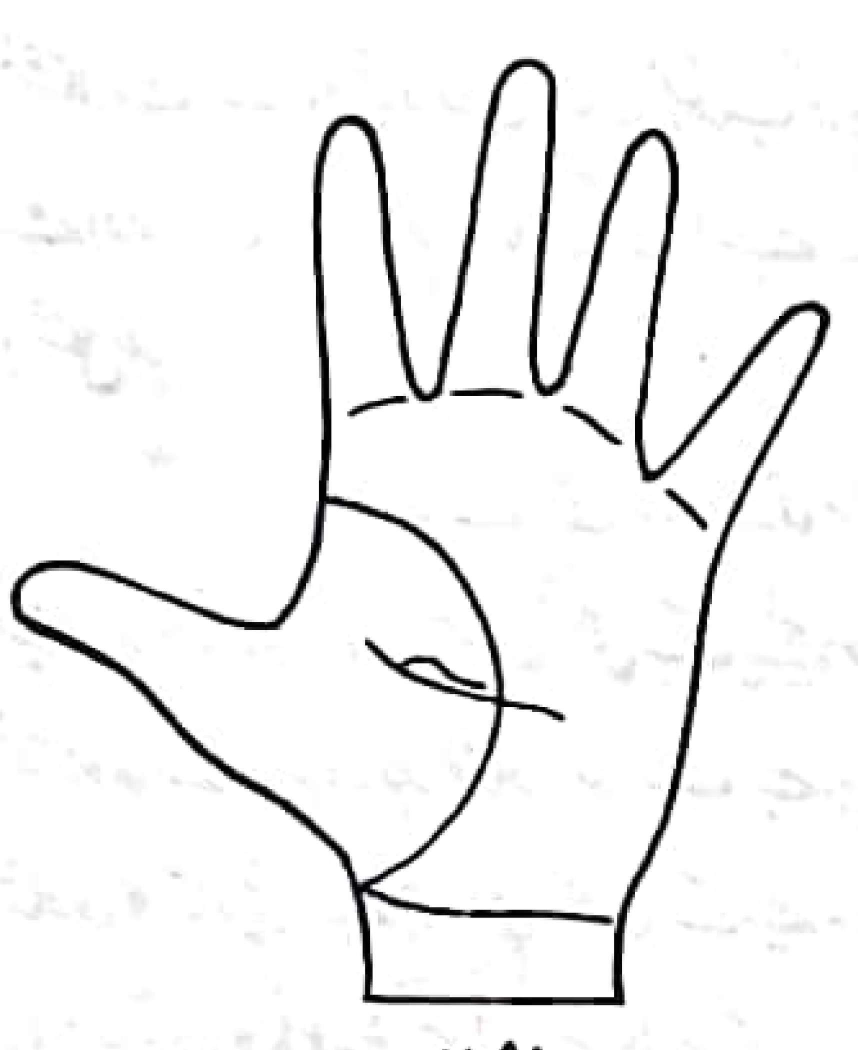

(۵۹)

اگر ایسی جزیرہ دار لکیر زندگی کی لکیر کو کاٹ کر ہتھیلی میں داخل ہو جائے تو اس کے بد اثرات بہت ہی خراب ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے شخص کے دماغ، اعصاب اور صحت سب ہی متاثر ہو جاتے ہیں۔ اسے نہ اپنی سُدھ بُدھ ہوتی ہے اور نہ ہی گرد و پیش کی خبر۔ ایک مشتعل ہیجانِ جنسی اس کے دل و دماغ میں اضطرابِ بے پناہ کا طوفان اُٹھا دیتا ہے (شکل نمبر ۵۹)۔ معمولِ حیات کی خرابی، شدید باطنی انتشار، اعصاب کا کھنچاؤ اور ہیجان اس کے اثرات ہیں اور اگرچہ جنسی تعلّق در ربط قائم ہو جاتا ہے مگر شروع سے نفاق اور بدگمانی کے عناصر اُبھر آتے ہیں۔ جذبۂ حیوانی کی ہوا و ہوس کا تسلّط ہوتا ہے اور قربِ جنسی کے باوصف باہمدگر خلوص و اعتماد مفقود ہوتے ہیں۔ ایسا ناجائز تعلّق دیرپا نہیں ہوتا اور تمام خرابیوں کے ساتھ یکایک ختم ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص محبّت کے اس معاملے میں سخت ناکامی اُٹھاتا ہے اور از حد شکستہ خاطر ہو جاتا ہے۔

(۶۰)

ایسی لکیر اگر زندگی کی لکیر کو قطع کرتی ہوئی دماغ کی لکیر کو کاٹ کر ختم ہو جائے تو ایسے شخص کے ذہن پر اس قدر دباؤ پڑتا ہے کہ اس کا توازن مشکل ہی سے قائم رہ سکتا ہے (شکل نمبر ۶۰)۔

زندگی، دماغ اور دل کی لکیروں کو کاٹ کر اگر ایسی لکیر آگے نکل جائے تو بہت ہی سعد نشان ہے۔ خواہ ایسی لکیر جزیرہ دار ہو خواہ زہرہ کے اُبھار سے اُٹھے، ہر مرحلہ یوں طے ہو جاتا ہے کہ تمام

Scanned with CamScanner

مُشکلات کے باوجود حامل نشان محبوب کو پا لیتا ہے اور بڑی ہی مسرور زندگی گزارتا ہے ۔ (شکل نمبر ۶۱ - ل)۔

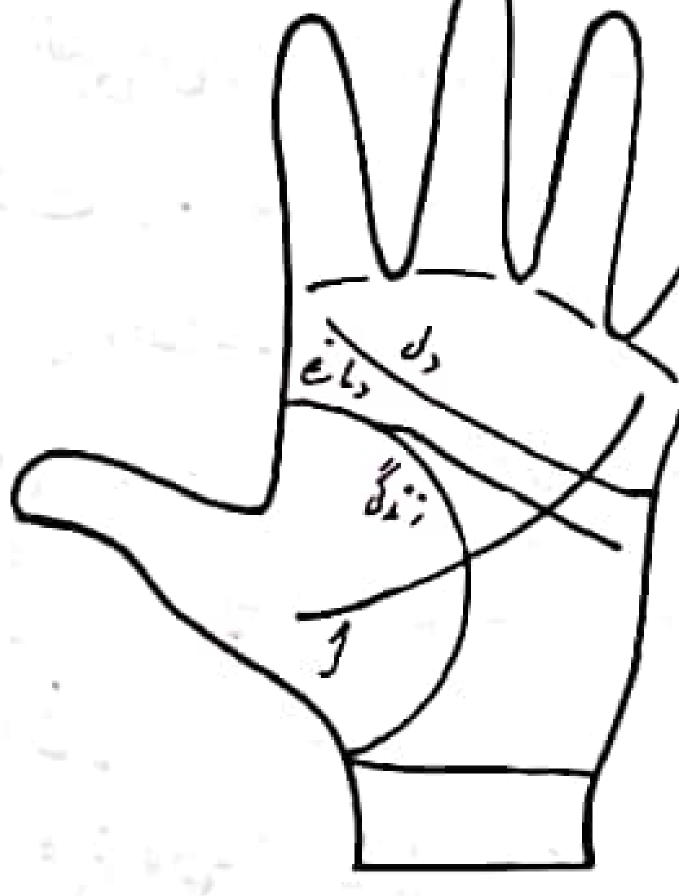

(۶۱)

اگر ایسی لکیر جزیرے کے بغیر ہو اور تمام بڑی لکیروں کو عبور کرتی ہوئی چھوٹی انگلی کے نیچے جا کر ختم ہو جائے تو یہ از حد بختآور علامت ہے۔ یہ ایسی شادی کا پتا دیتی ہے جو حاملِ نشان کے لیے نہ صرف دلی مسرتوں کا باعث ہوتی ہے بلکہ شریکِ حیات کے ساتھ ہی مال و دولت سے بھی سرفراز کرتی ہے۔ معیارِ حیات بہت اُونچا ہو جاتا ہے اور مستقبل کے آرام و آسائش کے اسباب و ذرائع گویا شادی کا لازمی نتیجہ ہوتے ہیں (شکل نمبر ۶۱)۔

ایسی لکیر بڑے گھرانے میں شادی کی علامت ہے جس کے باعث بہتر طرزِ زندگی، خود سے اُونچے لوگوں سے ہم چشمی اور دوستی کے ساتھ مالی منفعت کے امکانات از خود پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہی نہیں، زوجین میں قرب و محبت و باہمی احترام کے ساتھ کامیاب زندگی گزارنے کے اسباب فراہم ہو جاتے ہیں۔ نیز ایسا شخص نیا سلیقہ، آدابِ مُعاشرت اور رکھ رکھاؤ کے عمدہ انداز سیکھ لیتا ہے۔ اس کی شخصیت، علم اور مراسم میں حوصلہ آور اضافہ اور ترقی کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔

زندگی کی ثانوی لکیر

زندگی کی لکیر کے متوازی یکساں گہرائی کے ساتھ بعض ہاتھوں میں ایک واضح اور لمبی لکیر پائی جاتی ہے۔ یہ زندگی کی لکیر کے شروع ہی سے آغاز کرتی ہے اور آخر تک پہنچتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ بہت لمبی نہیں ہوتی اور زندگی کی لکیر کا تمام راستے ساتھ نہیں دے سکتی۔ ایسی متوازی لکیر زہرہ کے اُبھار پر نقش ہوتی ہے۔ یہ زندگی کی ثانوی لکیر کے نام سے موسوم ہے۔ (شکل نمبر ۶۲)۔

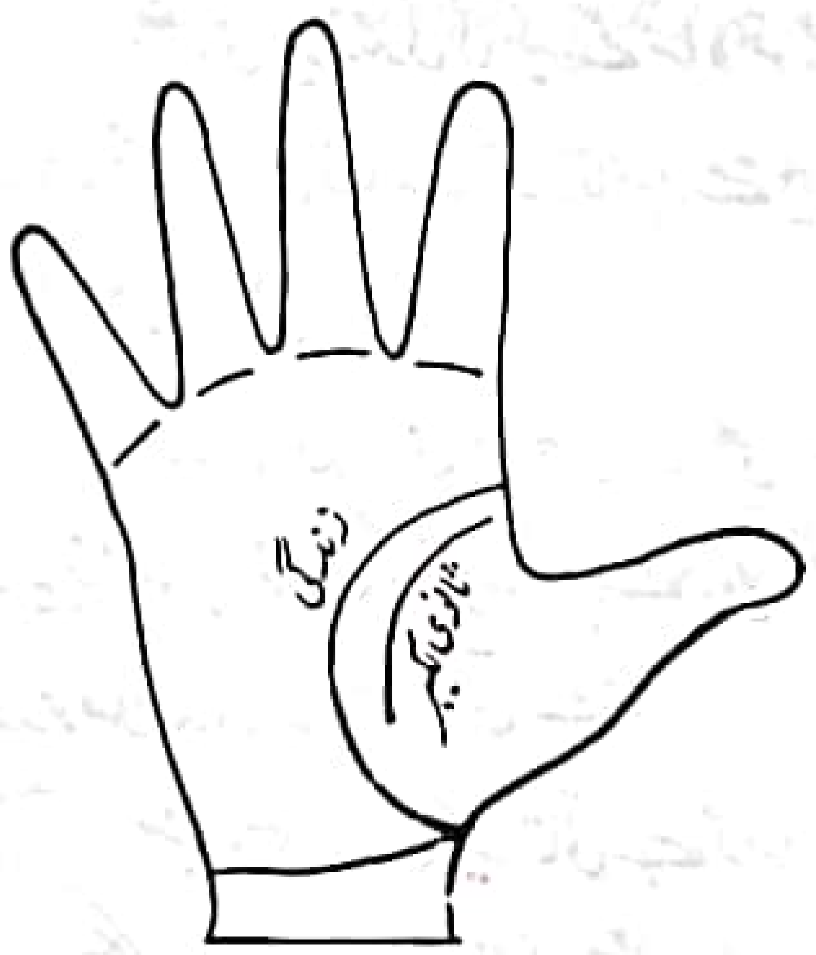

(۶۲)

زندگی کی لکیر اور ثانوی لکیر دونوں بالعموم یوں برابر چلتی ہیں کہ ان پر زندگی کی دو علیحدہ علیحدہ لکیروں کا گمان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ زندگی کی دُہری یا ثانوی لکیر کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ ثانوی زندگی کی لکیر اصل زندگی کی لکیر کی اہمیت اور معانی میں بہت تقویت کا اضافہ کرتی ہے۔ اس سے طبیعت میں فزوں تر توانائی، مزاج میں جذبہ و جوش اور صحت میں خوشگوار اضافہ ہوتا ہے۔ ایسا شخص حوصلہ مند اور بے باک فطرت ہوتا ہے۔ طبیعت سپاہیانہ اور مردانہ فضائل سے مزین ہوتی ہے۔ لوگ اس کی دلیر روش سے خم کھاتے ہیں اور احترام کرتے ہیں۔ نیز یہ کامیابی اور دولت کا پیش خیمہ خیال کی جاتی ہے۔ ایسا شخص بالعموم اپنے مقاصد کی راہ میں جسارت سے بڑھتا ہے اور اکثر کامیاب ثابت ہوتا ہے۔

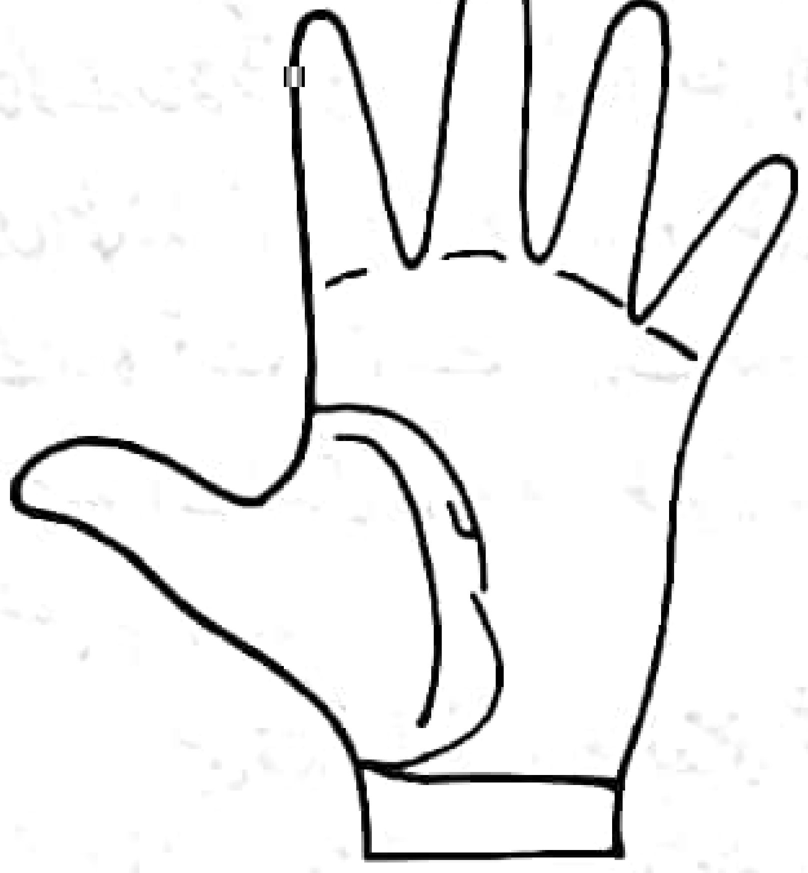

(۶۳)

زندگی کی لکیر اگر کسی مقام پر ٹوٹ جائے یا اس پر کوئی نحس نشان پایا جائے تو وہ زندگی یا صحت کے لیے خطرے کا پتا دیتی ہے۔ ثانوی زندگی کی لکیر جو ان معیوب نشانات کے مقامات کے متوازی چلی جا رہی ہو تو گویا یہ ڈھال کا حکم رکھتی ہے۔ درحقیقت عیب دار زندگی کی لکیر کے نقصان رساں اثرات ثانوی سالم زندگی کی لکیر سے زائل ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر زندگی کی اصل لکیر دونوں ہاتھوں میں بُری طرح ایک ہی مقام پر ٹوٹی ہوئی ہو تو بھی جان کو خطرہ لاحق ہونے کا احتمال نہیں رہتا۔ بیماری یا دُکھ تو ہوتا ہے مگر عام طور پر خیریت ہی ہوتی ہے (شکل نمبر ۶۳)۔

Scanned with CamScanner

ثانوی لکیر زندگی کی لکیر کے ہمراہ تھوڑے تفاوت تک چل کر ختم ہو جائے تو اس کے اچھے اثرات عمر کے اسی زمانے تک قائم رہتے ہیں جہاں تک وہ پہنچتی ہے۔ بعد میں اس کی محافظ تاثیر برقرار نہیں رہ سکتی۔

زندگی کی ثانوی لکیر کہیں سے بھی نمودار ہو مگر اصل زندگی کی لکیر کے اختتام تک متوازی نقش ہو تو یہ غیر معمولی اثرات کی آئینہ دار ہے۔ ایسا شخص اعتدال سے زیادہ گرم مزاج ہوتا ہے۔ اس کی بیباکی اور حوصلہ مندی سپاہیانہ ہوتی ہے۔

نیز ایسی ثانوی لکیر بتاتی ہے کہ مزاج میں بے تابی کا عنصر کافی زیادہ ہے۔ ایسا شخص بہت عرصے تک کسی مقام پر بھی جم کر بیٹھنے کے لیے آمادہ نہیں ہو پاتا۔ اس کے باطن میں سیر و سیاست کی قوی آرزو ہوتی ہے اور مختلف مقامات کے دیکھنے کا بہت ہی دلدادہ ہوتا ہے۔ اس کی یہ طبعی خواہش ہمیشہ رنگ لاتی ہے۔ وہ دُور دراز ملکوں کی سیاحت کے لیے نکل جاتا ہے اور بالآخر کسی اجنبی دیار ہی میں اپنے ایامِ حیات ختم کر دیتا ہے۔

(۶۴)

ہر ثانوی زندگی کی لکیر اصل زندگی کی لکیر کے آغاز کے ساتھ شروع نہیں ہو جاتی بلکہ بعض ہاتھوں میں اس زمانے سے نمودار ہوتی ہے جو جوانی یا اس کے بعد کا وقت ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ کافی فاصلے تک زندگی کی لکیر کا ساتھ دیتی ہے (شکل نمبر ۶۴)۔

ایسی زندگی کی ثانوی لکیر ذومعنی اثرات کی حامل ہوتی ہے۔ ایک طرف تو وہ زندگی کی لکیر کو تقویت پہنچاتی ہے اور مزاج میں حوصلہ و بے باکی پیدا کرتی ہے اور دُوسری طرف جذباتِ محبت کو ہوا دیتی ہے۔ درحقیقت جہاں سے یہ ثانوی لکیر نمودار ہوتی ہے، اسی عہد سے ایک گہرے معاشقے کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ محبت کا رشتہ استوار اور دیرپا ہوتا ہے اور باہمدگر جاذبیت اور خلوص کا پتا دیتا ہے۔ بالعموم یہ شادی کا پیش خیمہ تصور کیا جاتا ہے

جب یہ ثانوی لکیر خاتمے پر دوشاخہ ہو جائے تو اگرچہ باہمدگر پیار اور قرب بہت عرصے تک قائم رہتا ہے لیکن بالآخر زوجین ایک دُوسرے سے علیحدہ ہوتے چلے جاتے ہیں اور انجام کار بالکل جُدا ہو جاتے ہیں (شکل نمبر ۶۵)۔

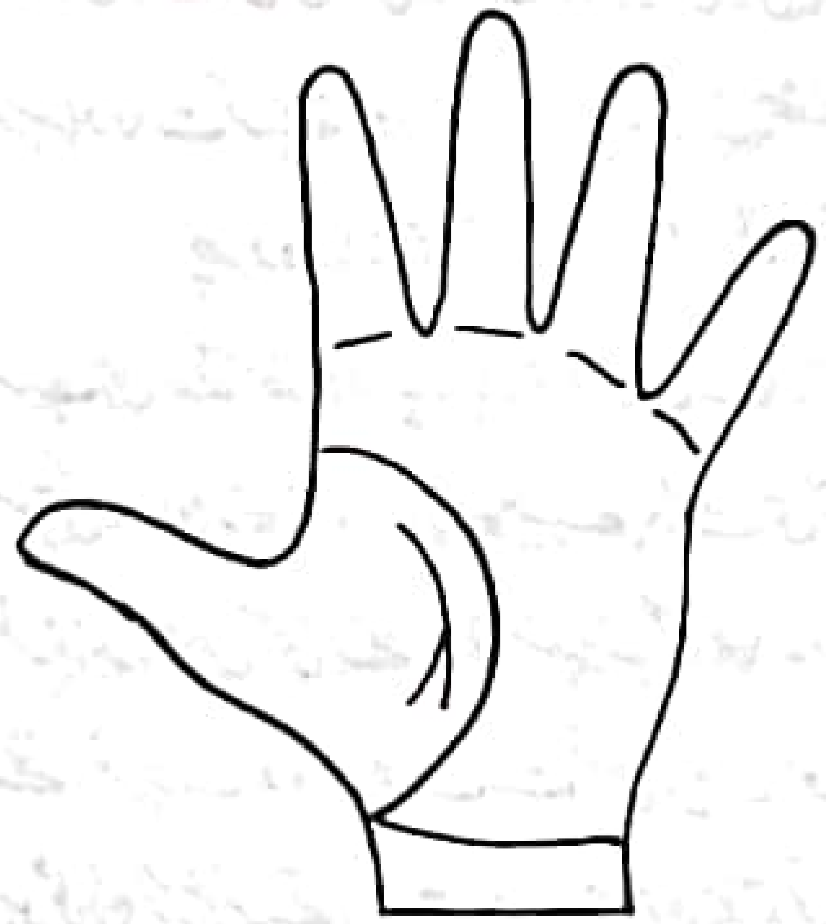
(۶۵)

اگر ایسی ثانوی لکیر یُوں اختتام پر دوشاخہ ہو جائے کہ اس کی واضح ٹہنی زندگی کی لکیر کو چیرتی ہُوئی چاند کے اُبھار پر پہنچے تو یہ نہایت ہی منحوس علامت ہے۔ ایسے شخص کی طبیعت میں اعتدال قطعی مفقود ہوتا ہے۔ اس کا تمام تر میلان عیش و تعیش کی طرف ہوتا ہے۔ شراب و شباب سے وابستہ لذت کی تلاش میں وہ یوں دیوانہ بڑھتا ہے کہ اس پر ایک دیوانگی کا گمان ہوتا ہے۔ ایسے شخص کا انجام عبرت ناک ہوتا ہے (شکل نمبر ۶۶)۔

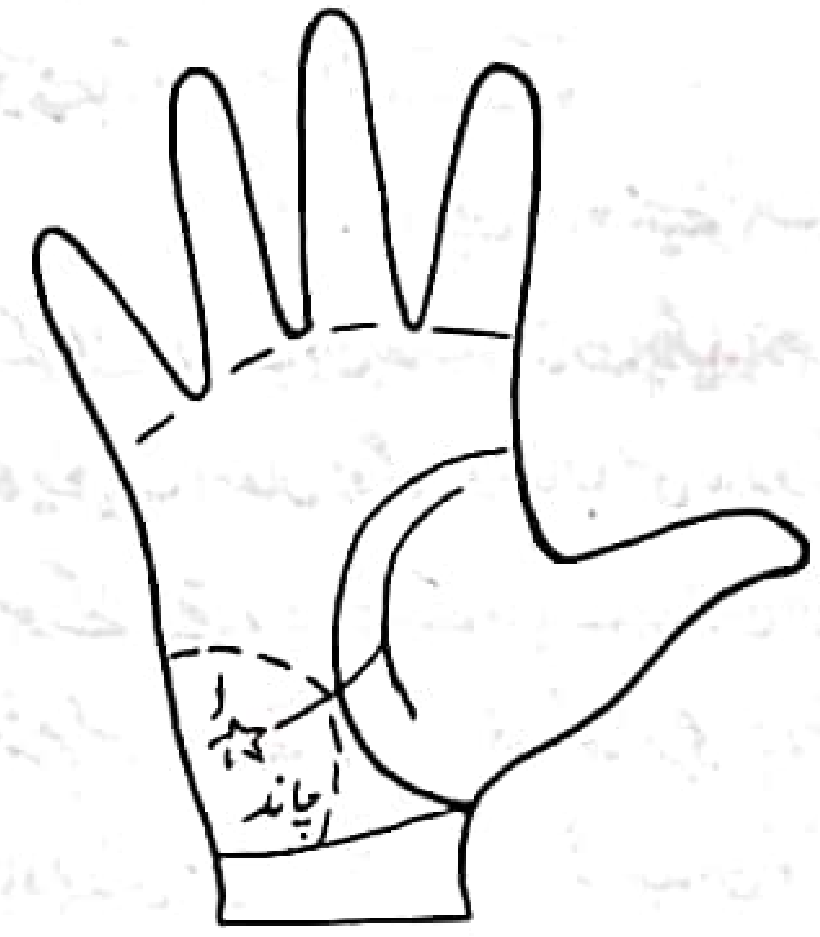

(۶۶)

اگر ایسی چاند پر ختم ہونے والی شاخ تارے کے نشان پر انجام پذیر ہو تو ایسا شخص اس قدر شراب کا رسیا ہوتا ہے کہ دُخترِ رز کے بغیر اس کا جینا حرام ہی نہیں محال ہوتا ہے۔ اس کی شراب نوشی دیکھنے والوں کے لیے بڑی عبرت ناک ہوتی ہے۔ درحقیقت اسے شراب کھا جاتی ہے (شکل نمبر ۶۶ - ا)

اس تارے والی شاخ سے متعلقہ ایک واقعہ مجھے کبھی نہ بھُولے گا۔ میں حیدر آباد دکن میں تھا اور وہاں کے جان ہوٹل میں رہا کرتا تھا۔ اس ہوٹل کا بار یعنی شراب خانہ بہت ہی مقبول تھا اور شہر کے ایسے اُمرا شرفا کی آماجگاہ بنا ہُوا تھا جو چشمِ جہاں سے چھُپ کر دُخترِ رز سے ہمکنار ہونے کے لیے وہاں جمع ہُوا کرتے تھے۔ شہر کے ایک نامور خاندان کے ایک چشم و چراغ بھی یہاں

آنے والوں کے گروہ بادہ کشاں میں شامل تھے۔ ان کی شراب خوری یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ اہلِ خاندان بادلِ ناخواستہ انھیں اپنانے سے برملا انکار کرچکے تھے۔ بسیار شراب خوری اور خاندانی اعانت کے فقدان سے ان کی مالی حالت بہت ہی پتلی ہوچکی تھی۔ شروع شروع میں خرید کر پیتے تھے، پھر مانگے تانگے پر بسر اوقات کرلیتے اور ہم پیالہ احباب کے طفیلیوں کی طرح بار میں آجاتے تھے۔

پھر وہ زمانہ بھی آگیا کہ نہ قرض ملتی تھی نہ ہی خیرات کے طور پر۔ دوست احباب، عزیز واقارب سب ہی نے منھ موڑ لیا۔ بالآخر انھوں نے دیسی سے نسبت طے کرلی اور وہ بھی کچھ دنوں کے بعد میسّر نہ ہوسکی۔ ان کے خاندان سے میرے بہت ہی گہرے اور خوش گوار مراسم تھے اور انھیں بھی اس کا علم تھا مگر چونکہ انھیں سختی کے ساتھ متنبہ کیا گیا تھا کہ مبادا وہ میرے پاس پہنچ جائیں وہ ادھر آنے سے گھبراتے تھے۔ مگر جب وہ ہر طرف سے قطعی مایوس ہوجاتے اور طلب کی بے تابی انھیں مجبور کردیتی تو وہ میرے ہوٹل کا رُخ کرتے۔ اگر میں وہاں موجود ہوتا تو وہ میرے سویٹ کے سامنے فرش پر ایک کنارے نیم مُردہ حالت میں پڑے رہتے۔ مجھے انھیں دیکھ کر نہ صرف سخت عبرت کا سبق ملتا بلکہ میرا دل ان کی حالت پر پسیج جاتا اور مجھے ازحد ترس آتا۔

ایک مرتبہ وہ مہینے ڈیڑھ مہینے تک میرے ہوٹل کی طرف نہ آئے۔ مجھے تشویش ہُوئی تو میں ان کے عزیزوں کے ہاں بظاہر برِ ملاقات چلا گیا۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد معلوم ہوا کہ مدہوشی کی حالت میں ان کا یکایک اِنتقال ہوگیا۔ وہ غالباً کسی بدرَو کے کنارے دیسی شراب کی بوتل تھامے اللہ کو پیارے ہوگئے تھے، اور ان کے اربابِ خاندان ان کی موت کا تذکرہ دبی زبان میں کرتے ہُوئے بھی اس قدر شرم محسُوس کرتے تھے کہ آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ اللہُ اکبر! ذہانت، امارت اور تعلیم کے باوجود بھی عین عالمِ شباب میں شراب ان کو کھا گئی اور وہ نہایت ہی کس مپرسی کے عالم میں عبرت خیز موت کا شکار ہوگئے۔

دماغ کی لکیر

دماغ کی لکیر پہلی اُنگلی اور انگوٹھے کے درمیانی حصّے سے ہتھیلی کی ڈھلان کی بیرُونی سمت میں نمودار ہوتی ہے اور مستقیم یا خمیدہ صُورت میں ہتھیلی کی سطح کو عبُور کرتی ہُوئی سامنے کا رُخ کرتی ہے۔ یہ اس مقام سے نکلتی ہے جہاں سے زندگی کی لکیر شرُوع ہوتی ہے۔ درحقیقت ان دونوں اہم لکیروں کا منبع مشترک ہوتا ہے (شکل نمبر۱)۔

دماغ کی لکیر ذہنی استعداد اور خرد، فکر و تخیّل، یادداشت غرض ان سبھی اُمور سے متعلق ہے جو انسانی ذہن سے وابستہ ہیں۔ اعصابی اور دماغی امراض و اسقام کے بارے میں بھی یہ بہت کچھ معلومات بہم پہنچاتی ہے۔ سر، گردن اور جسم کے بالائی حصّوں سے متعلقہ حادثات و واقعات کے سلسلے میں بھی دماغ کی لکیر سے احکام لگانے میں کافی مدد ملتی ہے۔

غرض کہ تمام اہم دماغی، اعصابی اور جسم کے بالائی حصّوں اور اعضا مثلاً سر، کان، آنکھ کے

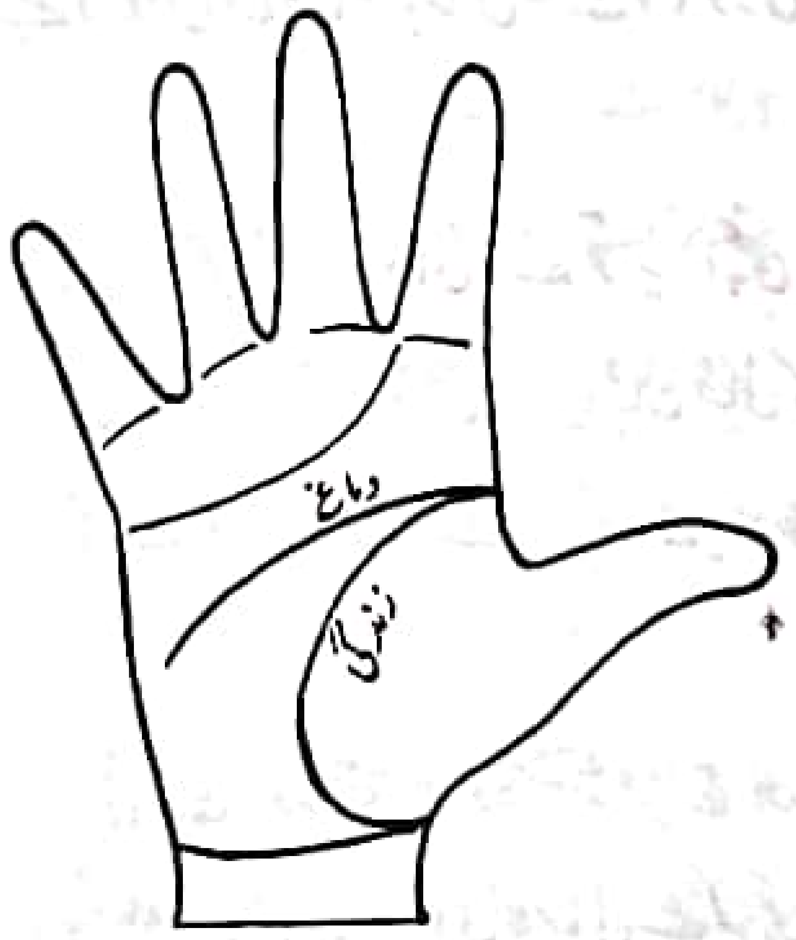

(۱)

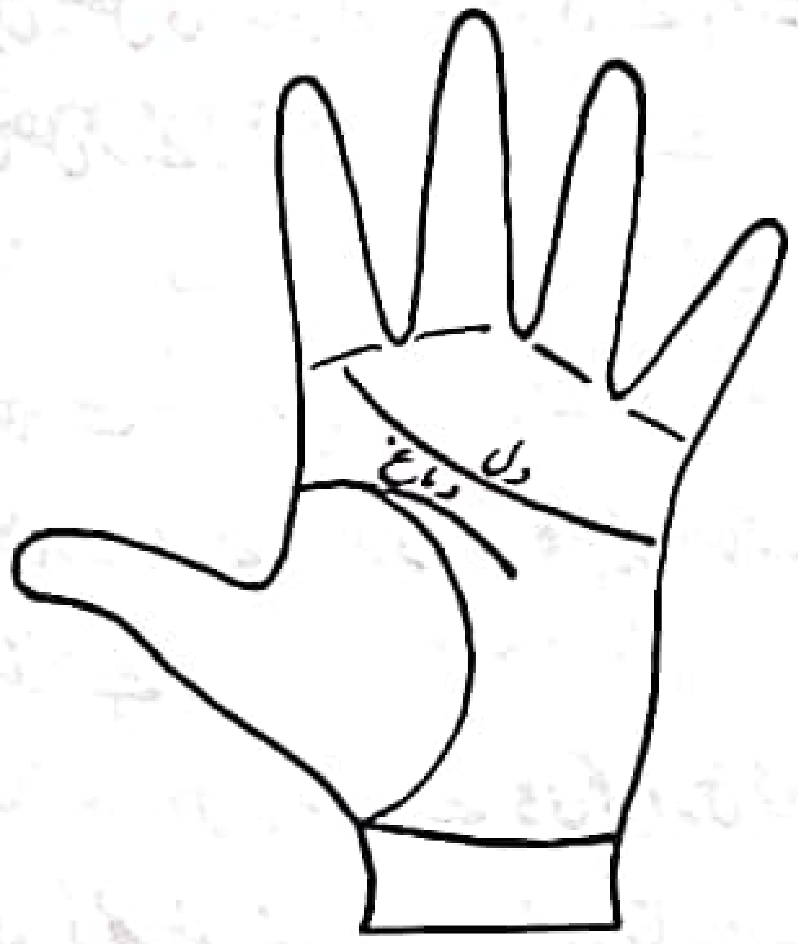

(۲)

بارے میں معلومات بہم پہنچانے کے سلسلے میں دماغ کی لکیر کام دیتی ہے۔

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اچھی دماغ کی لکیر کے بغیر نہ تو ذہن صحیح نشو نما پا سکتا ہے اور نہ ہی خرد اُجاگر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بغیر کامیاب زندگی کا حصول اور کما حقہٗ آرام محال ہے —— درحقیقت خراب، چھوٹی اور کمزور دماغ کی لکیر احساس کی اعلیٰ صلاحیتوں اور فہم و فراست کو پنپنے نہیں دیتی جس کا حتمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ناکام، پریشان اور خراب زندگی سے نجات نہیں مل سکتی ہے (شکل نمبر۲)۔

(۳)

جب یہ لکیر آغاز ہی سے واضح نمودار ہو اور آخر تک سالم اور گہری چلی جائے اور اس میں ایک خاص قسم کی چمک د... دکھائی دے تو یہ ایسے ذہن کا پتا دیتی ہے جو تیز اور رسا ہوتا ہے اور داخلی صلاحیتیں ایک نوع کی تابش لیے ہوتی ہیں (شکل نمبر۳)۔

ایسے شخص کی دماغی قوتیں غیر معمولی ہوتی ہیں۔ وہ ذاتی استعداد اور ذہنی تگ و دو سے دُنیا میں بہت نمایاں ترقی کر سکتا ہے۔ اس کی طبیعت میں اعتدال، انسان شناسی، معاملہ فہمی کے واضح جوہر ہوتے ہیں۔ عقل کی رسائی اور دُور اندیشی کے باعث وہ اپنے لیے دُنیا میں بلند مقام یا خاص عزت و ناموری حاصل کرنے کی فطری صلاحیت رکھتا ہے۔

جب یہ لکیر ٹوٹی پھوٹی ہو یا بہت سی بال نما لکیروں سے اُلجھی مجوئی دکھائی دے تو یہ اچھی علامت نہیں۔ جمعیتِ خاطر کا فقدان اس کا خاص نتیجہ ہے۔ اس کا حامل اِنتشارِ ذہنی اور پریشان خیالی کا شکار رہتا ہے۔ نہ تو وہ کسی کام میں انہماک کی قابلیت رکھتا ہے اور نہ صفائی سے کسی مُعاملے پر سوچ سکتا ہے۔

اس کی سب سے بڑی کمزوری خود اعتمادی کی کمی ہوتی ہے۔ درحقیقت وہ منتشر مزاج اور اُلجھے ہُوئے افکار میں پھنسا رہتا ہے۔ عجب نہیں کہ وہ تسکینِ باطن اور دنیوی کامیابی سے کم ہی بہرہ یاب ہو (شکل نمبر۴)۔

(۵)

(۴)

یہ لکیر بعض ہاتھوں میں خطِ مستقیم کی صُورت میں نقش ہوتی ہے۔ اس کی طوالت اور گہرائی سے قطع نظر لکیر کی سیدھی روش خاص مفہوم کی حامل ہوتی ہے۔ ایسا عمل پسند ہوتا ہے۔ وہ محض خیال کے گھوڑے نہیں دوڑاتا۔ اس کے قدم زمین پر رہتے ہیں اور وہ حتمی طور پر حقیقت پرست ہوتا ہے (شکل نمبر۵)۔

وہ ہر معاملے اور ہر چیز کو عقل اور سمجھ کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اگر کوئی امر یا شے مُفید اور کارآمد دکھائی نہ دے تو سے بے ضرورت اور بے معنی سمجھ کر نظر ہٹا لیتا ہے۔ درحقیقت اس کی کسوٹی ہر کام کے بارے میں اس کے فائدہ مند ہونے کی صلاحیت ہے۔ اس کا مزاج ایک معمولِ کار و حیات کو پسند کرتا ہے اور اصولی طور پر وہ عام ڈگر سے ہٹی ہُوئی باتوں کی طرف متوجہ ہونے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ مفید قسم کی جدید اشیا اور خیالات سے استفادہ کا قائل ہے اور جب ان کی عملی صلاحیتوں کے بارے میں اسے یقین ہو جاتا ہے تو وہ ان کے اپنانے اور استعمال سے گریز نہیں کرتا، لیکن فطری طور پر وہ قدامت پسند اور رسم و رواج کا پابند ہوتا ہے۔ اچھا دُنیا دار، مُعاملہ فہم اور کفایت شعار ہوتا ہے۔ اس کی سب سے نمایاں خوبی وضع داری ہوتی ہے۔ وہ اپنے ماحول اور خیالات میں کسی غیر معتدل تبدیلی کے لیے آمادہ نہیں ہو سکتا۔

اگر دماغ کی لکیر خمیدہ ہو اور چاند کے اُبھار کی طرف بڑھے تو یہ بالکل مُختلف اُفتادِ ذہن

کی نمائندہ ہے (شکل نمبر ۶)۔

(۶)

ایسی لکیر کا نمایاں خاصہ تخیل اور میلانِ تخلیقی ہے۔ ایسے شخص کے احساسات نازک اور تیز ہوتے ہیں۔ آرٹ اور شعر و ادب کی طرف اس کی طبیعت کا میلان زیادہ واضح ہوتا ہے۔ ایسی دماغ کی لکیر درحقیقت مصور، شاعر، ناول نویس اور موسیقی دان پیدا کرتی ہے۔ ان کی دُنیا احساسات و تخیلات سے وابستہ ہوتی ہے۔

ایک قسم کی رُومانوی سی زندگی، جو حقائق سے کم ہی علاقہ رکھتی ہے، ایسے اشخاص کا مقصدِ حیات ہوتا ہے۔

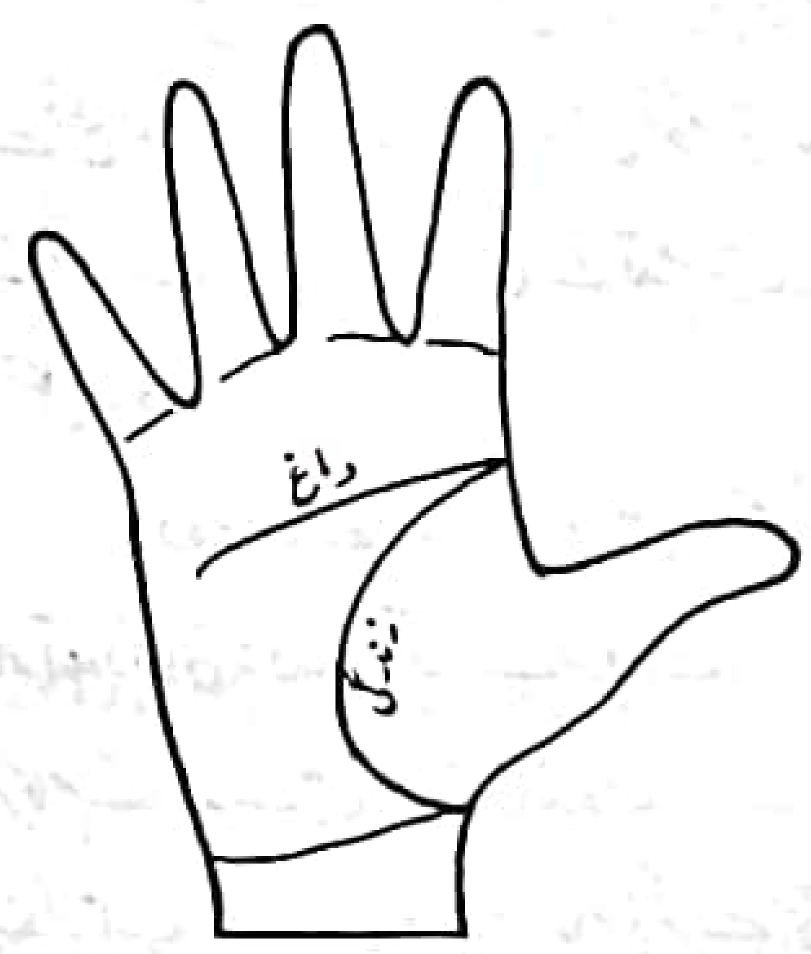

(۷)

یہ لکیر بعض ہاتھوں میں زندگی کی لکیر سے متصل شروع ہوتی ہے اور کچھ فاصلہ مل کر ہی طے کرتی ہے لیکن اس کے بعد جُدا ہو کر اپنی راہ لیتی ہے۔ جب یہ آغاز کے بعد ہی علیحدہ ہو جائے تو یہ خاص اثرات کی حامل ہوتی ہے (شکل نمبر ۷)۔

یہ اِس امر کی شاہد ہے کہ طبیعت حساس ہے مگر حساسِ طبعی میں اعتدال کا عنصر شامل ہے۔ ایسا شخص دُوسروں کے جذبات و خیالات کا احترام کرتا ہے اور ارادۃً کسی کی دل آزاری کا مرتکب نہیں ہوتا۔

درحقیقت وہ طبعاً محتاط، اعتدال پسند اور نازک احساسات کا حامل ہوتا ہے۔ نہ کسی کام کو بلاوجہ تاخیر میں ڈال دیتا ہے اور نہ ہی بے سوچے سمجھے اس کا بیڑا اُٹھا لیتا ہے۔ وہ ہر مُعاملے کے بارے میں فہم و فراست سے کام لیتا ہے اور ہوش مندی سے سرانجام دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے عزتِ نفس کا بڑا پاس ہوتا ہے جس کی وجہ سے گھٹیا قسم کے افعال و کردار سے ہمیشہ گریز کرتا ہے۔ ملنسار

اور انصاف پسند ہوتا ہے۔

(۸)

اگر دماغ اور زندگی کی لکیریں نہ صرف متصل شروع ہوں بلکہ دو تہائی اِنچ کے لگ بھگ ہتھیلی کا فاصلہ مل کر ہی طے کریں تو یہ اچھی علامت نہیں ہے (شکل نمبر ۸)۔

یہ حد درجہ حساس طبیعت کی نشانی ہے۔ ایسا شخص بے حد ذکی الحس ہوتا ہے۔ اس کی نازک مزاجی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ بات بات پر چمک اُٹھتا ہے۔

یہی نہیں، وہ نہ صرف بہُت بدگمان طبع ہوتا ہے بلکہ حد درجہ کم اندیش بھی۔ حساسِ صبی کے باعث وہ سدا آمادۂ پیکار رہتا ہے اور ہر وقت بحث و تکرار میں اُلجھنے کی طرف مائل۔ اس کے بھلے کی بھی کوئی اصلاح دی جائے تو وہ اس کا اُلٹا ہی مطلب لیتا ہے۔

خود اعتمادی کا اس میں نام تک نہیں ہوتا جس کا خراب اثر اس کی تمام تر زندگی پر محیط ہوتا ہے۔ نہ اسے اپنے اُوپر بھروسا ہوتا ہے اور نہ ہی وہ کسی دُوسرے شخص پر اعتماد کرنے کی طرف مائل ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر خلجان میں پڑا رہتا ہے۔

تذبذب، بدگمانی، بے اعتمادی، ذرا ذرا سی بات پر کبیدہ خاطر یا مغلوب الغیظ ہو جانا گویا اس کا معمولِ زندگی بن جاتا ہے۔ ان خراب عناصر کے باعث وہ اپنے حلقے میں بدنام اور ناقابلِ احترام تصوّر کیا جاتا ہے۔ لوگ نہ تو اس کا بھروسا کرتے ہیں اور نہ ہی اس سے تعلقات استوار کرنے پر راضی ہوتے ہیں۔ یوں دِل کا بُرا نہیں ہوتا۔ اگر اس کی طبیعت کی بدگمانی اور بے اعتمادی کو اچھی طرح سے سمجھ کر ہمدردی کا سلوک کیا جائے تو بے حد متأثر ہوتا ہے اور احسان و مروّت نہیں بھُولتا۔ ویسے وہ تعریف کا بہُت بھوکا ہی ہوتا ہے۔ اگر اس کے کردار یا وضع قطع پر نکتہ چینی کی جائے تو اس قدر برہم ہو جاتا ہے کہ اسے اپنے اُوپر قابو بھی نہیں رہتا۔ جس طرح وہ احسان نہیں بھُولتا اسی طرح وہ کسی کی سخت بات یا نکتہ چینی بھی کم ہی بھُولتا ہے۔

عام طور پر وہ ہر معاملے میں تاخیر کی طرف مائل ہوتا ہے اور طبعاً آج کا کام کل پر ٹال دیتا ہے۔

حوصلہ افزائی اور سچی ہمدردی کے ماحول میں اس کی اچھی صلاحیتیں جلد ہی بروئے کار آنے لگتی ہیں اور وہ اپنے فرائض کو محنت سے بروقت سرانجام کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس کی بدترین کمزوری، حد سے زیادہ حساس طبعی اور اعتمادِ ذاتی کا فقدان ہے۔ نیز وہ طبعاً بزدل بھی ہوتا ہے۔

(۹)

دماغ کی لکیر بعض ہاتھوں میں اپنے فطری مقام سے ہٹ کر انگوٹھے کے تحتانی پُرگوشت حصے سے شروع ہوتی ہے اور زندگی کی لکیر کو عبور کرتے ہوئے اپنی گزرگاہ پر آجاتی ہے اور وہاں سے ہتھیلی پر اپنے مقامِ انجام کی طرف بڑھ جاتی ہے (شکل نمبر۹)۔

زہرہ کے اُبھار کے اُوپر، زندگی کی لکیر کے احاطے میں ایک اور چھوٹا سا اُبھار ہے۔ یہ منگل کا اُبھار کہلاتا ہے۔ یہ اُبھار جدّوجہد، جوش اور سپاہیانہ عناصر سے متعلق ہے۔ دماغ کی لکیر جب نیچے ہوکر زندگی کی لکیر کی اندرُونی جانب شروع ہوتی ہے تو اسی اُبھار کے علاقے سے نمودار ہوتی ہے۔ جب دماغ کی لکیر اس مقام سے نکلے تو ایسا شخص جارحانہ ذہنیت لے کر پیدا ہوتا ہے اور ہمیشہ بحث و تکرار اور جھگڑے کی طرف مائل رہتا ہے۔ اگر زمانۂ تعلیم ہی سے کسی ایسے کام کی طرف راغب ہو جائے جس میں جرح، نکتہ چینی، نقد و نظر وغیرہ کی ضرورت ہو تو آگے چل کر وہ اچھا نقاد یا جو شیلا جرح کرنے والا وکیل بن سکتا ہے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دماغ اور زندگی کی لکیریں ایک دُوسرے کو کاٹتی ہیں۔ جہاں بھی دو اہم لکیریں ایک دُوسرے کو قطع کریں تو خطوطِ متعلقہ کے مخالف اثرات اُبھر آتے ہیں اور کردار میں ایک تضاد پیدا ہو جاتا ہے۔

دماغ اور زندگی کی لکیروں کے ایک دوسرے کو قطع کرنے سے طبیعت میں فساد پسندی کا عنصر بہت اُبھر آتا ہے۔ ایسا شخص سخت جھگڑالو ہوتا ہے اور معمولی سی معمولی بات پر آمادۂ فساد۔ اس کے جھگڑے سخت کلامی اور بدگوئی کے ایسے نمونے ہوتے ہیں کہ سننے اور دیکھنے والے توبہ توبہ کر اُٹھتے ہیں۔ نیز ہر ایسے معاملے میں وہ یوں ذاتیات پر اُتر آتا ہے کہ غلط جھوٹ اور نہایت

مکروہ قسم کے حملے کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

(۱۰)

دماغ کی لکیر ہر ہاتھ میں زندگی کی لکیر سے متصل ہی شروع نہیں ہوتی بلکہ خاصے ہاتھوں میں اس سے بے تعلق اور علیحدہ آغاز کرتی ہے اور علیحدہ ہی اپنی راہ لیتی ہے (شکل نمبر۱۰)۔

جب دماغ کی لکیر جداگانہ شروع ہو اور یوُں ہی چلی جائے تو یہ بتاتی ہے کہ ایسا شخص طبعاً خود اعتمادی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ نہ اسے غیر معتدل حساس طبعی ستاتی ہے اور نہ ہی وہ بدگمانی کا روگ لے کر آتا ہے۔ درحقیقت حریّت پسندی، حوصلہ مندی اور اعتمادِ ذاتی اس کے طبعی خصائل ہوتے ہیں۔

دماغ اور زندگی کی لکیروں کے مابین ابتدائی فاصلے کی کمی بیشی بڑی معنی خیز ہے اور اس کا نہایت غور سے جائزہ لینا چاہیے۔ اگر فاصلہ مناسب ہو یعنی ایک جَو کے برابر، تو یہ خوشگوار اور سعد اثرات کا پیش خیمہ ہے۔ یہ طبیعت میں جراٴتِ کردار، حریّتِ فکر، خود اعتمادی اور خواہشِ ارتقا کی پختہ نشانی ہے۔ ایسا شخص اپنے ذاتی جوہروں کے باعث بہت آگے بڑھ جاتا ہے۔ درحقیقت وہ کبھی پیچھے نہیں رہتا اور اپنی مساعی اور فہم و خرد کے بل بوتے پر کسی اعلیٰ مقام پر پہنچ کر ہی دم لیتا ہے (شکل نمبر۱۰)۔

جُداگانہ شروع ہونے والی دماغ کی لکیر طبیعت کی بے چینی اور بے سکونی کا پہلوُ بھی لیے ہوتی ہے۔ اس کا حامل آرزو کی راہ پر بے تابانہ بڑھنے کی لگن میں پیہم سعی اور کوشش میں منہمک رہتا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ کامیابی اور ترقّی کے باوصف سچا چین کم ہی پا سکتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی بھی مطمئن نہیں ہو سکتا۔ دراصل بے صبری اس کی سب سے بڑی خامی ہے۔ اس کی فطرت کی بے تابی اسے مختلف دلچسپیوں کی طرف راغب کرتی رہتی ہے اور وہ نئے نئے لوگوں سے ملتا رہتا ہے، نئی نئی چیزیں دیکھتا ہے اور نئے نئے خیالات

سے بہرہ مند ہونے کا متلاشی رہتا ہے۔ کام کاج کے علاوہ اسے فنون، کھیلوں، سوشل کاموں، غرض کہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے دلچسپی رہتی ہے۔ وہ ہر معاملے میں آگے بڑھنے کا خواہاں ہوتا ہے اور باشعور ترقی کرتا ہے۔ بایں ہمہ تسکینِ باطن سے وہ کسی حد تک تہی دست ہی رہتا ہے۔

جب دماغ کی لکیر زندگی کی لکیر سے مناسب فاصلے سے زیادہ ہٹ کر شروع ہو تو جس قدر تفاوت بڑھتا جائے گا اسی قدر خراب عناصر کردار میں اضافہ ہوتا جائے گا (شکل نمبر ۱۱)۔

(۱۱)

جب یہ فاصلہ زیادہ ہو تو بالعموم طبیعت کی بے چینی میں فاضل اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص بے حد بے صبرا، جلد باز، اور عاقبت نااندیش ہوتا ہے جس کے باعث وہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی زندگی کو ناکام اور ملول بناتا ہے۔

اس کے خیالات و احساسات اس سرعت سے بدلتے رہتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور یہ اندازہ کرنا یا قیاس لگانا کہ وہ کس وقت یا کن حالات میں اپنی بے چین عجلت پسندی سے کیا گل کھلائے گا، محال ہوتا ہے اور اسے بھی اس کا کوئی علم یا خیال نہیں ہوتا۔ وہ عجیب و غریب حرکتیں کرتا ہے۔ فضول گوئی یا مبالغہ آمیزی سے گریز نہیں کرتا اور بعض وقت کم اندیشی کے عالم میں وہاں قدم رکھ سکتا ہے جہاں فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں۔ بے دھڑک حماقت اور ناروا آزاد منشی کا ارتکاب کرتا ہے اور ایسے افعال کے باعث اپنے لیے ایسے مصائب پیدا کر لیتا ہے کہ جن کا نتیجہ بہت ہی غم ناک ہوتا ہے۔

چرخی کا نشان

اگر دماغ کی لکیر زندگی کی لکیر سے علیحدہ اور کچھ پرے سے شروع ہو اور ان دونوں خطوط کے مابین ایک واضح کراس یعنی چرخی کا نشان دکھائی دے تو یہ بہت ہی خراب علامت ہے (شکل نمبر ۱۲)۔

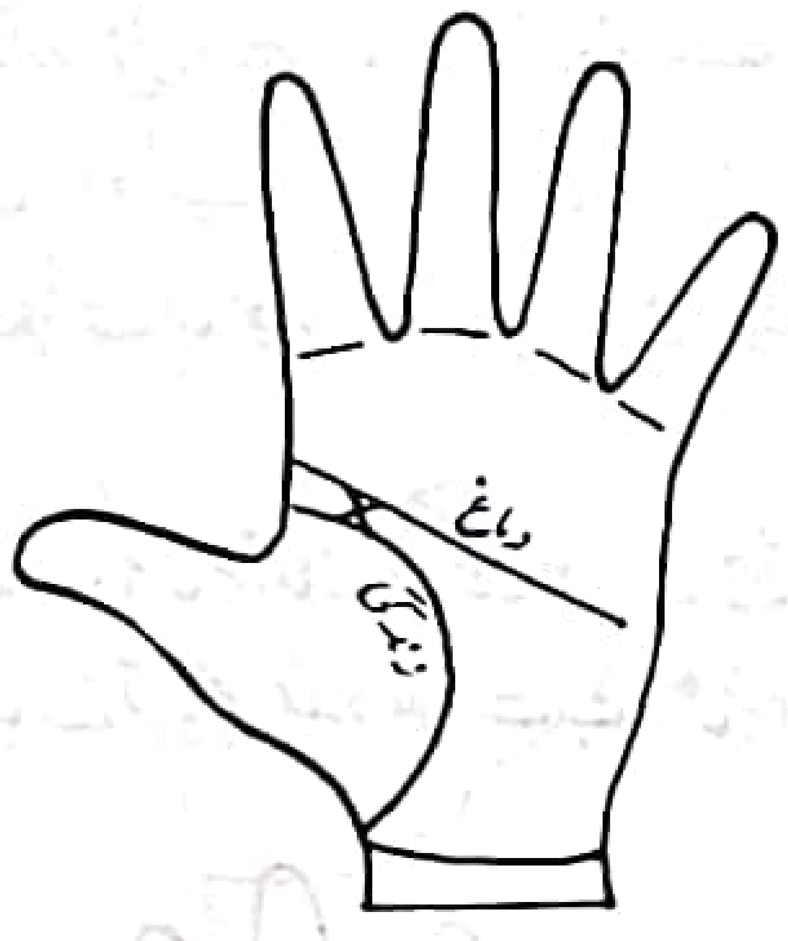

(۱۲)

(۱۳)

ایسی چرخی کے سبب گھریلو فسادات کے باعث بچپن کے لیل و نہار بہت ہی ملول اور پریشان گزرتے ہیں اور ان کا اثر نازک احساسات پر اس طرح دباؤ ڈالتا ہے کہ طبیعت میں ایک مستقل قسم کا خدشہ بیٹھ جاتا ہے اور طبیعت نامحکمی کا شکار ہو جاتی ہے۔ بعض ہاتھوں میں یہی علامت خاندانی مقدمہ بازی کا پتا دیتی ہے جس کی وجہ سے تباہی اور مالی دشواریاں بچپن کے ایام پر بہت ہی مذموم اثرات ڈالتی ہیں اور مستقبل تاریک دکھائی دینے لگتا ہے۔

دماغ کی لکیر بعض ہاتھوں میں فطری مقام آغاز سے ہٹ کر اس حصے سے شروع ہوتی ہے جو پہلی اُنگلی کے نیچے پُر گوشت فراز کی طرح ہے۔ یہ حصہ گرد کا اُبھار کہلاتا ہے (شکل نمبر ۱۳)۔ گرد کا اُبھار آرزو کی بلندی، عظمت، وقار، تفاخر وغیرہ اُمور سے متعلق ہے۔ جب دماغ کی لکیر اس مقام سے نمودار ہوتی ہے تو بڑے فروغ آور عناصر سے بہرہ ور ہوتی ہے ایسا شخص درحقیقت کامرانیٔ حیات کے لیے نمایاں صلاحیت لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اس کی نمایاں خوبی حوصلے کی عظمت، نگاہ کی بلندی، طبیعت کی وسعت کے ساتھ ساتھ ایک خاص قسم کی بیدار آرزو ہوتی ہے اور وہ غیر معمولی ترقی اور اعزاز کے لیے گویا موزوں صلاحیتیں لے کر آتا ہے۔ بچپن ہی سے عظمت و ثروت کے انداز اس کے مزاج و اطوار سے ہویدا ہونے لگتے ہیں۔ علم کا شوق

اہلِ ثروت سے رغبت اور طبعی امارت گویا اس کے فطری جوہر ہوتے ہیں۔ جوانی کے ایام میں اس کی طبیعت کا انداز رئیسانہ ہوتا ہے اور وہ اپنے گرد و پیش ایسے اسباب جمع کر لیتا ہے جو اس کے فطری تقاضے کے شایانِ شان ہوتے ہیں۔ وہ اپنے حلقۂ احباب میں باوقار افراد کو شامل کرتا چلا جاتا ہے، اور اپنے موروثی ماحول سے بہت بلند ہو جاتا اور جدید اور اعلیٰ طریقے کی زندگی اختیار کر لیتا ہے۔

دماغ کی لکیر اگر ہتھیلی کی باہر کی جانب اپنے فطری مقامِ آغاز سے نکلے اور اس میں سے ایک واضح اور سالم شاخ گرد کے اُبھار تک چلی جائے تو یہ بھی عمدہ علامت ہے (شکل نمبر۱۴)۔

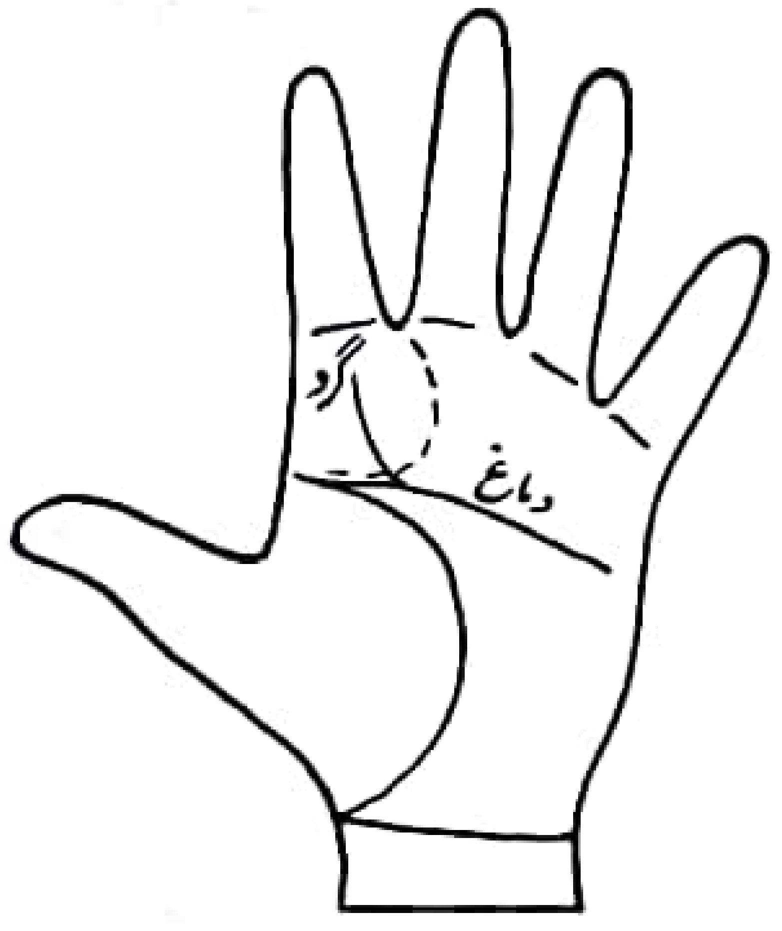

(۱۴)

ایسا شخص اپنے موروثی اور جدّی ماحول سے وابستہ رہنے کی فطری آرزو رکھتا ہے اور بالعموم اسی میں اپنا اعلیٰ و جدید طرزِ حیات اختیار کر لیتا ہے۔ ایسی گرد والی شاخ دار دماغ کی لکیر جذبۂ عزمِ عظمت کی بہت ہی کامیاب دلیل ہے۔ ایسا شخص علوِ خیال، بلندیٔ عزم اور وسعتِ قلبی کے لیے ہم سروں میں نمایاں ہوتا ہے۔ بڑے بڑے منصوبے سوچتا ہے اور انھیں پروان چڑھاتا ہے۔ دراصل ایسا شخص زندگی کا عملی زمانہ ارتقائے فروغ کی راہ میں نہایت انہماک سے گزارتا ہے اور جس میدانِ عمل میں قدم رکھتا ہے، اس میں ذاتی استعداد اور عزمِ سرگرم کے فیض سے آبرو کے ساتھ کامیاب ہوتا ہے۔

دماغ کی لکیر اگر زندگی کی لکیر سے جُداگانہ شروع ہو لیکن ایک سالم اور واضح شاخ دونوں لکیروں کو باہمدگر منسلک کر دے تو یہ عمدہ نشانی ہے (شکل نمبر۱۵)۔ ایسا شخص اگرچہ طبعاً بے چین اور بے صبرا ہوتا ہے لیکن اس کے باطن میں ایک خاص نوع کا محتاط عنصر ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ محتاط، معتدل اور سمجھ دار روش اختیار کر لیتا ہے۔

اگر دماغ اور زندگی کی لکیریں تفاوت سے شروع ہوں مگر دونوں لکیریں پتلی پتلی شاخوں سے

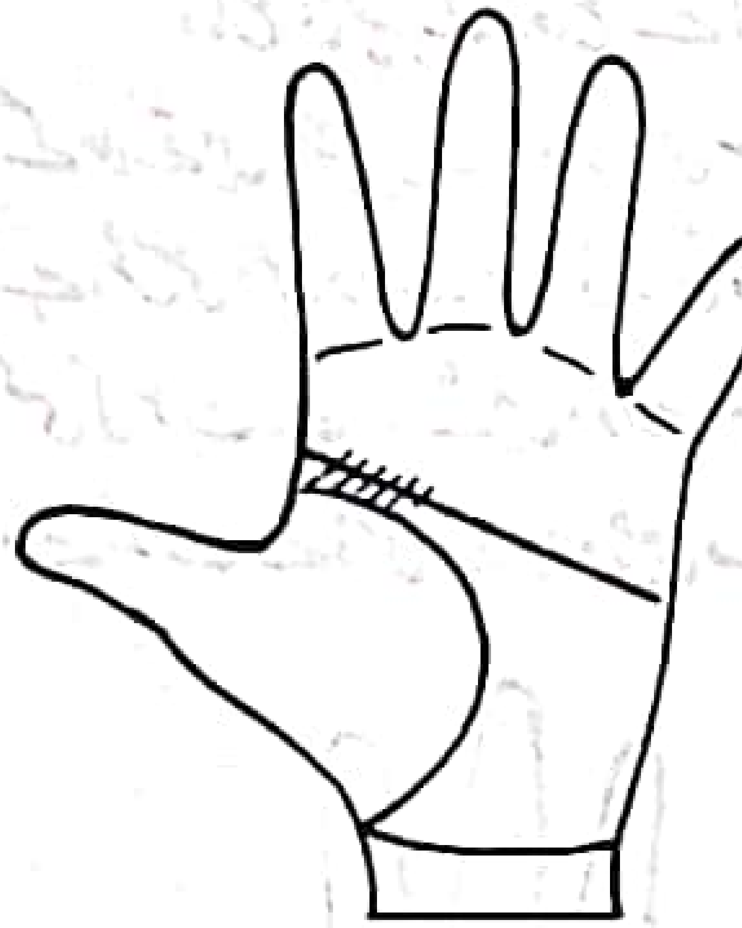
(۱۶)

(۱۵)

ایک دُوسرے کے ساتھ ملی ملی دکھائی دیں (شکل نمبر۱۶) تو یہ بہت ہی خراب نشانی ہے۔ ایسی صورت درحقیقت نہایت ہی بدمزاج شخص کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص اُلجھا ہُوا سا ہوتا ہے اور کسی سے بھی مل جُل کر نہیں رہ سکتا۔ سخت حسّاس اور ہر معاملے میں اُلجھنے کا خوگر ہوتا ہے۔

دماغ کی لکیر بذاتِ خود یا اس کی ایک نمایاں شاخ اگر گرد کے اُبھار سے نمودار ہو تو ایسا شخص اعزاز، احترام، نام و نمود، دولت اور کامیابی ایسے سبھی اُمور سے سرفراز ہوتا ہے۔ اس کے مراسم سرکردہ لوگوں، حکومت کے بڑے عہدے داروں اور اربابِ ثروت سے کافی استوار ہوتے ہیں۔ عزتِ نفس، غریب پروری اور کشادہ دلی اس کے عمدہ خصائل ہیں شامل ہیں (شکل نمبر۱۳-۱۴)۔ بے جا غرور و نخوت کے بغیر وہ سر اُٹھا کر چلتا ہے اور ضرورت کے وقت فروتنی اور انکسار سے گریز نہیں کرتا۔ اچھی گفتگو اور دوسروں سے عمدہ سلُوک کی اس میں فطری صلاحیت ہوتی ہے۔ اہلِ علم اور باکمال لوگوں کا دل سے احترام کرتا ہے، ان کی خدمت اور تواضع سے دریغ نہیں کرتا اور اگر حالات متقاضی ہوں تو اربابِ کمال کی مالی اعانت بھی کشادہ دلی سے کرنے میں تأمّل نہیں کرتا۔ اس کی سب سے بڑی کمزوری تحسین کی خواہش ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر ممکن طریقے سے وہ پبلک اُمور میں اعزازی عہدے حاصل کرنے کے لیے جدّ و جہد کرتا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ ایسے کاموں سے اسے دلی شغف بھی ہوتا ہے اور وہ مفید اور بہت ہی کامیاب کارکن ثابت ہوتا ہے۔

دماغ کی لکیر کے شروع سے اگر تین یا چار واضح اور سالم شاخیں نمودار ہو کر گرد کے اُبھار کے علاقے میں جا پہنچیں تو یہ بہت ہی سعید علامت ہیں۔ ایسا شخص غیر معمولی طور پر دولت مند ہو جاتا ہے، مگر یہ دھن دولت وہ اپنی ذاتی قابلیت اور بیدار مغزی ہی سے پیدا کرتا ہے۔ نہ اسے کسی کی طرف سے ورثے میں دولت ملتی ہے اور نہ ہی کسی کی عنایت کا مرہونِ منّت ہوتا ہے۔ اسے فطرت نے ذہنی بلندی اور طبعی صلاحیت سے بہرہ یاب کیا ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۷)۔

(۱۸)

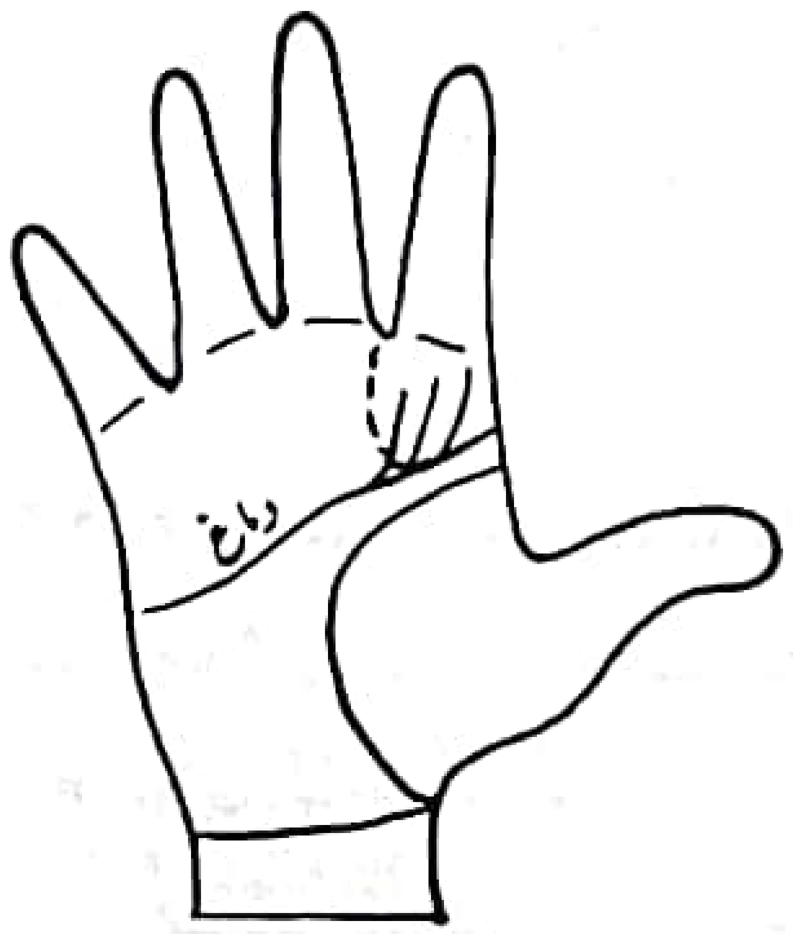

(۱۷)

دماغ کی لکیر کے شروع کے حصّے سے اگر چند ایک شاخیں اُوپر جانے کی بجائے نیچے کی طرف چلی جائیں اور زندگی کی لکیر کو عبور کرتی ہوئی زہرہ کے اُبھار کے حصّے میں داخل ہو جائیں تو یہ بہت ہی خراب علامت ہے (شکل نمبر ۱۸)۔

ایسا شخص جنسی ہیجانات کے اس قدر زیرِ اثر ہوتا ہے کہ اس کی عقل کم ہی ٹھکانے رہ سکتی ہے۔ درحقیقت اس کے دماغ پر جنسی ہوس اس درجہ قابو پا لیتی ہے کہ وہ صحیح طور پر سوچ بھی نہیں سکتا۔ اسے صبح و شام اسی قسم کے خیالات و جذبات ستاتے رہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے اور وہ سوائے اس شخص کی جسمانی جاذبیت و متعلقہ ہوسِ جنسی کے کسی دُوسرے معاملے کے بارے میں سوچنے سے عاجز ہے۔

دماغ کی لکیر کے شروع کے حصّے سے ایک واضح اور سالم

شاخ گرد کے اُبھار کے علاقے میں جا پہنچے مگر وہاں ختم ہونے کی بجائے دوسری اُنگلی کے اُس تحتانی پُر گوشت حصّے میں جا کر ختم ہو جسے سینچر کا اُبھار کہتے ہیں تو یہ ایک غیر معمولی امر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ درحقیقت ایسی علامت ایسے شخص کا پتا دیتی ہے جس کے سر پر مذہب کا بھوت سوار ہو جاتا ہے۔ وہ عقائد کے معاملے میں متعصب اور سخت گیر ہوتا ہے اور کٹر قسم کا مذہبی آدمی ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۹)۔

(۱۹)

اس کا قلب جذبۂ عقیدت سے معمور تو ہوتا ہے مگر نہ تو اس کی نظر رُوحِ عقیدہ پر ہوتی ہے اور نہ ہی معنیِ احکام پر۔ وہ دراصل عقائد کی رسمی اور ظاہری صورت کی مطابقت پر ہی پُوری توجہ سے کاربند ہونے کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ رعونت، غرور اور ذاتی پاکیزگی و طہارت پر تفاخر اس کے غیر معمولی عناصرِ کردار ہوتے ہیں۔ اس کی نگاہ میں کوئی مُرتد اور کوئی زندیق ہوتا ہے۔ درحقیقت اسے اپنے گرد و پیش میں سچے عقیدت مند دکھائی نہیں دیتے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ منصبِ طہارت و رُوحانیت کی حقیقی وراثت کا حقدار محض اپنی ہی ذات کو سمجھتا ہے۔

ایسے لوگ بڑے نکتہ چیں اور دُوسروں کے کردار اور عقائد میں کیڑے نکالنے والے ہوتے ہیں۔ اور اگرچہ بڑی سختی سے صوم و صلواۃ کے پابند ہوتے ہیں مگر ان کا دل پتھر کا ہوتا ہے۔ ان کے مزاج میں نہ تو مذہبی رواداری ہوتی ہے اور نہ ہی انسانی احساسات کا احترام۔ ان کی رعونت درحقیقت ان کی تنگ نگاہی کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

دماغ کی لکیر سے ایک واضح اور سالم شاخ نکل کر تیسری اُنگلی کے تحتانی پُرگوشت حصّے میں جسے سُورج کا اُبھار کہتے ہیں، جا کر ختم ہو جائے تو نہایت ہی شاندار اور غیر معمولی ذہنی

صلاحیتوں کا پتا دیتی ہے۔ یہ ایسی ذکاوتِ ذہنی کی علمبردار ہے جس کی آب و تاب کا شہرہ دُور دُور تک پہنچتا ہے۔ ایسا شخص نامی گرامی ہوتا ہے اور اس کی روشنیٔ طبع کا چرچا ہر کوچہ و بازار میں ہوتا ہے۔ درحقیقت وہ اپنے مخصوص میدان کا ہیں بے مثال اور یکتائے روزگار ہوتا ہے۔ دولت اس کے قدم چُومتی ہے اور شہرت اس کے گھر کی باندی ہوتی ہے (شکل نمبر ۲۰)۔ اس کی کامرانی اس کے انفرادی زاویۂ خیال یا تخلیقی قوتوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ وہ اپنی ذہانت سے آگے بڑھتا ہے، دُوسروں کی اعانت و کرم فرمائیوں کے بغیر۔

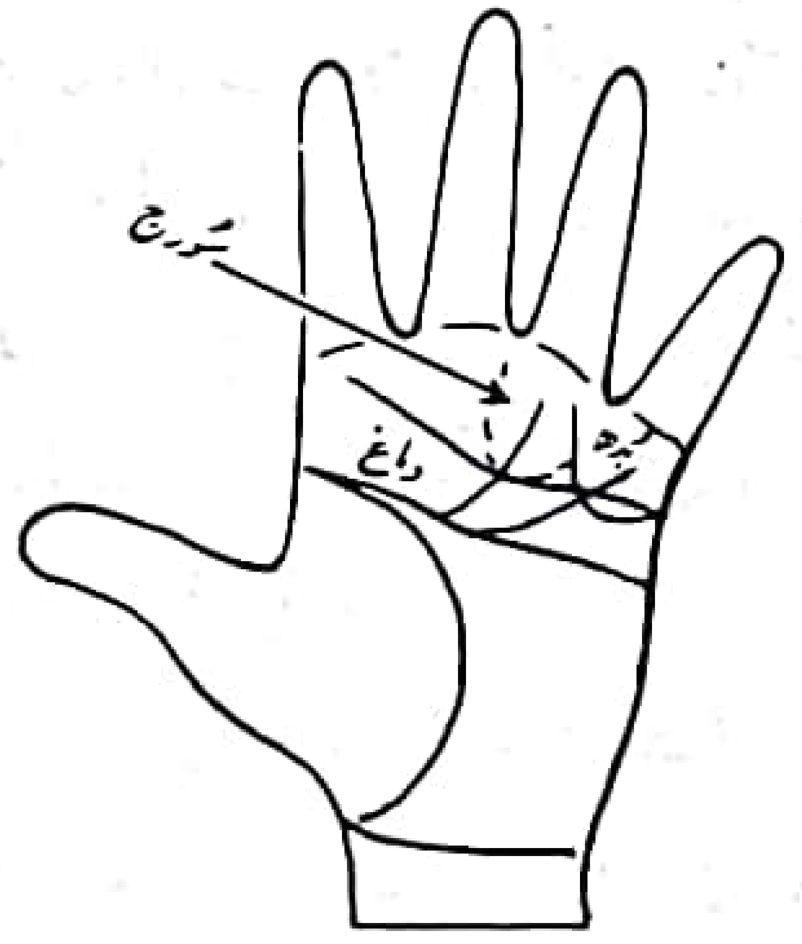

(۲۰)

ایسی دماغی شاخ انھی لوگوں کے ہاتھوں میں پائی جاتی ہے جو فنونِ لطیفہ، سائنس یا طب ایسے میدانوں میں ایسی ایجادات یا تخلیقات کرتے ہیں جو بنی نوعِ انسان کے لیے بے حد مفید ثابت ہوتی ہیں۔ ان کی خدمات اس قدر اہم و دُور رس ہوتی ہیں کہ اہلِ جہاں انھیں عظمت کی نگاہ سے دیکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ان کا دماغ تاباں اور دل کشادہ ہوتا ہے۔ ان کی نگاہ کی وُسعت اور خدمتِ انسان کا جذبہ گویا ان کے رُتبۂ بلند کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ وہ ہر دلعزیز بھی ہوتے ہیں اور صاحبِ کمال بھی۔

دماغ کی لکیر سے ایسی ہی سالم اور واضح شاخ نمودار ہو اور چھوٹی اُنگلی کے تحتانی بُرگوشت چھتے جسے بُدھ کا اُبھار کہتے ہیں کے علاقے میں پہنچ کر ختم ہو جائے تو یہ بھی غیر معمولی صلاحیتوں کی آئینہ دار ہے (شکل نمبر ۲۰)۔

ایسی نشانی صنعت و تجارت کی دُنیا میں فروغ و کامرانی کا پتا دیتی ہے۔ ایسی شاخ کسی ایجاد کے باعث وافر دولت کی بھی اٹل علامت سمجھی جاتی ہے۔ ایسا شخص بڑے معرکے کے منصوبے تیار کرتا ہے اور انھیں کامیاب بنانے کے لیے بڑی ہوش مندی اور دانائی سے کام لیتا ہے۔ نیز تجارتی اداروں کی داغ بیل ڈالنے اور انھیں فروغ دینے کی بھی اس میں نمایاں صلاحیت ہوتی ہے۔

(۲۱)

دماغ کی لکیر میں جزیرے کا نشان سُقم اور نقص کا آئینہ دار ہے۔ اگر لکیر کے دوران میں متعدد جزیرے پائے جائیں تو یہ بہت ہی خراب علامتیں ہیں (شکل نمبر ۲۱)۔

دماغ کی لکیر پر جزیرے کا ہونا اس امر کی دلالت ہے کہ ذہن اور اعصاب پر کسی وجہ سے سخت دباؤ پڑ رہا ہے جس کے باعث ذہنی خلفشار اور اندرونی انتشار معتدل حد سے تجاوز کر گیا ہے اور یہ خطرہ ہے کہ کوئی ذہنی بیماری یا اعصابی مرض پیدا ہو جائے۔

درحقیقت جزیروں کا وجود ایک تنبیہ کا کام دیتا ہے۔ اگر بروقت صورتِ حال کی طرف توجہ نہ دی جائے تو نتائج اچھے نہیں ہوتے۔ ایسی علامتیں بالخصوص ان افراد کی دماغ کی لکیر میں پائی جاتی ہیں جو ذہنی کام اور مشقت کے خوگر ہوتے ہیں۔ ان کی لگن کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ اپنی دُھن میں منہمک دُنیا و مافیہا سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کی مسلسل ذہنی محنت اور دماغی کاوش آخر کار اپنا اثر دکھاتی ہے اور دماغی خرابی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

ایسے جزیرے ان افراد کی دماغ کی لکیر سے بھی متعلق دکھائی دیتے ہیں جو عیاشی کی زندگی میں ڈوب جاتے ہیں اور بالآخر حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔

جزیرے کا محلِ وقوع اہم امر ہے۔ اگر یہ دماغ کی لکیر کے شروع میں نظر آئے تو یہ بتاتا

ہے کہ دماغ کی خرابی کا تعلق ورثے سے ہے۔ ایسے شخص کا نظامِ اعصابی کسی نہ کسی نوع سقیم و کمزور ہوتا ہے۔ یہ بڑی بدنصیبی کی علامت ہے۔ کیونکہ ایسا شخص عمر بھر اس کے اثر کے تحت ہی رہتا ہے اور ایسے حالات میں جب اعصاب یا دماغ پر حد سے زیادہ دباؤ پڑے تو اس کی ذہنی قوتیں مدافعت کی تاب کم ہی لا سکتی ہیں (شکل نمبر ۲۲)۔

(۲۲)

دماغ کی لکیر اگر صاف شروع ہو مگر گرو کے اُبھار کے نیچے اس پر جزیرے کی علامت پائی جائے تو یہ گلے کی خرابی کی طرف اشارہ کرتی ہے جو عام طور پر بچپن کے زمانے ہی سے تکلیف دینے لگتی ہے۔ ایسی صورت میں استقلال سے علاج و معالجہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر ابتدائی ایام میں اس کا صحیح مداوا نہ ہو سکے تو سنِ بلوغ کے قریب یہ خراب روش اختیار کر لیتی ہے اور بار بار پریشان کرتی ہے۔ اگر اس وقت بھی توجہ سے علاج نہ کیا جائے تو یہ مستقل تکلیف بن جاتی ہے جس کا اثر اعصاب اور آیندہ زندگی پر اچھا نہیں ہو سکتا (شکل نمبر ۲۳)۔

(۲۳)

اگر یہاں پر ایک سے زائد یعنی متعدد جزیرے تسبیح کے دانوں کی صورت میں باہم گر پروئے ہوئے نظر آئیں تو یہ بتاتے ہیں کہ گلے کی بیماری پرانی ہے اور موذی صورت اختیار کر سکتی ہے۔ یہ صورتِ حال بہت ہی تشویشناک ہو سکتی ہے، اور اگرچہ جان کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا مگر جینا اجیرن ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۲۴)۔

جزیرے کا نشان دماغ کی لکیر پر درمیانی انگلی کے عین نیچے دکھائی دے تو یہ بھی اچھی

(۲۵)

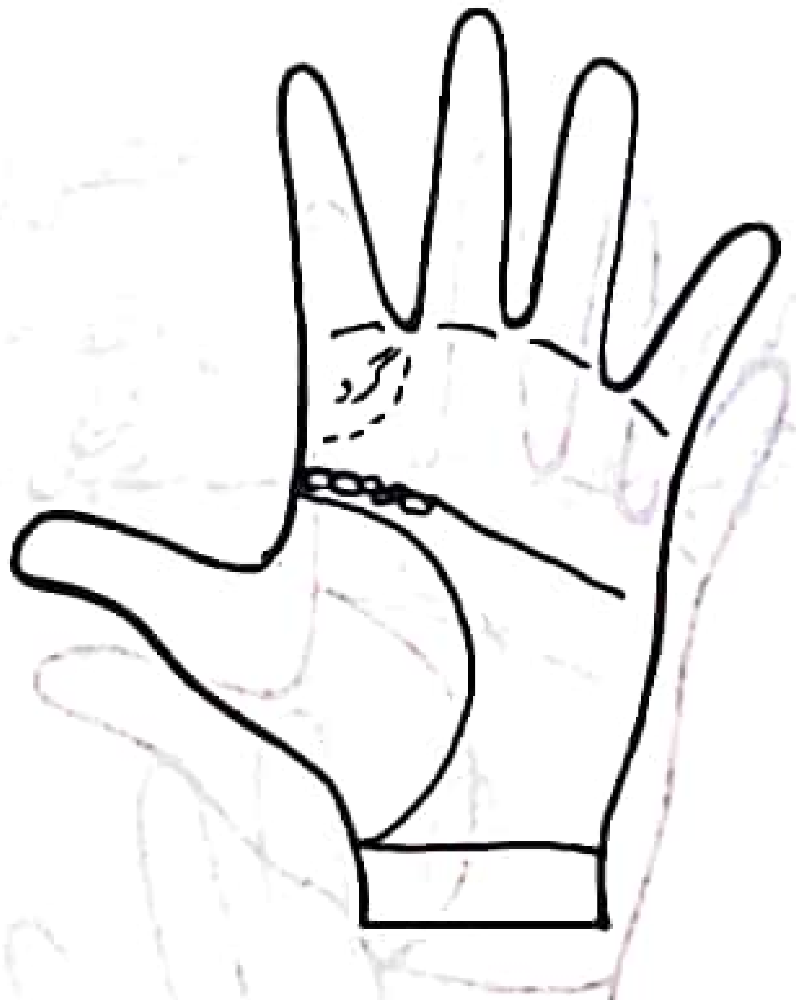

(۲۴)

علامت نہیں ہے۔ دماغ کی لکیر کا یہ حصّہ سنیچر کے اُبھار کے تحت ہوتا ہے جس کا تعلق اعصاب اور پوشیدہ تکلیفوں سے ہوتا ہے۔ ایسا جزیرہ درحقیقت کان اور ان اعصاب سے متعلقہ خرابی کی طرف اشارہ کرتا ہے جن کا تعلق قوتِ سامعہ سے ہوتا ہے۔ اس صورت میں احتیاط اور علاج کی ضرورت ہوتی ہے جو کافی عرصے تک جاری رہنا چاہیے (شکل نمبر ۲۵)۔

ایسے نشان کے حامل کو نوعمری ہی میں علاج معالجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ اوّل اوّل یہ محض قوتِ سامعہ کی خرابی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے مگر رفتہ رفتہ تکلیف کا احساس بڑھتا جاتا ہے۔ اور اگر بروقت علاج نہ کیا جائے تو زحمت مستقل صورت اختیار کر لیتی ہے۔ عام طور پر یہ صورت بہرے پن کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ بڑی عمر میں یہ جزیرہ پایا جائے تو ایک کان سے سُننے میں بڑی زحمت ہوتی ہے۔

دماغ کی لکیر پر ایسا جزیرہ اگر تیسری اُنگلی کے تحتانی سورج کے اُبھار کے نیچے پایا جائے تو یہ آنکھ کی تکلیف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ سورج کا اُبھار نور اور روشنی سے متعلق ہے۔ جب دماغ کی لکیر پر اس کے نیچے جزیرے کا نشان پایا جائے تو بینائی کی کمزوری کی طرف میلان کا پتا دیتا ہے۔ بعض اوقات یہی جزیرہ نظر کے زائل ہو جانے کے خدشے کا عکاس بھی ہوتا ہے (شکل نمبر ۲۶)۔

دماغ کی لکیر پر اگر ایک کراس یعنی چرخی کا نشان نظر آئے تو یہ از حد نحس ہے۔ یہ درحقیقت دماغ یا سر پر کسی ایسے حادثے کا خدشہ بتاتا ہے جو جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ اس علامت کے

(۲۶)

(۲۷)

ہوتے ہوئے کسی ایسے پُرخطر کام، جگہ یا امر سے گریز کرنا چاہیے جس سے خطرہ یا حادثے کا امکان ہو سکتا ہے۔ ایسا نشان اگر ایک ہی ہاتھ میں پایا جائے تو حادثے کا خطرہ تو ہوتا ہے مگر مہلک نہیں ہوتا۔ مگر یہی نشان عین ایک ہی مقام پر دونوں ہاتھوں میں دکھائی دے تو خطرہ مہلک ثابت ہو سکتا ہے (شکل نمبر ۲۷)۔

(۲۸)

دماغ کی لکیر پر اگر تارے کا نشان پایا جائے تو یہ بھی سخت نحس ہوتا ہے۔ یہ اچانک سر پر زخمِ کاری لگنے کا خطرہ بتاتا ہے۔ اگر یہ ایک ہی ہاتھ میں پایا جائے اور واضح ہو تو ناگہانی طور پر زخم کا اندیشہ تو ہوتا ہے مگر جان کا خطرہ نہیں ہوتا۔ اگر یہی علامت دونوں ہاتھوں میں عین ایک ہی موقع پر پائی جائے تو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں۔ (شکل نمبر ۲۸)۔

دماغ کی لکیر پر چوکور یا مستطیل کی نشانی پائی جائے تو یہ اس امر پر دال ہے کہ ایسے شخص کو کسی خطرناک حادثے یا بدقسمتی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ حاضر دماغی اور ذکاوت کی وجہ سے وہ ایسی ترکیب نکال لیتا ہے کہ مُصیبت کے چُنگل سے بال بال بچ کر نکل جاتا ہے (شکل نمبر ۲۹)۔

(۲۹)

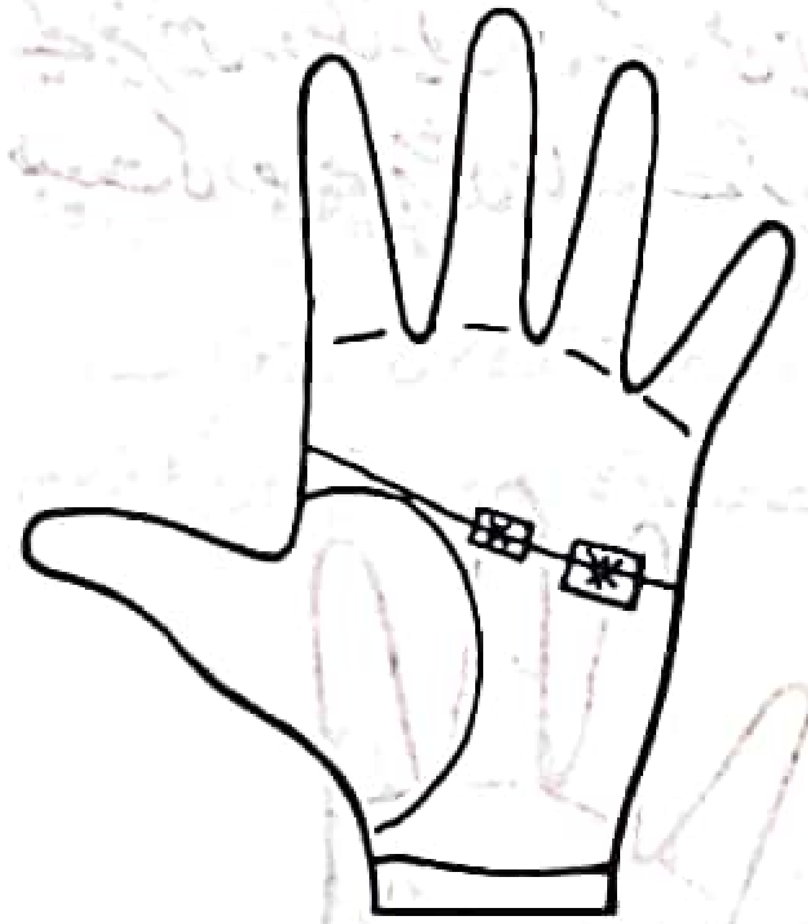

(۳۰)

ایسی چوکور یا مستطیل اگرچہ جمی اور ستارے کے نشان کا جو دماغ کی لکیر پر واقع ہو، احاطہ کیے ہُوئے ہو تو گویا رسیدہ بُود بلائے ولے بہ خیر گزشت کے مصداق مصیبت سے بچ نکلتا ہے۔ درحقیقت چوکور یا مستطیل کی نشانیاں محافظ خیال کی جاتی ہیں اور قدرت کچھ اس طرح بروقت حفاظت کا اِنتظام کر دیتی ہے کہ حاملِ نشان بال بال بچ جاتا ہے (شکل نمبر ۳۰)۔

دماغ کی لکیر کو پتلی پتلی لکیریں اگر عمُود کی طرح کاٹتی ہُوئی دکھائی دیں تو ایسا شخص دردِ سر میں مُبتلا رہتا ہے اور اس کے اعصاب کچھ زیادہ تنومند نہیں ہوتے۔ نہ اس کی توجہ کامل ہوتی ہے اور نہ ہی وہ کسی بات پر زیادہ دیر تک دماغ سوزی کرتا ہے۔ بلکہ جُوں ہی اسے کام میں دِل جمعی کے ساتھ ذہنی توجہ کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ جلد ہی تھک جاتا ہے۔ اور اگر کسیِ کار

میں مستقل مزاجی سے کام لینے کی کوشش کرتا ہے تو شدید دردِ سر مول لے لیتا ہے۔ نہ وہ ذہنی تھکن اور نہ جذباتی اُلجھنوں یا دنیوی پریشانیوں کا بے فکری سے مقابلہ کر سکتا ہے۔ درحقیقت جہاں کہیں دشواری کا سامنا ہُوا یا ذہن پر کام یا افکار کا دباؤ پڑا، وہ درد سر کے درد میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ (شکل نمبر ۳۱)۔

ایسا شخص نہایت ہی حسّاس طبع ہوتا ہے اور ہر چھوٹی بڑی بات پر چڑچڑے پن کا مظاہرہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یوں اس کے باطن میں ایک عجیب قسم کا خدشہ بیٹھ جاتا ہے اور وہ اس ناحکمیٔ طبیعت کی وجہ سے ہر مشکل معاملے سے گریز کی طرف مائل رہتا ہے۔

(۳۲)

(۳۱)

دماغ کی لکیر پر سالم اور کامل دائرے کا نشان بڑا ہی نحوست اثر مانا جاتا ہے۔ ایک ہاتھ میں ایسی علامت بینائی کے زائل ہونے کا خدشہ بتاتی ہے اور اگر یہی نشانی دونوں ہاتھوں میں ایک ہی جگہ پائی جائے تو ایک آنکھ کی روشنی جاتی رہتی ہے۔ اگر دونوں ہاتھوں میں ایک ہی جگہ پائی جائے تو ایک آنکھ کی روشنی جاتی رہتی ہے۔ اگر دونوں ہاتھوں میں دو کامل دائرے ایک دُوسرے کے قریب قریب یا متصل پائے جائیں تو دونوں آنکھوں کی بینائی جاتے رہنے کا خدشہ ہوتا ہے (شکل نمبر ۳۲)۔

دماغ کی لکیر پر تکون کی علامت بڑی سعید ہے۔ یہ درحقیقت ذہنی صلاحیتوں کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ ایسے شخص کی طبعی ذہانت تحقیق و ایجاد کی طرف مائل ہوتی ہے (شکل نمبر ۳۳)۔

جب ایسی سالم اور واضح تکون دماغ کی لکیر پر چھوٹی اُنگلی کے عین نیچے واقع ہو تو سائنس کے میدان میں اس کے حامل کی ریسرچ اور تحقیقات بہت ہی بار آور ثابت ہوتی ہیں اور اس کے نتائج اس درجہ کامیاب ہوتے ہیں کہ نہ صرف بے حد نام و نمود حاصل کر لیتا ہے بلکہ دھن دولت سے بھی بہرۂ وافر حاصل کیے بغیر نہیں رہتا (شکل نمبر ۳۳)۔

ایسا شخص بلاشبہ غیر معمولی استعداد کا حامل ہوتا ہے اور اس کی ذہنی صلاحیتیں ایسے اُمور کو سرانجام دینے کی طرف جبلّتاً مائل ہوتی ہیں جن کا تعلق رفاہِ عامہ یا مفید کاموں سے ہوتا ہے۔

دماغ کی لکیر سالم اور بے عیب ہو تو ذہنی صفائی، اچھے حافظے اور عمدہ سمجھ بُوجھ کا پتا دیتی ہے (شکل نمبر ۳۴)۔

(۳۴)

(۳۳)

اگر دماغ کی لکیر مالا کی طرح چھوٹے چھوٹے دائروں سے بنی ہوئی ہو یا اس میں جزیروں کا سلسلہ نظر آئے تو یہ دردِ سر کی مستقل بیماری اور خیالات کے انتشارِ پیہم کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص کسی بھی معاملے پر پوری توجہ سے دل لگا کر زیادہ دیر تک غور نہ کر سکتا ہے اور نہ ہی کام کر سکتا ہے۔ اس کے اعصاب کمزور ہوتے ہیں اور عدم توجہی کے باعث وہ دنیا میں بہت ہی کم پنپ سکتا ہے (شکل نمبر ۳۵)۔

Scanned with CamScanner

اگر دماغ کی لکیریں بنی ہوئی ہو کہ کہیں سے اُوپر اور کہیں سے نیچے ہو کر رواں ہو تو یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ یہ درحقیقت بلغمی آزار میں مُبتلا رہنے کی نشانی ہے۔ ایسے شخص کے اعصاب بھی کمزور ہی ہوتے ہیں (شکل نمبر ۳۶)۔ اس کے سینے میں جوش نہیں ہوتا اور نہ ہی حوصلہ مند ہوتا ہے۔ درحقیقت اس کی بُزدلی اسے تنگ دلی اور کمینہ پن کی طرف مائل کر دیتی ہے۔ ایسا شخص ڈرپوک کنجوس اور پرلے درجے کا کم کوش ہوتا ہے۔

(۳۵)

(۳۶)

(۳۷)

دماغ کی لکیر اگر موجِ دریا کی طرح کہیں سے بلند اور کہیں سے پست ہو تو ایسے شخص کے مزاج میں دماغی تزلزل اور اخلاقی پستی کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ اس کمزوری کی بنیادی وجہ ارادے کی نامحکمی اور خیالات کی بدنظمی ہوتی ہے (شکل نمبر ۳۷)۔ ایسا شخص عجیب قسم کے اعمال و حرکات کا مرتکب ہوتا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اسے اپنے افکار و طبیعت پر بہت ہی کم قابو ہوتا ہے۔

دماغ کی لکیر کی گہرائی اور صفائی اہم امور ہیں۔ ان کا بڑی احتیاط اور غور سے مطالعہ ضروری ہے۔ جب دماغ کی لکیر صاف، گہری اور بے عیب ہو تو ذہنی صلاحیتوں کے خُوش گوار پہلوؤں کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص صاحبِ دماغ اور خوش فکر ہوتا ہے۔ اس کی توجہ اچھی اور خیالات میں صفائی ہوتی ہے۔ نیز وہ دل جمعی کے ساتھ کام میں دِلچسپی لیتا ہے۔

دماغ کی لکیر اگر باریک دھاگے کی طرح پتلی ہو تو یہ بہت ہی خراب علامت ہے۔ ایسے شخص پر کسی بھی حال میں کامل اعتماد مشکل ہے۔ درحقیقت وہ طبعًا بے وفا، دغا باز اور غدّار ہوتا ہے۔ اس میں نیک و بد کا امتیاز مفقود ہوتا ہے، اور قوّتِ فیصلہ تو نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ وہ ابن الوقت اور ذاتی ضرورتوں کا غلام ہوتا ہے (شکل نمبر ۳۸)۔

(۳۸)

دماغ کی لکیر اگر بہت زیادہ گہری ہو اور ہتھیلی میں یوں نقش ہو جیسے کُند اوزار سے کھودی گئی ہو تو یہ بھی خراب علامت ہے۔ ایسی لکیر اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ حاملِ نشان از حد دماغی اور اعصابی تھکن کے باعث شدید بیماری کے دروازے پر ہے۔ ایسے شخص کا اعصابی توازن خراب ہو جاتا ہے اور وہ سخت بیمار ہو جاتا ہے اور بہت دِنوں تک اچھا ہونے کی صلاحیّت نہیں رکھتا (شکل نمبر ۳۹)۔

(۳۹)

اگر یہ لکیر موزوں گہرائی کی حامل ہو یعنی نہ تو دھاگے کی طرح پتلی اور نہ ہی کُند اوزار سے کھُدی ہوئی لکیر کی طرح موٹی گہری اور اس گہرائی میں ایک قسم کی جلا سی دکھائی دے تو یہ ذہنی توانائی، عمدہ حافظہ اور غیر معمولی صلاحیتوں کی آئینہ دار ہوتی ہے (شکل نمبر ۴۴)۔

دماغ کی لکیر اگر اس طرح دکھائی دے جیسے ہتھیلی کی سطح پر ہلکی پنسل سے کھینچ دی گئی ہو اور اُوپری سی نظر آئے تو یہ حافظے کی کمی اور غیر مستقل مزاجی کا پتا دیتی ہے (شکل نمبر ۴۰) ۔ اس لکیر کی لمبائی کا

(۴۱)

(۴۰)

خاص خیال رکھنا چاہیے۔ لکیر کا یہ پہلو بنیادی اہمیت کا آئینہ دار ہے۔ جب دماغ کی لکیر چھوٹی ہو تو عقل بھی چھوٹی ٹھہرتی ہے۔ ایسا شخص بے وقوف، وہمی اور ہلکی طبیعت کا ہوتا ہے (شکل نمبر ۴۱) ۔

(۴۲)

لمبی دماغ کی لکیر عقلِ سلیم، طبیعت کی ٹھکی اور عزم کی پختگی کی نشانی ہے۔ درحقیقت طویل دماغ کی لکیر اچھی ذہنی صلاحیتوں اور استعدادِ داخلی کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص دُور اندیش اور عقیل و فہیم ہوتا ہے (شکل نمبر ۴۲) ۔

دماغ کی لکیر اگر درمیان میں اُوپر کی طرف اُبھر کر قوس بنائے تو یہ کوئی سعد علامت نہیں ہے۔ ایسا شخص بہت دُکھ اُٹھاتا ہے اور ہمیشہ رنجیدہ خاطر

ہی رہتا ہے۔ اس کی وجہ محض اس کے عزیز و اقارب ہوتے ہیں۔

وہ طبیعت کے تقاضے سے مجبور ہو کر اپنوں کے لیے بڑی بڑی قربانیاں کرنے سے دریغ نہیں کرتا اور اگر موقع پڑ جائے تو غالباً جان حاضر کرنے سے بھی گریز نہ کرے۔ لیکن ان تمام اُمور کے باوجود اس قدر بدنصیب ہوتا ہے کہ یہی لوگ اس کی دل آزاری کے درپے رہتے ہیں اور اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آتے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شکستہ دل اور رنجیدہ خاطر ہی رہتا ہے اور اس پہ طرّہ یہ کہ وہ اپنی طرف سے ایثار و محبت میں کمی نہیں کرتا۔ اور وہ بھی دل آزاری سے ہاتھ نہیں روکتے (شکل نمبر ۴۳) ۔

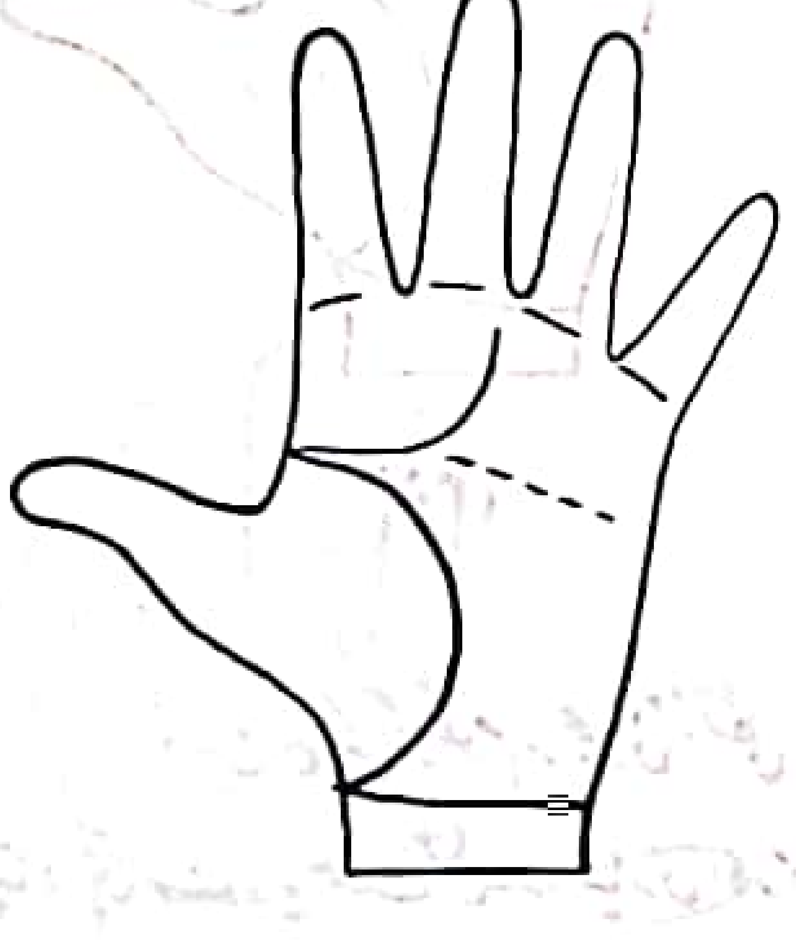

(۴۴)

(۴۳)

دماغ کی لکیر گھوم کر درمیانی اُنگلی کی جڑ کی طرف چلی جائے تو یہ بہت ہی بدبختی کی نشانی ہے کیوں کہ یہ بتاتی ہے کہ ایسا شخص سر پر زخم کاری لگنے کے باعث فوراً ہلاک ہو جائے گا۔ اس نشانی سے یہ کہنا کہ کس عمر میں ایسا ہوگا محالات سے ہے۔ ہتھیلی کی دُوسری نشانیوں کو دیکھنا اِس سلسلے میں ضرُوری ہے۔ حادثے کا زمانۂ وقوع معلوم کرنے کے لیے زندگی کی لکیر کی تفصیل سے دیکھ بھال کرنی چاہیے (شکل نمبر ۴۴) ۔

دماغ کی لکیر گھوم کر تیسری اُنگلی کے نیچے جا پہنچے تو یہ ایسی طبیعت کا پتا دیتی ہے جس کا

Scanned with CamScanner

انہماک دیوانہ وار ہوتا ہے۔ ایسا شخص درحقیقت فنونِ لطیفہ یا ان کی کسی مخصوص شاخ یا لٹریچر سے اس درجہ شغف رکھتا ہے کہ اسے اعتدال سے کم ہی تعلق ہوتا ہے۔ جنون اور دل بستگی عام طور پر کار نمایاں کی بیخ اساس ثابت ہوتی ہے اور ایسے شخص کی فنی تخلیقات غیر معمولی جوہر کی آئینہ دار ہوتی ہیں (شکل نمبر ۴۵)۔

(۴۵)

(۴۶)

دماغ کی لکیر اگر گھوم کر چھوٹی اُنگلی کے تحت جا کر انجام پذیر ہو تو یہ بھی غیر معمولی عناصرِ کردار کا پتا دیتی ہے۔ یہ حکمت عملی، ہوشیاری اور موقع شناسی کی عکّاس ہے اور اس کا حامل غیر معمولی ذہنی چابکدستی سے اپنی راہ نکال لیتا ہے اور جلبِ منفعت کے ایسے ایسے منصُوبے سوچتا ہے کہ اس کی کامرانی قابلِ رشک ہو جاتی ہے۔ درحقیقت موقع شناسی، ہوش مندی اور دنیوی فروغ و کامیابی کی اس میں ایسی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ ہم چشموں سے بہُت آگے بڑھ جاتا ہے (شکل نمبر ۴۶)۔

دماغ کی لکیر سے، بعض ہاتھوں میں، ایسی شاخیں نمودار ہوتی ہیں جو دل کی لکیر کے قریب پہنچ تو جاتی ہیں مگر ملتی نہیں۔ ایسی شاخیں واضح اور نمایاں ہوتی ہیں۔ دل کی لکیر کا تعلق معاملاتِ محبت سے ہوتا ہے۔ جب ایسی دماغ کی لکیر کی شاخیں دل کی لکیر کے نیچے پہنچ کر بے تعلق ختم ہوتی چلی جائیں تو یہ بتاتی ہیں کہ ایسے شخص کے خیالات و احساسات دُوسروں کے زیرِ اثر ہوتے ہیں۔ درحقیقت اس کی زندگی جنسِ مخالف کے افراد کے تحت ہوتی ہے اور وہی لوگ گویا اس کے

(۴۷)

دل و دماغ پر حکومت کرتے ہیں۔ لیکن ایسا شخص کسی خاص فرد کے قابُو میں عمُر بھر کے لیے نہیں رہتا بلکہ یکے بعد دیگرے متعدد لوگوں کے زیرِ اثر چلا جاتا ہے۔ یہ لوگ وہی ہوتے ہیں جن کی دوستی یا محبّت کا وہ دم بھرتا ہے (شکل نمبر ۴۷) لیکن محض عارضی طور پر۔

دماغ کی لکیر اگر آخر میں آپ سے آپ اُٹھ کر دِل کی لکیر سے جا ملے تو ایسا شخص کسی پر دیوانہ وار فریفتہ ہو جاتا ہے اور اس کے جنونِ محبت کی شدّت و انہماک کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ دنیا و مافیہا سے قطعاً بے نیاز ہو جاتا ہے اور اس راہ میں سب کچھ لُٹا دیتا ہے۔ درحقیقت یہ مُعاشقہ اس کے لیے جان لیوا ثابت ہوتا ہے اور وہ آستانِ محبت پر بالآخر جان دے دیتا ہے (شکل نمبر ۴۸) اس دیوانگی کے عالم میں وہ بعض وقت ایسی حرکتیں کر جاتا ہے کہ دیکھنے والے عش عش کر اُٹھتے ہیں۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ اس کے سر پر محبت کا ایسا بھُوت سوار ہوتا ہے کہ اس کا دماغ چل جاتا ہے۔

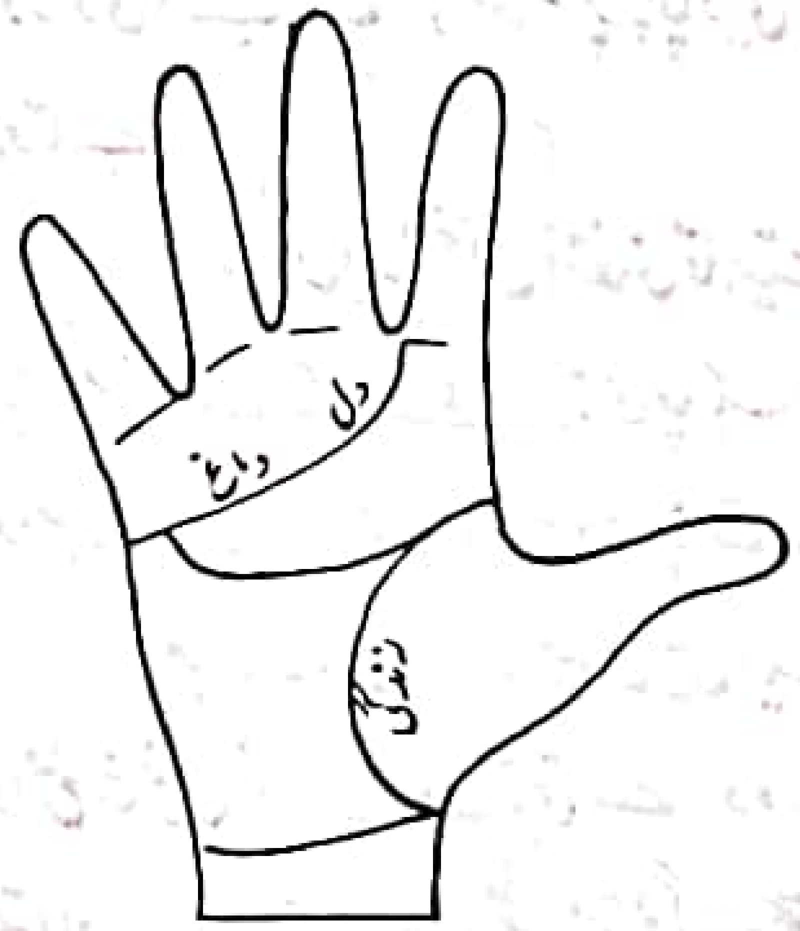

(۴۸)

دماغ کی لکیر سے اگر ایک واضح شاخ نمودار ہو اور نہ تو بہُت اُونچی جائے اور نہ ہی کسی دوسری لکیر سے ملے تو یہ غیر معمولی اثرات کی حامل تصور کی جاتی ہے۔ ایسی متعدد شاخیں بڑی شاندار معانی اپنے اندر پنہاں رکھتی ہیں۔

ایسی نمایاں شاخیں دھن دولت اور رُتبہ میں غیر معمُولی اضافہ کا پتا دیتی ہیں۔ درحقیقت

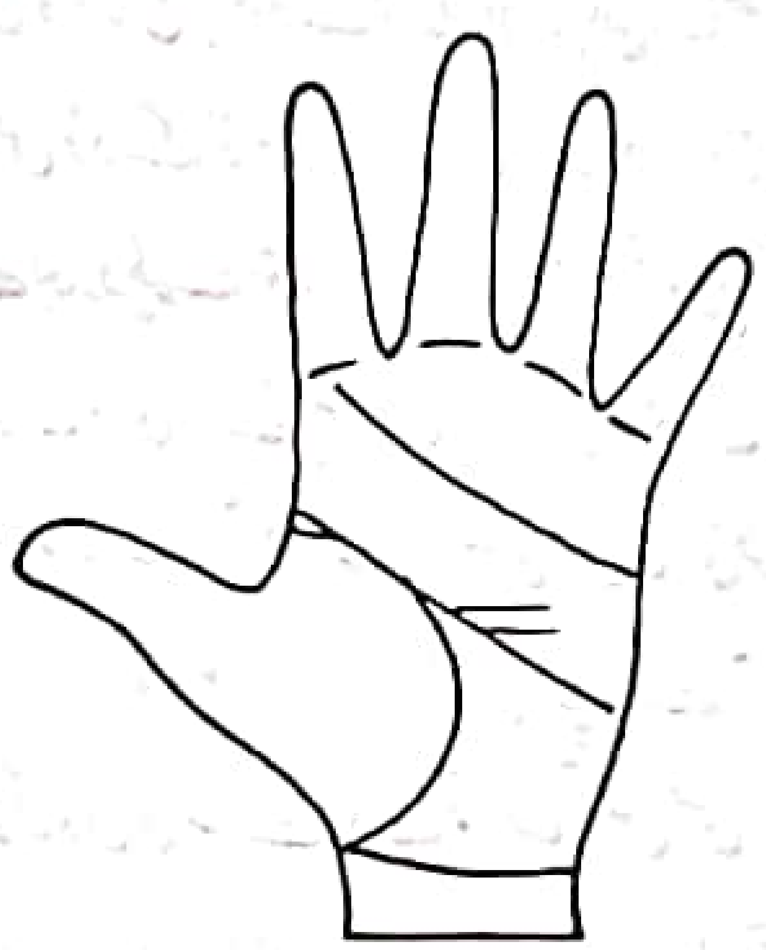

(۴۹)

عمر کے جس حصّے میں ایسی ایک شاخ نمودار ہو تو صاحبِ علامت کسی اہم کاروباری یا دُنیوی منصُوبہ یا تنظیمِ ترقّی کے بارے میں محنت اور دماغ سوزی سے کامل توجّہ کے ساتھ غور و فکر کرتا ہے، اس کے مالہٗ و ماعلیہ پر نظر ڈالتا ہے اور جب اس کی مُختلف فکری اور عملی مصلحتوں پر سوچ سمجھ کر حاوی ہو جاتا ہے تو اسے عملی جامہ پہنانے کی طرف گام زن ہو جاتا ہے۔ یہ ایسی کوشش ہوتی ہے کہ نمایاں اور قابلِ رشک کامیابی اور دُنیوی فروغ کے دروازے وا ہو جاتے ہیں۔ بلاشبہ وہ بہُت وافر ترقّی اور نمایاں کامرانی حاصل کر لیتا ہے۔ ایسی شاخیں غریبی سے دولتمندی اور ادنیٰ درجے سے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیتی ہیں اور یہ بھی کچھ استعدادِ ذاتی اور ذکاوتِ ذہنی کا ثمر ہوتا ہے۔

مزید برآں ایسا شخص انتظامی قابلیّت کے جوہر بھی رکھتا ہے اور دُوسروں کو ہموار کرنے اور اپنا کام نکالنے کے سلسلے میں بڑی چابک دستی اور ہوش مندی دکھاتا ہے۔ دُور بین ہوتا ہے اور عزم و پُختگی سے اپنے کام کی طرف بڑھتا ہے (شکل نمبر ۴۹)۔

میرے بچپن کے ساتھیوں میں ایک صاحب ایسے ہیں کہ جن کی دماغ کی لکیر متعدد محکم اور واضح شاخیں اُوپر کی طرف بھیجتی ہے۔ وہ ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہُوئے تھے کہ نہ تو وہ دولتمند تھا اور نہ ہی مقتدر۔ کھاتے پیتے لوگ تھے۔ میری دست شناسانہ مساعی کے اوائل ہی میں انھوں نے مجُھے اپنے ہاتھ دکھائے۔ ان نشانیوں کو دیکھ کر مجھے بہُت تعجب ہُوا تھا۔ وہ اتنے تعلیم یافتہ بھی نہ تھے کہ آیندہ کے بارے میں ان کی عملی اور ذہنی صلاحیتوں کے نتائج اس قدر شاندار تصوّر کیے جا سکتے۔ بہر حال میں نے کوئی پچیس سال قبل انھیں بتایا تھا کہ وہ بہُت دولت کمائیں گے صاحبِ اقتدار ہوں گے اور بڑے بڑے لوگوں سے ان کا رابطہ و اتحاد ہوگا۔ نیز دحن دولت کا فروغ تجارت اور کاروبار کے توسُّط سے ہوگا۔

ان دنوں وہ معمُولی مُلازم تھے مگر آج کل وہ بہُت کامیاب تاجر ہیں اور پبلک زندگی میں ایک لحاظ سے خاصے نمایاں ہیں۔ جب میں نے یہ پیش گوئی کی تھی تو ان کے موجودہ تموّل اور فروغ کا گمان بھی محال تھا۔ ان کی کامیابی صنعت و تجارت کے میدان میں ہے اور وہ ایک بڑے شہر میں نمایاں اعزازی عہدے پر فائز رہ چکے ہیں۔

دماغ کی لکیر اگر چھوٹی ہو اور درمیانی اُنگلی کے نیچے پُہنچ کر ہی ختم ہو جائے تو ایسا شخص کچھ زیادہ عقل مند نہیں ہوتا بلکہ بڑی حد تک بے وقوف ہی ہوتا ہے۔ عام طور پر وہمی اور ڈرپوک بھی ہوتا ہے۔ اس کی صلاحیت گھریلو کام اور وہ بھی ادنیٰ قسم کے کام کے لیے ہی موزوں ہو سکتی ہے۔ ایسا شخص تعلیم کی صلاحیت بھی بہُت ہی کم رکھتا ہے اور عام طور پر اَن پڑھ اور بُدھو ہی ہوتا ہے۔ کسی فن یا پیشہ میں نہ کاری گر بن سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ترقّی کر سکتا ہے۔

۵۰

مویشیوں کی دیکھ بھال، کھُدائی کا کام، برتن مانجھنا اور بوجھ اُٹھانے والے کاموں کے لیے ٹھیک ہوتا ہے۔ اس کا شعُور اس قدر کم ہوتا ہے کہ اسے ذمّے داری کا کام سپُرد کرنا مُصیبت مول لینا ہے (شکل نمبر ۵۰)۔

دماغ کی لکیر اگر اس سے طویل ہو اور دُوسری اُنگلی کی بجائے تیسری اُنگلی کے وسط کے نیچے پُہنچ کر ختم ہو جائے تو دماغی صلاحیتیں پہلے سے بہتر ہوتی ہیں۔ ایسا شخص بہُت عقیل و دانا تو نہیں ہوتا مگر نہ تو بے وقوف ہوتا ہے اور نہ ہی بے شعُور (شکل نمبر ۵۱)۔

اس کی سمجھ بوجھ مناسب سی ہوتی ہے اور وہ ان تمام کاموں میں کامیاب ہو سکتا ہے جن میں ذہنی کد و کاوش کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ معمُولی قسم کی ملازمت یا کاروبار کو نبھانے

(۵۱)

کی اس میں صلاحیت ہوتی ہے۔ وہ چھوٹے قسم کا دُکان دار، کاریگر یا کلرک بن سکتا ہے اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں مناسب شعُور سے کام لیتا ہے۔ اگر اس کے دماغ پر زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے تو وہ اپنے معمول میں اچھی طرح سے دل لگا کر کام کرسکتا ہے۔ مگر اسے ذہنی مشقت کرنی پڑے تو اس کے چھکے چھُوٹ جاتے ہیں۔ وہ ہدایات پر عمل کرسکتا ہے مگر خود اپنا راستہ مشکل ہی سے نِکال سکتا ہے۔

(۵۲)

دماغ کی لکیر اگر اس سے آگے بڑھ جائے اور تیسری اُنگلی کی بجائے چھوٹی کے نیچے اختتام پذیر ہوتی ہوئی دکھائی دے تو یہ غیر معمُولی دماغی صلاحیتوں کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ایسا شخص دانا، عقیل اور دُور اندیش ہوتا ہے۔ اس میں بڑے بڑے کام سر انجام دینے کی طبعی صلاحیت ہوتی ہے اور زندگی کے جس میدان میں بھی وہ قدم رکھتا ہے' اس میں نمایاں ترقی کرجاتا ہے (شکل نمبر ۵۲)۔ درحقیقت دماغ کی لکیر جونہی تیسری اُنگلی سے آگے بڑھتی ہے تو اس میں ایک خاص قسم کا جوہر اور تابش پیدا ہو جاتی ہے اور ذہنی صلاحیتیں اُجاگر ہو جاتی ہیں۔ حافظہ، توجہ، منصُوبہ بندی، اعلیٰ خیالات اور شعُور سبھی عناصر گویا اُبھر آتے ہیں۔ ایسا شخص مردم شناس بھی ہوتا ہے اور اپنی خوبیوں اور خامیوں سے آگاہ بھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ دُوسروں سے میل جول' کاروبار اور مُعاملے میں بڑی دانائی اور دُور اندیشی کا ثبوت دیتا ہے۔ وہ اپنی کمزوریوں کا دُوسروں کو احساس بھی نہیں ہونے دیتا اور ان کی خامیوں سے فائدہ اُٹھانے میں بڑی چابک دستی سے کام

لیتا ہے۔ ویسے اس کی طبیعت میں شعُور و خرد کے باعث احتیاطیں زیادہ ہوتی ہیں۔

یہاں پر یہ امر وضاحت کے قابل ہے کہ دماغ کی لکیر کی دو قسمیں ہیں۔ یہ یا تو خطِ مستقیم کی طرح بالکل سیدھی نقش ہوتی ہے یا خمیدہ صُورت اِختیار کرلیتی ہے۔ بعض حالتوں میں اس کا نصف حصّہ سیدھا ہوتا ہے اور نصف حصّہ خمیدہ۔ یہ اُوپر کی طرف بھی گھُوم کر چلی جاتی ہے اور نیچے کی جانب بھی خم کھاتی ہُوئی دکھائی دیتی ہے۔

جب دماغ کی لکیر سیدھی چلی جائے، نہ اُوپر کی طرف اُٹھی ہُوئی ہو اور نہ ہی نیچے کی جانب جھُکی ہُوئی تو یہ خطِ مستقیم کی صُورت میں نقش ہوتی ہے۔ دماغ کی ایسی لکیر بعض بنیادی عناصر کردار کا پتا دیتی ہے (شکل نمبر ۵۲)۔ ایسا شخص طبعاً عمل پسند ہوتا ہے اور ہر معاملے میں حقیقت کو پیشِ نظر رکھنے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ وہ زیادہ تر دُور اندیشی، حساب کتاب اور معاملہ بندی کا قائل ہوتا ہے۔ ہر کام کی مصلحت اور ضرورت کا اندازہ لگاتا ہے اور بے فائدہ اپنی مساعی یا دماغ سوزی کے لیے تیار نہیں ہوسکتا۔ اس کے قدم اور سر دونوں زمین پر ہی ہوتے ہیں۔ وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہوتا جو رہتے تو زمین پر ہیں اور ان کا سر آسمان پر ہوتا ہے۔

وہ رسم و رواج، معمُول، قانون، حقُوق و فرائض غرض سبھی ایسے اُمور کا حامی ہوتا ہے جو عملی، ضروری اور دُنیوی ہوتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ وعدے کی قدر کرتا ہے اور وقت کا بہُت ہی پاس کرتا ہے۔ درحقیقت وہ پکا دُنیا دار ہوتا ہے اور اچھا ہمسایہ اور شہری بن سکتا ہے۔ اس کی نمایاں کمزوری یہی ہے کہ وہ کسی بھی نئی چیز یا مکتبِ خیال کو خاطر میں نہیں لاتا، مگر ایسے ان کی افادیت یا خُوبیوں کا عملی طور پر یقین ہو جائے تو پھر وہ اُنھیں اپنانے اور استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتا۔

اگر سیدھی دماغ کی لکیر چھوٹی ہو تو یہ سبھی عناصرِ کردار ادنیٰ درجے کے ہوتے ہیں۔ درمیانی طوالت کی دماغی لکیر کی صُورت میں یہی عادات و خصائل پہلے سے بہتر کارفرما ہوتے ہیں اور شعُور کے بڑھنے کے ساتھ حاملِ نشان ان پر عمدہ عقل کے مطابق کاربند ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر طویل دماغ کی لکیر کے ہوتے ہُوئے یہ تمام عناصرِ کردار کافی واضح اور عملی صورت اختیار کرلیتے ہیں۔ سیدھی دماغی لکیر تجارت، صنعت، سرکاری عہدوں اور اُن تمام کاموں کے لیے موزوں ہوتی ہے جو کاروبارِ زندگی کے چلانے کے لیے ضروری ہیں۔ یہ مزدور سے لے کر مُنتظِم کارخانہ تک اور دفتر

کے چپڑاسی سے لے کر صوبے کے گورنر تک سبھی افراد کے ہاتھوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کی طوالت اور متعلقہ جوہر اس کے مرتبہ اور صلاحیتوں کی کارگزاریوں کے مطابق اسے مقامِ زندگی دلانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

(۵۳)

دماغ کی خمیدہ لکیر خصوصیت کے ساتھ وہی مانی جاتی ہے جو اختتام پر نیچے کی جانب جھکتی ہوئی چلی جائے اور ہتھیلی کے اس حصے میں پہنچ جائے جو چاند کا اُبھار کہلاتا ہے (شکل نمبر ۵۳)۔ چاند کا اُبھار تخیل، رُومان، سفر اور تخلیقی جوہروں سے وابستہ ہے۔ یہ مظاہرِ تخلیقی کے ان تاثرات کا پتا دیتا ہے جو حیاتِ انسانی میں تازگی، جِلا اور رنگ بھرتے ہیں۔ غرض شعر و مصوری، ادب اور فنونِ لطیفہ ایسے اُمور ہیں جو حیات کے خاکے میں تخیلات کے نازک و جاں بخش اثرات لاتے ہیں اور قلب و نگاہ پر محیط ہو جاتے ہیں۔

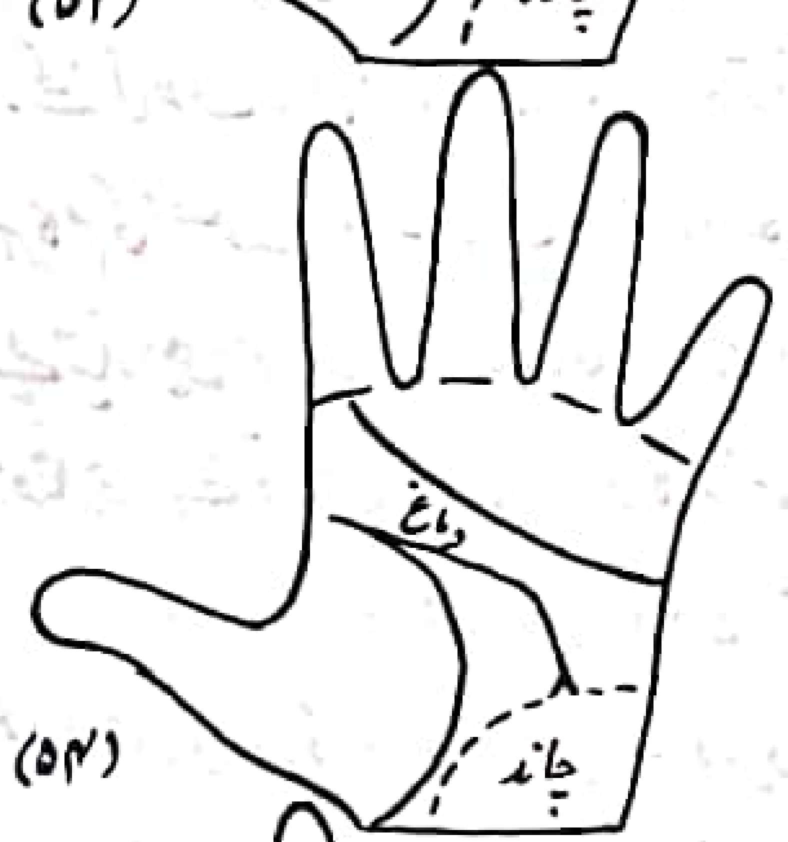

(۵۴)

دماغ کی خمیدہ لکیر درحقیقت آرٹ، تخیل اور غیر مرئی اُمور سے وابستہ ہے۔ ایسا شخص رنگ و زیبائش وغیرہ کے لیے طبعی میلان لے کر آتا ہے۔ ایسی لکیر جب چھچھلی ہوتی ہے تو بھونڈا تخیل اور ادنیٰ قسم کے تخلیقی انداز کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص بالعموم ان کاموں میں مفید ہو سکتا ہے جہاں گھٹیا قسم کی نمود و نمائش، گانا بجانا یا زیبائش کا کام ہو (شکل نمبر ۵۵)۔ اپنے شعور کے مطابق وہ اپنی محدود دُنیا میں اپنی آرٹسٹک تخلیقی قوتوں کو بروئے کار لانے میں لُطف بھی اُٹھاتا ہے اور کارگر بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

(۵۵)

جب دماغ کی خمیدہ لکیر درمیانی طوالت کی ہو تو ایسے کاموں میں کامیابی ممکن ہے جن کا تعلق ایسے اُمور سے ہے جو درمیانے درجے کے تخلیقی جوہر یا ہُنر کے محتاج ہوں۔ ایسا شخص اچھا سائن بورڈ پینٹر، معمولی درجے کا صحافی، سازندہ، ایکٹر، رقاص وغیرہ بن سکتا ہے مگر اس کے کام میں کوئی خاص خوبی نہیں ہوتی۔

جب خمیدہ لکیر لمبی ہو اور چھوٹی اُنگلی کے نیچے تک پہنچ جائے اور بالعموم اس طوالت کی لکیر چاند کے اُبھار میں جا کر اختتام پذیر ہوتی ہو تو اعلیٰ تخلیقی جوہر اُبھر آتے ہیں (شکل نمبر ۵۳)۔ ایسے فرد کا تخیل، طرزِ ادا یا تخلیقی اظہار غیر معمولی ہوتا ہے۔ وہ اعلیٰ درجے کا افسانہ نویس، مصور، مغنی، موسیقار، شاعر غرض فنونِ لطیفہ کی کسی شاخ میں اپنے لیے نمایاں مقام حاصل کرنے کی فطری صلاحیت لیے ہوئے ہوتا ہے۔ اس کے نگارشات و مظاہرِ تخلیقی لوگوں سے داد لیے بغیر نہیں رہتے اور وہ اپنے فن یا ذریعۂ اظہار میں اپنا لوہا منوا کے رہتا ہے۔ ایسی خمیدہ لکیر کے ساتھ اگر مزید اچھی نشانیاں بھی پائی جائیں تو ایسا شخص یگانۂ روزگار ثابت ہوتا ہے۔

دماغ کی لکیر سیدھی ہو یا خمیدہ، اگر وہ ایک واضح چھوٹے سے دو شاخہ کی صورت میں ختم ہو جائے تو اس کی اہمیت اور قدر میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا دو شاخہ سیدھی لکیر کے خاتمے پر واقع ہو تو یہ قوتِ بیان، ہوشیاری اور دُنیوی معاملات میں چابکدستی کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص بہت ہی موقع شناس ہوتا ہے (شکل نمبر ۵۲)۔

اگر دماغ کی ایسی لکیر درمیانی طوالت کی ہو تو ایسا شخص سودا چُکانے، معاملہ کرنے اور موقع محل کو دیکھ کر بات کرنے یا اس کا رُخ پھیرنے کا ڈھنگ خوب جانتا ہے لیکن بایں ہمہ وہ کوئی زیادہ دُور اندیش نہیں ہوتا۔ اس کی مصلحت درحقیقت ابن الوقت کا پہلو اور عنصر لیے ہوئے ہوتی ہے۔

اگر لکیر لمبی ہو تو ایسے دو شاخے کا حامل ہوشیاری، ادا شناسی اور مصلحت سے قوتِ بیان کو کام میں لاتا ہے۔ اس کے اندازِ کلام میں تسخیر اور معاملہ فہمی میں بڑی ہی دُور اندیشی ہوتی

ہوتی ہے۔ وہ کامیاب وکیل یا بیرسٹر، اعلیٰ درجے کا صحافی یا مصنّف یا باا ثر مقرر بن سکتا ہے۔ اگر وہ سیاست کے میدان میں اُتر آئے تو اپنی نُغز بیانی اور شخصیّت کے جادو سے بہُت آگے بڑھ جاتا ہے (شکل نمبر ۵۲)۔ کاروباری معاملات میں بہُت ہی مہارت اور معاملہ شناسی کے ساتھ آگے بڑھتا ہے اور ترقّی کے لیے راستہ ہموار کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کی نظر وسیع اور منصوُبے بڑے ہوتے ہیں۔ بڑی بڑی کمپنیوں کے ڈائریکٹر جنھیں بورڈ کی میٹنگ میں ارکان پر اثر ڈالنے اور کاروباری پالیسی کو فروغ دینے کی صلاحیّت کی ضرورت ہوتی ہے بالعمُوم اسی قسم کی دماغ کی دوشاخہ لکیر رکھتے ہیں۔

ایسے دوشاخہ کی ایک اہم کمزوری یہ ہے کہ جلبِ منفعت کے پیشِ نظر صاحبِ علامت سیاہ کو سفید دکھانے سے گریز نہیں کرتا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ایسے لوگ قطعی طور پر سچّے نہیں ہوتے، کاروباری معاملات میں کسی حد تک دروغ مصلحت آمیز سے گریز نہیں کرتے اور بہُت ہی کم کسی اہم معاملے میں سادہ حقیقت پیش کرنے کی طرف مائل ہو سکتے ہیں۔ غلاف چڑھا کر اور ایسے پہلوُ سے معاملے کو بیان کرتے ہیں کہ سُننے والے متاثّر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ مبالغہ کی ضرورت پڑے تو دریغ نہیں کرتے، اور حق تو یہ ہے کہ اپنے زعم کے مطابق "جائز حدود" میں دروغ کو بھی درست ہی خیال کرتے ہیں۔

یہ دوشاخہ جرح، تنقید اور منطقی رجحان کی بھی قابلِ اعتماد علامت ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کے حامل کے سامنے آپ کسی بھی بات کو کسی بھی عنوان یا طریقے سے پیش کیجیے، وہ اسے کم ہی قبول کرنے کی طرف مائل ہو سکتا ہے۔

تصنیف و تالیف کے میدان میں یہ طرزِ ادا، حُسنِ بیان اور الفاظ کے ایمائی تأثّرات پر نگاہِ بلیغ کی بھی پختہ اور قابلِ اعتبار علامت مانا جاتا ہے۔

جب دماغ کی لکیر خم کھاتی ہُوئی چاند کے اُبھار کا رُخ کرے مگر طویل نہ ہو تو یہ دوشاخہ بیشتر مُبالغہ آمیزی کی طرف مائل کر دیتا ہے (شکل نمبر ۵۴)۔ چونکہ خمیدہ لکیر تخیّل اور رُومان کی تاثیر پیدا کرتی ہے اس لیے ایسا شخص حقیقت کی بجائے مُبالغہ اور خیال آرائی سے کام لیتا ہے۔ ایسا شخص اگر کسی ایسے کام یا پیشے سے وابستہ ہو جہاں تخیّل، صنّاعی، زیبائش کے پہلوُ اہمیت رکھتے ہیں تو ایک حد تک کامیاب ہوتا ہے۔ مگر وہ کوئی بڑا صنّاع یا خالقِ نوادرات نہیں بن سکتا۔

دوشاخہ لمبی خمیدہ لکیر کے خاتمے پر پایا جائے تو بہُت ہی اہم ہے۔ ایسی لکیر چاند کے اُبھار میں اختتام پذیر ہوتی ہے اور یہ مقام تخیّل اور تخلیقی جوہر سے وابستہ ہے۔ جب یہ لکیر یہاں پہُنچتی ہے تو ان اوصاف سے معتدبہ مُستفید ہوتی ہے۔ درحقیقت ایسے شخص کی قوّتِ بیان میں جادو ہوتا ہے۔ زبان کا لُطف، طرزِ ادا کی ندرت اور تخیّل کی بے مثال کارفرمائیوں سے وہ ایسا افسوں پھُونکتا ہے کہ لوگ مبہُوت رہ جاتے ہیں۔ ایسا شخص شاعر، جادُو بیان مصوّر یکتا، صاحبِ طرز انشا پرداز یا بے مثال صنّاع ہو سکتا ہے۔ اس کی نگارشات و تخلیقات میں وہ قوّت ہوتی ہے جس سے نہ صرف قبولِ عام حاصل ہوتا ہے بلکہ لوگوں کے دِلوں میں اس کے لیے ایک خاص خلوُص و احترام پیدا ہو جاتا ہے اور یہی اوصاف اس کے منفرد ہونے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں (شکل نمبر ۵۲)

(۵۶)

بعض ہاتھوں میں دماغ کی طویل لکیر کا پہلا حصّہ تو سیدھا ہوتا ہے اور دُوسرا نیچے کی طرف خم کھاتا ہُوا چلا جاتا ہے۔ یہ صُورت عام نہیں بلکہ بہُت ہی کم دیکھنے میں آتی ہے اور بڑی ہی اہمیت کی حامل ہوتی ہے (شکل نمبر ۵۶)۔ اس کا حامل اگرچہ فطری طور پر حقیقت پسند ہوتا ہے مگر تخلیقی جوہر اور قوّتِ تخیّل کا جذبۂ بیتاب اسے فنونِ لطیفہ کی کسی شاخِ خصوُصی کی طرف لاشعوُری طور پر مائل کر دیتا ہے۔ بلاشبہ اس کا یہ انہماک و مشقّت اسے یکتائے روزگار بنانے میں بڑی اعانت کرتے ہیں۔

اگر ایسی طویل دماغ کی لکیر کے آخر میں ایک صاف اور چھوٹا دوشاخہ بھی پایا جائے تو یہ ایسے شاعر یا ادیب، مصوّر یا صنّاع کا پتا دیتا ہے جس کے خیالات و طرزِ اظہار و بیان میں حقیقت کی چاشنی دلآویز تاثیر پیدا کر دیتی ہے۔ حضرت اصغر گونڈوی اور سعادت منٹو کی دماغ کی لکیریں پہلے حصّے میں سیدھی اور حصّہ ثانی میں خمیدہ تھیں۔

دماغ کی لمبی لکیر اگر سہ شاخہ ختم ہو اور تینوں شاخیں واضح ، سالم اور چھوٹی ہوں تو ایسی صورت سونے پر سہاگے کے مترادف ہے۔ ایسے شخص کی قوتِ بیان بے پناہ ہوتی ہے اور وہ اپنے قلم اور زبان سے دُنیا بھر کو مسخر کر لیتا ہے۔ لاریب ایسی بے مثال شخصیت رُبعِ مسکوں میں عظمتِ فکر و ندرت کا سکہ بٹھا دیتی ہے اور فقید المثال ناموری حاصل کر کے رہتی ہے۔

اگر ایسا سہ شاخہ دماغ کی سیدھی لمبی لکیر کے خاتمے پر واقع ہو تو اس کا میدانِ عمل سیاست ہو یا ادب، وہ اس میں رہنمائے عظیم اور یکتائے روزگار ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۵۷) ۔ اور اگر ایسا

(۵۸)

(۵۷)

سہ شاخہ دماغ کی لمبی خمیدہ لکیر کے آخر میں پایا جائے تو یہ تخیل و تحقیق کے بل بوتے پر فنونِ لطیفہ کی دُنیا میں بے نظیر عظمت کے حصول پر دال ہے (شکل نمبر ۵۸) ۔ جارج برناڈ شاہ کی دماغ کی لکیر ایسے ہی سہ شاخہ پر ختم ہوتی تھی اور یہ سہ شاخہ واضح ، سالم اور نہایت عمدہ تھا۔

دماغ کی لکیر کے عین وسط میں سے اگر ایک شاخ نکلے اور اس کی روش کے ساتھ ساتھ ہتھیلی کو قطع کرتی چلی جائے تو یہ بالکل مختلف معنی رکھتی ہے (شکل نمبر ۵۹) ۔ ایسی دماغ کی لکیر گویا پھٹ جاتی ہے اور دو حصّوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایسے شخص کی طبیعت میں یک جہتی ، کامل انہماک اور توجہ کے عناصر کم ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت تذبذب کے باعث اس کی قوتِ فیصلہ کمزور

(۵۹)

اور تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص ہر بات یا معاملے کے دونوں پہلوؤں پر نظر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے اور کسی بھی نتیجے پر حتمی طور پر پہنچنے سے قاصر رہتا ہے۔ عزم کا تزلزل اور طبیعت کی ناپختگی اس کی واضح خامیاں ہوتی ہیں۔ وہ یوں متذبذب رہتا ہے گویا اس میں قوتِ فیصلہ ہوتی ہی نہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ایسا شخص ذمے داری کے کسی کام کے لیے موزوں نہیں ہوتا اور ایک قسم کی پیہم داخلی اُلجھن میں مُبتلا رہتا ہے۔ نہ تو اسے اپنے خیالات وافکار پر اعتماد ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے اعمال و افعال پر بھروسا۔

اگر یہ دو شاخہ بہت ہی وسیع ہو اور دونوں شاخیں ایک دُوسرے سے بہت فاصلے پر واقع ہوں تو تذبذب اعتدال کی حد سے بہت ہی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ ایسا شخص اس قدر متزلزل مزاج ہوتا ہے کہ الاماں۔ وہ نہ صرف اپنے لیے ایک عذاب بن جاتا ہے بلکہ دُوسروں کے لیے بھی ایک مسلسل اذیّت ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۶۰) ۔

(۶۰)

دماغ کی لکیر بعض ہاتھوں میں اپنی متعیّن گزرگاہ سے کچھ بلند ہو کر گزرتی ہے ، یا دِل کی لکیر اپنی روشِ عام سے نیچے ہو کر ہتھیلی کی سطح کو قطع کرتی ہے۔ ان حالتوں میں دونوں خطوط کے مابین فاصلہ گھٹ جاتا ہے اور درمیانی تفاوت تنگ نظر آنے لگتا ہے (شکل نمبر ۶۱) ۔

جب دماغ کی لکیر دِل کی لکیر سے مناسب فاصلے پر واقع ہو اور یہ دونوں خطوط موزوں تفاوت سے اپنی اپنی راہ لیں تو یہ توازنِ طبع، اعتدال پسندی

(٦١)

(٦٢)

اور محکمیٔ مزاج کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص فطری طور پر افراط و تفریط سے پرہیز کرتا ہے اور ہر معاملے میں تناسب اور اعتدال کا قائل ہوتا ہے (شکل نمبر ٦٢)۔ نہ تو وہ زیادہ جذباتی ہوتا ہے اور نہ ہی حد سے زیادہ منطقی یا عقل کا غلام۔ وہ اچھے جذبات اور عمدہ خیالات رکھتا ہے۔ نہ اس کا دل حسد سے تنگ ہوتا ہے اور نہ ہی وہ خانہ برباد مروّت کا حامی ہوتا ہے۔

مگر جب ان لکیروں کا درمیانی فاصلہ تنگ ہو تو موزوں تفاوت سے جس قدر کم ہوتا جائے گا اسی قدر مزاج و کردار میں اعتدال کی کمی ہوتی چلی جائے گی۔ درحقیقت ایسا شخص طبعاً تنگ دل، کم ظرف اور حاسد ہوتا ہے۔ نیز وہ خود پرستی اور خود بینی میں یوں بُری طرح مُبتلا ہوتا ہے کہ اس کی اچھائیاں بھی بُرائیاں بن جاتی ہیں (شکل نمبر ٦١)۔ وہ دُوسروں کی دولت، دُنیوی وقار اور شخصیت ایسے اُمور سے بہُت ہی جلتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اپنے سوا وہ اوروں کو ان نعمتوں کا سزاوار ہی نہیں گردانتا۔ حاسد کی نظر اور دِل کی تنگی اس کی بدنصیبیوں کی نمایاں نشانیاں ہیں۔

ایسے لوگوں سے میل ملاپ بہُت دنوں استوار کم ہی رہ سکتا ہے۔ اور اگر ان سے رشتۂ محبت استوار کرنے کی کوشش جاری رہے تو بالآخر دُکھ ہی اُٹھانا پڑتا ہے اور غیر شعوری طور پر وہ اپنی فطرت کی تنگی کا مظاہرہ کر ہی جاتے ہیں۔ اور حق تو یہ ہے کہ وہ دُوسروں کے حق میں کلمۂ خیر کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی فطرت سے مجبور نقصان رساں ہی ثابت ہوتے ہیں۔

انھیں ایسا دل دیا جاتا ہے کہ سب کچھ ہوتے ہُوئے بھی ان کی قسمت میں جلنا ہی لکھا ہوتا ہے۔ ایسے لوگ سانس کی خرابی کا شکار بھی ہو جاتے ہیں اور بعض حالتوں میں دمے کی شکایت میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو عمر بھر ان کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ یوں جلبِ منفعت اور ذاتی کامیابی کے لیے وہ بہُت ہی توجُّہ تندہی اور محنتِ شاقّہ سے کام لیتے ہیں، زِندگی کی نعمتوں کو اپنی محکم اور ذاتی تگ و دو سے حاصل کرنے میں دُوسروں سے پیچھے نہیں رہتے اور عام طور پر اچھے خاصے فارغ البال ہو جاتے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ انھیں اپنی عقل اور دُوسروں کا دھن زیادہ ہی دکھائی دیتا ہے اور یہ ان کے لیے پیہم حسد کی آگ میں جلنے کا ایندھن بن جاتا ہے۔

(٦٣)

اگر دماغ کی لکیر دل کی لکیر سے موزوں تفاوت سے زیادہ پرے واقع ہو تو یہ بھی اچھی علامت نہیں ہے (شکل نمبر ٦٣)۔ ایسا شخص لااُبالی اور غیر ذمہ دارانہ طبیعت کا ہوتا ہے۔ وہ درحقیقت خوش باش قسم کا آدمی ہوتا ہے اور اپنی جان پر کسی قسم کا بوجھ ڈالنے کے لیے آمادہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے قول و فعل سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ اسے نہ تو کسی سے گہرا لگاؤ ہے اور نہ ہی کوئی امر اسے اس قدر اہم نظر آتا ہے کہ وہ ذمّے داری اور توجہ سے اس میں دِلچسپی لے سکے۔ دُوسروں کے دُکھ میں شریک ہونا یا ان کے اڑے وقت میں کام آنے کا خیال اس کے ذہن میں کم ہی آسکتا ہے۔

ایسے لوگ نہ کھرے دوست بن سکتے ہیں اور نہ ہی قابلِ اعتماد کارکُن۔ اعزّاء و اقارب ان سے سدا ہی نالاں رہتے ہیں اور ان کی بے توجّہی اور لاابالی پن کے شاکی۔ مگر ان کا یہ عالم ہوتا ہے کہ نہ تو ان پر لعن طعن کا اثر ہوتا ہے اور نہ ہی نصیحت و تنبیہہ کا۔ وہ اپنی افتادِ طبیعت کسی عنوان بھی بدلنے پر مائل نہیں ہو پاتے۔ یہ حقیقت ہے کہ غیرت ان کے ضمیر میں قدرے کم ہی ہوتی ہے۔

ایسے مرد کی بیوی اور بچّے بڑی مشکلوں میں اپنے دن گزارتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے

کر ان کی دیکھ بھال اور پرورش کی ذمّے داری دُوسرے اقربا پر پڑ جاتی ہے اور انھیں دب کر اور ذِلّت کی زِندگی بسر کرنا پڑتی ہے۔

کاروبار یا مُلازمت غرض کسی بھی کام میں ایسا شخص کم ہی ترقّی کر پاتا ہے اور عام طور پر اپنی غیر ذمّہ دارانہ روش کے باعث ہمیشہ موردِ الزام ہوتا ہے۔ اور چونکہ اس پر کسی بھی بات کا کم ہی اثر ہوتا ہے اس لیے آخرِ کار اسے ناکامی کا مُنھ دیکھنا پڑتا ہے۔

(٦٤)

دماغ کی لکیر جب نقطۂ آغاز سے بلند ہو کر قوس بناتی ہُوئی نصف راستہ طے کرے اور اس کے بعد اپنی متعینہ گزرگاہ پر جُھک کر رواں ہو جائے تو یہ بڑی غیر معمولی اثرات کی حامل ہوتی ہے۔ درحقیقت ایسی ابتدائی اُٹھان معنی خیز ہے (شکل نمبر ٦٤)۔

ایسا شخص میدانِ حیات میں اِرتقا و فضیلت کے لیے بہُت ہی جارحانہ عناصر لے کر آتا ہے۔ وہ کوئی امر یا معاملہ قسمت پر نہیں چھوڑتا بلکہ صبح و شام دھن دولت اور کامیابی کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے۔ اس کا قلب بڑی بڑی اُمیدوں کا گہوارہ ہوتا ہے۔ اس کی یہ لگن اسے آرام اور چین سے بے نیاز کر دیتی ہے اور وہ بے حد محنت اور عزم کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

اگرچہ ذاتی سعی و محنت سے وہ بالعموم وافر ترقّی کر لیتا ہے مگر اس کا عرُوج اس کے جارحانہ رجحان کا نتیجہ ہوتا ہے، جس کے باعث وہ صلح و آشتی یا مصلحت کوشی سے ترقّی نہیں کر پاتا۔ درحقیقت وہ قدم قدم پر دُوسروں سے اُلجھتا ہے اور جو کوئی بھی اس کی راہ میں آجائے اسے ہٹانے کے لیے ہر حیلہ اِستعمال کرتا ہے۔ اس کی کم نگاہی یا ہوس کا یہ عالم ہوتا ہے کہ بعض اوقات وہ معصُوم و بے گناہ اور کمزور لوگوں کو روندتا چلا جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ بہُت سے لوگوں کو اپنا دشمن بنا لیتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کی طبیعت میں بلا کا عزم اور بیکراں خواہشِ عروج موجزن ہوتی ہے، وہ پیچھے مُڑ کر دیکھتا ہی نہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اسے عام طور پر اس بات کا صحیح اندازہ اور احساس بھی نہیں ہو پاتا کہ وہ دُوسروں کو دُکھ یا نقصان

پہنچا کر آگے بڑھ رہا ہے۔

دماغ کی لکیر جب سیدھی چلی جائے اور اچھّی طویل ہو تو یہ حساب دانی کی نمایاں صلاحیت کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص لائق اکاؤنٹنٹ یا ریاضی دان بن سکتا ہے۔ اس میں کاروباری صلاحیت بھی از حد عمدہ ہوتی ہے (شکل نمبر ٦٥)۔ اور وہ ہوشیار، بیدار مغز اور نفع و نقصان کے معاملے میں بڑا معاملہ فہم ہوتا ہے۔

(٦٥)

جب دماغ کی لکیر شرُوع ہی سے بتدریج اُوپر کی جانب چلی جائے مگر سیدھی رہے اور کہیں سقیم و عیب دار نہ ہو تو یہ بتاتی ہے کہ ایسا شخص ہمہ اوقات مستعد اور ہوشیار رہنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ وہ ایسی ایسی تدبیریں نِکال لیتا ہے جن کی وساطت سے وہ زیادہ سے زیادہ کام کم سے کم محنت اور وقفے میں سرانجام دے سکتا ہے۔ وہ اپنے وقت اور محنت کو بہُت ہی قیمتی سمجھتا ہے اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کے لیے انتھک مساعی کرتا ہے (شکل نمبر ٦٦)۔ اسے دولت مند بننے کا بہُت شوق ہوتا ہے اور مالی اور دنیوی حالت کو نہایت سلیقے اور دانائی سے سُدھارنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

(٦٦)

ایسا شخص اپنے ملازموں سے بڑی بیدردی سے مشقّت کراتا ہے اور ان سے زیادہ سے زیادہ کام لے کر بھی مطمئن نہیں ہوتا۔ بالعمُوم وہ خود بھی سخت محنتی ہوتا ہے اور دُوسروں کو زیرِ نگیں رکھنے میں کامیاب ثابت ہوتا ہے۔ وہ ہر چیز کو عقل اور منفعت کے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے اور جذبات اس کی نگاہوں میں کچھ زیادہ وقعت کے قابل نہیں ہوتے۔

Scanned with CamScanner

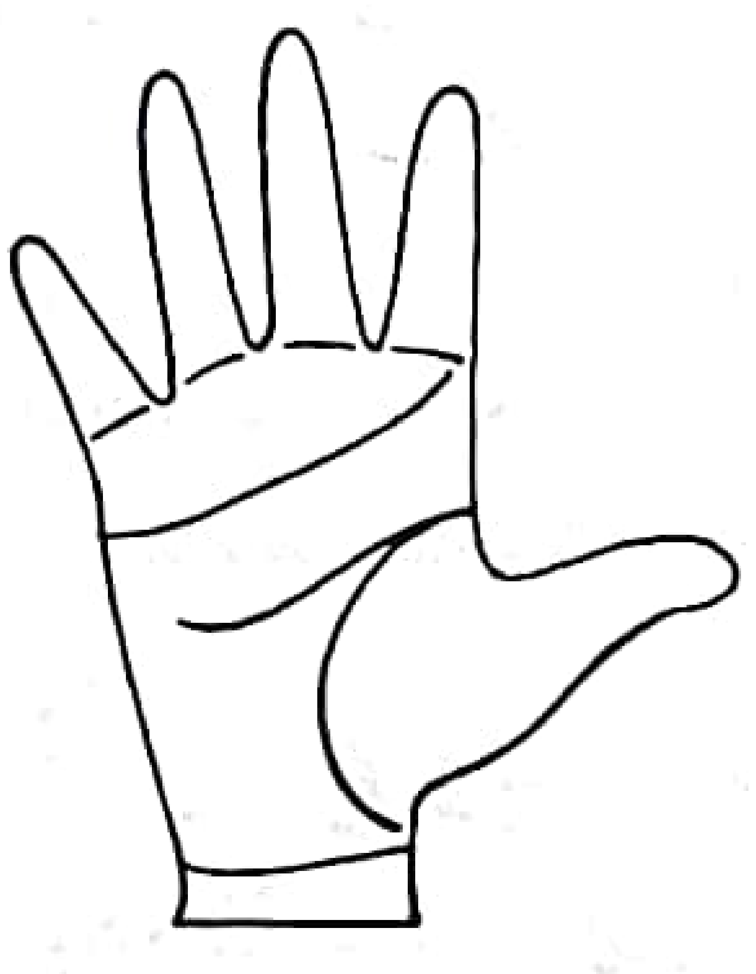

(۶۷)

دماغ کی لکیر سیدھی چلی جائے مگر خاتمہ پر خفیف سی اُوپر کی جانب مڑ جائے تو یہ ایک دلچسپ عنصر کردار کا پتا دیتی ہے (شکل نمبر ۶۷)۔ ایسا شخص چیزوں کے انبار جمع کرنے کی ہوس میں مُبتلا ہوتا ہے۔ وہ بے کار سے بے کار شے بھی پھینکنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ طبعًا از حد محتاط ہوتا ہے اور کفایت شعاری گویا اس کا جُزوِ ایمان ہوتی ہے۔

اسے اتّفاق کہیے یا اس کی طبیعت کا خاصہ سمجھیے، وہ اکثر و بیشتر بے کار چیزیں ہی جمع کرتا ہے۔ ایسی عورت چھوٹی چھوٹی چیزیں اور خاص کر رنگ برنگ کپڑوں کے ٹکڑے جو سلائی سے بچ جائیں یوں اکٹھے کرتی چلی جاتی ہے کہ پٹارے بھر جاتے ہیں۔

دماغ کی لمبی سیدھی لکیر خاتمہ پر زیادہ واضح طور پر گھوم کر اُوپر کی جانب مُڑ جائے تو یہ غیر معمولی عنصرِ کردار کی آئینہ دار ہے۔ درحقیقت یہ قیمتی چیزوں یا نوادرات جمع کرنے کی بے پناہ ہوس کا پتا دیتی ہے۔ ایسے شخص جواہرات، سونے چاندی کی نادر اشیا، قدیم برتن، کمیاب سکّے وغیرہ نوع کی نایاب چیزوں کے ذخیرے اکٹھے کرنے کی لگن میں بڑی بڑی کوششیں کرتے ہیں،

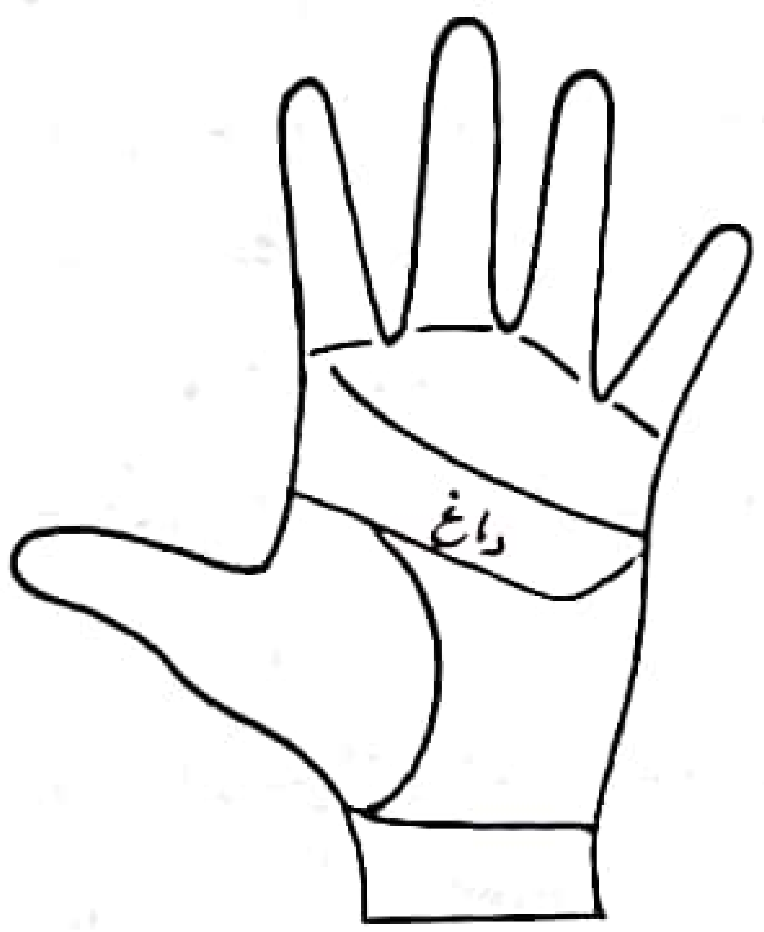

(۶۸)

اور یہ تعجب کی بات نہیں کہ وہ اپنے مجموعۂ نوادرات میں بعض اوقات انمول اور فقیدُ المثال چیزیں بھی شامل کر لیتے ہیں اور ان کی جان سے بھی زیادہ حفاظت کرتے ہیں۔ اِس لکیر کے حامل کی مالی حالت اچھی نہ ہو تو معمولی قسم کی اشیا کے ذخیروں میں کوئی انوکھا پن یا نُدرت پیدا کر لی جاتی ہے اور اس طرح گویا تشنگیِ ذوق کو کم کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ ایسے لوگ اکثر ٹاپس کے ذخیرے جمع کرتے دیکھے گئے (شکل نمبر ۶۸)۔

دماغ کی لکیر کی طوالت کے مطابق ہی انتخابِ اشیاء و نوادرات کا تعیّن ہوتا ہے۔ چھوٹی لکیر کم قیمتی چیزوں پر ہی قناعت کرتی ہے مگر زیادہ لمبی لکیر بے مثال انمول اشیا کی تلاش کا پتا دیتی ہے۔ بہرحال یہ مشغلہ بڑھتے بڑھتے ایسی دُھن بن جاتا ہے کہ اس کا اثر حیات گیر ہوتا ہے۔ درحقیقت ایسا شخص تمام عمر اپنے ذوقِ خاص کی چیزوں کی تلاش و فراہمی ہی میں صرف کر دیتا ہے، اور اس میں شبہ نہیں کہ اس کی مساعی اکثر و بیشتر پروان ہی چڑھتی ہیں۔

اسے اپنے ذخیرۂ نادرہ پر از حد فخر ہوتا ہے اور اربابِ نظر اور اصحابِ ذوق کو اپنے مجمُوعے کی چیزیں فرداً فرداً دکھانے، ان کی تاریخی قدامت اور انوکھے پن سے متعلقہ خصُوصیات کے بیان وغیرہ سے اسے دلی مسرّت ہوتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ وہ ان اشیا کی اس ذوق و شوق سے نمائش و تعریف کرتا ہے کہ جیسے ایک شاعرِ نغز بیان چشم و ابروئے محبوب کا بیان کرتا ہے۔ ایسے شخص کی طبیعت میں ایک خاص نوع کا حسد و رشک بھی ہوتا ہے اور اس کا تعلّق ان دُوسرے مالکانِ مجمُوعہ سے ہوتا ہے جو اسی طرح نوادرات کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اگر اسے حریف کے مجمُوعے میں کوئی ایسی چیز نظر آئے جو اس کی رائے کے مطابق بے مثال ہو تو وہ اسے اپنانے کی راہ میں بڑی سے بڑی قربانی اور خراب سے خراب حربہ استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ دُنیا و مافیہا سے بے نیاز ایسے شخص اپنی دُھن کے پکّے ہوتے ہیں اور وہ خود بھی نوادرات کی طرح بے مثال ہوتے ہیں۔ نہ تو وہ عام لوگوں کی طرح کا کردار رکھتے ہیں اور نہ ہی ان کے اقوال و افعال میں دُوسرے عام لوگوں کے انداز ہوتے ہیں۔

(۶۹)

اللہ کے فضل و کرم سے ان کی شکل و صُورت میں بھی ان کی یکتائی کے پہلو امتدادِ زمانہ کے ساتھ اُبھرتے چلے جاتے ہیں۔

دماغ کی لکیر اگر نیچے کی طرف خم کھاتی ہوئی اِس قدر لمبی ہو کہ وہ کلائی کے پاس پہنچ کر اختتام پذیر ہو تو یہ از حد نحس علامت ہے (شکل نمبر ۶۹)۔ ایسی لکیر بتاتی ہے کہ خیالات مسموم ہیں اور تخیّل بیمار۔ وہ صلاحیتیں جو تخلیقی کاموں میں مفید طریقے سے استعمال ہو سکتی ہیں اس قدر ناتندرست ہیں کہ بجائے اچھے اور خوش گوار

اثرات کے نہایت ہی خراب تاثرات پیدا کرتی ہیں۔ درحقیقت ایسا شخص بہت ہی غمگین رہتا ہے اور اس کا باطن اُمید سے خالی اور شادمانی سے ناآشنا ہی رہتا ہے۔ ایسی لکیر انتہائی یاس پسندی کی علامت ہے۔ اس شخص کا دماغ اس قدر غم پسند ہوتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو ختم کر دینے کے بارے میں فکر کرتا رہتا ہے۔ خودکشی کی طرف اس کی طبیعت کا میلان گویا اس کے خیالات کے تار و پود کا حکم رکھتا ہے۔

دماغ کی ایسی لمبی خمیدہ لکیر بے عملی کا بھی پتا دیتی ہے اور بتاتی ہے کہ ایسا شخص محض خیالی دُنیا کا رہنے والا ہے اور چونکہ طبعاً بے عمل اور کوتاہ عزم ہوتا ہے اس لیے وہ اپنے خیالات اور ارادوں کو کبھی عملی شکل دینے کے لائق ثابت نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر ایسی لکیر چرخی یا تارے کے نشان پر ختم ہو جائے تو یہ معنیٔ دگر کی حامل ہوتی ہے۔ ایسا شخص درحقیقت کسی صدمہ یا اچانک جذبے کے ماتحت، غیر شعوری طور پر خودکشی کی عملی کوشش کر جائے تو یہ تعجب کی بات نہیں لیکن ایسا اقدام فکر و یاس کا نتیجہ کم ہی ہوتا ہے بلکہ کسی اچانک یا ہنگامی امر کے زیرِ اثر عمل میں آتا ہے (شکل نمبر ۶۹-ک)۔

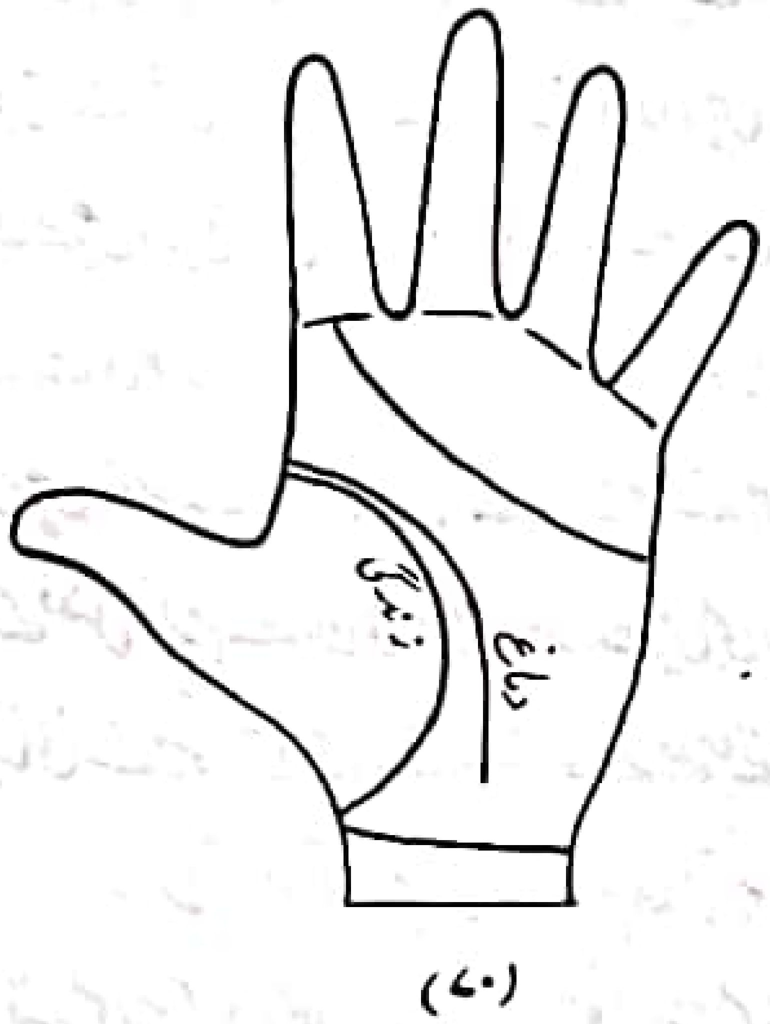

(۷۰)

دماغ کی لکیر جب یُوں واقع ہو کہ وہ زندگی کی لکیر کے ساتھ ساتھ کم و بیش مساوی فاصلے پر خم کھاتی ہُوئی اس کے پاس سے چلی جائے اور ایسا دکھائی دے کہ گویا وہ زندگی کی لکیر کی پیروی کر رہی ہے تو یہ خاص اور غیر معمولی نشانی ہے لیکن کبھی نہ کبھی دیکھنے میں آ جاتی ہے (شکل نمبر ۷۰)۔

دماغ کی لکیر کا زندگی کی لکیر سے ایسا خمیدہ مسلسل قُرب اس بات کا شاہد ہے کہ طبیعت میں ایک خاص نوع کی جنسی ہوس ہے جو تمام تر زندگی پر حاوی رہے گی اور حق تو یہ ہے کہ ایسا شخص اپنی جنسی طلب اور ہیجانِ جذبات کا اس قدر غلام ہو جاتا ہے کہ اس کی سُدھ بُدھ ماری جاتی ہے اور اسے صحیح اور غلط راستے کا امتیاز نہیں رہتا۔

ایسا مرد کسی عورت اور ایسی عورت کسی مرد کی تحریکِ جنسی کی بے پناہ جاذبیت کے طلسم میں اس طرح پھنس جاتے ہیں کہ راہِ فرار نظر ہی نہیں آ سکتی۔ باہمدگر ارتباط و مواصلت میں ایک خاص قسم کا

لذت اور تاثرِ قلب و رُوح پر یُوں چھا جاتا ہے کہ وہ ہر قربانی کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اور یہ وہ نشہ ہوتا ہے جسے کوئی ترشی اُتار ہی نہیں سکتی۔ لوگ ایسے شخص کے متعلق یہ باور کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اسے کچھ کھلا دیا گیا ہے یا اس پر ایسا جادُو پھُونک دیا گیا ہے کہ جس کا توڑ ممکن ہی نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے اپنے خمیر میں ایک خاص نوع کی جنسی طلب ہوتی ہے اور جو شخص اس کی اس فطری طلب کو برانگیختہ کر کے اس کی تسکین بخشی کا موجب ہوتا ہے وہ اس کی ادائے خاص پر مر مٹتا ہے۔ اسی لذت کی لگن میں وہ ہر شے سے بے نیاز اپنے آپ کو محبُوب کے قدموں میں ڈال دیتا ہے۔ نہ عزت کا خیال نہ سماج کی سرزنش اور نہ مذہب کا اس پر کچھ اثر ہوتا ہے۔

یوں ایسے شخص کی دماغی صلاحیتیں چمک سکتی ہیں۔ اور اگر وہ اس نوع کے جنون کا شکار نہ ہو جائے تو وہ اپنی شخصیت اور صلاحیتوں سے دُنیا میں کارِ نمایاں سرانجام دینے کے لائق ہوتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی خامی خود فریبی ہوتی ہے۔ وہ مُبالغہ اور دروغ بافی سے بوقتِ ضرورت قطعاً دریغ نہیں کرتا اور دیدہ و دانستہ ایسا کرتا ہے۔ یوں طبعاً خود پرست اور خود غرض ہوتا ہے اور آخر کار اپنی ہوس ہی کا شکار ہو جاتا ہے۔

ایسے شخص کو اگر ایسی بیوی مل جائے جو اس کی طبعی ہوس کو لذتِ ازدواجی سے سرشار کرتے ہُوئے اس کی ایمائی انداز سے حوصلہ افزائی کرے اور اس کی سچے معنوں میں رفیقۂ حیات ثابت ہو سکے تو وہ دُنیا میں کارہائے نمایاں کے لیے بہت ہی غیر معمولی مساعی عمل میں لا سکتا ہے اور بلاشبہ قابلِ رشک ترقی کر سکتا ہے۔

(۷۱)

دماغ کی لکیر شاذ و نادر دل کی لکیر سے یوں متحد ہوتی ہے کہ کفِ دست پر ایک واحد لکیر ہی نظر آتی ہے۔ اس صُورت میں نہ تو دماغ کی لکیر اور نہ دل کی لکیر کی انفرادی حیثیت قائم رہ سکتی ہے۔ درحقیقت دونوں لکیریں ایک لکیر بن جاتی ہیں۔ ان لکیروں کا ایسا اتحاد اور یکتائی

بہت ہی غیر معمولی اثرات وعناصرِ کردار کا پتا دیتی ہے (شکل نمبر ۱۷)۔

جب یہ لکیریں مناسب تفاوت پر واقع ہوں تو دماغی اور جذباتی عناصر ایک دُوسرے سے غیر متعلق طریقِ کار سے اپنے اپنے احاطۂ عمل میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ دِل اپنی قوتیں دِل کی دُنیا میں صرف کرتا ہے اور دماغ اپنی صلاحیتیں عقل وخرد کے میدان میں۔ مگر جوں ہی یہ دونوں خطوط ایک ہو جاتے ہیں تو دل ودماغ کی تمام تر قوتیں اور صلاحیتیں ہر معاملے اور ہر میدانِ عمل میں پُوری شدت وجامعیت کے ساتھ بروئے کار آتی ہیں۔ درحقیقت ایسا شخص اپنی ساری قلب وذہن کی طاقتوں کو انتہائی وحدت کے ساتھ کام میں لاتا ہے اور جس مقصد کو لے کر اُٹھتا ہے، اس کی راہ میں کامل انہماک اور جمعیتِ خاطر کے ساتھ قدم زن ہوتا ہے۔ اس کے عزمِ صمیم کی برکات کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ منزلِ مقصود تک پہنچ جاتا ہے اور اکثر وبیشتر کامیاب ثابت ہوتا ہے۔ نہ تو وہ راستے کی دُشواریوں سے پست ہمت ہو سکتا ہے اور نہ ہی منزل کی دُوری اسے مضمحل کر سکتی ہے۔ بے پناہ عزم، جمعیتِ خاطر سے سعی اور دل ودماغ کی تمام تر صلاحیتوں سے مقصود کی تلاش دل ودماغ کی لکیروں کے ایسے اتحاد کی نمایاں خُوبیاں ہیں۔

ایسی متحدہ دل ودماغ کی لکیریں کردار کے ایک خاص نقص کی پردہ کشائی بھی کرتی ہیں۔ ایسا شخص درحقیقت متلوّن مزاجی کا شکار ہوتا ہے اور باوجودیکہ وہ اہم مقاصد کی راہ میں اپنی ساری قوتیں انہماک وجامعیت کے ساتھ لگانے کی طرف فطری میلان کا حامل ہوتا ہے، چھوٹی چھوٹی باتوں اور روزمرہ کے معمولی امور کے مُعاملے میں بہت ہی زود رنج، حساس اور کم حوصلہ نظر آتا ہے۔ درحقیقت اس کی طبیعت ہمہ اوقات ایک ہی روش پر نہیں رہتی۔ بعض اوقات وہ سخت برہم ہو جاتا ہے اور بعض اوقات بڑی محبت اور رحم دلی کا برتاؤ کرتا ہے۔ کسی شخص یا معاملے پر اسے غصہ آجائے تو نتائج کے خیال سے بے پروا ہو کر برس پڑتا ہے غیظ وغضب کی حالت میں اسے اپنی زبان اور اپنے عمل پر بہت ہی کم قابو ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ سخت دل آزار باتیں کہ جاتا ہے اور اپنی حرکات وسکنات سے وحشت انگیز تاثر پیدا کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ لیکن یہ سچ ہے کہ اس کا غصہ ساون کے بادلوں کی طرح ہوتا ہے۔ گویا آنِ واحد میں موسلا دھار بارش اور دُوسری آن میں آسمان صاف۔ وہ برس کے کھُل جاتا ہے اور اس کے بعد اس کے دِل میں بات نہیں رہتی۔

اور لطیفہ یہ ہے کہ گرد وپیش کے لوگ اس کی اس طبعی کمزوری سے بہت ہی جلد واقف ہو جاتے

ہیں اور جوں ہی اس کے تیور بدلتے ہُوئے دیکھتے ہیں نہایت حکمتِ عملی کے ساتھ آنے والی بوچھاڑ سے پہلو بچا کر نکل جاتے ہیں۔ اور اگر راہِ فرار نہ مل سکے تو یہ جانتے ہُوئے کہ یہ گھٹا برس کر کھُل جائے گی، صبر اور حوصلے سے سُن لیتے ہیں۔ یہی نہیں، ان کا دِل جانتا ہے کہ یہ عارضی ہے اور جُوں ہی غم وغصہ کا اظہار ہو جائے گا، غبار چھٹ جائے گا اور وہی پہلی سے مروّت اور مہربانی کا سلوک ان سے روا رہے گا۔

ایسا شخص گاہے گاہے مایوسی کا شدت سے شکار ہو جاتا ہے اور اگرچہ اس وقت بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زندگی کے اُفق پر پھر کبھی اُمید کی کرن کی لَو دکھائی نہ دے سکے گی لیکن قبل اس کے کہ وہ یاس وحرماں کے بوجھ تلے دب جائے وہ یوں حوصلہ مندانہ سر اُٹھا لیتا ہے کہ اس کے بُشرے پُر اُمید کی روشنی اور زِندگی کی جولاں تابندگی کے واضح آثار ہوتے ہیں۔ درحقیقت وہ ہر شکست کے بعد مردانہ وار اُٹھتا ہے اور تا دمِ آخر اپنے قلب ونگاہ میں آرزوئے زندہ کی حیات افروز گرمی اور نورِ تابندہ کو برقرار رکھتا ہے۔

بہرکیف یہ سچ ہے کہ ایسا شخص ماحول اور بدلتے ہُوئے حالات کے تأثرات بعجلت قبول کر لیتا ہے اور اس کے جذباتی نشیب وفراز بھی اکثر وبیشتر گرد وپیش کے لوگوں کے اقوال وکردار ہی سے وابستہ ہوتے ہیں۔ یُوں ایسا شخص بہت ذکی الحس، ذہین اور طبّاع ہوتا ہے۔ اس کا مشاہدہ جامع اور تفصیلی ہوتا ہے۔ اِس کی فکر میں گہرائی اور احساسات میں تیزی ہوتی ہے اور وہ نازک سے نازک اور پیچیدہ سے پیچیدہ بات کی تہ تک بہت ہی جلد پہنچ جاتا ہے۔ اس کی بدترین اور واحد کمزوری تلوّن مزاجی ہے اور اس کی نمایاں ترین خوبی وہ عزمِ صمیم ہے جو راہِ مراد میں کامل انہماک اور جامعیت کے ساتھ وہ بروئے کار لاتا ہے۔ ایسا شخص کسی نہ کسی میدان میں کامیاب ہوتا ہے اور اپنے تلوّنِ مزاج کے باوصف کافی مقبول اور مرکزِ حلقۂ احباب ہوتا ہے۔

دمہ اور سانس کے امراض کی طرف اس کی طبیعت کا میلان ہوتا ہے اور اس نوع کے علائق کے بارے میں اسے احتیاط اور معالجہ کی طرف توجّہ کی ضرورت رہتی ہے۔ یُوں کافی عمر تک پہنچ سکتا ہے۔ چونکہ صحت کے معاملے میں حساس واقع ہوتا ہے اِس لیے اپنی تندرستی کی طرف سے کم ہی عدم توجہی سے کام لیتا ہے اور عام طور پر باصحت اور اچھی زِندگی گزارتا ہے۔

دماغ کی لکیر اگر اپنی معینہ روش پر قائم رہے اور دل کی لکیر بھی اپنی فطری گزرگاہ پر نقش ہو، اور دونوں خطوط ایک دُوسرے سے موزوں اور جائز فاصلے پر واقع ہوں یعنی ان میں سے کوئی اُوپر یا نیچے

(۷۲)

نہ جھکے اور ایک واضح لکیر دونوں خطوط کو یوں متحد کر دے کہ اگر دماغ کی لکیر کی طرف دیکھا جائے تو یہ اس کی شاخ معلوم ہو لیکن اگر دل کی لکیر کی طرف سے دیکھا جائے تو یہ دل کی لکیر کی شاخ بھی جائے تو یہ بے حد غیر معمولی علامت ہے۔ درحقیقت ایسا خطِ اتصال عظمت اور کامرانی کے لیے اس عزم و صلاحیت کا پتا دیتا ہے جو آغازِ حیات ہی سے آنے والے فروغ اور ارتقاءِ حیات کی طرف اشارہ کرتے ہیں (شکل نمبر ۷۲)۔

ایسا شخص اولوالعزم، بلند فکر اور اقبال مند ہوتا ہے۔ اس کی زندگی اور خیالات کی روش شروع ہی سے عظمت کی تلاش کے اشارے لیے ہوئے ہوتی ہے۔ اور جوں جوں عمر بڑھتی ہے، اس کی فطری صلاحیتیں اور ذہنی استعدادیں کسی خاص مقصد کی طرف انہماک اور کامل توجہ کے ساتھ صرف ہونے لگتی ہیں۔

ایسا شخص گویا کسی رتبۂ بلند اور کارِ نمایاں کے لیے مقدر ہوتا ہے۔ اور چونکہ عظمتِ حیات کے لیے موزوں دل و دماغ لے کر آتا ہے اس لیے اکثر ہم عصروں پر سبقت لے جاتا ہے اور اپنے مخصوص میدانِ عمل اور حلقۂ کار میں ایامِ جوانی ہی سے پیش پیش نظر آنے لگتا ہے۔ اس میں قیادت کی فطری صلاحیتیں اُجاگر ہونے لگتی ہیں۔ عمر اور تجربہ کی پختگی کے ساتھ ساتھ وہ اپنی برتری اور یکتائی کا لوہا منواتا چلا جاتا ہے اور بے مثال ناموری حاصل کر کے رہتا ہے۔

جرأتِ بے باک، عزمِ صمیم اور زبردست شخصی جاذبیت اس کے خاص جوہر ہیں۔ ایسا خطِ اتصال شاذ و نادر ہے۔ ایشیا کے نامور لوگوں میں پنڈت نہرو کے ہاتھوں میں یہ علامت پائی جاتی تھی۔

دماغ کی لکیر کسی مقام پر اگر ٹوٹ جائے تو زخمی ہوجانے کی علامت ہے۔ ایسا زخم سر یا گردن پر لگتا ہے اور خطرے سے خالی نہیں ہوتا (شکل نمبر ۷۳)۔

یہ لکیر اپنی روش کے دوران اگر کہیں اس قدر مدھم دکھائی دے جیسے مٹ سی رہی ہو

(۷۳)

(۷۴)

تو یہ بتاتی ہے کہ یادداشت اس قدر خراب ہے کہ اہم سے اہم باتیں بھی ذہن سے اُتر جاتی ہیں (شکل نمبر ۷۴)۔ حافظے کی نمایاں خرابی، توجہ کی صلاحیت کا فقدان اور عمومی ذہنی کمزوری اس کے خاص نقائص ہیں۔ ایسا شخص زندگی کے میدان میں ان خرابیوں کے باعث اکثر پیچھے رہ جاتا ہے۔ اس کے اعصاب کمزور ہوتے ہیں۔ علاج و معالجہ سے اگر اعصابی تناسب بحال ہو سکے تو اس کی قوتِ حافظہ بھی عود کر آتی ہے۔

(۷۵)

دماغ کی لکیر عین وسط میں درمیانی انگلی کے تلے ٹوٹ جائے اور شکستہ ٹکڑے بالکل علیحدہ تو ہوں مگر ٹوٹے ہوئے سرے یوں واقع ہوں کہ مقامِ شکستہ پر وہ ایک دوسرے کے برابر گویا متوازی خطوط کا حکم رکھتے ہوں تو یہ اچھی علامت نہیں (شکل نمبر ۷۵)۔ یہ بار بار زخمی ہونے کی علامت ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ایسا شخص گویا غیر ارادی طور پر یا تو ایسے کام کرتا ہے یا اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ چوٹ کھاتا ہے۔

دماغ کی لکیر اگر تیسری اُنگلی کے عین نیچے ٹوٹ جائے تو ایسا شخص چوپائے سے زخم کھاتا ہے (شکل نمبر ۷۶)۔

(۷۷)

(۷۶)

دماغ کی لکیر کے ساتھ اگر ایک اور واضح لکیر نقش ہو اور دونوں خطوط متوازی ہتھیلی کی سطح کو قطع کریں تو ہمسفر لکیر دماغ کی ثانوی یا دوہری لکیر کے نام سے یاد کی جاتی ہے (شکل نمبر ۷۷)۔ مادی نقطۂ نظر سے یہ ورثے میں دولت ملنے کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ذہنی اعتبار سے ایسا شخص بڑا صاحبِ دماغ ہوتا ہے اور اپنی فطری صلاحیتوں کے بل بوتے پر ناموری یا دولت کی راہ میں بڑی چابک دستی سے کام لیتا ہے۔ ایسی دُہری دماغ کی لکیر کئی بار مشاہدے میں آچکی ہے اور بارہا ایسے افراد کے ہاتھوں میں دیکھی گئی ہے جنھیں ورثے میں نمایاں رُوپیہ پیسہ ملنے کے بظاہر امکانات نظر نہ آتے تھے، استدادِ زمانہ کے ساتھ وہ دولت سے بہرہ ور ہوئے۔

بمبئی میں میرے مرجوعہ میں ایک مسلم خاتون تھیں۔ وہ محکمۂ تعلیم میں انسپکٹرس تھیں۔ انھیں ملازمت دُنیوی ضرورتوں کے تحت کرنا پڑی تھی۔ ان کے میاں ان دنوں برسرِ روزگار نہ تھے اور گھر کے اخراجات انھی کی تنخواہ سے چلتے تھے۔ وہ اکثر کہا کرتی تھیں کہ بیاہ پر جہیز تو اچھا خاصا مل گیا تھا، اب یہ دُہری دماغ کی لکیر اور کیا دے گی۔ مگر میں برسوں یہی کہتا رہا کہ انھیں ورثے میں دولت ملے گی۔ ان کا خیال تھا کہ میں ان کی مالی مشکلات میں ان کا دل بہلاتا ہوں۔ غالباً اس پیش گوئی کے چار پانچ

سال بعد وہ ایک دن میرے دفتر میں آدھمکیں۔ ان کے چہرے پر حیرت اور مسرت کے نمایاں آثار تھے۔ میں بھانپ گیا اور ازراہِ مزاح ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا " خدانخواستہ کہیں وہ ورثے والی پیش گوئی غلط تو ثابت نہیں ہوگئی؟"

وہ بڑی شریف اور مہذب خاتون تھیں، مسکرائیں اور کہنے لگیں " ہاں بھیا پچیس ہزار پیش گوئی سے کم ہی ملے ہیں"۔

(۷۸)

دماغ کی لکیر بعض ہاتھوں میں خم کھاتی ہوئی چاند کے عین وسط میں جاکر ختم ہوتی ہے۔ یہ اُبھار تخیل، رُومان، رموزِ اُمور اور رُوحانیت سے وابستہ ہے۔ ایسی لکیر اس امر کی شاہد ہے کہ مستقبل کے حالات و کوائف کے بارے میں صاحبِ خط میں ایک باطنی صلاحیت ہے اور وہ اپنی اس قوت سے آنے والے اُمور کا مشاہدہ کرسکتا ہے (شکل نمبر ۷۸)۔ ایسی لکیر کے حامل میں صلاحیت تو ہوتی ہے مگر ضروری ہے کہ مجاہدہ وغیرہ کے توسّط سے اسے راہِ راست پر بیدار کیا جائے ورنہ مکاشفات میں صحت کے بجائے غلط تأثرات کا عنصر اس قدر حاوی ہو سکتا ہے کہ یہ خوبی نقصان کا باعث ثابت ہوسکتی ہے۔

(۷۹)

اگر ایسی دماغ کی لکیر ایک تارے کے نشان میں یکایک ختم ہوجائے تو یہ بہت نحس ہے۔ ایسی حالت میں پانی یا سمندر میں ڈوب کر موت کا خطرہ ہوتا ہے (شکل نمبر ۷۹)۔

اگر دماغ کی لکیر صحیح و سالم چاند کے اُبھار تک جا پہنچے اور اس میں ایک واضح شاخ نمودار ہو کر اُوپر کی جانب بڑھتی ہوئی چھوٹی اُنگلی کے

یہ نیچے بُدھ کے اُبھار پر جاکر دم لے تو یہ ایسے شخص کا پتا دیتی ہے جس سے بچ کے رہنے میں ہی خیریت ہے (شکل نمبر ۸۰)۔ ایسا شخص ازحد عیّار اور پرلے درجے کا مکّار ہوتا ہے۔ اس کی ذہنی تاروپود میں منافقت، فریب، ریا، دروغ گوئی، حیلہ سازی، غرض کہ سب ہی بدعناصر یوں شامل ہوتے ہیں کہ اس کا ضمیر مرجاتا ہے اور اخلاقی صلاحیتیں مفلوج ہوجاتی ہیں۔ وہ اس قدر لالچی اور ہوس پرست ہوتا ہے کہ جلبِ منفعت کے لیے کسی کو بھی نہیں بخشتا۔ نہ

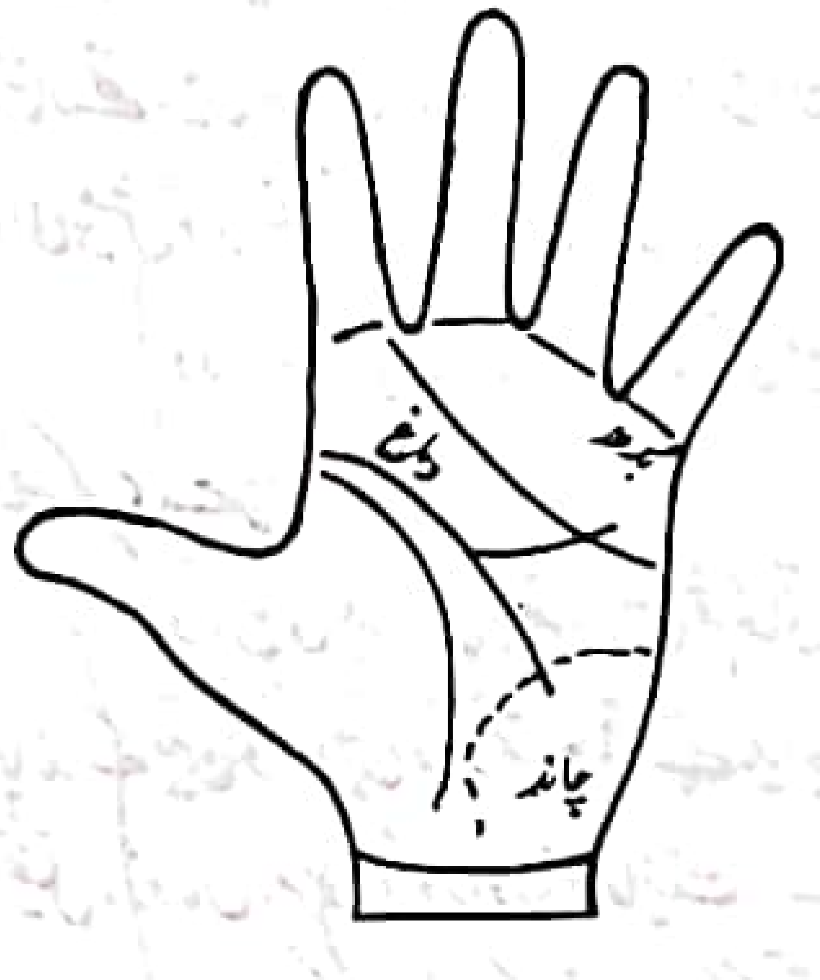

(۸۰)

تو عزیز واقارب اور نہ ہی دوست احباب اس کے چرکوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ وہ اس قدر چالاک اور عیّار ہوتا ہے کہ باتوں ہی باتوں میں ایسا طلسم پھونکتا ہے کہ لوگ اس کے نرغے میں آجاتے ہیں اور اس کا اعتبار کر ہی بیٹھتے ہیں۔ اور وہ ان کی آنکھوں میں دھول ڈال کر غائب ہوجاتا ہے۔ حیرت تو یہ ہے کہ اس کی مکّاری کا راز فاش بھی ہونے نہیں پاتا۔ لیکن ایسے شخص کی عاقبت ہمیشہ خراب ہی ہوتی ہے اور آخر کار وہ کیفرِ کردار کو پہنچ جاتا ہے۔

وہ غدّار اور بے آبرو ہوتا ہے۔ نہ اسے اپنی عزتِ نفس سے واسطہ ہوتا ہے اور نہ وہ کسی کی آبرو لینے سے دریغ کرتا ہے۔ اس کی بے غیرتی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ نرغے سے نکلنے کے لیے وہ معصوم سے معصوم اور شریف سے شریف انسان کی عصمت و آبرو بیچ دینے میں قطعاً کوئی حرج محسوس نہیں کرتا۔

زندگی کے ہر شعبہ اور میدان میں اس کے ہم جنس پائے جاتے ہیں۔ سیاست و تجارت میں ان کے زرخیز دماغ کے لیے وسیع پیمانے پر قسمت آزمائی کے امکانات ہوتے ہیں۔

دماغ کی لکیر اگر نیچے کی طرف یُوں خم کھاتی ہُوئی چلی جائے کہ دو شاخہ چاند کے اُبھار میں جاکر اختتام پزیر ہو (اور دونوں شاخیں کافی واضح اور متوازی ہوں) تو ایسے شخص کی صحبت اور دوستی سے بچنا چاہیے (شکل نمبر ۸۱)۔ یہ فسق و فجور، خیانت اور بدکاری کے خیالات سے معمور دل و دماغ کا

(۸۱)

پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص درحقیقت بڑا ہی پاپی ہوتا ہے۔

اس کے اندازِ گفتگو میں بڑی جاذبیت ہوتی ہے اور وہ نفسانی خواہشات کو ایسی ترغیب سے برانگیختہ کرتا ہے کہ حواس پر گویا جادو کا سا اثر ہوجاتا ہے۔ قوی سے قوی انسان میں وہ ایک نوع کا ہیجان برپا کرسکتا ہے اور اس کے قریب بیٹھنے والے یا اس سے زیادہ میل جول رکھنے والے اپنی نہ صرف عاقبت خراب کرلیتے ہیں بلکہ دُنیا بھی برباد کرکے رہتے ہیں۔ دراصل وہ انسان کے باطن میں ان خوابیدہ آرزؤوں اور جسمانی خواہشات کو پیدا کرنے کی طبعی صلاحیت رکھتا ہے اور اپنے اسلوبِ تحریص میں مؤثر خیال آرائی اور طلسم آمیز بیان کے عناصر یوں حلول کرتا ہے کہ بظاہر اس کے عشق ہیجانی تاثر کا اندازہ آسان نہیں ہوتا۔ وہ جذبات و احساسات میں اُمیدِ لذّت کا تقاضا بھر دیتا ہے اور عقلِ سلیم ان کی رو میں بہ جاتی ہے۔ اس کی جوانی عیش و بدکاری کی نذر ہوجاتی ہے اور جب توانائی کام نہیں دیتی تو دُوسروں کو غلط راہ پر لگاتے میں اپنی مُردہ رگوں میں احساسِ لذّت برقرار رکھنے کی سعی کرتا ہے۔ ایسی عورت قحبہ فطرت ہوتی ہے اور ضرب المثل کے مطابق قحبہ چوں پیر شود پیشہ گند دلالی کی عملی تصویر بن جاتی ہے۔ خیالاتِ فاسدہ اور اعمالِ بد ان افراد کی زندگی کا تانا بانا ہوتے ہیں۔ ان کے آخری ایام بڑے ہی عبرتناک ہوتے ہیں۔

ایسی دماغی لکیر کی ایک خاص تاثیر یہ ہے کہ غیر شعوری طور پر یہ ان ہی لوگوں کو اپنے گرد و پیش جمع کرتی ہے جن کی فطرت میں لذّت کوشی کی طرف نمایاں رغبت ہوتی ہے۔ ایسے لوگ بہت بدنام ہوجاتے ہیں، شرفا میں ان کی رسائی نہیں ہوتی اور عامۃ النّاس انھیں نفرت و عبرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

دماغ کی لکیر کی رنگت : دماغ کی لکیر کی رنگت بڑی معنی خیز ہے۔ اگر یہ تمام خطوط

سے ہم رنگ ہو اور کسی قسم کا امتیاز نہ پایا جائے تو ذہنی صلاحیتیں زندگی کے تمام اہم امور و معاملات کے بارے میں موزوں ہم آہنگی کے ساتھ معاون ثابت ہوتی ہیں۔ ہاں اگر دماغ کی دوسری لکیروں سے مختلف رنگت کی ہو تو طبیعت میں ایک واضح تضاد پیدا ہو جائے گا۔ ایسا اختلافِ رنگ اُلجھنوں اور داخلی پریشانیوں کا سبب بن جاتا ہے اور زندگی میں بڑی دشواریاں پیدا کر سکتا ہے۔ یوں کردار میں ہم آہنگی نہیں رہتی اور اس کا حال کبھی متزلزل اور کبھی غیر موزوں قول و فعل کا مرتکب ہوتا رہتا ہے۔

دماغ کی لکیر اُجلی اُجلی سی ہو یعنی اس کی روش میں ایک ہلکی سی تابش یا چمک کا احساس ہو اور کہیں کہیں سفید نقطے اُبھرے اُبھرے دکھائی دیں تو یہ بہت ہی غیر معمولی حیثیت کی حامل ہوتی ہے۔ ایسی دماغ کی لکیر درحقیقت نوادرات میں سے ہے۔

یہ لکیر فکرِ ایجاد کی غیر معمولی قوّت کی مظہر ہے۔ ہر سفید نقطہ اس کی ذہنی فتح کا سنگِ میل ہوتا ہے اور جتنے ایسے نقطے اس کی روش میں نظر آئیں گے، اتنی ہی ذہنی فتوحات کے علم بردار ہوں گے۔ نیز یہ صاحبِ کمال ہونے کے باعث ناموری اور کامرانی کی بھی پختہ نشانیاں ہیں۔

دماغ کی لکیر میں کالا یا نیلا داغ پایا جائے تو یہ بہت ہی نحس علامت ہے۔ ایسے داغ سخت امراض کا پتا دیتے ہیں جو اعصاب و دماغ پر بہت ہی مہیب اثرات ڈالتے ہیں (شکل نمبر ۸۲)

(۸۲)

دماغ کی لکیر اگر تمام سیاہ رنگ کی ہو تو یہ نہایت ہی خراب علامت ہے۔ اس لکیر کی سیاہ رنگت دماغ کی یاس پسندی کی بیّن نشانی ہے۔ ایسا شخص اُمید کے نوُر سے کبھی بھی اپنے ایام کو روشن نہیں کر پاتا اور ایک عمیق ذہنی نااُمیدی میں اپنی زندگی گزار دیتا ہے۔

ایسا شخص طبعاً پست ہمت، کم ظرف اور بے حوصلہ ہوتا ہے۔ نہ تو اس کی فطرت بلندی کی طرف مائل ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کے خیالات

میں گرمی ہوتی ہے۔ ایسے شخص کی صحبت میں دُنیا ماتم کدہ اور مسلسل خزاں نظر آتی ہے۔ درحقیقت وہ زندگی کو اپنی طبعی یاس پسندی کے باعث ایک عذابِ مستقل سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

دماغ کی لکیر اگر زرد پھیکے رنگ کی ہو تو یہ کُند ذہن کی علامت ہے۔ درحقیقت ایسا شخص سادہ لوح، احمق اور سُست ہوتا ہے۔ نہ تو اسے نازک احساسات اور نہ کسی نوع کے اعلیٰ خیالات سے کوئی سروکار ہوتا ہے۔ اس کی دماغی سطح جانوروں سے کچھ ہی اُوپر ہوتی ہے۔ حافظہ کی کمی، بیوقوفی اور گنوارپن اس کے نمایاں عناصرِ طبیعت ہوتے ہیں۔ ویسے وہ اخلاقی طور پر بُرا نہیں ہوتا۔ ہاں اگر وہ اُونچی قسم کی ذہنی یا رُوحانی اقدار کو نہ سمجھنے کے باعث افعالِ بد کا مرتکب ہو جائے تو یہ ممکن ہے مگر ارتکابِ جرم و گناہ جان بوجھ کر نہیں کرتا اور اپنے ظرف کے مطابق اچھا انسان بننے کی کوشش کرتا ہے۔

دِل کی لکیر

دماغ کی لکیر سے اُوپر اور کم و بیش متوازی ایک اور اہم لکیر پائی جاتی ہے۔ یہ پہلی اُنگلی کے تحتانی پُرگوشت حصّے سے جسے گرد کا اُبھار کہتے ہیں شروع ہوتی ہے اور اُنگلیوں کے نیچے ساری ہتھیلی کو طے کرتی ہُوئی چھوٹی اُنگلی کے نیچے یُوں ختم ہوتی ہے کہ ہتھیلی کی بیرونی ڈھلان پر جا پہنچتی ہے۔ یہ دِل کی لکیر کہلاتی ہے (شکل نمبر ۱)۔ یہ لکیر دِل کی صحت اور امراض کے علاوہ جذبات اور محبت سے وابستہ اُمور پر روشنی ڈالتی ہے۔ درحقیقت یہ تمام تر اہم معاملاتِ قلب سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کی بناوٹ، لمبائی، پیرایۂ آغاز و اختتام، روش وغیرہ سے زندگی کے جذباتی اور محبت سے متعلقہ پہلوؤں پر قابلِ اعتماد روشنی پڑتی ہے۔

(۱)

جب یہ لکیر شروع سے آخر تک بے عیب، واضح اور لمبی ہو تو یہ ایسے انسان کی آئینہ دار ہے جس کا دِل زندہ ہے۔ اس کی سرشت میں خصائلِ حمیدہ کے عناصر نمایاں اور وافر ہوتے ہیں۔ وہ فطرتاً ہمدرد، محبت کرنے والا، ایثار پیشہ اور حُسنِ سیرت کا حامل ہوتا ہے۔

اگر یہ لکیر عیب دار ہو یعنی کٹی پھٹی یا نحس نشانیوں سے معمور ہو تو ایسا شخص ناقابلِ اعتماد، ابن الوقت اور بے مروّت ہوتا ہے اور اس کی سب سے بڑی خرابی بے وفائی ہوتی ہے (شکل نمبر ۲)۔

جب دِل کی لکیر پہلی اُنگلی سے بڑھ کر باہر ہتھیلی کی اس ڈھلان سے شروع ہو جو کلمے کی اُنگلی اور انگوٹھے کے مابین ہے اور اُنگلیوں کے تحتانی اُبھاروں کے نیچے گزرتی ہُوئی آگے بڑھے تو

(۲)

(۳)

یہ بتاتی ہے کہ ایسا فرد محبت اور جذباتی معاملات میں اعتدال کا حامی نہیں۔ درحقیقت ذاتی روابط کے بارے میں وہ انتہا پسند ہوتا ہے (شکل نمبر ۳)۔ اس کی شخصیت میں جنسِ مخالف کو اپنی طرف راغب کرنے اور کھینچنے کی زبردست صلاحیت ہوتی ہے۔ وہ لاشعوری طور پر ایسا طلسم پھونکتا ہے کہ جو بھی اس کی محبت میں پھنس جاتے اس کے لیے راہِ فرار بند ہو جاتی ہے۔

اس کی اِنتہا پسند فطرت اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ دل و جان نچھاور کرتی ہے۔ وہ ہر ممکن طریقے سے محبوب کی ادنیٰ سے ادنیٰ ضرورتوں اور خوشیوں کو پُورا کرنے میں کمال عقیدت اور محویت کا ثبوت دیتا ہے۔ لیکن جس شدت و انہماک کے ساتھ وہ خُود اُسے چاہتا ہے اِسی طرح منظورِ نظر سے والہانہ ردِ عمل اور چاہت کا متقاضی ہوتا ہے۔ درحقیقت وہ ہر شے اور ہر شخص سے بے نیاز ہو کر اپنے ہی محبوب کا ہو جاتا ہے اور اسے کامل طور پر اپنانے کی ہر ممکن سعی کرتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ ایسی اِنتہا پسندی بلاشبہ بعض ایسے عناصر کو اُبھار دیتی ہے جن کا اثر حیات گیر ہو سکتا ہے۔ اس کی طبیعت میں بالخصوص بلا کا رشک ہوتا ہے۔ اور اگر اس کا محبوب اس کے علاوہ کسی دُوسرے شخص کی جانب بھُول کر بھی نگاہِ لُطف ڈال دے اور وہ اسے دیکھ لے تو اس کا دل ایک عذابِ الیم میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔

وہ طبعاً کمال طلب ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے محبوب سے بے مثال حسن سیرت

اور انتہائی بلند کردار کا متقاضی ہوتا ہے۔ لامحالہ وہ ان خوبیوں کو پیکرِ انسانی میں تلاش کرتا ہے جن کا وجود شاید فرشتوں میں بھی نہ مل سکے۔ وہ ایسی روش پر گامزن ہوتا ہے جس سے اسے ناکامی اور مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ اس کی طبیعت میں بلا کی جاذبیت اور انتہاپسندی ہوتی ہے، اس لیے جوں ہی اس کا دل ٹوٹے اور وہ مایوس ہو جائے تو وہ سخت بے توجہی کا سلوک کرتا ہے اور بلا تاخیر بڑی بے رحمی کے ساتھ اپنے شکستہ ارمانوں کے لیے کوئی دوسرا سہارا چن لیتا ہے۔ اسے اس کی قطعاً پروا نہیں ہوتی کہ محبوب کے دل پر کیا گزرے گی۔ درحقیقت اس کے فعل کا ردِ عمل محبوب کے حق میں جانگسل ہوتا ہے اور وہ بے چارہ رشک و حسد میں گھل کے رہ جاتا ہے۔

ایسی حالت میں اگر اس کا محبوب اس کی سرد مہری اور عدم توجہی کی تاب نہ لا سکے اور قطع تعلق کرنا چاہے تو یہ بھی محالات سے ہے۔ درحقیقت اس کے طلسم کے چنگل سے نکل جانا کسی بڑے ہی خوش نصیب کا کام ہے۔ وہ جہاں پیار کا الاؤ جلاتا ہے اور اس میں خود بھی جلتا ہے، وہاں وہ معشوق کے سینے میں بھی ایسی ہی آگ لگا دیتا ہے۔ اگرچہ وہ خود تو دوسرے شخص کے پیار سے اپنی ڈھارس بندھا لیتا ہے مگر اس کا شکار شمع کی مانند جلتا ہی رہتا ہے۔

ہماری شاعری میں اس نوع کے شخص کو قاتل کہا جاتا ہے۔ اس کی نظر کے تیر کاری سمجھے جاتے ہیں اور اس کے لیے جفا جو، ستمگر، بے وفا وغیرہ الفاظ درحقیقت اس کے مزاج و کردار کے آئینہ دار ہیں۔

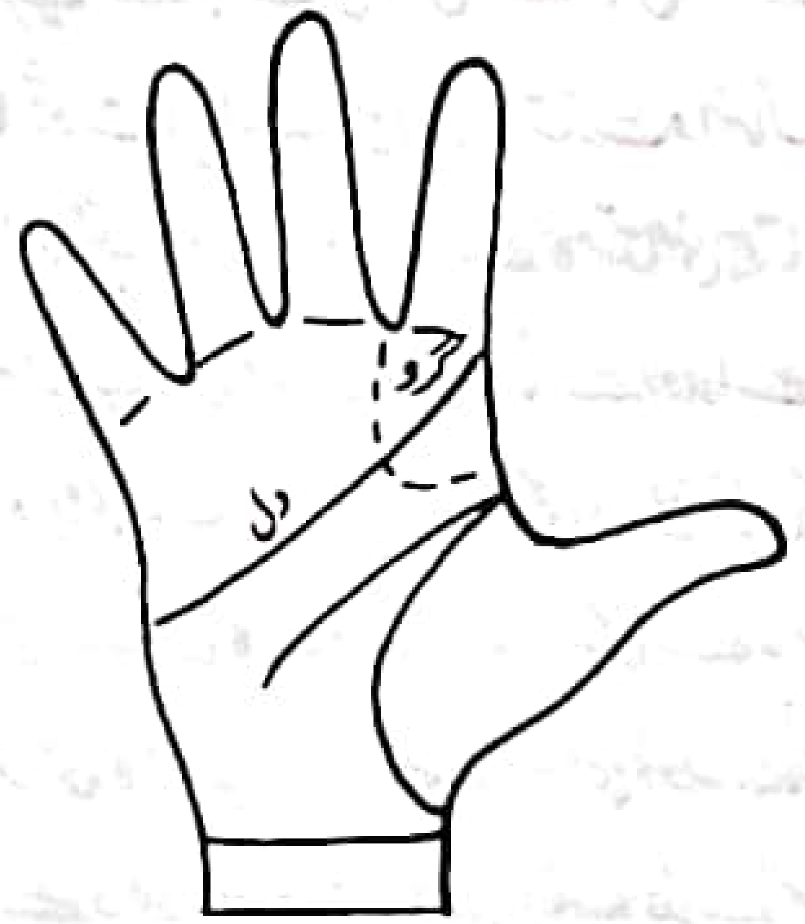

(۴)

دل کی لکیر ہاتھ کی بیرونی ڈھلان سے شروع ہونے کی بجائے اگر ہٹ کر محض اس مقام سے آغاز کرے جو ہتھیلی کے کنارے کے قریب ہے مگر اندر کی جانب ہے اور یہاں تک گرد کے ابھار کا احاطہ ہے، گویا گرد کے ابھار سے نمودار ہو اور ہتھیلی کی سطح کو کاٹتی ہوئی چھوٹی انگلی کی جڑ کے تلے ختم ہو تو یہ بتاتی ہے کہ اس کا حامل بے حد جذباتی فطرت ہے اور اس کے سینے میں دلِ گرم ہے۔ معاملاتِ محبت میں وہ بہت ہی حساس واقع ہوتا

ہے اور حق تو یہ ہے اس کا دل بہت ہی جلد نرم ہو جاتا ہے اور اس کے احساسات کی نزاکت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ خفیف سی بے توجہی بھی برداشت نہیں کر سکتا (شکل نمبر ۴)۔

ایسا شخص اپنے جذبات کے اظہار کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کے خمیر میں بھی رشک و حسد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے، اور وہ منظورِ نظر کو کلیتہً اپنے قبضے میں رکھنے کا یوں خواہاں ہوتا ہے کہ اسے کوئی اور بات سجھائی ہی نہیں دیتی۔ یہ خواہش اس پر بھوت کی طرح سوار ہو جاتی ہے۔

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ دل کی لکیر کا ایسا آغاز ہتھیلی کی بیرونی ڈھلان والے آغاز سے کہیں کم شدید ہوتا ہے اور اگرچہ اس کا حامل انتہاپسندی کی طرف طبعی میلان رکھتا ہے، مگر نہ تو اس میں ویسی شدت ہوتی ہے اور نہ ہی ویسا جانکاہ و ولولہ انگیز ردِ عمل۔ اس کی قوتِ برداشت بہتر ہوتی ہے اور اگر وہ محبوب کو سزا دینا چاہے یا اس سے بدلہ لیے بغیر نہ رہ سکے تو اس کے فعل و قول میں تباہ کن اثرات کی کمی ہی ہوتی ہے۔ ستمگری، جفاکشی اس کے مزاج میں بھی ہوتی ہے مگر وہ جلاد و بے درد نہیں ہوتا۔

گرد کا ابھار پہلی انگلی کے تحتانی پُرگوشت حصے کو محیط ہے۔ انگلی کے نیچے ایک گہری لکیر وہاں نقش ہوتی ہے جہاں پر ہتھیلی کا حصہ ختم ہوتا ہے اور انگلی کی جڑ سے ملا ہوا ہوتا ہے، وہاں سے گرد کا ابھار شروع ہوتا ہے اور ایک طرف ہتھیلی کی بیرونی ڈھلان کے متوازی اور دوسری طرف درمیانی انگلی کے تحتانی سنیچر کے ابھار سے اس کی حدیں ملتی ہیں۔ نیچے کی طرف وہ وہاں تک پھیلا ہوا ہوتا ہے جہاں سے منگل کا ابھار شروع ہوتا ہے۔ ان دونوں ابھاروں کی حدیں وہاں ملتی ہیں جہاں پر دماغ اور زندگی کی لکیروں کا ابتدائی حصہ پایا جاتا ہے۔

دل کی لکیر گرد کے ابھار کے احاطے سے شروع ہونے کی بجائے نیچے جھک کر یوں شروع ہو کر دماغ یا زندگی کی لکیروں سے متصل ہو اور آغاز کے بعد کچھ اوپر کی طرف کماندار صورت میں بڑھتی اور ہتھیلی کی سطح کو عبور کرتی ہوئی دکھائی دے تو یہ اچھی علامت نہیں۔ گرد کے ابھار سے ایسی نمودار ہونے والی لکیر ایسے شخص کی نشاندہی کرتی ہے جو طبعاً ایسے لوگوں سے محبت کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے جو نہ تو اس کے خلوص و ولولہ کی قدر کرتے ہیں اور نہ ہی اس کی محبت کا احترام کرتے ہیں۔ وہ اس کے خلوص و وفا سے استفادہ تو کرتے ہیں مگر محض اپنی ہوس اور ضرورت کو پورا کرنے کے لیے۔

ایسا شخص غلط قسم کے افراد سے مانوس ہو جاتا ہے، ان پر دل سے اعتماد کرنا شروع کر دیتا

ہے اور اگر اس کو غلط انتخاب کا احساس دلانے کی کوشش کی جائے تو وہ اور بھی شدّت سے ان کی طرف بڑھتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ جذباتی تعلّقات کے بارے میں اس کا ادراک اسے فریب دیتا ہے اور اس کی سمجھ بوجھ پر اس سلسلے میں بھروسا نہیں کیا جا سکتا۔ وہ جن کو بزعمِ خویش اپنانا چاہتا ہے وہ اسے اُلّو بناتے ہیں اور دھوکا دے جاتے ہیں اور بالآخر اس کی مایوسی اور ناکامیٔ محبّت ایک مسلسل آزار بن جاتی ہے۔ اس بدنصیب کا یہ عالم ہوتا ہے کہ نہ صرف دوست احباب بلکہ قریبی رشتے دار بھی اس کی اس کمزوری سے مسلسل فائدہ اُٹھاتے رہتے ہیں۔ حیرت تو یہ ہے کہ بہت زیادہ دُکھ اُٹھانے اور ایک عُمر مایوسیوں میں گزارنے کے باوجود اپنی روش نہیں بدلتا، بار بار غلط لوگوں سے موانست بڑھاتا چلا جاتا ہے اور ہر بار مُنہ کی کھاتا ہے (شکل نمبر ۵)۔

(۵)

دِل کی لکیر اگر اور بھی نیچے ہو کر اس مقام سے نِکلے جو منگل کا اُبھار ہے تو یہ بھی کچھ اچھا آغاز نہیں۔ ایسا شخص محبّت اور جذباتی روابط کے بارے میں ازحد زود رنج اور نکتہ چین واقع ہوتا رہے۔ یہی نہیں، وہ احباب و اقربا سے حد سے زیادہ توقّعات وابستہ کر لیتا ہے اور اس بات کا شدّت سے متقاضی ہوتا ہے کہ وہ اس کی خواہشات بہر نوع پوری کریں۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے سبھی لوگ ہر قیمت پر اس کا کہا مانیں اور اسی کی سُنیں۔ حیرت یہ ہے کہ وہ اس مُعاملے میں بہت سخت گیر ہوتا ہے۔ اس کی تنگ نظری اور خود بینی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ جب اس کی اُمّیدیں بر نہیں آتیں تو وہ ایسی نکتہ چینی اور لعنت ملامت پر اُتر آتا ہے کہ جن کی جارحانہ شدّت ناقابلِ برداشت صورت اختیار کر لیتی ہے۔ مگر حق تو یہ ہے کہ اس کے دوست احباب اور اقربا سبھی اس کی کمزوری سے اچھی طرح آگاہ ہوتے ہیں۔ وہ شروع شروع میں اس کے ناز اُٹھاتے ہیں مگر اس کے مزاج میں خود پرستی کا عنصر اس قدر قوی ہوتا ہے کہ وہ کسی کو بھی نہ اپنے برابر سمجھتا ہے اور نہ ہی لائقِ توجہ۔ بالآخر

اس سے متعلقہ سارے لوگ اس کی دل آزار روش سے تنگ آ کر اسے ناقابلِ اعتنا سمجھتے ہیں اور اس کی کچھ پروا نہیں کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی مسموم خودی اس قدر مجروح ہو جاتی ہے کہ وہ سخت بددل ہو جاتا ہے اور اپنے لیل و نہار مسلسل حزن و ملال میں گزارنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مگر بایں ہمہ وہ اپنی ذات کو کبھی موردِ الزام نہیں سمجھتا بلکہ وہ دِل سے یقین رکھتا ہے کہ اس کے حقوق کا احساس نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اہلِ دہر کی بے وفائی اور ایذا رسانی کا شکوۂ مجسّم بن جاتا ہے۔ خود بینی اور مسموم خودی کے باعث وہ ذہنی طور پر شدید بیمار ہوتا ہے اور نفسیاتی معالجے کا محتاج۔ اگر اسے اس امر کی طرف توجّہ دلائی جائے تو وہ یہی کہتا ہے کہ اسے بیمار تصوّر کرنے والے کے دماغ میں خلل ہے اور وہ محض ذاتی عناد اور حسد کی بنا پر تہمت تراش رہا ہے (شکل نمبر ۶)۔

(۶)

(۷)

دِل کی لکیر جب اپنے صحیح مقام یعنی گرد کے اُبھار کے مرکز سے جنم لے تو یہ نیچے جُھکے ہُوئے آغاز سے مخالف اثرات کی حامل ہوتی ہے۔ یہ درحقیقت طبیعت میں دِلی خلوص و نرمی، وفا اور جذبات میں قابلِ احترام محکم عناصر کا پتا دیتی ہے۔ ایسے اشخاص کے باطن میں اپنوں اور اہلِ محبّت کے لیے نہایت ہی بلند آرزُوئیں ہوتی ہیں۔ وہ خلوص کے ساتھ نہ صرف چاہتے ہیں بلکہ ہر ممکن سعی کرتے ہیں کہ ان کے احباب و اقربا حقیقی کامرانیوں اور خوشیوں سے سرفراز ہوں اور حق تو یہ ہے کہ انھیں اپنی دُعاؤں میں بھی نہیں بھُولتے۔ ان کا ظرف بلند، دل کشادہ اور دسترخوان کُھلا ہوتا ہے (شکل نمبر ۷)۔

لیکن ان کے مزاج میں ایک خاص خامی ہوتی ہے۔ وہ اپنے سے کمتر خاندان میں شادی بیاہ سے گریز کرتے ہیں اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ ہم چشموں کے ارباب خانوادہ سے بھی اس معاملے میں پرہیز کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت بلند تر خاندان اور اپنے سے کہیں اُونچی حیثیت والے لوگوں کے ہاں ہی ازدواجی تعلقات کے خواہاں ہوتے ہیں اور اکثر و بیشتر اپنی دُنیوی ترقّی کا راز لاشعوری طور پر کسی بلند تر خاندان میں شادی کرنے میں سمجھتے ہیں اور اس مقصد میں بالعموم کامیاب ثابت ہوتے ہیں۔

وہ نہ تو اپنوں میں اور نہ ہی شریکِ حیات میں کوئی نقص دیکھ سکتے ہیں، اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ یہ باور کیے رہتے ہیں کہ ان کے اربابِ خاندان بے عیب اور بلند مرتبت ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ نہ صرف ان پر کامل اعتماد کا مظاہرہ کرتے ہیں بلکہ اس سلسلے میں فخر و مباہات سے کام لیتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ بعض اوقات غرورِ نفس اور غلط فہمی کی بنا پر وہ اس پہلو کو زیادہ ہی اُجاگر کرنے کی طرف مائل ہوں۔ اس میں شُبہ نہیں کہ ان کے باطن میں جذبۂ محبت موجزن ہوتا ہے اور ان کے قریبی مراسم میں ایک خاص نوع کی گرمیٔ خلوص کے عناصر ہوتے ہیں۔

(۸)

جب یہی دِل کی لکیر اور بھی بلند ہو کر گرد کے اُبھار کے بالائی حصے سے نمودار ہو اور کلمے کی انگلی کے نیچے نقش شدہ خط سے قریب نکلے تو یہ زیادہ اچھی علامت نہیں ہے۔ اس کا حامل جس کسی سے بھی محبت کرتا ہے اس پر جوش و خروش سے دل و جان فدا کرنے سے قطعی دریغ نہیں کرتا۔ اس کے پیار اور اس کی عقیدت میں اعتدال کی کمی ہوتی ہے اور وہ جذبات کی رو میں بہ جاتا ہے (شکل نمبر ۸)۔

اس کے ولولۂ شوق کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اس کی روش میں اندھا دھند پرستش کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ محبوب یا دوست پر اس قدر فخر و ناز کرتا ہے کہ اگر اس کی نگاہ سے دیکھا جائے تو فرشتے بھی اس کی ہوا کو نہیں پہنچ سکتے۔ منظورِ نظر کی مدح و ستائش میں وہ غلو و مبالغہ سے یوں کام لیتا ہے جیسے کوئی حقیقت بیان

کر رہا ہو۔ اور حیرت تو یہ ہے کہ ایک معمولی انسان کہ جس کی اُسے کوئی ادا پسند آ جائے، وہ اس پر دل نثار کر دیتا ہے اور اس کے پیکر میں بھی فوق الفطرت خوبیاں تلاش کر لیتا ہے اور اسے اس بات کا یقین واثق ہوتا ہے کہ جو کچھ اس نے دیکھا اور سمجھا ہے وہ ایک بیّن اور ناقابلِ انکار حقیقت ہے۔

ایسا شخص فریبِ محبت کا شکار ہو جاتا ہے۔ جب تک اس کے دل و دماغ پر عشق کا بھوت سوار رہتا ہے اسے بجز ذاتِ محبوب میں محاسنِ بے مثال کے کچھ اور دکھائی ہی نہیں دیتا۔ مگر یہ طلسم بہت دنوں تک جاری نہیں رہتا۔ جب آغازِ محبت کا ولولۂ سرگرم محبوب کی بشری کمزوریوں کی پے در پے زد میں آ جاتا ہے تو اس کی آنکھیں کھلنے لگتی ہیں اور رفتہ رفتہ وہ حقیقت حال سے بادل ناخواستہ آگاہ ہونا شروع ہوتا ہے۔ اس کا ردِّعمل بڑا ہی شدید ہوتا ہے اور اس کے غرورِ نفس اور احساسِ تفاخر کو ایسی کاری چوٹ لگتی ہے کہ تڑپ کے رہ جاتا ہے۔ بے بسی اور مایوسی اس کے باطن کی گہرائیوں میں گھر کر لیتی ہے اور وہ ایک مسلسل جاں گُسل کرب کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ فی الحقیقت محبت کے کاروبار میں نہ صرف بڑے صدمات اُٹھاتے ہیں بلکہ بہت ہی خسارے میں رہتے ہیں۔

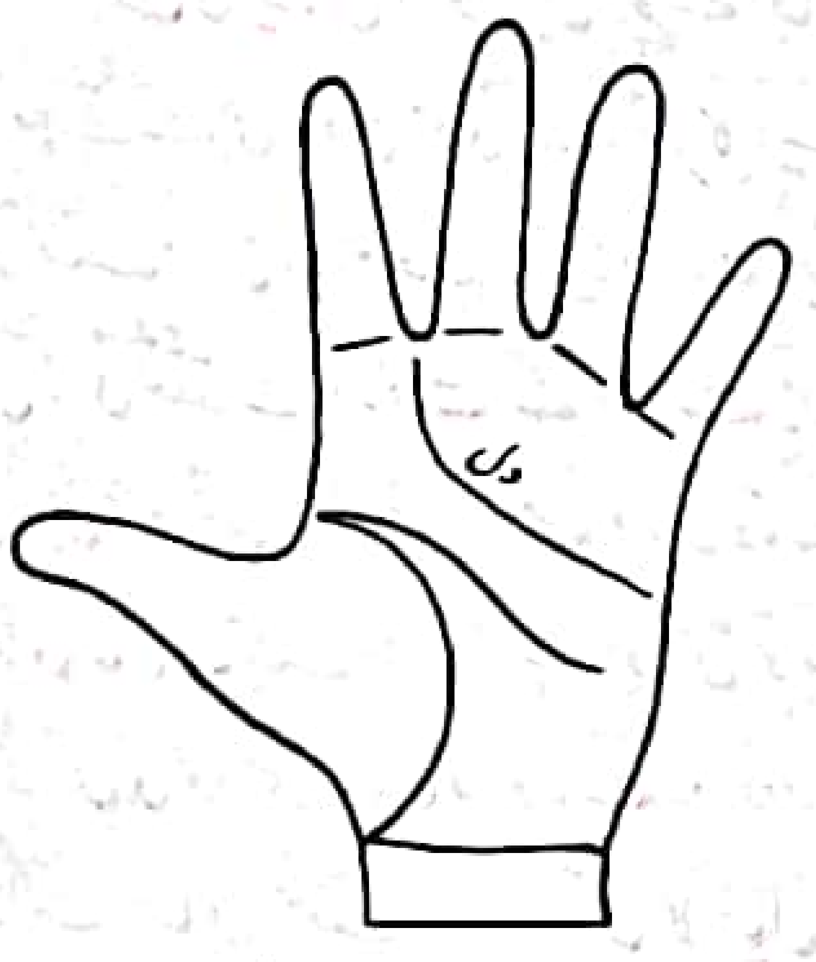

(۹)

دِل کی لکیر جب پہلی اور دُوسری اُنگلیوں کے مابین بلند ہو کر اس حصے سے شُروع ہو جہاں ہتھیلی ختم ہوتی ہے اور دونوں اُنگلیوں کے درمیان رخنہ دکھائی دیتا ہے، اور اس کے بعد خفیف سی نیچے کی طرف خمیدہ ہو کر اپنی اصلی راہ پر آ جائے اور وہاں سے ہتھیلی کی سطح کو عبور کرتی ہوئی مقامِ اختتام تک جا پہنچے تو یہ خوشگوار علامت ہے۔ درحقیقت دِل کی لکیر کا ایسا آغاز محبت کے بارے میں محکم اور گہرے جذبات کے وجود کا پتا دیتا ہے (شکل نمبر ۹) ایسا شخص نہ تو انتہا پسند ہوتا ہے اور نہ ہی تنگ دِل۔ اس کی محبت میں مناسب جوش اور موزوں سرگرمی ہوتی ہے۔ وہ وفا شعار بھی ہوتا ہے

اور ایثار پیشہ بھی۔ نہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کا محبوب ملکوتی خصائل سے معمور ہو اور نہ ہی وہ اس کی پرستش کا حامی ہوتا ہے۔ وہ درحقیقت اپنے چہیتوں کی بشری کمزوریوں سے آگاہ ہوتے ہوئے ان سے فہم و حکمتِ عملی کے ساتھ گویا دانستہ درگزر کرنا چاہتا ہے اور اگر ممکن ہو سکے تو اصلاحِ حال کے لیے خلوص اور تندہی کے ساتھ معاونت کی کوشش سے گریز نہیں کرتا۔

اس کے قول و قرار میں سچائی ہوتی ہے اور جو کہتا ہے وہی کرتا ہے۔ نہ وعدہ فراموش ہوتا ہے نہ پیمان شکن۔ اس کی سب سے اہم خوبی یہی ہوتی ہے کہ وہ ہر ایک سے نبھاتا ہے اور اچھے بُرے سبھی ملنے والوں کا وقت ناوقت ساتھ دیتا ہے۔ درحقیقت اس کی محبت و روابطِ نہانی میں جائز سلوک، مناسب احترام، وفا و ایثار پیشگی ایسے محکم عناصر کارفرما ہوتے ہیں اور اس کے کردار میں وہ بات ہوتی ہے کہ وہ بشری تقاضوں اور کوتاہیوں کا احساس کرتے ہوئے بھی ہر ممکن اور جائز طریقے سے اہلِ تعلق سے نباہ کرتا ہے اور دیکھا گیا ہے کہ ایسا شخص بیشتر زندگی میں کامیاب ثابت ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف سیراب ازدواجی زندگی گزارتا ہے بلکہ اچھا ہمسایہ، قابلِ اعتماد دوست اور باعزت کاروباری انسان سمجھا جاتا ہے۔

(۱۰)

دل کی لکیر بعض ہاتھوں میں سنیچر کے اُبھار کے علاقے سے بھی شروع ہوتی ہے۔ لکیر کا ایسا آغاز مختلف مزاج اور طبیعت کا آئینہ دار ہے۔ ایسا شخص ذاتی تعلقات اور محبت کے معاملات میں محض اپنی ضرورتوں ہی کا خیال رکھنے کا حامی ہوتا ہے وہ بڑی حد تک تنگ نظر ہوتا ہے اور حق تو یہ ہے کہ اس کی خود بینی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ دُوسروں کی نزاکتِ احساس، صحت اور ضرورتوں کا خیال بھی نہیں کرتا۔ وہ خود پرست بھی ہوتا ہے اور کم اندیش بھی (شکل نمبر ۱۰)۔

اس کی محبت کی زندگی جنسی ہوس اور جسمانی لذت ہی سے عبارت ہوتی ہے۔ نہ تو وہ وفا شعاری کے نرم و نازک پہلوؤں کا مفہوم سمجھتا ہے اور نہ ہی باہمدگر ربطِ نہانی اور غیر مرئی لگاوٹوں

سے آگاہ ہوتا ہے۔ درحقیقت رسم و راہِ محبت سے اسے کوئی سروکار ہی نہیں ہوتا۔ بلاشبہ اس کے خمیر میں نفاست اور نزاکت کے عناصر کالعدم ہوتے ہیں۔ ذاتی ہوس کاری اور جنسی لذت کے جنگل میں وہ یوں پھنسا رہتا ہے کہ یہی اس کی حیاتِ معاشقہ کا تانا بانا بن جاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر جانوروں کی سی جنسی اشتہا اور اس کی تسکین ہی کو محبت کا مفہوم گردانتا ہے۔ وہ مطلوب و محبوب کو محض ذاتی ملکیت ہی کی حیثیت سے دیکھتا ہے اور اس کے اعضا، اوقات، حُسن و نمائش غرض اس کے پیکر و کردار پر سختی سے قابض رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے شخص کا شریکِ حیات "محبوسِ محض" ہو کے رہ جاتا ہے۔ اس کے کردار میں بلندی یا اخلاقی رفعت کم ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر وہ کم پڑھا لکھا ہو، معمولی معیار کی زندگی گزارتا ہو اور کسی ہم رُتبہ سے رشتۂ ازدواج طے ہو چکا ہو تو وہ بالعموم اپنے لیل و نہار اچھے ہی گزار لیتا ہے۔ وہ اپنے مانوس ماحول میں اپنی جسمانی اور جنسی ضرورتوں کے متعیّنہ طریقوں کے تحت جیتا ہے اور اس پر نہ اعلےٰ اخلاقی اقدار کے احساس کا دباؤ ہوتا ہے اور نہ ہی اس کی احتیاج۔ لامحالہ وہ حال مست اپنی روش پر حتیٰ المقدور خوش رہتا ہے۔

ایسی دل کی لکیر والا شخص اگر مالی اور تعلیمی اعتبار سے اچھی حیثیت کا مالک ہو تو اس کا کردار بڑی اُلجھنوں اور پریشانیوں کا سبب بن جاتا ہے۔ اس کا شریکِ حیات "تشنہ" اور ایک نوع کی تنہا زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ زوجین میں سچی مصاحبت اور باہمدگر مفاہمت کا فقدان ہوتا ہے۔ ایسی بیوی اپنے شوہر سے سدا سہمی سہمی رہتی ہے اور کم سیراب زندگی گزارنے کے علاوہ کوئی چارۂ کار ہی نہیں ہوتا۔ وہ اس کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن جاتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اس کی جارحانہ اور مردانہ طاقتوں کے سامنے سرِ تسلیم تو خم کر دیتی ہے مگر اس کے باطن میں راہِ فرار تلاش کرنے کی خواہش بیدار ہو جاتی ہے۔ اور اگر حالات سازگار ہوں یا ایسے مواقع دکھائی دیں جو اس کے تشنہ جذبۂ محبت کو ہوا دے سکیں اور اس کے نرم و نازک پہلوؤں کو اُبھار سکیں تو وہ خاوند سے چوری چھپے نہایت چابکدستی اور نسائی مکر سے کام لینے سے دریغ نہیں کرتی، اور غیر مرد سے درپردہ سیرابیٔ جان کے لیے روابط قائم کرنے سے مطلق نہیں ہچکچاتی۔ ایسی عورت خاوند کی دولت اور سامانِ آسائش بھی کم ہی ترک کرتی ہے اور اپنی فطرت کے حقیقی تقاضوں کا بھی کہا مان لیتی ہے۔ اس

کے باوجود اس کا دل خوف و وحشت کا گہوارہ بنا رہتا ہے۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جُوں ہی ایسی عورت اپنے آشنا سے قرب حاصل کرلیتی ہے جو اس کی تمام تر نسوانی ضرورتوں کے لیے کفیل ہو سکے تو وہ شوہر کو چھوڑنے میں قطعی دیر نہیں کرتی۔ بالعموم وہ طلاق لے لیتی ہے اور دُوسرے مرد سے نکاح کرلیتی ہے۔ یہی حالت اس مرد کی ہوتی ہے جس کی بیوی کی دل کی لکیر سینیچر کے اُبھار سے نمودار ہوتی ہو۔ ایسا مرد بہُت جلد تسکینِ جسم و جان کے لیے کسی دوسری عورت کو ڈھونڈ لیتا ہے اور جوں ہی اچھی عورت مل جاتی ہے پہلی بیوی سے علیحدگی اختیار کرلیتا ہے۔

یہی دِل کی لکیر اگر سینیچر کے اُبھار کے اس بالائی حِصّے سے شرُوع ہو جو درمیانی اُنگلی کی جڑ سے بہُت ہی قریب ہے تو یہ اور بھی بدتر آغاز ہے۔ اس کا حامل پرلے درجے کا خود غرض اور ہوس پرست ہوتا ہے۔ اس کی بہیمیت کا یہ حال ہوتا ہے کہ اپنی نفسیاتی خواہشات کی تسکین کے سِلسلے میں جنسِ مخالف کے احساسات و خواہشات کسی بھی عنصر کو قابلِ احترام نہیں گردانتا۔ وہ اپنی ہوسِ جنسی کو بہرحال و ہمہ وقت پُورا کرنے کے لیے مختلف النوّع طریقِ کار استعمال کرتا ہے۔ وہ ایک وحشی جانور کی طرح ہوتا ہے۔ جہاں اور جس وقت اس کی جنسی تقاضوں کی انگیخت ہُوئی اس پر وحشت سوار ہوجاتی ہے اور وہ اندھا دھند تسکینِ ہوس کے لیے بڑھتا ہے۔ اسے بھُول کر بھی خیال نہیں ہوتا کہ صنفِ مخالف کس حال میں ہے۔ جس بدنصیب کی شادی ایسے مرد یا ایسی عورت سے ہوجائے اس کا خدا ہی حافظ ہے۔ اس کا دل تمام نازک احساسات سے مبرّا ہوتا ہے اور اس کی جنسی بھُوک وحشیانہ شدّت لیے ہوتی ہے (شکل نمبر ۱۱)۔

(۱۱)

دل کی لکیر گرد کے اُبھار پر شرُوع ہو اور یوں دو شاخہ آغاز کرے کہ دونوں ٹہنیاں سالم اور واضح ہوں تو یہ خوش بخت انسان کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ایسا شخص احباب و ارباب محبّت سے خلوص، وفا و ایثار سے پیش آتا ہے اور ایسے قابلِ اعتماد دوست احباب اپنے حلقۂ قریبی میں جمع

کرلیتا ہے جو اس کی دِل سے عزّت کرتے ہیں اور اس کے جاں نثار اور فدائی ثابت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی زندگی شادکام گُزرتی ہے (شکل نمبر ۱۲)۔

اگر دو شاخے کی دونوں ٹہنیاں گہرائی اور لمبائی میں بالکل برابر ہوں تو ایسا شخص تا لمحۂ آخر ایک ہی اِنسان سے محبّت کرتا ہے اور اس کا قلب وفا کے ایسے عمیق اثرات سے معمور ہوتا ہے کہ اس میں کسی دُوسرے فردِ بشر کے لیے جگہ محال ہوتی ہے۔ یہ سچّی محبّت کا مجسّمہ ہوتا ہے مگر اس کا تعلّق صنفِ مخالف سے ہی ہوتا ہے۔ دُوسرے احباب و اقربا کے بارے میں بھی اس کے دل میں تمام تر اچھے جذبات ہوتے ہیں اور ہر انسان سے مستقل مزاجی اور حُسنِ سلوک کے ساتھ نباہ کرتا ہے۔

(۱۳)

(۱۲)

اگر گرد کے اُبھار سے نکلنے والی دل کی لکیر یوں سہ شاخہ ہو کر ہر ٹہنی صاف، سالم اور گہری ہو تو یہ بہُت ہی نمایاں خوش بختی کی علامت ہے۔ اس کا حامل کاروبارِ محبّت میں نہ صرف ازحد شادکام ہوتا ہے بلکہ دلوں کو موہ لینے کا ڈھنگ اسے فطرت ہی سے ودیعت ہوتا ہے۔ اس میں درحقیقت محبُوبیّت اور قبولِ عام کے زرّین جوہر ہوتے ہیں۔ اس کی تمام تر خواہشیں اور آرزُوئیں کم و بیش حسبِ منشا ہی پُوری ہوتی ہیں۔ بلاشبہ وہ بھی اپنی طرف سے کمی نہیں کرتا اور اپنے محبُوب کو شادمانیوں کے کماحقّہٗ سامان بہم پہنچاتا ہے (شکل نمبر ۱۳)۔

دل کی لکیر اگر ایسے دو شاخے سے شرُوع ہو جس کی ایک سالم اور واضح ٹہنی تو گرد کے

(۱۴)

(۱۵)

ابھار سے نمودار ہو اور دوسری دماغ کی لکیر کے مقامِ آغاز کے قریب نیچے جھک کر پہنچ جائے تو یہ اچھی نشانی نہیں۔ درحقیقت اس کا حامل خود فریبی کا شکار ہو جاتا ہے (شکل نمبر۱۴)۔

دل کی لکیر دو شاخہ ہی سے شروع ہو مگر اس طرح کہ اس کی ایک ٹہنی گرد کے ابھار سے نمودار ہو اور دوسری درمیانی انگلی کے تحت پُر گوشت حصّے سے کہ جسے سنیچر کا ابھار کہتے ہیں تو یہ ایسے شخص کا پتا دیتی ہے جس کے جذباتی میلان کے بارے میں حتمی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ کبھی تو وہ گرمجوشی ایثار اور خلوص کا مظاہرہ کرتا ہے اور کبھی ہوسِ محض، خود پرستی اور خود غرضی کا (شکل نمبر۱۵)۔

اس دو غلے جذباتی رجحان کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ محبت کے معاملات میں خوشی اور کامیابی کی تلاش کی راہ میں اس سے ایسی غلطیاں سرزد ہوتی چلی جاتی ہیں کہ اسے بہت ہی تکلیفوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور آخر کار وہ اپنی کسی بے وقت اور بے جا حرکت کے باعث ناکام ہو جاتا ہے۔ اس کی شکستِ آرزو میں اس کی طبیعت کا غیر معتدل تذبذب خاصا اذیت رساں ہوتا ہے۔

دل کی لکیر ہتھیلی پر نقش دوسری لکیروں کے مقابلے میں اگر زیادہ واضح گہری لمبی اور نمایاں ترین دکھائی دے تو یہ قابلِ توجہ بات ہے۔ اس کا حامل ایسے کردار کا حامل ہوتا ہے جو محبت و مؤانست سے وابستہ امور کو اہم ترین گردانتا ہے۔ درحقیقت اس کی نگاہ میں محبت کے ماسوا زندگی

(۱۶)

میں کوئی شے اہم ہی نہیں ہوتی۔ اس کی تمام تر کائنات دل و محبت ہی پر مشتمل ہوتی ہے اور اس کے ہر قول و فعل کا محور "دل" ہی ہوتا ہے (شکل نمبر۱۶)۔

جب یہ لکیر طویل، واضح اور بے عیب بھی ہو تو یہ محکم اور پائیدار جذبۂ محبت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ایسا شخص مؤانست و محبت کے تمام معاملات میں مستقل مزاج ہوتا ہے اور اس کی ذات پر پورا پورا اعتماد کیا جا سکتا ہے (شکل نمبر۱۶)۔

دل کی لکیر اگر اس قدر طویل ہو کہ ہتھیلی کی بیرونی سمت سے نکل کر کفِ دست کو یوں عبور کرتی چلی جائے کہ سالم بھی ہو اور گہری بھی، اور چھوٹی انگلی کے نیچے بیرونی سمت ختم ہو اور گویا تمام تر ہتھیلی پر ایک طرح سے حاوی دکھائی دے تو یہ اندھی محبت کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص فنا فی العشق ہوتا ہے اور محبوب کی پرستش میں اپنے لیل و نہار گزار دیتا ہے۔ اسے دنیا و مافیہا سے کچھ سروکار ہی نہیں ہوتا۔ وہ بے حد جاں نثار و فاشعار اور محبت کے سچے اور پائیدار جذبات سے معمور ہوتا ہے۔ اور لازماً اس کے باطن میں رشک کا عنصر بھی بے حد نمایاں ہوتا ہے۔ اس میں غضب کی محویت اور محبوب پرستی کے عنوان ہوتے ہیں (شکل نمبر۱۷)۔

(۱۷)

دل کی لکیر بعض ہاتھوں میں اپنے معینہ مقام سے شروع تو ہوتی ہے مگر اپنی روش کے دوران وہ ہتھیلی کی سطح میں نیچے ہو کر یوں گزرتی ہے کہ ایسے جھکاؤ سے اس کا اور دماغ کی لکیر کا درمیانی فاصلہ تنگ ہو جاتا ہے۔ جب دل و دماغ کے مابین تفاوت کم ہو تو یہ کمینہ فطرت اور کم ظرف

Scanned with CamScanner

انسان کی علامت ہے۔ ایسا شخص طبعاً خسیس اور رذیل ثابت ہوتا ہے۔ وہ جلبِ منفعت کے لیے عیاری سے کام لیتا ہے اور چابکدستی سے ایسے حیلے اور بہانے تراش کر لیتا ہے کہ لوگ اس کے فریب میں آجاتے ہیں۔ درحقیقت وہ مکار، عیار، حاسد اور تنگ نظر ہوتا ہے، اور اگر وہ سیدھے راستے پر چلنے کی خواہش بھی کرے تو اسے ایک قسم کی گھٹن یُوں محسُوس ہونے لگتی ہے کہ وہ اعمالِ فاسد پر مجبُور ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص بالعموم دمہ ایسے امراض کی طرف طبعی میلان رکھتا ہے (شکل نمبر ۱۸)۔

(۱۸)

دِل کی لکیر ہتھیلی میں پتلی یا موٹی نقش ہو تو ان دونوں پہلوؤں کا لحاظ لازمی ہے۔ یہ مزاج کے دو اہم اور مختلف عناصر کا پتا دیتی ہے۔ جب یہ اتنی موٹی اور بھدی دکھائی دے گویا کسی کند اوزار سے کھودی گئی ہو تو یہ بہت ہی گھٹیا قسم کے شخص کی آئینہ دار ہے۔ اس کا حامل نفاستِ احساس و فکر سے قطعی بے بہرہ ہوتا ہے۔ درحقیقت جذبات کے معاملے میں وہ حیوانات سے شاید کم ہی ممتاز ہو سکتا ہے۔ اسے اگر دو ٹنگا جانور کہا جائے تو خلافِ حقیقت نہ ہوگا۔ اس کے احساسات نزاکت سے مبرّا ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ اس کے کردار میں شئے لطیف کا حتمی فقدان ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۹)۔

(۱۹)

جب یہی لکیر ریشمی باریک دھاگے کی طرح بہت پتلی ہو تو یہ بھی از حد نحس اثرات کی نشان دہی کرتی ہے۔ یہ پتھر دل انسان کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل جذباتِ عالیہ سے تہی دست

اور رحم و کرم، وفا و ایثار کے شریف احساسات سے کم آگاہ ہوتا ہے۔ اگر یہ لکیر بہت لمبی بھی ہو تو ایسے شخص کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ دُوسروں کے احساسات و خیالات کے وجود سے بھی آگاہ نہیں ہو سکتا۔ وہ پرلے درجے کا خود غرض، تشدّد اور ہوس کار ہوتا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے معاملے میں دُوسروں کے مال اور جان تک کی پروا نہیں کرتا۔ قتل و غارت کے عناصر اس کے کردار میں یوں شامل ہوتے ہیں کہ اس کے جارحانہ اقدام میں کسی کو موت کے گھاٹ اُتار دینا گویا ایک معمولی واقعہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ ایسے شخص کی دوستی اور دشمنی ہر دو عذاب اور لعنت ہوتی ہے (شکل نمبر ۲۰)۔

(۲۰)

شاذ و نادر دِل کی لکیر ہتھیلی میں یُوں بھی نقش ہوتی ہے کہ شرُوع سے اس کے کسی بھی حصّے سے نہ تو کوئی شاخ پھُوٹتی ہے اور نہ ہی اس کے آغاز و اختتام پر کوئی ٹہنی ہوتی ہے بلکہ وہ ایک سالم خط کی صُورت میں ہوتی ہے۔ یہ قطعاً اچھی علامت نہیں۔ ایسے شخص کا دِل بنجر زمین کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے باطن میں کہیں بھی زرخیز احساسات اور جذبات کا ٹھکانا نہیں ہوتا۔ درحقیقت اس میں نازک محسوسات پنپ ہی نہیں سکتے (شکل نمبر ۲۱)۔ حسد و رشک اس کی نمایاں خامیاں ہیں۔ وہ بہت تنگ ظرف ہوتا ہے۔ ایسا مرد بالعموم بے اولاد ہوتا ہے۔ ایسی عورت بانجھ ہوتی ہے۔

(۲۱)

اگر دِل کی لکیر سے نکل کر شاخیں نیچے کی طرف جھکیں مگر دماغ کی لکیر کی حد تک پہنچنے

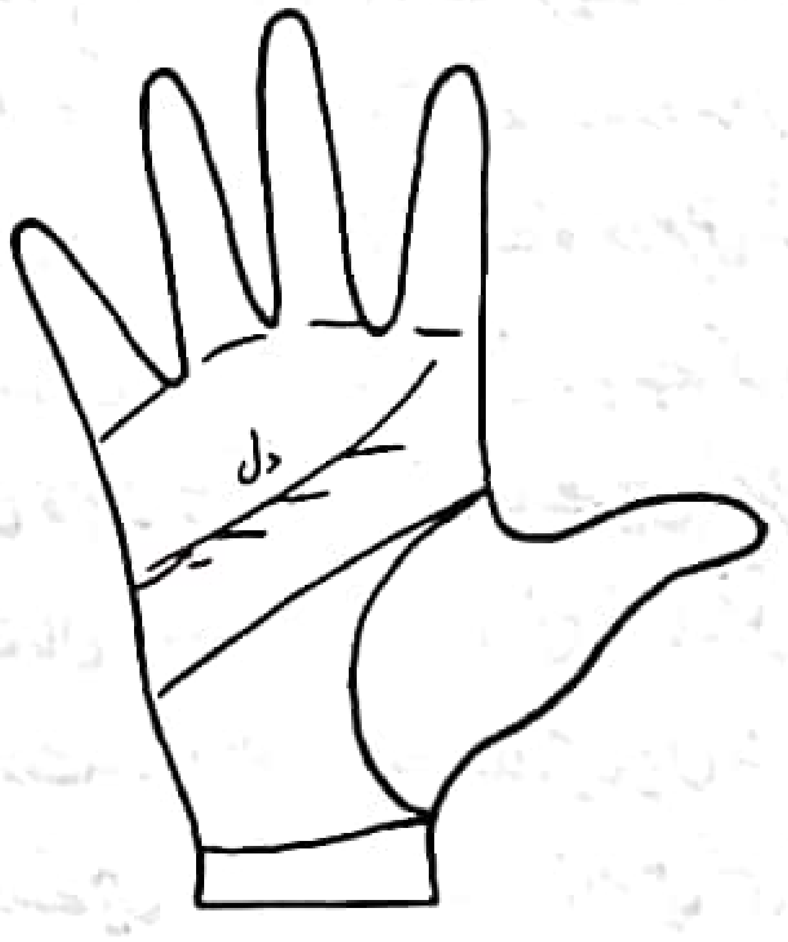

(۲۲)

سے پہلے ہی رُک جائیں تو یہ بتاتی ہیں کہ ایسے شخص کی زندگی مسلسل صنفِ مخالف کے مختلف افراد کے زیرِ اثر رہتی ہے۔ ایسا شخص گویا ذاتی قابلیّت کو صحیح معنوں میں بروئے کار نہیں لا سکتا اور جذباتی دباؤ کے تحت بیشتر ناکام ہی ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۲۲)۔ دِل کی لکیر کی ایسی ہر شاخ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اس شاخ کے زمانۂ وقوع کے دوران ایسا شخص کسی جنسِ مخالف کے فرد کے جذباتی چنگل میں یوں پھنس جائے گا کہ اس کی سمجھ بوجھ ماری جائے گی اور اس کا دماغ فکرِ سلیم سے عاری ہو جائے گا۔ باوجودیکہ وہ ہیجانِ قلب اور طلسمِ جاذبیّت کا شکار ہو جاتا ہے مگر بے نیلِ مرام ہی رہتا ہے۔ وہ نہ صرف محبّت میں ناکام ثابت ہوتا ہے اور شکستِ آرزو سے دوچار ہوتا ہے بلکہ اس "جنون" کے دوران دُنیوی اُمور میں بھی دِل جمعی سے کُچھ نہیں کر پاتا۔

دِل کی لکیر کی ایک واضح شاخ نیچے جُھک کر دماغ کی لکیر سے جا ملے مگر اسے کاٹے نہیں تو یہ غیر معمولی اثرات کی حامل تصوّر کی جاتی ہے۔

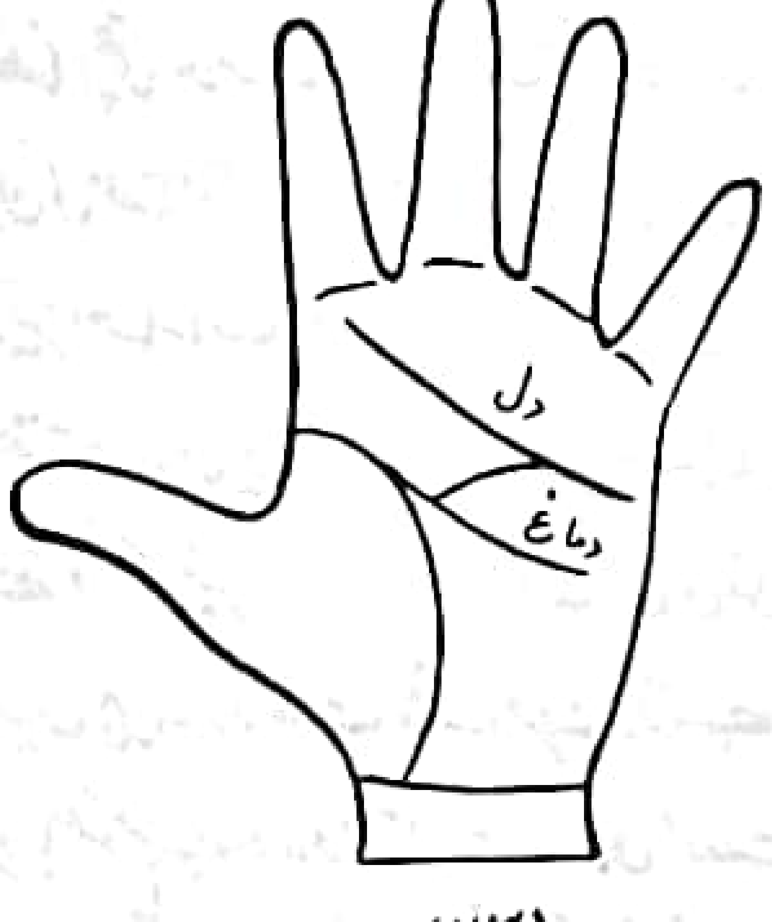

(۲۳)

ایسا شخص کسی جنسِ مخالف کے فرد کے عشق یا نرغے میں یُوں پھنس جاتا ہے کہ اس کے لیے فرار کے سب راستے بند ہو جاتے ہیں اور عُمر بھر اس طلسمِ ہوش رُبا میں زندانیِ محض ہو کے رہ جاتا ہے۔ اس کی کائنات و حیات کا محور اس کا محبُوب ہی ہوتا ہے مگر یہ حیات گیر جاذبیّت بالآخر ہلاکت آفریں ثابت ہوتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ایسا پیار جان لیوا ہوتا ہے (شکل نمبر ۲۳)۔

دِل کی لکیر کی ایک واضح شاخ نیچے کی طرف جُھکتی ہُوئی یُوں ہتھیلی کی سطح کو عبُور کر کے زندگی کی لکیر سے جا ملے تو یہ بے حد نحس علامت ہے۔ یہ نشانی کسی بہُت ہی قریبی اور محبُوب عزیز کے انتقال کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ایسا صدمہ عمر بھر بھُولا نہیں جاتا (شکل نمبر ۲۴)۔

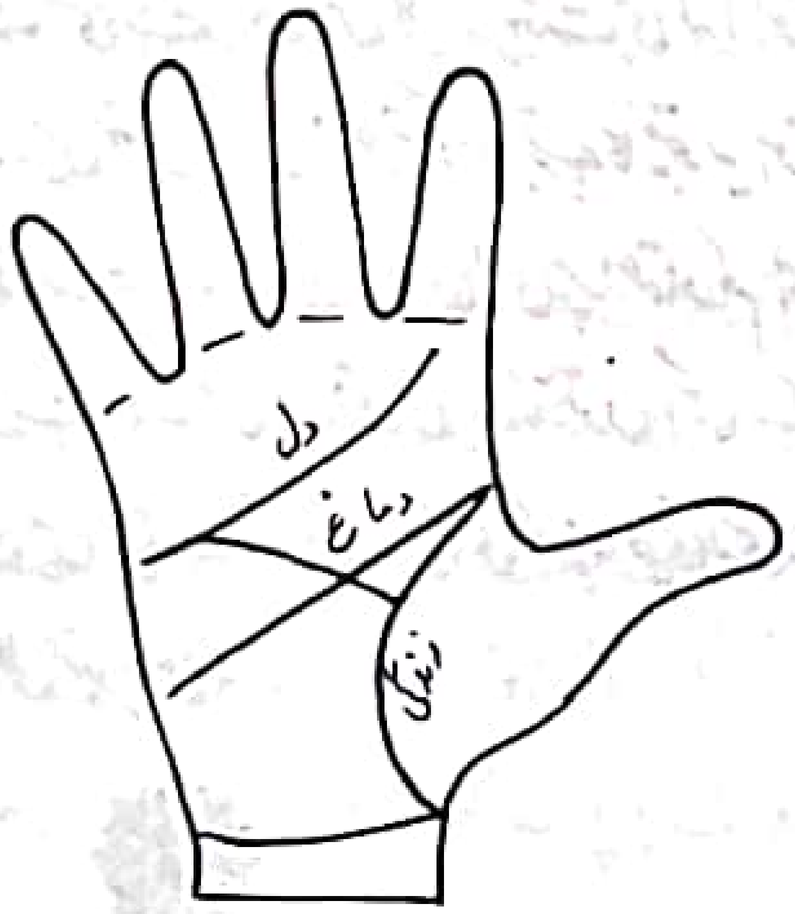

(۲۴)

اگر ایسی شاخ زندگی کی لکیر سے اتّصال کی بجائے اسے کاٹے اور شُکر کے اُبھار میں داخل ہو جائے تو یہ ایسے شخص کی موت کا پتا دیتی ہے جس کے انتقال کے باعث زندگی کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، یاس و نا اُمیدی کے گہرے بادل چھا جاتے ہیں اور حیات کے اُفق پر کہیں بھی اُمید کی جھلک نظر نہیں آتی۔

ایسی علامت ان حالات میں بھی دیکھی گئی ہے کہ میاں بیوی پیار محبّت اور باہمدگر کامل اعتماد کے ساتھ اپنے لیل و نہار گُزار رہے ہوں اور ہر لحاظ سے بظاہر خوش و شادکام ہوں۔ ایسی خُوش گوار نجی فضا کے باوجود یکایک میاں بیوی میں سے ایک شخص گھر چھوڑ کر جنسِ مخالف کے کسی فرد کے ساتھ چلا جاتا ہے۔ وہ گھر بار، بال بچّوں، عزیز و اقارب سبھی کی طرف سے مُنہ موڑ کر غائب ہو جاتا ہے اور عُمر بھر اس کی صُورت دیکھنے میں نہیں آتی۔ ایسا صدمہ اکثر جانگسل ہوتا ہے اور اس کے مہیب اثرات کا مقابلہ کرنا آسان نہیں ہوتا۔

دِل کی لکیر سے اگر ایک واضح شاخ نیچے جُھکتی ہُوئی نظر آئے تو یہ بھی عمدہ علامت نہیں۔ جس زمانے میں یہ شاخ نظر آئے، عُمر کے اُس حِصّے میں کسی محبُوب دوست یا عزیز سے دلی اذیّت پہُنچتی ہے۔ مراسم باہمی میں ایک ایسا مقام آتا ہے کہ ایک دُوسرے پر کامل بھروسا ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی مرحلہ ایسا آ پہنچتا ہے کہ مُعاملے کی اہمیّت اور نزاکت کے پیشِ نظر اُس سے یہی توقّع ہوتی ہے کہ وہ ساتھ دے گا اور مقصد براری میں معاونت کرے گا۔ لاشعوری طور پر حاملِ نشان اِسی اُمّید میں اُس پر پُورے اعتماد سے نتائج کا اِنتظار کرتا ہے لیکن عین اسی وقت

Scanned with CamScanner

وہ امتحان میں پورا نہیں اُترتا اور جو توقعات
اس سے وابستہ ہوتی ہیں ان میں ناکامی کا سامنا
کرنا پڑتا ہے۔ ایسے واقعے سے دل پر کاری
چوٹ لگتی ہے اور اس کا اثر بہت ہی گہرا ہوتا
ہے۔ یہی نہیں، اس ناخوشگوار تجربے کا نتیجہ یہ ہوتا
ہے کہ صاحبِ نشان برسوں کسی پر اعتماد کم ہی
کرتا ہے اور اس واقعے کی یاد مُدتوں اُس کے
ذہن میں ایک نوع کی مایوسی کو ہوا دیتی رہتی ہے
(شکل نمبر ۲۵)۔

(۲۵)

دل کی لکیر سے درانتی کے دندانوں کی طرح اگر چھوٹی چھوٹی مگر واضح شاخیں نیچے کی طرف نکلتی ہوئی دکھائی دیں تو یہ بھی اچھی نشانیاں نہیں ہیں۔ یہ بتاتی ہیں کہ حامل کا اخلاقی معیار کچھ بلند نہیں ہے۔ ایسے شخص کے کردار میں وفا اور استقلال کا فقدان ہوتا ہے۔ وہ مختلف افراد سے تعلقات و روابط بڑھاتا ہے اور قلیل عرصے تک ان کو حسبِ ضرورت نبھاتا ہے مگر چونکہ فطرتاً ہرجائی ہوتا ہے، اُس کے احباب اور چاہنے والے بہت جلد اُس کی ابن الوقتی اور وفا ناشناسی سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور ترکِ تعلق پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس کے باوجود اسکے کردار میں تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ جب ایک رابطہ ختم ہو جاتا ہے تو وہ دوسرے تعلق کی معاملہ بندی شروع کر دیتا ہے اور حیرت ہے کہ وہ رسم و راہ کے قیام میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے۔

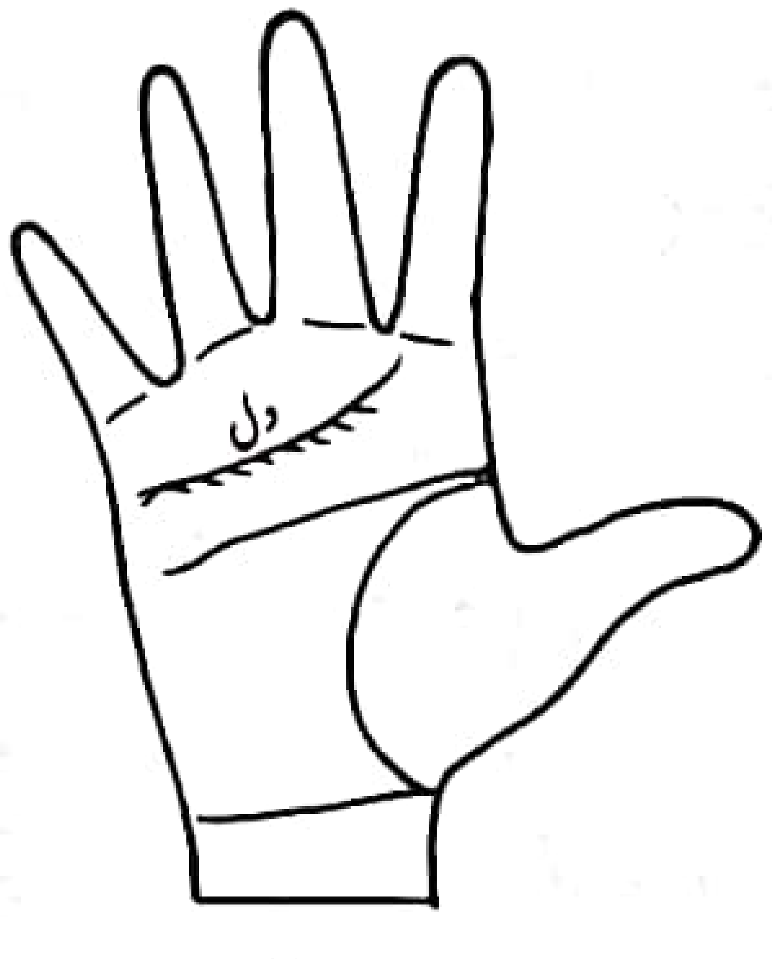

(۲۶)

بہرکیف اس کا ہر رابطہ اور ہر تعلق دیرپا نہیں ہوتا۔ بالآخر تعلق و قطع تعلق اس کی زندگی کا معمول بن جاتا ہے (شکل نمبر ۲۶)۔

ایسا شخص محبت کے معاملے میں نہ صرف عاقبت نااندیش ہوتا ہے بلکہ بہت ہی بے صبرا، عیش پسند اور از حد ناقابلِ اعتبار بھی۔ اپنے کیے کی سزا بار بار پانے کے باوصف اپنی متعینہ روش پر چلتا چلا جاتا ہے۔

درحقیقت ایسا شخص احساسِ شرافت سے قطعی تہی دامن ہوتا ہے۔ اسے اپنے قریبی حلقۂ احباب و اربابِ خاندان سے متعارف کرانا گویا دلی اذیت اور مصیبت کو دعوت دینا ہے۔ ایسا شخص صحیح معنوں میں جذباتِ سفلیہ کو اُبھارنے کی خاص صلاحیت رکھتا ہے۔ اس میں ایک خاص نوع کی جاذبیت ہوتی ہے اور اس کی نگاہ میں اثرانگیز جادو ہوتا ہے۔ وہ بازاری اور نظرباز قسم کا شخص ہوتا ہے۔ مگر اپنی اِن بُرائیوں کو بوقتِ ضرورت چھپائے رکھتا ہے۔ لیکن بہت ہی جلد اس کا پردہ فاش ہو جاتا ہے۔

دل کی لکیر سے اگر ایک واضح شاخ نکلے اور نیچے کی جانب جاتے ہوئے قسمت کی لکیر کو کاٹ دے تو یہ بھی از حد منحوس علامت ہے۔

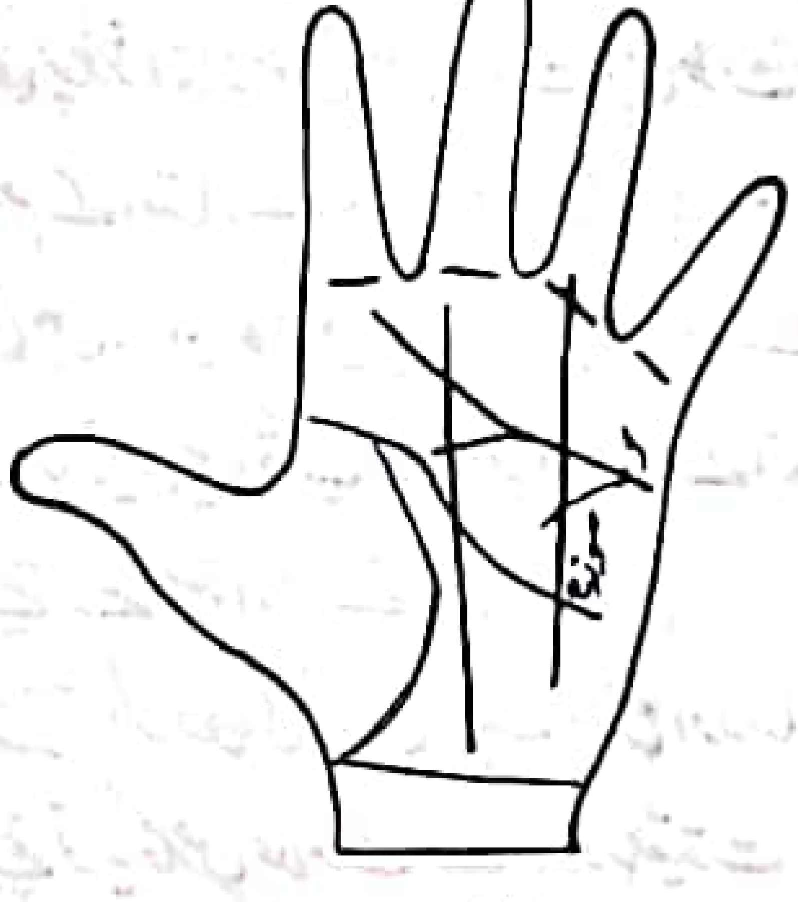
(۲۷)

یہ نشانی ان افراد کے ہاتھوں میں ہوتی ہے جن کا شریکِ حیات عین اس وقت راہئ ملکِ عدم ہو جاتا ہے جبکہ اس کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تنہائی دل شکن ثابت ہوتی ہے اور تنہائی نہایت بھیانک صورت اختیار کر لیتی ہے (شکل نمبر ۲۷)۔

دل کی لکیر کی ایسی ہی ایک واضح شاخ اگر نیچے جھکتی ہوئی سورج کی لکیر کو کاٹے تو حاملِ نشان جنسِ مخالف کے ایسے فرد کے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے جو اس کے دل و دماغ پر چھا جاتا ہے اور اس کے بغیر زندگی گزارنا محال نظر آتا ہے۔ بالآخر وہ محبوب کو اپنا لیتا ہے مگر اس اقدام کی بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ درحقیقت

وہ اپنے دُنیوی مرتبہ اور مقام سے بہُت نیچے آجاتا ہے اور باقی ماندہ ایّامِ حیات معمُولی طریقے سے گزارتا ہے۔ یہ ایسی شادی کی علامت ہے جو رتبۂ عظیم کے کھو جانے کا پتا دیتی ہے (شکل نمبر ۲۷-ل)۔

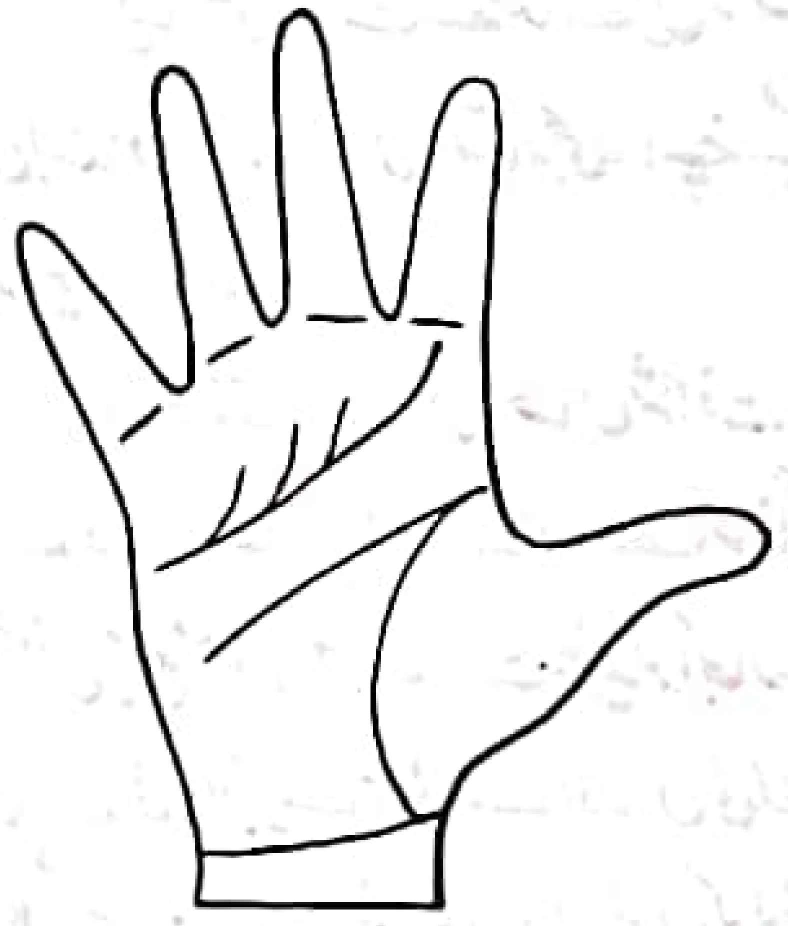

۲۸

اگر دِل کی لکیر سے اُوپر کی جانب واضح اور سالم شاخیں نکلتی ہوئی دکھائی دیں مگر وہ نہ تو اتنی موٹی ہوں جیسے دل کی لکیر اور نہ ہی اتنی لمبی، بلکہ نفیس، سالم اور چھوٹی ہوں تو یہ مُبارک نشانیاں ہیں۔ ایسی ہر ایک شاخ بتاتی ہے کہ حاملِ نشان اپنی باطنی کشش سے کسی بلند مرتبہ شخص کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے، اس تعلق سے بہُت وافر استفادہ کرتا ہے اور اس دوست کی کرم فرمائیوں سے بہُت آگے بڑھ جاتا ہے (شکل نمبر ۲۸)۔

ایسی اُوپر جانے والی دل کی لکیر کی متعدد شاخیں اس امر پر دال ہیں کہ ان کے حامل کے کردار و باطن میں ایک خاص نوع کی حسین جاذبیت مضمر ہے۔ جہاں کہیں اور جب کہیں وہ کسی ایسے شخص پر اثر انداز ہوتی ہیں تو اسے اپنی طرف بے پناہ کشش سے کھینچ لیتی ہیں۔ مگر ایسا شخص مرتبہ و مقام کے اعتبار سے بہُت بلند ہوتا ہے۔ نیز یہ اخلاقی اقدار کے پُورے احترام کی بھی نشان دہی کرتی ہیں۔ اِن کا حامل باہمدگر رابطہ و موانست کا حامی ہوتا ہے اور جوں جوں وقت گزُرتا جاتا ہے جانبین میں قُرب اور عزیز داری کے انداز پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے روابط عمُر بھر قابلِ اعتماد طریقے سے استوار ہوتے ہیں۔

اگر دِل کی لکیر کی ایک واضح اور سالم شاخ آگے نکل کر یُوں بڑھے کہ گرد کے اُبھار میں جا پہُنچے تو یہ خاص علامت ہے اور درحقیقت یہ خوش نصیبی کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص نہ صرف بخت آور ہوتا ہے بلکہ محبت اور موانست کے معاملات میں کامرانی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ وہ احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، باوقار ہوتا ہے اور اس کے حلقۂ احباب میں بڑے بڑے لوگ ہوتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ ہر لحاظ سے فائدے میں رہتا ہے (شکل نمبر ۲۹)۔

(۳۰)

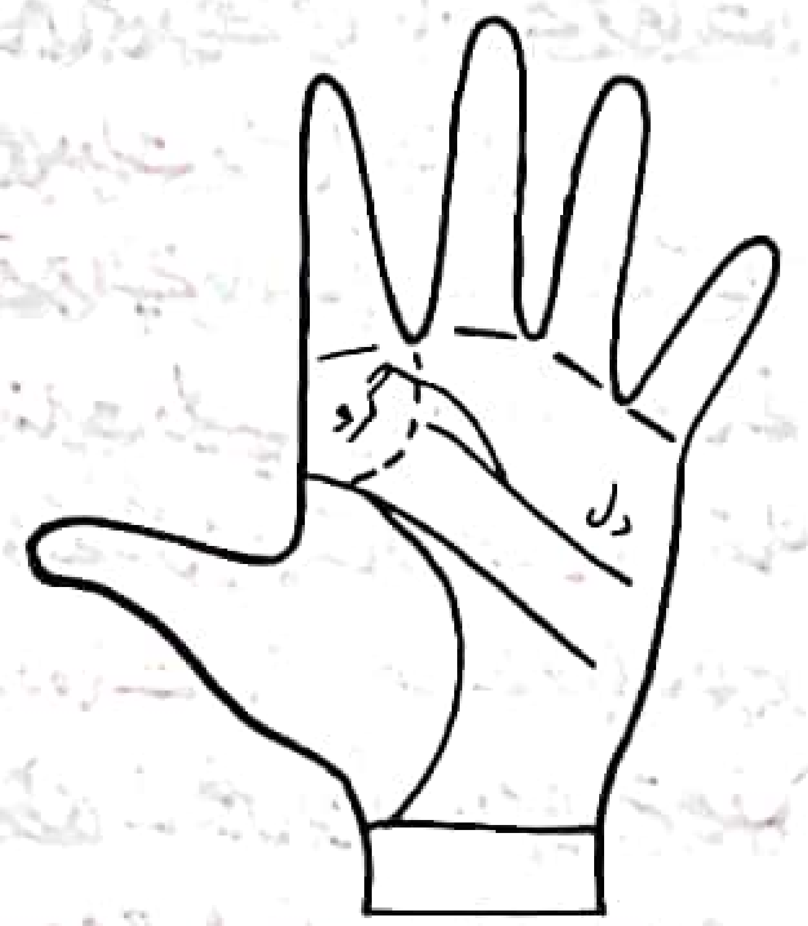

(۲۹)

دل کی لکیر کی اگر ایک واضح اور سالم شاخ اُوپر کی طرف نکل کر تیسری اُنگلی کے نیچے واقع اس پُر گوشت حصّے میں جا پہُنچے جسے سُورج کا اُبھار کہتے ہیں تو یہ بہُت ہی عمُدہ اور خوش بختی کی نشانی ہے۔ اس کا حامِل شہرت و عظمت اور دُنیوی کامیابی سے مالا مال ہوتا ہے۔ اس کے کردار میں وہ خاص ملکہ ہوتا ہے جس سے وہ دُوسروں کے دلوں میں گھر کر لیتا ہے۔ وہ نمایاں اور کامران زندگی بسر کرتا ہے اور دُنیا میں بلند وقار، صاحبِ ثروت اور نامور تو ہوتا ہی ہے، اس کی خوش بختی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ اپنے نجی اور جذباتی ماحول میں بھی شاد کام و سیراب زندگی گزارتا ہے۔ کشادہ دِل، فیاض اور دوُسروں کے کام آتا ہے اور ان سے بھی بھرپُور فائدہ اُٹھاتا ہے (شکل نمبر ۳۰)۔

(۳۱)

اگر دل کی لکیر کی ایسی ہی واضح اور بے عیب شاخ چھوٹی انگلی کے تحت اُس پُر گوشت حصّے میں جا کر ختم ہو جسے بُدھ کا اُبھار کہتے ہیں تو یہ بھی اچّھی نشانی ہے۔ یہ درحقیقت نفعِ عظیم اور دولتِ کثیر کے حصُول کی طرف اشارہ کرتی ہے (شکل نمبر ۳۱)۔

دِل کی لکیر کی ایسی شاخ ایسے افراد کے ہاتھوں میں بھی دیکھنے میں آجاتی ہے جو تجارت، صنعت اور بعض حالتوں میں سٹّہ اور لاٹری وغیرہ سے بھی دولت حاصل کر لیتے ہیں۔

بمبئی میں میرے ایک مارواڑی ملنے والے تھے جو اپنے حالات پُوچھنے کے لیے آتے رہتے تھے۔ ان کے ہاتھ میں یہی علامت تھی۔ ان کا قصّہ نہایت دلچسپ ہے۔ اُن دنوں انھوں نے اپنی ساری پُونجی بمبئی کے بازار میں تیزی مندی کے بھاؤ کے چُنگل میں پھنسا دی اور انھیں ایسا نقصان برداشت کرنا پڑا کہ وہ بے حال ہو کے رہ گئے۔ جب وہ بہُت ہی زیادہ گھبرا گئے تو ایک دوپہر بھاگے ہُوئے میرے دفتر میں آدھمکے۔ میری خوش طبع سیکرٹری نے انھیں ویٹنگ روم میں تشریف رکھنے کے لیے کہا اور بتایا کہ میرا صبح کا سارا وقت دُوسرے مرجوعے کے لیے وقف ہے اور جب تک دوپہر کے کھانے کا وقفہ نہیں آتا، مجھے فرصت نہ مل سکے گی۔ اُس وقت ممکن ہے بات ہو سکے۔

یہ سُنتے ہی وہ بدحواسی کے عالم میں اس پر برس پڑے اور کہا کہ ان کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں کہ بس کا کرایہ دے سکیں۔ اگر وہ مجھے اس وقت مل سکیں تو بمشکل تمام سہ پہر تک گھر پہُنچیں گے اور اگر لنچ کے بعد مُلاقات ہو گی تو شام تک ہی گھر پہُنچ سکیں گے اور دوپہر اور شام کا کھانا اکٹھا ہی کھا سکیں گے۔ میری سیکرٹری کو ترس آگیا۔ وہ میرے کمرۂ مشورہ میں آئی اور سارا ماجرہ بیان کیا۔ جو صاحب مشورہ طلب تھے انھیں بھی رحم آگیا اور انھوں نے اپنا وقت مارواڑی صاحب کو دے دیا۔

دُوسری جنگِ عظیم کو چھڑے ہُوئے چند ماہ ہو چکے تھے اور وہ اس آس میں تھے کہ بازار کا بھاؤ بڑھے گا اور انھیں فائدہ ہو گا۔ مگر اس کے برعکس انھیں نقصان نے نڈھال کر دیا تھا۔ میں نے انھیں تسلّی دی کہ وہ کچھ عرصہ صبر کریں اور بتایا کہ ایسی ریکھا کے ہوتے ہُوئے انسان بڑا دولت مند ہو جاتا ہے اور بڑی خوش بخت زندگی گُزارتا ہے۔ انھیں بست ریکھا سے مَس تھا۔ اُن کی مزید حوصلہ افزائی کے لیے میں نے ان کے ہاتھوں کے دُوسرے اچھے نشانات پر بھی بحث کی اور تعیّنِ وقت کے ساتھ انھیں یقین دلانے کی کوشش کی کہ ان کے فائدے کے دِن آگئے ہیں۔ اس لیے انھیں اس قدر دل برداشتہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ غالباً ان کا دل مطمئن ہو گیا اور وہ چلے گئے۔

جاتے جاتے فرمانے لگے کہ اس کام کی فیس بعد میں دوں گا۔ آپ کی رقم اُدھار رہی۔

غالباً تین سال کے بعد وہی سیٹھ صاحب پھر تشریف لائے۔ نہایت نفیس سُوٹ پہنے ہُوئے۔ اُنگلیوں میں ہیروں کی اُنگوٹھیاں، سُنہری گھڑی، سائے کی طرح ایک مصاحب ساتھ اور اس کے پیچھے ایک خوب صُورت نوجوان سیکرٹری۔ میری سیکرٹری نے بہُت کہا کہ محض آپ ہی میرے کمرے میں جا سکتے ہیں مگر اُنھوں نے ایک نہ سُنی اور عملے سمیت اندر گُھس آئے۔ مجھے عُمر بھر اس قسم کے امیروں اور نو دولتیوں سے کام پڑتا رہا ہے۔ ان کے اندازِ کردار میں دولت کی بُو تھی۔ انھیں بٹھایا اور ہاتھوں کے نقشے اُتارنے کے لیے اشارہ کیا۔

اُنھوں نے حیرت سے میری طرف دیکھا اور پھر بدحواسی سے کہنے لگے "پُرانے چھاپے نِکال لو۔ پھر سے ہاتھ کون کالے کرے۔" میں نے ملائمت سے نام پُوچھا اور سابقہ تشریف آوری کا زمانہ۔ اُنھوں نے وقتِ ملاقات، تاریخ، مہینہ، سال نہایت صحت کے ساتھ بتائے اور وہ قصہ بھی بیان کیا جب وہ بہُت نیچے گِر گئے تھے اور فیس بھی اُدھار کر گئے تھے۔ میں نے مصلحتاً یہی کہنے پر اکتفا کیا کہ کُچھ بات نہیں۔ پُرانی فیس اب ادا ہو سکتی ہے۔ وہ غصّے میں آگئے اور کہنے لگے "واہ جی، اُس کی فیس کون دے گا۔ ہم نے آپ پر بھروسا کیا۔ ساری پُونجی سٹّے میں لگا دی اور اِتنا دُکھ اُٹھایا کہ پرماتما ہی جانتا ہے میاں صاحب، وہ معاملہ جبھی چُکتا ہو گیا تھا۔ نئے حکم لگاؤ اور دکھشنا لے لو۔"

وہ درحقیقت اُس وقت کُچھ بیس لاکھ کی اسامی تھے۔ ایک بڑا کارخانہ لگانے کا منصوبہ باندھ رہے تھے اس کے بارے میں پُوچھنا چاہتے تھے۔ وہ کہنے لگے "پُرانے گاہک ہیں۔ آدھی فیس دیں گے۔" میں بے اختیار ہنس پڑا۔ جب ان کے ہاتھ دیکھ چکا اور ان کی سیکرٹری نے سب احکام صاف صاف لکھ کر مجھے سُنا کر تصدیق کرا لی تو بہُت خوش ہُوئے۔ اگلا پچھلا حساب تو ایک طرف، اُمید سے کہیں زیادہ "نذرانہ" دیا۔ جب فیکٹری چل نکلی تو کپڑوں کے کئی تھان خود موٹر میں لاد کر لائے اور "تحفتہً" دے گئے۔

دل کی لکیر بعض اوقات صاف اور بے عیب ہونے کی بجائے چھوٹے چھوٹے جَو کے دانوں کی زنجیر سی بنی ہُوئی نظر آتی ہے۔ ایسی لکیر تسبیح کی طرح ہوتی ہے۔ یہ نہایت ہی سقیم علامت

ہے۔ دل کی لکیر کی ایسی زنجیر دار صورت استقلالِ
جذبات کے حتمی فقدان کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل
تعیّش پسند اور پرلے درجے کا عیاش ہوتا ہے وہ
عصمت و حرمت کا احساس تک نہیں رکھتا۔ نہ
اُسے اپنی اور نہ ہی کسی دوسرے انسان کی عزّت و
آبرو کا خیال ہوتا ہے (شکل نمبر ۳۲)۔

(۳۲)

اس کی بے حیائی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ
وہ بے دھڑک اور برملا عیش پرستی کا مظاہرہ کرنے
سے گریز نہیں کرتا۔ اگر وہ شادی شدہ ہو تو اس
کی بیوی سدا دُکھیا رہتی ہے اور ایسی عورت کا خاوند اپنی ازدواجی زندگی پر جہنم کو ترجیح دیتا ہے۔
ایسا شخص بالعموم اختلاجِ قلب کا بیمار ہوتا ہے اور اس عارضے سے بہت ہی دُکھ اُٹھاتا
ہے۔ مگر نہ وہ اپنی نازیبا حرکتوں سے باز آتا ہے اور نہ ہی مرض سے صحت یاب ہو پاتا ہے۔

دل کی لکیر میں محض ایک ہی واضح جزیرے
یا جَو کے دانے کی طرح کا نشان پایا جائے تو یہ
ایک ایسے انسان کا پتا دیتا ہے جو کسی پر فریفتہ ہوتا
ہے۔ حصولِ مُراد کی جان توڑ کوشش کرتا ہے
اور بالآخر اسے ایک بار محبوب کے ساتھ وصل نصیب
ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ایسا غیر ممکن ہوتا ہے۔
اس کی یاد اس کے دل میں یُوں گھر کر جاتی ہے کہ
آخری لمحات تک وہ اسے بھُول ہی نہیں سکتا۔
(شکل نمبر ۳۳)۔

(۳۳)

دل کی لکیر کی روش میں اگر ایک سے زائد اس قسم کے جزیرے واضح اور نمایاں نظر
آئیں تو یہ اچھی نشانیاں نہیں۔ جتنے ایسے جزیرے ہوں گے اتنی ہی بار ان کے حامل کا دامن تر

ہو گا۔ ایسے شخص کا رجحانِ معصیت کافی مخدوش حالات کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ یہ معاشقے اکثر
اوقات بہت ہی خطرناک صُورت اختیار کر لیتے ہیں اور ہر امکانی کوشش کے باوجود ان کا
پوشیدہ رکھنا محال ہو جاتا ہے۔ محبُوب کے اربابِ خاندان اور دوست احباب جونہی معاملے
کی نزاکت اور بدنامی کا احساس کر لیتے ہیں تو اپنی بدنامی کے خوف سے کانپنے لگتے ہیں اور وہ
ایسی مساعی عمل میں لاتے ہیں کہ ان کا فردِ خاندان کبھی آشنا سے نہ مل سکے اور اگر آشنا ساعیِ وصل
کرے تو اسے بڑے سے بڑا نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ سچ تو یہ ہے کہ معاشقے
کے دوران ایسا شخص سخت خوف اور خطرے سے گزرتا ہے۔ اسے ہر لمحہ خدشہ رہتا ہے کہ نہ جانے
اس پر کیا گزرے گی اور عشق کا بھُوت بھی اس پر سوار رہتا ہے مگر وہ صبح و شام یُوں گزارتا ہے کہ
شدّتِ خوف سے اس کے دل پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے اور اس کے اعصاب ماؤف سے
ہو کے رہ جاتے ہیں۔ ایسا ہر معاشقہ بہت ہی جلد ختم ہو جاتا ہے مگر اس کی یاد اس کے باطن
میں سدا تازہ رہتی ہے (شکل نمبر ۳۴)۔

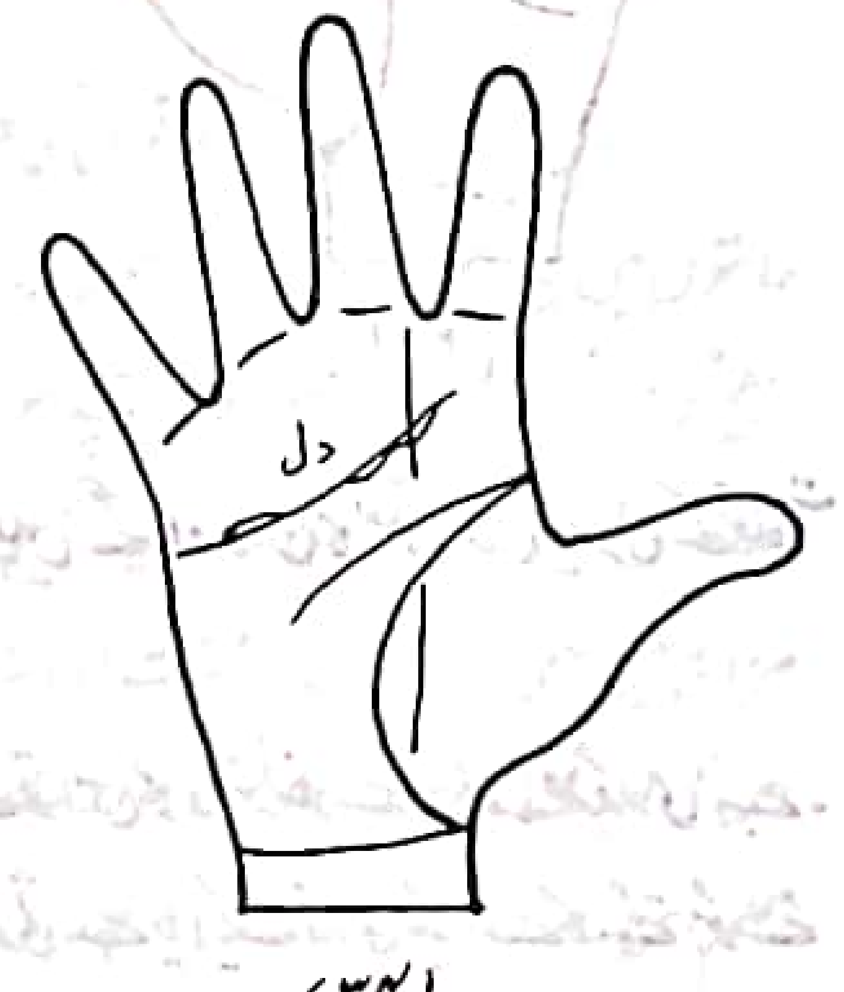

(۳۴)

(۳۵)

اگر دل کی لکیر میں واضح جزیرہ اس مقام پر پایا جائے جس میں سے قسمت کی لکیر گزرتی ہوئی
دکھائی دے تو یہ کافی منحوس علامت ہے۔ ایسا شخص دل کی بیماری یا محبت کے روگ میں پھنس
کر مصائب کا شکار ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی سدھ بدھ جاتی رہتی ہے اور اسے مالی اور کاروباری زندگی

میں بے حد نقصان اُٹھانا پڑتا ہے (شکل نمبر ۳۵)۔

بعض ہاتھوں میں دل کی لکیر میں نقطے نظر آتے ہیں۔ اگر یہ چمکتے ہوئے سفید رنگ کے ہوں تو خاص مفہوم کے حامل ہوتے ہیں۔ ہر سفید تاباں نقطہ بتاتا ہے کہ حاملِ نشان میں بلا کی جنسی جاذبیت ہے اور صنفِ مخالف کا جو فرد اس کی زد میں آتا ہے، اس کی فسوں گری سے مطیع ہو جاتا ہے۔ جس قدر ایسے سفید اور چمک دار نقطے دل کی لکیر میں ہوں گے، اسی قدر ان کا حامل اپنے معاشقوں میں کامران ہوگا اور اس کا چاہنے والا اس کی ہر مرضی اور خواہش پر جان دے گا۔

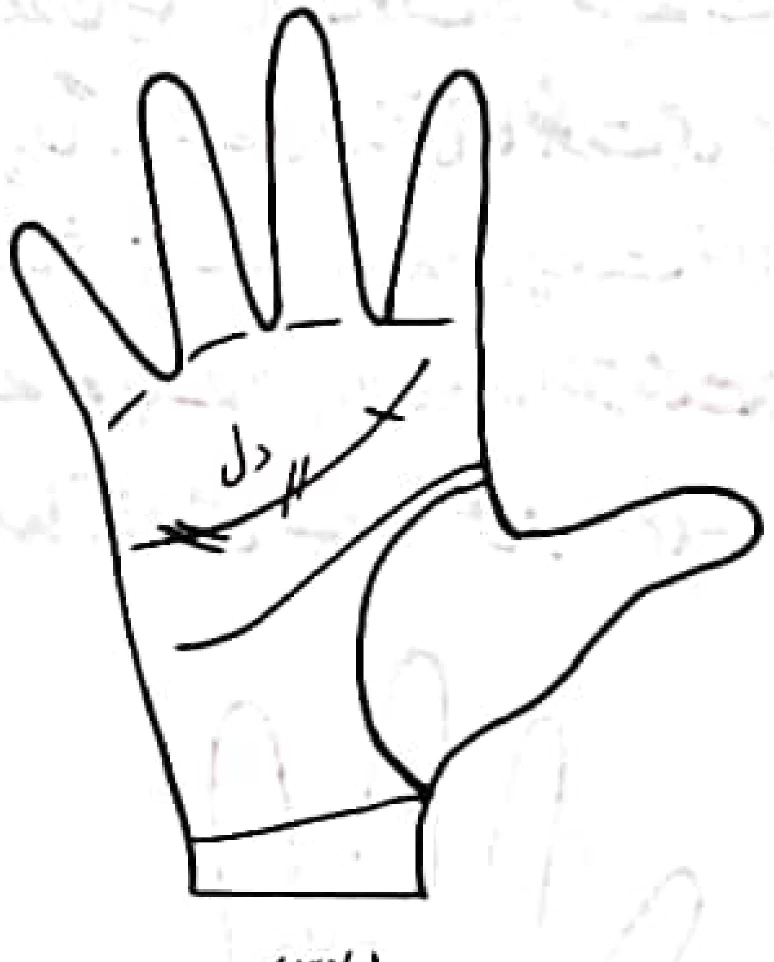

(۳۶)

اگر دل کی لکیر میں سفید کی بجائے سُرخ رنگ کا نقطہ نظر آئے تو یہ بُری علامت ہے۔ ایسا شخص کسی حادثے سے بُری طرح زخمی ہو جاتا ہے۔ سُرخ رنگت کا واضح نقطہ بالعموم جراحتِ دل کا پتا دیتا ہے۔

دل کی لکیر کو اگر واضح مگر پتلی پتلی اور چھوٹی لکیریں قطع کریں یا اس کے آر پار چلی جائیں تو یہ اچھی نہیں ہوتیں۔ ایسی قطع و بُرید اس بات پر دال ہے کہ ایسا شخص محبت کے معاملات میں دُکھ اور بدنصیبی کا شکار ہوگا، اسے اخلاقی اور جسمانی صدمے پہنچیں گے اور ان کا تعلق دل یا دل کے تعلقات سے ہوتا ہے (شکل نمبر ۳۶)۔

دِل کی لکیر پر اگر چرخی کا نشان دکھائی دے تو اس کا غائر نظر سے دیکھنا ضرُوری ہے۔ بعض وقت دل کی لکیر اُوپر نیچے کی جانب شاخدار ہوتی ہے یا ایک آڑی لکیر اسے کاٹتے ہُوئے مُڑی ہُوئی ہوتی ہے۔ ایسی حالتوں میں بھی ایسا ہی احساس ہوتا ہے کہ چرخی کا نشان بنا ہُوا ہے۔ حالانکہ چرخی کی علامت واضح ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ جب یہ دل کی لکیر پر بیّن اور مکمل علامت کی صُورت میں واقع ہو تو یہ ایسے حادثے یا سخت مرض کی طرف اشارہ کرتی ہے جس کا اثر اعصاب اور دل پر ہوتا ہے اور اس سے پیدا شدہ خدشات طویل مدّت

تک طبیعت میں خوف و ہیجان پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یہ نہ تو اچانک موت کی نشانی ہے اور نہ ہی جان لیوا حادثے یا بیماری کی۔ البتہ وحشت اثری اور اعصابی خرابی کے باعث ایسا شخص کم ہی مکمل طور پر صحت یاب ہو سکتا ہے (شکل نمبر ۳۷)۔

(۳۷)

(۳۸)

دل کی لکیر عام طور پر نیم قوس کی طرح یا خطِ مستقیم کی صُورت میں واقع ہوتی ہے۔ بعض حالتوں میں یہ ناہموار، ٹیڑھی اور موجِ دریا کی طرح کہیں سے بلند اور کہیں سے پست ہوتی ہوئی سطح کو عبُور کرتی ہے۔ ایسی اُوپر نیچے ہونے والی لہر کی طرح کی لکیر کردار کے ناہموار اور متذبذب عناصر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ایسا شخص جذباتی مدّ و جزر کا بعجلت شکار ہوتا رہتا ہے۔ اس کے مزاج میں محکمی نہیں ہوتی۔ محبت اور رابطۂ دِلی کے معاملات میں وہ اکثر بدلتا رہتا ہے۔ درحقیقت اس کی طبیعت میں حسد، خود غرضی اور بے وفائی کے عناصرِ فاسدہ کثرت سے ہوتے ہیں اور ان کا عِلم اس کے تمام جاننے والوں کو جلد ہی ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۳۸)۔

دِل کی لکیر اگر جا بجا ٹوٹی ہوئی ہو تو بُری علامت ہے۔ یہ استحکامِ طبیعت اور جذبات میں محکمی اور استقلال کے فقدان کا پتا دیتی ہے مگر جب یہ لکیر شکستہ حال ہو تو ازحد بے وفا کردار کی آئینہ دار ہے۔ ایسا شخص کبھی بھی فردِ واحد سے رابطۂ محبت اُستوار نہیں کرتا بلکہ کچھ دنوں پیار بڑھانے کے بعد دھوکا دے جاتا ہے۔ وہ قطعی ہرجائی، دغا باز، ہوس پرست اور ناقابلِ اعتماد

ہوتا ہے۔ وفاداری یا استواری اس کے قریب بھی نہیں آتی (شکل نمبر ٣٩)۔

اگر دل کی لکیر بہت ہی زیادہ ٹوٹی پھوٹی ہو اور اس میں سالمیت کا فقدان ہو تو ایسی شکستہ صورت صنفِ مخالف سے تنفّر اور گریز کے عناصر کا پتا دیتی ہے۔ درحقیقت ایسا شخص محبت سے وابستہ کسی ایسے تجربے سے گزرتا ہے جس میں اسے سخت ناکامی ہوتی ہے۔ ایسی تشنہ کامی اس قدر شدید ردِّ عمل پیدا کر دیتی ہے کہ وہ انتہا پسندی کی طرف لاشعوری طور پر مائل ہو جاتا ہے اور صنفِ مخالف کی ذات پر اسے قطعاً اعتبار نہیں رہتا۔

(٣٩)

اس میلان کے شدید تاثرات اور بھی خراب ہوتے ہیں۔ وہ نہ صرف بدگمان، بددل اور متنفّر ہو جاتا ہے بلکہ اپنی ساری زندگی محبت کی سیرابیوں سے تشنہ گزار دیتا ہے۔

دل کی لکیر اگر درمیانی انگلی کے عین نیچے پہنچ کر ایسے دو ٹکڑوں میں بٹ جائے جو ایک دُوسرے سے غیر متصل مگر متوازی یوں واقع ہوں کہ شکستہ مقام سے آگے بڑھ جائیں اور دو علیحدہ لکیروں کا احساس ہو تو یہ قابلِ توجہ امر ہے۔ یہ ناقص دورانِ خون کی نشانی ہے۔ درحقیقت اس کا حامل خون کی کسی سخت بیماری میں مُبتلا ہو سکتا ہے جو ایک خطرناک صورت اختیار کر سکتی ہے۔ اس علامت کے ہوتے ہُوئے کسی ماہرِ خون حکیم یا ڈاکٹر کی طرف رجُوع کرنا چاہیے (شکل نمبر ٤٠)۔

(٤٠)

دل کی لکیر اگر درمیانی انگلی کے نیچے محض شکستہ ہی ہو اور خلا صاف نظر آئے تو یہ اور بات ہے۔ ایسی ٹوٹی ہوئی لکیر کے حامل کی کسی مناسب

جگہ منگنی ہوتی ہے، بات طے پا جاتی ہے مگر پیشتر اس کے کہ شادی کی رسم پُوری ہو سکے اس کے ہونے والے سسرالی منگنی توڑ دیتے ہیں یا کسی مخالف کی سازش کے باعث منگنی ٹوٹ جاتی ہے۔ وجہ کچھ بھی ہو اس کی وہاں شادی نہیں ہو سکتی۔ اس رشتے کے ٹُوٹنے میں نہ تو اس کی خواہش کو دخل ہوتا ہے اور نہ ہی وہ کسی عنوان قصور وار ہوتا ہے۔ بس یہی باور کرنا پڑتا ہے کہ شومیٔ تقدیر سے اس کا رشتہ نہ ہو سکا۔ اس واقعے سے اسے دلی صدمہ پہنچتا ہے (شکل نمبر ٤١)۔

(٤١)

دل کی لکیر اگر تیسری انگلی کے عین نیچے ٹوٹ جائے تو بھی منگنی یا رشتہ پکّا ہو جاتا ہے۔ مگر اس سے قبل کہ شادی سرانجام پائے، حاملِ نشان کے لیت و لعل کے باعث ایسا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگرچہ قطعِ تعلق محض اس کے اپنے تذبذب اور تلوّن کے باعث ہوتا ہے، پھر بھی اس کے دل کو بہت ہی تکلیف ہوتی ہے (شکل نمبر ٤٢)۔

(٤٢)

دِل کی لکیر چھوٹی اُنگلی کے نیچے ٹوٹے تو بھی رشتہ قرار پا جاتا ہے لیکن بعد میں شادی نہیں ہوتی۔ ایسی منگنی کے ٹوٹنے کی وجہ محض لالچ اور دُنیوی ہوس ہوتی ہے۔ جو مالی اور دُنیوی اُمیدیں اس تعلق سے وابستہ ہوتی ہیں میل ملاپ اور منگنی کے دوران ان کا پُورا ہونا نظر نہیں آتا۔ بالآخر رشتہ منقطع ہو جاتا ہے (شکل نمبر ٤٣)۔

دِل کی لکیر مقامِ آغاز سے اختتام تک سراسر بے شاخ دکھائی دے تو ایسا شخص بہت ہی خُشک مزاج ہوتا ہے۔ اس کے باطن میں کہیں بھی شریف خصائل کا مقام نہیں ہوتا۔

Scanned with CamScanner

(۴۳)

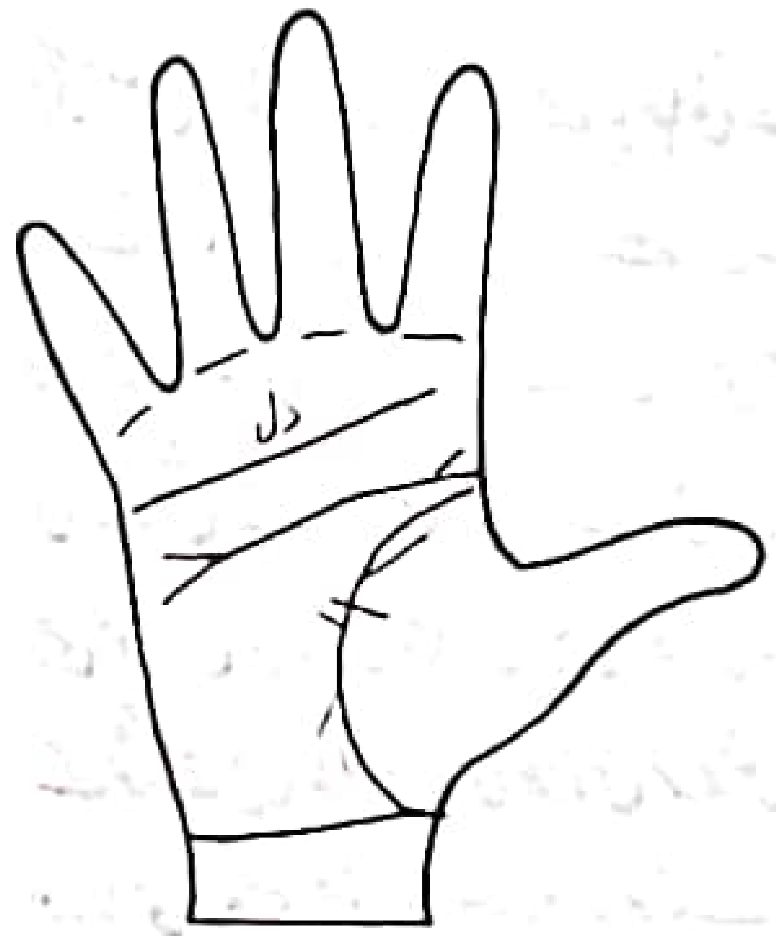

(۴۴)

ایسے انسان سے ہمدردی، مروّت یا محبّت کے سلوک کی توقّع رکھنا ایسا ہی ہے جیسے پتّھر سے دُودھ نکالنے کی کوشش۔ ایسا شخص سچّے معنوں میں سنگدل ہوتا ہے (شکل نمبر ۴۴)۔

دل کی لکیر چھوٹی اُنگلی کے نیچے پہنچ کر جوں ہی ہتھیلی کی بیرُونی ڈھلان کی طرف بڑھے اور شاخ دار ہوکر بہُت سی پتلی پتلی ٹہنیاں اس کے دونوں جانب اختتام کے قریب ایسی صُورت اختیار کرلیں کہ خاتمے پر وہ گاؤ دُم کے مشابہ ہو تو یہ بڑی پتے کی بات بتاتی ہے۔ دل کی لکیر کا ایسا اختتام اس امر پر دال ہے کہ حامل نشان میں صاحبِ اولاد ہونے کی فطری صلاحیت ہے اور اگر ایسا شخص شادی کرے گا تو کثیر الاولاد ہو سکتا ہے (شکل نمبر ۴۵)۔

(۴۵)

اس کے برعکس یہی دل کی لکیر چھوٹی اُنگلی کے نیچے آخر تک شاخوں سے قطعی برہنہ ہو تو یہ بے اولاد اور بانجھ پنے کی نشانی ہے۔ ایسا شخص کتنی بھی شادی کرے اس کا صاحبِ اولاد ہونا ممکن نہیں (شکل نمبر ۴۶)۔

(۴۶)

(۴۷)

دِل کی لکیر خاتمے پر چھوٹی اُنگلی کے تحتانی پُر گوشت حِصّے جس کو بُدھ کا اُبھار کہتے ہیں، کا پُورے طور پر احاطہ کرے تو یہ غیر معمُولی صلاحیت کی آئینہ دار ہے۔ اس کا حامل مرموز علوم کی طرف طبعی میلان رکھتا ہے اور آپ سے آپ حسِ مسکاشفہ کی تہذیب و تربیت کے لیے کوشاں رہتا اور بالعمُوم مخفی علُوم میں وقوف حاصِل کرسکتا ہے (شکل نمبر ۴۷)۔

دِل کی لکیر پہلی اُنگلی کے نیچے واقع پُر گوشت حِصّے، جسے گرد کا اُبھار کہتے ہیں، کے احاطے سے ہی شرُوع ہوتی ہے۔ اگر یہ لکیر گرد کے اُبھار میں یا اس کے تلے بالکل بے شاخ ہو تو یہ اچھّی علامت نہیں ہے۔ ایسا شخص باوصف سعیِ بسیار دُنیا میں بخت آور اور دولت مند نہیں ہو سکتا۔ اس کی بدنصیبی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی اور وہ اپنے لیل و نہار بدحالی اور ناداری کی اُلجھنوں میں ہی گزار دیتا ہے۔ درحقیقت وہ صحیح کامرانی کم ہی دیکھ پاتا ہے (شکل نمبر ۴۸)۔

(۴۸)

دِل کی لکیر اگر سر بسر شاخوں سے برہنہ ہو اور دماغ کی لکیر بھی بے شاخ دکھائی دے اور دونوں لکیریں ایک دُوسرے سے کافی تفاوت سے ہتھیلی کی سطح کو واضح اور سالم عبُور کریں تو یہ بڑی بدنصیبی کی علامتیں ہیں۔ ایسے شخص کو عمر بھر پیار نصیب نہیں ہوتا۔ درحقیقت اس میں اس کی طبیعت اور مزاج کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ وہ خود بھی جذباتِ محبت و ایثار سے کم ہی آگاہ ہوتا ہے اور اس کی ساری زندگی محبت اور چاہت کے بغیر ہی گزر جاتی ہے (شکل نمبر ۴۹)۔

(۴۹)

دل کی لکیر اگر اپنی روش پر عمدگی کے ساتھ رواں ہو اور قسمت کی لکیر سے ایک شاخ جو چھوٹی تو ہو مگر واضح اور سالم ہو، اُوپر بڑھ کر دل کی لکیر سے جا ملے تو اس کا توجہ سے جائزہ لینا چاہیے۔ یہ ایسی محبت کا پتا دیتی ہے جس میں جوش، خلوص اور باہمدگر گرمجوشی کے شاداب کُن عناصر ہوتے ہیں۔ جانبین ایک دُوسرے کی طرف بے پناہ کشش کے ساتھ کھنچتے اور شادی کے بیحد متمنی ہوتے ہیں۔ بظاہر ایسے افراد کی شادی فی الحقیقت سچی محبت کا ثمر ہونا چاہیے مگر ان تمام جذبات اور خواہشات کے باوجود ایسے افراد رشتۂ ازدواج میں منسلک نہیں ہوسکتے۔ ایسا پیار کم بھی نہیں ہوتا اور قُربِ حقیقی جو شادی ہی کی صُورت میں قبولِ عام حاصل کر سکے انھیں حاصل نہیں ہوسکتا (شکل نمبر ۵۰)۔

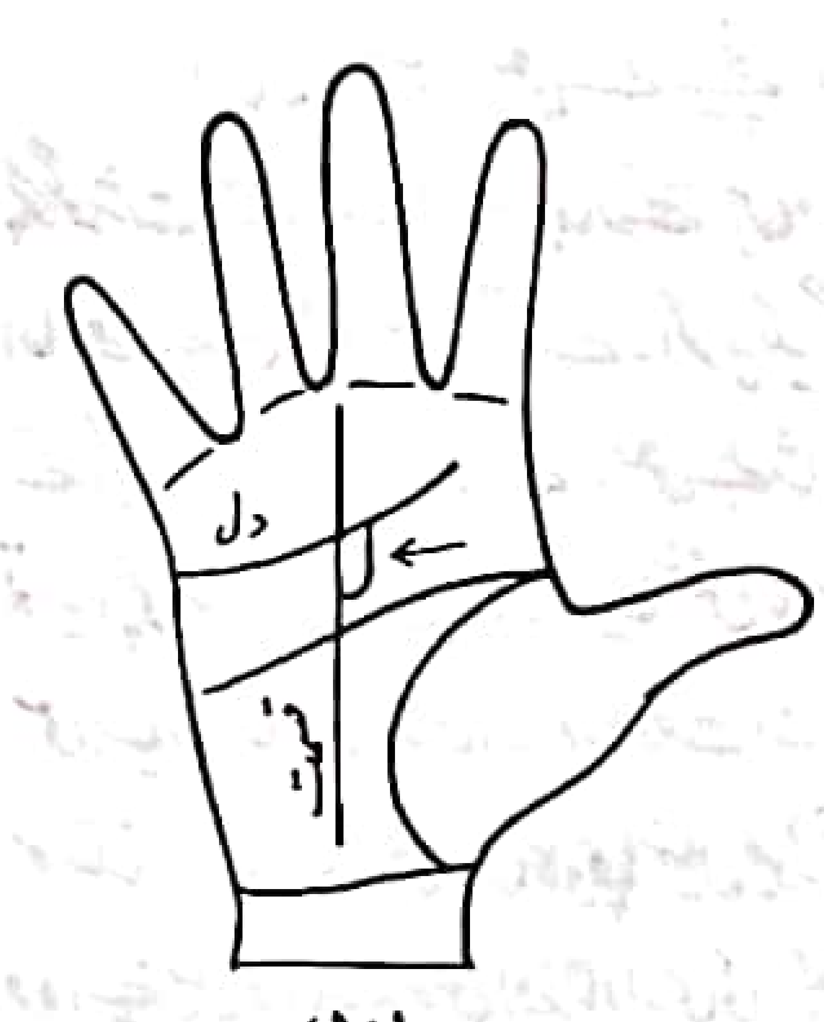

(۵۰)

دل کی لکیر گرد کے اُبھار سے نکل کر نیم قوس کی صُورت میں نیچے کی طرف بڑھے اور

قسمت کی لکیر اس میں یُوں داخل ہو جائے کہ اس میں قطعی مدغم ہو جائے اور دونوں خطوط محض ایک واضح لکیر بن کر رواں ہوں اور یہ امتیاز ناممکن ہو کہ دل کی لکیر اور قسمت کی لکیر کون سی ہے۔ (دونوں ایک ہی خط بن جائیں) تو یہ بے حد خوش نصیبی کی آئینہ دار ہے۔ درحقیقت ایسا شخص بختِ رسا لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اس کی دلی آرزوئیں عزت و آبرو کے ساتھ پوری ہوتی ہیں۔ وہ دُنیا میں سربلند، باوقار اور کامیاب زندگی گزارتا ہے۔ اس کی نجی زندگی بھی بہت ہی کامیاب ہوتی ہے (شکل نمبر ۵۱)۔

(۵۱)

دل کی لکیر شروع میں اس قدر نیچے جُھک کر اُٹھے کہ دماغ اور زندگی کی لکیروں سے متصل ہو جائے تو یہ بے حد منحوس علامت ہے۔ ایسی صورت اگر دونوں ہاتھوں میں پائی جائے تو یہ مرگِ ناگہانی کا خطرہ بتاتی ہے۔ اگر محض ایک ہی ہاتھ میں ایسا اتصال نظر آتا ہو تو خطرہ ٹل سکتا ہے۔ گر دونوں میں ایسی نشانی ہلاکت آفریں ثابت ہوسکتی ہے۔ ایسا شخص حادثہ یا کسی مہلک مرض سے یکایک راہیِ مُلکِ عدم ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۵۲)۔

(۵۲)

دل کی لکیر دُوسری اُنگلی کے عین نیچے دماغ کی لکیر سے متصل ہو جانے تو یہ بھی بڑی نحس نشانی ہے۔ یہ ایسے واقعات و حادثات کا پتا دیتی ہے جن کا تسلسل عمر بھر جاری رہتا ہے۔ جب تک ایسا شخص جیتا رہتا ہے۔ اس کی زندگی چین سے نہیں گزرتی اور وہ پے بہ پے دردناک و ناخوش حالات سے دوچار رہتا

Scanned with CamScanner

ہے۔ درحقیقت اس کی حیاتِ گُزراں عجیب وغریب قسم کے ہلاکت آفریں وقوعات کا دفترِ بے پایاں بن کے رہ جاتی ہے اور بالآخر وہ حادثاتِ زمانہ کی تاب نہ لاکر داعیِ اجل کو لبیک کہہ دیتا ہے (شکل نمبر ۵۳)۔

(۵۴)

(۵۳)

دل کی یہی لکیر ہتھیلی کو عبور کر کے چھوٹی اُنگلی کے نیچے پہنچ جائے اور ٹیڑھی میڑھی ہو کر نیچے جُھک کر دماغ کی لکیر سے مل جائے تو یہ بھی بے حد منحوس نشانی ہے۔ اس کا حامل قبل از وقت ہی مرجاتا ہے۔ ایسی علامت کے ہوتے ہوئے کم ہی لوگ بڑی عُمر پا سکتے ہیں اور بالعموم کمسنی ہی میں آغوشِ لحد میں پہنچ جاتے ہیں (شکل نمبر ۵۴)۔

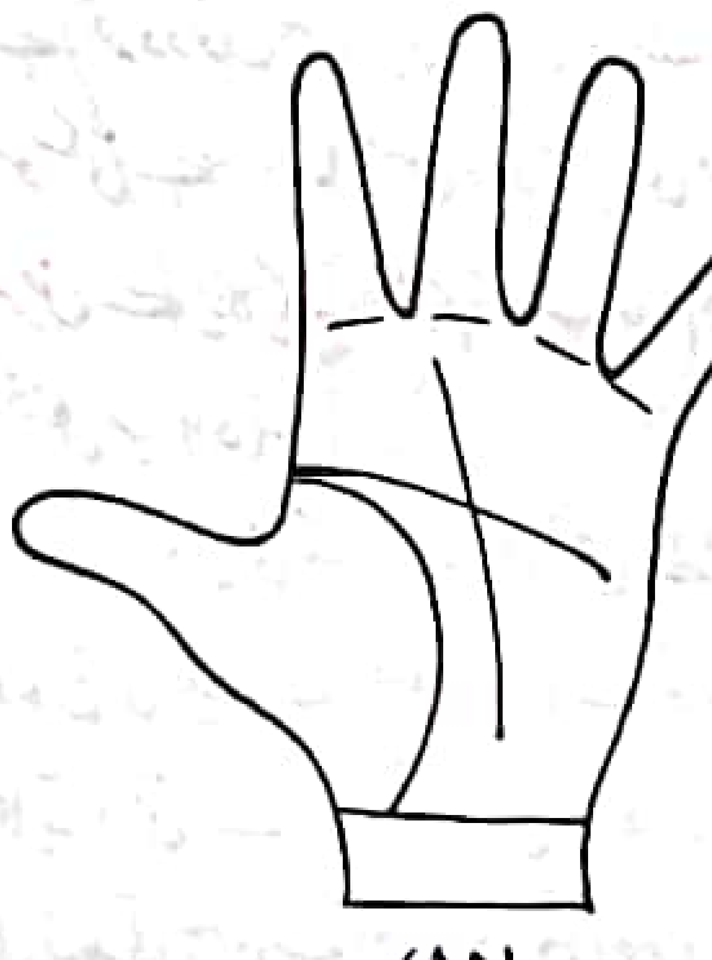

(۵۵)

بعض ہاتھ ایسے بھی دیکھنے میں آتے ہیں جن میں دل کی لکیر سرے سے ہی مفقود ہوتی ہے ایسا ہونا اگرچہ شاذ و نادر ہی ہے، لیکن مشاہدے میں آ ہی جاتا ہے اس لکیر کا فقدان پرلے درجے کی خودغرضی، لالچ اور سنگدلی کا پتا دیتا ہے۔ ایسا شخص بے حد سرد مزاج ہوتا ہے۔ گرمی اور تپاک نام کو بھی اس کے خمیر میں نہیں ہوتے۔ درحقیقت

اس کا قلب نازک احساسات اور شریف جذبات سے قطعی نابلد ہوتا ہے (شکل نمبر ۵۵)۔

جب دل کی لکیر مکمل ہو اور ہتھیلی کی سطح کو سالم عبور کرے اور اس کے متوازی ایک اور واضح اور نمایاں لکیر کم و بیش اصل دل کی لکیر کی تمام راستے ہمسفر ہو تو یہ دل کی ثانوی یا دُہری لکیر کے نام سے پُکاری جاتی ہے۔ ایسی دُہری لکیر از حد شاذ ہے اور اس کا صحیح جائزہ لینا ضروری ہے بعض اوقات دُوسری لکیریں بھی دل کی لکیر کے متوازی نقش ہوتی ہیں مگر نہ تو وہ دُہری لکیر کی طرح لمبی ہوتی ہیں اور نہ اس کے متوازی ہمسفر۔ یہ امتیاز ضروری ہے ورنہ غلط احکام کا خدشہ ہوگا (شکل نمبر ۵۶)۔

(۵۶)

دل کی کامل دُہری لکیر محبت کی فراواں صلاحیت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اس کا حامل بڑے ظرف کا مالک ہوتا ہے اور اس کے تاثراتِ محبت نہایت عمیق اور دیرپا ہوتے ہیں۔ اس کا قلبِ حسّاس نازک سے نازک ایمائے محبت سے تاثر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر غم واندوہ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اربابِ دہر، احباب و اقربا سے دُکھ پر دُکھ اُٹھانے کے باعث اس کی حسّاس اور جذباتی طبیعت بالآخر رُوحانیت کی طرف مائل ہو جاتی ہے اور وہ مسلکِ روحانی میں غایت خضوع و خشوع سے محو ہو جاتا ہے۔ اس کے انہماک بندگی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ تلاشِ حقیقت میں ہمہ تن فنائے محبوب ہو جاتا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ وہ راہِ عرفان میں بہت آگے نکل جاتا ہے۔ ایثار، رقتِ قلب، انہماکِ اشغال، تجزیہ و تحلیل، مجاہدہ و عبادت اس کے مرغوب مشاغل ہوتے ہیں۔

قسمت کی لکیر

قسمت کی لکیر ہاتھ کی لکیروں میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ یہ اپنے آغاز، روش اور اختتام سے زندگی کے ان معاملات اور پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے جن کا تعلق مادّی اور دُنیوی اُمور سے ہے۔ یہ کاروبار، مال و دولت معاشی امتیاز وغیرہ ایسے اہم عنوانات کے بارے میں بھی قابلِ اعتماد معلومات بہم پُہنچا سکتی ہے۔

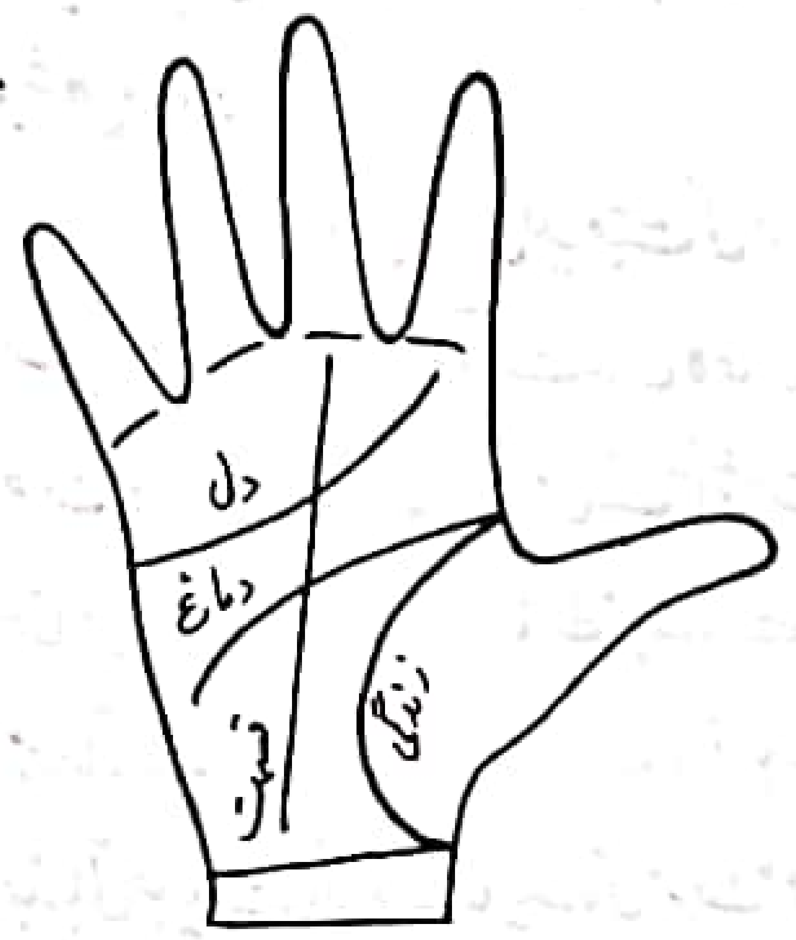

(۱)

اگرچہ زیادہ تر اس کا جائزہ مادّی نقطۂ نگاہ ہی سے کیا جاتا ہے مگر اس کے اثرات یہیں تک محدود نہیں ہیں۔ درحقیقت اس کے اندازِ نقش میں شخصیت و کردار کے معنی خیز عناصر مضمر ہیں اور اس میں شبہ نہیں کہ یہ مزاج، تگ و دو کی صلاحیت، ارادے کی کمی یا محکمی کئی باتوں سے آگاہ کرتی ہے۔ البتہ اس لکیر سے صحت کے بارے میں کوئی مفید بات معلوم نہیں ہو سکتی (شکل نمبر ۱)۔

بعض ہاتھوں میں قسمت کی لکیر نہیں ہوتی اور چونکہ اس کا تعلق مالی حالت اور کاروباری نشیب و فراز سے ہے اس لیے یہ قیاس کر لیا جاتا ہے کہ اس کا فقدان افلاس اور بے روزگاری کی اٹل علامت ہے۔ یہ درُست نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہتھیلی کے کئی دُوسرے نقوش و خطوط مالی اُونچ نیچ کا بھی پتا دیتے ہیں۔ عملی دست شناسی میں کئی ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو فارغ البال ہوتے ہُوئے بھی قسمت کی لکیر سے تہی دست ہوتے ہیں۔

اس لکیر کا قطعی فقدان درحقیقت ایک باطنی احساس کا نمائندہ ہے۔ ایسا شخص سب کچھ

ہوتے ہُوئے بھی زندگی کو بے رونق سمجھتا ہے۔ وہ رنگِ حیات سے آشنا کم ہی ہو سکتا ہے۔ اس کے اندر نہ تو یقین ہوتا ہے اور نہ ہی خود اعتمادی۔ درحقیقت اس کے خمیر میں وہ عنصر کم ہی ہوتا ہے جسے تائیدِ ایزدی پر بھروسا کہا جائے۔ علاوہ ازیں اس کے سامنے کوئی مخصوص مقصدِ حیات نہیں ہوتا اور اس کے لیل و نہار بغیر کسی معیّن مطمحِ نظر کے محض روزمرّہ کی ضروریات پُورا کرنے ہی میں گزر جاتے ہیں۔ درحقیقت ایسا شخص نہ تو دُور اندیش ہوتا ہے اور نہ ہی مستقبل کے لیے کسی متعیّن منزلِ مقصود کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ جو کچھ کماتا ہے یا اس کے پاس ہوتا ہے اس کو صرف کر دینے سے دریغ نہیں کرتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ کوئی مستحکم اثاثہ پس انداز نہیں کر پاتا۔ کاروبار اور کام کاج کے بارے میں بھی وہ مُتلوّن مزاج ہوتا ہے۔ کہیں جم کر کام کر ہی نہیں سکتا۔ اگر وہ ملازمت پیشہ ہو تو مستقل طور پر ایک ادارے میں یا ایک آقا کے پاس جمعیتِ خاطر سے کام نہیں کرتا۔ اگر اس کا تعلق تجارت یا کاروبار سے ہو تو اس میں بھی وہ تبدیلیاں کرتا رہتا ہے۔

درحقیقت اس کے کردار میں تغیرّ کا محرک عنصر ہوتا ہے۔ وہ غیر مستقل مزاج، متذبذب اور تلوّن پسند ہوتا ہے۔ اس میں زندگی بنانے والی منصوبہ بندی کا قطعی فقدان ہوتا ہے اور وہ طبعًا غیر ذمّہ دار اور لااُبالی قسم کا شخص ہوتا ہے۔ ان عناصرِ کردار کے باعث وہ بالعموم دُوسروں کا اعتماد حاصل نہیں کر سکتا اور بالعموم ناکام زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس کے ذہن پر رائے عامّہ کا بہُت ہی کم اثر ہو سکتا ہے۔

جب قسمت کی لکیر واضح، سالم، لمبی اور بے عیب ہو تو یہ کردار کے مثبت پہلو پر دال ہے۔ اس کا حامل دنیوی ساکھ اور مال و دولت کی قدر کرتا ہے اور ان کے حصُول کی راہ میں اپنی طبعی صلاحیتیں اور مساعی ایک معیّن طریقِ کار کے تحت بروئے کار لاتا ہے۔ وہ اپنی کمائی کے مناسب اور جائز استعمال کا بھی دل سے حامی ہوتا ہے۔ جہاں وہ اچھی زندگی، اچھا رہنا سہنا، معاشرے میں بلند مقام وغیرہ امور کا لحاظ رکھتا ہے، وہاں کل کے لیے بھی سوچتا ہے اور اپنی حیثیت کے مطابق پس انداز کرنے کا خوگر ہوتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ دنیوی املاک میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔ وہ بال بچوں کے مستقبل کے بارے میں انتظامات بھی کرتا ہے اور اپنے ایامِ پیری

میں خواہشات و ضروریات کے پیش نظر ایسے قدم اُٹھاتا ہے کہ اس کے تمام کام خوش اسلوبی سے پُورے ہو سکیں اور زندگی کی خزاں تسکینِ باطن کے ساتھ گزر سکے۔ (شکل نمبر ۱)۔

اس لکیر کا آغاز بڑا معنی خیز ہے اور اس کا نہایت توجّہ سے دیکھنا ضروری ہے۔ اس کا طبعی مقامِ آغاز تو درحقیقت وہ ہے جہاں ہتھیلی شروع ہوتی ہے اور کلائی ختم ہوتی ہے۔ اگر غائر نظر سے دیکھا جائے تو کلائی کے خاتمے پر ایک گہری واضح آڑی لکیر دکھائی دے گی۔ لیکن ہر حال میں ایسا نہیں ہوتا۔ جس طرح اُنگلیوں کی بالائی پوروں پر (FINGER PRINT PATTERNS) جلد میں مختلف نوع کے ریشمی باریک خطوط شکلیں اور نقوش بناتے ہیں جنھیں دیکھ کر مجرم کی پولیس والے شناخت کرتے ہیں، اسی طرح کے جلدی خطوط کا جال ساری ہتھیلی پر بچھا ہُوا ہے۔ جہاں پر کلائی کی موٹی جلد ختم ہوتی ہے وہیں پر یہ ریشمی خطوط اپنا تانا بانا شروع کر دیتے ہیں اور کلائی کی موٹی لکیر کے متوازی بالعموم ایک حدِ فاصل بناتے ہیں۔ جب قسمت کی لکیر اس مقام یا اس سے جُڑ کے دہانے کے برابر اُوپر سے شروع ہو تو یہ بتاتی ہے کہ حاملِ نشان ایسے خاندان میں پیدا ہُوا ہے جو دُنیوی اعتبار سے اچھی ساکھ رکھتا ہے اور مالی اعتبار سے مُحکم بنیادوں پر قائم ہے۔ ان اُمور کے باعث ابتدائے حیات ہی سے اُسے لاشعوری طور پر آرام و آسائش کے ساتھ ایک قسم کے طبعی استحکام کا احساس ہوتا ہے۔

جب یہی لکیر شروع ہی سے بے عیب، صاف اور سیدھی یوں نقش ہو کہ ہتھیلی کو عبور کرتے ہُوئے اس میں کوئی ردّ و بدل نہ دکھائی دے تو ایسے شخص کی زندگی گویا ایک لحاظ سے روزِ اوّل ہی سے ایک ضابطے اور نظام کے باعث مرتّب ہو چکی ہوتی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ اپنے لیل و نہار بہ آسائش اور بلا تغیر ردّ و بدل گزار سکتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی زندگی بے رنگ یا بے عمل ہوتی ہے۔

اگرچہ یہ لکیر مالی اور دُنیوی اُمور سے متعلق ہے لیکن اگر یہ بہت ہی لمبی ہو اور کلائی کے آغاز سے عمود کی طرح واضح، سالم اور بے نقص درمیانی اُنگلی کی جڑ تک چلی جائے تو یہ خاص اہم بات کا پتا دیتی ہے۔ یہ درحقیقت عمرِ طویل کی پختہ علامت ہے۔ اس کا حامل بڑی عمر پاتا ہے۔ ایسی لکیر کے ہوتے ہُوئے اگر زندگی کی لکیر شکستہ بھی ہو یا اس میں اور قسم کے نقائص

دکھائی دیں تو بھی اس شخص کا مقسوم اسے عمرِ طویل عطا کرتا ہے۔

جب یہ لکیر لمبی تو ہو مگر پتلی اور نحیف نظر آئے تو ایسے مقدر اور حالات کا پتا دیتی ہے جو نہ تو معین ہوتے ہیں اور نہ ہی حادثاتِ زمانہ کی زد سے باہر۔ درحقیقت ایسے شخص کی زندگی معمولی اور غیر اہم وقوعات کا تسلسل بن جاتی ہے۔ نہ تو وہ بڑے دُنیوی عروج و زوال اور نہ ہی عظیم نشیب و فراز دیکھتا ہے۔ وہ کوئی ایسا اہم کام نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی ایسی بات کرتا ہے جس کی ابنائے عالم کی نگاہوں میں وقعت ہوتی ہے۔ اس کی زندگی ناقابلِ اعتبار ہوتی ہے اور وہ ایک دو ٹنگے جانور کی مانند اپنے لیل و نہار گزار دیتا ہے۔ نہ تو اس کی حیات اور نہ ہی اس کی موت کا کوئی پہلو ایسا ہوتا ہے کہ اربابِ زمانہ کو چونکا سکے۔ وہ پیدا ہوتا ہے، جیتا ہے اور مر جاتا ہے۔ نہ اس کے ہونے کی کوئی اہمیت ہوتی ہے اور نہ اس کے چلے جانے سے زندگی میں کوئی خلا پیدا ہوتا ہے (شکل نمبر ۲)۔

(۲)

قسمت کی لکیر کے طبعی مقامِ آغاز کا بیان نگاہ میں رکھتے ہُوئے اس کے مختلف قسم کے شروعات کا تفصیل سے دیکھنا ضروری ہے۔ اگر یہ لکیر کلائی سے غیر متّصل ہتھیلی میں کچھ اُوپر سے نمودار ہو کر اپنی گزرگاہ پر رواں ہو تو ایسی لکیر بتاتی ہے کہ صاحبِ نشان نے ایسے گھرانے میں آنکھیں کھولیں جہاں دنیوی اعتبار سے ضروریاتِ حیات کے لیے کافی عمدہ سہولتیں موجود ہیں۔ نیز ایسا شخص شروع حیات ہی سے اپنے کردار میں ایسی صلاحیت لے کر آتا ہے جو اسے آزادانہ طور پر دنیوی اور مادّی ضرورتوں کے پُورا کرنے میں اعانت کرتی ہے اور بچپن ہی سے بڑی حد تک اس کے انداز سے خود اعتمادی اور عمل پسندی کے آثار دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اس طبعی استعداد کے باعث اس کے گرد و پیش کے لوگ شروع ہی سے اس پر ایک قسم کا بھروسا کرنے لگتے ہیں اور اس سے آیندہ کے لیے اچھی توقّعات وابستہ کر لیتے ہیں۔ ایسی قسمت کی لکیر آغاز کے بعد واضح اور لمبی ہو اور

Scanned with CamScanner

(۳)

درمیانی اُنگلی کے نیچے پہنچ کر اختتام پذیر ہو تو ایسا شخص زندگی کو کامیاب بنانے کی راہ میں کارگر اور موزوں مساعی و تدابیر سے کام لیتا ہے اور بلاشبہ ذاتی صلاحیتوں اور کارکردگی سے قابلِ اعتماد اور اچھی دنیوی زندگی بسر کرتا ہے (شکل نمبر ۳)۔

ایسی لکیر اگر بے عیب ، گہری اور چمکدار ہو اور ہتھیلی کی ساری سطح کو سالم عبور کر کے دُوسری اُنگلی کے عین نیچے ختم ہو تو ایسے کردار کا پتا دیتی ہے کہ جو ذاتی سعی و محنت، حسنِ تدبّر اور مسلسل نگہداری کے طفیل مالی اور دنیوی اعتبار سے بڑی خوش اسلوبی سے ذاتی وقار، دھن دولت اور املاک میں بتدریج معتدبہ اضافہ کرتا چلا جاتا ہے اور کاروباری یا عملی زندگی کے دوران اس قدر اثاثہ جمع کر لیتا ہے کہ ایامِ پیری بے فکری اور سہولت سے گزرتے ہیں (شکل نمبر ۳)۔

ایسی لکیر کا ایک خاص اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان جس ڈگر پر چلتا ہے اس میں تبدیلیاں نہیں کرتا۔ اگر وہ ملازمت اختیار کر لے تو وہ اپنے فرائض اور کام سے متعلقہ تمام اُمور پر غور کرتا ہے۔ ان کے مالۂ اور ماعلیہ کو اچھی طرح جاننے کی کوشش کرتا ہے اور کام کو بہتر اور موزوں ترین طریقے سے سرانجام دینے کی سعی کرتا رہتا ہے۔ وہ ایک دستور العمل اور معیّن معمول پر کاربند ہو جاتا ہے اور اس کی تمامتر زندگی گویا ایک مرتبہ نظام کے تحت گزرتی ہے۔ ایسا شخص تقدیر کا ماننے والا ہوتا ہے اور اسے کسی عظیم طاقت پر بہت ہی محکم ایمان ہوتا ہے اگرچہ وہ ہر کام تندہی، سلامت روی اور دانش مندی سے اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہُوئے سرانجام دینے کی طرف راغب ہوتا ہے اور خدائے قدیر اور تقدیر پر بھروسا کرتا ہے مگر اس کا عمل "بر توکّل زانوئے اُشتر بہ بند" کے مصداق ہوتا ہے۔

جب قسمت کی لکیر کلائی کے قریب ہی سے نمودار ہو مگر زندگی کی لکیر کے بہت ہی نزدیک مقام سے اُٹھے (شرط یہ ہے کہ وہ زندگی کی لکیر سے غیر متّصل ہو) تو اگرچہ تمام مذکورہ بالا

عناصرِ طبیعت کا خاصّہ ہوں گے مگر ان میں ایک خصوصی بات کا اضافہ نمایاں طور پر محسوس کیا جائے گا۔ ایسا شخص اپنے اربابِ خاندان کے زیرِ اثر رہتا ہے اور اس کی تمامتر زندگی ان تاثّرات یا تعلّقات سے بہت حد تک متاثّر ہوتی ہے۔

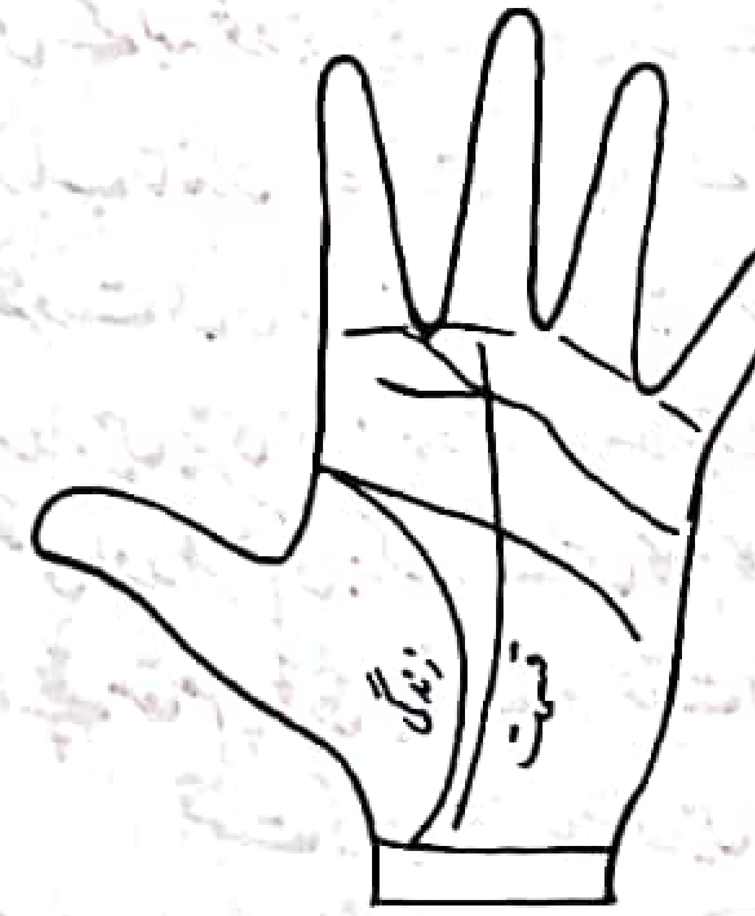

(۴)

اگرچہ وہ طبعًا خود اعتماد اور عمل پسند ہوتا ہے مگر ہر اہم کام یا معاملے میں وہ یہ بالضرور سوچتا ہے کہ اس کے اعمال و اقوال کا اس کے خاندان یا اقربا پر کیا اثر ہوگا۔ اور یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ کوئی نہ کوئی فردِ خاندان جس کی وہ عزّت کرتا ہے یا جس سے اسے دلی پیار ہوتا ہے، اس کے اعمال پر اچھا یا بُرا اثر ڈال سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ بلاوجہ اور بغیر عمیق غور و فکر اپنے رویّہ یا ارادوں میں تبدیلی کے لیے آمادہ کم ہی ہو سکتا ہے (شکل نمبر ۴)۔

(۵)

قسمت کی لکیر اگر زندگی کی لکیر سے یوں آغاز کرے کہ اس کی ایک اہم شاخ محسوس ہو تو یہ نہایت ہی خاص اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ ایسے شخص کو اپنی قسمت خود ہی بنانا ہوگی۔ آغازِ حیات ہی سے اسے اس حقیقت کا احساس ہو جاتا ہے اور اس کے زمانۂ طفلی کا ماحول، خاندانی حالات وغیرہ بھی اس کے ذہن پر کسی لاشعوری یا غیر مرئی طریقے سے یہ بات نقش کر دیتے ہیں کہ اسے اپنے لیے اپنی دُنیا خود ہی تخلیق کرنا ہوگی (شکل نمبر ۵)۔

آغاز سے آگے بڑھ کر اگر یہ لکیر عمدہ ، لمبی اور گہری ہو تو ایسا شخص ذاتی محنت اور تگ و دو کا عادی ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ آغازِ کار کے لیے اُسے اپنے اربابِ خاندان سے تعلیم یا ضروری تربیت

کے سامان بہم پہنچ جاتے ہیں اور وہ کسی حد تک اسے مخصوص راہ پر لگا بھی دیتے ہیں۔ مگر اس کے فوری بعد اس کیلئے اپنوں سے مزید توقع یا اعانت کے امکانات مفقود ہو جاتے ہیں۔ ایسا انسان اس کے بعد خود ہی اپنی راہ نکال لیتا ہے، اپنی قسمت اور کامیابی کا خود ہی معمار ہوتا ہے اور اربابِ خاندان کے بہت قریب رہتے ہوئے بھی ان پر بھروسا نہیں کرتا۔ لیکن حتیٰ الوسع اور بوقتِ ضرورت ان کی خدمت سے گریز نہیں کرتا اور سدا اڑے وقت میں ان کا ساتھ دیتا ہے۔ اس کے کردار میں بڑی خود اعتمادی اور صلاحیتِ کار کے جوہر ہوتے ہیں۔ وہ دُھن کی پختگی، عمل کی محکمی اور عزم کی برکت سے جس کام کا بیڑا اٹھا لیتا ہے اسے پروان چڑھا کے ہی دم لیتا ہے۔ وہ اچھے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور عزت اور خوش اسلوبی سے زندگی بسر کرتا ہے۔

(۶)

قسمت کی لکیر بعض حالتوں میں زندگی کی لکیر کے اندر اُس پُر گوشت حصے سے نمودار ہوتی ہے جسے زُہرہ کا اُبھار کہتے ہیں۔ جب وہ اس مقام سے شروع ہو کر زندگی کی لکیر کو عبور کرتی ہوئی اپنی گزرگاہِ معینہ پر چلی جائے تو یہ بالکل مختلف قسم کے کردار و حالات کا پتا دیتی ہے (شکل نمبر ۶)۔

زہرہ کا اُبھار خاندان، محبت اور قریبی عزیزوں ایسے اُمور سے متعلق ہے۔ قسمت کی لکیر جب اس کے احاطے سے نکل کر زندگی کی لکیر کے اُوپر سے گزرتی ہوئی ہتھیلی میں نقش ہو تو گویا یہ بتاتی ہے کہ حاملِ نشان کی دنیوی اور کاروباری زندگی کے آغاز اور اس کے نشیب و فراز کا انحصار بڑی حد تک خاندانی اعانت اور مالی استحکام پر مبنی ہوگا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ایسا شخص جو کچھ بھی کرتا ہے یا جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتا ہے اس کا انتخاب اور تعلق خاندانی ذرائع آمدنی یا دھن دولت سے ہی ہوتا ہے۔

ایسا شخص بالعموم خاندانی کاروبار یا پیشہ اختیار کر لیتا ہے اور اربابِ خاندان کے

ساتھ مل کر تلاشِ روزگار میں منہمک ہو جاتا ہے اگر اس کا خاندان سرکاری ملازمت سے وابستہ ہو تو وہ بھی انھی کے توسط سے ویسا ہی کام عہدہ وغیرہ حاصل کر لیتا ہے۔ ایک بات جو قسمت کی ایسی لکیر کا خاصہ ہے وہ یہ ہے کہ اس کا حامل ہمیشہ اپنے خاندان اور عزیزوں کے قریب ہی رہنا چاہتا ہے۔ بالعموم وہ خاندانی گھر ہی میں رہتا ہے اور اپنوں کی ہر خوشی اور ہر رنج میں شرکت ہی کو حقیقی زندگی محسوس کرتا ہے۔ ان کا سُکھ اپنا سُکھ جانتا ہے اور ان کا دُکھ اپنا دُکھ سمجھتا ہے۔

(۷)

قسمت کی لکیر اگر اس مقام سے نکلے جو چاند کا اُبھار کہلاتا ہے تو یہ بہت ہی اہم آغاز ہے۔ چاند کا اُبھار کلائی کی بالائی لکیر کے متوازی حصے سے ہتھیلی کی بیرونی ڈھلان اور کفِ دست کے خاصے حصے پر محیط ہوتا ہے اور زہرہ کے اُبھار کے بالکل مقابل اچھا خاصا اُبھرا ہُوا ہوتا ہے۔ جب یہ یہاں سے نمودار ہو تو یہ شخصیت میں ایک خاص جاذبیت کی علامت ہے ایسے شخص کے کردار میں ڈرامائی تاثر پیدا کرنے کی طبعی صلاحیت ہوتی ہے اور وہ جس میدانِ حیات میں بھی داخل ہو جاتا ہے اس میں اپنے لیے قبولِ عام حاصل کر لیتا ہے (شکل نمبر ۷)۔

اس کے کردار میں ایک خاص قسم کی خود اعتمادی کا جوہر ہوتا ہے۔ وہ عام ڈگر سے ہٹ کر طرزِ نو کی بنیاد ڈالتا ہے اور اپنی حریت پسندی، آزاد منشی اور عزمِ خاص سے ایسا طلسم پھونکتا ہے کہ لوگ اس کی غیر معمولی جاذب شخصیت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ وہ بہت جلد قبولِ عام حاصل کر لیتا ہے۔ جہاں وہ لوگوں کی نگاہوں میں عزت و آبرو سے دیکھا جاتا ہے وہاں صنفِ نازک کو بھی اپنی بے پناہ کشش کے باعث اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اس کے چاہنے والوں کا ایک اچھا خاصا حلقہ آپ سے آپ مرتب ہو جاتا ہے۔ وہ نہ صرف جنسِ مخالف کو اپنی طرف مائل کر لیتا ہے بلکہ خود بھی اس کی طرف بہت جلد کھنچ جاتا ہے۔ اس کے کردار کی

یہ خامی اسے موردِ الزام بھی بنا دیتی ہے۔ لیکن وہ اپنے معاشقوں اور روابطِ جنسی کو بھی قبولِ عام کا ایک عنصر ہی تصوّر کرتا ہے اور اکثر اپنی والہانہ کامرانیوں کا فخر و مباہات سے ذکر کرتا ہے۔ وہ رومانوی جاذبیّت تو رکھتا ہے مگر اس میں وفا کا فقدان ہی ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت کی سب سے نمایاں خامی تلوّن ہے جس کی وجہ سے اسے قریب سے جاننے والے اس پر بہت سوچ سمجھ کر ہی بھروسا کرنے پر مائل ہو سکتے ہیں۔

جب قسمت کی لکیر کلائی کی بالائی قوس نما لکیر کے نزدیک سے یوں شروع ہو کر اس کا آغاز کراس یعنی چرخی یا آڑی ترچھی لکیروں سے مل کر نمودار ہو تو یہ بتاتی ہے کہ ایسے شخص کا بچپن سخت آلام اور مصائب میں گزرتا ہے۔ وہ جوان ہو کر بچپن کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی رُوحانی دکھ محسوس کرتا ہے (شکل نمبر ۸)۔

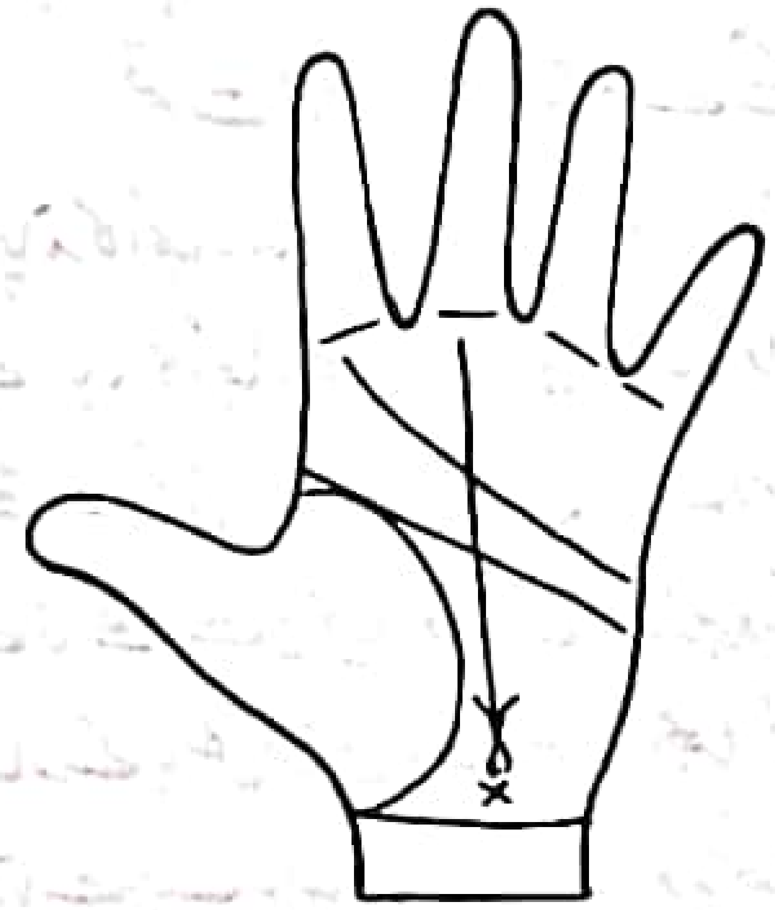

(۸)

اگر قسمت کی لکیر اسی مقام سے نمودار ہو مگر شروع میں زنجیر دار ہو تو یہ بھی اچھی علامت نہیں۔ یہ بھی دکھ بھرے زمانۂ طفلی کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص مختلف قسم کی مشکلوں میں اپنا بچپن بسر کرتا ہے اور بڑی عمر کو پہنچ کر اپنے عہدِ طفلی کو بھول جانا چاہتا ہے (شکل نمبر ۹)۔

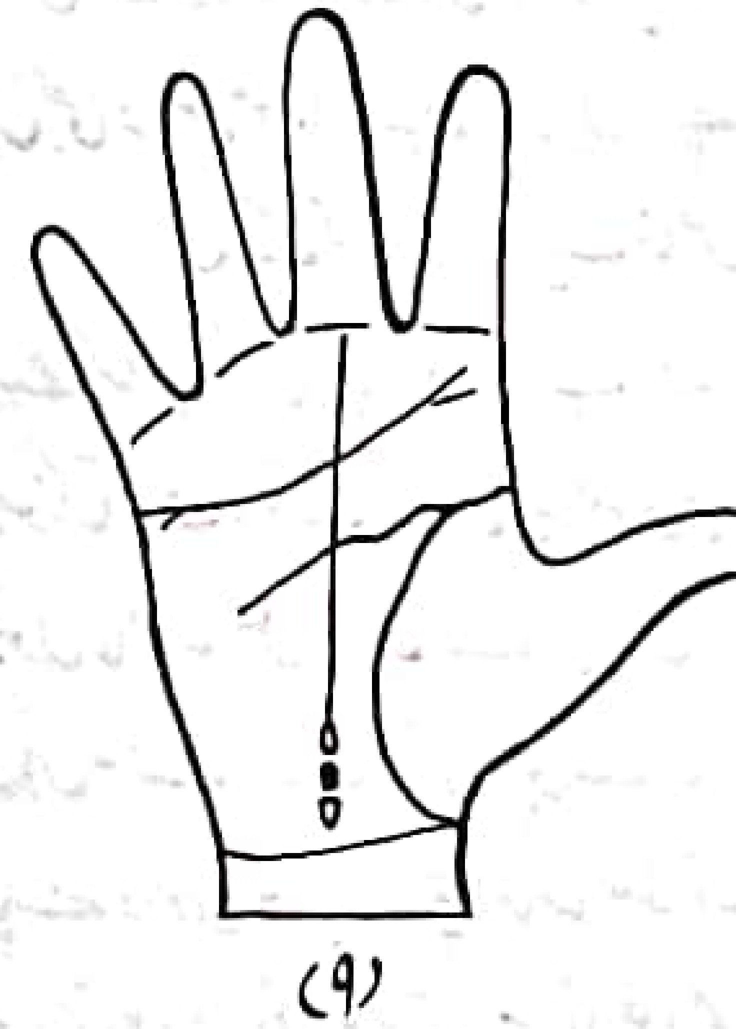

(۹)

اگر قسمت کی لکیر اسی مقام سے صرف ایک جزیرے سے نمودار ہو تو یہ منحوس علامت تصوّر کی جاتی ہے۔ ایسے شخص کی زندگی کا آغاز اور بچپن کا زمانہ کسی شبہ اور شک کے زیرِ اثر رہتا ہے۔ بعض حالات میں اس کی پیدائش کے

بارے میں بھی شکوک پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ دُرست نہیں ہے۔

جب یہ لکیر کلائی کے قریب سے شروع ہو اور آگے بڑھے مگر تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد زندگی کی لکیر سے یوں متّصل ہو جائے کہ دونوں لکیریں کچھ فاصلہ مل کر طے کریں اور پھر قسمت کی لکیر جُدا ہو جائے اور آزادانہ اپنی روش پر رواں ہو جائے تو یہ ایک خاص بات کا پتا دیتی ہے (شکل نمبر ۱۰)۔

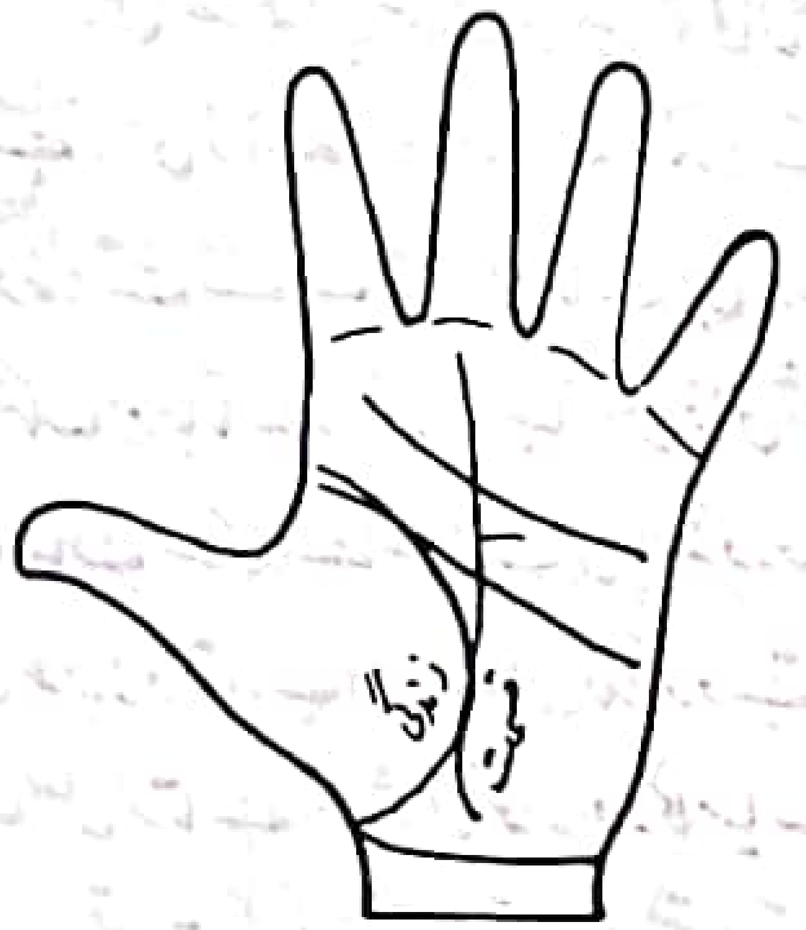

(۱۰)

ایسی قسمت کی لکیر بتاتی ہے کہ حاملِ نشان نے ذاتی محنت اور انتخاب سے اپنے کام کی داغ بیل ڈالی اور اس میں فروغ و ارتقا کے امکانات پیدا کر لیے اور بیشتر اس کے کہ وہ حسبِ منشا اپنی زندگی اور کام کو استوار کر سکے، اس کے اربابِ خاندان کے حالات کسی حادثے یا اُلجھن کی وجہ سے یُوں بگڑ گئے کہ ان کے سُلجھنے کے امکانات دکھائی ہی نہیں دیتے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی بہُت ہی عزیز اور قریبی رشتے دار جو خاندانی نان و نفقہ کا کفیل ہوتا ہے، بیمار ہو جاتا ہے، مرض طول کھینچتا ہے اور مریض عرصۂ دراز تک کام کاج کے قابل نہیں ہو سکتا۔ جُوں ہی حاملِ نشان ان حالات کو دیکھتا ہے تو فی الفور اربابِ خاندان کی اعانت پر عملی طور پر آمادہ ہو جاتا ہے، اپنی ضرورتوں اور خوشیوں کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے اور دن رات ذاتی کاوش اور توجّہ کے ساتھ جو کچھ بھی مالی اعتبار سے اس سے بن پڑتا ہے، ضرورت مند اربابِ خاندان کی خدمت میں پیش کر دیتا ہے۔

اس دورِ ابتلا میں حاملِ نشان کی اپنی زندگی اکثر تشنہ سی رہ جاتی ہے اور مسلسل ایثار و قربانی کے باعث اس کا دائرہ عمل و نشاط بے حد محدود ہو کے رہ جاتا ہے۔ اگرچہ دل میں اسے اپنی محرومیوں کا احساس ہوتا ہے مگر وہ عزیزوں کے مصائب کے پیشِ نظر خاموش رہتا ہے۔ اور بخوشی ایثار سے کام لیتا ہے۔ وہ محض اخلاقی فرض ہی سمجھ کر ایسا نہیں کرتا ہے بلکہ ان تمام اُمور کر

اپنی زندگی کے اجزائے لاینفک سمجھتا ہے۔

جس حصۂ عمر میں قسمت کی لکیر زندگی کی لپیٹ سے آزاد ہو کر جداگانہ اپنی روش پر پہنچ جاتی ہے، اسی زمانے سے اربابِ خاندان کے حالات اس قدر سدھر جاتے ہیں کہ وہ اس کے ایثار و خدمت سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور وہ از سرِ نو اپنی ضرورتوں اور خوشیوں کو پورا کرنے میں منہمک ہو جاتا ہے۔ فطرتاً ایسا شخص فرض شناس، ایثار پیشہ اور صابر ہوتا ہے اور بلاشبہ ان اوصافِ حسنہ کا اسے صلۂ نیک بھی بالضرور حاصل ہوتا ہے۔ اس کی ضرورت یا تکلیف کے وقت عزیز و اقارب اس پر جان فدا کر دیتے ہیں اور وہ بھی ذاتی سعی و کاوش سے زندگی میں آبرو حاصل کرتا ہے اور خوش گوار اور کامیاب جیتا ہے۔

(۱۱)

قسمت کی لکیر بعض ہاتھوں میں ہتھیلی کے وسط سے بھی شروع ہوتی ہے اور وہاں سے آگے بڑھتی ہوئی درمیانی اُنگلی کے نیچے پہنچ کر اپنے طبعی مقام پر سرانجام پاتی ہے۔ کلائی سے لے کر ہتھیلی کے درمیانی حصے تک ایسی لکیر مفقود ہوتی ہے (شکل نمبر ۱۱)۔

ایسی لکیر یہ بتاتی ہے کہ جس عمر تک یہ شروع نہیں ہوتی اس سے پہلے کے ایامِ حیات کسی مالی حیثیت یا دُنیوی ترقی کے بغیر ہی بسر ہوتے ہیں اور ایسا زمانہ بڑی دشواریوں اور مالی مشکلوں میں گزارنا پڑتا ہے۔ درحقیقت یہ بے سروسامانی کا عالم ہوتا ہے اور بڑے ناہموار اور اڑے وقتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ بڑی جانفشانی اور سخت تگ و دو کے بعد حالات تسلی بخش صورت اختیار کرنے لگتے ہیں اور حاملِ نشان اطمینان کی سانس لینے لگتا ہے۔ اگر قسمت کی لکیر سالم اور واضح بڑھتی جائے تو بتدریج ترقی کے باعث مالی استحکام اور دنیوی فراغت حاصل ہوتی چلی جاتی ہے۔

قسمت کی لکیر کا کفِ دست کے وسط سے آغاز کردار کے چند ایسے اہم پہلوؤں پر روشنی

ڈالتا ہے جو فی الواقع قابلِ قدر ہوتے ہیں۔ ایسا شخص پے بہ پے مالی اور دنیوی مشکلات سے نبرد آزما ہوتا ہے اور باوجودیکہ اسے بظاہر کامیابی کی اُمید نظر نہیں آتی، وہ ہمت نہیں ہارتا اور مسلسل ہاتھ پاؤں مارتا رہتا ہے اور بالآخر محنت و دانائی سے کامیاب ہو کے رہتا ہے۔ وہ سخت محنت کش، دُھن کا پکا اور مستقل مزاج ہوتا ہے اور بغیر کسی کے سہارے یا اعانت کے، محض فراتی صلاحیت سے اپنے لیے زندگی میں اچھا مقام پیدا کر لیتا ہے۔

(۱۲)

قسمت کی لکیر بعض ہاتھوں میں ہتھیلی کے اس حصے تک مفقود ہوتی ہے جہاں سے دماغ کی لکیر گزرتی ہے گویا کم و بیش ہتھیلی کا دو تہائی حصہ اس لکیر سے خالی ہوتا ہے۔ مگر جب دماغ کی لکیر سے واضح سالم اور چمک دار شروع ہو کر اسی طرح درمیانی اُنگلی کے نیچے پہنچ جائے تو یہ غیر معمولی نشانی ہے، بلاشبہ اہم اور معنی خیز ہوتی ہے (شکل نمبر ۱۲)۔

اس لکیر کا حامل زمانۂ شباب اور اَدھیڑ عمر تک کا عرصہ محنت اور مشقت میں گزار دیتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس کا کوئی کام سیدھا ہوتا ہی نہیں۔ گویا وہ ہر قدم غلط ہی اُٹھاتا ہے اور عمرِ عزیز کا وافر حصہ تنگ حالی اور مسلسل دشواریوں میں بسر کرتا ہے۔ مگر اس کی داد دیے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ وہ قطعاً مایوس نہیں ہوتا اور اپنی مساعی میں کسی طرح بھی کوتاہی سے کام نہیں لیتا۔ اور آخر وہ دن بھی آ ہی جاتا ہے کہ اس کا کوئی منصوبہ اختراع، ایجاد یا تجویز و تدبیر یکایک کامیاب ہوتی ہے اور خوش بختی اس کے قدم چومنا شروع کر دیتی ہے۔ اس کے بعد اُس کی عُمر کا آخری حصہ بے حد آسائش، آرام اور حُسن دولت میں بسر ہوتا ہے۔ ایسا انسان بے منتِ غیر محض ذاتی استعداد، اَن تھک مشقت اور ذہنی کاوش کے بل بوتے پر سربلند ہوتا ہے اور ایامِ پیری فراغت، تسکینِ قلب اور دولت کی فراوانی کے ساتھ گزارتا ہے۔

بعض ہاتھوں میں قسمت کی لکیر ہاتھ میں کہیں بھی نظر نہیں آتی مگر دل کی لکیر سے یکایک نمودار ہوتی ہے اور اس کے بعد گہری اور سالم درمیانی اُنگلی کے نیچے پہنچ کر ختم ہوتی ہے۔ جب یہ لکیر یوں نقش ہو تو بہت بڑی عمر میں پہنچ کر بخت یاوری کرتا ہے۔ بچپن، جوانی، اَدھیڑ عمر کے ایام مشکلوں اور تنگ دستی ہی میں گزر جاتے ہیں اور باوجود سعیِ بسیار کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ البتہ بڑی عمر کو پہنچتے ہی کوئی عزیز یا اولاد میں سے کوئی شخص یکایک دھن دولت کمانا شروع کر دیتا ہے اور اس کا زمانہ نعمتوں اور فراغتوں سے مالامال ہو جاتا ہے۔ عمر بھر کا دُکھ درد دُور ہو جاتا ہے اور ایامِ پیری عزت و آبرو اور آسائش سے گزرتے ہیں (شکل نمبر ۱۳)۔

(۱۳)

قسمت کی لکیر اگر کسی ایک مقام پر ٹوٹ جائے تو عمر کے اس حصے میں جہاں یہ ٹوٹتی ہے، یہ بتاتی ہے کہ حاملِ نشان کو مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا اور جب تک وقفۂ شکستہ ختم نہیں ہوگا، مشکلات اور دنیوی دُشواریوں سے نجات نہ مل سکے گی۔ نفسیاتی نقطۂ نظر سے ایسا نشان خود اعتمادی اور مادی استحکام میں ایک نوع کا تذبذب پیدا کر دیتا ہے۔ اگر قسمت کی لکیر بار بار شکستہ ہو تو مصائب کا دَور طویل اور بڑا ہی ہمت شکن ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۴)۔

(۱۴)

اِس سلسلے میں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ حاملِ نشان اس دورِ ابتلا سے کچھ پہلے اچھی حالت میں ہوتا ہے، مگر آنے والے مشکل زمانے کی طرف سے قطعی بے نیاز۔ گویا وہ فکرِ فردا کے سلسلے میں

کم ہی انتظامات کرتا ہے۔ جب اس کے کام، ملازمت یا حالات میں مالی الجھن پیدا ہوتی ہے تو وہ ان کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے یکایک ایک نوع کا صدمہ محسوس ہوتا ہے۔

جب قسمت کی لکیر صاف گہری اور سالم شروع ہو اور ہتھیلی کے وسطی حصے تک بے عیب رواں ہو مگر وہاں پہنچ کر یکایک کمزور اور مٹی مٹی سی دکھائی دینے لگے تو ایسی لکیر کے بارے میں بعض خاص اُمور کو سمجھ لینے کی ضرورت ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ بچپن اور جوانی کے ایام مالی اعتبار سے خوش گوار اور عمدہ طریقے سے بسر ہوں گے، ضروریات اور خواہشات خوش اسلوبی سے پُوری ہوتی چلی جائیں گی، مگر اَدھیڑ عمر میں پہنچ کر حالات نامساعد ہو جائیں گے اور مالی تکالیف درپیش ہوں گی، اگلی سی فراغت مفقود ہو جائے گی اور اس کے بعد کا زمانۂ حیات بدحالی اور مالی دشواریوں میں گزرے گا (شکل نمبر ۱۵)۔

(۱۵)

ایسی لکیر کے ہوتے ہُوئے یہ بات ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ اس کا حامل غیر ارادی یا لاشعوری طور پر ایسے اعمال و افعال کا مسلسل ارتکاب کرتا رہتا ہے جو بظاہر بے ضرر معلوم ہوتے ہیں لیکن امتدادِ زمانہ کے بعد اس کی طبیعت کا رجحان بالآخر نہایت بُرے نتائج پیدا کرتا ہے۔ درحقیقت ایسا شخص اپنی مالی حالت یا کام کاج کی ہوش مندی سے نگہداشت نہیں کرتا اور بعض اوقات غیر ذمہ دارانہ رویّہ اختیار کر لیتا ہے۔ اس کی کمزوری رنگ لاتی ہے، حالات پلٹ جاتے ہیں اور خوش بختی ساتھ نہیں دیتی۔ ایسے شخص کو ایامِ جوانی میں اپنے کردار، خرچ اخراجات، روابط و تعلقات وغیرہ کا احتیاط سے جائزہ لینا چاہیے اور اگر اسے اپنی کسی ایسی کمزوری کا احساس ہو سکے جو آیندہ چل کر مضرت رساں ثابت ہو تو اسے اس کی اصلاح کی طرف مستقل مزاجی سے توجہ دینی چاہیے۔ ممکن ہے وہ اپنے آنے والے تنزّل اور بدحالی کے اثرات سے بچنے یا ان کے تحرّک

عناصر میں ترمیم کے باعث مصائب کا تدارک کر سکے۔

(۱۶)

جب قسمت کی لکیر واضح اور عمدہ حالت میں ہتھیلی کے کسی بھی حصّے سے شروع ہو اور سالم اور گہری رواں ہو حتیٰ کہ وہ یکایک دماغ کی لکیر سے ٹکرا کر وہیں ختم ہو جائے تو یہ بے حد منحوس علامت ہے۔ اس کا حامل ذاتی غلطیوں کے باعث انجام کار سخت ناکام ثابت ہوتا ہے اور اسے بڑی ذلّت اُٹھانا پڑتی ہے (شکل نمبر ۱۶)۔

حقیقت یہ ہے کہ ایسا شخص اپنا دُشمن آپ ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت میں دُنیا میں پنپنے اور آگے بڑھنے کی وہ صلاحیّت جو لوگوں سے خوش معاملگی، حکمتِ عملی اور خوش گوار رابطے سے متعلق ہوتی ہے، قدرے کم ہوتی ہے۔ وہ دُوسروں کا احترام کم ہی کرتا ہے بلکہ انھیں اپنا دشمن خیال کرتا ہے۔ وہ اپنی رائے اور طریقِ کار کو بے عیب اور صحیح تصوّر کرتا ہے۔ نہ تو وہ کسی دانشمند کی رائے لیتا ہے اور نہ ہی اپنے نقائص پر غور کرتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنے اندازِ فکر و حیات میں کسی اہم تبدیلی کا حامی نہیں ہوتا اور اس میں شبہ نہیں کہ اس کے کردار میں خودسری کا عنصر بہت ہی قوی ہوتا ہے۔

ایسا شخص فی الحقیقت مسلسل ذاتی حماقت، تنگ نظری اور خودسری سے اپنے حق میں کانٹے بوتا چلا جاتا ہے۔ وہ ہر اہم معاملے کو غلط طریقے اور ناقص زاویے سے دیکھتا ہے۔ دُوسروں کے خیالات اور احساسات کا قطعاً احترام نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی غلطیوں سے سبق لیتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ کافی محنت اور بزعمِ خود دانائی سے آگے بڑھنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، مگر اس کے مسمُوم تصوّرات اور غلط اقدام اسے ہلاکت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور ایک دن وہ بھی آ جاتا ہے کہ وہ سب کچھ اپنی حماقت سے کھو بیٹھتا ہے اور اس کے بعد تأسّف، حیرت اور تنگ حالی میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

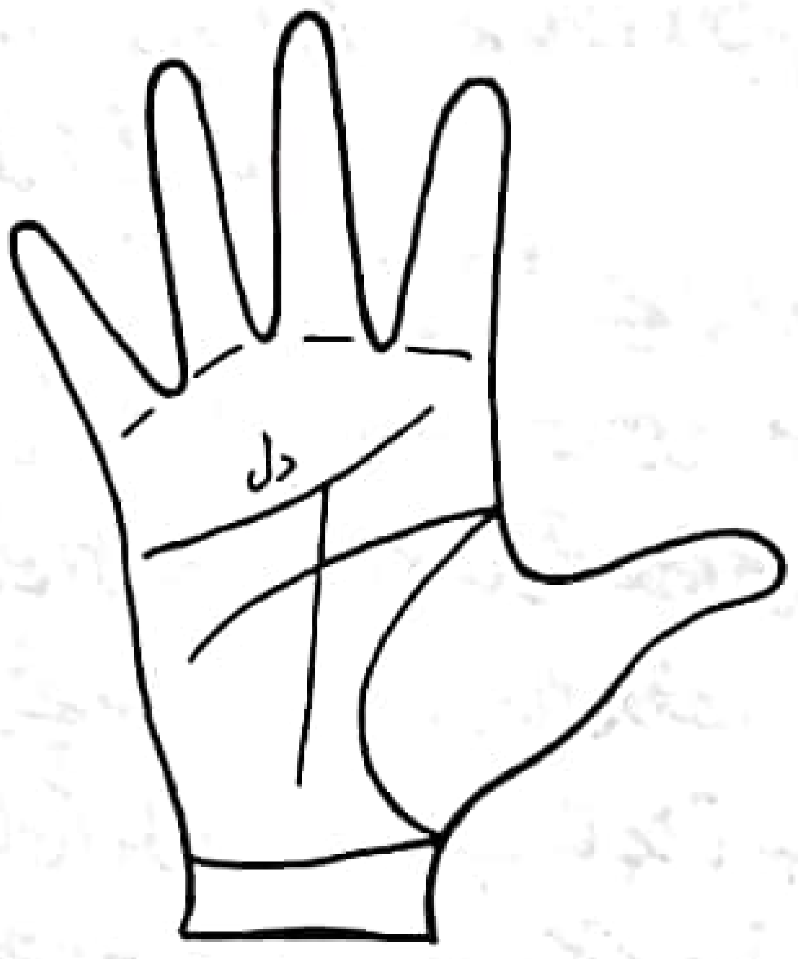

(۱۷)

اگر قسمت کی سالم، واضح اور گہری لکیر ساری ہتھیلی کو عبُور کرتی ہُوئی دِل کی لکیر پر پہنچ کر یکایک ختم ہو جائے تو یہ بھی اچھی علامت نہیں ہے۔ ایسا شخص جنسِ مخالف کے کسی فرد کے فریبِ محبت میں یوں پھنس جاتا ہے کہ اس کی مت ماری جاتی ہے۔ وہ عشق کے شدید عارضے میں مُبتلا ہو کر سب کچھ گنوا دیتا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس کے مقدر کی نحوست اس کے عاقبت نااندیش جذبۂ محبت میں مضمر ہوتی ہے (شکل نمبر ۱۷)۔

جب ایسے انسان پر محبّت کا بھُوت سوار ہو جاتا ہے تو وہ ہمہ تن فنافی العشق ہو کے رہ جاتا ہے۔ وہ کسی کی رائے نہیں لیتا اور اگر اسے کوئی سمجھانے کی کوشش کرے تو سُنتا ہی نہیں۔ وہ اپنے کاروبار، علائقِ دنیوی، احباب و اقارب سبھی سے مُنھ موڑ لیتا ہے۔ اس کے والہانہ تعشّق کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس کا محبوب ہی ہر لحاظ سے اس کا مرکزِ توجّہ ہوتا ہے اور اس کی ہر جائز و ناجائز خواہش پر وہ جان تک نچھاور کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ ایسا شخص عشق کے ہاتھوں ذلّت و ناداری سے دوچار ہوتا ہے اور آخر کار جب سب کچھ کھو دیتا ہے تو محبّت کے دیوتا کے سامنے گھُٹنے ٹیک دیتا ہے، مگر دھتکارا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے وہ اس وقت بیدار ہوتا ہے جب اس کی نجات کے تمام راستے مسدُود ہو چکے ہوتے ہیں۔ ایسے شخص کا انجام اس قدر عبرتناک ہوتا ہے کہ خُدا دشمن کو بھی ایسا مقدر عطا نہ کرے۔

قسمت کی لکیر سے نکلنے والی شاخیں بڑی اہمیّت کی حامل ہوتی ہیں۔ یہ دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک اُوپر جانے والی اور دُوسری نیچے جانے والی۔ اُوپر جانے والی ہر شاخ افزائشِ رزق و فروغِ مقدر کی نشان دہی کرتی ہے اور نیچے جانے والی اس کے برعکس نتائج کا پتا دیتی ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات بے حد قابلِ غور ہے کہ شاخ کے اُوپر یا نیچے جانے کی تمیز آسان نہیں ہے۔

بعض وقت ایک محکم اور سالم لکیر چاند کے اُبھار سے قسمت کی لکیر میں داخل ہوتی ہے، اور اگر اس کا نظرِ غور سے جائزہ نہ لیا جائے تو غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ نیچے جانے والی شاخ ہے۔

اگر ایک واضح شاخ نیچے کی طرف جائے اور یہ قسمت کی لکیر میں داخل ہونے والی لکیر نہ ہو تو یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ عمر کے جس حصے میں ایسی لکیر نقش ہو (اس کا تعیّن اس نقطے سے ہوگا جہاں قسمت کی لکیر سے یہ نیچے جانا شروع کرے) تو اس وقت حاملِ نشان کو مالی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

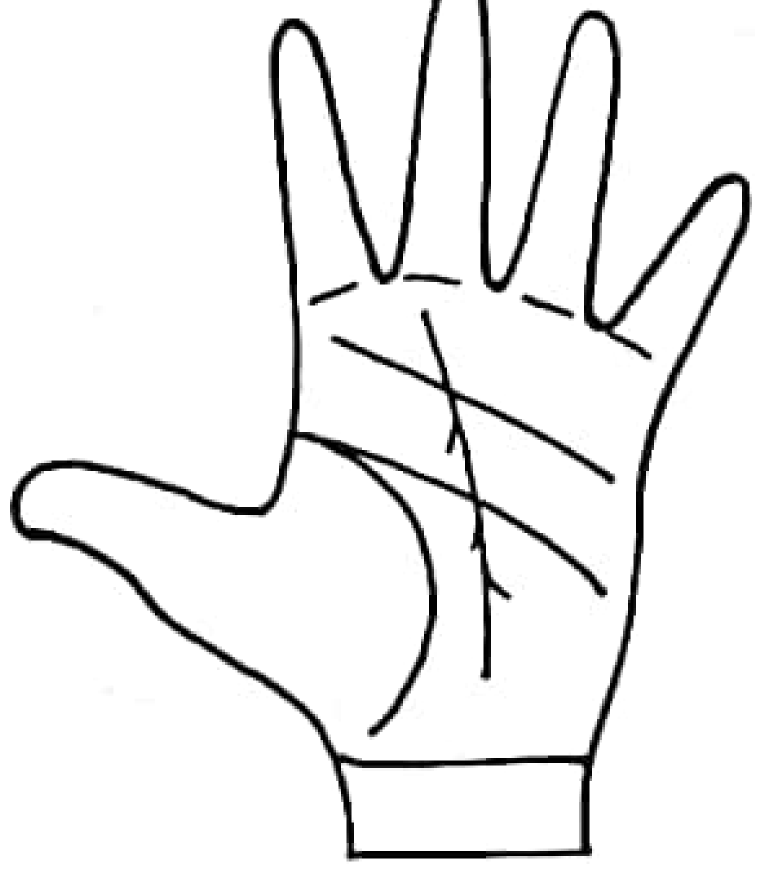

(۱۸)

درحقیقت ایسی نشانی بڑی ہی منحوس ہوتی ہے جو کچھ بھی مالی اثاثہ جمع ہوتا ہے اور دنیوی حیثیّت بن چکی ہوتی ہے، اس پر ضربِ کاری لگتی ہے، کافی مال و متاع ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اس کے بداثرات بہت دیر تک ہراساں کرتے رہتے ہیں (شکل نمبر ۱۸)۔

اگر مسلسل کئی ایسی شاخیں قسمت کی لکیر سے نیچے گرتی ہوئی دکھائی دیں تو اس سے پے در پے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور حاملِ نشانات کی طبیعت میں بددلی مایوسی اور کم ہمتی کے عناصر بہت زیادہ اُبھر آتے ہیں۔ وہ اس قدر گھبرا جاتا ہے کہ تاریک خیالات اور منحوس توہمات اس کے دماغ پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ بہرکیف جس مقام سے یہ نیچے جانے والی شاخیں ختم ہو جاتی ہیں، طبیعت دوبارہ سنبھلنے لگتی ہے

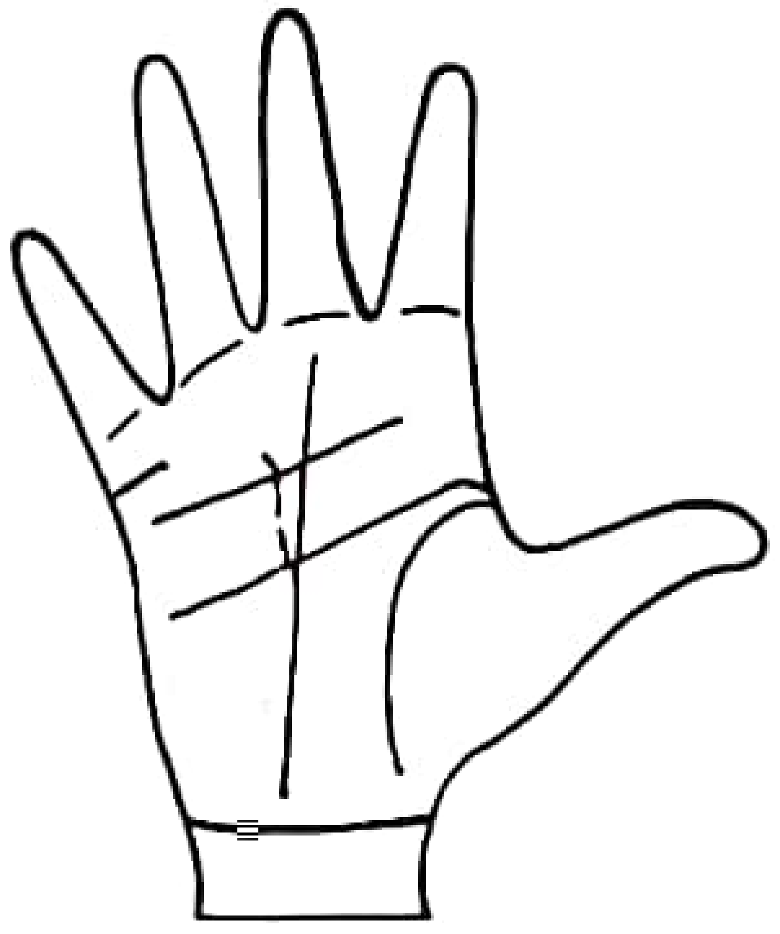

(۱۹)

اور آرزوؤں اور اُمیدوں میں ایک نئی زندگی کا احساس ہونے لگتا ہے۔

قسمت کی لکیر کی اُوپر جانے والی شاخیں بخت آور اور سعید گردانی جاتی ہیں، ہر ایک ایسی بالائی شاخ اپنے مقامِ اختتام کے اعتبار سے جُداگانہ معنی اپنے اندر پنہاں رکھتی ہے اور عروج، کامیابی اور دُنیوی کا ترقی کا پتا دیتی ہے (شکل نمبر ۱۹)۔

اگر بالائی شاخ قسمت کی لکیر سے نمودار ہو کر کلمے کی اُنگلی کے تحتانی پُرگوشت حصے میں (جو گرد کا اُبھار کہلاتا ہے) پہنچ کر ختم ہو تو یہ نہ صرف اقبال مندی اور مالی فروغ کا پتا دیتی ہے بلکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ عمر کے جس عہد سے ایسی شاخ نکلتی ہے، اُسی زمانے سے حاملِ نشان ذاتی صلاحیت، تگ و دو اور عملی دانش مندی سے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اسے اپنے ماحول میں نمایاں سرکردگی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے اختیارات میں معتدبہ اضافہ ہو جاتا ہے، اس کی دُنیوی حیثیت اور اندازِ حیات میں وہ عناصر پیدا ہو جاتے ہیں کہ اسے دُوسروں پر حکمرانی کرنے کا احساس ہونے لگتا ہے۔ وہ اگر اس سے قبل ادنیٰ مقام پر ہو تو اعلیٰ حیثیت پر پہنچ جاتا ہے اور خواجگی و آقائی کی منزل پر آ جاتا ہے (شکل نمبر ۲۰)۔

(۲۰)

ایسا شخص اگر ملازمت پیشہ ہو تو اپنے محکمے یا ادارے کا ناظم بن جاتا ہے۔ اگر پہلے ہی ایسے عہدے پر ہو تو بلند تر رُتبے پر فائز ہوتا ہے۔ یہ نشانی فی الحقیقت زیادہ تر حکمران طبقے ہی سے وابستہ ہے۔ صنعت و تجارت کے میدان میں یہ ڈائریکٹروں وغیرہ جیسے افراد کے ہاتھوں میں بھی نقش ہوتی ہے۔

ایسی بالائی شاخ انتظامی قابلیّت کی آئینہ دار ہے اور یہی وجہ ہے کہ بالعموم اربابِ حل و عقد ہی کا حصّہ تصوّر کی جاتی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے نوکر چاکر، سواری، سماجی مرتبہ،

وسیع دستر خوان اور سرکاری یا نیم سرکاری اختیارات کا حصول یقینی ہے۔ ایسا شخص سیاست، حکومت اور انتظامی امور سے متعلق ہوتا ہے اور طبعاً بڑا ہی عظمت پرست ہوتا ہے۔ اس کے مزاج میں عروج و اقبال مندی کا بے پناہ جذبہ ہوتا ہے اور وہ اپنی تمام تر صلاحیتیں جاہ و جلال' طاقت اور اختیارات کے حصول کی راہ میں بڑی ہوش مندی اور عزم سے صرف کرتا ہے۔ یہی اس کا مقصدِ حیات اور مطمحِ نظر ہوتا ہے۔ مگر وہ زیر دستوں پر جبر کا حامی نہیں ہوتا۔ اگرچہ آگے بڑھنے کے معاملے میں بہت سرگرمی اور قوت سے کوشاں رہتا ہے اور جو شخص بھی راستے میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرے' اسے شکست دے کر یا کچل کر اپنی راہ ہموار کرنے میں قطعی دریغ نہیں کرتا۔

(۲۱)

قسمت کی لکیر کی بالائی شاخ اگر سورج کے اُبھار تک جا پہنچے یعنی اس پُر گوشت حصے میں جو تیسری انگلی کی جڑ پر واقع ہے تو یہ شہرت و ناموری کے حصول کا پتا دیتی ہے (شکل ۲۱)۔

وہ اربابِ ذوق جنھیں فنونِ لطیفہ مثلاً مصوری، موسیقی، شعر و ادب سے دلی شغف ہوتا ہے، ان کے ہاتھوں میں ایسی شاخ سنگِ میل کا حکم رکھتی ہے۔ جس عمر میں یہ شاخ نقش ہوتی ہے اس زمانے میں صاحبِ نشان کی تخلیقات یوں منصۂ شہود پر آتی ہیں کہ لوگ اس کی فنی عظمت کا لوہا ماننے لگتے ہیں۔ یہ اس کی غیر معمولی ناموری' قبولِ عام، مالی منفعت سبھی امور کی کفیل ثابت ہوتی ہے۔ ایسا فرد اگر مصنف ہو تو اس کی نام آور اور عظمت نشان کتاب اسی دور میں چھپتی ہے اور وہ یکا یک زمانے کی نگاہوں میں قابلِ احترام گردانا جاتا ہے۔ شاعر کی نظم یا دیوان اور اداکار کی پہلی فلم یا ڈرامے میں نمایاں کارکردگی بھی یہی کام کرتے ہیں۔ جب ایسی شاخ تاجر، صنعت کار یا ملازم کے ہاتھوں میں نقش ہو تو یہ اس کے میدانِ کار میں گویا بنیادی ترقی اور حصولِ آبرو اور ساکھ کا پتا دیتی ہے۔ اسی کے بل بوتے پر

وہ اپنے گرد و پیش میں نمایاں حیثیت حاصل کر لیتا ہے اور عوام اس کے نام سے آشنا ہو جاتے ہیں۔

قسمت کی لکیر کی سورج کے اُبھار پر جانے والی شاخ کا ایک نفسیاتی پہلو بہت اہم ہے یہ صاحب نشان کے باطن میں ایک اُمیدِ ارتقا، ایک بلند حوصلہ اور آرزوئے زندہ یوں ڈال دیتی ہے کہ اس کے فعل و کردار میں اس کے جانفزا اثرات متحرک صورت میں نظر آنے لگتے ہیں۔ ایسا شخص کبھی بھی اور کسی حال میں بھی قطعی طور پر مایوس نہیں ہوتا۔ اسے ایک باطنی یقین کا سہارا رہتا ہے اور یہ بے بنیاد بھی نہیں ہوتا کیونکہ وہ کتنی ہی مشکلات سے گزرے، جونہی شاخ کا زمانہ آتا ہے، وہ کامیاب ثابت ہو کے رہتا ہے۔ ایسی شاخ کا حامل گمنام نہیں رہتا، بالضرور قبولِ عام حاصل کر لیتا ہے اور ہمیشہ صاحب حیثیت اور خوش معاش ہوتا ہے۔ اس کے مزاج میں ایک حد تک تعریف و تحسین کی خواہش ہوتی ہے۔

قسمت کی لکیر کی بالائی شاخ اگر بڑھتی ہوئی اس مقام پر جا پہنچے جو چھوٹی انگلی کے نیچے پُر گوشت حصہ ہے اور بدھ کا اُبھار کہلاتا ہے تو یہ بھی اعلیٰ قسم کی کامیابی کی دلیل ہے۔ بدھ کا اُبھار تجارت، صنعت اور سائنس سے وابستہ ہے۔ اس کا تعلق ایجادات سے بھی ہے (شکل نمبر ۲۲)۔

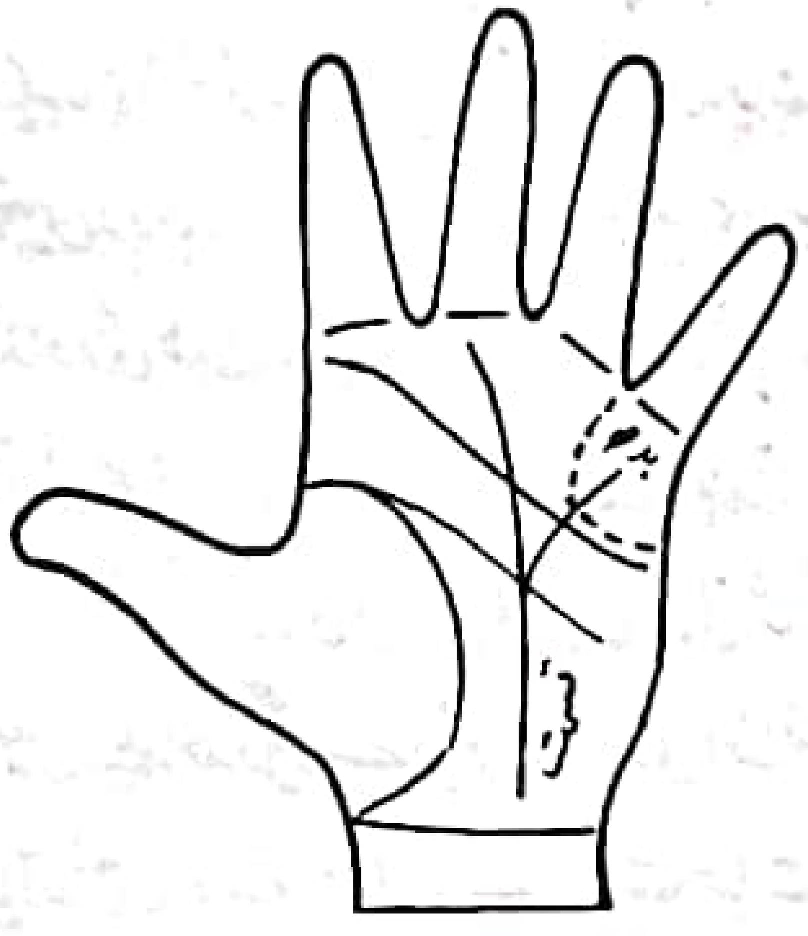

(۲۲)

ایسی بالائی شاخ صنعت و تجارت یا سائنس کے میدان میں غیر معمولی کامرانی کی حتمی علامت ہے۔ اگر یہ سائنس دان کے ہاتھوں میں نقش ہو تو وہ اپنی مخصوص دُنیا میں کسی اہم یا محیر العقول ایجاد یا منصوبے کی تکمیل کے باعث بڑا نام پیدا کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہی دولت کے انبار لگا لیتا ہے۔ ایسی نشانی مقام و وقار کے ساتھ ساتھ دُنیوی فروغ اور مادّی ترقی کی بھی آئینہ دار ہے۔ اگر یہی نشانی صنعت کار اور تاجر کے ہاتھوں میں پائی جائے تو وہ اپنے کاروبار میں ذاتی منصوبہ بندی' صلاحیت اور کارکردگی سے اس قدر کامرانی حاصل کر لیتا ہے جو مثالی ہوتی ہے۔ اس کے ہم چشم اور ہم پیشہ اس کی ترقی کو دیکھ کر عش عش کر اُٹھتے ہیں اور اس کی دُنیوی ثروت کو رشک کی نگاہوں سے دیکھے بغیر نہیں رہ سکتے۔

بعض ہاتھوں میں قسمت کی لکیر سے چھوٹی چھوٹی شاخیں اُوپر کی جانب پھُوٹتی ہیں اور کونپلوں کی طرح تھوڑے فاصلے پر پہنچ کر ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ کردار و حالات کے بعض دلچسپ پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ ان کا حامل اپنے کام کے سلسلے میں کوئی مفیدِ وقت منصوبہ باندھتا ہے اور تیزی سے استفادہ کرتا ہے۔ جب حسبِ تعین یا خواہش نفع حاصل کر لیتا ہے تو اسے چھوڑ کر دُوسری چیز میں ہاتھ ڈال دیتا ہے۔ پھر اس میں پھُرتی سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور اس کے بعد کسی دیگر تجویز یا کوشش میں ہمہ تن منہمک ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص اگرچہ مسلسل اَن تھک کوشش کرتا ہے اور آگے بڑھتا چلا جاتا ہے مگر ایک ہی منصوبے یا چیز سے مستقل طور پر بندھ کے نہیں رہ جاتا۔ اس کا دماغ اور عمل تیزی سے استفادہ کی طرف مائل ہوتا ہے، مگر وہ اشیاء و تجاویز وغیرہ کا غلام نہیں ہوتا۔ وہ محض اپنی دولت اور ترقّی کا خواہاں ہوتا ہے اور جلد از جلد ترقّی کرنا چاہتا ہے (شکل نمبر ۲۳)۔

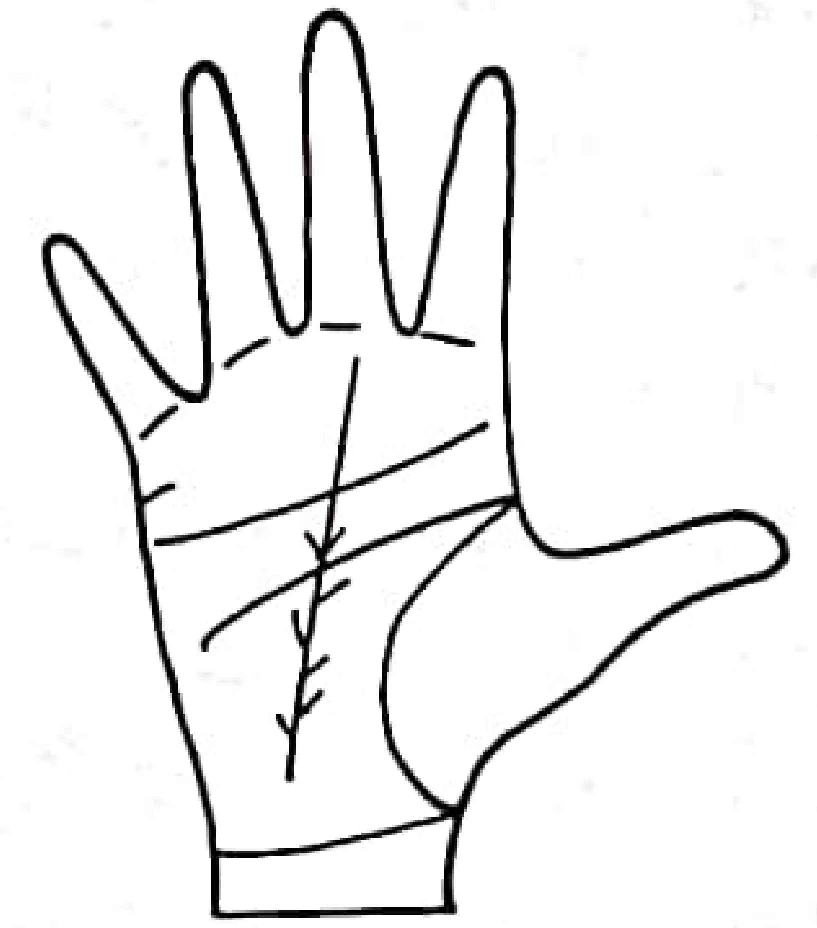

(۲۳)

اگر قسمت کی لکیر جس کی ایسی بالائی شاخیں ہوں، سالم، گہری اور قوی ہو تو بالائی مختصر شاخیں یکے بعد دیگرے دنیوی اور مالی اضافوں کا پتا دیتی ہیں۔ اگرچہ ایسے منافع مسلسل اور پائیدار نہیں ہوتے اور ان کے اثرات حیات گیر نہیں ہو سکتے۔ بہر کیف مجموعی حیثیت سے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کا نتیجہ خوشگوار ہی ثابت ہوتا ہے۔ اگر ایسا شخص جم کر کام کر سکے اور ایک ہی منصوبے پر محنت کرے تو وہ دُور رس اور محکم استفادہ سے اپنی مالی اور دُنیوی حیثیت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر سکتا ہے۔ مگر اس میں انتظار اور صبر کی کمی ہوتی ہے اور وہ بعجلت نفع حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ایک لحاظ سے وہ کوتاہ نظر ہوتا ہے اور بے چین مزاج بھی۔

قسمت کی لکیر کا فطری مقامِ اختتام درمیانی اُنگلی کے تحتانی پُر گوشت کا وہ حصّہ ہے جسے سنیچر کا اُبھار کہتے ہیں۔ جب لکیر صحیح و سالم اس اُبھار کے علاقے میں پہنچ کر اختتام پذیر

ہو تو یہ اس امر کی شہادت ہے کہ ایسا شخص محنت اور سعی و کاوش سے عمر بھر کام کرتا ہے اور رشدہ شدہ پس اندازی کرتے ہُوئے اس قدر اثاثہ اور مالی استحکام حاصل کر لیتا ہے کہ ایامِ پیری اور ضعیفی کا زمانہ آرام و آسائش سے گزر سکتا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ اپنے آخری ایام بلا منّتِ غیرے بہ سہولت اور اچھی مالی حالت میں گزارتا ہے (شکل نمبر ۲۴)۔

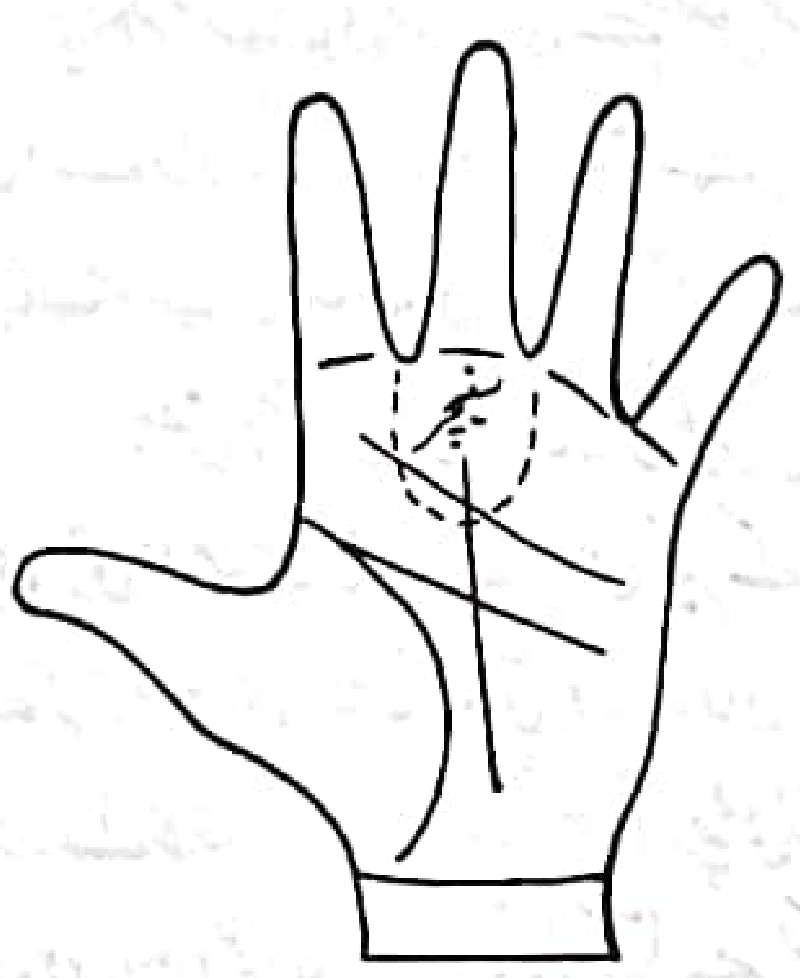

(۲۴)

قسمت کی لکیر کسی بھی مقام سے مُنودار ہو اگر یہ سنیچر کے اُبھار میں پہنچ کر دم لے تو ایسا شخص بہر حال اپنی عملی اور کاروباری زندگی کے دوران عہدِ پیری کی ضرورتوں کا دانستہ اور باشعُور احساس رکھتے ہُوئے آیندہ کے لیے حسبِ استطاعت کچھ نہ کچھ ضرور اُٹھا رکھتا ہے۔ یہ پس اندازی پائیدار اشیا زمین، املاک، زیورات، بیمہ وغیرہ کی صُورت میں ہوتی ہے۔ ایسا شخص اگر اپنے کام یا تجارت میں مصروف نہیں ہوتا تو ایسی مُلازمت اختیار کرتا ہے جس سے علیحدگی پر پینشن، پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ کا حصُول یقینی ہوتا ہے۔

اگر قسمت کی لکیر سنیچر کے ابھار پر ختم ہو مگر اس کا انجام ایک واضح چرخی یا کراس کے نشان کے قریب واقع ہو تو ازحد منحوس علامت ہے۔ ایسے شخص کی ساری عملی زندگی پر گویا نحوست کا سایہ رہتا ہے اور اس کا کام، پیشہ یا کاروبار بالآخر نہایت ہی عبرتناک حالت میں ختم ہو جاتا ہے۔ وہ ایسی بدحالی میں باقی ایامِ حیات بسر کرتا ہے کہ لوگ اس کی صُورت دیکھ کر توبہ توبہ پکار اُٹھتے ہیں (شکل نمبر ۲۵)۔

(۲۵)

اگر قسمت کی لکیر کراس سے متصل ختم ہو تو اس کا حامل خود کردہ حالات کا شکار ہو کر کسی ایسے حادثے سے دوچار ہوتا ہے جو مہلک ثابت ہوتا ہے۔ یہ درحقیقت تشدد سے اچانک موت کی نشانی بھی ہے۔ ہٹلر کے ہاتھ میں ایسا ہی کراس تھا۔

بعض ہاتھوں میں قسمت کی لکیر ایک جزیرے کی صورت میں انجام پذیر ہوتی ہے۔ یہ بھی اچھی علامت نہیں ہے۔ اس لکیر کے خاتمے پر ایسی نشانی اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ایامِ پیری سخت تنگدستی اور بدحالی میں گزرنے کا خدشہ ہے۔ ایسا شخص اگرچہ عملی زندگی کے دوران اچھی حالت میں گزر بسر کرتا ہے لیکن آئندہ کے لیے کچھ بھی پس انداز نہیں کرتا۔ ایسا جزیرہ کنگال بنا دیتا ہے۔ مگر اس میں حاملِ نشان کی حماقت اور دُور اندیشی کی کمی کا بھی بہت ہاتھ ہوتا ہے۔ ایسا شخص اپنی مفلسی کے باعث بدنام اور بے حقیقت ہو جاتا ہے اور ضعیفی کے دن بہت سخت حالات میں گزارتا ہے (شکل نمبر ۲۶)۔

(۲۶)

قسمت کی لکیر سینیچر کے اُبھار پر پہنچ کر یوں ختم ہو کہ سہ شاخہ ہو جائے اور تینوں شاخیں واضح اور سالم اور بے عیب ہوں تو یہ از حد خوش بختی کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص ذاتی صلاحیتوں سے عملی زندگی کے دوران قابلِ رشک دُنیوی ترقی اور فروغ پاتا ہے۔ اور جُوں جُوں دن گزرتے جاتے ہیں، اپنے املاک اور جائیداد، سماجی حیثیت غرض کہ تمام دُنیوی پہلوؤں میں اضافہ

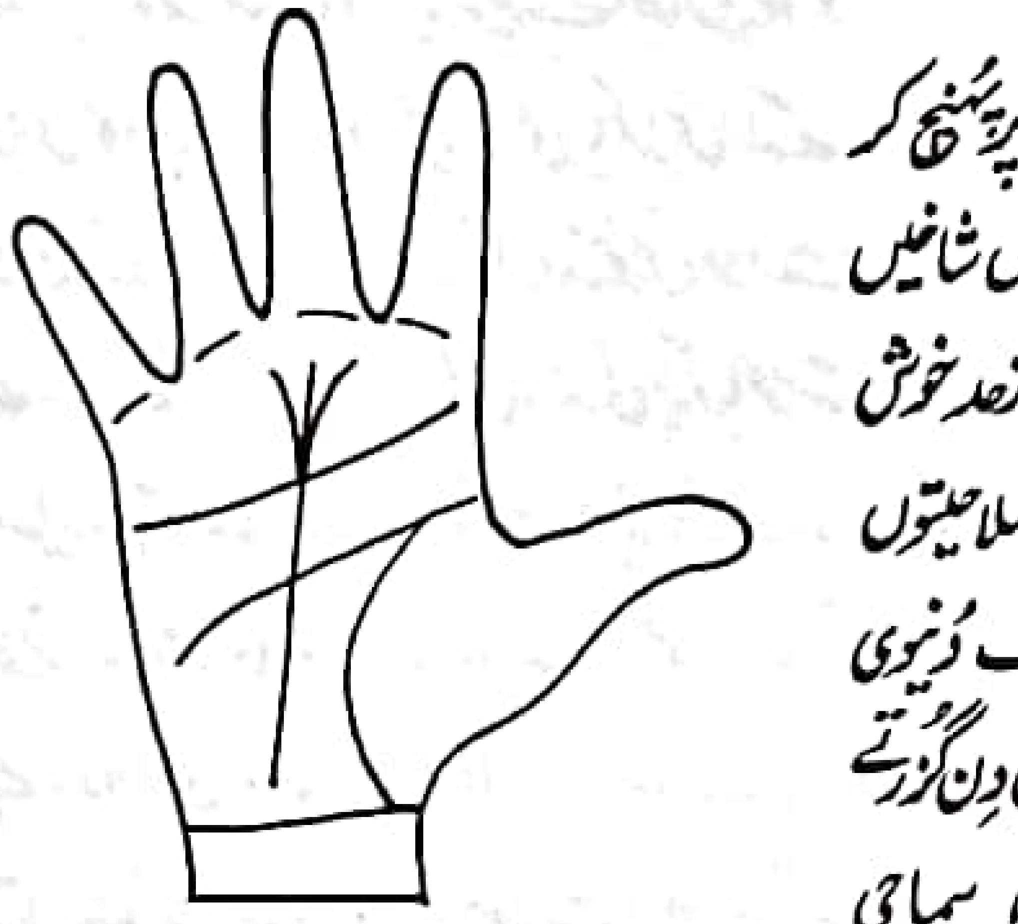

(۲۷)

کرتا چلا جاتا ہے۔ آخری دنوں میں میں اعلیٰ پیمانے پر عیش و آرام سے رہتا ہے۔ درحقیقت اس کے ایامِ پیری نہایت شان دار ہوتے ہیں (شکل نمبر ۲۷)۔

قسمت کی لکیر ہاتھ میں سینیچر کے اُبھار پر ہی ختم نہیں ہوتی بلکہ دُوسری اُنگلیوں کی طرف بھی رُخ کرتی ہے۔ اگر یہ لکیر پہلی اُنگلی کی جڑ کی جانب رجوع کرے اور اس کے تحتانی پُرگوشت حصّے (جو گرد کا اُبھار کہلاتا ہے) کے علاقے میں پہنچ کر ختم ہوتی ہوئی دکھائی دے تو یہ غیر معمولی شخصیت، زبردست خواہشِ عروج اور اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کی آئینہ دار ہے۔ ایسی لکیر کا حامل اپنے کاروبار، پیشے یا ملازمت کے دوران بے مثال ارتقاء و عروج حاصل کرتا ہے (شکل نمبر ۲۸)۔

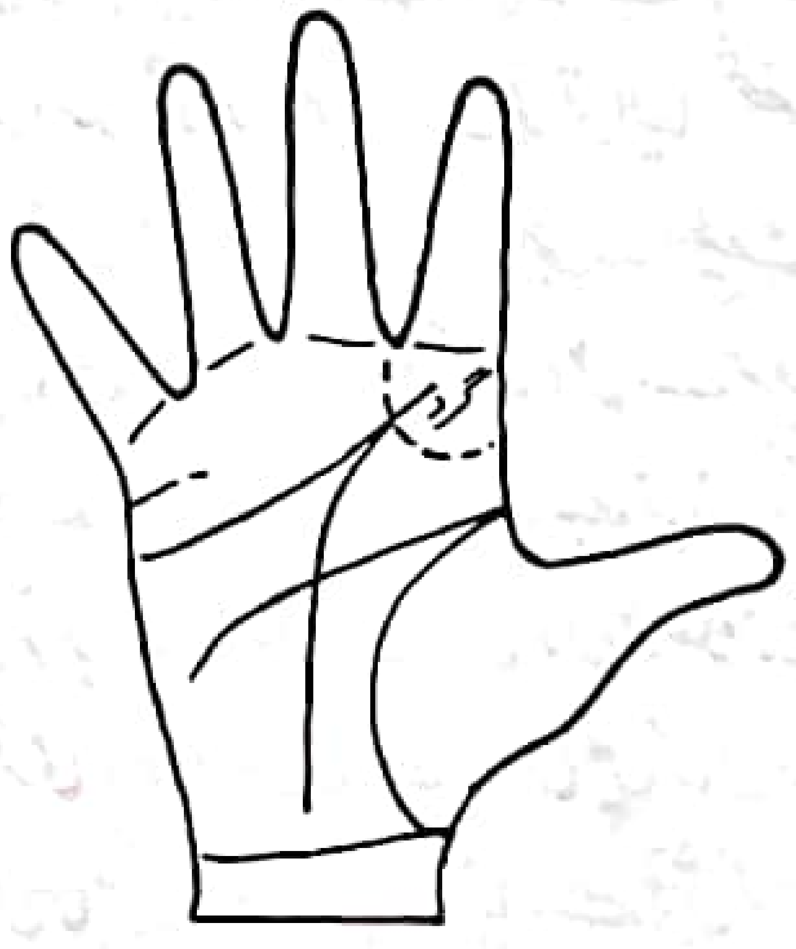

(۲۸)

اس کے باطن میں غیر معمولی صلاحیتیں اور استعدادیں اُجاگر ہوتی چلی جاتی ہیں جو صاحبِ نشان کو ایسے بلند مقام پر پہنچا دیتی ہیں جہاں پر اس کا ثانی یا حریف نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے سیاسی لیڈروں، کامیاب اربابِ حل و عقد اور باوقار تاجروں یا صنعت کاروں کے ہاتھوں میں ایسی لکیر نقش ہوتی ہے۔ ایسی لکیر کا اہم ترین تقاضا حکومت اور طاقت کی باگ ڈور سنبھالنے کی سعی کی صورت میں رُونما ہوتا ہے۔ ایسے افراد انتظامی معاملات میں بڑے چابکدست ہوتے ہیں اور ان کے فطری تقاضائے عرُوج کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ان کی راہ میں آجائے تو وہ اُسے حکمتِ عملی اور سیاست کار سے یوں ہٹا دیتے ہیں گویا کوئی بے جان سی شے ہو۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہوسِ جاہ انھیں اندھا کر دیتی ہے۔ یہ لکیر یہ بھی بتاتی ہے کہ اس کا حامل وافر دھن دولت حاصل کرے گا اور شاہانہ اندازِ رہائش اور معاشی عروج کے باعث سماج میں نمایاں اعزاز پائے گا۔

قسمت کی لکیر درمیانی اُنگلی پر ختم ہونے کی بجائے اپنی ڈگر سے ہٹ کر تیسری اُنگلی کے تحتانی اُبھار (جسے سُورج کا اُبھار کہتے ہیں) کے احاطے میں پہنچ کر انجام پائے تو یہ

بھی غیر معمولی علامت ہے اور شاذ ہی دیکھنے میں آتی ہے (شکل نمبر ۲۹)۔

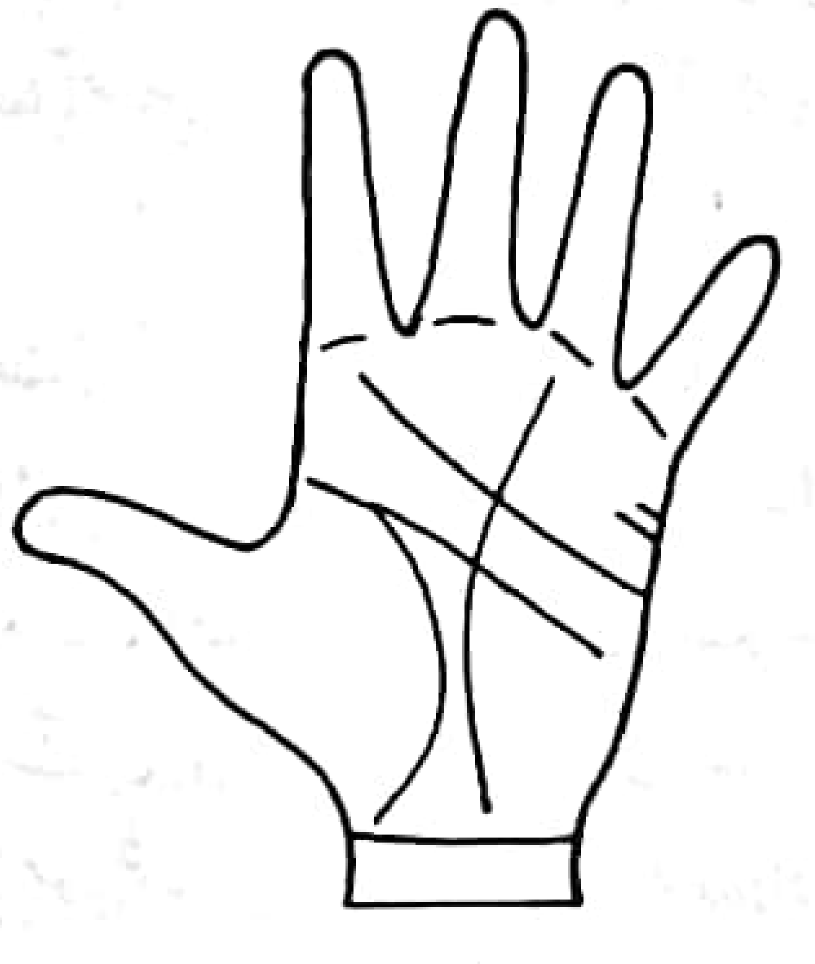

(۲۹)

سُورج کا اُبھار ناموری، فنونِ لطیفہ قبولِ عام ایسے اُمور سے وابستہ ہے۔ جب یہ سراسر اُدھر چلی جائے تو ایسا شخص اپنی تمام زندگی ادب، کلچر اور لطیف تخلیقات کی دُھن میں انہماکِ کامل سے صرف کرتا ہے اور دُنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر اپنی توجّہ اپنے محبُوب مشغلے میں یوں حوصلہ مندانہ سرگرمی سے لگا دیتا ہے کہ اس میں کمال حاصل کر لیتا ہے۔ جس کا صلہ دولت، ناموری اور قبولِ عام کی صورت میں دُنیا اسے پیش کرتی ہے۔

جب قسمت کی لکیر اپنی طبعی روش پر رواں ہو مگر کچھ اُوپر پہنچ کر گریز کرتی ہُوئی چھوٹی اُنگلی کے نیچے واقع بُدھ کے اُبھار پر پہنچ کر ختم ہو تو یہ بھی بہت غیر معمُولی ہوتی ہے۔ اس لکیر کا حامِل سائنس یا صنعت و تجارت کے میدان میں بیش قدر شاندار کامیابی حاصل کرتا ہے اور اسے دولت، عظمت اور اپنے مخصوص کام میں قابلِ رشک شہرت حاصل ہوتی ہے (شکل نمبر ۳۰)۔

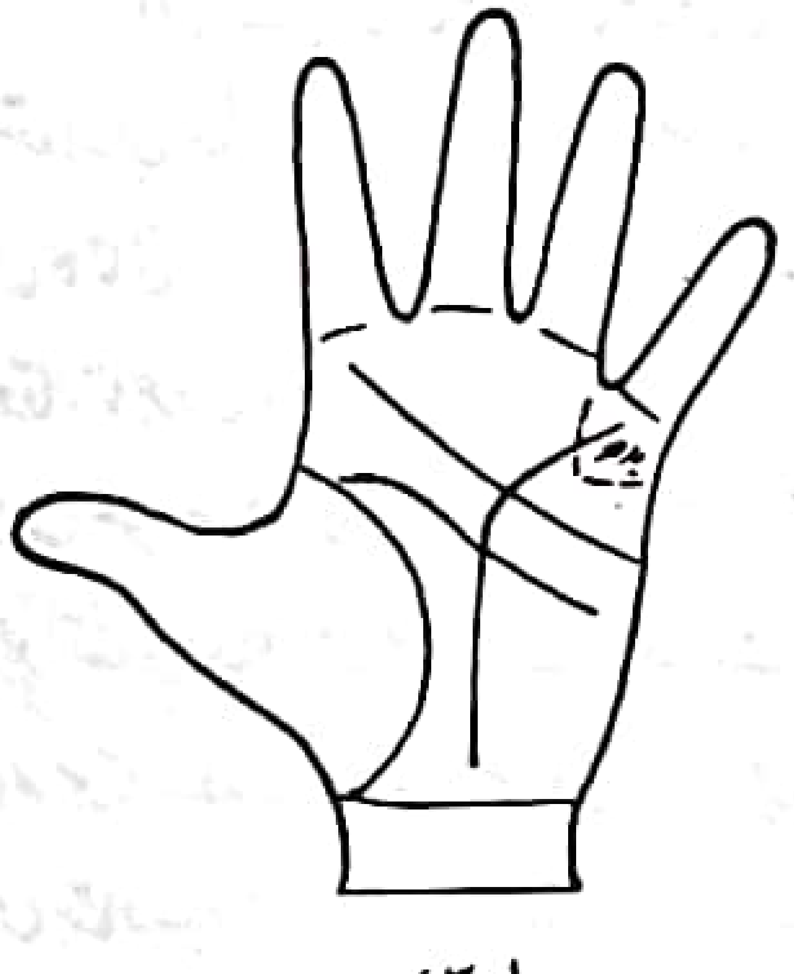

(۳۰)

قسمت کی لکیر میں چھوٹے چھوٹے مکمل نشانات بھی اس کے وجود میں یا اس سے وابستہ نظر آتے ہیں۔ یہ بھی اہم واقعات و کوائف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کا غور سے مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ اگر اس کے عین وسط میں ایک واضح جزیرہ پایا جائے

تو یہ نہ صرف کردار کے ایک اہم پہلو کی پردہ کُشائی کرتا ہے بلکہ ایسے واقعے کی نشان دہی کرتا ہے جو حاملِ علامت کے لیے بہُت ہی دُکھ اور مالی نقصان کا باعث بن جاتا ہے (شکل نمبر ۳۱)۔

(۳۱)

ایسا جزیرہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عُمر کے اس دور میں جب یہ واقع ہو تو صاحبِ نشان کا ناجائز تعلق صنفِ مخالف کے کسی ایسے فرد سے ہو جاتا ہے جو اسے اپنی طرف مائل کر لیتا ہے۔ ایسا رابطہ و معاشقہ باہمد گر رضا و رغبت سے رونما ہوتا ہے اور کوئی غیر ارادی امر نہیں ہوتا۔ ایسے مراسم کا پوشیدہ رہنا ممکن نہیں۔ بلکہ اس کی خبریں عوام تک پہنچ جاتی ہے کہ عشاق موردِ الزام گردانے جاتے ہیں اور سخت بدنام ہو جاتے ہیں۔ اس کا ردِ عمل یوں ہوتا ہے کہ صاحبِ نشان بے حد مشکلات میں گھر جاتا ہے۔ مالی نقصان بھی یقینی ہے۔ عزیز و اقارب کے غم و غصّہ کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ ہر طریقہ سے اس کی مذمّت کرتے ہیں اور اسے راہ راست پر لانے کی کوشش میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ اس کے باوجُود ایسا شخص جنسی اُلجھن سے نجات حاصل نہیں کر سکتا اور بے حیائی کے ساتھ سب کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر مُنہ کی کھاتا ہے۔

اگر قسمت کی لکیر کو آڑی ترچھی لکیریں قطع کرتی ہوئی دکھائی دیں تو یہ بھی خراب علامتیں ہیں۔ ایسی ہر لکیر کاروبار یا مالی آمدنی میں رکاوٹ اور مشکل کا پتا دیتی ہے اور جس قدر زیادہ ایسی لکیریں نظر آئیں اتنی ہی بار مالی دشواریوں اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر رکاوٹ کی ایسی لکیر قسمت کی لکیر کو کاٹتی ہوئی اس سے مدھم اور کمزور ہو تو زیادہ گزند نہیں پہنچا۔ مگر اگر یہی لکیر گہری اور قسمت کی لکیر سے زیادہ مضبوط اور قوی ہو اور بھاری قطع لگائے تو بیحد زحمت اور مالی نقصان کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اور حاملِ نشان ایسی دشواری سے مقابل ہوتا ہے جو اس کی بنیادی مالی حیثیّت کی بنیادیں ہلا سکتی ہے۔ اس کے ہوتے ہُوئے سخت

مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے (شکل نمبر ۳۲)۔

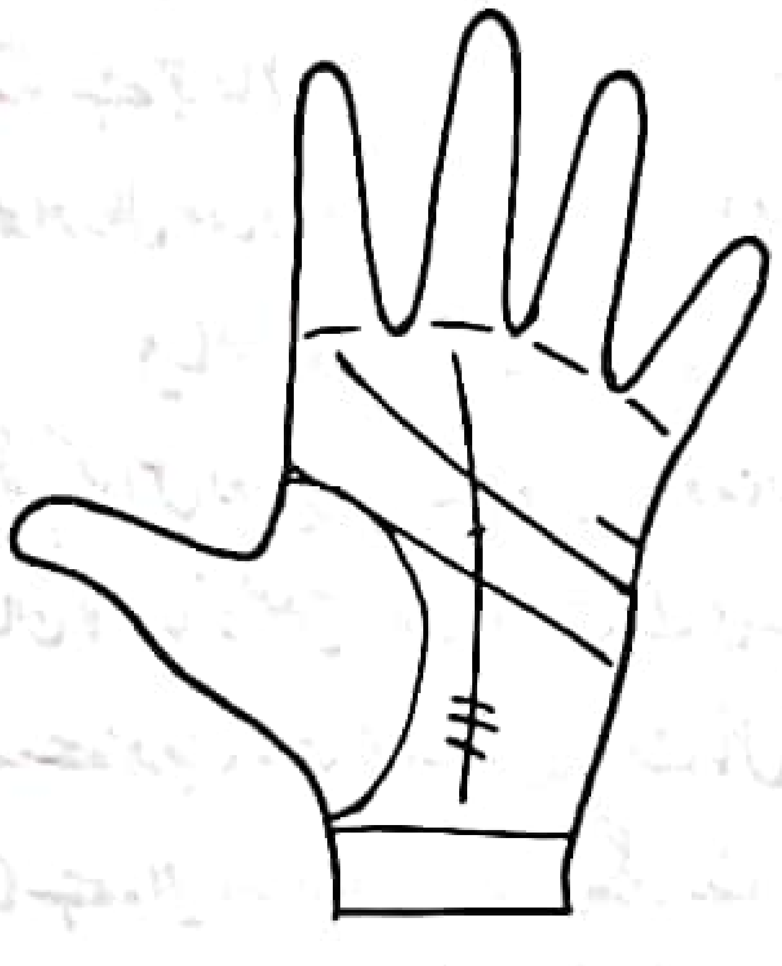

(۳۲)

قسمت کی لکیر اپنی روش کے دوران کہیں بھی ٹوٹ جائے تو اسے غور سے دیکھنا چاہیے۔ یہ از حد منحوس علامت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عمر کے جس زمانے میں ایسا وقفہ جو شکستگی سے پیدا ہو جاتا ہے، واضح اور صاف دکھائی دے تو یہ دنیوی اعتبار سے خطرے کا نشان ہے۔ جب عمر کا صحیح تعین کر لیا جائے اور ایسی علامت خطرۂ آئندہ کی نشان دہی کرتی ہو تو صاحب درست کو اپنے کاروباری اور مالی حالات کا نہایت احتیاط اور غور سے جائزہ لینا چاہیے، اور اگر کہیں ایسا سقم نظر آئے جو آئندہ چل کر تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہو سکے تو اسے رفع کرنے کی ہر ممکن کوشش ضروری ہے۔ اگر اس کا اندفاع نہ کیا جائے تو مقامِ شکستہ پر پہنچ کر سخت مالی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس میں شبہ نہیں ایسی حالت میں ذریعۂ آمدنی کا خاتمہ ہو جاتا ہے یا مالی تباہی اندیشہ ناک صورت اختیار کر لیتی ہے (شکل نمبر ۳۳)۔

(۳۳)

بعض حالتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ قسمت کی لکیر ٹوٹ تو جاتی ہے مگر ٹوٹتے ہی پھر بن جاتی ہے۔ اگرچہ شکستہ مقام پر خلا کا احساس تو ہوتا ہے مگر کسی نہ کسی طریقے سے اس کی سالمیت بحال رہتی ہے اور وہ ٹوٹ کر جڑ جاتی ہے یا کوئی معاون لکیر شکستہ مقام کو متصل کر دیتی ہے۔ ایسی صورت میں خطرہ محض وقتی ہوتا ہے اور بے ضرر گزر جاتا ہے۔ اور اگر

شکستہ مقام پر واضح خلا ہو مگر مستطیل یا مربع کا نشان اس خلا کا احاطہ کر لے تو یہ بے حد قابلِ لحاظ امر ہے۔ ایسی حالت میں نقصان کا اندیشہ بیحد شدید اور تشویش ناک تو ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان تباہی کے غار میں گر جائے گا مگر حالات اور قسمت یوں یاوری کرتے ہیں کہ بجائے نقصان کے سارا اثاثہ بچ جاتا ہے، آفت آتے آتے ٹل جاتی ہے اور اگر آ بھی جائے تو بھی غیب سے مدافعت اور حفاظت کے سامان یوں پیدا ہو جاتے ہیں کہ سب کچھ بچ جاتا ہے (شکل نمبر ۳۴)۔

(۳۴)

ہتھیلی کا وہ حصہ جو انگوٹھے کے نیچے پُر گوشت اُبھار کی صورت میں ہے، زہرہ کا اُبھار کہلاتا ہے، اور زندگی کی لکیر اس کے گرد اگرد قوس بناتی ہے۔ جب یہاں سے ایک واضح اور قوی لکیر نمودار ہو اور زندگی کی لکیر کو قطع کرتی ہوئی یوں آگے بڑھے کہ ہتھیلی میں نقش قسمت کی لکیر کو جا کاٹے تو یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ قسمت کی لکیر کا ایسا انقطاع نقصان رساں عداوت کا پتا دیتا ہے۔ ایسی نشانی کے ہوتے ہوئے اپنے حلقۂ احباب یا اقربا کے ان تمام افراد کا جن سے ربط و معاملہ ہو گہری نظر سے مطالعہ ضروری ہے۔ معاندت کی بنیاد صاحبِ نشان کے قول و فعل کا ردِ عمل ہو سکتی ہے۔ اشتعال کی بنا کردارِ ذاتی میں بھی تلاش کرنی چاہیے۔ بہر کیف چونکہ ایسی معاندت بالخصوص جنسِ مخالف کی طرف سے رونما ہوتی ہے اس لیے مرد کے ہاتھوں میں ہو تو اسے اس بات

(۳۵)

کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ وہ ہم جنسوں کو موردِ الزام نہ گردانے۔ یہی بات عورت کو بھی پیشِ نظر رکھنی چاہیے۔ لہٰذا یہ باور کر لینا چاہیے کہ مردانہ ہاتھوں میں یہ علامت عورت کی طرف سے معاندت کا حال بتائے گی اور عورت کے سلسلے میں مرد سے نقصان پہنچانے کی نیّت کا پردہ فاش کرے گی (شکل نمبر ۳۵)۔

زہرہ کے اُبھار سے کچھ اُوپر زندگی کی لکیر سے متصل پہلی اُنگلی کی سیدھ کے نیچے، ایک اور چھوٹا مگر نمایاں پُرگوشت حصہ ہوتا ہے۔ یہ منگل کا اُبھار کہلاتا ہے۔ اگر ایک لکیر یہاں سے نمودار ہو اور زندگی کی لکیر کو عبُور کرتی ہُوئی قسمت کی لکیر کو کاٹتی ہوئی چلی جائے تو یہ بھی دشمنی، مخاصمت اور نقصان رساں کوشش کا پتا دیتی ہے۔ لیکن اس علامت کے ہوتے ہُوئے مرد کو مرد سے اور عورت کو عورت سے معاندت ہوتی ہے اور ہم جنسوں میں رقابت و غضبناک فساد کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بالعموم دشمن اذیت اور نقصان پہنچانے میں کافی حد تک کامیاب ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۳۶)۔

(۳۶)

(۳۷)

اگر قسمت کی لکیر ساری ہتھیلی کو عبُور کر کے سنیچر کے اُبھار پر ختم ہو اور اس کے خاتمے کے قریب مخالف لکیریں اس طرح اسے قطع کریں کہ وہ واضح اور گہری ہوں تو یہ بہت ہی خراب علامتیں ہیں۔ ان کا وجودِ ناقص عمر کے آخری ایّام سے متعلق ہے اور لامحالہ ان کے بداثرات بھی ایّامِ آخر ہی میں محسوس ہوتے ہیں۔ یہ قاطع خطوط بدنصیبی، مالی اُلجھن اور خستہ حالی کی

داستان کہتے ہیں۔ ایسا اِنسان بڑھاپے میں تنگ دستی اور عُسرت سے یوں دوچار ہوجاتا ہے کہ راہِ فرار محال ہوتی ہے۔ وہ ان کے شکنجے میں پھنس کر تسکینِ باطنی کھو دیتا ہے۔ صبح و شام یُوں بے چینی میں گزارتا ہے کہ اس کی زندگی کی آخری منزلیں دُکھ کا جانگسل باب بن کر رہ جاتی ہیں (شکل نمبر ۳۷)۔

(۳۸)

بعض ہاتھوں میں قسمت کی لکیر کے متوازی دونوں جانب کچھ لکیریں اُوپر کی طرف ہمسفر ہوتی ہیں بالائی سمت جانے والی ایسی لکیریں خاص اہمیّت کی حامل ہیں۔ اگر ایسی ہی ایک لکیر اُوپر جاتے ہُوئے قسمت کی لکیر میں داخل ہوجائے تو یہ قابلِ توجہ امر ہے۔ جس مقام پر ایسا ہو گا، عمر کے تعیّن کے حساب سے اس زمانے میں حاملِ نشان کو کسی ایسے شخص سے دُنیوی اور مالی معاونت حاصل ہو گی جس سے اسی لمحے سے اس کا رابطہ اور تعلّق پیدا ہوتا ہے جب یہ معاون لکیر شروع ہوتی ہے (شکل نمبر ۳۸)۔

کلائی کے قریب اور ہتھیلی کے بیرونی ڈھلان تک ہتھیلی کے کم و بیش وسط میں، ایک اچھا خاصا پُرگوشت فراز ہے۔ یہ چاند کا اُبھار کہلاتا ہے۔ اگر اس اُبھار کے احاطے سے اُوپر جانے والی لکیر نمودار ہو اور آگے بڑھ کر قسمت کی لکیر میں داخل ہوجائے تو یہ جنسِ مخالف کے کسی فرد سے دلی تعلّق کے ساتھ ہی دُنیوی فروغ اور قابلِ لحاظ مالی معاونت کے حصُول پر بھی دال ہے۔

ایسی لکیر رُومان انگیز اور بخت آور شادی کی نشانی ہے اور قسمت کی لکیر پر جس عمر میں اس لکیر کا اتصال ہوتا ہے اسی زمانے میں رشتۂ ازدواج طے ہوجاتا ہے۔ ایسے رابطے میں رومان اور مالی استفادہ کے علاوہ حیات گیر حسنِ سلُوک اور باہمدگر قرب کے عناصر کارفرما ہوتے ہیں (شکل نمبر ۳۹)۔

اگر قسمت کی لکیر کی روش کے ساتھ ایک متوازی بالائی جانب جانے والی لکیر بھی

(۳۹)

(۴۰)

پائی جائے جو اس سے کہیں متصل نہ ہو، اگرچہ ہمسفر ضرور ہو، تو یہ بتاتی ہے کہ عمر کے جس زمانے سے یہ خطِ معاون شروع ہوگا اسی وقت سے کسی شخص کی عملی ہمدردی اور استعانت کے مفید اثرات محسوس ہونے لگیں گے اور باہمدگر دوستی اور تعلق بڑھے گا۔ عمر کے جس حصے تک یہ معاون خط ساتھ دے گا، خوش گوار تاثرِ تعلق قائم رہے گا۔ جہاں یہ ختم ہوجائے گا وہاں سے ایسے اثرات کا بھی خاتمہ ہوجائے گا (شکل نمبر ۴۰)۔ ایسے ثانوی خطِ معاون کا ایک دُور رس اور تعمیری خوشگوار ثمر یہ ہوتا ہے کہ حاملِ نشان کے کردار پر معاون شخصیت کا بہت ہی گہرا اثر ہوتا ہے۔ وہ اس کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرتا ہے اور باشعور طریقے سے انھیں برسرِ عمل لانے میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

قسمت کی لکیر کا طبعی مقامِ آغاز ہتھیلی کے اندر کلائی کی بالاترین لکیر سے کچھ اُوپر ہے۔ جب یہ یہاں سے نمودار ہو تو گویا اپنے فطری محلِ آغاز سے ہی نکلتی ہے مگر سدا ایسا نہیں ہوتا۔ قسمت کی لکیر مختلف مقامات سے اُٹھتی ہے۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ ہتھیلی کے آغاز سے قبل ہی کلائی کے حصے سے شروع ہوجاتی ہے اور کلائی کی لکیروں کو عبور کرتی ہوئی ہتھیلی میں داخل ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ بے حد شاذ ہے مگر اس کا ایسا آغاز بے حد منحوس ہے۔ اس کا حامل زندگی میں بہت ہی دُکھ اُٹھاتا ہے اور ایسے غم کے زیرِ سایہ

(۴۱)

آجاتا ہے کہ اسے کہیں خوشی کی کرن دکھائی ہی نہیں دیتی۔ ایسا انسان بہت ہی بدبخت ہوتا ہے۔ سدا غموں کے بوجھ کے نیچے دبا رہتا ہے (شکل نمبر ۴۱)۔

جہاں پر کلائی ختم ہوتی ہے اور ہتھیلی کی سطح آغاز کرتی ہے بالعموم وہاں پر ایک واضح لکیر پائی جاتی ہے۔ اس لکیر کے متوازی دو اور لکیریں بھی کلائی کی جانب نقش ہوتی ہیں۔ یہ تینوں کلائی کی لکیریں کہلاتی ہیں۔ جب قسمت کی لکیر کلائی کی بالاترین لکیر سے نمودار ہو اور بے عیب واضح ہتھیلی کی تمام تر سطح کو عبور کرتی ہوئی اس مقام پر پہنچ جائے جہاں درمیانی اُنگلی کی جڑ کے نیچے ایک گہری لکیر اسے ہتھیلی سے متصل کرتی ہے اور اسی لکیر سے مل کر ختم ہوجائے تو یہ خاص معنی رکھتی ہے۔ درحقیقت یہ غیر معمولی زندگی کا پتا دیتی ہے۔ ایسے شخص کی حیات گزران میں اس کے ارادوں، تدبیروں اور منصوبوں کا قطعی کوئی اثر نہیں ہوتا۔ درحقیقت وہ قضاوقدر کے ہاتھوں مجبورِ محض ہوتا ہے۔ اس کی زندگی غیر معمولی حالات و وقوعات کا تسلسل بن جاتی ہے جس میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ وہ وقت کے دھارے پر بے اختیار رواں رہتا ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ جن کوائف سے وہ گزرتا ہے وہ اچھے بھی ہوسکتے ہیں اور بُرے بھی۔ اسے ان کے وقوع و تسلسل میں قطعی اختیار نہیں ہوتا۔ اس کی حیات مقدّرات کا کرشمہ ہی ہوتی ہے (شکل نمبر ۴۲)۔

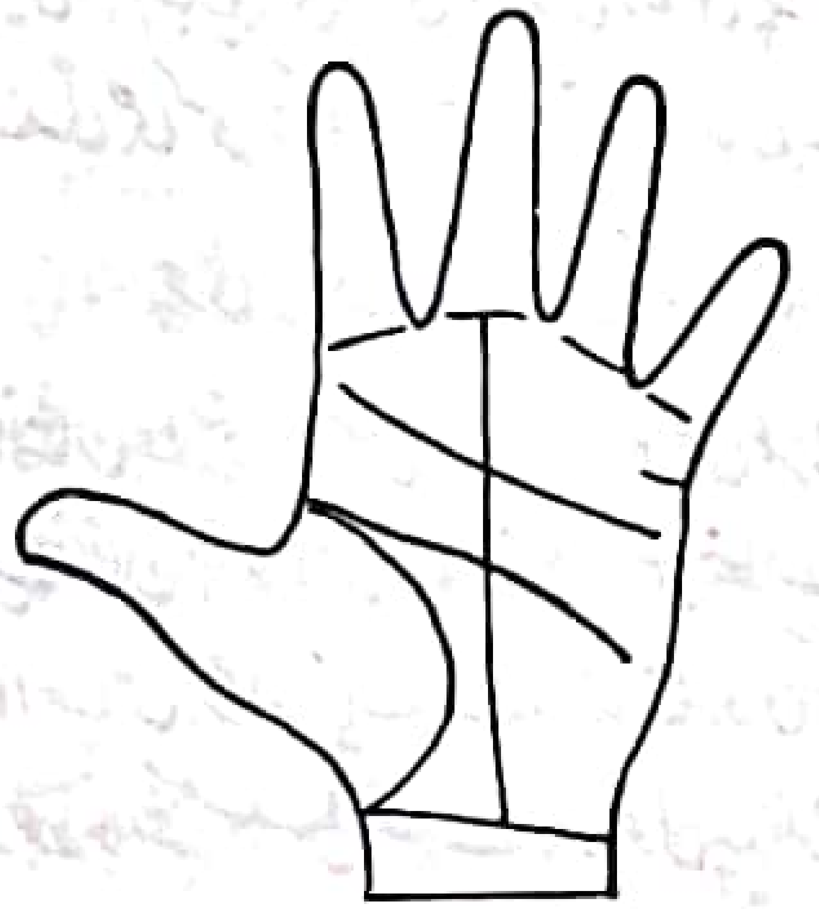

(۴۲)

(۴۳)

قسمت کی لکیر کے پہلو میں اگر ایک کراس یعنی چرخی کا واضح اور نمایاں نشان پایا جائے تو عمر کے جس حصے سے یہ متعلق ہوتا ہے اس دور میں حاملِ علامت کی زندگی میں اہم تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا اثر ماحول، حالات، مراسم سبھی امور پر پڑتا ہے اور ایک نوع سے حیاتِ نو کے آغاز کے مترادف ہوتا ہے۔ ہاں اگر ایسا گہرا چرخی کا نشان قسمت کی لکیر سے متصل ہونے کی بجائے ذرا پرے ہٹ کر نقش ہو تو ایسی اہم تبدیلی کسی قریبی عزیز کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بہرکیف صاحبِ نشان کی زندگی بھی کسی نہ کسی طرح اس قلبِ حال سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی (شکل نمبر ۴۳)۔

(۴۴)

چرخی کی بجائے اگر قسمت کی لکیر پر ستارے کا نشان واضح اور مکمل نظر آئے تو جس عمر میں ایسا نشان ہوگا اسی زمانے میں کسی خطرے کا احساس ہوگا۔ ایک سے زائد ستاروں کا وجود بلاشبہ مسلسل خطرے کا ماحول پیدا کر دیتا ہے اور حالات میں ایسے عناصر رونما ہو جاتے ہیں کہ بڑی اندیشہ ناک صورت پیش آ جاتی ہے (شکل نمبر ۴۴)۔

اگر قسمت کی لکیر ایک مکمل اور واضح ستارے کے نشان میں جا کر ختم ہو جائے تو یہ بے حد نحوست کی نشانی ہے۔ درحقیقت حاملِ نشان کو موذی قسم کی اعصابی بیماری کا خطرہ رہتا ہے اور فالج گرنے کا بھی شدید خدشہ ہوتا ہے۔ ایسا انسان کم ہی صحت مند

رہ سکتا ہے اور اسے بہت زیادہ ذہنی اور اعصابی اذیت برداشت کرنا پڑتی ہے (شکل نمبر ۴۵)۔

(۴۵)

(۴۶)

قسمت کی لکیر اپنی روش کے دوران جب دل کی لکیر کے اوپر سے گزرے اور ایسی صورت میں زنجیر دار ہو یا اس میں ایک طویل جزیرہ دکھائی دے تو یہ بھی بدبختی کی نشانی ہے۔ ایسے شخص کی ازدواجی زندگی میں سخت دشواریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس پر جذباتی مصائب کا طوفان اُمڈ آتا ہے۔ وہ اس قدر غمزدہ اور دل برداشتہ ہو جاتا ہے کہ کسی نوع کی تسکینِ دل کی اُمید باقی ہی نہیں رہتی (شکل نمبر ۴۶)۔

قسمت کی لکیر سیدھی اور خطِ مستقیم کی طرح ہونے کی بجائے اگر پیچدار، ناہموار اور سانپ کے نقشِ رفتار کے مانند پائی جائے تو ایسے شخص کا پتا دیتی ہے جسے اپنے احساسات اور اعصاب پر قطعی قابو نہیں ہوتا۔ اس کا ذہن چھوٹی سے چھوٹی بات پر مشتعل ہو جاتا ہے۔ حساس طبعی اور جھنجھلاہٹ اس کے نمایاں نقائص ہیں۔ وہ سدا غیظ و غضب کا شکار ہو جاتا ہے۔ وہ پرلے درجہ کا ناقابلِ اعتماد شخص ہوتا ہے۔ اس کی منقلب المزاجی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ نہ کہیں جم کر کام کر سکتا ہے نہ ہی جمعیتِ خاطر کے ساتھ کسی کا ساتھ دے سکتا ہے۔ اس کی سیماب طبعی عذابِ جان بن جاتی ہے (شکل نمبر ۴۷)۔

قسمت کی لکیر کے ساتھ ساتھ بعض ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے ہمسفر خطوط بھی نظر

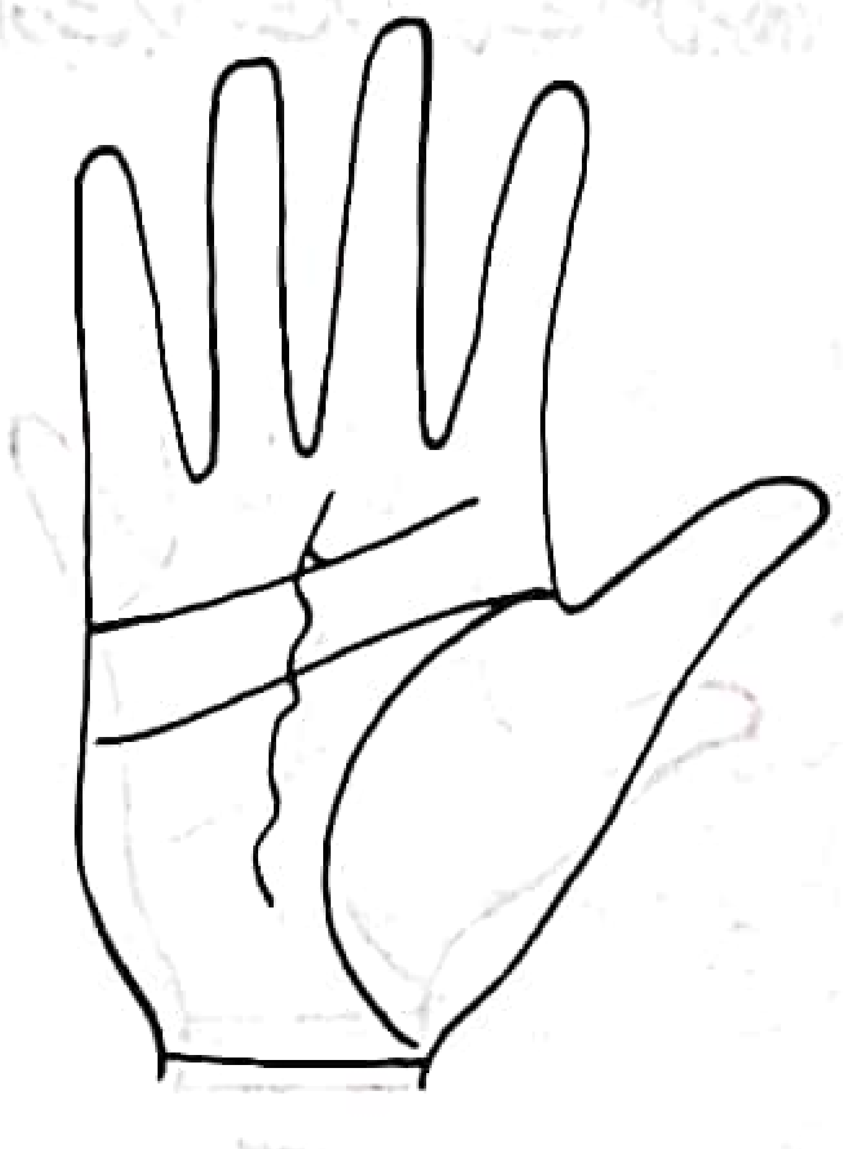

(۴۷)

(۴۸)

آجاتے ہیں۔ یہ بہت ہی اہم ہوتے ہیں اور کردار و تقدیر کے خاص پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ درحقیقت ان میں سے ہر ایک خطِ ہمسفر اس امر کی شہادت ہے کہ زندگی کے اس زمانے میں جب یہ نشانی نقش ہو دُنیوی مشکلات درپیش ہوئیں اور رکاوٹیں سامنے آئیں۔ لیکن جہاں کٹھن مرحلوں کا احساس ہُوا حاملِ نشان کی طبعی مستقل مزاجی اور ہمت کے جوہر کارفرما ہو گئے۔ اس نے حوصلہ مندی سے مقابلہ کرتے ہُوئے سخت سے سخت مرحلے کو بحسن وخوبی طے کر لیا اور بلاشبہ مُرادمند ہو کر شاد کام ہُوا۔ جتنے زیادہ ہمسفر خطوُط قسمت کی لکیر کے ساتھ نظر آئیں اتنی ہی بار حاملِ نشان ذاتی استطاعت، معاملہ فہمی اور عزمِ صادق کے ساتھ کامرانی حاصل کرتا ہے (شکل نمبر ۴۸)۔

بہت سے ہاتھوں میں قسمت کی لکیر چھوٹے چھوٹے خطوُط کے ربط سے مرتب ہوتی ہے۔ ایسی لکیر چھوٹی چھوٹی لکیروں سے یُوں بنی ہُوئی ہوتی ہے جیسے ایک دُوسرے کے ساتھ پتلے دھاگے سے بندھی ہُوئی ہو۔ یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ یہ درحقیقت ایسے کردار کا پتا دیتی ہے جو بے سکون اور متذبذب طبع ہوتا ہے۔ ایسے شخص کا باطن ہیجان کا احساس دلاتا ہے۔ اس کے افکار وخیالات، جذبات و احساسات بڑی تیزی سے بدلتے رہتے

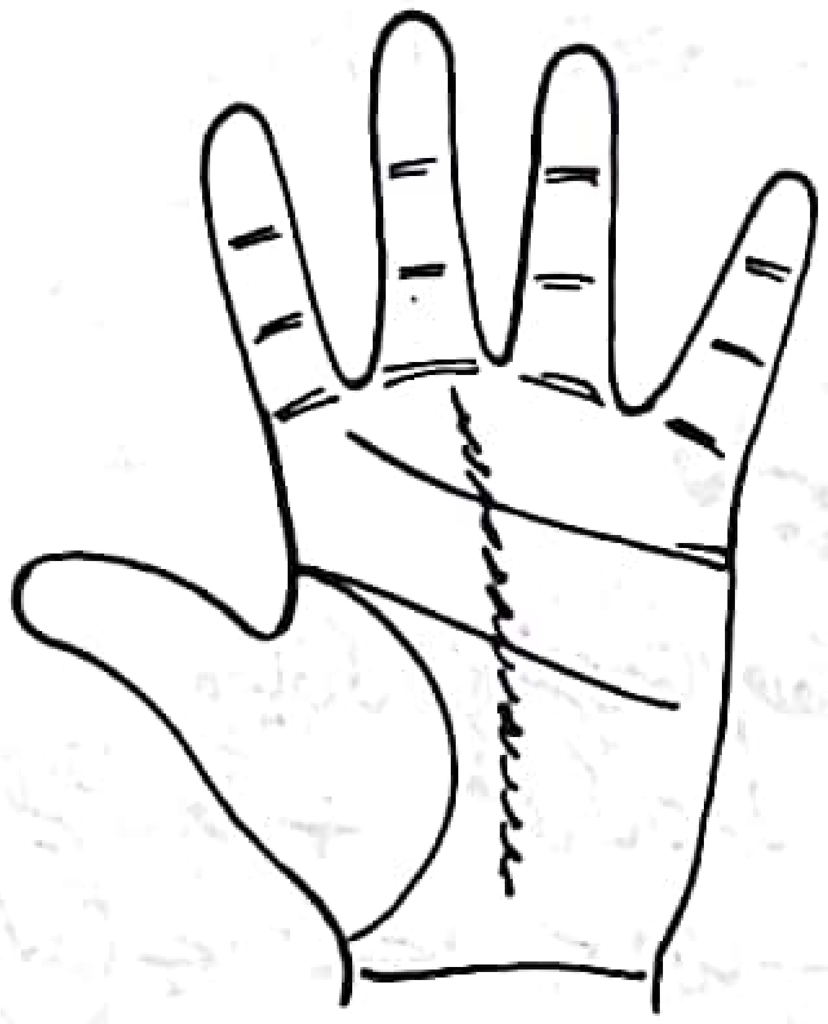

(۴۹)

ہیں۔ اطمینانِ خاطر اس کے نصیب میں نہیں ہوتا (شکل نمبر ۴۹)۔

ایسی قسمت کی لکیر ان افراد کے ہاتھوں میں بھی دیکھنے میں آتی رہتی ہے جو بار بار امراض میں مُبتلا ہوتے رہتے ہیں اور بعض حالتوں میں ایسی بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں جس کے مسلسل توارد سے بددلی، بے چینی، خدشہ اور شدید قسم کے خطرات سے باطن میں ہیجانی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن بذاتِ خود ایسی قسمت کی لکیر نہ بیماری کی علامت ہے اور نہ ہی ہیجانِ قلب کی۔ یہ محض ردِّ عمل کا مفہوم رکھتی ہے۔

اگر قسمت کی ایسی لکیر ٹُوٹ ٹُوٹ جائے اور ہر شکستہ مقام پر جوڑ کا نشان ہو اور یہ پھر آگے بڑھے، اسی طرح کئی مقامات پر توڑ جوڑ کے انداز میں چلتی ہُوئی آخر تک پُہنچ جائے، لمبی ہو اور نقائص کے باوجود درمیانی اُنگلی کی جڑ کے نیچے تک جا پہنچے تو یہ ایسے شخص کا پتا دیتی ہے جس کی تقدیر بگڑ بگڑ کر بن جاتی ہے اور جب اسے احساس ہونے لگتا ہے کہ سب خیر ہے تو بنی بنائی تقدیر پھر بگڑ جاتی ہے اور وہ پھر اسے استوار کرنے میں منہمک ہو جاتا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ ایسا شخص ہمہ اوقات تدبیریں سوچنے، محنت کرنے اور زندگی کو سنوارنے میں کوشاں رہتا ہے، اور اسے حق پہنچتا ہے کہ وہ آرام اور تسکین کی زندگی گزار سکے۔ مگر کہیں نہ کہیں اس کے کردار اور حالات میں ایسے عناصر ہوتے ہیں کہ جن کا شعوری طریقے سے وہ جائزہ نہیں لیتا اور ان کے منفی نتائج کے سدِّباب کا انتظام نہیں کرتا۔ وہ پریشان کُن حالات میں گھر جاتا ہے اور وجہ خواہ کچھ بھی ہو، وہ تادمِ آخر اپنی زندگی کو سنوارنے اور کامیاب بنانے کے لیے ازحد مساعی عمل میں لاتا رہتا ہے۔

کامیابی کی لکیر

کامیابی کی لکیر کا فطری مقام کلائی کے آغاز کے قریب ہے۔ جہاں پر کلائی کی بالائی لکیر نقش ہوتی ہے اور ہتھیلی کی بیرونی سمت سے اُٹھتا ہُوا گوشت کا اُبھار جو چاند کا اُبھار کہلاتا ہے، اس سے ملتا ہے، وہیں سے یہ لکیر شروع ہونی چاہیے۔ یہ لکیر یہاں سے نکل کر ہتھیلی کی ساری سطح کو قطع کرتی ہُوئی تیسری انگلی کے تحتانی پُر گوشت حصّے کہ جسے عرفِ عام میں سُورج کا اُبھار کہتے ہیں، کے علاقے میں پہنچ کر ختم ہوتی ہے۔ اس کا دُوسرا نام سُورج کی لکیر ہے (شکل نمبر۱)۔

(۱)

یہ اسم بہ مسمّیٰ ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس کا بے عیب وجُود زندگی میں نمایاں فروغ اور ترقّی کی نشانی مانی جاتی ہے۔ یہ ذہانت، حسنِ ذوق، آرٹ، شعروادب ایسے اُمور سے شغف کا پتا دیتی ہے۔ نیز یہ دولت وحشمت کی بھی آئینہ دار تصوّر کی جاتی ہے۔ المختصر ناموری، حسنِ ذوق اور دولت ایسے پہلوؤں سے متعلق اس کا وجود قابلِ اعتماد معلومات بہم پہنچاتا ہے۔

اگر کلائی کی بالائی لکیر سے کامیابی کی لکیر نمودار ہو اور سُورج کے اُبھار میں پہنچ کر ختم ہو تو بلاشبہ یہ نوادرات میں سے ہے۔ جب ایسی واضح اور بے عیب لکیر دونوں ہاتھوں میں نقش ہو تو یہ بے مثال زندگی اور لاجواب کامرانی کی بیّن دلیل ہے اور اس

میں کچھ شبہ نہیں کہ ایسے بخت آور افراد یکتائے روزگار ہی ہوسکتے ہیں۔ اس کا حامل بلا کی ذہانت کے بل بوتے پر اپنے مخصوص میدانِ عمل میں ناموَر، دولت منداور قابلِ رشک حیثیت حاصل کرلیتا ہے۔ لوگ اس کی جاذب شخصیت سے مرعوب بھی ہوتے ہیں اور اس کا بڑا احترام بھی کرتے ہیں۔ وہ جہاں بھی جاتا ہے، بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے اور معاشرے، حکومت اور زندگی کے مختلف شعبوں میں نمایاں اور محترم سمجھا جاتا ہے۔

کامیابی کی لکیر ہر ہاتھ میں نہیں ہوتی۔ لیکن جو شخص بھی کسی نہ کسی اسلوب سے زندگی میں حسبِ توفیق ترقّی اور کامیابی حاصل کرلیتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں میں کہیں نہ کہیں چھوٹی یا بڑی، ایسی لکیر بالضرور پائی جاتی ہے۔ بہرکیف اس لکیر کا قطعی فقدان اس امر کی واضح دلیل ہے کہ کامرانی محالات سے ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ جو شخص اس سے تہیدست ہو وہ ہر سعی و کوشش کے باوصف ناکام ہی رہتا ہے۔ وہ کتنا ہی ذہین و طبّاع کیوں نہ ہو اور اس میں کیسی ہی قوّتِ ارادہ کیوں نہ ہو، وہ کبھی بھی عروسِ کامرانی سے ہمکنار نہیں ہوسکتا اور اس کو جہانِ فانی سے بالآخر بے نیلِ مرام ہی رختِ سفر باندھنا پڑتا ہے۔

جب یہ کامیابی کی لکیر بے عیب، گہری اور طویل ہو تو یہ دولت اور ثروت کی آئینہ دار ہے اور اس کا حامل استعدادِ داخلی اور حکمتِ عملی سے نمایاں ترقّی کرلیتا ہے۔ وہ نہ صرف بارسوخ، حکّام رس اور ہم چشموں میں صاحبِ وقار و احترام ہوتا ہے بلکہ شہرت اور ناموری اس کے قدم چومتی ہے اور خاص و عام اس کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ ایسا شخص اگر کسی فن، سائنس یا علمی مشاغل سے متعلق ہو تو بڑا نام پاتا ہے اور اپنی زندگی کے دوران ہی قبولِ عام حاصل کرلیتا ہے اور آئندہ نسلوں کے لیے ایسا علمی اور عملی اثاثہ چھوڑ جاتا ہے جس کی بنا پر اس کا نام ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ اس کی خُداداد صلاحیّت میں ایسی تابندگی ہوتی ہے کہ وہ صحیح طور پر مقصدِ حیات کا تعیّن کرلیتا ہے اور اس کے حصول کی راہ میں بلا کی ذہانت و کاوش سے یوں سرگرمِ کار ہو جاتا ہے کہ اس کے انہماک پر رشک آتا ہے۔ اس کی باطنی نگہداری، قوّتِ تخیّل، انفرادی جاذبیّت ایسے عناصر کردار ہیں جو اس کی راہ میں غیر معمولی اعانت کرتے ہیں۔ وہ طبّاع بھی ہوتا ہے اور دُور اندیش بھی۔ وہ ہر اہم معاملے

پر عمیق نگاہ ڈالتا ہے اور فی الحقیقت دُور کی سوچتا ہے۔ اقبالؔ نے کسی ایسے ہی انسان کے حقیقی کردار کا نقشہ یوں کھینچا ہے ؎

وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے عمرِ جاوداں پیدا

ایسا شخص وقت، استعدادِ کام، معاشرہ سبھی کی بنیادی حقیقتوں کو خوب سمجھتا ہے اور نہ صرف ان کی صحیح قدر و قیمت پہچانتا ہے بلکہ ان کے جائز، موزوں اور کما حقہٗ استعمال سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور جس ڈگر پر وہ چل دیتا ہے، دُنیا اسی راہ پر چلنے لگتی ہے۔ غرض اپنے دور میں میرِ کارواں کا حکم رکھتا ہے۔

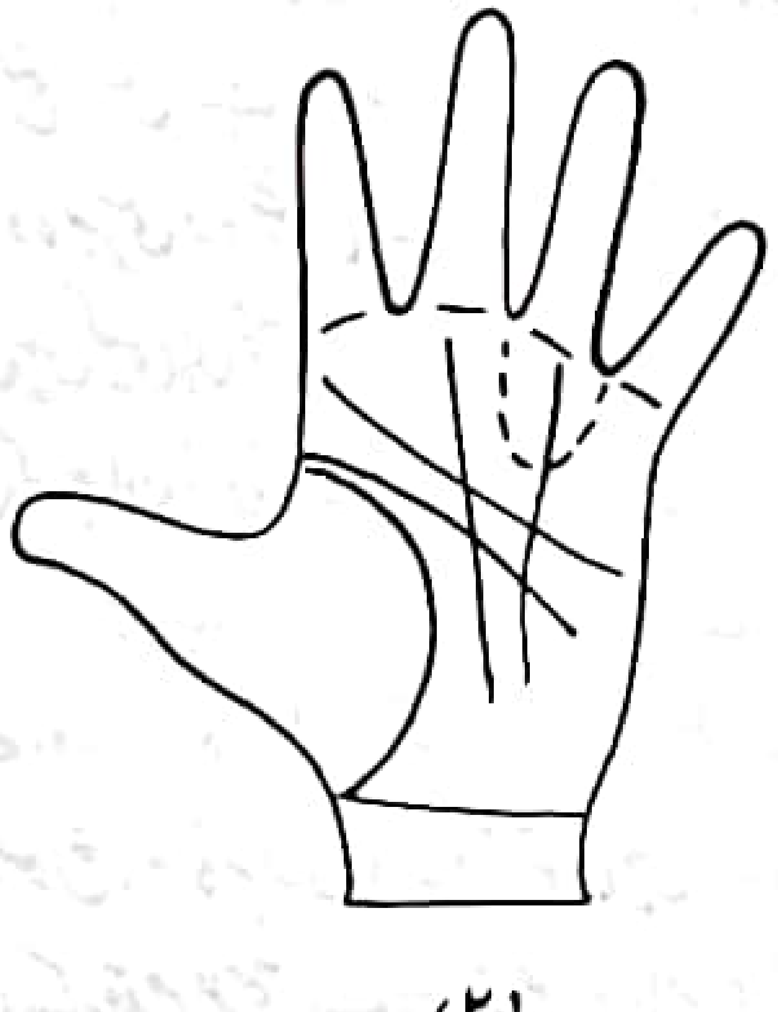

(۲)

کامیابی کی لکیر اگر سُورج کے اُبھار کے علاقے میں داخل ہوتے ہی زیادہ واضح، گہری اور نمایاں دکھائی دے تو یہ ایک ایسی صلاحیت کی آئینہ دار ہے جسے حاملِ نشان فنونِ لطیفہ اور آرٹ کے میدان میں بروئے کار لاتا ہے اور اپنی تخلیقی مساعی سے بے مثال ناموری حاصل کرتا ہے۔ اس کی ذہانت، خلاقی اور انوکھے طرزِ اظہار میں ایسی خصوصیت ہوتی ہے کہ اپنے میدانِ کار میں وہ ایک خاص مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ ایسا رتبہ حاصل کر لیتا ہے کہ اربابِ نظر اس کی ندرتِ تخیّل اور انوکھے اندازِ فکر کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے (شکل نمبر ۲)۔

اکابرِ روزگار اس کی قابلِ داد تخلیقات کی سرپرستی میں اپنی عزت سمجھتے ہیں اور بڑھ چڑھ کر اس کی اعانت کرنے کی طرف آمادہ ہوتے ہیں۔ عامۃ النّاس اس کا احترام کرتے ہیں، دولت اس کے قدم چُومتی ہے اور شہرت اس کے گھر کی باندی بن کے رہ جاتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے اپنے کام میں لگا رہتا ہے۔ اسے اپنی طبعی صلاحیتوں

کا نہ صرف کامل احساس ہوتا ہے بلکہ ان پر داخلی یقین بھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی آرزوؤں کے حصُول کی راہ میں قطعی انہماک کے ساتھ مگن رہتا ہے جس کے باعث اس کے باطن میں ایک خاص نوع کی تسکین ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کا فطری مقامِ آغاز کلائی کی بالائی لکیر کے پاس ہے مگر ایسا بہت ہی شاذ و نادر دیکھنے میں آتا ہے کہ اس کے علاوہ یہ ہتھیلی کے مختلف حصّوں اور لکیروں سے بھی نمودار ہوتی ہو۔ مقامِ آغاز کے اعتبار سے یہ مختلف معانی اپنے اندر پنہاں رکھتی ہے۔

انگوٹھے کا تحتانی پُر گوشت فراز شُکر یعنی زہرہ کا اُبھار کہلاتا ہے۔ زندگی کی لکیر اس کے گرداگرد قوس بناتی ہے۔ اگر کامیابی کی لکیر شُکر کے اُبھار سے سالم اور واضح نمودار ہو اور زندگی کی لکیر کو عبُور کرتی ہوئی اپنی طبعی روش پر بڑھتی ہوئی، سُورج کے اُبھار پر پہنچ کر اختتام پذیر ہو تو یہ علم و ادب یا آرٹ کے شعبوں میں چمکنے کی طبعی صلاحیت کی قابلِ اعتماد دلیل ہے۔ اس کا حامل ذہنِ رسا، بختِ تاباں اور غیر معمولی استعدادِ داخلی لے کر پیدا ہوتا ہے اور ان کے فیضانِ خصُوصی سے ثروت و شہرت سے بہرہ ور ہوتا ہے (شکل نمبر ۳)۔

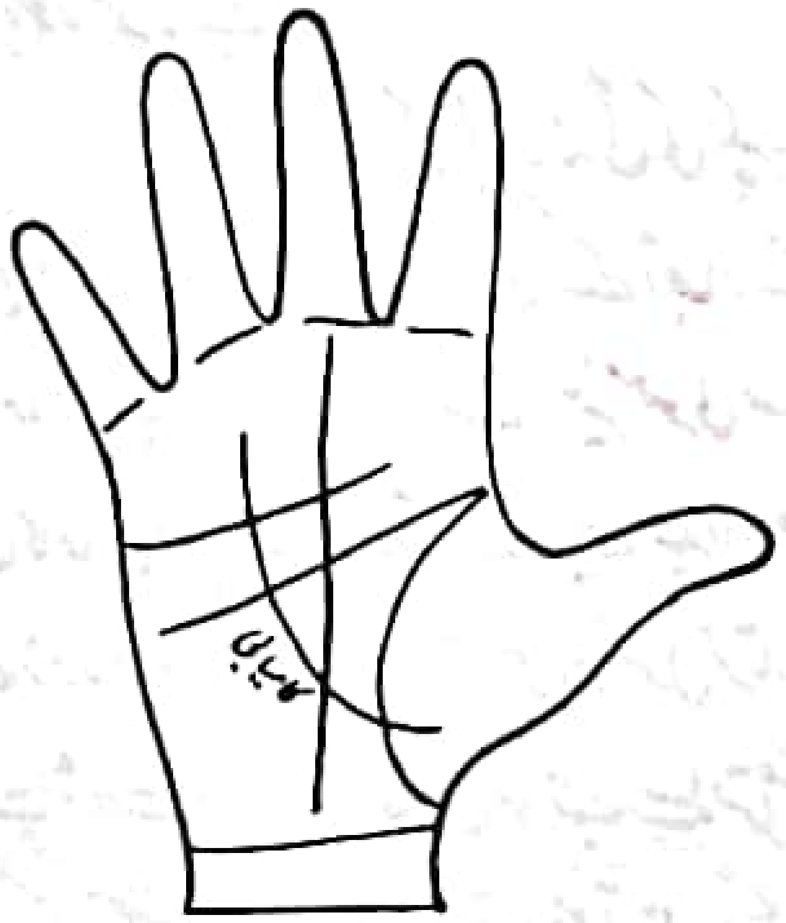

(۳)

اس کے اربابِ خاندان نہ صرف اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں بلکہ اس کے جوہرِ خاص سے جلد آگاہ اور متأثر ہو جاتے ہیں اور اپنی حیثیت اور مقدور کے مطابق ہر ممکن طریقے سے اس کی کامیابی کی راہ میں محبت اور خلوص کے ساتھ اعانت کرتے ہیں۔ اس کا وجدان محبت کے سرچشمے سے جِلا پاتا ہے اور خوب چمکتا ہے اور وہ والہانہ اپنی اُمیدوں کی آبیاری کرتا ہے اور اپنے تخلیقی جوہروں کو حسنِ ذوق سے غیر فانی کرنے میں چابکدستی سے کام لیتا ہے۔ اگر اس کا تعلق شعر و ادب سے ہو تو اس کے کلام میں الہام کی کیفیت پائی جاتی ہے اور لاریب وہ محبت کے فیضانِ لازوال سے اپنے تصوّرات کو ایسی جلا بخشتا ہے کہ ان کی تابندگی میں بقا کے پہلو نکھرتے

چلے جاتے ہیں۔

اگر آرٹ کی بجائے اس کا طبعی شغف سائنس یا صنعت سے ہو تو وہ اپنے مخصوص میدان میں طبعِ رسا، استعدادِ باطنی اور تابشِ فکر سے نمایاں فروغ حاصل کر لیتا ہے۔ معاشرے میں قابلِ رشک قبولِ عام، دولت و شہرت، نمایاں کامیابی سبھی اُمور اسے حاصل ہو جاتے ہیں اور وہ ایسے منصوبے یا کام سرانجام دیتا ہے کہ ان کا اثر زمانۂ طویل تک ہوتا ہے۔ اس کے اعمال میں آیندہ کے لیے ناموری کے اشارے ہوتے ہیں۔ اس کے عروج و ارتقا میں اس کے اقربا کی محبت، اعانت اور خلوص کو بڑا دخل ہوتا ہے۔ اگرچہ اس میں قطعاً شبہ نہیں کہ وہ دُوسروں کی حوصلہ افزائی اور اعانت کے بغیر بھی اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کی طبعی صلاحیت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

جب کامیابی کی لکیر زندگی کی لکیر سے نمودار ہو اور بے عیب اور واضح ہتھیلی کی تمام تر سطح کو عبور کرتی ہُوئی سُورج کے اُبھار کے علاقے میں پہنچ کر دم لے تو یہ بھی خاص اہمیت کی حامل ہے۔ یہ اعلیٰ ذہانت، غیر معمولی صلاحیت اور حسنِ ذوق کی قابلِ اعتبار علامت ہے۔ اس کا حامل علم و ادب، آرٹ ایسے میدان میں مہر و ماہ کی طرح چمکتا ہے اور اپنے انفرادی جوہر کے زور پر دُنیا سے خراجِ تحسین وصُول کرتا ہے۔

(۴)

دولت، ثروت اور خاص و عام کی جانب سے احترام گویا اس کے حصے میں ازل ہی سے مقدر ہوتے ہیں (شکل نمبر۴)۔

ایسا شخص ابتدائے حیات میں اربابِ خاندان سے بنیادی اعانت تو حاصل کرتا ہے اور اس دور میں وہ اس کی باطنی صلاحیتوں کا احساس بھی کر لیتے ہیں اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں مگر حقیقت یہی ہے کہ عہدِ آغاز کے بعد اس کے اقربا اس کی کوئی اعانت نہیں کر سکتے۔ وہ ابتدائی اعانت کو آیندہ کے لیے بنیاد کی طرح استعمال کرتا ہے اور ان کو یوں کام میں لاتا ہے کہ دیکھنے

والے حیرت زدہ رہ جاتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اگر اس کا میدانِ عمل علم و ادب سے غیر متعلق ہو تو وہ اس میں بھی ویسے ہی منازلِ ارتقا طے کرتا چلا جاتا ہے۔ وہ ایک بے مثال وکیل، ڈاکٹر، صنعت کار، سائنس دان بن کے رہتا ہے اور اپنے عہد کا لاثانی فرد ثابت ہوتا ہے۔

کامیابی کی لکیر جب چاند کے اُبھار کے اُس حصے سے نمودار ہو جو کلائی کے قریب ہے اور وہاں سے قدرے خمیدہ بڑھتی ہوئی اپنی طبعی روش پر پہنچتے ہی بے عیب، گہری اور سالم تیسری اُنگلی کے تحت واقع سُورج کے اُبھار کے علاقے میں اختتام پذیر ہو تو یہ خاص اہمیت و عناصرِ کردار کی حامل ہے۔ جتنی کامرانی اور ناموری اس کے خاص تاثرات ہیں (شکل نمبر۵)۔

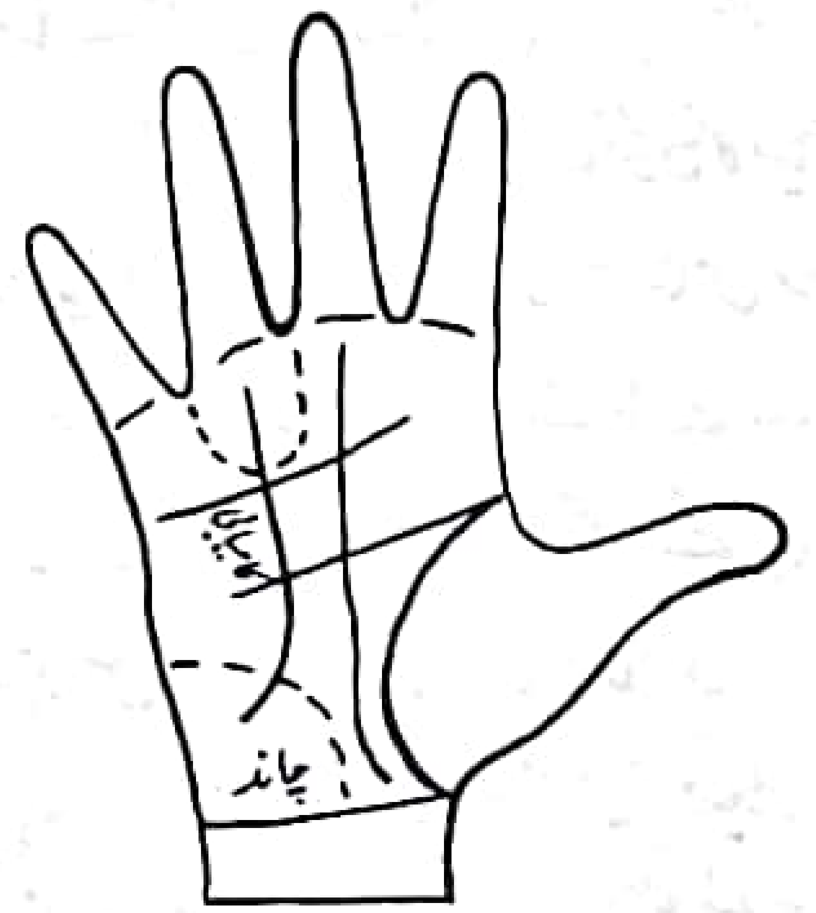

(۵)

یہ لکیر بالخصوص ایسے منفرد لوگوں کے ہاتھوں میں نقش ہوتی ہے جو اپنے نازک احساسات و تخیلات سے مخلوق کے قلوب کو یوں متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ دُنیا بے ساختہ داد دینے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ ان کے طرزِ ادا میں ندرت کا عنصر خصوصی ہوتا ہے اور ان کے تصورات میں والہانہ جوش و وارفتگی۔ ایسی لکیر کامیاب اداکاروں، مقبولِ انام شاعروں اور آرٹسٹوں کے ہاتھوں میں پائی جاتی ہے۔ درحقیقت ایسی لکیر کا وجود علوِ تخیل، ندرتِ اظہار اور حسنِ ادا کی بیّن نشانی ہے۔ اس کے حامل کے کردار میں ایسی انوکھی صلاحیت ہوتی ہے جو اس کی شخصیت کو ایک نمایاں اور غیر معمولی جاذبیت بخش دیتی ہے۔

ایسا انسان اپنی شخصیت و لطفِ کلام سے وہ افسوں پھونکتا ہے کہ جنسِ مخالف کے افراد کے دلوں میں ایک نوع کا غیر شعوری ہیجان برپا ہو جاتا ہے اور وہ آپ سے آپ اس پر فریفتہ ہونے لگتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ اس کا ایک وسیع حلقۂ پرستاراں یوں مرتّب

Scanned with CamScanner

ہو جاتا ہے کہ ان کی اعانت اور خیر اندیشی سے وہ رُتبۂ بلند پر پہنچ جاتا ہے۔ اُسے کسی ایسے طاقتور یا بہُت بارسوخ شخص کی سرپرستی بھی حاصل ہو جاتی ہے جو اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور دامے درمے اعانت سے دریغ نہیں کرتا۔ یہی لکیر ایسے سیاست دانوں کے ہاتھوں میں بھی ہوتی ہے جو دلوں پر حکومت کرتے ہیں اور اپنی افسوں گری اور حکمتِ عملی سے لوگوں کی آنکھوں کے تارے بن جاتے ہیں۔ عظمت، دولت اور شہرت ان کے قدم چُومتی ہے اور وہ بے حد کامیاب زندگی بسر کرتے ہیں۔

جن افراد کے ہاتھوں میں ایسی کامیابی کی لکیر نقش ہوتی ہے، وہ شعوری اور لاشعوری طور پر اپنے اقوال و افعال سے عامۃُ النّاس کو متاثر کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے زیرک، اداشناس اور معاملہ فہم ہوتے ہیں اور آگے بڑھنے کے لیے مسلسل اور اَن تھک مساعی عمل میں لاتے ہیں۔ یوں ان کا مافی الضمیر لوگ کم ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اگرچہ وہ ایک خاص فکر و تجسّس سے مُرتبہ لائحہ عمل پر ہی عمل پیرا ہوتے ہیں، ان کی ظاہری رومانوی آزادہ روی محض ایک پردہ ہوتی ہے۔

ہتھیلی کا وسطی حصّہ منگل کا میدان کہلاتا ہے۔ یہ جدّوجہد سے وابستہ ہے اور اسے کارزارِ حیات کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ سُورج کی لکیر جب اس مقام سے نمودار ہو اور سالم، گہری اور بے عیب ہتھیلی کو عبور کرتی ہوئی تیسری اُنگلی کے تحتانی سُورج کے اُبھار کے علاقے میں اختتام پذیر ہو تو یہ خاص مفہوم رکھتی ہے۔ درحقیقت ایسی لکیر بڑی دشواریوں کے بعد کامیابی کے حصُول کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ بہرکیف ایسا شخص بالآخر اچھے دن بالضرور دیکھتا ہے (شکل نمبر ۶)۔

(۶)

ایسی لکیر کا حامل اپنی قسمت اور کامیابی کا خود ہی معمار ہوتا ہے۔ وہ عملی زندگی بڑی مشکل حالات میں شروع کرتا ہے۔ وہ درحقیقت بے یار و مددگار سینہ تان کر میدانِ کار میں کُود پڑتا ہے اور دن رات کی محنتِ شاقہ اور

ہجومِ مصائب کے باوجود اپنی راہ نکال ہی لیتا ہے۔ اس کے کردار میں عزم کی پختگی، عمل کی محکمی اور جانفشانی کے ایسے عناصر ہوتے ہیں کہ وہ آخرِ کار منزلِ کامرانی پر پہنچ ہی جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ جب تک مقامِ مقصود تک نہیں پہنچ جاتا، سخت بے چین اور غیر مطمئن قسم کی زندگی گزارتا ہے۔ بہرکیف وہ ہمّت نہیں ہارتا بلکہ ہر مرحلے اور مشکل سے حوصلہ مندانہ مقابلہ کرتا ہے، آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور اپنے میدانِ عمل میں دولت، عزّت اور نمایاں کامیابی حاصل کر کے ہی دم لیتا ہے۔ وہ ہٹ کا پکّا، محنتی اور معاملہ فہم ہوتا ہے اور گو ابتدائے زمانہ میں بے حد مشکلات سے گزرتا ہے، اس کے آخری ایّام خوش گوار اور کامران گزرتے ہیں۔

بعض ہاتھوں میں کامیابی کی لکیر اس مختصر اُبھار سے بھی نکلتی ہے جو ہتھیلی کی بیرونی سمت، دماغ اور دل کی لکیروں کے درمیان ہے۔ یہ منگل کا منفی اُبھار کہلاتا ہے۔ اس لکیر کا ایسا آغاز کردار کے خاص پہلو پر روشنی ڈالتا ہے (شکل نمبر ۷)۔

(۷)

درحقیقت ایسی لکیر اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ صاحبِ خط شہرت اور دولت کے حصول کی راہ میں جارحانہ قدم زن ہوتا ہے اور اپنی سرگرمئِ بیتاب کے باعث کامران ثابت ہوتا ہے۔ گرمئِ کردار، جوش اور غیر معمولی مستقل مزاجی اس کے خاص اوصاف ہیں۔ اس کے باطن میں چمکنے اور حصولِ تحسین کی بڑی تڑپ ہوتی ہے۔ منزلِ مقصود کی طرف وہ اس قدر حوصلہ مندانہ بڑھتا ہے کہ دیکھنے والے عش عش کر اُٹھتے ہیں۔ وہ سدا دولت، ناموری اور کامرانی کا متمنّی ہوتا ہے اور اپنی قابلیتوں کے فیضان سے بالضّرور بامُراد ہوتا ہے۔ طبیعت کی محکمی، ارادے کی پختگی اور نگاہ کی بلندی اس کی اہم خوبیاں ہیں۔ یہ لکیر بالعمُوم ان افراد کے ہاتھوں میں دکھائی دیتی ہے جن کو پبلک سے مسلسل رابطہ رہتا ہے۔ یہ اداکار، واعظ، سیاست دان، بیرسٹر ایسے لوگوں کا حصّہ ہے۔

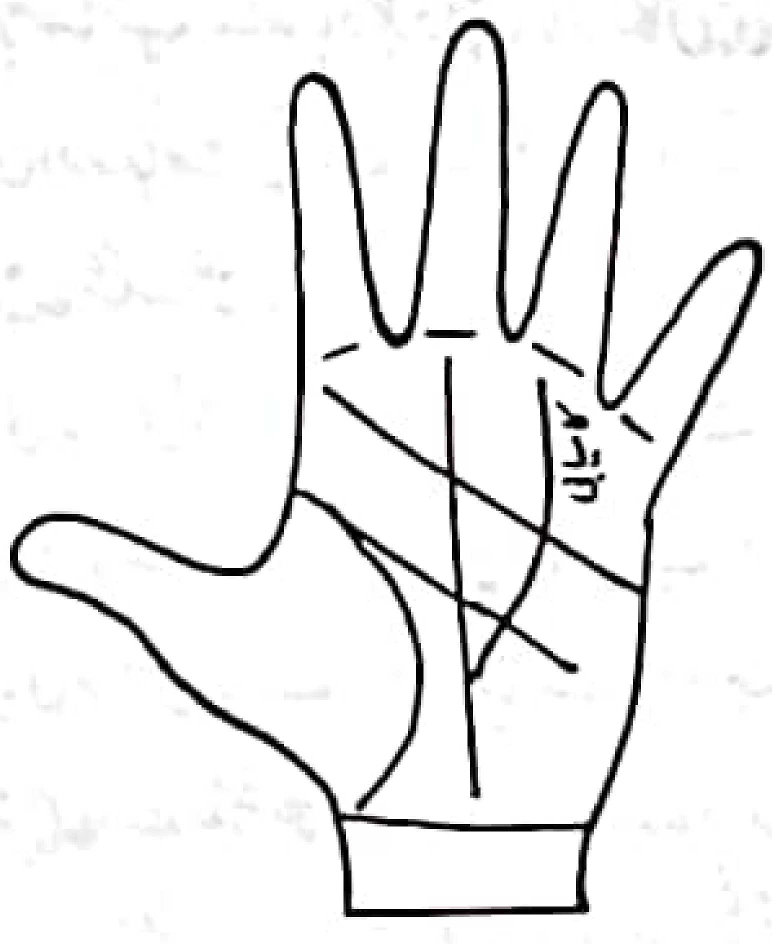

(۸)

کامیابی کی لکیر بعض اوقات قسمت کی واضح لکیر سے بھی آغاز کرتی ہے اور وہاں سے بڑھتی ہوئی ہتھیلی کو عبور کرتی ہوئی سورج کے اُبھار کے علاقے میں پہنچ جاتی ہے۔ ایسی لکیر اس امر کی آئینہ دار ہے کہ صاحبِ خط جس کام کا بھی بیڑا اُٹھا لیتا ہے اور جس کام کو ذریعۂ رزق بنا لیتا ہے اس میں نمایاں کامیابی حاصل کر لیتا ہے (شکل نمبر ۸)۔

ایسا شخص زندگی میں بخت آور ثابت ثابت ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت کا میلان اور فطری شغف فنونِ لطیفہ سے متعلق ہوتا ہے جو شہرت و ناموری کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ وہ محض ذاتی استعداد و کاوش سے نامدار ہو کے رہتا ہے۔ اگر وہ تجارتی زندگی سے وابستہ ہو تو بھی اسے شہرت و ناموری کی تمنا چین سے بیٹھنے نہیں دیتی اور وہ اس سلسلے میں بالضرور کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔

جب کامیابی کی لکیر دماغ کی عمدہ اور گہری لکیر سے نکلے اور واضح اور سالم سورج کے اُبھار میں جا کر سرانجام ہو تو یہ بتاتی ہے کہ دنیوی ترقی، مالی کامیابی اور شہرت تمام تر ذہنی کاوشوں اور طبعِ رسا کا نتیجہ ہے۔ ایسا شخص اپنے عروج و ارتقا کے لیے کسی دوسرے شخص کا ممنونِ احسان نہیں ہوتا۔ وہ اپنی کامیابی کے لیے اپنے قوائے ذہنی کا محتاج ہوتا ہے (شکل نمبر ۹)۔

(۹)

ایسی لکیر کے حامل کے دل میں دنیائے فن و ادب میں نامداری و کامرانی کی محکم آرزو ہوتی ہے۔ اس کی تخلیقی استعداد غیر معمولی ہوتی

ہے اور وہ اسے عزمِ صمیم سے یوں کام میں لاتا ہے کہ یکتائے زمانہ ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ عام ڈگر سے ہٹ کر نئی راہ تلاش کر لیتا ہے اور افرادِ زمانہ اس کی بے مثال ذہنی صلاحیتوں کا دل سے اعتراف کرتے ہیں۔

جب کامیابی کی لکیر واضح اور گہری، دل کی لکیر سے نکلے اور صاف و بے عیب سورج کے اُبھار کے علاقے میں داخل ہو کر ختم ہو تو یہ عالمِ پیری میں کامیابی اور کامرانی و مالی فراغت کی آئینہ دار ہے (شکل نمبر ۱۰)۔

(۱۰)

ایسی لکیر بعض ہاتھوں میں عمر کے اواخر میں قلب و روح کی بیداری کے فیضانِ خاص سے ایسی صلاحیتوں کے نمود و فروغ کا سراغ بتاتی ہے جن کی عملی سحر آفرینی کے باعث عظیم الشان کامرانی اور ناموری قدم چومتی ہے۔ یہ زندگی کی شام کو تابندہ و درخشاں عدم کی سرحدوں سے ملا دیتی ہے۔

بعض ہاتھوں میں کامیابی کی لکیر قوسِ الہام سے نمودار ہوتی ہے اور صاف و نمایاں ہتھیلی کی سطح کو عبور کرتی ہوئی سورج کے اُبھار پر پہنچ جاتی ہے۔ یہ بہت ہی کم دیکھنے میں آتی ہے لیکن جب ایسی لکیر پائی جائے تو یہ اعلیٰ فنی صلاحیتوں کے وجود کی نشان دہی کرتی ہے۔ اس کا حامل ایسے وجدانی احساس کا مالک ہوتا ہے جو بالعموم لاشعوری طور پر اس کی تخلیقات میں کیف و مستی اور الہامی عناصر ملحوظ کر دیتا ہے۔ جب طبیعت روانی پہ آتی ہے تو ایسا شخص منفرد شہ پاروں کا خالق بن سکتا ہے۔

ایسی لکیر کے ہوتے ہوئے تخیل کے تیز رو دھارے کو بڑی حد تک حدودِ اعتدال میں مرتب کرنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اگر فراوانیٔ تخیل بے لگام ہو جائے تو تخلیقی قوتیں غلط ڈگر پر پڑ جاتی ہیں اور حسن مجروح اور تخلیق مسموم ہی اس کا نتیجہ ہو سکتے ہیں (شکل نمبر ۱۱)۔

(۱۱)

جس طرح کامیابی کی لکیر کا آغاز گوناگوں معانی کا آئینہ دار ہے، عین اسی طرح اس کا اختتام بھی بہت ہی معنی خیز ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ جہاں اس کے آغاز کا حال، روش، ساخت وغیرہ سبھی امور کی جانچ پڑتال ضروری ہے وہاں اس کی اصلی قدر و قیمت پرکھنے کے لیے خاتمے پر اس کی شکل و صورت، وضاحت، گہرائی وغیرہ ہر امر کا ژرف نگاہی سے دیکھنا لازمی ہے۔

جب کامیابی کی لکیر سورج کے ابھار پر واضح، بے عیب اور گہری نقش ہو تو کامیابی یقینی ہوتی ہے۔ ایسی لکیر میں ایک خاص قسم کی چمک ہوتی ہے جو اس امر کی بیّن نشانی ہے کہ حاملِ نشان کے حق میں حیاتِ درخشندہ مقسوم ہے۔ ایسا شخص دیر یا سویر اس قابلِ رشک مقام پر پہنچ کر رہتا ہے جہاں اہلِ زمانہ اسے نمایاں دیکھ سکتے ہیں اور اس کی قدر و منزلت کا اعتراف کرتے ہیں۔

جب یہ لکیر خاتمے پر پہنچ کر چھوٹے چھوٹے خطوط میں تقسیم ہو کر سرانجام ہو تو یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ ایسا انجام اندوہ ناک صورتِ حال کا پتا دیتا ہے اور اس کا حامل بالآخر اپنی تمام تر مساعی میں بے نیلِ مرام ثابت ہوتا ہے۔ اس شکستِ آرزو کا بد اثر اس کے دل و دماغ پر بہت ہی بُرا ہوتا ہے اور وہ اپنی نامرادیوں کا ملال لیے اس دُنیا سے کُوچ کر جاتا ہے۔ اس بدنصیب کی ناکامی بڑی عبرت ناک ہوتی ہے (شکل نمبر ۱۲)۔

(۱۲)

ایسی لکیر کا حامل اگر فنونِ لطیفہ یا علم و ادب

سے وابستہ ہو تو یہ اس کی بنیادی کمزوریوں کا پردہ فاش کرتی ہے۔ اگرچہ اس میں صلاحیت کا فقدان نہیں ہوتا مگر اس کے کردار میں ایک خاص نوع کی ہچکچاہٹ ہوتی ہے اور وہ استقلال کے ساتھ جدّ و جہد کا عادی نہیں ہوتا۔ طبیعت کی ناپختگی اور عمل کی نااستواری آخر رنگ لاتی ہے اور وہ کوئی قابلِ قدر کام سرانجام نہیں کر پاتا۔ اپنے جوہرِ حیات کو اِدھر اُدھر بکھیر دیتا ہے اور ہر اس فکر یا طرزِ اظہار کی طرف جو اُس کے لیے "تابندگی" کا احساس پیدا کر سکے، ہو لیتا ہے۔ جو پہلے کر رہا ہوتا ہے اسے ترک کر دیتا ہے۔ درحقیقت اس میں قوتِ امتیاز اور استحکامِ کار دونوں کی نمایاں کمی ہوتی ہے۔

کامیابی کی لکیر اپنے فطری مقامِ اختتام سے گریز کرتی ہوئی درمیانی اُنگلی کے نیچے واقع سنیچر کے اُبھار کے علاقے میں پہنچ کر انجام پائے تو یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ یہ طبیعت میں بدگمانی کے ایسے عنصر کے وجود کا پتا دیتی ہے جو اعتدال اور ضرورت سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے حامل کی طبعی صلاحیتیں مسموم ہو جاتی ہیں اور وہ باطنی سرچشمۂ وجدان کہ جس کے فیضان سے وہ فروغ و تابندگی حاصل کرتا ہے، سُوکھ کے رہ جاتا ہے۔ باوصف یہ کہ ایسے فرد میں کسی خاص کام کے لیے فطری صلاحیت ہوتی ہے اور وہ اس میں نمایاں کامرانی کے لائق ہوتا ہے مگر وہ اس قدر شک و بدگمانی کے زیرِ سایہ ہوتا ہے کہ اسے اپنے جوہرِ ذاتی پر اعتماد ہی نہیں ہو پاتا۔ خود اعتمادی کا یہ فقدان مضرت رساں ثابت ہوتا ہے اور وہ کچھ دیر اپنے اس کام میں کہ جس میں ارتقا کے جلی امکانات ہوتے ہیں، صرف کرنے کے بعد بددل ہو جاتا ہے۔ اسے یقین ہی نہیں آتا کہ مناسب جدّ و جہد اور استقلالِ عمل سے منزلِ مقصود تک پہنچنا مشکل نہیں اور غور و خوض کیے بغیر وہ اصلی راہ سے ہٹ کر کسی دُوسرے کام میں پڑ جاتا ہے۔ چونکہ اس کام کے لیے اس میں طبعی صلاحیت نہیں ہوتی، وہ

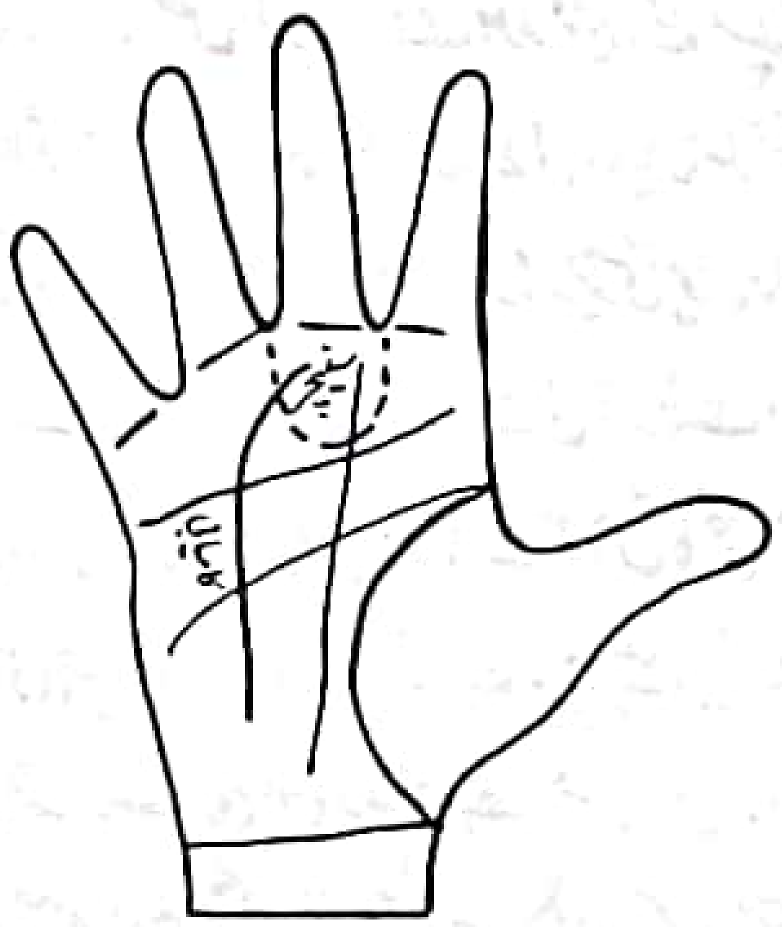
(۱۳)

Scanned with CamScanner

سخت ناکام ثابت ہوتا ہے جس کا نتیجہ خواری و نامرادی کے سوا اور ہو ہی کیا سکتا ہے (شکل نمبر ۱۳)۔
ایسا شخص بلاشبہ استعدادِ داخلی اور ایسے تابندہ جوہر سے بہرہ ور ہوتا ہے کہ اگر وہ اس کام میں جس کے لیے اسے صلاحیت ودیعت ہوتی ہے، محنت و عزم سے کوشاں رہ سکے تو وہ بہت اُونچے مقام پر پہنچ سکتا ہے۔ اسے یقین دہانی کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر کسی قابلِ وقار شخصیت کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی بہم پہنچ جائے تو ذاتی بدگمانیوں کے ہوتے ہوئے بھی اس سے غیر معمولی کارکردگی کی توقع کی جاسکتی ہے۔

بعض اوقات کامیابی کی لکیر قوس بناتی ہوئی سُورج کے اُبھار پر ختم ہونے کے بجائے چھوٹی اُنگلی کی جڑ کی طرف رُخ کرتی ہے اور اس کے نیچے واقع بُدھ کے اُبھار میں داخل ہو کر سرانجام پاتی ہے۔ یہ بڑی معنی خیز نشانی ہے (شکل نمبر ۱۴)۔ بُدھ کا اُبھار تجارت، صنعت وغیرہ عناصر سے وابستہ ہے۔ جب یہ لکیر خاتمے پر یہاں پہنچ جائے تو یہ جلبِ منفعت اور روپیہ پیدا کرنے کی طرف طبیعت کے نمایاں میلان کی حتمی علامت ہے۔ ایسا شخص اگرچہ آرٹ اور فن کے میدان میں عرُوج و ناموری حاصل کرنے کی نمایاں صلاحیت رکھتا ہے مگر اس کے مزاج پر زر پرستی یوں حاوی ہوتی ہے کہ آرٹ میں فروغ یا تکمیلِ فن کے بجائے تخلیقات و نگارشات کی فروخت اور ان سے مالی استفادہ ہی اس کا مطمعِ نظر بن جاتے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا فنی اور تخلیقی معیار روز بروز گرتا چلا جاتا ہے اور بالآخر ثانوی چیز ہو کے رہ جاتا ہے۔ حیرت یہ ہے کہ ایسا شخص بالعموم دُنیوی اور مالی اعتبار سے بھی خسارے ہی میں رہتا ہے۔ جس اعلیٰ درجے کی وہ تخلیقی صلاحیت لے کر پیدا ہوتا ہے اگر اسے صحیح راہ میں تکمیل و تہذیبِ فن کے ساتھ استعمال کیا جائے تو وہ عظیم ناموری حاصل کر سکتا ہے اور اس کا ایک ہی شاہکار اسے اس قدر دولت مند بنا سکتا ہے کہ اس کے وہم و گمان

(۱۴)

میں بھی نہیں آسکتا۔ وہ درحقیقت بڑی حد تک تنگ نگاہ، عجلت پسند اور دولت کا پجاری ہوتا ہے اور اپنی غلط بینی اور کم اندیشی کے سبب اپنا حقیقی جوہر اور مقامِ موعُود کھو بیٹھتا ہے۔

کامیابی کی لکیر عام طور پر سُورج کے اُبھار پر گہری نقش ہوتی ہے، اور یہ عُمدہ نشانی ہے۔ مگر بعض اوقات اسی اُبھار پر کامیابی کی دو یا تین سالم، واضح اور گہری متوازی لکیریں بھی کندہ ہوتی ہیں۔ جب ایسی سبھی لکیریں بے عیب ہوں تو یہ غیر معمولی کردار کا پتا دیتی ہیں۔ ایسے شخص میں ایسی گوناگوں صلاحیتیں ہوتی ہیں کہ وہ کامیاب و کامران ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ اگر دو یا تین ایسی لکیریں ہوں تو طبیعت میں مختلف اصنافِ فن یا کاموں کے لیے اعلیٰ قسم کی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔ ایسا شخص شعر و ادب، سیاست، کاروبار غرض کہ مختلفُ النّوع شعبہ ہائے زندگی میں بیک وقت نمایاں کامیابی کی صلاحیت کا مالک ہوتا ہے اور جوہرِ ذاتی کے باعث اعلیٰ مقام حاصل کرکے رہتا ہے۔ ایسی لکیریں نمایاں شہرت اور وافر دُنیاوی فروغ کی قابلِ اعتماد نشانیاں ہیں (شکل نمبر ۱۵)۔

(۱۵)

ایسے شخص کے باطن میں ایک خاص قسم کی تخلیقی اضطرابی کیفیت پائی جاتی ہے۔ اس کا ذہنِ رسا اسے بیکار بیٹھنے نہیں دیتا اور وہ ہمہ اوقات ایک ہی صنفِ کار یا مطمعِ نظر میں حصولِ کامرانی کے لیے کوشاں نہیں رہتا۔ درحقیقت وہ دو یا تین قسم کے کاموں میں دلچسپی لیتا ہے۔ اگر اس کا پیشہ سرکاری ملازمت ہے تو کارِ دُنیا سے فراغت پاتے ہی وہ علمی یا ادبی کاموں میں منہمک ہو جاتا ہے۔ اگر تاجر ہے تو فنِ مصوری میں اپنے غیر کاروباری اوقات بہ ذوق و شوق صرف کرتا ہے۔ اگر کالج میں پڑھاتا ہے تو سیاست، موسیقی یا ادب میں بھی گہری دلچسپی لیتا ہے۔ ایسے اربابِ فکر و عمل سرسری طور پر کسی کام میں بھی ہاتھ نہیں ڈالتے۔ ان کا طبعی شعار استقلال اور سچّی کارکردگی کا حامی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ بیک وقت دو تین شعبہ ہائے

حیات میں نمایاں اور قابلِ رشک مہارت و کامیابی حاصل کر لیتے ہیں ۔

کامیابی کی لکیر خاتمے پر بعض ہاتھوں میں ایک واضح اور بڑے سہ شاخے میں جسے ہست ریکھا میں ترشول کے نام سے پکارتے ہیں، یوں انجام پاتی ہے کہ درمیانی شاخ سالم اور بے عیب تیسری اُنگلی کی جڑ کی طرف بڑھتی ہے ایک محکم شاخ چھوٹی اُنگلی کے نیچے واقع بُدھ کے اُبھار کے احاطے میں جا پہنچتی ہے اور دُوسری شاخ بے عیب درمیانی انگلی کے تحتانی اُبھار جسے سینچر کا اُبھار کہتے ہیں، کے علاقے میں جا کر دم لیتی ہے ۔ یہ بے حد غیر معمولی اور خاص علامت ہے ۔ اس کا شمار درحقیقت نادر نشانیوں میں ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۶)۔

(۱۶)

ایسا بڑا، واضح سہ شاخہ ذوقِ سلیم، ناموری، اعزاز اور عظمت کا محکم نشان ہوتا ہے ۔ اس کا حامل درحقیقت دولت مند، صاحبِ ثروت، بلند وقار اور غیر معمولی بخت آور ہوتا ہے ۔ اس کی کامرانیٔ حیات نہ تو کسی شخص کی مرہونِ منت ہوتی ہے اور نہ ہی حالات کی پیداوار۔ وہ طبعی صلاحیت، ذاتی محنت اور استعدادِ ذہنی کے صحیح استعمال کا ثمر ہوتی ہے ۔ وہ جہاں ذہن رسا لے کر پیدا ہوتا ہے وہاں اپنی ساری قوتوں کو یوں بر سرِ کار لاتا ہے کہ اس کی اُمیدیں اور آرزوئیں مکمل طور پر پوری ہوتی چلی جاتی ہیں ۔ ایسے شخص کے باطن میں ارتقاء و ناموری کی حیرت انگیز صلاحیت ہوتی ہے ۔ اس کی صلاحیتِ کارکردگی بھی قابلِ رشک ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جس میدانِ حیات میں قدم زن ہوتا ہے اس میں جدوجہد اور استقلال و عزم کے ساتھ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے ۔ اس کے کردار اور شخصیت میں بلا کا جادُو ہوتا ہے اور لوگ اسے سرگرمِ عمل دیکھ کر عش عش کر اُٹھتے ہیں ۔ نیز وہ بڑا دانا ہوتا ہے اور موقع محل کی نزاکت کو سمجھ کر یوں قدم اُٹھاتا ہے کہ ہر گام پر کامرانی اس کا خیر مقدم کرتی ہے ۔ وہ اربابِ رسوخ سے خوشگوار تعلقات محکم اساس پر استوار کرتا چلا جاتا ہے اور اربابِ مقدرت و ثروت میں

آبرو کے ساتھ پہنچ جاتا ہے ۔ یہی نہیں وہ دُوسروں کا سچا احترام کرنا جانتا ہے اور ان کی صلاحیتوں اور کامرانیوں کی کما حقہٗ داد بھی دیتا ہے، اُن سے ترقی کے گُر بھی سیکھتا ہے اور حسبِ استطاعت ان کا ہاتھ بھی بٹاتا ہے ۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ وہ ارتقاءِ حیات کے ایسے ایسے نکات سے آپ سے آپ آشنا ہوتا چلا جاتا ہے کہ جن کو استعمال میں لا کر وہ اپنی زندگی کو دوسروں کے لیے ایک روشن مثال بنا دیتا ہے ۔ وہ غیر معمولی اور بے مثال شخصیت و ذہانت کا جوہر لے کر پیدا ہوتا ہے اور اس کے درست، موزوں اور بروقت استعمال سے زندگی کی دوڑ میں بہت آگے نکل جاتا ہے ۔

کامیابی کی لکیر جب سُورج کے اُبھار پر یوں نقش ہو کہ ایک واضح اور سالم قوس کی صُورت اختیار کر لے اور ایک صاف جلی لکیر تو تیسری اُنگلی کی جڑ کی طرف بڑھے اور قوس کی دُوسری مکمل شاخ خم کھاتی ہُوئی چھوٹی اُنگلی کے نیچے واقع پُر گوشت حصے میں جسے بُدھ کا اُبھار کہتے ہیں، میں جا پہنچے تو یہ نہایت ہی اہم اور غیر معمولی نشانی ہوتی ہے ۔ بے حد شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہے اور بلا شبہ غیر معمولی عناصر حیات کا پتا دیتی ہے (شکل نمبر ۱۷)۔

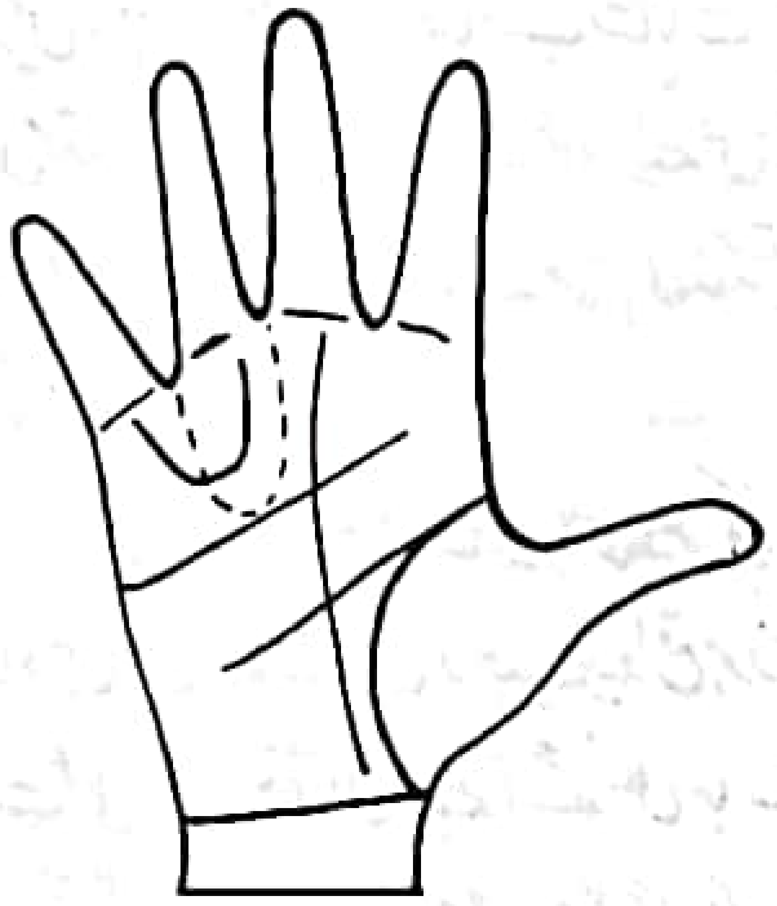

(۱۷)

درحقیقت ایسی بے عیب قوس نما کامیابی کی لکیر آرٹ اور سائنس کے اتحاد کی آئینہ دار ہے اور اس کا حامل فنونِ لطیفہ کا ماہر مسلّم، عظیم طبیب اور اسی نوعیت کا بے مثال انسان ہو سکتا ہے ۔ وہ فنِ تعمیر کا بھی ماہر ہو سکتا ہے ۔ ایسا شخص جہاں عظمتِ فنی کا نکتہ دان اور ماہر کارکن ہوتا ہے وہاں اپنے آرٹ، فن اور اس کی حقیقی مادّی قدر و قیمت سے بھی کامل طور پر آگاہ ہوتا ہے ۔ درحقیقت وہ نہ صرف کمالِ فن کا عملی طلب گار ہوتا ہے بلکہ اس سے دُنیوی اعتبار سے کما حقہٗ مال و دولت کے حصُول کا بھی حامی ہوتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نہ صرف نامور اور بے مثال آرٹسٹ مانا جاتا ہے

بلکہ دولت مند اور صاحبِ حشمت بھی ہوتا ہے۔ ایسے شخص کا علم اُستادانہ ہوتا ہے اور اس کے عملی استعمال میں تاجرانہ مہارت بھی شاملِ حال ہوتی ہے۔

کامیابی کی لکیر اگر لمبی اور واضح ہتھیلی کو عبور کرتی ہُوئی تیسری اُنگلی کے تحتانی اُبھار کے علاقے میں جا کر اختتام پذیر ہو مگر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بال نُما باریک لیکن واضح خطوط اسے قطع کریں اور وہ ایسے نہ ہوں کہ کامیابی کی لکیر پر حاوی دکھائی دیں یا اس سے کہیں موٹے اور گہرے ہوں تو یہ خاص نشانیاں ہیں اور ان کا غائر نظر سے دیکھنا ضروری ہے۔ ایسے بال نما قاطع خطوط درحقیقت یہ بتاتے ہیں کہ حصولِ آرزو کی راہ میں کافی بڑی رکاوٹیں آئیں گی مگر بالآخر صاحبِ نشانات اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ کر ہی دم لے گا۔ ایسے شخص کے کردار میں جانفشانی، محنت اور عزم کی خاصیتیں ہوتی ہیں (شکل نمبر ۱۸)۔

(۱۸)

ایسی بال نما ہر آڑی لکیر اس امر کی شاہد ہے کہ دشمنی، مخالفت اور حسد اس کی کامیابی کی راہ میں اس زمانے میں کہ جب یہ واقع ہو رکاوٹ پیدا کرنے کا باعث ہوگی۔ مگر وہ اپنی محنت، حکمتِ عملی اور استقلال سے آگے نکل جائے گا۔ اسے دشواری کا احساس تو ہوگا مگر وہ اس سے نہ تو گھبرائے گا اور نہ پیچھے ہٹے گا بلکہ اس کے انسداد کے لیے عملی تدابیر بروئے کار لائے گا۔

ایسی بال نما قطع خطوط کے حامل کو اپنے کام کے ماحول اور اس سے وابستہ افراد کو غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ وہ لوگ جن سے کام کے سلسلے میں اسے دن بھر سابقہ پڑتا ہے اور جو کسی نہ کسی وجہ سے اس کی مخالفت یا عداوت پر مائل ہو جاتے ہیں، اسے ان کے مزاج، خواہشات اور حالات کے بارے میں اچھی طرح فکر و مطالعہ کرنا چاہیے۔ یہی نہیں اسے اس بات کا بھی غائر نظر سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ اس کی اپنی ذات میں وہ کون

سے عناصر ہیں جو مخاصمت یا حسد ایسی بُرائیوں کو دُوسروں میں اُبھارنے کا باعث ہوتے ہیں۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو بالیقین اسے اپنے کردار اور اس کے ردِّ عمل کے اثرات کا اندازہ ہو سکے گا۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنی ذات میں ان عناصر کی اصلاح نہ کر سکے جو اس کی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ کا سبب بن سکتے ہیں۔

اگر ایسا شخص ملازمت پیشہ ہو تو بالعموم یہ دیکھا گیا ہے کہ اس کا حاکمِ اعلیٰ اس سے ناخوش رہتا ہے۔ یا کوئی شریکِ کار اس کا مخالف ہوتا ہے۔ اگر وہ تجارت سے متعلق ہو تو کسی نہ کسی معاملے میں جھگڑا یا رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ الغرض وہ کسی بھی شعبۂ حیات میں معرُوفِ کار ہو اسے کامیابی کی راہ میں بڑی بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بایں ہمہ ایسا شخص ذاتی صلاحیت، مستقل مزاجی اور حکمتِ عملی کے بل بوتے پر عروسِ کامرانی سے ہم کنار ہو کر ہی رہتا ہے۔

اس کے برعکس اگر قاطع خطوط گہرے واضح ہوں اور ہر خط کامیابی کی لکیر پر حاوی دکھائی دے تو اس زمانے میں کہ جب وہ پایا جاتا ہے، زندگی میں اور کامیابی کی راہ میں سخت مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ بخت واژگوں سے سابقہ پڑتا ہے اور رنج و الم، مالی نقصان اور ساکھ کی خرابی کے باعث کڑے حالات میں سے گُزرنا پڑتا ہے۔ اگر ایسے خطوط ایک ہی ہاتھ میں ہوں تو جُوں توں کر کے مصیبت ٹل جاتی ہے، اِدبار کے ہجوم کے باوجود حاملِ نشانات منزلِ مقصُود تک پہنچ ہی جاتا ہے اور کامرانی سخت محنت اور جاں گسل دشواریوں کے بعد حاصل ہو جاتی ہے۔

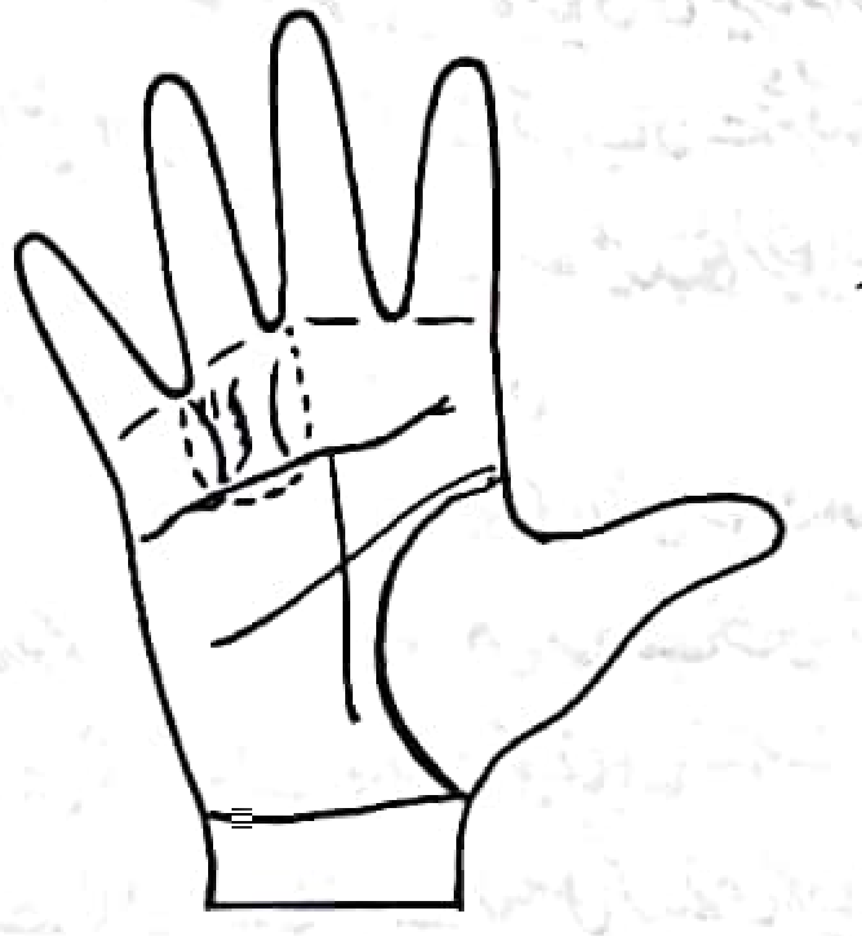

(۱۸)

ایک واضح اور سالم کامیابی کی لکیر کی بجائے بعض ہاتھوں میں سُورج کے اُبھار کے علاقے میں کئی چھوٹی بڑی ٹیڑھی یا خم دار لکیریں نقش ہوتی ہیں۔ ان کا ہونا اچھی علامت نہیں (شکل نمبر ۱۹)۔ ایسی ٹیڑھی لکیروں کا وجود اس امر پر

دال ہے کہ حاملِ نشان کو آرٹ اور فنونِ لطیفہ سے طبعی شغف ہے مگر عزم و استقلال کی نمایاں کمی بھی ہے۔ درحقیقت ان کا حامل آرٹ کے مختلف شعبوں یا شاخوں میں کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور چونکہ وہ فطری صلاحیتوں اور ذہنی قوتوں کو بانٹتا رہتا ہے کسی ایک صنف یا شاخ پر انہماکِ کامل سے اپنی توجہ مرکوز نہیں کر پاتا۔ نتیجہ یہ کہ سچی کامیابی سے ہم کنار نہیں ہوسکتا۔ حق تو یہ ہے کہ ایسا شخص کاروبارِ حیات کے کسی بھی شعبے سے متعلق ہو، اکثر ایسے مختلف کاموں میں بیک وقت ہاتھ پیر مارتا رہتا ہے جو اس کے ذاتی مفاد کے سراسر منافی ہوتے ہیں۔ ایسا شخص اپنے کم اندیش رویہ، غلط طریقِ کار اور ایک ہی وقت میں مختلف اُمور میں دلچسپی اور عملی کارکردگی کے باعث سدا دُکھ اُٹھاتا ہے اور بالآخر کسی بھی معاملے میں کما حقہٗ کامل ترقی نہیں کر سکتا۔ ایسے شخص میں صلاحیت کا فقدان نہیں ہوتا مگر وہ محض غلط فہمی اور کم اندیشی کے باعث بعجلت منزلِ مقصود پر پہنچ جانا چاہتا ہے۔ جب ایک کام سے اسے من مانی مراد حاصل نہیں ہو پاتی تو کسی دُوسری بات میں دلچسپی لینا شرُوع کر دیتا ہے۔ یہ تلوّن اور غیر مستقل مزاجی اس کے حق میں بہت بُری ثابت ہوتی ہے۔ اسے اپنے کردار کی اس کمزوری پر قابو پانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جوں ہی وہ انہماک اور دل جمعی سے کسی ایک کام میں مصروف ہوگا، معتدبہ ترقی کر سکتا ہے اور اپنے مقصدِ حیات میں کامرانی کے عناصر کو زیادہ اجاگر کر سکتا ہے۔

بعض ہاتھوں میں کامیابی کی لکیر سالم اور واضح کلائی کی بالائی لکیر کے قریب ہی سے شرُوع ہو جاتی ہے مگر ہتھیلی کے وسط میں پہنچ کر یکایک ختم ہو جاتی ہے (شکل نمبر ۲۰)۔

(۲۰)

ایسی لکیر بتاتی ہے کہ اوائلِ حیات اور کام کاج کے ابتدائی دور میں صاحبِ نشان نے تابشِ فکر و ذہانت اور ارتقا کی نمایاں خصوصیتوں سے، قابلِ رشک فضیلت حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی، مگر جونہی وہ شاہراہِ کامرانی پر گامزن

ہوا اور اس کے مستقبل کے بارے میں غیر معمولی اُمیدیں قائم ہونے لگیں، یکایک اس کی ذہانت کا چراغ بجھ گیا۔ عمر کے جس حصے میں اس کی کامیابی کی لکیر یکایک ختم ہو جاتی ہے، اس کے آگے بجز اتھاہ اندھیرے کے کچھ نظر ہی نہیں آتا۔

درحقیقت ایسا شخص استعداد، داخلی اور کامرانی کے حقیقی جوہروں سے بہرۂ خاص لے کر پیدا ہوتا ہے مگر زندگی میں کسی خاص مرحلے پر پہنچ کر کسی ایسی خرابی، بیماری یا حالات کا شکار ہو جاتا ہے کہ یکایک نورِ بصیرت کھو دیتا ہے۔ اگر ایسی لکیر کسی چھوٹی عمر کے شخص کے ہاتھ میں دیکھی جائے تو اس کی صحت، حالات، جذباتی رجحان ایسے امور کا بالاستیعاب مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ بروقت اس میں وہ صلاحیت پیدا کی جا سکے کہ جونہی مہلک حالات کے شکنجے میں پھنسنے لگے، حکمتِ عملی سے اس مرحلے سے آگے نکل جائے۔

کامیابی کی لکیر ہتھیلی میں ختم ہونے کی بجائے اگر آگے بڑھ کر دماغ کی لکیر سے ٹکرائے اور وہیں رُک جائے تو ایسی صورت بڑے ٹھنڈے دل سے غور و فکر کی متقاضی ہے (شکل نمبر ۲۱)۔

(۲۱)

ایسا شخص بلا کی ذہانت اور تخلیقی صلاحیتوں کا مالک ہوتا ہے۔ اس کی تابشِ فکر ایسے انوکھے راستے نکال سکتی ہے کہ جن پر چل کر وہ رشکِ روزگار بن سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا شخص ناموری اور حصولِ مُراد کی راہ میں اپنے طبعی جوہروں کو غلط طریقے سے استعمال کرتا ہے اور عجلت پسندی اور عاقبت نااندیشی کے باعث ہلاکت کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ اس میں قوتِ امتیاز کم ہی ہوتی ہے اور وہ موقع محل کی نزاکت کا صحیح اندازہ بھی نہیں کر پاتا۔ وہ اپنی دھن میں گرد و پیش سے بے پروا آگے بڑھنے کی سرگرم سعی کرتا ہے اور چونکہ دیدہ و نگاہ رکھتے ہوئے بھی تنگ نظری اور خود سری کا ثبوت دیتا ہے، اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مار لیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ایسے نشان کے ہوتے ہُوئے لازم ہے کہ صاحبِ علامت اپنے کردار، طریقۂ کار اور معمولِ حیات کا نہایت ژرف نگاہی سے جائزہ لے، اپنی خرابیوں کی پڑتال کرے، ان کے ردِعمل پر غور و فکر سے کام لے اور اربابِ نظر اور بزرگوں کی طرف اپنی کوتاہیوں کے بارے میں مخلصانہ رجُوع کرے۔ یہ یقینی ہے کہ اس کا نقطۂ نظر اور طریقۂ کار ہر دو مسموم ہوں گے ورنہ وہ بلا کی صلاحیت رکھتے ہُوئے کیونکر نامراد ہو سکتا ہے؟ وہ اپنی مساعی میں بہُت ہی گرمجوشی کا ثبوت دیتا ہے۔ اس کی رفتارِ ترقی بھی قابلِ داد ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ یکایک سخت ناکامی اور ہلاکت سے دوچار ہو جاتا ہے۔

یہ قطعی امکان ہے کہ اگر اسے اپنی بنیادی کمزوری اور اس کے اثراتِ بد کا سُراغ مِل جائے تو اس کی ناموری کی آرزو اور کامرانی کی تمنا اسے صحیح راستے پر گامزن ہونے میں معاون ثابت ہو گی۔ وہ ناکام زندگی بسر کرنے کے قابل نہیں ہوتا مگر راہِ راست پر چل کر ہی منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔

کامیابی کی لکیر بعض ہاتھوں میں ساری ہتھیلی کی سطح کو سالم اور بے عیب عبُور کرتی چلی جاتی ہے مگر دل کی لکیر سے متصل ہوتے ہی یکایک ختم ہو جاتی ہے (شکل نمبر ۲۲)۔ اس کا حامل بے حد نمایاں تخلیقی جوہر لے کر پیدا ہوتا ہے۔ وہ منزلِ مقصود کی طرف بے حد جذبے اور ذوق و شوق کے ساتھ بڑھتا ہے اور بڑی حد تک ابتدائے حیات ہی سے ایسے آثار اس کے کردار سے ہویدا ہونے شرُوع ہو جاتے ہیں جو اس کے آنے والے زمانۂ عروج و ناموری کے غماز ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے جذبۂ والہانہ میں ایک خاص نوع کی جذبات پرستی ہوتی ہے۔ وہ جنسِ مخالف کی طرف بے تابانہ بڑھتا ہے اور معاشقے کی پُرخار وادیوں میں داخل ہوتے ہی اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔ وہ اپنی طبعی اور غیر فانی صلاحیتوں کو جنسی

(۲۲)

لگاوٹوں میں اُلجھا دیتا ہے۔ اس کا جذباتی رویّہ نامعقول، بے ربط اور محض لذّتِ کام و دہن تک ہی محدُود ہو کے رہ جاتا ہے۔ عیش و نشاط کی سرسری رونقیں اور لمحے اس کے جوہرِ ذاتی پر حاوی ہو جاتے ہیں اور اسے اپنے وقار، صلاحیت، شرم و حیا، عزّتِ نفس کسی بھی بات کا پاس نہیں رہتا۔ اس دلدل سے وہ نکل بھی نہیں سکتا اور بالآخر وہ نجات کی کوشش بھی بے سود ہی خیال کرتا ہے کیوں کہ وہ عشرتِ حاضر کا غلام بن کر رہ جاتا ہے۔

ایسے شخص کی نفسیات کا مطالعہ بڑا ہی حیرت انگیز ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر اسے جنسِ مخالف کا کوئی ایسا فرد اپنا لے جو اس کے جوہرِ طبعی کی خداداد اور لافانی امکانات کو سمجھ سکے اور ان کے اُبھارنے میں پیار اور خلوص سے کام لے سکے تو دُنیا کے لیے اس کی مساعی بڑی روشن مثال ثابت ہو سکتی ہیں۔ اس کا قلبِ مضطرب درحقیقت جذبات و تخلیقات کے امتزاج کا تمنائی ہوتا ہے اور اگر اسے یہ حاصل ہو سکے تو وہ بے مثال شاعر، مصوّر، ادیب، تاجر اور ریاست دان ثابت ہو سکتا ہے۔

بعض ہاتھوں میں کامیابی کی لکیر صحیح و سالم شرُوع ہوتی ہے اور تھوڑی دُور چل کر غائب ہو جاتی اور پھر کچھ وقفے کے بعد نمودار ہو جاتی ہے، اور اسی طرح ظاہر و غائب ہوتی ہوتی آگے بڑھتی چلی جاتی ہے (شکل نمبر ۲۳)۔

ایسی لکیر اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ زمانۂ ظہور میں اس کا حامل غیر معمُولی اور نمایاں کامیابی کے دَور سے گزُرتا ہے اور اپنے ماحول میں خوب چمکتا ہے۔ جونہی یہ لکیر غائب ہو جاتی ہے، وہ قعرِ گمنامی میں ڈوب جاتا ہے۔ لوگ اسے بھُول جاتے ہیں اور وہ بڑی دشواریوں کے دَور سے گزرتا ہے۔ پھر وہ اپنی صلاحیتوں کو جانفشانی سے بروئے کار لاتا ہے اور اچھّے کارناموں سے اپنا نام روشن کرتا ہے۔ اسی طرح وہ اچھے بُرے دَور سے گزرتا چلا جاتا ہے۔ اگر ایسی لکیر اختتام پر گہری اور تاباں ختم ہو تو بالآخر اس کا حامل

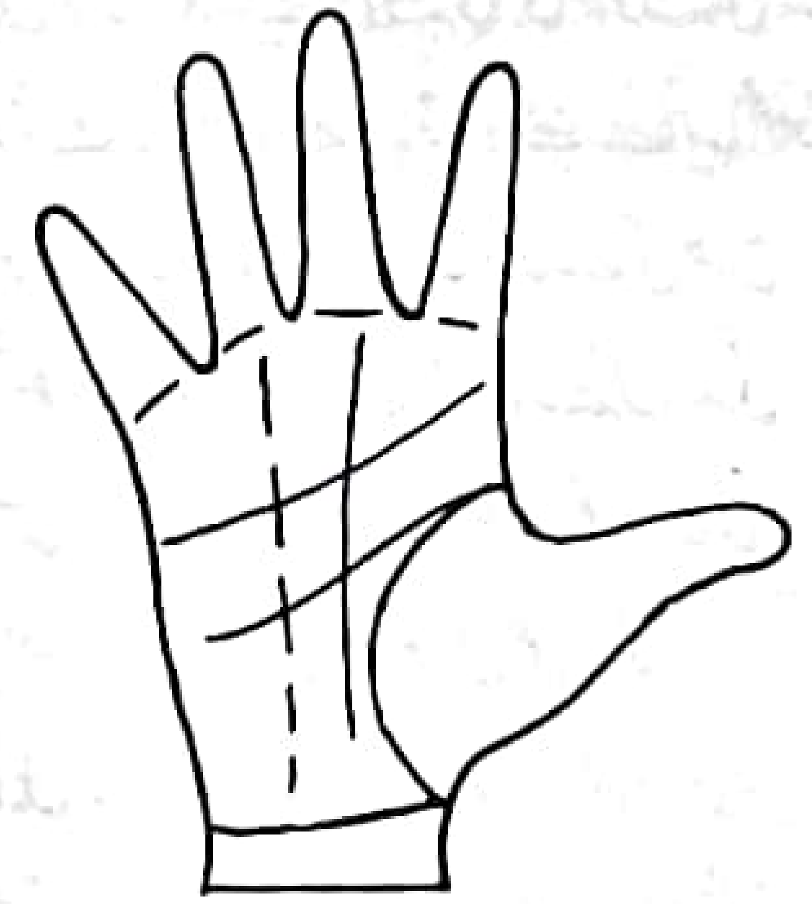
(۲۳)

ایسی کامرانی سے ہمکنار ہو جاتا ہے جو پائیدار اور قابلِ یادگار ہوتی ہے۔

ایسے شخص کو اپنے کردار کی ایک خاص خامی سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ اس کے باطن میں صلاحیتیں ہوتی ہیں مگر اس کا عمل استقلال سے تہی داماں ہوتا ہے۔ اسے آغازِ کار ہی سے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کی ضرورت ہے کہ حتمی اور حیات گیر کامرانی کے لیے مسلسل تگ و دو اور ہمہ اوقات صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی احتیاج ہے۔ وہ آرام پسند، کاہل اور قدرے تساہل پسند ہوتا ہے۔ جونہی فراغت، تشہیر و ناموری کی جھلک دیکھتا ہے، پاؤں پسارنے کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور یہی امر اس کے حق میں زہرِ ہلاہل کا کام دیتا ہے۔ اس کی طبعی استعداد سعیِ مسلسل ہی سے اُبھرتی ہے اور استقلالِ کار ہی میں اس کی سچی کامرانی کا راز پوشیدہ ہے۔ یوں اس میں عزم و ہمت کے عناصر بہت محکم ہوتے ہیں اور اسے زندگی میں چیلنج کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ فنی یا کاروباری رشک اس کے جوہر کو اُجاگر کرنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ یوں وہ اپنی عظمتِ موعودہ کے خواب بھی دیکھ سکتا ہے اور ان خوابوں کی تعبیر کے لیے جان مار کوشش سے گریز بھی نہیں کرتا۔

کامیابی کی لکیر کی گہرائی کا بھی اچھی طرح جائزہ لینا چاہیے۔ جب یہ پتلی ہو اور ہتھیلی پر یوں واقع ہو جیسے کہ اُوپری سی، اور ہتھیلی کے گوشت پر اِدھر اُدھر دباؤ ڈالنے سے ایسا محسوس ہو کہ وہ ریشم کے باریک دھاگے کی طرح ہے (شکل نمبر ۲۴) تو ایسی لکیر بتاتی ہے کہ زندگی اور کسی شعبۂ کار میں ترقی و کامرانی کی امکانی توقع بالضرور ہے، اس کا حصول بھی ہوگا مگر نہ تو وہ قابلِ رشک ہو سکتی ہے اور نہ ہی ایسی کہ غیر معمولی تصور کی جائے۔ اس کا حامل ایک حد تک اپنی مساعی کا ثمر دیکھتا ہے اور نہ تو وہ نادرِ زمانہ ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی بڑا انسان۔ وہ تھوڑی بہت شہرت اور دُنیوی کامیابی حاصل کر لیتا ہے اور

(۲۴)

بس۔ اس کا حلقۂ اثر محدُود اور اس کی دولت و وقار مقامی وقعت ہی رکھتے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں توجہ کی کمی اور صلاحیتِ حقّہ کا بڑی حد تک فقدان ہوتا ہے۔

جب کامیابی کی لکیر بہت موٹی ہو اور دُوسری لکیروں کے مقابلے میں زیادہ دبیز اور گہری ہو تو یہ دِل چسپ حقیقت کا انکشاف کرتی ہے (شکل نمبر ۲۵)۔ ایسا شخص نمایاں کامیابی حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور بلاشبہ اپنے مقاصدِ حیات میں کامران ثابت ہوتا ہے۔ بہرکیف اس کے باطن میں شئے لطیف یا ذوقِ نفیس کے عناصر کمیاب ہوتے ہیں۔ وہ اربابِ زمانہ پر اپنی تخلیقات سے اثر انداز تو ہوتا ہے مگر ان کی بھونڈی تاثیر طبعِ نازک پر گراں ہی گزرتی ہے۔ درحقیقت وہ اپنی جارحانہ مساعی سے ادنیٰ درجے کا آرٹ تخلیق کرتا ہے اور بزعمِ خویش اسے بے مثال تصور کرتا ہے۔ اس میں اس کا قصور بھی نہیں۔ اسے ایسی ہی صلاحیت اور فہم و فراست مبدءِ فیض سے عطا ہوتی ہے۔ وہ بڑی حد تک خود نگر ہوتا ہے اور گھٹیا معیار کا خلاّق، مگر دُنیوی اعتبار سے اپنی نگاہوں میں خاصا کامیاب ہوتا ہے۔

(۲۵)

بود و باش، لباس، خوراک سبھی اُمور میں اس کے معیارِ حیات میں تہذیب و نفاست کے پہلو مفقود ہوتے ہیں۔ اگر وہ کاروباری زندگی سے وابستہ ہو تو روپیہ پیسہ اور اپنے ماحول میں حیثیت اور وقار حاصل کر لیتا ہے۔

کامیابی کی لکیر اگر موجِ دریا کی طرح یا سانپ کے نقشِ رفتار کی طرح خم در خم ہتھیلی کی سطح کو عبور کرتی ہُوئی دکھائی دے تو یہ خاص مفہوم کی آئینہ دار ہے (شکل نمبر ۲۶)۔

ایسی لکیر اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اگرچہ طبعی صلاحیت موجود ہے مگر اس کا توجہ اور انہماک کے ساتھ استعمال عمل میں نہیں آتا۔ ذہنِ رسا کے ہوتے ہُوئے غیر مستقل مزاجی

(۲۶)

اور عدم توجہی کے باعث جوہرِ ذاتی صحیح نتائج پیدا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ ایسا شخص کبھی کامل توجہ سے مسلسل کام نہیں کرتا اور حیرت یہ ہے کہ باوجودیکہ اسے اُونچ نیچ سے متواتر سابقہ پڑتا ہے مگر وہ خُدا کا بندہ کسی بھی لمحے جمعیّتِ خاطر کے ساتھ بیٹھ کر غور نہیں کرتا کہ آخر اس کی زندگی افراط و تفریط سے مُعرّا کیوں نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنے مزاج کے تلوّن اور تذبذب کا پُورا پُورا احساس نہیں ہو پاتا۔

کامیابی کی لکیر میں جزیرے کا نشان دکھائی دے تو بیحد احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایسی علامت نحس ہے۔ درحقیقت یہ بدنامی اور مالی نقصان کی محکم نشانی ہے۔ عُمر کے جس حصّے میں ایسا جزیرہ نظر آئے اس دور میں حاملِ نشان جنسِ مخالف کے کسی ایسے فرد سے رابطہ قائم کر لیتا ہے جو بے حد بدنامی اور سخت نقصان کا باعث ثابت ہوتا ہے۔ وہ اربابِ خاندان اور ہم چشموں کے علاوہ گرد و پیش میں بھی بہت حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ توہین، ذلّت، دھن دولت کی بربادی سبھی اس کے شریکِ حال ہوتے ہیں اور باوجودیکہ ہر طرف سے اسے لعنت ملامت کی جاتی ہے، اس کے ہوش ٹھکانے نہیں آتے۔ درحقیقت وہ ایسی جنسی اُلجھن میں پھنس جاتا ہے کہ اس کی مت ماری جاتی ہے۔ کاروبار میں بھی عدم توجہی اور بدنامی کے باعث اسے خسارے کا سامنا کرنا پڑتا ہے ——— (شکل نمبر ۲۷)۔

(۲۷)

(۲۸)

کامیابی کی لکیر کو اگر کوئی واضح خط کاٹے تو اس زمانے میں خاص احتیاط کی ضرُورت ہے۔ زندگی کے اس دور میں ایسا شخص اپنی غیر معمُولی صلاحیت سے بہت چمک رہا ہوتا ہے مگر شعُوری یا لاشعوری طور پر وہ کسی ہم پیشہ شخص کے دل میں حسد یا رشک کی آگ روشن کر دیتا ہے جس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ حاسد جل کر اس کی حیثیت، شخصیت یا کام پر جارحانہ حملہ کر دیتا ہے۔ اگر یہ خط ہلکا اور پتلا ہو تو وہ وار کو چابکدستی سے بے اثر کر دیتا ہے۔ اس کے برعکس اگر خط گہرا اور حاوی ہو تو نقصان کا بڑا اندیشہ ہوتا ہے (شکل نمبر ۲۸)۔

ایسے خطُوط کے ہوتے ہُوئے ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں جن سے دُوسروں کی خودی کو انگیخت ہو سکے۔ یوں ایسے کامران افراد بالعموم طبعاً نمود و نمائش کے عادی ہوتے ہیں اور ان کے کردار و شخصیت میں اثر انگیز عناصر سدا سرگرمِ کار رہتے ہیں۔ وہ دُوسروں کو کم ہی خاطر میں لاتے ہیں۔

(۲۹)

بعض ہاتھوں میں کامیابی کی لکیر اپنی فطری روش پر جا رہی ہوتی ہے اور دماغ کی لکیر سے ایک واضح شاخ نمودار ہو کر خم کھاتی ہُوئی بڑھ کر کامیابی کی لکیر میں مدغم ہو جاتی ہے (شکل نمبر ۲۹)۔ یہ بے حد خوشگوار اور سعید علامت ہے۔ حاملِ نشان ذہنی صلاحیت سے ایسی تدبیریں اور منصوبے عمل میں لاتا ہے کہ دولت سے اپنے کھیسے بھر لیتا ہے۔ یہ خوش بختی

دُنیوی املاک، دھن دولت کی فراوانی سبھی اُمور پر دال ہے۔

اگر دماغ کی لکیر سے سالم اور گہری شاخ نِکل کر کامیابی کی واضح لکیر کو کاٹتی ہُوئی آگے نِکل جائے تو یہ اچھی نشانی نہیں ہے (شکل نمبر ۳۰)۔ یہ بڑے مالی نقصان کی علامت ہے۔

(۳۰)

ایسا شخص اپنی ذاتی غلطی کے باعث ایسا اقدام کرتا ہے کہ بہت بڑی مالی اُلجھن میں پھنس جاتا ہے۔ اس کی قوتِ فیصلہ جواب دے جاتی ہے اور ذہن ماؤف سا ہو جاتا ہے۔ وہ ایسی حماقت کر بیٹھتا ہے کہ اس کی ساری بنی بنائی حیثیت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ بالعموم اسے شدید دُنیوی نقصان ہوتا ہے جس سے وہ مدّتوں نہیں سنبھل سکتا۔ مگر خود کردہ را علاجے نیست والا معاملہ ہوتا ہے۔

کامیابی کی لکیر اگر کفِ دست میں گہری اور واضح نقش ہو اور شُکر کے اُبھار (یعنی وہ پُرگوشت حصہ جو انگوٹھے کے نیچے واقع ہے اور زندگی کی لکیر اس کا احاطہ کرتی ہے) سے ایک سالم لکیر نمودار ہو اور اُوپر کی طرف خم کھاتی ہُوئی بڑھ کر کامیابی کی لکیر میں داخل ہو جائے تو یہ دلچسپ مفہوم کی علامت ہے (شکل نمبر ۳۱)۔

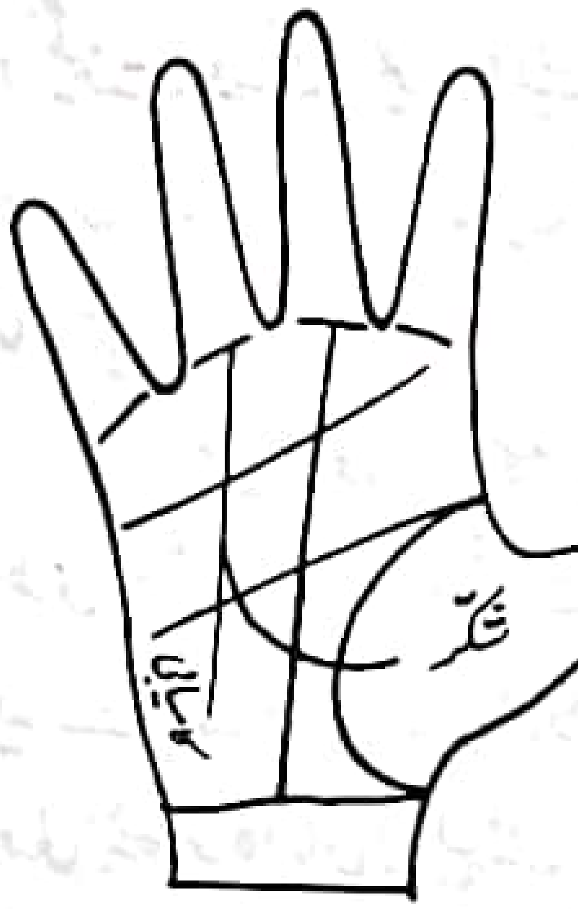

(۳۱)

شکر کا اُبھار خاندان اور اقربا وغیرہ سے وابستہ ہے جب ایسی لکیر کامیابی کی لکیر میں بڑھ کر شامل ہو جائے تو یہ بتاتی ہے کہ جس زمانے میں یہ کامیابی کی لکیر سے متّصل ہوتی ہے، اس وقت حاملِ نشان کو اربابِ خاندان سے دولت ملتی ہے۔ یہ ورثہ بھی ہو سکتی ہے اور عطیہ بھی۔ ایسی شکر ریکھا

کے ہوتے یہ جان لینا ضروری ہے کہ حاملِ نشان بڑی مشکلوں اور مسلسل مالی مراحل سے دو چار ہوتا رہتا ہے اور اگرچہ اسے حصُولِ زر کی اُمید تو ہوتی ہے مگر اس کے آنے میں بڑی دیر لگتی ہے۔ بہر حال اس کے بعد وہ بڑے آرام اور وقار سے زندگی گزارتا ہے۔ اس کی مالی حیثیت محکم بنیادوں پر قائم ہو جاتی ہے اور معاشرے میں اس کا وقار بھی لیکا یک بلند ہو جاتا ہے۔

کامیابی کی لکیر ہتھیلی میں واضح نقش ہو اور شُکر کے اُبھار سے ایک لکیر نمودار ہو اور آگے بڑھتی ہُوئی کامیابی کی لکیر کو کاٹ ڈالے تو یہ اچھی علامت نہیں۔ جس مقام پر یہ واقع ہو اس زمانے میں صاحبِ نشان کو مالی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے اور اس کا باعث کوئی قریبی عزیز یا اہلِ خانہ ہوتا ہے جو جان بُوجھ کر ایسا کرتا ہے۔ اس نقصان میں معاندت کا پہلو بھی ہوتا ہے۔ مالی نقصان کا صدمہ تو ایک طرف، دِلی دُکھ اس قدر ہوتا ہے کہ برسوں اس کا احساس پریشان کرتا رہتا ہے (شکل نمبر ۳۲)۔

(۳۲)

(۳۳)

بعض ہاتھوں میں شُکر کے اُبھار سے ایک لکیر نکلتی ہے اور زندگی کی لکیر سے اُوپر جانے والی ایک شاخ کو قطع کرتی ہُوئی ہتھیلی میں بڑھتی چلی جاتی ہے اور کامیابی کی لکیر میں داخل ہو جاتی ہے (شکل نمبر ۳۳)۔ نشانات کا ایسا وقوع بتاتا ہے کہ اربابِ خاندان سے

مقدمہ بازی ہوگی اور جھگڑا اور فساد بہت طول کھینچے گا۔ طرفین میں معاندت کے جذبات مشتعل ہوجاتے ہیں۔ جگ ہنسائی بھی ہوتی ہے اور دلی زحمت بھی۔ بالآخر بڑی جانفشانی اور دوڑ دھوپ کے بعد حاملِ نشان مقدمہ جیت لیتا ہے اور اس جیت کے نتیجے میں اسے کافی مالی نفع بھی ہوتا ہے۔

اگر ایسی شکرؔ کے اُبھار سے نکلنے والی لکیر کامیابی کی لکیر میں مدغم ہونے کی بجائے اسے کاٹ ڈالے تو اس کا حامل مقدمہ بھی ہار جاتا ہے اور مالی نقصان بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ نیز بڑی بدنامی ہوتی ہے۔ (شکل نمبر ۳۴)۔

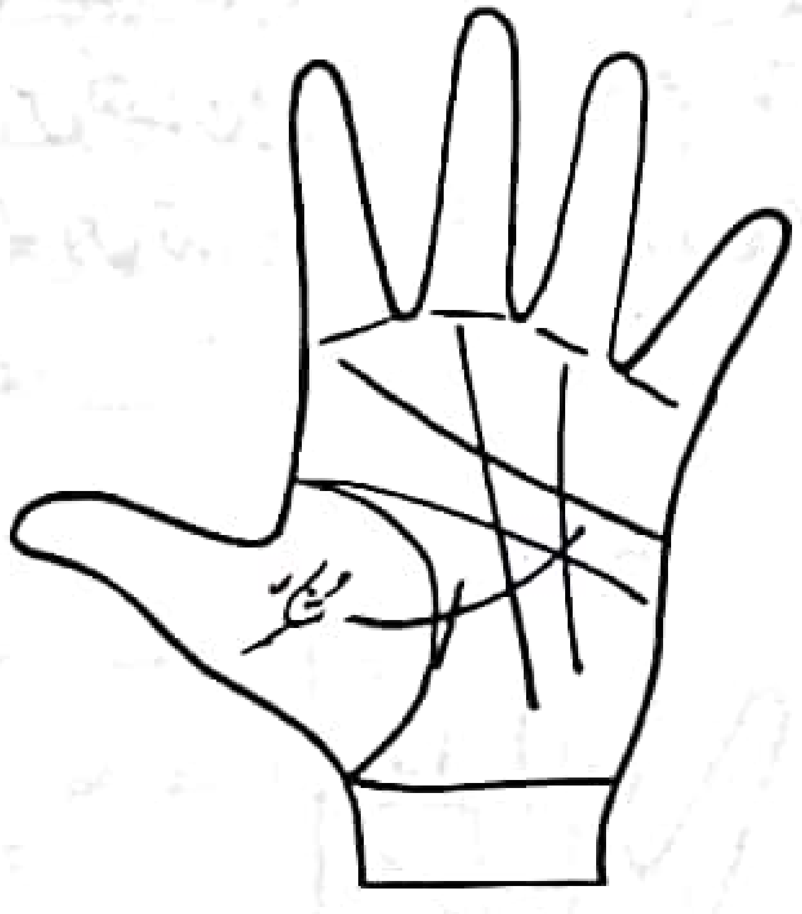

(۳۴)

(۳۵)

کامیابی کی لکیر اگر واضح اپنی روش پر قائم ہو، قسمت کی لکیر بھی اچھی گہری نقش ہو اور ایک سالم شاخ کامیابی کی لکیر سے نکل کر اسے متصل کر دے تو یہ خاص معنی اپنے اندر رکھتی ہے۔ ایسی متصل لکیر کے ہوتے ہوئے حاملِ نشان کسی دُوسرے شخص کے ساتھ کاروباری شرکت کر لیتا ہے اور یہ شرکت مبارک ثابت ہوتی ہے، باہمدگر منافع ہوتا ہے اور جن تعلقات کی بنیاد پڑ جاتی ہے وہ نہایت خوشگوار طریقے سے بڑھتے ہیں شرکاءِ کار میں خلوص، باہمدگر معاونت اور محبت کے جذبات پیدا ہوتے چلے جاتے اور اعتماد کے ساتھ کام میں فروغ و ارتقا کے پہلو نکلتے چلے آتے ہیں۔ ایسے افراد میں ایک خاص نوع کا قریبی رابطہ پیدا ہو جاتا ہے جو دونوں خاندانوں

میں اچھے مراسم اور تعلقات کا باعث بن جاتا ہے (شکل نمبر ۳۵)۔

اگر کامیابی کی لکیر کی شاخ بڑھ کر قسمت کی لکیر کو کاٹ ڈالے تو یہ بتاتی ہے کہ اگرچہ کاروباری شرکت بڑی اُمیدوں کے ساتھ شروع ہوگی مگر حاملِ نشان کے حق میں سخت نقصان کا سبب ثابت ہوگی۔ وہ نہ صرف مالی نقصان سے دوچار ہوگا بلکہ بڑی حد تک اس کی خود اعتمادی کو بھی کاری صدمہ پہنچے گا۔ ایسی نشانی کے ہوتے ہوئے کبھی شرکتِ کار کا نام نہیں لینا چاہیے ورنہ مصیبت مول لے لی جائے گی اور بجز ندامت اور نقصان کے کچھ حاصل نہیں ہوگا (شکل نمبر ۳۶)۔

(۳۶)

(۳۷)

کامیابی کی لکیر بعض ہاتھوں میں جوں ہی دل کی لکیر سے آگے بڑھتی ہے، اس میں شادی کی ایک واضح لکیر گھُوم کر مدغم ہو جاتی ہے۔ وہاں سے وہ ایک واضح لکیر کی صورت میں سُورج کے اُبھار میں جا پہنچتی ہے (شکل نمبر ۳۷)۔ یہ بہت ہی بخت آور اور اچھی علامت ہے۔ حاملِ نشان ایسی شادی کرتا ہے کہ یکایک وہ سربلند ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کی ازدواجی زندگی خوشیوں سے بھرپور ہوتی ہے۔ اسے مال و دولت بھی حاصل ہوتا ہے اور دُنیوی وقار اور مُعاشرے میں رتبہ بلند بھی۔

اگر کامیابی کی لکیر نمایاں اور گہری نقش ہو مگر شادی کی لکیر نیچے جُھک کر اسے قطع

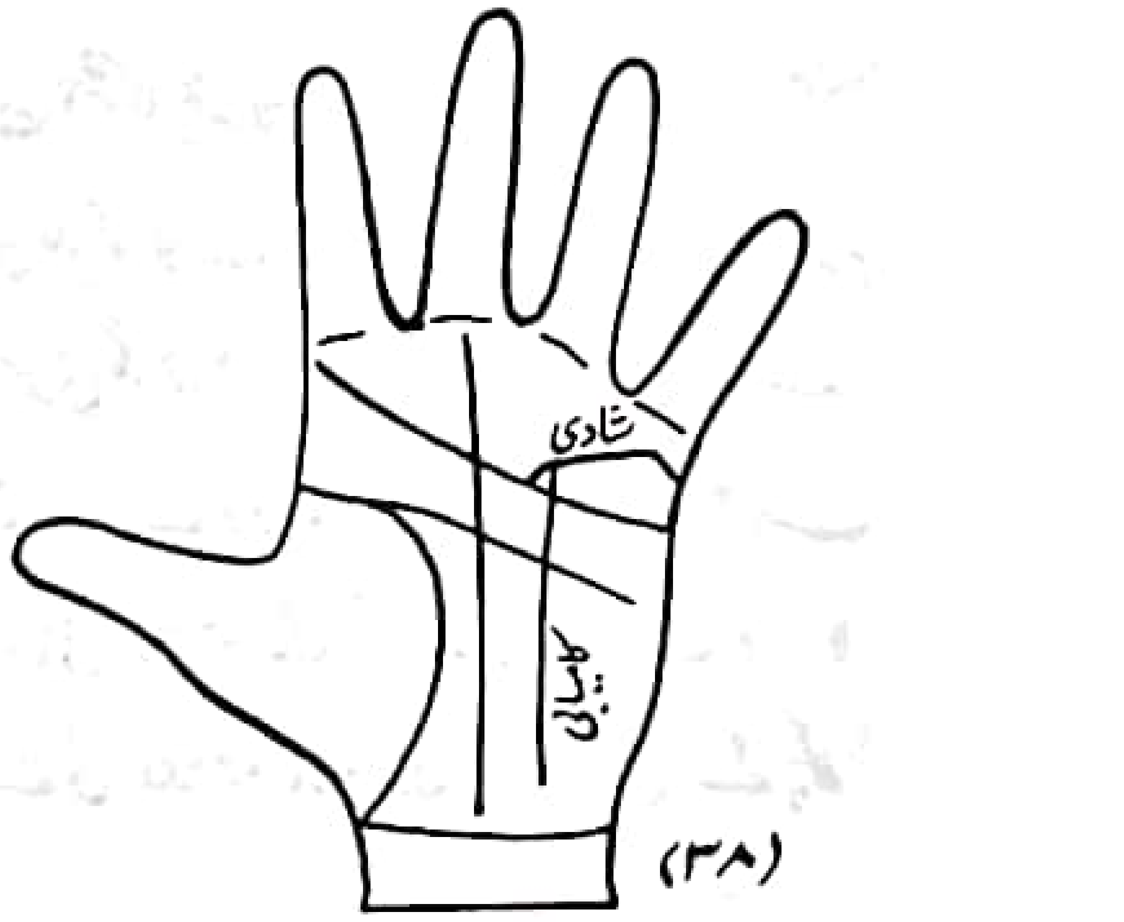

(۳۸)

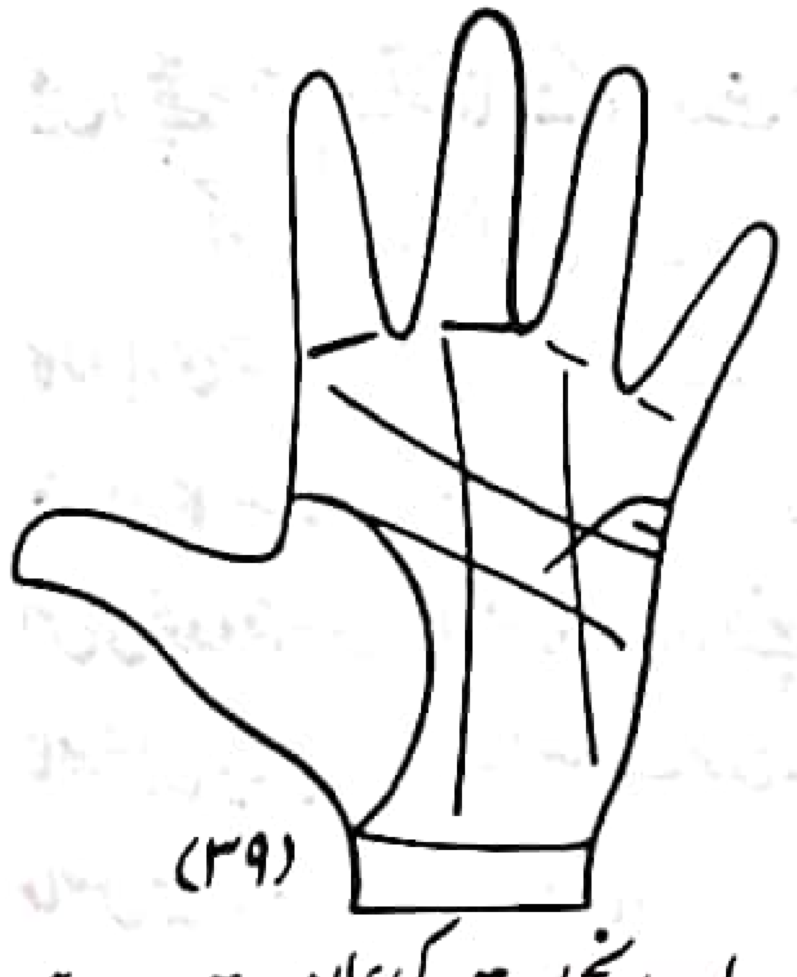

(۳۹)

کرے اور کامیابی کی لکیر وہیں ختم ہو جائے تو یہ بے حد نحوست کی علامت ہے (شکل نمبر ۳۸)۔ یہ بدنصیبی کی شدید حالت کا پتا دیتی ہے۔ حاملِ نشان ایک ایسے شخص سے شادی کرتا ہے جو نہایت غلط ثابت ہوتا ہے۔ زوجین میں قطعی کوئی مماثل بات نہیں ہوتی اور شریکِ حیات اس قابل نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھ ایک دن بھی چین یا پیار سے بسر ہو سکے۔ جذباتی اُلجھن، باطنی خلفشار، مناقشت اس کی زندگی کو تاریک بنا دیتے ہیں اور اسے زبردست نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ساکھ جاتی رہتی ہے اور دُنیوی ذلت ایسی ہوتی ہے کہ پھر کبھی وہ کم ہی سر اُٹھا سکتا ہے اور لیل و نہار نکبت اور مایوسی میں گزار دیتا ہے۔ اگر یہ تعلق شادی کا نہ ہو تو معاشقے کی صورت میں رُونما ہوتا ہے، اور اس کا کہیں زیادہ بُرا اثر ہوتا ہے۔ بدنامی، مالی نقصان اور دُنیوی ساکھ کی خرابی سبھی اُمور اسے قعرِ ذلت میں دھکیل دیتے ہیں۔

کامیابی کی لکیر واضح اور سالم ہو اور شادی کی لکیر نیچے کی جانب جاتے ہوئے اسے قطع کرے تو یہ بھی منحوس نشانی ہے اور سخت جانگسل تعلقِ ازدواجی کا پتا دیتی ہے۔ ایسی شادی سے حاملِ نشان کا رتبہ گھٹ جاتا ہے اور مالی نقطۂ نظر سے اسے مشکلات میں زندگی گزارنا پڑتی ہے (شکل نمبر ۳۹)۔

کامیابی کی لکیر اگر ایک صاف اور واضح جزیرے کی شکل سے نمودار ہو کر ہتھیلی کی سطح کو عبور کرے تو یہ ایک خاص امر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ایسا شخص شاہراہِ کامرانی پر ایک معاشقے کے توسّط سے قدم زن ہوتا ہے۔ گویا اس کی کامیابی کا آغاز گناہِ محبت کا مرہونِ منت ہوتا ہے (شکل نمبر ۴۰)۔

(۴۰)

(۴۱)

کامیابی کی لکیر میں اگر اس کی روش کے دوران ہتھیلی میں ایک واضح جزیرے کا نشان پایا جائے تو یہ مستحسن نشانی نہیں ہے۔ جس عمر میں ایسی علامت پائی جائے، حاملِ نشان کسی قابلِ ملامت معاشقے میں اُلجھ جاتا ہے (شکل نمبر ۴۱)۔ ایسا جزیرہ مالی نقصان اور ایسی بدنامی کا بھی پتا دیتا ہے جو مدتوں تک زندگی میں گھناؤنے اثرات چھوڑ جاتا ہے۔ لوگ ایسے شخص کو بداعتمادی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس سے میل ملاپ، کاروبار وغیرہ سے گریز کرتے ہیں۔ وہ اُسے نہ تو اپنے گھر میں آنے دیتے ہیں اور نہ ہی عزیزوں کو اس سے ملنے ملانے دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف بدنام ہو جاتا ہے بلکہ معاشرے میں اس کی ساکھ بھی نہیں رہتی۔

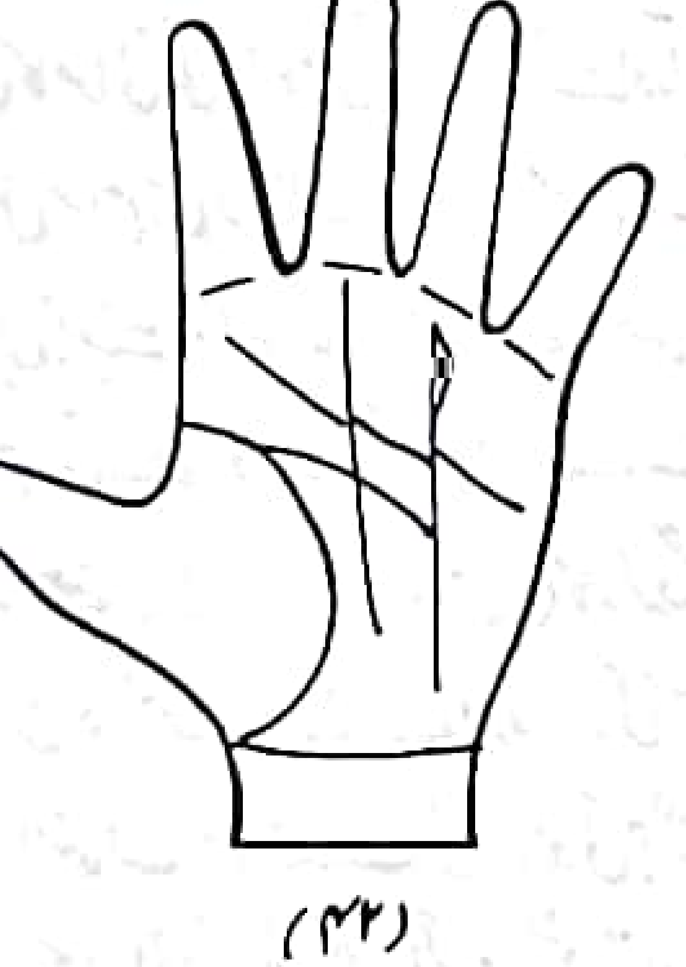

(۴۲)

اگر جزیرے کا سالم نشان کامیابی کی لکیر کے خاتمے پر واقع ہو تو انجام عبرت ناک ہوتا ہے۔ ایسا شخص آخری ایامِ زیست سخت بدنامی اور تکلیف میں گزارتا ہے۔ نہ تو اسے لوگ پوچھتے ہیں اور نہ ہی اس کا کسی نوع کا احترام کرتے ہیں۔ دوست احباب بھی پہلوتہی کرتے ہیں (شکل نمبر ۴۲)۔

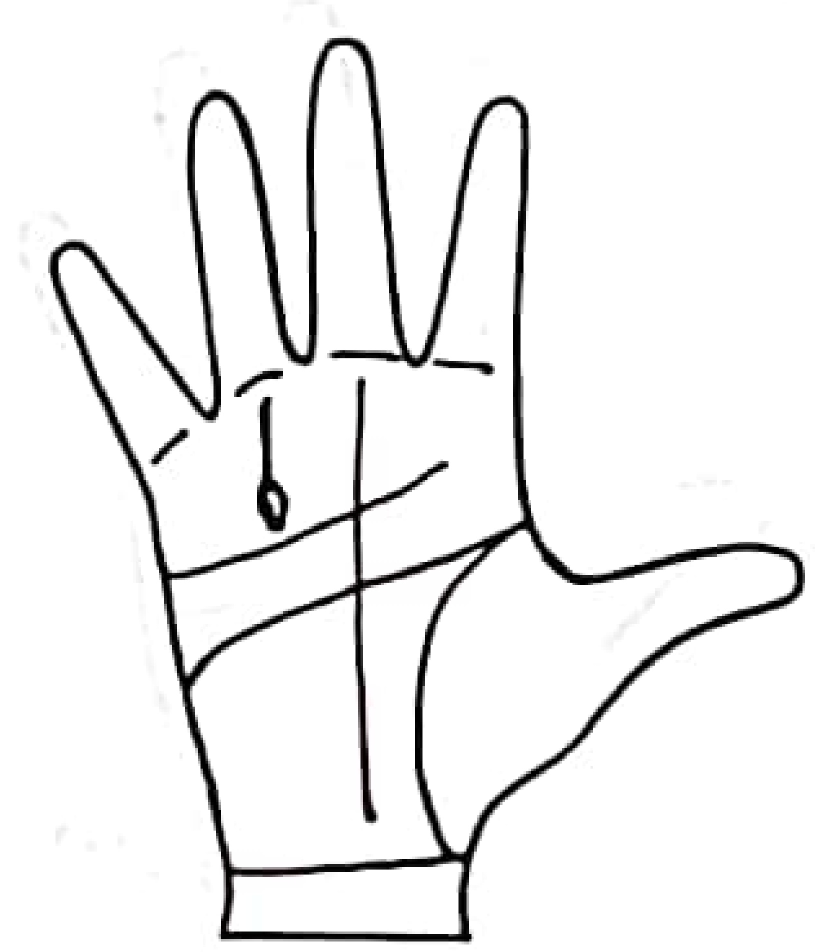

(۴۲)

بعض ہاتھوں میں دل کی لکیر سے کچھ اُوپر کامیابی کی لکیر میں ایک سالم جزیرے کا نشان پایا جاتا ہے۔ جزیرے کے اختتام سے کامیابی کی لکیر گہری اور واضح اُوپر بڑھتی ہے اور یہ غیر معمولی مفہوم رکھتی ہے۔ اس کا حامل جنسِ مخالف کے کسی شخص سے معاشقے میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ اس ربطِ نہانی سے اسے دلی تسلی نصیب ہوتی ہے، محبوب اس کی شہرت کی آرزو کی تکمیل کی راہ میں بڑی معاونت کرتا ہے اور فی الحقیقت وہ شہرت اور کامرانی سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ ایسا معاشقہ بالعموم شادی کی صورت میں انجام پاتا ہے (شکل نمبر ۴۲)۔

کامیابی کی لکیر اگر زنجیر دار ہو، جیسے تسبیح کے دانے، تو یہ قطعی اچھی صورت نہیں ہے۔ اس کا حامل شہرت اور دولت کے لیے کوشش تو کرتا ہے مگر نہ اسے ناموری حاصل ہو سکتی ہے اور نہ وہ دولت مند بن سکتا ہے۔ وہ عمر بھر حصولِ کامرانی کی راہ میں گنوا دیتا ہے اور آخر کار بے نیلِ مرام ہی رہتا ہے۔ ایسے شخص کے کردار میں جمعیتِ خاطر سے کام کرنے کی صلاحیت مفقود ہوتی ہے اور وہ گویا دم لے کر آگے بڑھنے کی سعی کرتا ہے۔ اس کی کارکردگی میں ایک نوع کا اضمحلال ہوتا ہے اور اس کی جستجو میں وہ انہماک اور شدت نہیں ہوتی جو حقیقی کامیابی کے لیے ضروری عناصر ہیں (شکل نمبر ۴۴)۔

(۴۴)

کامیابی کی لکیر میں اگر واضح ستارے کا نشان پایا جائے مگر لکیر کے آگے بڑھ جائے

تو یہ بتاتا ہے حاملِ نشان کسی حادثے یا آفت میں مبتلا ہو گا اور مکمل تباہی کا ایک خطرہ پیدا ہو جائے مگر ابتلا و مُصیبت کے فوراً بعد حالات اچانک بدل جائیں گے اور کوئی نہایت ہی بخت آور واقعہ یوں ظہور پذیر ہو گا کہ وہ بامراد کامیاب اور سُرخرو ہو گا (شکل نمبر ۴۵)۔

(۴۶)

(۴۵)

اگر کامیابی کی لکیر ستارے کے نشان میں پہنچ کر یکایک ختم ہو جائے تو یہ بے حد منحوس نشانی ہے۔ ایسا شخص کسی آفت میں اچانک گھر جائے گا اور قطعاً تباہ ہو جائے گا۔ یہ حادثہ بھی ہو سکتا ہے اور کوئی ایسی آفتِ آسمانی بھی جس کا مُداوا محالات سے ہے (شکل نمبر ۴۶)۔

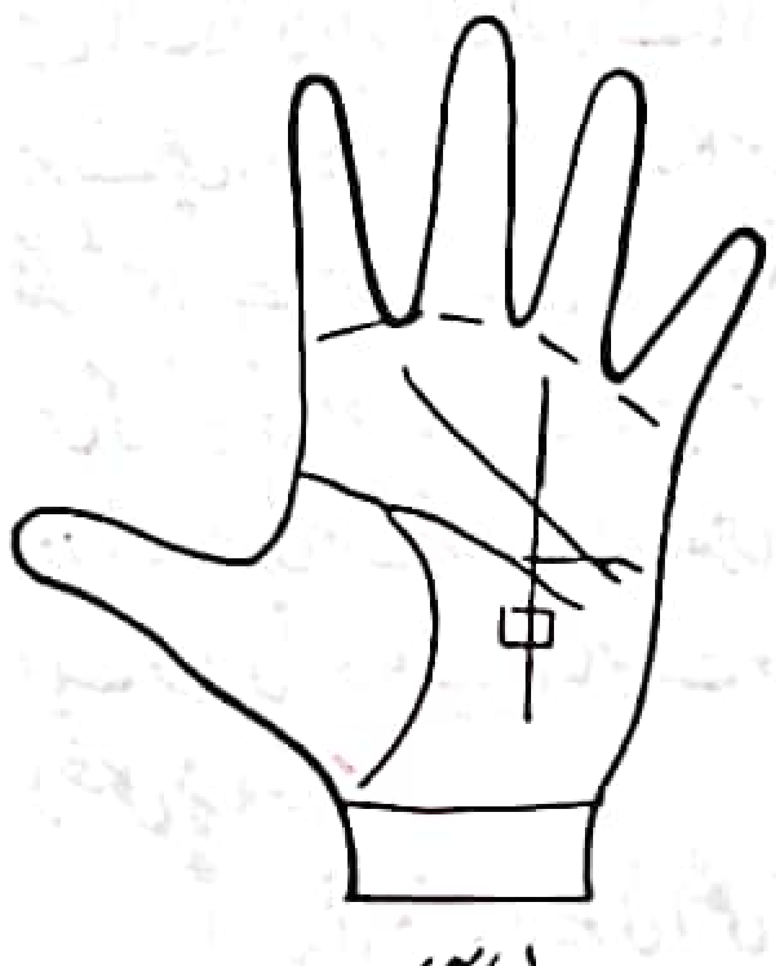

(۴۷)

کامیابی کی لکیر پر اگر کہیں واضح مستطیل یا چوکور کا نشان دکھائی دے تو اس زمانہ میں جس میں یہ علامت پائی جائے، بڑی بیدار مغزی اور ہوشمندی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے شخص کی عزت و آبرو پر کوئی دشمن مُہلک حملہ کرتا ہے اور مشیتِ ایزدی سے وہ بال بال بچ جاتا ہے۔ مگر اس میں اس کی تدبیر و حکمتِ عملی کا بھی بہت وافر حصہ ہوتا ہے (شکل نمبر ۴۷)۔

ایسی علامت کے ہوتے ہُوئے نقصانِ عظیم کا خطرہ بھی ہوتا ہے مگر قسمت یاوری کرتی ہے اور اس کا حامل ایسی چابکدستی سے معاملے کو سنبھال لیتا ہے کہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت۔ اس کا دل بالضرور ہل جاتا ہے اور مدتوں اس کی یاد اسے ہراساں کر سکتی ہے۔

کامیابی کی لکیر سے متصل چرخی کا نشان بھی پایا جاتا ہے۔ اگر یہ لکیر کی عین روش پر دکھائی دے تو اچھی علامت نہیں ہے۔ اس کے حامل کا یکایک کسی حادثے یا ایسے واقعے سے سابقہ پڑتا ہے جس سے مالی نقصان اور بدنامی سے بچاؤ محال ہوتا ہے (شکل نمبر ۴۸)۔

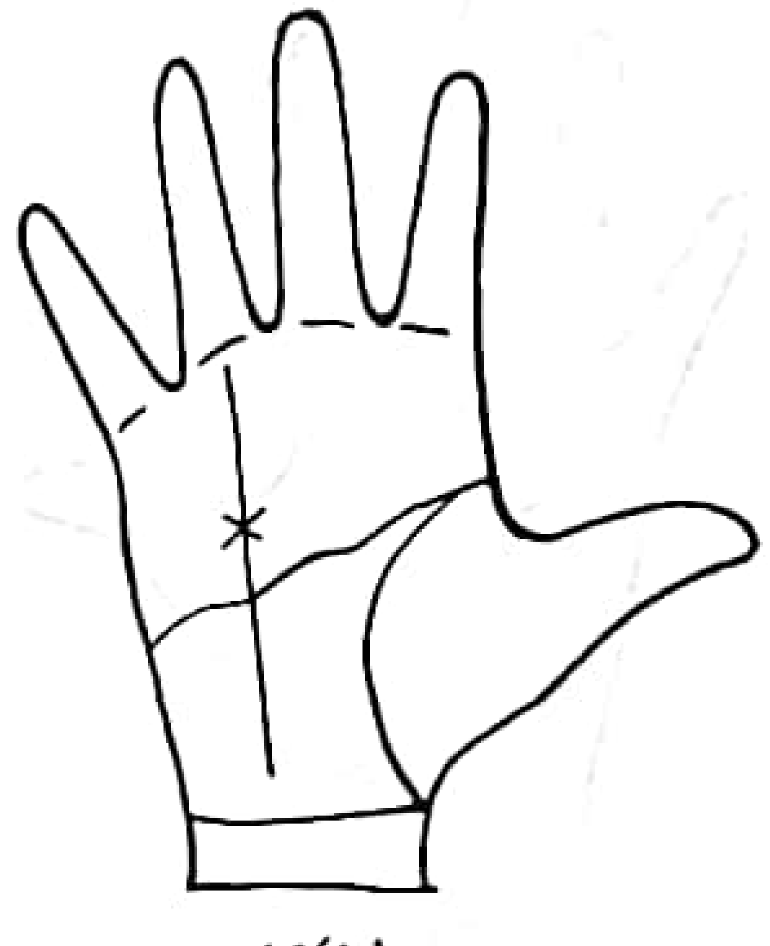

(۴۸)

اگر چرخی کا نشان عمدہ اور گہری کامیابی کی لکیر سے اس طرح متصل ہو کہ وہ دُوسری انگلی کے نیچے واقع سنیچر کے اُبھار کی طرف ہو تو یہ غیر معمولی مفہوم رکھتا ہے۔ ایسا شخص فطرتاً پاک طینت ہوتا ہے اور اس کی زندگی اور کردار میں پاک دامنی اور پاک بازی کے نمایاں عنصر ہوتے ہیں۔ اسے ذکر و فکر، نیک کاموں اور خدا ترسی ایسے اُمور سے دلی رغبت ہوتی ہے۔ اس کی پاکیزگیٔ فطرت بڑی اثر انگیز ہوتی ہے اور لوگ اس کی طرف معتقدانہ رجوع کرتے ہیں۔ اس میں ایک نوع کی تسخیرِ قلب کی خاصیت ہوتی ہے (شکل نمبر ۴۹)۔

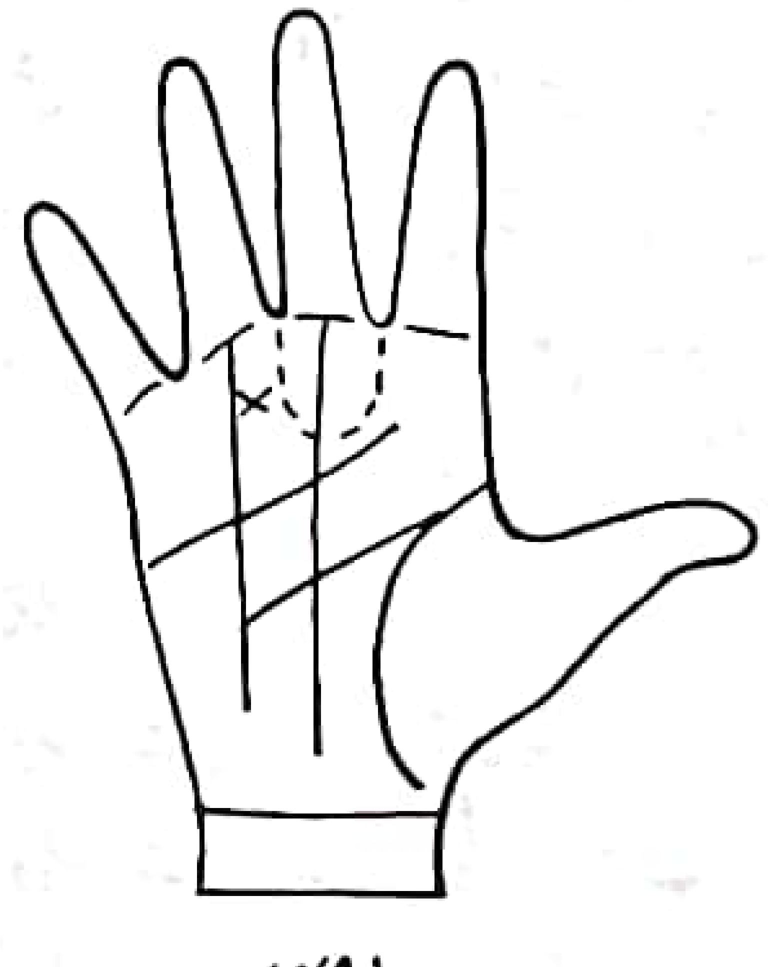

(۴۹)

اگر چرخی کا نشان چھوٹی انگلی کی جانب بُدھ کے اُبھار کے قریب کامیابی کی لکیر سے متصل ہو تو یہ اچھی علامت نہیں۔ حاملِ نشان کامیابی کی دوڑ میں کوشش کے باوصف ناکام

ہی ثابت ہوتا ہے۔ درحقیقت وہ آرٹ اور تخلیقی فن کا دلدادہ ہوتا ہے اور اپنے مشاغل میں کافی انہماک سے کام لیتا ہے۔ بایں ہمہ اسے دُنیوی کامیابی، دھن دولت اور ناموری کی آرزو بھی ہوتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس میں کاروباری صلاحیت کا فقدان ہوتا ہے اور اس کی ہر تجارتی تدبیر یا کاروباری منصوبہ کچھ یوں ناقص ہوتا ہے کہ اس کا انجام محض تضیعِ اوقات ہی ہوتا ہے۔ ایسے شخص کو لازم ہے کہ وہ اپنے فطری جوہر کو اُجاگر کرے اور اپنی تخلیقات میں نُدرت اور محکم عناصر کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرے، اور کاروباری معاملات کو کسی ایسے ہوش مند شخص کے سپرد کر دے جو اس کی صحیح قدر و قیمت حاصل کر سکے (شکل نمبر ۵۰)۔

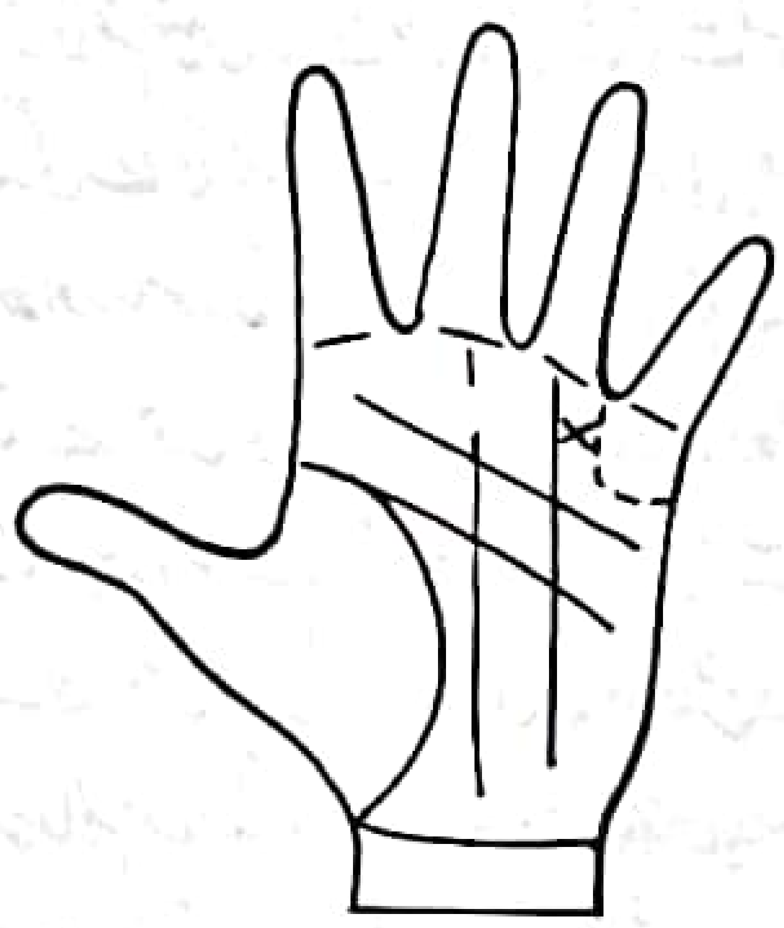

(۵۰)

کامیابی کی لکیر کے بارے میں ایک اہم بات ذہن نشین کر لینے کی ضرورت ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگرچہ جملہ احکامات جو اس سے مخصوص ہیں قابلِ اعتماد حد تک لگائے جا سکتے ہیں مگر اس کے وجود و عدم اور متعلقہ نشانات کے اثرات کے سلسلے میں قسمت کی متوازی لکیر کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر اگر کامیابی کی لکیر کسی مقام پر غائب ہو مگر قسمت کی لکیر، واضح اور سالم اس وقفے میں نقش ہو تو وہ خراب اثر جو کامیابی کی لکیر کے معدوم ہونے سے زندگی کو آلام میں مبتلا کر سکتا ہے، بڑی حد تک زائل ہو سکتا ہے (شکل نمبر ۵۱)۔ بلاشبہ پہلی سی آب و تاب، ناموری اور تشہیر کے مستحسن

(۵۱)

اندازِ قائم نہیں رہتے مگر حاملِ نشانات کسی حد تک خاموش اور ہنگاموں سے ہٹ کر زندگی کے دن گزار لیتا ہے۔ نہ اسے کوئی بڑا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے اور نہ ہی اس کی ساکھ اور ناموری کو بٹا لگتا ہے۔ گویا ایک نوع سے وہ گوشۂ عافیت میں حکمتِ عملی سے بیٹھ جاتا ہے۔ جوں ہی یہ دَور ختم ہوتا ہے، وہ پھر سے ہنگامۂ حیات میں حسبِ سابق پیش پیش ہوتا ہے، عزت و آبرو سے آگے بڑھتا ہے اور کامیاب زندگی بسر کرتا ہے۔

(۵۲)

اسی طرح اگر کامیابی کی لکیر واضح، جلی اور سالم ہو اور قسمت کی لکیر خراب حال یا معدوم ہو تو کامیابی کی لکیر کا وجود اس کے اثراتِ بد کو زائل کر دیتا ہے اور وہ بغیر تامّل اسی سج دھج سے کارِ جہاں میں مشغول رہتا ہے۔ بلا شُبہ کسی حد تک اس کی مالی حالت کمزور ہو جاتی ہے مگر وہ اپنے رکھ رکھاؤ اور چال چلن سے دُنیا والوں کو اپنی سقیم حالت کا شبہ بھی نہیں ہونے دیتا۔ جوں ہی قسمت کی لکیر نقائص سے گُزر جاتی ہے، وہ اپنے سابقہ معیارِ حیات کو قائم رکھتے ہُوئے کامیابی کی طرف جوش و خروش سے بڑھتا ہے اور اپنی طبعی جدّت، ذہنی بلندی اور حکمتِ عملی سے فروغِ اعلیٰ حاصل کرتا چلا جاتا ہے (شکل نمبر ۵۲)۔

صِحّت کی لکیر

صحت کی لکیر کا فطری مقامِ آغاز وہ ہے جہاں زندگی کی لکیر گھوم کر انگوٹھے کے نیچے چلی جاتی ہے اور کلائی کی بالائی لکیر کے قریب پُہنچ جاتی ہے۔ درحقیقت زندگی کی لکیر اور کلائی کی بالائی لکیر کے مابین کہیں سے بھی یہ لکیر شُروع ہوتی ہے اور یہی صحیح مقامِ آغاز تصور کیا جاتا ہے۔ یہاں سے نکل کر ہتھیلی کی سطح کو عبور کرتی ہُوئی یہ چھوٹی انگلی کے تحتانی پُرگوشت حصّے میں، جسے بُدھ کا اُبھار کہتے ہیں، پُہنچ کر ختم ہوتی ہے (شکل نمبر ۱)۔

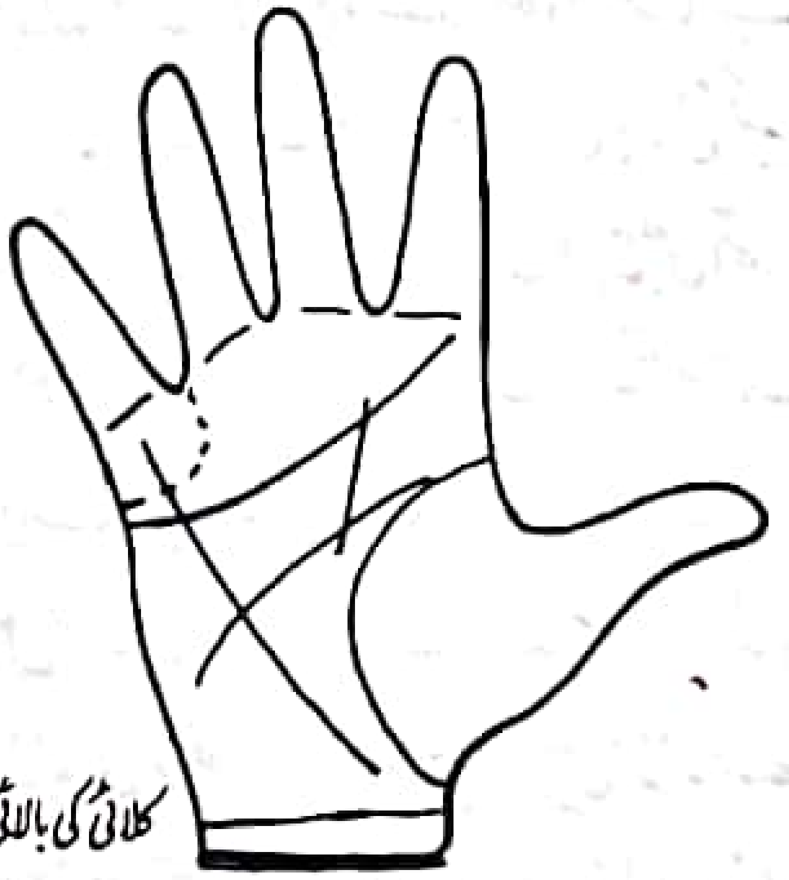

(۱)

جب صحت کی لکیر آغاز سے اختتام تک یوں دُوسرے خطُوط سے غیر متعلق اپنی روش پر نقش ہو تو اس کا حامل تندرستی کے معاملے میں خاصا حساس ہوتا ہے اور بالعموم صحت کے بارے میں سبھی اُمور کا خیال رکھتا ہے۔ درحقیقت وہ ضرورت سے زیادہ ہی اپنی تندرستی سے متعلقہ اُمور کے سلسلے میں احتیاط و فکر کا مظاہرہ کرتا ہے اور خرابئِ مزاج و صحت کا خفیف سا احساس بھی اسے دوا و معالجہ کی طرف فی الفور راغب کر دیتا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ اس کے باطن میں ایک لاشعُوری ہراس ہوتا ہے جس کا تعلق صحت و تندرستی سے ہے۔ ایسا شخص بالعموم اچھی تندرستی رکھتا ہے اور صحت مند زندگی گُزارتا ہے۔ اس کے باوجود وہ سدا صحت کی غیر معمولی خبر گیری میں اُلجھا رہتا ہے۔

صحت کی لکیر ہر شخص کے ہاتھوں میں ایسی طویل و سالم نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض ہاتھوں

میں تو اس کا وجود ہی نہیں ہوتا۔ جب یہ مفقود ہو تو اسے اچھی علامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
دراصل اس کا فقدان اس امر پر دال ہے کہ صحت و تندرستی کے معاملے میں موزوں اعتدال سے کام لیا جاتا ہے۔ نہ تو لاپروائی برتی جاتی ہے اور نہ ہی ہر چھوٹی موٹی تکلیف کے ہوتے ہی دواؤں اور ڈاکٹروں کی بے تحاشا تلاش شروع ہو جاتی ہے اگر طبیعت واقعی خراب ہو تو علاج و معالجہ کی طرف بلا تاخیر رجوع کیا جاتا ہے۔ ایسا شخص خوب صحت مند اور تندرست ہوتا ہے اور اس سلسلے میں کافی بے فکری سے اپنی توجہ کارِ جہاں میں صرف کر سکتا ہے۔ نہ تو وہ کاہل مزاج ہوتا ہے اور نہ ہی کام چور۔ وہ عملی تگ و دو میں دلچسپی لیتا ہے اور حسبِ ضرورت کام کھیل تفریح سبھی اُمور سے استفادہ کرتا ہے

جب صحت کی لکیر کلائی کی بالائی لکیر کے نہایت ہی قریب سے مگر غیر متعلق شروع ہو اور زندگی کی لکیر سے اس کا کسی طرح بھی اتصال نہ ہوا اور یوں ہی اپنی فطری جائے اختتام تک بے عیب پہنچ جائے تو عمدہ علامت ہے اس کا حامل صحت مند ہوتا ہے۔ تندرستی کی اچھائی اسے زندگی کو خوشگوار دلچسپیوں میں گزارنے کی صلاحیت بخشتی ہے اور وہ اپنے لیل و نہار مسرت و شادمانی سے بسر کرتا ہے۔ ایسا شخص بڑی عمر کو پہنچنے کی طبعی صلاحیت رکھتا ہے اور بالعموم عالمِ پیری سے پہلے جہانِ فانی سے روانہ نہیں ہوتا۔ اپنی طویل زندگی کے دوران وہ قابلِ قدر ترقی بھی کرتا ہے اور اپنی مساعی کے ثمر سے اچھی طرح بہرہ مند ہوتا ہے (شکل نمبر۲)۔

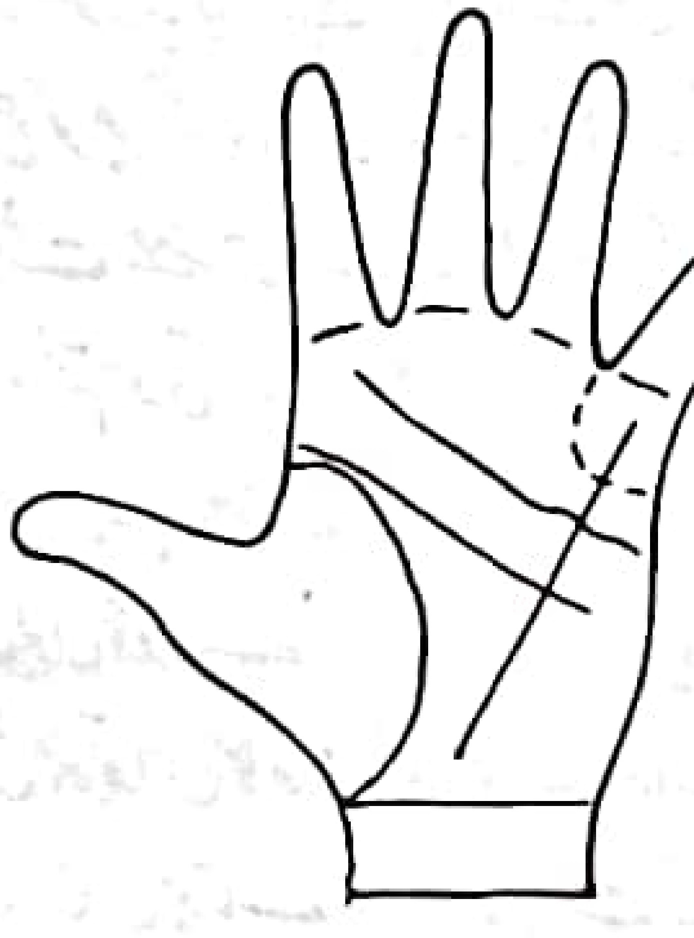
(۲)

صحت کی لکیر بعض ہاتھوں میں شکر کے اُبھار سے نمودار ہوتی ہے اور بڑھتی ہوئی زندگی کی لکیر کو کاٹتی ہوئی ہتھیلی کو عبور کر کے اپنے مقامِ اختتام کی طرف چلی جاتی ہے (شکل نمبر۳)۔

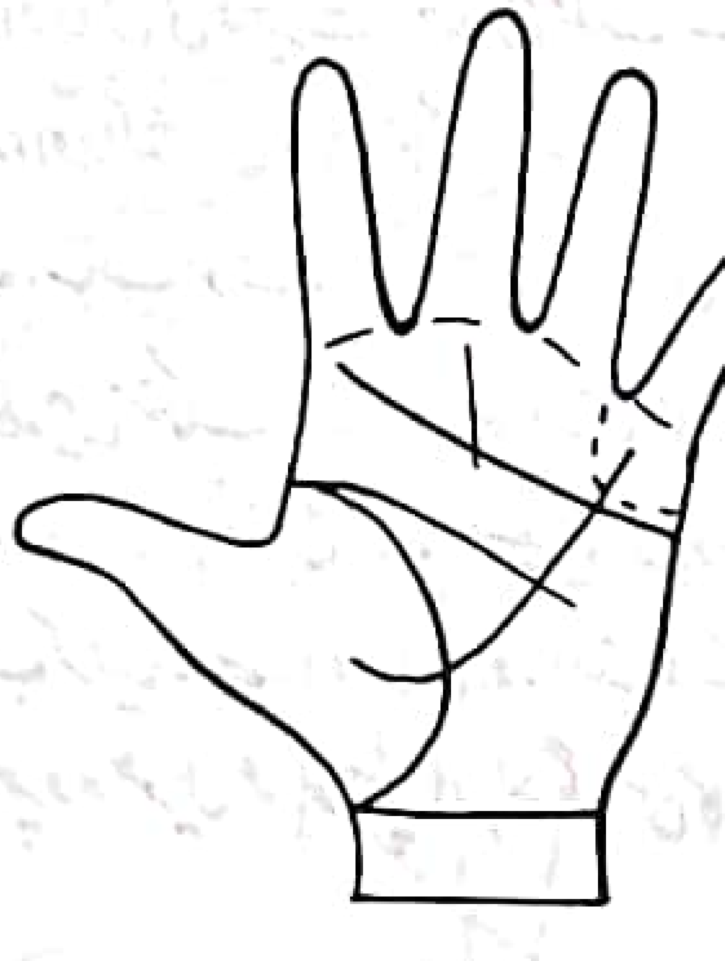
(۳)

اس لکیر کا ایسا آغاز کم ہی خوشگوار اثرات کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ دراصل حاملِ نشان کو ریح اور بادی سے متعلقہ امراض کا مسلسل خدشہ رہتا ہے۔ اس کی قوتِ ہاضمہ کچھ کم ہی اچھی ہوتی ہے اور وہ آئے دن پیٹ اور معدے کی خرابیوں سے پریشان رہتا ہے۔ تیزابیت، اعصاب کا تناؤ اور ریح کے باعث اسے دل کی دھڑکن میں بار بار شدت کا احساس ہوتا ہے۔ ایسا شخص اگر خوراک اور معدے کی درستی کی طرف سے لاپروائی برتتے تو اسے اختلاجِ قلب کے دورے پڑتے رہتے ہیں اور بعض اوقات ان کی شدت ڈراؤنی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اس کے معدے کے اعصاب بہت ہی حساس ہوتے ہیں اور ذرا سی بد پرہیزی، اعصابی تھکن یا کسی قسم کا خوف و ہراس اختلاجِ قلب کے آغاز کا باعث ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص کو دل کی بیماری نہیں ہوتی اور نہ ہی قلبی امراض سے جاں بحق ہوتا ہے۔ اس کی تندرستی کا تعلق معدے کی خرابی، اعصابی تناؤ اور ریح کی افراط و تفریط سے ہوتا ہے۔

جب صحت کی لکیر کلائی کے قریب زندگی کی لکیر سے نمودار ہو تو یہ بھی اچھی نشانی نہیں ہے (شکل نمبر۴)۔

(۴)

لکیر کا ایسا آغاز درحقیقت اس امر پر دال ہے کہ صاحبِ نشان کو غشی کے دورے پڑنے کا اندیشہ ہے۔ بالعموم دورانِ خون یا خون کی کمی بیشی کا بھی امکان ہوتا ہے۔ بعض ایسے افراد معدے کی خرابی کا بھی شکار ہو جاتے

Scanned with CamScanner

ہیں اور اس کی وجہ سے اختلاجِ قلب سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ ایسا شخص بد خوراک بھی ہوتا ہے، اور اکثر اس بات کا صحیح احساس نہیں کرتا کہ اس کے جسم میں خونِ صالح کی کمی یا کمزوری ایسے اسباب ہو سکتے ہیں کہ جو اس کو غشی کی طرف مائل کر سکتے ہیں۔ وہ جُوں ہی کسی دل چسپی یا مشغلے میں منہمک ہوتا ہے تو پوری تندہی سے اس میں گم ہو جاتا ہے۔ اس کا انہاک اسے خوراک، آرام، تفریح کے سلسلے میں لاپروائی کی طرف مائل کر دیتا ہے اور نتیجۃً وہ اپنی تندرستی خراب کر لیتا ہے۔ اعتدال اور احتیاط کے بغیر وہ مُدام صحت مند کم ہی رہ سکتا ہے، اور اگرچہ وہ طویل عمر کو پہنچتا ہے مگر اس کا اندازِ حیات کم ہی بدلتا ہے۔

صحت کی لکیر بعض اوقات موجِ دریا یا سانپ کے نقشِ رفتار کی طرح نقش ہوتی ہے اور ساری ہتھیلی کو لہر کی طرح بل کھاتی ہُوئی عبُور کرتی ہے (شکل نمبر ۵)۔

(۵)

ایسی خم دار اور ٹیڑھی لکیر منحوس علامت ہے۔ یہ صحت کی مسلسل خرابی کی طرف طبیعت کے رجحان کی آئینہ دار ہے۔ بدہضمی معدے کی تکلیف جو جگر کے فعل کی خرابی کا نتیجہ ہوتی ہے، اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ ایسا شخص بالعموم بدمزاج ہوتا ہے اور اس کے غم و غصے کے اُتار چڑھاؤ میں اس کے مزاج کی ناہمواری گویا دُوسروں پر نزلہ گرانے کے مترادف ہوتی ہے۔ وہ مُدام فکرمند اور خوف زدہ سا معلوم ہوتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر اُلجھتا ہے۔ بجائے اس کے کہ اپنے جگر کے فعل کی درستی کی طرف توجّہ دے اور اپنی صحت کو اعتدال پر لائے، وہ ایک نوع کا سڑیل مزاج بن جاتا ہے۔ درحقیقت وہ کسی ایسے مرض کا شکار نہیں ہوتا جس میں اعضائے رئیسہ کی بنیادی خرابی یا بیماری متعلق ہو۔ اس کے جگر کا فعلِ ناقص اسے بدہضمی میں مُبتلا کر دیتا ہے

جو اس کے ذہنی اور جسمانی توازن پر بُرا اثر ڈالتا ہے اور وہ بدمزاج، زود رنج اور ایسا غُصیلا ثابت ہوتا ہے کہ اپنے پرائے اس سے کنارہ کشی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

صحت کی لکیر کمزور واقع ہو یا ریشمی دھاگے کی طرح پتلی ہو تو صحت کی خبرگیری کی قطعی ضرُورت ہے (شکل نمبر ۶)۔ ایسا شخص بیمار اور سقیم رہتا ہے اور تندرستی کی مسلسل خرابی کے باعث اس میں غم پسندی اور مایوسی پیدا ہو جاتی ہے۔ نہ تو اس کے باطن میں اُمید کی روشنی پیدا ہو سکتی ہے اور نہ ہی تنومند اور صحت مندانہ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسے کسی موذی مرض سے نہ تو خدشہ ہوتا ہے اور نہ ہی وہ بنیادی طور پر بیمار ہوتا ہے بلکہ خون کی کمی، معدے کی خرابی، ہمّت کا فقدان ایسے اُمور

(۶)

سے مسلسل سابقے کے باعث اس میں ایک عجیب سی بدحالی اور زندگی سے بے زاری کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔

اس کے برعکس صحت کی لکیر ایک واضح گہرے اور بے عیب خط کی طرح اپنے فطری مقامِ آغاز سے نکل کر بدھ کے اُبھار پر پہنچ کر ختم ہو تو یہ لمبی عمر، بیدار مغزی اور اچھی صحت کی علامت ہے۔ بلاشبہ اس کا حامل صحت کو برقرار رکھنے کے سلسلے میں کچھ زیادہ ہی حسّاس ہوتا ہے مگر وہ عملی طور پر اعتدال سے کام لیتا ہے اور اگر خدا نخواستہ اس کا مزاج کسی وجہ سے خراب ہو جائے یا بیماری کا شک بڑھ جائے تو وہ ہر چیز کو چھوڑ کر اپنی تسلّی کرنا چاہتا ہے۔ اگر کسی بدنی اذیت یا بیماری میں مبتلا ہو جائے تو یوں ڈٹ کر علاج معالجے میں مصروف ہو جاتا ہے کہ جب تک تکلیف سے حتمی نجات حاصل نہ کر لے، دم نہیں لیتا۔ وہ حفظانِ صحت کے اصولوں کا پُوری طرح سے قائل ہوتا ہے اور بیشتر اس کے کہ دیرینہ مریض بن جائے، حفظِ ماتقدم کے قاعدے پر سختی سے کاربند رہتا ہے۔ ایسا شخص زندگی میں اچھے

دِن گزُارتا ہے اور لُطفِ حیات محسوس کرتا ہے۔ غم و ہراس کم ہی اس پر غلبہ پا سکتے ہیں۔ وہ طبعاً رشتۂ اُمید کو مضبُوط ہاتھوں میں پکڑے رکھتا ہے اور اسی کے سہارے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

(۷)

صحت کی لکیر اپنے فطری مقام سے ہٹ کر ہتھیلی کی بیرونی سمت سے نمودار ہو اور سیدھی ہتھیلی کو عبور کرتی ہُوئی چھوٹی اُنگلی کے نیچے بُدھ کے اُبھار میں جا کر دم لے تو یہ خاص اہمیت کی حامل ہوتی ہے (شکل نمبر ۷)۔ ایسی لکیر مزاج کے تلوّن اور تذبذُب کا پتا دیتی ہے۔ ایسا شخص حالات سے جلد متاثر ہو جاتا ہے اور بہُت جلد گھبرا جاتا ہے۔ اس کی بیتاب طبعی اور بے چینی اسے اکثر سفر پر آمادہ رکھتی ہے اور بلاشبہ وہ سمندر پار کے سفر بھی کرتا ہے۔ یوں نہ تو وہ کہیں جم کر بیٹھ سکتا ہے اور نہ ہی اس کی طبیعت میں استحکام و استقلال کے عناصر دکھائی دیتے ہیں۔

یہ لکیر ایک لحاظ سے ایسی صلاحیّت کی بھی نقاب کشائی کرتی ہے جو صاحبِ نشان کی خواہش و ارادے سے بے نیاز بعض اوقات اسے ایسے تاثّرات و مشاہدات کے رُوبرو کر دیتی ہے جو آیندہ کے حالات و کوائف سے وابستہ ہوتے ہیں۔ یہ امکانی ہے کہ ایسے شخص میں کشف کی طرح کا جوہر ہو سکتا ہے اور وہ کسی باطنی ادراک سے آنے والے واقعات کا سچّائی سے احساس کر سکتا ہے۔ اگرچہ ایسے تاثّرات میں مبالغے کا پہلو بھی شامل ہوتا ہے مگر مجموعی حیثیت سے اس کے غیرارادی نقوش آیندہ کچھ دُرست ہی ثابت ہوتے ہیں۔

جب صحت کی واضح اور سالم لکیر دماغ کی لکیر پر پُہنچ کر یکایک ختم ہو جائے تو یہ نہایت منحوس علامت ہے (شکل نمبر ۸)۔ اس کے حامل کو دماغی بیماری کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جگر خراب اور سقیم ہونے کے باعث اس کے دماغ پر اندرونی بُخارات شدّت سے دباؤ پیدا کر دیتے ہیں۔ وہ بے حد غمگین رہتا ہے اور اس کی غمگینی اور نااُمیدی انتہائی تکلیف رساں

ہوتی ہے۔

(۸)

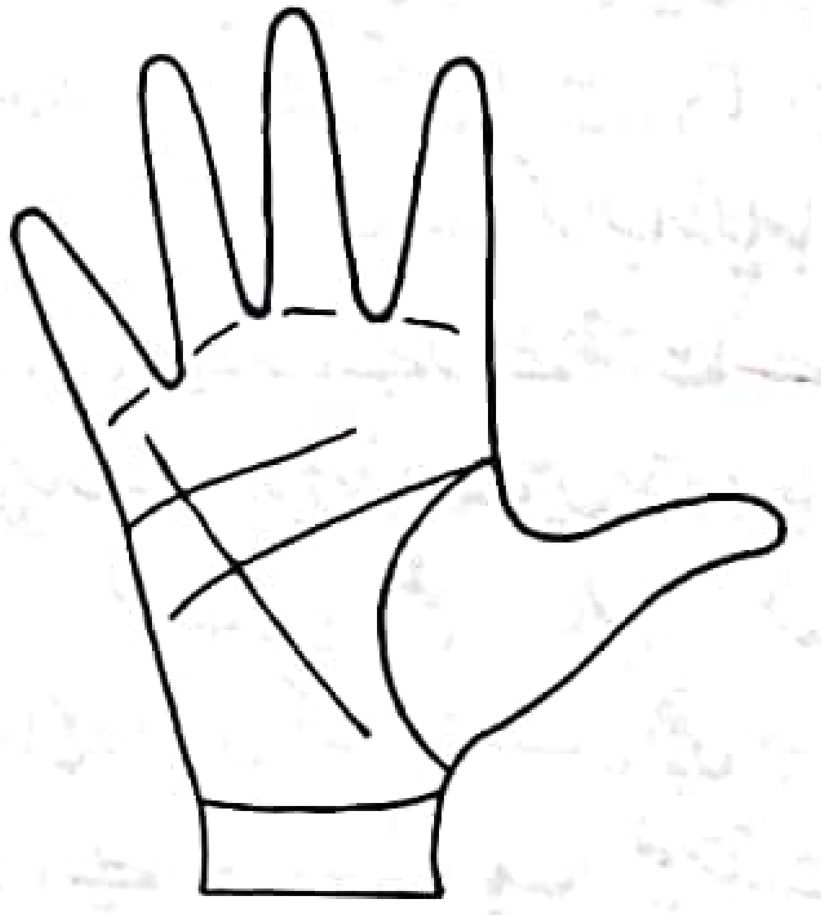

(۹)

صحت کی لکیر اگر صحیح و سالم یُوں آگے بڑھے کہ دماغ کی واضح اور عُمدہ لکیر سے مل کر دونوں ہاتھوں میں ایک بڑی صلیب یا چرخی کی صُورت اختیار کر لے تو یہ ایک خاص مفہوم اپنے اندر پنہاں رکھتی ہے (شکل نمبر ۹)۔ یہ علومِ مخفیہ میں ید طُولےٰ حاصل کرنے کی صلاحیت کی آئینہ دار تصوّر کی جاتی ہے۔ بلاشبہ حاملِ نشان کا میلانِ طبع سنِ بلوغ ہی سے مرموز علُوم میں دسترس حاصل کرنے کی طرف ہو جاتا ہے اور وہ بڑی محنت اور عرق ریزی سے اپنی دماغی اور داخلی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہے اور حق تو یہ ہے کہ وہ اس سلسلے میں قابلِ رشک دستگاہ حاصل کر لیتا ہے۔

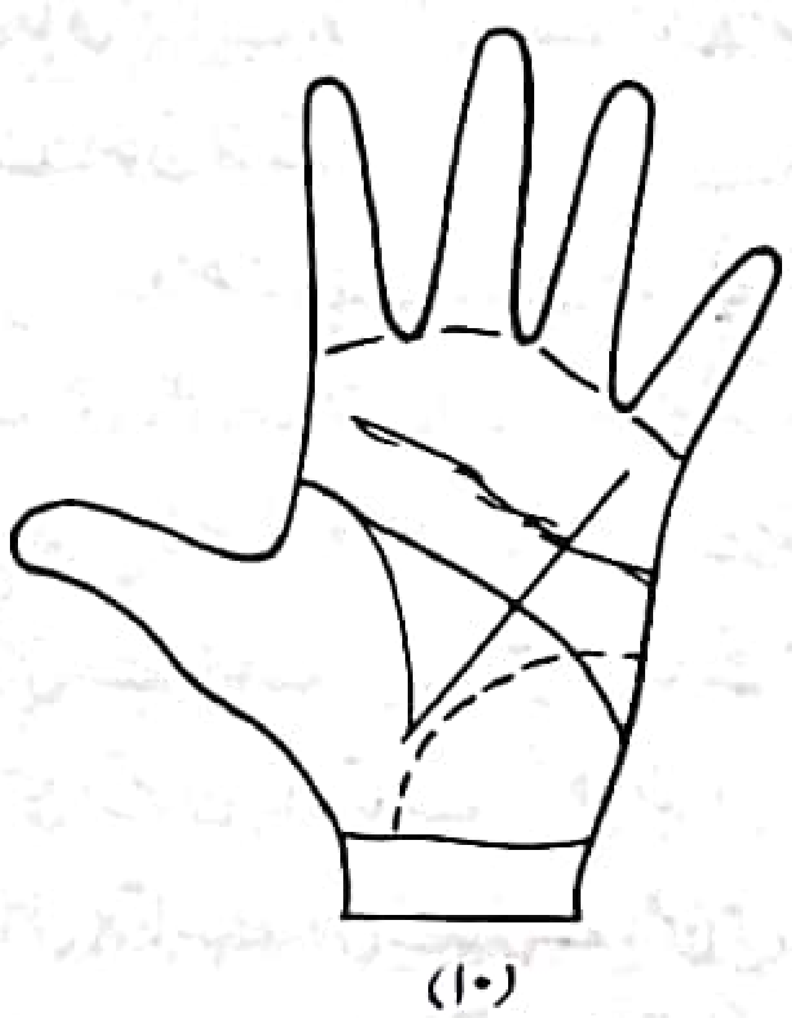

(۱۰)

اس سلسلے میں یہ بات غور طلب ہے کہ دماغ کی لکیر کہاں پہنچ کر ختم ہوتی ہے۔ اگر دماغ کی لکیر نیچے یوں جُھکے کہ چاند کے اُبھار میں پہنچ جائے اور صحت کی لکیر اس سے مِل کر ایک واضح اور اور بڑی صلیب بنا دے تو یہ مختلف مفہوم کی آئینہ دار ہے (شکل نمبر ۱۰)۔ ایسا شخص طبعاً بہُت جلد متأثر ہو سکتا ہے اور ادنیٰ اشارے پر

بھڑک اُٹھتا ہے۔ اس کی رُوحانی خیال آفرینی بڑے بڑے گُل کھلاسکتی ہے۔ اسے اپنے تخیلات و تأثرات پر قطعی قابو نہیں ہوتا۔ ایسی نشانیوں کے ہوتے ہُوئے جذبات کو محکم ضابطے میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ایسا شخص عجیب وغریب تصورات و خیالات سے یوں فریب کھاتا ہے کہ اسے حقیقت سے دُور کا واسطہ بھی نہیں رہتا۔ نیز اس کی طبیعت توہمات اور رذیل خیالات میں مُبتلا ہو جاتی ہے۔

(۱۱)

صحت کی لکیر واضح اور سالم ہو اور عمُدہ وصالح دماغ کی لکیر اور قسمت کی اچھی لکیر کو اپنے عبُور کرے کہ ایک واضح مثلث ہتھیلی کے وسط میں دکھائی دے جیسے کہ شکل نمبر۱۱ سے واضح ہے تو یہ بڑی دلچسپ اور خاص مفہُوم کا پتا دیتی ہے۔

یہ بلاشبہ علومِ مخفیہ کے لیے استعدادِ فطری کی نشانی ہے۔ ایسے شخص میں کشف وقوتِ الہام کے عناصر ہوتے ہیں۔ ایسا شخص تذکیہ و تہلیل کا بھی حامی ہوتا ہے اور بالعموم ایسے اعمال واشغال کی طرف مائل جو صفائی اور جلائے باطن کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

وہ فطرتاً نیک خیالات اور اچھے اعمال کی طرف راغب ہوتا ہے اور مجاہدہ و عبادت سے اپنی باطنی صلاحیتِ مشاہدہ و مکاشفہ کو اجاگر کرنے میں کامیاب ثابت ہو سکتا ہے۔

صحت کی لکیر بعض اوقات اپنے مقامِ آغاز سے نکل کر جونہی ہتھیلی کے درمیانی حصے پر پہنچتی ہے، ایک ایسے واضح دو شاخے میں تقسیم ہو جاتی ہے جو سالم اور گہرا دماغ کی لکیر پر پہنچ کر تکون بنا دیتا ہے (شکل نمبر۱۲) ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اور بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اس کے حامل کے باطن میں اعزاز و وقار کی بے پناہ آرزو ہوتی ہے۔ وہ اپنی بیدار مغزی اور اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کو یوں بروئے کار لانے میں کامیاب ثابت ہوتا

ہے کہ اربابِ زمانہ اس کی قابلِ رشک ترقی اور وقار کا لوہا ماننے لگتے ہیں۔

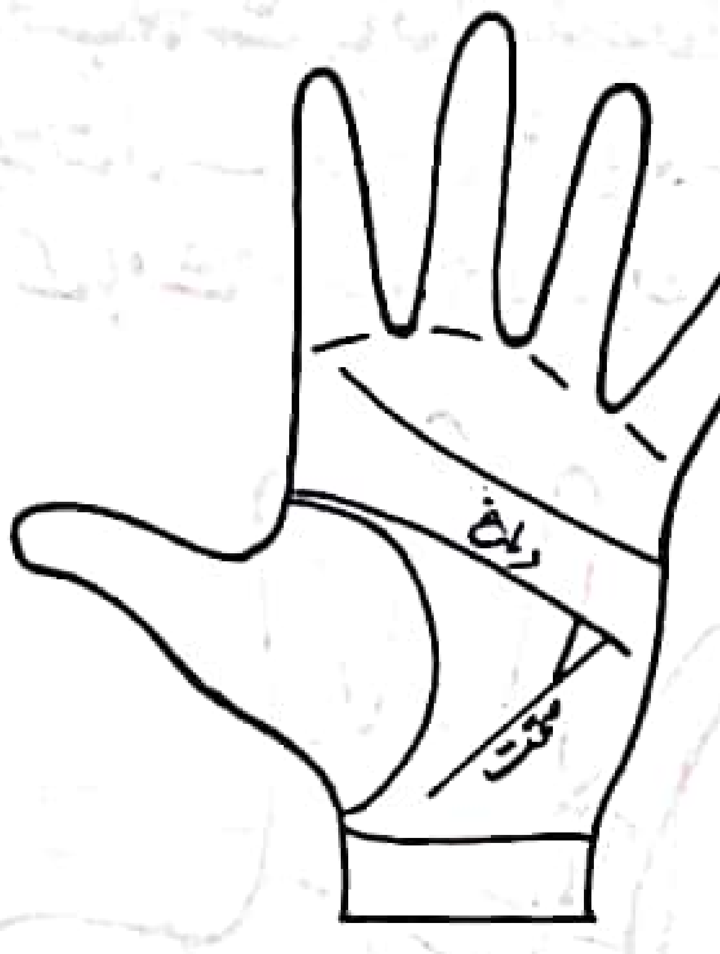

(۱۲)

خواہشِ عروج و وقار کی تابندہ تمناؤں کے ساتھ ہی اس میں مخفیہ فنون میں دسترس کی خاص صلاحیت ہوتی ہے۔ وہ اس جوہرِ ذاتی کو غیر شعُوری طور پر موقع محل کی نزاکت کو سمجھنے، رموزِ فطرت کو جاننے اور مردم شناس حکمتِ عملی کو بروئے کار لانے میں استعمال کرتا ہے۔ نیز اس کے تأثرات اور تخلیقی اور تعمیری منصوبوں میں کسی غیر مرئی طاقت کا ہاتھ محسوس کیا جاتا ہے اور ممکن ہے یہی وجہ ہو کہ وہ اربابِ زمانہ کی نگاہوں میں احترامِ عظیم حاصل کر لیتا ہے۔

کسی حد تک وہ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کو اعتدال سے زیادہ استعمال کرتا ہے۔ لیکن ایسا شعُوری طور پر کم ہی ہوتا ہے۔ وہ درحقیقت ایک فطری اور لاشعُوری طاقت کے زیرِ اثر ہوتا ہے۔ اور اگرچہ اس کا احساس تو اسے ہوتا ہے مگر اس پر اختیار نہیں رکھتا۔ اس کے اعصاب پر ایسے مسلسل ذہنی دباؤ کا اثر خوش گوار نہیں ہوتا۔ اور بالعمُوم دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی صحت خراب کر لیتا ہے۔ ایسی صحت کی لکیر کے ہوتے ہُوئے بے حد ضرُوری ہے کہ عظیم صلاحیتوں کو صحیح طور پر بار آور کرنے کے لیے صحت، تندرستی اور ان تمام اُمور کا خیال رکھا جائے جن کے بغیر زندگی کی خوشیاں برقرار نہیں رکھی جا سکتیں۔

صحت کی لکیر اگر سارا راستہ صحیح سالم طے کرلے مگر خاتمے پر بُدھ کے اُبھار پر پہنچ کر ایک واضح مگر چھوٹے دو شاخے کی صُورت میں اختتام پذیر ہو تو یہ بالکل مختلف مفہوم کی آئینہ دار ہے (شکل نمبر۱۳)۔

صحت کی لکیر اگر سالم ختم ہو تو اپنی طبعی طاقت اور صحت اور عناصر کو قائم رکھتی ہے مگر جُونہی وہ بٹ جاتی ہے تو عمُر کے تقاضے کے ساتھ ہاضمے کی قوت پہلی سی نہیں رہتی اور

صاحبِ علامت میں چستی اور تندرستی گھٹ جاتی ہے۔ بڑھاپے میں اعضا میں اضمحلال کی یہ یقینی نشانی ہے۔ مگر یہ کوئی مرض یا خدشے کا سگنل نہیں ہے۔ دراصل جسمانی طاقت کی بتدریج کمی کے باعث طبیعت آرام کی زیادہ طلب گار ہوتی ہے۔

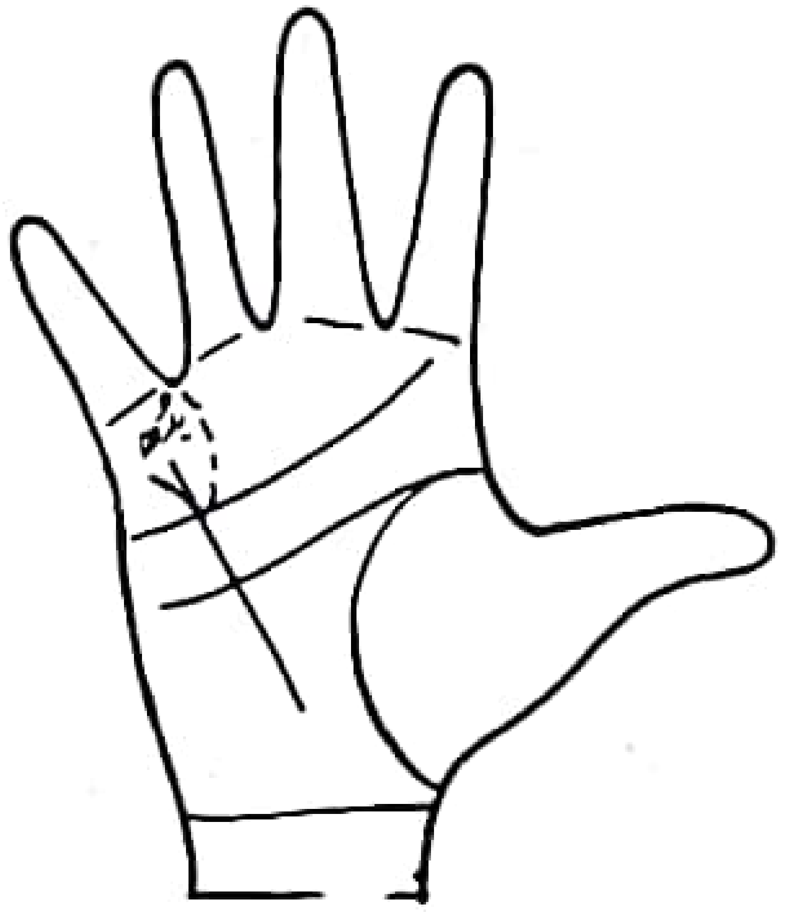

(۱۳)

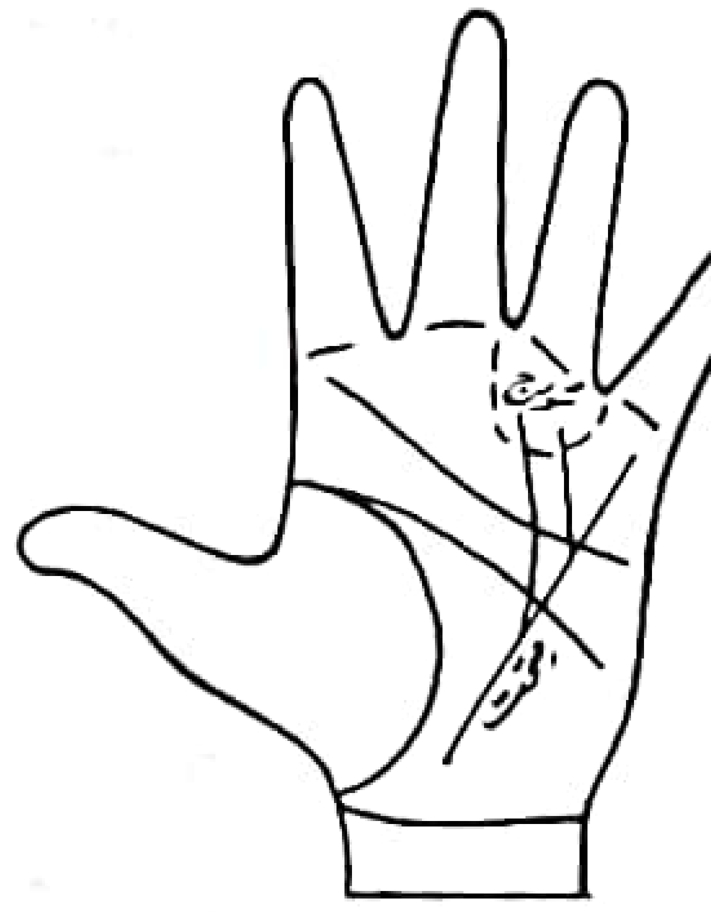

(۱۴)

اگر صحت کی سالم اور بے عیب لکیر تمام تر ہتھیلی کو عبور کرے اور اس میں سے ایک یا دو صاف اور عمدہ شاخیں نکل کر تیسری انگلی کے تحتانی ابھار جو سورج کا ابھار کہلاتا ہے، میں پہنچ کر ختم ہو جائیں تو ان کا غور سے دیکھنا ضروری ہے۔ عمر کے جس حصے میں یہ شاخیں نمودار ہوتی ہیں، اُسی وقت سے کاروبار اور پیشے میں اہم تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایسی ہر شاخ بہتر مالی حالت، بلند مرتبہ وغیرہ کی حتمی علامت تصور کی جاتی ہے (شکل نمبر ۱۴)۔

ایسی شاخوں کے ہوتے ہوئے ایک خاص بات کا خیال ضروری ہے۔ صاحبِ نشان کا طبعی رجحان اُمید افزا اور ترقی پر آمادہ ہوتا ہے۔ ایسا شخص اپنے خیالات و کردار سے آگے بڑھنے کی سچی صلاحیت کے تاثرات دوسروں پر مرتسم کرتا چلا جاتا ہے اور لوگ اس کی قابلیت اور عملی کارکردگی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اس لکیر کی ساخت کو غور سے دیکھنا ضروری ہے۔ اگر صحت کی لکیر سالم شروع ہو مگر بعد میں ٹوٹ جائے تو یہ اچھی علامت نہیں (شکل نمبر ۱۵)۔ جس مقام پر یہ شکستہ ہو گئی عمر کے

اس حصے میں بیماری کا اندیشہ ہوتا ہے۔ نیز مالی نقصان سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔

(۱۵)

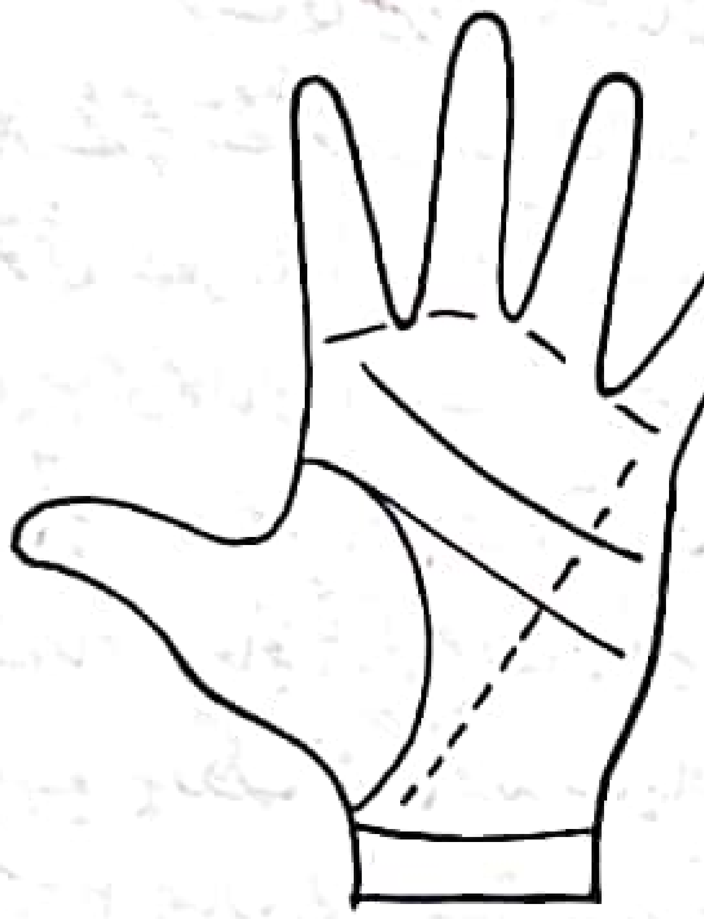

(۱۶)

اگر صحت کی لکیر بار بار ٹوٹے اور اسی طرح ساری ہتھیلی میں نقش ہو تو یہ بہت ہی خراب اور منحوس علامت ہے (شکل نمبر ۱۶)۔ ایسی لکیر کے ہر شکستہ مقام پر بیماری لاحق ہوتی ہے۔ یہ گویا پے بہ پے بیماریوں کے آنے کا پتا دیتی ہے اور اس کا حامل مسلسل بیمار رہتا ہے۔ نہ اس کا مزاج ہموار ہوتا ہے اور نہ ہی اس کی مالی حالت سُدھر سکتی ہے۔ نہ صرف وہ سدا کا روگی ہوتا ہے بلکہ روپے پیسے کے معاملے میں بھی تنگ حال رہتا ہے۔

ایسے شخص کا معدہ اور قوتِ ہاضمہ ہمیشہ خراب رہتی ہے۔ نہ تو اسے کھانے پینے کا لطف حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی اطمینانِ خاطر نصیب ہو پاتا ہے۔ اس کے مزاج کا تو حال ہی نہ پوچھیے۔ گھڑی میں تولہ تو گھڑی میں ماشہ۔ اور اگر وہ بدمزاج، حساس طبع اور بدگمان نہ ہو جائے تو فرشتہ ہی ہو گا۔ ویسے اس کے احباب و اقارب اس کی پیہم بیماری، مالی تنگ دستی، کاروباری نقصانات سے بہت تنگ آ جاتے ہیں اور اس کے غصے اور بدزبانی سے بچنے کے لیے اس سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ اگرچہ انھیں اس کی حالت پر رحم بھی آتا ہے اور اس کی جائز و ناجائز باتوں کے باوجود کافی روا داری سے کام لیتے ہیں مگر

Scanned with CamScanner

مصلحت اسی میں سمجھتے ہیں کہ اس سے جس قدر ممکن ہو سکے کم ہی سابقہ پڑے۔ بالآخر وہ تنہائی کا بھی شکار ہو جاتا ہے اور اپنے لیل و نہار بہت دُکھ میں گزارتا ہے۔

صحت کی لکیر بعض حالتوں میں شروع سے آخر تک سالم اور بے عیب ہونے کی بجائے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کے یکے بعد دیگرے نقوش سے یُوں عبارت ہوتی ہے کہ اسے دیکھتے ہی سیڑھی کا گمان ہوتا ہے (شکل نمبر۱۷)۔ لکیر کی ایسی تعبیر جگر کی موذی تکلیف کا پتا دیتی ہے۔ اس کے حامل کو معالجِ جگر کی طرف بلا تاخیر رجوع کرنا چاہیے۔ یہ روگ زندگی کو عذاب بنا دیتا ہے اور مسلسل بیماری یوں گھیر لیتی ہے کہ انسان کی عقل کام نہیں کرتی۔ نیز اس کے ہوتے ہُوئے کاروبار، ملازمت وغیرہ میں بار بار مشکلات اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ در حقیقت لکیر کی ایسی ساخت صحت اور مالی اعتبار سے منحوس ہی نہیں بلکہ عذابِ مسلسل کا حکم رکھتی ہے۔

(۱۷)

صحت کی لکیر بذاتِ خود سالم اور واضح ہو مگر تھوڑے تھوڑے وقفے سے اس پر گہرے خط کا نشان نقش ہو اور ساری لکیر ان قاطع خطوط سے کٹتی ہُوئی دکھائی دے تو یہ بھی اچھی نشانیاں نہیں ہیں (شکل نمبر۱۸)۔ ہر قاطع خط صحت کی خراب حالی اور تکلیف کا پیش خیمہ ہے۔ جتنے خطوط لکیر کو کاٹیں اتنی ہی بار زندگی کے متعلقہ حصے میں بیماری، معدے کی کمزوری اور خرابی سے صحت بگڑ جاتی ہے جو پریشان کُن ثابت ہوتی ہے۔

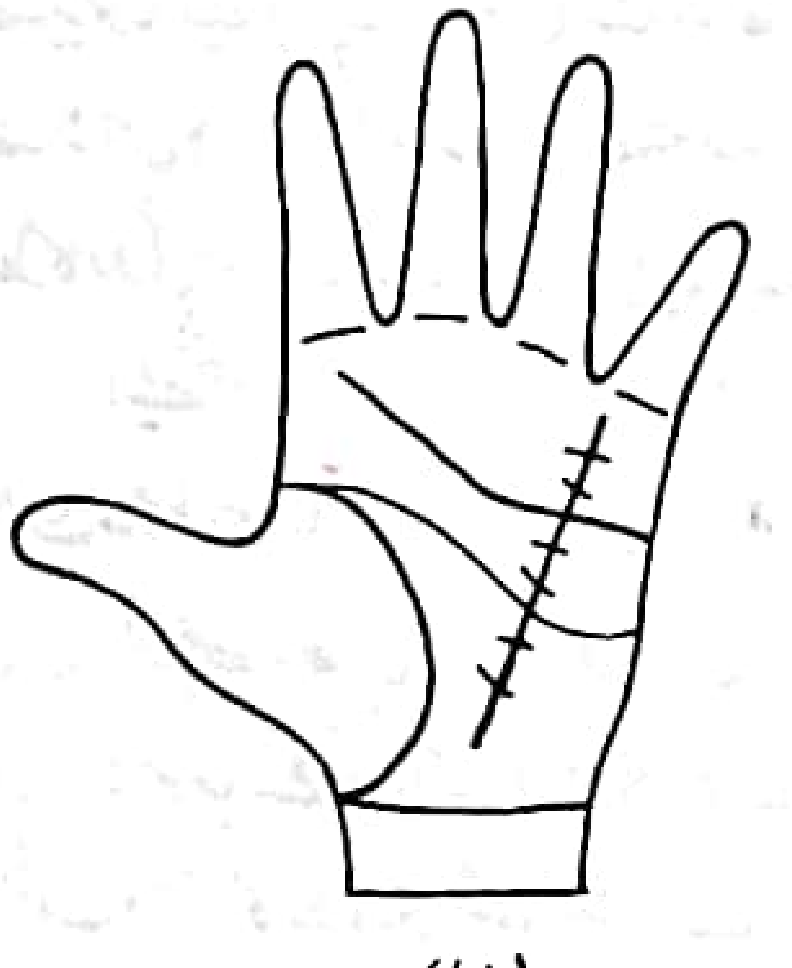

(۱۸)

ایسے کاٹنے والے خطوط کے ہوتے ہُوئے مالی نقصانات بھی برداشت کرنے پڑتے ہیں اور ان کا حامل نہ صرف صحت کی خرابی سے دوچار ہوتا ہے بلکہ دُنیوی اعتبار سے بھی گھاٹے میں رہتا ہے۔

صحت کی لکیر بعض ہاتھوں میں مالا یا تسبیح کی شکل میں نقش ہوتی ہے۔ ایسی لکیریں جو کے دانوں کی طرح کے جزیرے ایک پتلے رشتے میں منسلک دکھائی دیتے ہیں۔ تمام تر لکیر پر مالا کا گمان ہوتا ہے (شکل نمبر۱۹) جزیرے کا نشان بُرے اثر کا حامل ہے اور بیماری کا پتا دیتا ہے۔ جب لکیر سراسر جزیروں سے بنی ہو تو یہ ایسی بیماری کا پتا دیتی ہے جو موذی بھی ہوتی ہے اور دیرپا بھی۔ صاحبِ خط اندر ہی اندر گھلتا رہتا ہے۔ اس کی قوتِ مدافعت بڑھتے ہُوئے مرض کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اگر صحیح اور مسلسل علاج نہ کیا جائے تو زندگی خطروں میں گھر جاتی ہے۔ اگرچہ یہ زیادہ تر جگر اور معدے کی خرابی اور بخارات کی آئینہ دار ہے مگر دیکھا گیا ہے کہ اس کے باعث تپ دق کا بھی اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے لیکن یہ گمان کر لینا کہ یہ اس مرض سے موت کی اٹل علامت ہے، غلط ہوگا۔ علاج معالجے سے ایسا شخص بالیقین صحت یاب ہو سکتا ہے اور اگرچہ وہ پہلوان تو نہیں بن سکتا مگر اچھی اور تندرست زندگی گزارنے کے لائق ہو سکتا ہے۔

(۱۹)

(۲۰)

صحت کی لکیر سے متعلقہ چھوٹے چھوٹے نشانات بڑے ہی معنی آفریں ہوتے ہیں جب یہ

Scanned with CamScanner

لکیر ایک واضح جزیرے سے نمودار ہو تو یہ غیر معمولی علامت ہے۔ لکیر کی روش میں جزیرے کی نشانی اندرونی بیماری اور مالی نقصان کا پتا دیتی ہے مگر صحت کی لکیر کا جزیرے سے آغاز اور معنی رکھتا ہے (شکل نمبر ۲۰)۔ یہ درحقیقت سائرِ فی المنام کی نشان دہی کرتی ہے۔ یعنی ایسا شخص نیند میں چلنے والا ہوتا ہے۔ اسے اس بات کا قطعاً احساس نہیں ہوتا کہ وہ جاگ رہا ہے کہ عالمِ خواب میں ہے۔ نیند کی حالت میں بستر سے اُٹھ کر ادھر اُدھر چلنے لگتا ہے اور لاعلمی میں ہی حادثے کا شکار بھی ہو سکتا ہے۔

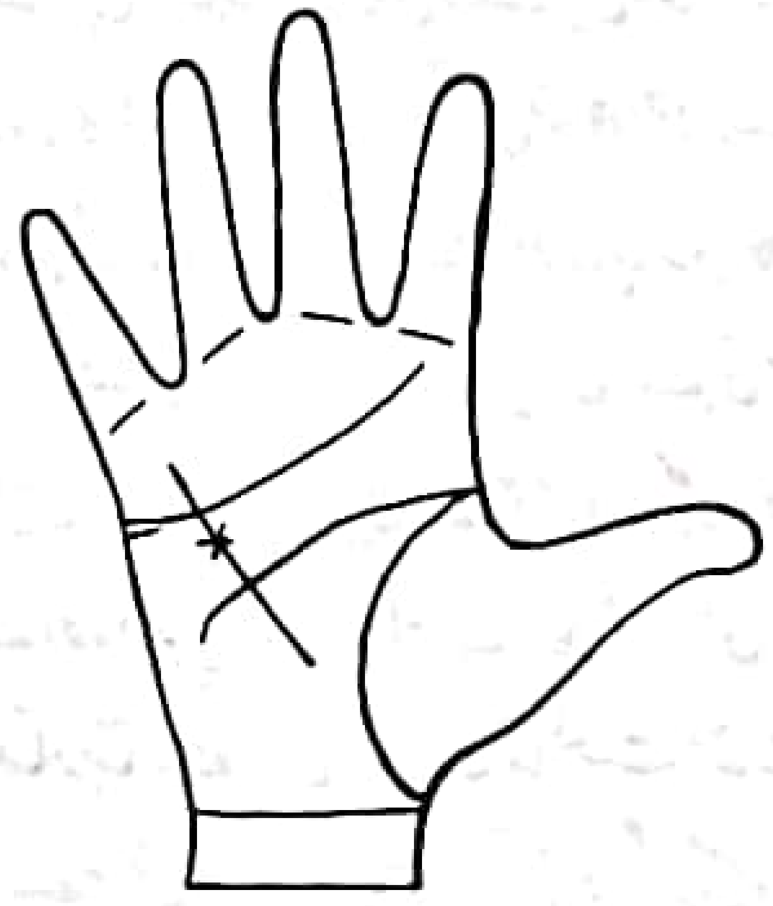

(۲۱)

صحت کی لکیر کے دوران اگر ایک واضح اور چھوٹی چرخی کا نشان پایا جائے تو یہ بھی اچھی نشانی نہیں ہے۔ درحقیقت یہ بھی صحت کے بارے میں یکایک خرابی یا خدشہ کا سگنل ہے (شکل نمبر ۲۱)۔

اگر یہ چرخی کی علامت صحت کی لکیر کی روش میں واقع نہ ہو بلکہ قطعی واضح اور سالم لکیر سے محض یوں ملحق ہو کہ اس کا اپنا وجود علیحدہ نظر آئے تو یہ بالکل مختلف مفہوم کی حامل ہے۔ چرخی کا نشان اہم تبدیلی اور اچانک وقوعِ حادثہ کی تعبیر ہے۔ جب ایسی

(۲۲)

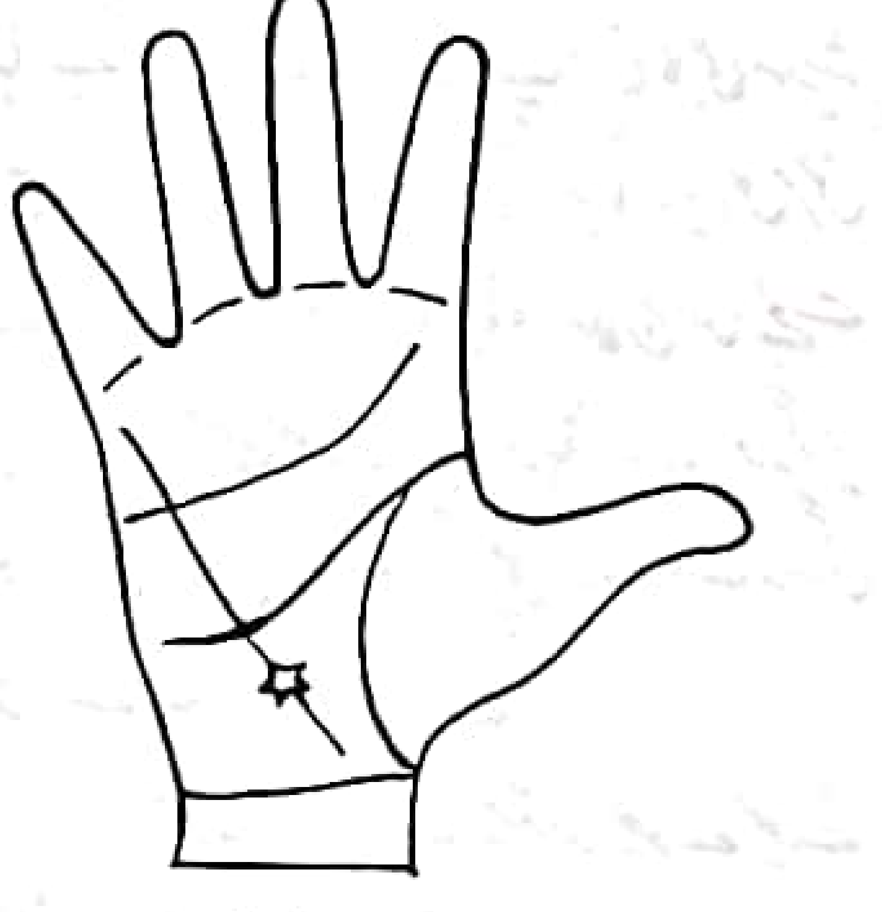

(۲۳)

نشانی صحت کی لکیر سے متصل دکھائی دے تو یہ اس امر پر دال ہے کہ صاحبِ نشان کی زندگی میں اس وقت اہم اور اچانک تبدیلی واقع ہو گی۔ ایسی تبدیلیاں انقلابی اہمیت رکھتی ہیں اور بنیادی حیثیت میں ردّ و بدل کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں (شکل نمبر ۲۲)۔

(۲۴)

اگر صحت کی لکیر میں تارے کا نشان پایا جائے تو یہ بھی منحوس علامت ہے (شکل نمبر ۲۳)۔ بالعموم ایسی علامت مستورات کے ہاتھوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ بانجھ ہونے کی نشانی ہے۔ ایسی عورت کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ نیز بچہ دانی اور ایسے اعضا میں جن کا تعلق حمل وغیرہ سے ہے، خرابیاں ہوتی ہیں۔ اگر ایسا تارا صحت اور دماغ کی لکیروں کے سنگم پر واقع ہو تو ایسا فرد بے اولاد ہی رہتا ہے۔ اگر یہی نشانی مردانہ ہاتھوں میں ہو تو اس کا بھی یہی مفہوم ہے (شکل نمبر ۲۴)۔

حلقۂ زُہرہ

دست شناسی میں جہاں بڑی لکیریں کردار و واقعات کی آگاہی کے لیے معاونت کرتی ہیں، وہاں کچھ چھوٹی لکیریں بھی بے حد قابلِ اعتنا ہیں۔ اِس زُمرے میں شُکر کی کمان جسے حلقۂ زہرہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، غائر نگاہ سے دیکھنے کے قابل ہے۔

حلقۂ زہرہ پہلی اور درمیانی اُنگلیوں کے مابین ہتھیلی کے بالائی حصّے سے شروع ہوتا ہے اور نیچے کی طرف کمان کی صورت میں بل کھاتا ہُوا، درمیانی اُنگلی کے تحتانی سنیچر کے اُبھار اور تیسری اُنگلی کے تحتانی سُورج کے اُبھار، دونوں کا احاطہ کرتے ہُوئے اُوپر کی طرف قوس کی تکمیل کرتے ہُوئے اس مقام پر پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے جو تیسری اور چھوٹی اُنگلی کے درمیان ہے۔ (شکل نمبر ۱)۔

(۱)

جب یہ لکیر پُوری کمان کی طرح نقش ہو اور اس کی روش میں کہیں عیب اور سقم نہ ہو تو یہ طبیعت میں ذوقِ جمال، حسّاس طبعی اور جذباتی زُود حِسی کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل جنسی ہیجان اور جنسِ مخالف سے فزوں تر متاثر ہو سکتا ہے۔ اس کے مزاج میں ایسی جذباتیت ہوتی ہے کہ اگر اسے ضابطے میں نہ رکھا جائے تو وہ کسی حد تک حسن پرستی میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔ مگر چونکہ مزاج میں استحکام کا فقدان ہوتا ہے، اس لیے وہ ناقابلِ اعتبار ثابت ہوتا ہے اور دوستی یا معاشقہ جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ مگر اس کا عاشقانہ مزاج اسے چین سے

بیٹھنے نہیں دیتا اور جہاں ایک رابطہ ختم ہوا اس نے محبوبِ دگر سے آشنائی شرُوع کر دی۔ تلوّن بالآخر اس کی بدنامی کا باعث بن جاتا ہے اور وہ ہرجائی کہلانے لگتا ہے۔ نہ اسے مُعاشرے میں اچھی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور نہ ہی اشراف کے گھروں میں اس کی آمد و رفت جائز تصوّر کی جاتی ہے۔

اس کی زود حسی اور جمالیاتی ہیجان خیزی نہ صرف جسمانی جاذبیّت کا شکار ہوتی ہے بلکہ وہ ذہنی اور فنّی نفاستوں کے لیے بھی اسی عاشقانہ ردِّ عمل کا عادی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طبقۂ عام سے لے کر حلقۂ خاص تک اس کا نام اور کردار اچھے الفاظ میں کم ہی سُنا اور سراہا جا سکتا ہے۔ بالآخر وہ اس بدنامی کے باعث مجروح قلب اور مایوسِ محبّت ہو کے رہ جاتا ہے۔ اور حیرت یہ ہے کہ تمام مُصیبتیں اور بدنامیاں جھیلتے ہُوئے بھی وہ نظر بازی اور عشق نوازی سے باز نہیں آتا اور ذِلّتِ نفس کے ساتھ بے حیا اور ڈھیٹ بن کر رہ جاتا ہے۔

اگرچہ ایسی مکمّل شُکر کی کمان کم ہی دیکھنے میں آتی ہے مگر اس سے انکار محال ہے۔ یہ کبھی کبھی بالضّرور ہاتھوں میں نقش ہوتی ہے۔ اس کے حامل کی بچپن ہی سے تہذیبِ نفس اور رُوحانی اقدار کی تربیت ضرُوری ہے ورنہ ہوش سنبھالتے ہی وہ جذبات کی پُوری شدّت کے ساتھ اپنے طبعی رجحانِ عاشقانہ کا شکار ہو جاتا ہے۔

حلقہ یا قوسِ زہرہ یعنی شُکر کی کمان عام طور پر شکستہ حالت میں دیکھی جاتی ہے یا یوں مرتّب ہوتی ہے کہ مختلف ٹوٹے ہُوئے خطوط ایک دُوسرے سے غیر متّصل ہوتے ہُوئے ایسی کمان دار صُورت اختیار کر لیتے ہیں کہ ان پر ایک قوس کا گمان ہوتا ہے۔ بعض حالتوں میں یہ نیم کمان اور محض ایک سیدھی لکیر کی صُورت میں بھی نظر آتی ہے۔

جب قوسِ زہرہ سالم، گہری، واضح اور مکمّل یوں پائی جائے کہ اپنی روش کے دوران قسمت کی لکیر اور کامیابی کی لکیر ہر دو کو کاٹتی ہُوئی بڑھے اور ان پر حاوی ہو اور اپنے متعیّنہ مقامِ اختتام پر پہنچ جائے تو یہ بے حد نحوست آور ہے۔ ایسی نشانی کے ہوتے ہُوئے دولت اور آبرو کے نقصان کا شدید اندیشہ ہوتا ہے اور بدنصیبی سے ان افراد کے ہاتھوں جن کو

Scanned with CamScanner

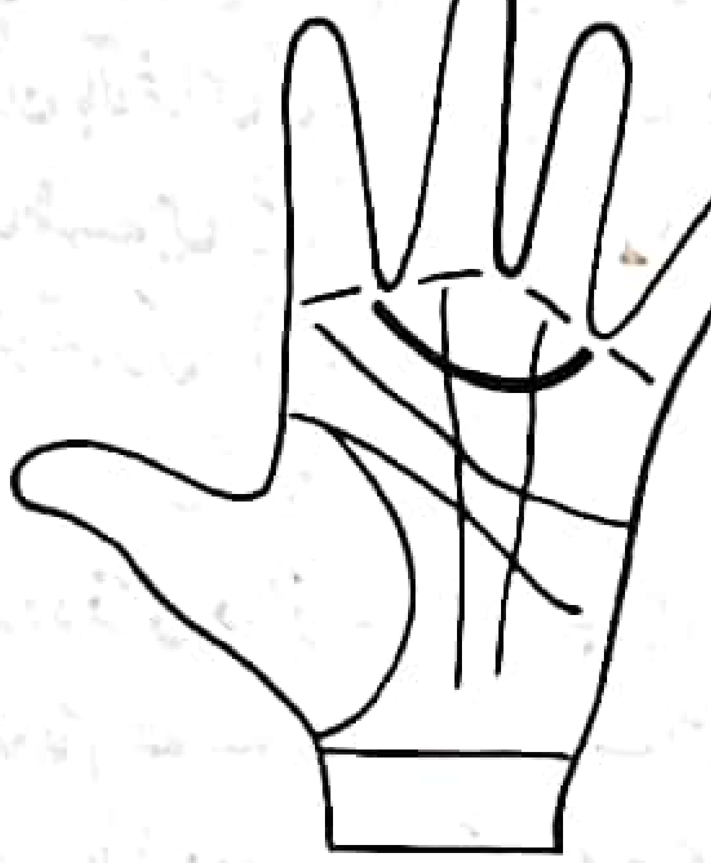

(۲)

صاحبِ نشان پیار کرتا ہے اور انھیں دل سے اپنا سمجھتا ہے (شکل نمبر۲) نقصان اٹھاتا ہے۔ قریبی احباب و اقربا میں سے کوئی نہ کوئی اس کی دولت اور ساکھ کو للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھتا ہے اور موقع محل دیکھ کر اس کا مال و متاع روپیہ پیسہ ہتھیا لینے میں قطعی دریغ نہیں کرتا۔

ایسی نشانی کے حامل مرد کو سب سے بڑا خطرہ اپنی محبوبہ یا داشتہ وغیرہ سے ہوتا ہے اور بلاشبہ اس ربطِ نہانی سے اس کی معشوقہ اس پر ایسا افسوں پھونکتی ہے کہ وہ اندھا سا ہو جاتا ہے اور وہ اس کے ہیجانِ جنسی سے استفادہ کرتے ہوئے اسے لوٹ لیتی ہے اور جب وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اس سے مزید جلبِ منفعت کے امکانات باقی رہیں تو اسے دھتکار دیتی ہے اور وہ ذلّت اور تنگدستی کی حالت میں گویا اپنے کیفرِ کردار کو پہنچتا ہے۔ اگر عورت کے ہاتھ میں ایسی نشانی ہو تو اس کا یار اور عاشق نہ صرف اس کی عزت لوٹ لیتا ہے بلکہ اس کا زیور اور روپیہ لے کر چل دیتا ہے اور اسے ایک عذاب میں چھوڑ جاتا ہے۔

(۳)

اگر حلقۂ زہرہ پتلا مگر سالم ہو اور قسمت اور کامیابی کی لکیروں کو عبور کرتا ہوا یوں دکھائی دے کہ یہ دونوں لکیریں اس پر حاوی ہوں اور اپنے عمق اور وضاحت سے اس کو قطع کرتی ہوئی دکھائی دیں تو یہ اور ہی مفہوم کا آئینہ دار ہے (شکل نمبر۳)۔ ایسی لکیر عاشقانہ مزاج کی بجائے جمالیاتی حس کی ترجمانی کرتی اور صاحبِ نشان کے باطن میں شعر و ادب سے دلی رغبت کا پتا دیتی ہے۔ ایسا

شخص فنِ مصوری، موسیقی، ادب ایسے فنونِ لطیفہ کا دلدادہ اور کسی نہ کسی فنِ لطیف میں انہماکِ کامل کی طرف آمادہ ہوتا ہے۔

درحقیقت وہ اعلیٰ ذہانت، تخلیقی جوہر اور حسِ نازک سے بہرہ ور ہوتا ہے اور اپنے مخصوص میدانِ دلبستگی میں یدِ طولےٰ حاصل کرنے کی طبعی صلاحیت رکھتا ہے۔ لاریب وہ رعنائیِ جمال و نغمگیِ حیات کا پرستار ہوتا ہے مگر ایک جوہر شناس کی طرح۔ اس میں اس بلا کی قوتِ امتیاز ہوتی ہے کہ وہ جسمانی عیش کوشی میں نہیں الجھتا۔ نفسیاتی اور روحانی کیف بالضرور حاصل کرتا ہے اور ایسے مہیجاتِ جمالیاتی سے اپنے شہ پاروں کی تخلیق میں استعانت کرتا ہے۔

حلقۂ زہرہ بعض ہاتھوں میں دوہرا بھی پایا جاتا ہے خواہ شکستہ خطوط سے مرتب ہو یا سالم ہے۔ ایسی دوہری لکیر نہایت بدنصیبی کی علامت ہے۔ اس کا حامل طبعاً غیر فطری جنسی بدکاریوں کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس کے خمیر میں ایک نوع کی بے انتہا غیر فطری بھوک ہوتی ہے اور وہ اندھا دھند بدکاری کے غار میں جا گرتا ہے (شکل نمبر۴)۔

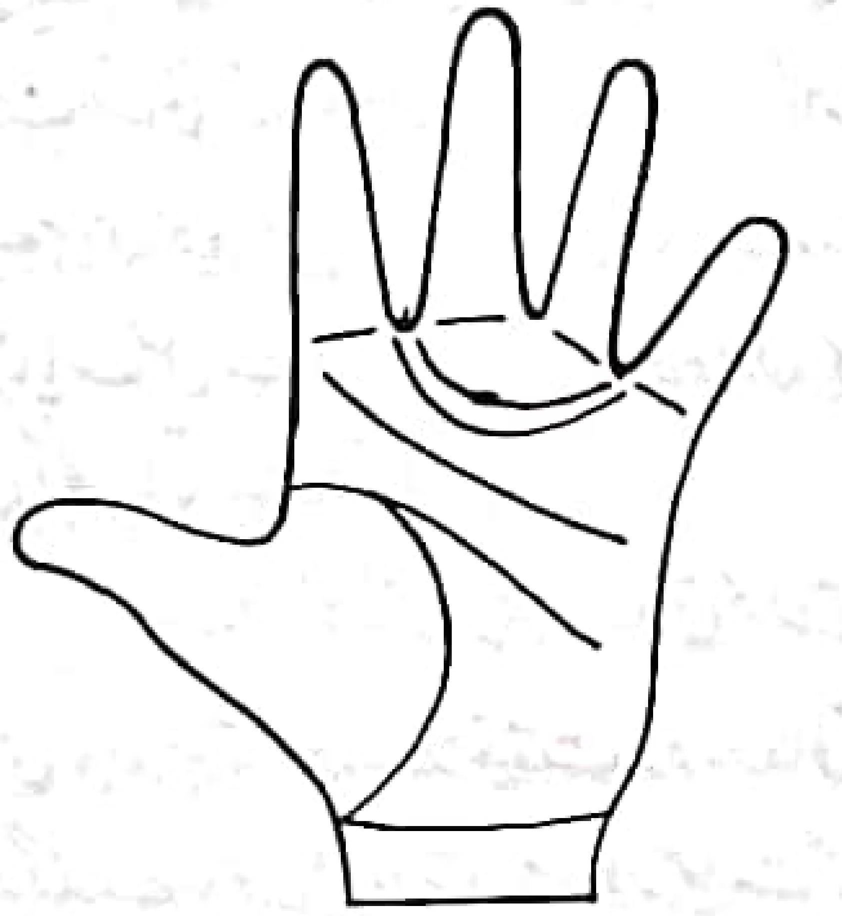

(۴)

اس میں شبہ نہیں کہ اسے اپنی انتہائے بے پناہ پر قطعاً قابو نہیں ہوتا۔ نہ وہ فطری جنسی زندگی کی طرف راغب ہوتا ہے اور نہ گناہگاریِ بے عنوان سے گریز کرتا ہے۔ اسے ایک قسم کی جنسی بیماری ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں وہ منشیات اور مقویِ باہ ادویہ کی طرف بھی رجوع کرتا ہے اور اس ہوس کاری کے باعث وہ اپنی صحت، نام، روپیہ پیسہ سبھی کچھ برباد کر دیتا ہے۔

اگر حلقۂ زہرہ تین چار لکیروں سے مرتب ہو تو ایسے شخص پر خدا ہی رحم کرے۔ وہ ہمہ اوقات بدکاری ہی کے شغل میں ڈوبا رہتا ہے اور بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے (شکل نمبر۵)۔

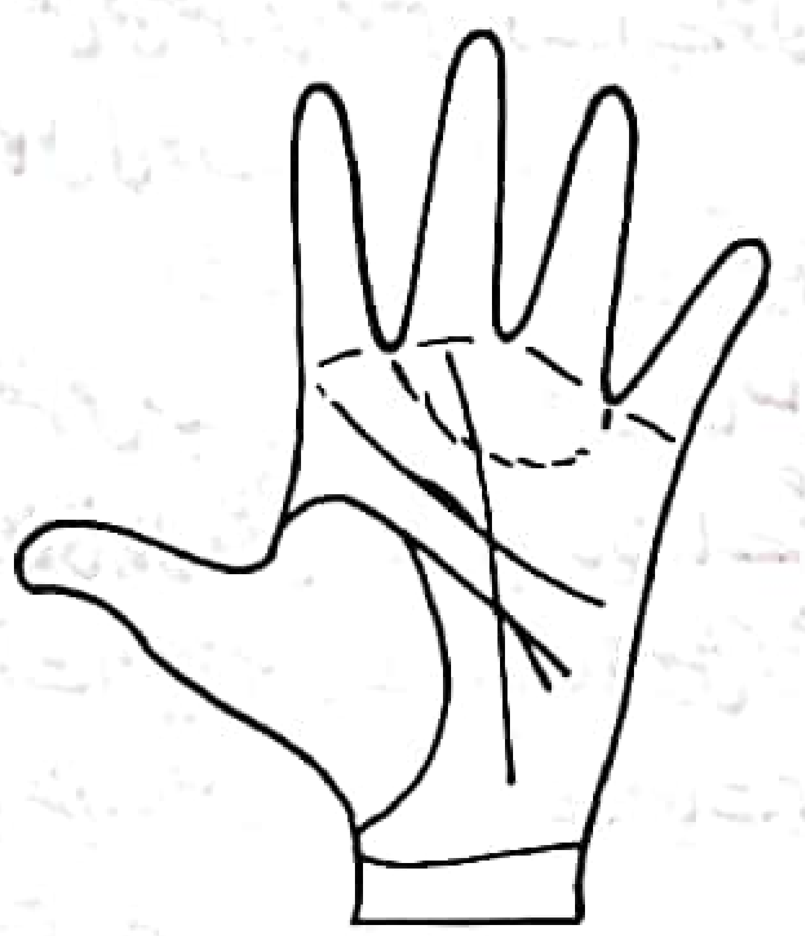

(۶)

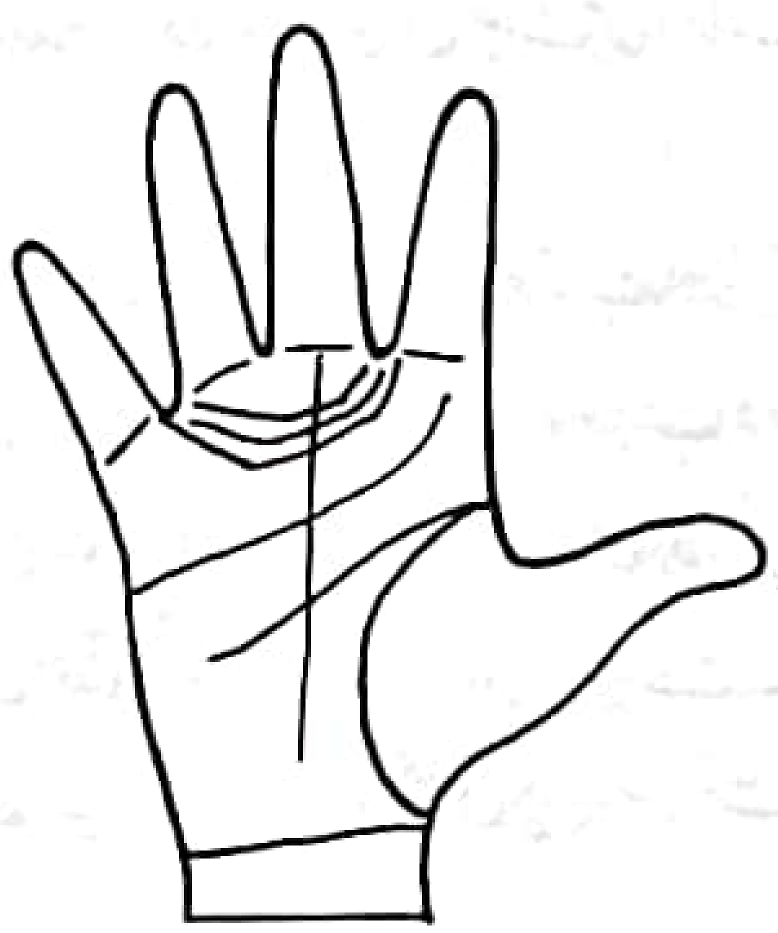

(۵)

جب حلقۂ زہرہ اپنی روش کے دوران مٹا مٹا اور ٹوٹا پھوٹا ہو مگر کمان کی صورت میں دکھائی دے تو جنسی عیش کوشی کی بے پناہ چاہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ غیر معتدل معاملاتِ محبت، غلط مجامعت، غیر فطری رابطے غرض ان "آسنوں" اور مراسمِ جنسی کی علامت ہے جو شرفِ انسانی کے خلاف ہوتے ہیں۔ گناہگاری کے متنوع پہلو تلاش کیے جاتے ہیں۔ معمول سے ہٹی ہوئی ترکیب استعمال کی جاتی ہے۔ غیر فطری مقامات سے لذت اندوزی کو سراہا جاتا ہے۔ ہر ناپاک عمل سے حظِ جنس اس کے حامل کا منظورِ نظر ہوتا ہے اور وہ گندگی، ناپاکی اور بے راہ روی میں اُلجھ جاتا ہے (شکل نمبر ۶)۔

ایسے فرد کا ذہن سقیم، اخلاق مجروح اور فطرت کمینہ ہوتی ہے۔ وہ صراطِ مستقیم سے قطعی نابلد ہوتا ہے۔ درحقیقت وہ رُوحانی طور پر بیمار ہوتا ہے۔ مردم پرست حلقوں اور گندے ماحول میں رہتا ہے اور بعجلت بھسم ہو جاتا ہے۔

جب حلقۂ زُہرہ شرُوع تو اپنے مقامِ آغاز سے ہوا اور ہتھیلی کے بالائی حصّے کو عبُور کرتا ہُوا آگے بڑھے مگر بجائے اس کے کہ اپنے نارمل مقام پر ختم ہو، بُدھ کے اُبھار پر چھوٹی اُنگلی کی جڑ کے نیچے اختتام پزیر ہو تو یہ غیر معمولی علامت تصوّر کی جاتی ہے — (شکل نمبر ۷)۔ ایسی نشانی طبیعت میں جوش و خروش کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل جس چیز

(۷)

چیز کا بیڑا اُٹھا لیتا ہے یا جس ڈگر پر چلتا ہے، نہایت ذوق و دِل بستگی سے اس میں منہمک ہو جاتا ہے۔ اس کے ہر بُنِ مُو سے جوشیلے پن اور لگاؤ کی لہریں اُبل پڑتی ہیں۔ طبیعت قابل ہو اور مزاج صالح ہو تو نمایاں کام کرنے کے لائق ہوتا ہے۔ اس کے خروشِ کار میں لگن، مستی اور تلاش کے عناصر محکم ہوتے ہیں۔ لیکن اگر طبیعت صالح نہ ہو اور مزاج کا رجحان عیب و گناہ کی طرف مائل ہو تو وہ پرلے درجے کا عیاش، شراب و نشہ کا رسیا اور بدکرداری کا مجسّمہ ہوتا ہے۔

کذب و افترا اس کی طبیعتِ ثانیہ ہوتی ہے۔ وہ چوری سے باز نہیں آتا۔ دھوکا دینے میں لُطف محسُوس کرتا ہے۔ حد درجے کا مکّار بھی ہوتا ہے اور ہر بُرائی محض اس غرض سے اپنا لیتا ہے کہ اس کا بے پناہ ذوقِ گناہ کامران ہو سکے۔ درحقیقت اپنی خواہشات کی تکمیل ہی اس کا ایمان ہوتا ہے۔ اسے نہ اخلاقی قدروں کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی دُوسروں کے احساسات کا احترام۔ وہ خود غرض، سفاک، جعلساز، مکّار غرض تمام بُرائیوں کا مجسّمہ ہوتا ہے۔

جب حلقۂ زُہرہ عین وسط میں شکستہ ہو یا پھٹ جائے تو یہ ازحد بدکاری کی علامت ہے — یہ ہوس پرست شخص کی نقاب کشائی کرتی ہے۔ ایسا فرد اپنی جنسی ہوس کے بے پناہ تقاضے سے اس قدر مغلوب ہوتا ہے کہ غیر اخلاقی اعمال سے لے کر جرائم کے ارتکاب تک سے دریغ نہیں کرتا۔ درحقیقت اس کی طبیعت نہ صرف زناکاری، بدمعاشی اور جرائم کی طرف مائل ہوتی ہے بلکہ وہ اپنی جسمانی اور ہیجاناتی خواہشات کی تسکین کے لیے اخلاق و آدابِ مُعاشرت سے قطع نظر ہر اُس مجرمانہ اقدام سے باز نہیں آتا جو اپنے ہوس ناک میلانات کے لیے ضروری تصوّر کرتا ہے۔ وہ دراصل نیکی اور بدی کے احساس و تمیز سے نابلد ہوتا ہے۔ دُوسروں کی بہو بیٹیوں کا احترام تو ایک طرف انھیں محض خواہشِ ذاتی کی تسکین کے لیے ہر حیلے اور بہانے

سے خراب کرنے کی سوچتا رہتا ہے۔ بالعموم وہ قحبہ خانوں، بدمعاشوں اور ایسے اداروں اور اڈوں کے چکر لگاتا رہتا ہے جہاں اس کی جسمانی اور جنسی خواہشات کے لیے سامانِ تسکین مہیا ہو سکے (شکل نمبر ۸)۔

(۹)

(۸)

چھوٹی انگلی کے نیچے بُدھ کے اُبھار پر اگر ایک واضح اور طویل شادی کی لکیر نقش ہو اور حلقۂ زُہرہ بڑھ کر اسے کاٹے جیسے کہ نقشہ نمبر ۹ سے واضح ہے تو یہ ازحد منحوس علامت ہے۔ ایسا شخص اعتدالِ جذبات سے بالکل عاری ہوتا ہے۔ وہ ایک نوع کی جنسی دیوانگی کا شکار ہوتا ہے اور اس کے قول و فعل سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ مالیخولیا کا مریض ہے۔ وہ جنسِ مخالف کی معمولی معصوم توجہ سے بھی مشتعل ہو جاتا ہے اور جذباتی ہیجان کے باعث سخت ناروا حرکات کا مرتکب ہوتا ہے۔

اس کا کسی بھی حال میں اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ بالعموم وہ لعجلت بھڑک اُٹھتا ہے اور اس کا ردِ عمل قطعاً غیر ارادی ہوتا ہے۔ وہ اپنی عادت سے مجبور ہوتا ہے اور بزمِ احباب ہو کہ نجی اجتماع، وہ اس میں خواہ مخواہ اس قدر برہمی پیدا کر دیتا ہے کہ لوگ ششدر رہ جاتے ہیں اور عبرت ناک احساس کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس کے اربابِ خاندان اسے دوسروں سے ملنے ملانے کے لیے قطعی آمادہ نہیں ہوتے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس کے جاننے والے اس سے یوں گھبرائے

ہوئے رہتے ہیں کہ جیسے کسی پاگل سے لوگ بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ممکن ہے اس بے چارے کا اس میں کوئی قصور نہ ہو لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ سخت مشتعل مزاج اور پہلے درجے کا بے وقوف اور جنسی ہیجان کاریوں کا مریض ہوتا ہے۔ ادنیٰ سے اشارے پر اسے اپنے جذبات پر قابو نہیں رہتا اور وہ ماحول میں وحشت و ہراس یوں پیدا کر دیتا ہے کہ خدا کی پناہ! بر ایں ہمہ اسے اس ہیجان خیزی اور وحشت اثری کا احساس تک نہیں ہوتا۔ وہ ایک قسم کا جنسی باؤلا ہوتا ہے۔

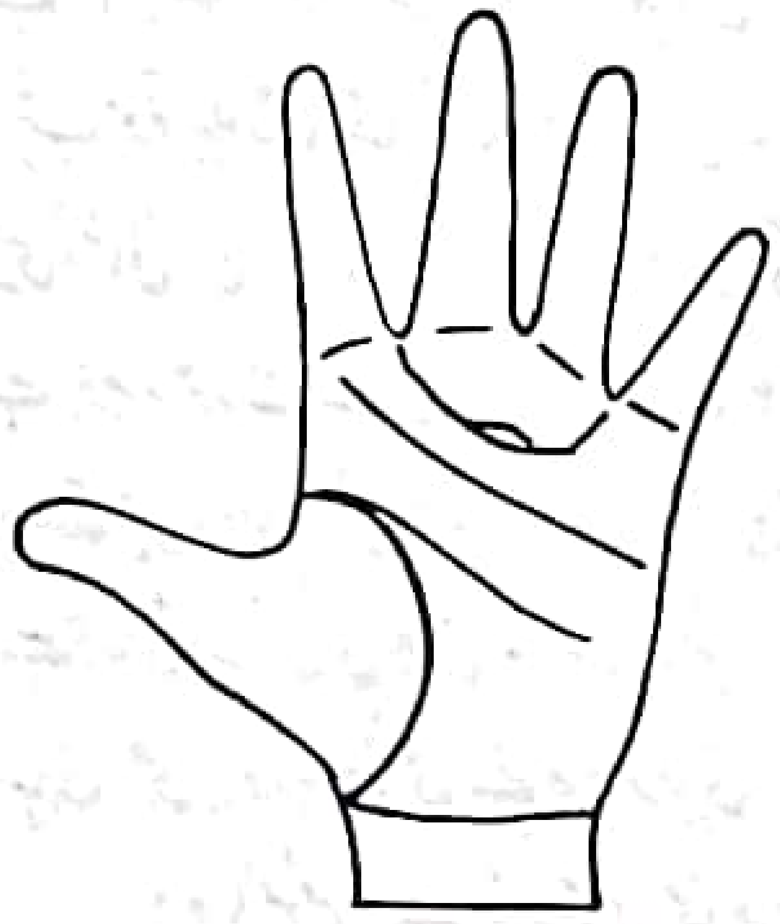

(۱۰)

جب حلقۂ زُہرہ کے عین وسط میں ایک واضح جزیرے کا نشان نقش ہو تو یہ بھی اچھی علامت نہیں ہے (شکل نمبر ۱۰)۔ ایسی صورت میں اس امر کا انتہائی خطرہ ہوتا ہے کہ حاملِ نشان یکا یک لاوے کی طرح پھٹ جائے گا۔ وہ بے پناہ جذباتی ہیجان کے ساتھ جنسِ مخالف کی طرف بڑھتا ہے۔ گویا طوفان کے ریلے میں بہا جا رہا ہو۔ ہر نوع کی جنسی دلچسپیوں کا متلاشی ہوتا ہے۔ فطری اور اور غیر فطری تمام تر جنسی بے اعتدالیاں اس کا شیوا ہوتی ہیں۔ وہ صبح و شام اسی چکر میں پڑا رہتا ہے اور عام طور پر سوزاک، آتشک وغیرہ نوع کی موذی بیماریوں میں گھرا رہتا ہے۔ امراضِ پوشیدہ میں مُبتلا ہونے کے باوجود اپنی نازیبا حرکتوں سے باز آنے کے قابل نہیں ہوتا اور عمرِ عزیز فحاشی اور بدکاری کی نذر کر دیتا ہے۔ ایسے شخص کا انجام بڑا ہی عبرت ناک ہوتا ہے۔

اس کے دل و دماغ پر جنسیت کا بھوت سوار رہتا ہے۔ نہ اسے دن میں چین ملتا ہے اور نہ ہی اس کی رات تسکین آور ہوتی ہے۔ وہ اس قدر بدبخت اور بے مقسوم ہوتا ہے کہ رشتہ دار، ملنے ملانے والے اور کاروباری متعلقین سبھی اس سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ نہ اسے کوئی گھر بُلاتا ہے اور نہ ہی اسے شادی بیاہ کے موقع پر مدعو کیا جاتا ہے۔ اور اگر حالات سے مجبور ہو کر اس کی حاضری کسی بزم و مجلس میں ضروری ہو تو متعلقین کی جان عذاب میں

مُبتلا ہو جاتی ہے اور اس کے جاننے والے اس کے شرانگیز افعال و اعمال سے مدعو حضرات کو بچانے کے لیے طرح طرح کے منصوبے عمل میں لاتے ہیں اور اگر تقریب خوش اسلوبی سے سرانجام ہو سکے تو وہ شکرانے کے نفل پڑھتے ہیں۔

(۱۱)

اگر حلقۂ زُہرہ کے وسط میں تارے کا واضح نشان دکھائی دے تو یہ بھی از حد منحوس نشانی ہے۔ اگر حلقۂ زُہرہ دُہری یا تہری لکیروں سے مرتب ہو تو یہ اور بھی بُری نشانی ہے (شکل نمبر ۱۱)۔ ایسی نشانی ان مردانہ اور زنانہ امراض کی حتمی دلیل ہے جو مرد عورت کے مبتذل تعلقات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ایسا شخص جنسی ہوس کا غلام ہوتا ہے۔ اسے جسمانی لذتوں کی تلاش شرافت، تمیز، احترامِ انسانی سبھی اُمور سے قطعی بے بہرہ کر دیتی ہے۔

وہ بالعموم ایسے افرادِ جنسِ مخالف کی طرف بے پناہ کشش کے ساتھ کھنچتا ہے جو اس کی تسکینِ جنسی کے لیے پیشہ ورانہ طریقِ کار اختیار کرتے ہیں۔ ایسی عورت عیاش مرد اور ایسا مرد قحبہ کا متقاضی ہوتا ہے۔ اس کی ہوس اور قوتِ مجامعت میں ہیجانہ عناصر ہوتے ہیں۔ وہ پرلے درجے کا بے حیا و بے شرم ہوتا ہے۔ اس کی ڈھٹائی سے بڑے بڑے عیش پسند بھی خم کھاتے ہیں۔

عنفوانِ شباب ہی سے وہ شریکِ حیات کا شدت سے تقاضا کرتا ہے اور بالعموم اوائلِ شباب میں شادی کر لیتا ہے۔ مگر اس کی بدنصیب بیوی عُمر بھر کا ایسا روگ خرید لیتی ہے کہ اس کی زندگی ایک مسلسل عذابِ الیم بن کر رہ جاتی ہے۔ ایسی نشانیوں کے حامل شخص سے شادی نہیں کرنا چاہیے۔

جب حلقۂ زُہرہ سالم ہو اور واضح بھی مگر تیسری اُنگلی کی جڑ کے نیچے اسے ایک چھوٹا سا قاطع خط کاٹے اور وہ اس پر حاوی نظر آئے تو بھی اچھی نشانی نہیں (شکل نمبر ۱۲)۔ اس کا حامل جنسِ مخالف کے کسی فرد کے چنگل میں اس طرح پھنس جاتا ہے کہ اس کی مت ماری جاتی

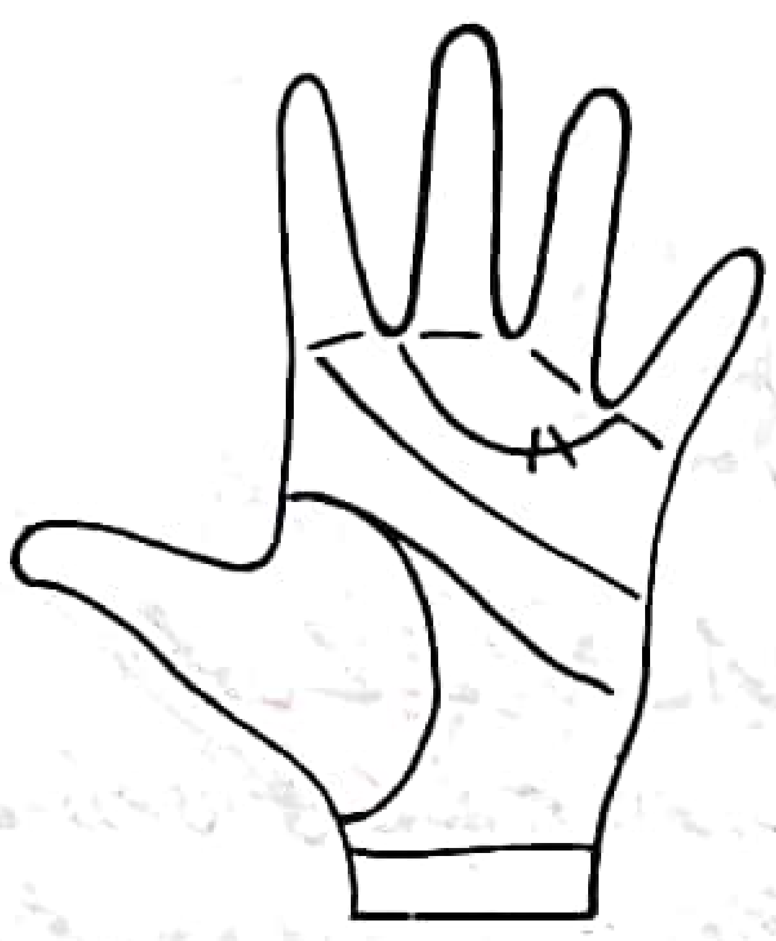

(۱۲)

ہے۔ وہ اس قدر دیوانہ وار اس کی طرف بڑھتا ہے کہ اسے بھلے بُرے کی تمیز نہیں رہتی۔ اس معاشقے میں اُلجھ کر وہ بڑا مالی نقصان اُٹھاتا ہے اور اسے تنگدستی اور عسرت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس کے باطن میں جنسی تسکین کی زبردست خواہش ہوتی ہے اور وہ ہیجان خیز بانکپن کا دلدادہ ہوتا ہے۔ جنس کے وہ پہلو جو اس کے لیے ہیجان انگیز ہوں، اس کی طبعی ہوس کو بعجلت بھڑکانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور وہ بے اختیار ادھر بڑھتا ہے۔ اس کی طبیعت کا یہ میلان اسے ہر چیز سے غافل کر دیتا ہے اور بالعموم وہ دُنیا میں کامیابی اور ترقی کی تلاش کی بجائے اپنا وقت اور صلاحیتیں بدکاری کے اڈوں اور تسکینِ ہوس میں ضائع کر دیتا ہے۔ اسے شریکِ حیات سے کامل تسلی نہیں ہو پاتی اور وہ گناہگاری ہی میں تسکین کا متلاشی ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ہتھیلی کا مُستطیل

اُنگلیوں کے نیچے پُرگوشت اُبھار ہیں۔ پہلی اُنگلی کا تحتانی فراز گرد کا اُبھار کہلاتا ہے۔ دُوسری اُنگلی کے نیچے سینچر کا اُبھار ہے۔ تیسری کے تحت سُورج کا اُبھار۔ چھوٹی اُنگلی کے نیچے بُدھ کا اُبھار۔ اس کے عین نیچے ہتھیلی کی بیرُونی سمت ڈھلان پر ایک اور مختصر سا پُرگوشت حصّہ ہے۔ یہ منگل کا اُبھار کہلاتا ہے (شکل نمبر ۱)۔

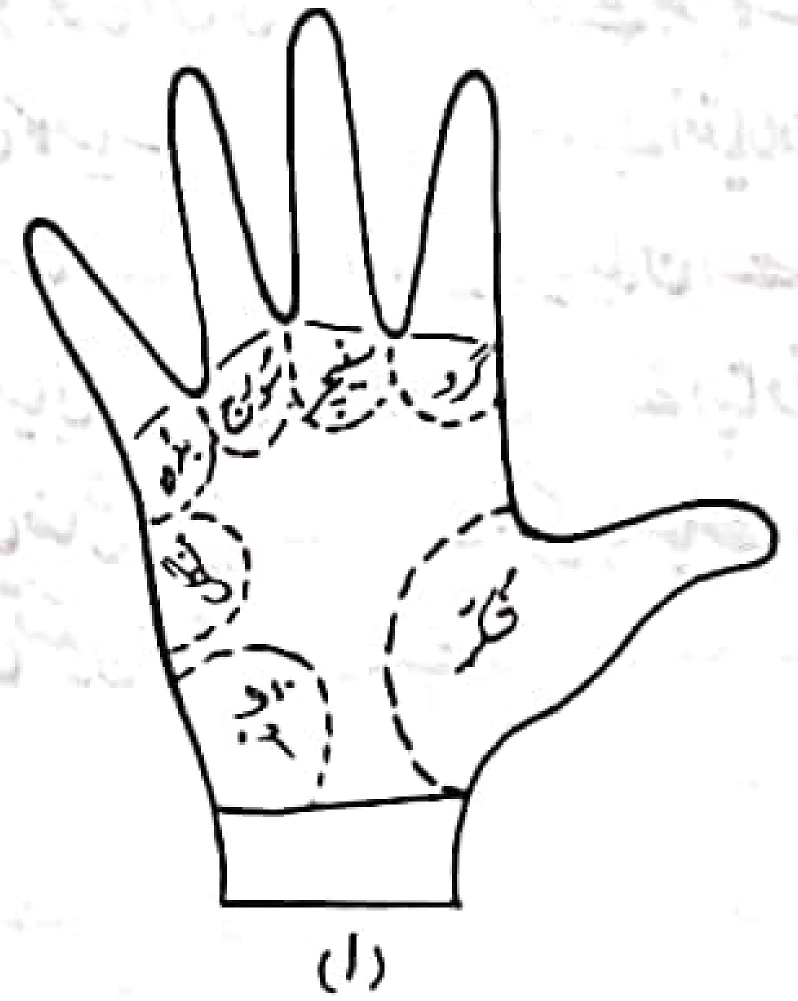

(۱)

اُنگلیوں کے تحتانی اُبھاروں کے ساتھ ساتھ گرد کے اُبھار کے علاقے سے شرُوع ہو کر ایک گہری اور واضح لکیر بُدھ کے اُبھار کے نیچے تک چلی جاتی ہے اور ہتھیلی کی بیرونی ڈھلان پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔ یہ دل کی لکیر ہے۔ گرد کے تحتانی حصّے سے زندگی کی لکیر سے متّصل یا اس کے قریب سے ایک اور لکیر شرُوع ہوتی ہے اور ہتھیلی کی سطح کو عبُور کرتی ہُوئی ہتھیلی کی بیرونی سمت بڑھتی ہے۔ یہ دماغ کی لکیر ہے۔ گرد کے اُبھار کے احاطے سے اس حصّے تک جہاں پر منگل کے اُبھار کی سرحد ہے، کفِ دست کے عین وسط میں ایک مستطیل نُما علاقہ ہے۔ یہ ہتھیلی کا مستطیل کہلاتا ہے اور فنّی نقطۂ نظر سے اہم اور بعض عناصرِ کردار کا نمایندہ ہے۔ اس کے مطالعے سے زندگی اور شخصیت کے چند خصوصی پہلوؤں پر اچھی روشنی پڑتی ہے۔ (شکل نمبر ۲)۔

جب دل اور دماغ کی لکیریں اپنی معیّنہ روشوں پر وضاحت اور گہرائی کے ساتھ

بے عیب نقش ہوں تو یہ دونوں ایک دُوسرے سے موزوں فاصلے پر ہوتی ہیں۔ نہ زیادہ تنگ اور نہ ہی کشادہ۔ ان کے مابین ایک اعتدال اور موزونیّت کا احساس ہوتا ہے۔ یہ تناسب انصاف پسند اور سچّے انسان کا نمایندہ ہے۔ ایسا شخص کشادہ دل، صاف دماغ اور اعلیٰ قُوّتِ فیصلہ کی عمدہ خوبیوں سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اس کے خمیر میں وفا کا عنصر ودیعت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ مستقل مزاج، قابلِ اعتماد اور اُونچے کیریکٹر کا فرد گردانا جاتا ہے۔ طبعی حق پرستی اور انصاف دوستی کے باعث وہ نہایت احترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، اس کے قول و فعل پر اعتماد کیا جاتا ہے اور اس کے احباب واقربا اس کے حسنِ سلوک، وفاشعاری اور استقلالِ طبعی کے باعث اس پر جان دیتے ہیں۔ ایسا شخص بہُت ہی لائقِ اعتماد ثالث بن سکتا ہے۔ کاروبارِ حیات میں وہ منصفانہ روش کے باعث مرجعِ خلائق بن جاتا ہے اور لوگ اس کے کردار کی مثالیں دیتے ہیں (شکل نمبر ۲)۔

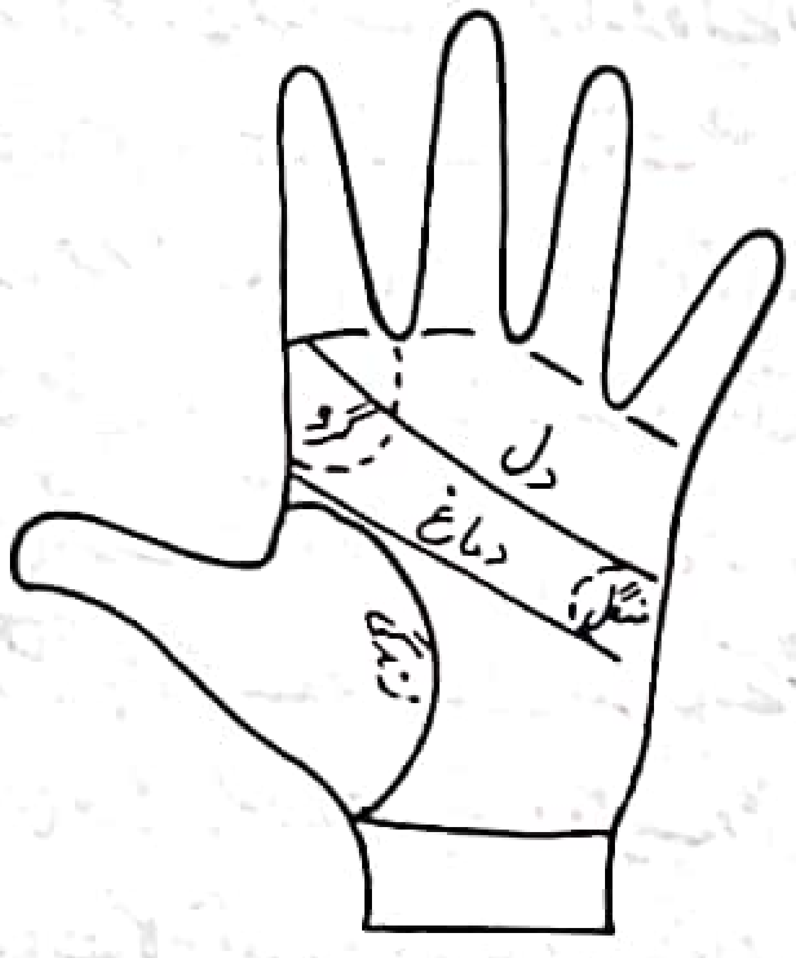

(۲)

بعض ہاتھوں میں دل و دماغ کی لکیریں باہم گھُل کر محض ایک طویل خط کی صُورت ہتھیلی میں نقش ہوتی ہیں۔ اس حالت میں مستطیل معدوم ہوتی ہے۔ دل کی لکیر شاذ و نادر ہتھیلی سے غائب ہوتی ہے یا مستطیل کی بیّن تشکیل کے منافی ہوتی ہے۔ بہرکیف مستطیل کا کفِ دست میں فقدان بہُت ہی خراب اثرات کی نشاندہی کرتا ہے۔ ایسے شخص میں ذہنی اعتدال و توازن کا وجود نہیں ہوتا۔ وہ درحقیقت ذہنی اعتبار سے کسی سقم یا عیب کی وجہ سے ناہموار اور ناقابلِ اعتماد افعال و کردار کا مرتکب ہوتا رہتا ہے اور اس کی زندگی مصائب اور نحوستوں کے اثراتِ بد سے بے چین اور غمگین ہی بسر ہوسکتی ہے۔ وہ اس قدر خودنگر اور تنگ نگاہ ہوتا ہے کہ اپنے عیب و نقص کا جائزہ لینے کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا۔ وہ بزعمِ خویش بدنصیبی یا دُوسروں کی سازشوں یا اعمال کے باعث تکلیف اُٹھاتا ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے اس

کا ذہنی توازن درست نہیں ہوتا۔ وہ اپنے افعال و افکار کو کسی ضابطے یا ترتیب کے تحت نہیں لاتا اور بالعموم غم و بدبختی کا مسلسل شکار ہوتا رہتا ہے۔ ایسا شخص ذہنی معالجہ سے معتدبہ استفادہ کر سکتا ہے لیکن اگر اسے اس قسم کا مشورہ دیا جائے تو اس کا ردِ عمل یہ ہوتا ہے کہ اسے نہیں بلکہ اس کے مشیر کو ذہنی علاج کی ضرورت ہے۔ وہ عجیب و غریب حرکات کا مرتکب ہوتا ہے اور اپنے اعمال کے ردِ عمل کو دُوسروں کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے منسُوب کرتا ہے۔ (شکل نمبر ۳)۔

(۳)

جب یہ مستطیل یوں ترتیب پائے کہ دل اور دماغ کی لکیریں متوازن تفاوت سے کہیں زیادہ فاصلے پر واقع ہوں اور تمام تر غلافِ مستطیل حد سے زیادہ کشادہ ہو اور کہیں بھی اس میں کمی بیشی دکھائی نہ دے تو ایسی صورت کا مزاج کے خاص پہلو سے تعلق ہے۔ اس کا حامل طبعاً حُریت پسند اور آزاد منش ہوتا ہے۔ اس کی آزادی پسند طبیعت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ احتیاط اور حکمتِ عملی سے بے نیاز ایسے اعمال و افعال کا مرتکب ہوتا ہے جو درحقیقت اعتدال سے بعید ہوتے ہیں۔ اس کی روشِ عام سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ دُوسروں کے جذبات و احساسات کا احترام کم ہی کرتا ہے، اپنی رائے اور عمل کو صحیح اور حق بجانب خیال کرتا ہے اور مروّجہ اصُولوں اور طریقۂ کار، معاشرے اور رسم و رواج وغیرہ کے مختلف پہلوؤں سے اتفاق کرنے کی طرف مائل نہیں ہوتا اور بزعمِ خویش افرادِ خاندان و معاشرہ کو غلط راستے پر گامزن سمجھتا ہے (شکل نمبر ۴)۔

(۴)

اسے غلط فکر اور عمل پر توجہ دلائی جائے اور سچی نیت سے اس کی بہتری کے لیے کوئی دوست یا عزیز مشورہ دے تو وہ اس کا مضحکہ اڑانے سے گریز نہیں کرتا۔ انھیں تنگ نظر بے وقوف اور بے حد قدامت پرست گردانتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اگرچہ اس کے مزاج میں حریّت و آزادی کا جوہر ہوتا ہے اور اگر وہ اعتدال کے ساتھ اسے بروئے کار لا سکے تو لاجواب کامیابی حاصل کر سکتا ہے، مگر اس کے دماغ میں ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے۔ وہ اپنے تصوّرات و خیالات کی نُدرت پر یقین رکھتا ہے اور یہی سمجھتا ہے کہ اس کی حریت پسندی مُعاشرے کے لیے اصلاح و رحمت کا سبب ہو سکتی ہے لیکن درحقیقت وہ اپنے لیے کانٹے بوتا ہے اور امتدادِ زمانہ کے ساتھ لوگ اس سے پہلو تہی کرتے اور اسے احمق، بے راہ رو اور بُرے معنوں میں آزاد روش سمجھنے لگتے ہیں۔

اس میں قطعی شبہ نہیں کہ وہ اپنے خیالات و معتقدات کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلے میں بڑی جراُت اور حوصلہ مندی کا ثبوت دیتا ہے، اس میں ایک نوع کی تاثر انگیز صلاحیت ہوتی ہے اور بعض اوقات لوگوں کو بڑی جسارت و ندرتِ فکر سے متاثر بھی کرتا ہے مگر چونکہ اس کے اعمال و افعال میں اعتدال، سلامت روی اور احتیاط کے عناصر مفقود ہوتے ہیں، بالعموم وہ غلط خیالات کا پروپیگنڈا کرتا ہے۔ اس کے افکار میں اصلاح کی بجائے بغاوت کا زیادہ عنصر ہوتا ہے۔ وہ اس قدر خود پرست اور آزاد فکر ہوتا ہے کہ اس کی قوتِ تمیزہ مسمُوم ہوتی ہے۔ وہ صداقت اور فریبِ نظر میں امتیاز ہی نہیں کر سکتا۔ بالآخر وہ بے نیلِ مرام دُکھ کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور لوگوں کے پہلو تہی کرنے یا معاشرے کے عدم تعاون خاندان سے علیحدگی ہر بات کو محض دوسروں کی کم نگاہی اور غلط فہمی ہی تصوّر کرتا ہے۔

مستطیل اگر یوں مرتّب ہو کہ وہ متوازن بھی ہو اور دماغ اور دل کی لکیریں مناسب فاصلے پر واقع ہوں اور یہی صورت تمام تر ہتھیلی میں دکھائی دے مگر مستطیل ہتھیلی کی بیرونی سمت کے قریب پہنچتے ہُوئے کشادہ تر نظر آئے تو یہ خاص علامت ہے۔ اس کا حامل انصاف پسند اور حق پرست ہوتا ہے۔ اپنے معتقدات و جذبات کے اظہار میں صاف گوئی سے کام لیتا ہے۔ نہ تو وہ حکمتِ عملی کا دامن تھامتا ہے اور نہ ہی کسی سے ڈرتا ہے۔ وہ کمی بیشی کے

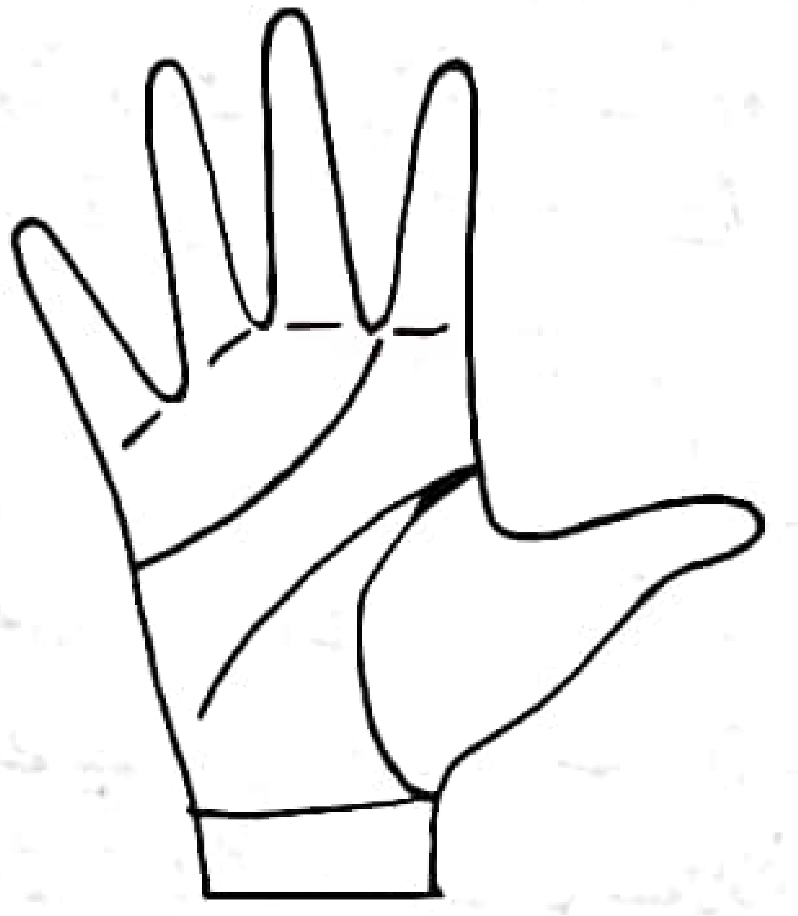

(۵)

احساس سے بے نیاز حق گوئی اور نیت کی سچائی سے کام لیتا ہے۔ بلاشبہ وہ نہایت دانشمندی اور معاملہ فہمی کو کام میں لاتا ہے، بلا تامل اور بغیر خوف و خطر سچائی کو پیش کر دیتا ہے اور اپنے احساسات و خیالات پر استقلال سے قائم رہتا ہے (شکل نمبر ۵)۔

ایسی مستطیل کے حامل کے مزاج میں اجتہادِ فکر، جدّتِ خیال اور اصلاح حال کے بیش قیمت عناصر شامل ہوتے ہیں۔ مگر طبیعت پر کہیں غیر معتدل اثرات کا غلبہ نہیں ہوتا۔ درحقیقت حقانیت، نیک نیتی اور انصاف پسندی کے خلقی جوہر ایسے انسان کو فکرِ صحیح اور کردارِ صالح سے فیض یاب کرتے ہیں۔

ایسا شخص دوسروں کے احساسات کا بھی احترام کرتا ہے اور اگر وہ غلط راہ پر گامزن ہوں تو انھیں جادۂ حق کی طرف لانے میں ان کی اعانت سچے دل سے کرتا ہے۔ نہ وہ باطل سے دبتا ہے نہ ہی اسے حکمران کا ڈر ہوتا ہے۔ اس کے باطن میں لاشعوری طور پر خوفِ خدا کا احساس ہوتا ہے۔ وہ اپنے معاشرے میں ایک بلند کردار، انصاف پسند اور سچا فرد سمجھا جاتا ہے۔ لوگ اس کی تعظیم و تکریم میں اپنی اصلاح کے پہلو دیکھتے ہیں۔ وہ محبِ انسان بھی ہوتا ہے اور محسن بھی۔ مگر اس کے قول و فعل سے بجز خدمت گزاری کے جذبے کے کبھی یہ احساس نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے بارے میں کوئی غیر معمولی تصور رکھتا ہے۔ وہ سب سے یکساں برتاؤ کرتا ہے۔ اور اگرچہ ہر شخص کے فہم، مقام اور رُتبہ کا احساس کرتے ہوئے ان سے بات چیت کرتا ہے لیکن نہ تو اس میں غرورِ ذات کا پہلو ہوتا ہے اور نہ کسی کو کمتر سمجھنے کا احساس۔ اس کی فطرت میں سلامتی اور توازن کے خوشگوار عناصر ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ مرجع خلائق ہوتا ہے اور لوگ اس کی قدم بوسی کے خواہاں ہوتے ہیں مگر وہ کسی کو بھی بلاوجہ اپنی تعظیم کی اجازت نہیں دیتا۔

وہ کاروبار، معاملہ اور معاش سبھی اُمور میں حصّہ لیتا ہے اور ایک معمولی انسان کی طرح روزمرّہ کے کاموں میں اپنے فرائض کی انجام دہی میں مستعدی اور انصاف پسندی کے ساتھ مصروف رہتا ہے۔ کنبے قبیلے کا خیال رکھتا ہے، پڑوسیوں، مہمانوں، ملنے والوں سبھی سے خوشگوار سلوک روا رکھتا ہے اور ہر لحاظ سے اچھا عزیز، قابلِ احترام دوست اور بے مثال فردِ معاشرہ ثابت ہوتا ہے۔

مستطیل کی تنگی یا کشادگی کے سلسلے میں ایک خاص بات قابلِ غور ہے۔ اس کا اچھا خاصا حصّہ سنیچر اور سورج کے اُبھاروں کے تحت واقع ہے۔ جب مستطیل کی بناوٹ اس طرح ہو کہ یہ سورج کے اُبھار کے نیچے کے مقابلے میں سنیچر کے اُبھار کے تحتانی حصّے میں زیادہ چوڑا اور کشادہ واقع ہو تو اس کا حامل اس معاملے میں کہ دوسرے لوگ اس کے کردار اور شخصیت وغیرہ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں، بے پروائی سے کام لیتا ہے۔ اس کا یہ مفہوم نہیں کہ وہ اس سلسلے میں بے نیاز ہوتا ہے درحقیقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اُسے اچھا کہیں یا بُرا سمجھیں، وہ کسی خاص فکر یا دلچسپی کا اظہار نہیں کرتا۔ اس کی کھال اس لحاظ سے کچھ موٹی ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ نیک نامی اور بدنامی کے پہلوؤں سے واقف ہی ہونا نہیں چاہتا۔ یہ ایک نوع کی کم نظری بھی ہے اور احساس کی کمی بھی۔ بہر کیف ایسا شخص اپنے بارے میں دوسروں کے احساسات، خیالات اور رائے سے آگاہی کا خواہشمند نہیں ہوتا اور اپنی روش پر چلتا چلا جاتا ہے۔ درحقیقت اپنی اچھائی بُرائی کا اسے صحیح احساس ہی نہیں ہو پاتا (شکل نمبر ۶)۔

(۶)

اگر مستطیل کا سورج کا تحتانی حصّہ سنیچر کے نیچے کے حصّے کے مقابلے میں زیادہ کشادہ اور چوڑا ہو تو اس کے برخلاف اثرات کا حامل ہے۔ ایسا مستطیل بتاتا ہے کہ صاحبِ نشان

(۷)

رائے عامہ کے بارے میں بے حد حساس ہے۔ وہ مدام کوشاں رہتا ہے کہ لوگ اس کے بارے میں اچھی رائے رکھیں، اور اس کے نام پر کسی عنوان بھی دھبا نہ لگے۔ وہ بے حد محتاط اور ہوش مندانہ اپنے گردوپیش پر نگاہ رکھتا ہے اور اپنے بارے میں لوگوں کے احساسات، خیالات اور ردِ عمل کو غور سے دیکھتا ہے۔ وہ ہر اُس فعل و عمل سے گریز کرتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اسے بُرا سمجھنے لگیں۔ وہ درحقیقت لوگوں کی نگاہوں میں عزت و آبرو سے زندگی بسر کرنے کا متمنی ہوتا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے صدقِ دل سے کوشاں رہتا ہے (شکل نمبر۷)۔

لاریب اس کا احساسِ نازک قدرے زیادہ ہی تیز ہوتا ہے اور بالعموم اسے کسی حد تک معاشرے اور رائے عامہ سے خائف رکھتا ہے۔ یہ اس میں اخلاقی جرأت کیلیے کوئی اچھی بات نہیں۔ اس کے برعکس اگر اس کے سامنے ایسا کام آ جائے جس کو سرانجام دینے سے اس کی عزت و آبرو میں اضافہ ہو سکتا ہے اور لوگ اس کی شخصیت و کردار میں عظمت کے عناصر کا ظہور محسوس کر سکیں تو وہ بڑی جانفشانی اور حوصلہ مندی سے اس میں ہاتھ ڈالتا ہے اور اگر ذاتی قربانیاں بھی کرنا پڑیں تو دریغ نہیں کرتا۔ اور اس میں شک نہیں کہ وہ کمال انہماک اور ہوشیاری سے اسے پروان چڑھا کے دم لیتا ہے۔ لیکن اس ساری تگ و دو کے پس منظر میں رائے عامہ اور نیک نامی کا جذبہ ہی کارفرما ہوتا ہے۔ یوں ایسا شخص ملنسا بھی اچھا ہی ہوتا ہے۔

جب دل و دماغ کی لکیریں ہتھیلی میں یوں نقش ہوں کہ درمیانی فاصلہ بہت ہی کم ہو تو ایسا مستطیل تنگ ہوتا ہے اور ناہموار ساخت کی وجہ سے اپنی اچھی صلاحیتیں کھو دیتا ہے۔ اس کا حامل تنگ نگاہ، تنگ دل اور بے حد خودغرض ہوتا ہے۔ درحقیقت اس کی خودنگری کا

یہ عالم ہوتا ہے کہ اسے دُوسروں کے احساسات و خیالات تو ایک طرف ان کے وجود کا بھی کم ہی احساس ہو سکتا ہے۔ نہ صرف ہمدردی و کشادہ دلی کے عناصر سے تہی داماں ہوتا ہے بلکہ بزدل، کم حوصلہ ہونے کے ساتھ ہی ساتھ تذبذب، تامل اور ارادے کی کمی کا بھی مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ انسانی اور فطری صلاحیت جو دوسروں کے دُکھ درد سے متاثر ہو سکتی ہے اور اس میں ان کی پرورش، اعانت اور دیکھ بھال کی طرف میلان پیدا کر سکتی ہے، اس کے کردار میں نظر نہیں آتی۔ درحقیقت وہ کمینہ فطرت، بزدل، کم ظرف اور پرلے درجے کا خودغرض ہوتا ہے۔ اس کی ایسی خرابیوں کے باعث لوگ اس سے بہت ہی جلد متنفر ہو جاتے ہیں اور اس سے ہر قسم کے تعلق و رابطہ سے گریز کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خاندان اور معاشرے میں کہیں بھی اچھی نگاہ سے دیکھا نہیں جاتا، بالعموم لوگ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں اور اس کے اچھے بُرے وقت میں شریک ہونے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے (شکل نمبر۸)۔

(۸)

تنگ مستطیل کی تشکیل کے سلسلے میں اس بات کا احتیاط سے دیکھنا ضروری ہے کہ دل اور دماغ کی لکیروں میں سے کون سی جھک کر یا بڑھ کر اس کی تنگی کا باعث بنی ہے۔ اگر دل کی لکیر اس قدر جھکتی ہوئی ہتھیلی کی سطح میں کماندار صورت اختیار کرے اور دل اور دماغ کا درمیانی فاصلہ تنگ ہو جائے تو اس کا حامل محض اس وجہ سے چھوٹے دل کا اور کمینہ ہے کہ اس کے مزاج میں ذاتی مفاد کا غیر فطری تقاضا ہے۔ وہ ہر معاملے میں سود و زیاں کا حد سے زیادہ خیال رکھتا ہے اور نفعِ ذاتی کے پیشِ نظر ہر بات کو قربان کر سکتا ہے۔ اس کے کردار میں گرمجوشی، حسِ لطیف اور انسان دوستی کے عناصر قطعاً مفقود ہوتے ہیں۔ وہ دل اور جذبات کو ناقابلِ لحاظ گردانتا ہے اور ہمہ اوقات اسی فکر میں رہتا ہے کہ کسی طرح دنیوی فائدہ حاصل کر سکے۔

وہ سخت دل، سخت گیر اور بے درد ہوتا ہے (شکل نمبر۹)۔

(۹)

(۱۰)

اس کے برخلاف اگر دماغ کی لکیر اُوپر کی طرف قوس بناتی ہوئی ہتھیلی کی سطح کو یُوں عبُور کرے کہ درمیانی فاصلہ بہُت تنگ ہوجائے تو اس کا حامل بھی تنگ نگاہ اور خود غرض ہوتا ہے۔ اس کا ظرف بہُت ہی چھوٹا ہوتا ہے اور اس پر ذاتی مفاد کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ اس میں کسی معاملے میں بھی صحیح طور پر سوچنے کی استعداد نہیں ہوتی۔ اگرچہ اس کے باطن میں جذباتِ ہمدردی پنہاں ہوتے ہیں لیکن وہ اس قدر بزدل اور پریشان خاطر ہوتا کہ ایسے پاکیزہ عناصر کو اظہار کا موقع ہی نہیں دیتا۔ اس کی کم حوصلگی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اپنے میں اُلجھ کے رہ جاتا ہے۔ اس کی قوتِ ارادہ ناکارہ ہوتی ہے اور قوتِ ممیزہ تو گویا سوئی ہُوئی ہوتی ہے۔ وہ درحقیقت حقائقِ حیات کے معاملے میں اندھا ہوتا ہے۔ اس کی کمینہ طبعی اور تنگ دلی اس کے وفورِ جذبات اور نیک و بد میں امتیاز کی صلاحیت کے فقدان کے باعث ہی ہوتی ہے۔ نیز وہ سدا سہما سہما سا رہتا ہے اور کسی بھی معاملے میں جرأت و حوصلہ مندی کا ثبوت نہیں دیتا (شکل نمبر۱۰)۔

اپنی طبعی کمزوریوں کے باعث وہ اکثر ایسے مراحل سے گزرتا ہے کہ اس کے قلب و دماغ پر ہیبت طاری ہوجاتی ہے اور دماغ ماؤف ہوجاتا ہے۔ جہاں کہیں عملی اقدام کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے باطن سے شریف جذبات اُمڈ بھی آتے ہیں تو بھی اس میں

وُہ اخلاقی جُرأت نمودار نہیں ہوسکتی کہ وہ بے دھڑک اپنے باطنی احساسات کو عملی جامہ پہنا سکے۔ اس کے دوست احباب اس کی کم حوصلگی اور جذباتیت سے بہُت جلد واقف ہوجاتے ہیں اور اس سے کسی قسم کی توقعات وابستہ کرنے کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ اگرچہ وہ جانتے ہیں کہ اس کا باطن اچھے احساسات سے خالی نہیں لیکن اس کی بُزدلانہ روش اور کوتاہیِ عمل سے وہ مایوس ہوجاتے ہیں اور اس کا اعتبار اُٹھ جاتا ہے۔ اور ایسا ہونا بعید از قیاس نہیں کیونکہ وہ عین وقت پر ہمت ہار دیتا ہے، اس کے چھکے چھُوٹ جاتے ہیں اور وہ دُم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔ لامحالہ کوئی اس کی عزت نہیں کرتا اور وہ اگرچہ عرقِ شرم میں اندر ہی اندر ڈوب جاتا ہے لیکن کسی بھی حالت میں دلیری اور کشادہ دلی سے آگے نہیں بڑھتا۔ ایسا بدنصیب انسان خوف و ہراس میں اس قدر اُلجھا رہتا ہے کہ اسے ایک قسم کا ذہنی بیماری تصوّر کیا جاسکتا ہے۔

مستطیل ہتھیلی کے اُس اہم علاقے کا احاطہ کرتا ہے جو مقسومِ انسانی اور کردار و شخصیت کے اہم ترین پہلوؤں سے متعلق ہے۔ یہ حصّہ میدانِ کارزار کا حکم رکھتا ہے اور زندگی کے لیے رازوں اور توقعات سے وابستہ ہے جو حیاتِ انسانی کا تانا بانا ہیں (شکل نمبر۱۱)۔

(۱۱)

(۱۲)

جب مستطیل کا تمام تر علاقہ مختلف قسم کے چھوٹے چھوٹے نشانات، خطوط یا بال نما لکیروں غرضیکہ ہر قسم کی علامتوں سے معرّا ہو اور اس کی تشکیل میں اعتدال کا احساس ہو تو یہ بہُت ہی

عمدہ صورت ہے۔ ایسا بے نشان مستطیل اطمینانِ قلب اور استقلالِ مزاج کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس کا حامل خوش مذاق، مقبولِ عام اور قابلِ اعتماد فردِ معاشرہ ہوتا ہے۔ اس کے قول و فعل میں شرفِ انسانی کے خوشگوار عناصر کے کارآمد اور مفیدِ انام اثرات ہوتے ہیں۔ وہ نہ تو کسی کا دل دُکھاتا ہے اور نہ ہی غیر منصفانہ طریقے سے کسی کی حمایت و عداوت کا حامی ہوتا ہے۔ وہ ملنے ملانے والوں سے اچھا سلوک روا رکھتا ہے اور بالعموم شریفانہ زندگی گزارتا ہے (شکل نمبر ۱۲)۔

جب مستطیل میں بال نما پتلی پتلی لکیریں یا جالی کی طرح کے باریک خطوط، آڑی ٹیڑھی لکیریں، ضرب تقسیم کے چھوٹے چھوٹے نشانات یا اسی قسم کے سقیم اور عیب دار نشانات واقع ہوں اور اس کا درمیانی حصہ صاف ہونے کی بجائے خراب نقوش سے ناقص اور خراب نظر آئے تو یہ بہت ہی نحس علامت ہے۔ ایسا شخص باطنی اطمینان سے قطعی تہی دست ہوتا ہے۔ اس کے سینے میں ایک نوع کا حشر آثار ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ بے چینی، بے صبری، جلد بازی وغیرہ اس کے کردار کے نمایاں عیوب ہوتے ہیں۔ وہ دُوسروں کے قول و فعل سے جلد ہی متاثر ہو جاتا ہے اور اس قدر غلط طور پر حساس ہوتا ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ بات پر غم و غصہ کے مظاہرے سے باز نہیں رہ سکتا۔ درحقیقت وہ مغلوب الغضب اور تسکینِ قلبی سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ اس کی حالت قابلِ رحم ہوتی ہے اور اس پہ طرّہ یہ کہ اسے اپنے اعمال و افعال، ردِّ عمل وغیرہ کسی بھی امر پر قابو نہیں ہوتا۔ اس کی زندگی ایک عذابِ داخلی کے منجدھار کا حکم رکھتی ہے (شکل نمبر ۱۳)۔

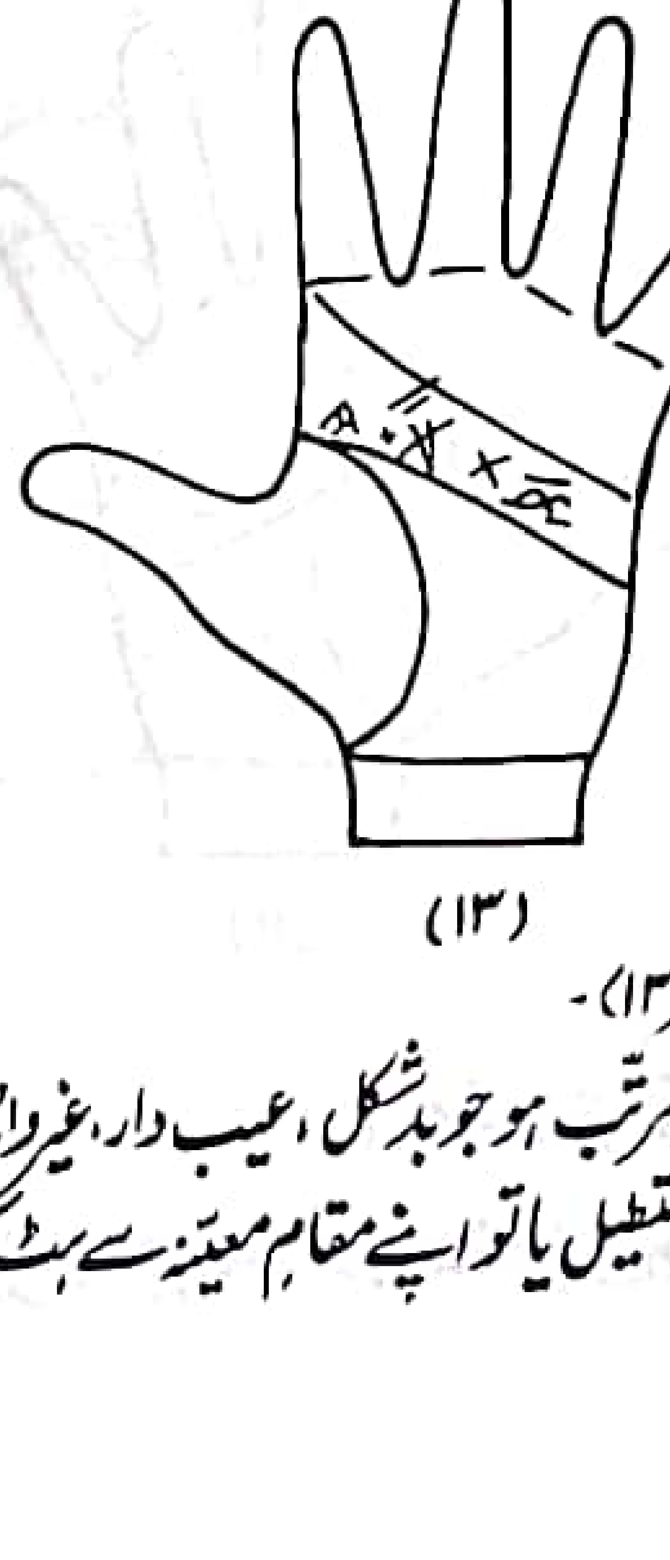

(۱۳)

مستطیل اگر ایسی دل اور دماغ کی لکیروں سے مرتّب ہو جو بدشکل، عیب دار، غیر واضح یا ٹیڑھی میڑھی ہوں تو بھی یہ بُری علامت ہے۔ ایسا مستطیل یا تو اپنے مقامِ معینہ سے ہٹ کر

بنتا ہے یا غیر موزوں اور غیر متناسب شکل کا ہوتا ہے اس کی بدصورتی زبانِ حال سے غیر متوازن شخصیت اور غیر معتدل کردار کا بھانڈا پھوڑ دیتی ہے۔ نہ تو اس کے حامل میں جادۂ صحیح پر چلنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے قول و فعل میں ہموار توازن ہوتا ہے۔ وہ اپنے لیئے نا قابلِ اعتماد اور غیر مستقل روش کے باعث بڑی بڑی مشکلیں پیدا کر لیتا ہے نہ کسی کی راہنمائی سے کما حقّہ استفادہ کر سکتا ہے اور اور نہ ہی اپنا راستہ، منزل اور مقصد کو پہچان سکتا ہے۔ وہ عجیب خلجان و داخلی اُلجھن میں مبتلا رہتا ہے اور سدا مصائب میں گھرا رہتا ہے (شکل نمبر ۱۴)۔

(۱۴)

مستطیل کے احاطے میں بعض واضح اور مکمل چھوٹے چھوٹے نشانات بھی دیکھنے میں آ جاتے ہیں۔ ان کا غائر نظر سے دیکھنا ضروری ہے کیوں کہ ان کے اندر بہت اہم معنی پنہاں ہوتے ہیں۔ ان چھوٹی نشانیوں میں چرخی، تارا، مربع، تکون اور دائرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

چرخی کے نشان کے سلسلے میں ایک اہم بات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ایک بڑا سالم چرخی کا نشان بعض اوقات اس مستطیل میں واقع ہوتا ہے۔ اسے نقشِ مکاشفہ کہا جاتا ہے۔ اس کا تذکرہ علیحدہ کیا جائے گا۔ چھوٹا چرخی کا نشان اس نقشِ مکاشفہ سے چھوٹا بھی ہوتا ہے اور کم جلی اور قدرے مدھم سا۔ جب ایسا ایک چرخی کا نشان مستطیل کے عین وسط میں نقش ہو تو یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ اس کا وجود مشتعل مزاجی کا پتا دیتا ہے۔ اس کا حامل اکثر بلاوجہ ہی بھڑک اُٹھتا ہے اور بے حد جلد باز ہوتا ہے۔ اس کی حسّاس طبعی ایک بیماری کے مانند ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ از حد بدگمان اور بداندیش واقع ہوتا ہے۔ اس کے تاثرات اور ردِّ عمل کو دیکھ کر یہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ ناقابلِ اعتماد ہے۔ اسے اپنے اُوپر کسی قسم کا قابو

Scanned with CamScanner

(۱۵)

نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کو اگر کوئی راز بتایا جائے یا کوئی اہم کام سپرد کیا جائے تو نہ وہ حفظِ راز کی صلاحیت رکھتا ہے اور نہ ہی ذمّے داری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اگر یہ نشان درمیانی انگلی کے نیچے واقع سنیچر کے اُبھار کے تحت نقش ہو تو اثراتِ بد میں بہت ہی زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص بالعموم اپنی زندگی کو ایک ایسے اُلجھاؤ میں پھنسا دیتا ہے جس سے نجات محالات سے ہوتی ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ وہ اپنا ایسا دشمن ثابت ہوتا ہے کہ اسے کسی دُوسرے کو کسی قسم کی زحمت و تکلیف دینے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ وہ سدا دُکھی ہوتا ہے اور ہمیشہ بے اطمینان زندگی گزارتا ہے (شکل نمبر ۱۵)۔

چرخی کا نشان اگر ہتھیلی کی بیرُونی سمت واقع منگل کے اُبھار کے قریب یوں نقش ہو کہ وہ چاند کے اُبھار کی طرف مستطیل کے زیریں علاقے میں صاف اور واضح بنا ہُوا ہو تو یہ بہُت ہی شاذ علامت ہے۔ اس کا اس مقام پر وجود بتاتا ہے کہ حاملِ نشان کو سیاحت اور گھومنے پھرنے کی بے چین خواہش کہیں بیٹھنے نہ دے گی۔ وہ سدا بے چین رہتا ہے اور گھاٹ گھاٹ کا پانی پیتا ہے۔ عُمر بھر کی آوارہ گردی کے بعد بھی اسے طمانیتِ قلب اور مستقل رہائش کی قطعی خواہش نہیں ہوتی۔ البتہ ایسی سیاحت و گردشِ بیکراں کے دوران بعض اوقات وہ اچانک دولت حاصل کر لیتا ہے اور بہُت مالدار ہو جاتا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ وہ اس فراوانیِ زر و مال سے اپنے لیے ایک مستقل مستقر کا انتظام

(۱۶)

کرے، اور بھی گھُومنے پھرنے اور سیاحت و آوارہ گردی میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کا جذبۂ سفر کسی مقصد کے لیے نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی خاص منزلِ مقصود کی طرف قدم زن ہوتا ہے۔ وہ محض ہیجانِ باطنی، اضطرابِ داخلی اور بے چینی طبعی کے باعث مدام آمادۂ سفر نظر آتا ہے (شکل نمبر ۱۶)۔

تارے کا نشان مُبارک گردانا جاتا ہے اور غیر معمولی کامیابی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جب ایک مکمل، واضح اور پانچ شاخوں والا تارا مستطیل میں اس مقام پر نقش ہو جو سنیچر کے اُبھار کے عین نیچے ہے تو یہ بہُت ہی بخت آور علامت ہے۔ سنیچر کا اُبھار قسمت کی لکیر کا فطری مقامِ اختتام ہے۔ تارے کا اس جگہ وجود اس بات کا پتا دیتا ہے کہ حاملِ نشان اپنے جادۂ قسمت پر یوں گامزن ہوگا کہ کامیابی اور حصولِ مُراد اس کی پیشوائی کو قدم قدم پر بڑھیں گے۔ اس کی شخصیت اور کردار قابلِ رشک گردانے جائیں گے اور اربابِ جہاں اس کی خوش بختی اور کامیابی کی تابش سے رُعب کھائیں گے۔ ایسا شخص مُدام معاشرے میں خُوب چمکتا ہے اور اپنی طباعی اور کامرانی کا سکّہ چلاتا ہے (شکل نمبر ۱۷)۔

(۱۷)

اگر سالم، واضح اور بے عیب تارے کا نشان تیسری انگلی کے تحتانی سُورج کے اُبھار کے عین نیچے مستطیل میں صاف اور بے تعلق نقش ہو تو یہ بھی بہُت ہی مبارک نشانی ہے۔ ایسا شخص فنونِ لطیفہ کے کسی شعبۂ خاص سے متعلق ہوتا ہے۔ اس کے انہماک و شغف کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وُہ ہمہ تن حصُولِ کمال میں گُم ہو جاتا ہے۔ اس کی لاجواب تخلیقی صلاحیت کے شاہکار اربابِ زمانہ سے کماحقہٗ داد وصُول کرتے ہیں۔ وہ شعر و ادب، موسیقی، مصوّری کسی بھی صنفِ فنّ سے وابستہ ہو، مُدام بے مثال ثابت ہوتا ہے اور شہرتِ عظیم اور مال و دولت

سے مالا مال ہوتا ہے۔

اگر ایسا نشان اس شخص کے ہاتھ میں دیکھا جائے جسے فنونِ لطیفہ سے والہانہ عشق نہیں ہوتا تو وہ بے شمار دولت کماتا ہے اور اپنی دُنیوی کامیابی اور ترقی کے باعث بڑا نامور ہوتا ہے۔ یہ محالات سے ہے کہ وہ اپنی دولتِ کثیرہ سے اربابِ ذوق کو نہ نوازے۔ اس کے باطن میں اربابِ کمال اور ان کی تخلیقات سے خاص رغبت ہوتی ہے اور وہ ان کی ستائش و احترام میں اپنی مالی خدمات بھی شامل کیے بغیر دم نہیں لیتا (شکل نمبر ۱۸)۔

(۱۸)

اگر ایسا ہی کامل اور واضح تارے کا نشان مستطیل کے اس حصے میں واقع ہو جو چھوٹی اُنگلی کے تحتانی بُدھ کے اُبھار کے عین نیچے واقع ہے تو یہ بھی بہُت ہی بخت آور علامت ہے اس کا حامل سائنس یا صنعت کے میدان میں اس قدر آگے بڑھ جاتا ہے کہ اس کے عروج و ارتقا میں اربابِ زمانہ کے لیے بہُت سے فائدے مضمر ہوتے ہیں۔ اس کی ایجادات یا صنعتی پیداوار اسے بے مثال دولت اور ناموری کے بلند مقام پر پہنچا دیتے ہیں۔ وہ جہاں بے حد شہرت و ناموری سے بہرہ ور ہوتا ہے، وہاں دولت مند بھی بن جاتا ہے (شکل نمبر ۱۹)۔

(۱۹)

مستطیل میں مربّع کا نشان بالخصوص اس کے عین وسط میں یُوں واقع ہو کہ وہ کسی اہم لکیر یعنی دل، دماغ، قسمت اور سُورج سے قطعی غیر متعلق ہو تو دلچسپ عنصرِ شخصیت کا آئینہ دار

ہے۔ ایسا مربّع یا چوکور واضح اور سالم ہونا ضروری ہے۔ غیر واضح اور مبہم خطوط سے بنا ہُوا چوکور اس معنی کا علمبردار نہیں ہوتا۔ مربّع کی ایسی مکمل تشکیل اور وسطِ مستطیل کا وقوع اِس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس کا حامل قدرے عجلت پسند ہوتا ہے۔ ضبطِ نفس کا مادّہ اس میں کم ہی ہوتا ہے۔ لیکن اس کی جلد باز طبیعت محض جذباتی اُبال کے مانند ہوتی ہے۔ اس کے باطن میں بداندیشی کا شائبہ تک نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی دُوسرے کو نقصان پہنچانے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ دِل کا اچّھا ہوتا ہے اور بوقتِ ضرورت دُوسروں کے کام آتا ہے۔ اگر اس کی عجلت پسندی اور قدرے حسّاس طبعی کو قابلِ عفو و درگزر سمجھا جائے تو وہ اچھا دوست، مفید رُکنِ معاشرہ اور خدمت گزار فردِ خاندان ثابت ہو سکتا ہے۔ اُسے اگر سرزنش بھی کی جائے اور نکتہ چینی کا ہدف بھی بنایا جائے تو بات دِل میں نہیں رکھتا۔ مُنہ پھٹ تو ہوتا ہے مگر اس کا غم و غصّہ محض وقتی ہوتا ہے (شکل نمبر ۲۰)۔

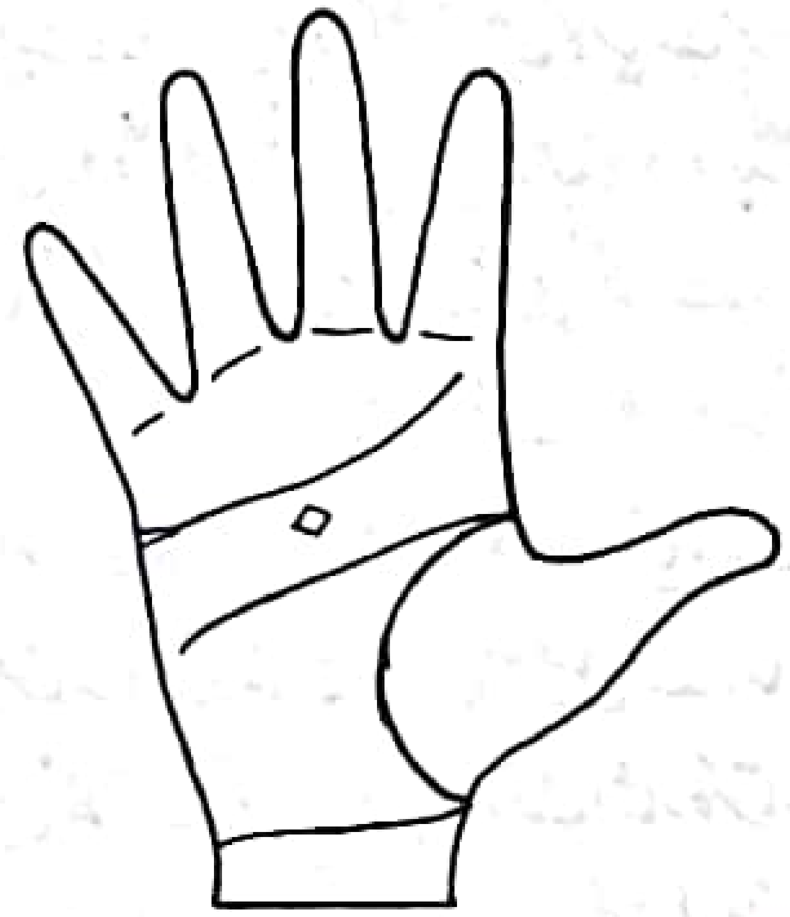

(۲۰)

مستطیل کے احاطے میں گاہے گاہے ایک چھوٹی سی مگر کامل مثلّث یعنی تکون کی شکل بھی نقش ہوتی ہے۔ جب یہ تکونی نشان واضح اور بے عیب ہو تو بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ ایسی فطری صلاحیت کی نشاندہی کرتا ہے جو تحقیق اور ریسرچ کے لیے غیر معمولی طور پر موزوں ہوتی ہے۔ اس کا ذوقِ علم و فضل بہُت گہرا اور عمیق ہوتا ہے۔ وہ اپنی اَن تھک مساعی سے اُلجھے ہُوئے مسائل کی حقیقت کو جاننے کا

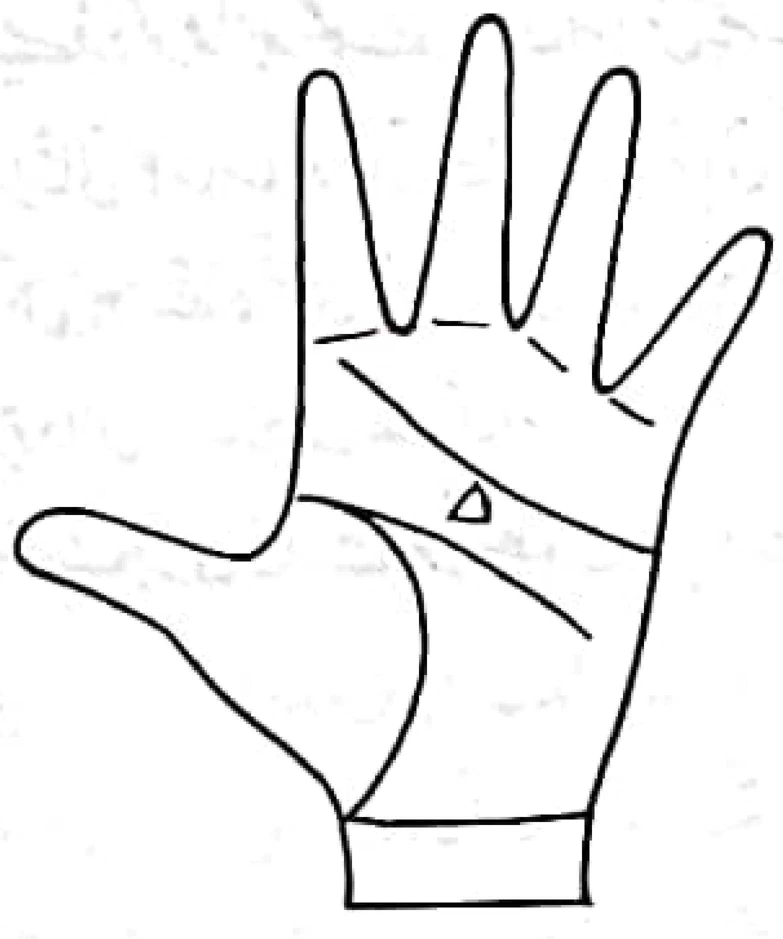

(۲۱)

Scanned with CamScanner

خوگر ہوتا ہے اور اس قدر رموزِ حقائق کا دلدادہ ہوتا ہے کہ اسے عارضی یا وقتی معاملات سے دلچسپی نہیں ہوتی ۔ اس کے دماغ کا تمام تر رجحان فلسفیانہ اور محققانہ ہوتا ہے ۔ سائنس کے میدان میں اسے یدِطولیٰ حاصل کرنے کی طبعی صلاحیت ودیعت ہوتی ہے اور بالخصوص وہ ان سربستہ رازوں کی پردہ کشائی میں کامیاب ہوجاتا ہے جو عالمِ انسان کے لیے نئی راہِ فکر و عمل وا کردیتے ہیں ۔ وہ علم و سائنس میں ایک مجدّد و مُوجد کا مقام حاصل کرلیتا ہے ۔ ایسا شخص دانا غیر معمولی تابانیِ فکر، استقلالِ عمل اور گہری نظر سے دیکھنے کی تمام تر صلاحیتیں رکھتا ہے (شکل نمبر ۲۱) ۔

اگر مستطیل میں دائرے کا چھوٹا سا نشان واضح طور پر نقش ہو تو یہ اچھی علامت نہیں ۔
دائرے کا نشان بالعموم آنکھ اور بینائی سے وابستہ ہوتا ہے ۔ جب کبھی ایک کامل اور بے عیب چھوٹا سا دائرہ نما نشان اس مستطیل کے احاطے میں نظر آئے تو اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حاملِ نشان کو بینائی کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے ۔ اگر آنکھوں کی کسی بھی قسم کی تکلیف کا احساس ہو تو فی الفور ماہرِ امراضِ چشم کی طرف رجوع کرنے سے قابلِ اطمینان فائدہ ہوسکتا ہے ایسے فرد کو عمر بھر گاہے گاہے امراضِ چشم سے پریشانی کا سامنا ہوسکتا ہے اور اگرچہ یہ بینائی کے زائل ہونے کا قطعی نشان نہیں ہے لیکن اس کا وجود اس امر پر دال ہے کہ امراضِ چشم اور بینائی کے معاملے میں کسی بھی وقت بد احتیاطی اور غفلت بڑی زحمت اور تکلیف کا باعث ہوسکتی ہے (شکل نمبر ۲۲) ۔

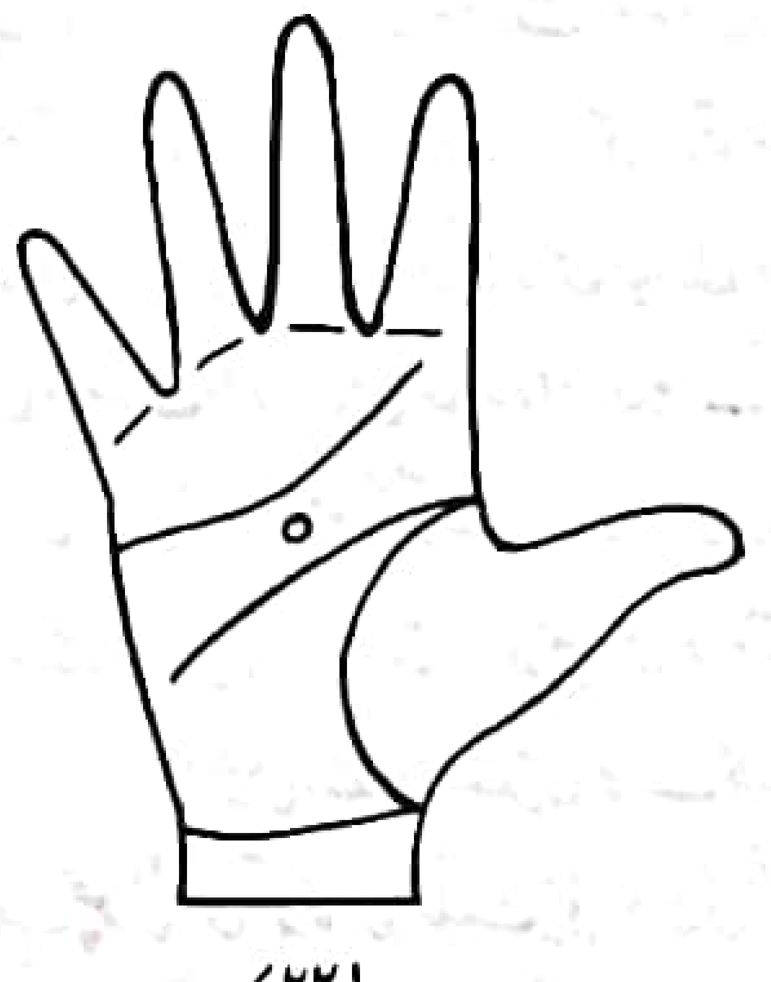

(۲۲)

شادی کی لکیر

چھوٹی انگلی جہاں ہتھیلی سے ملتی ہے، وہاں اس کے نیچے ایک گہری لکیر پائی جاتی ہے ۔ اس تحتانی موٹی لکیر سے لے کر دل کی لکیر کے مابین ایک پُرگوشت فراز ہے ۔ یہ بُدھ کا اُبھار ہے ۔ ہتھیلی کی بیرونی جانب سے اس اُبھار پر مختلف گہرائی اور لمبائی کی لکیریں نقش ہوتی ہیں ۔ یہ شادی کی لکیریں کہلاتی ہیں (شکل نمبر ۱) ۔

(۱)

شادی کی ہر لکیر ایک ایسے جذباتی رابطے کی طرف اشارہ کرتی ہے جو اگر پروان چڑھ سکے تو شادی بیاہ کا رُوپ دھار لیتی ہے ۔ کسی بھی ہاتھ میں شادی کی تنہا لکیر نایاب ہے ۔ درحقیقت ہتھیلی میں ایک سے زائد ہلکی یا گہری ایسی لکیریں نقش ہوتی ہیں ۔ ایسی متعدد لکیریں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کا حامل ایک سے زیادہ صنفِ مخالف کے افراد سے جذباتی تعلق اور رابطہ پیدا کرنے اور اسے فروغ دینے کی فطری صلاحیت لے کر پیدا ہوتا ہے ۔

ایسی ہر لکیر کا مقام وقوع ، اس کی ساخت ، عمق ، وضاحت غرضکہ مختلف پہلو یہ بتاتے ہیں کہ زندگی کے کس دور میں ایسا تعلق امکانی ہے اور کہاں تک اس کی شدت اور جاذبیت اثر انداز ہوسکتی ہے اور کس زمانے میں ایسا رابطہ اختتام پذیر ہوسکتا ہے ۔ یہ سبھی لکیریں انسانی جذبات اور ازدواجی رجحانات کی شعوری کہانیاں کہتی ہیں ۔ نیز حاملِ نشانات کے کردار و احساسات کے بارے میں عمیق اشاروں میں معلومات بہم پہنچاتی ہیں ۔

بالعموم سب سے واضح اور نمایاں شادی کی لکیر ہی ازدواجی زندگی کی اساس گردانی جاتی ہے ۔ ایسا فرد درحقیقت جیون ساتھی بننے کا اہل ہوتا ہے، دل و جان سے شرکتِ حیات کی کامل سعی کرتا ہے اور جب رشتہ طے ہو جاتا ہے تو کمال دِل چسپی، انہماک اور فدا کاری سے شریکِ زندگی کو اپنا لیتا ہے۔ اس لکیر کی یہ بھی تاثیر ہوتی ہے کہ جہاں حاملِ نشان خدمت و محبت سے فریقِ ثانی کو خوش کرتا ہے وہاں اس کا دل بھی موہ لیتا ہے اور مرکزِ توجہ بن جاتا ہے۔ درحقیقت باہمدگر خلوص، محبت، وفا اس کے اثرات ہیں۔

شادی کی لکیر اگر چھوٹی ہو اور محض ایک خط کی طرح بدھ کے اُبھار پر نقش ہو تو یہ کوئی اچھی نشانی نہیں ہے۔ یہ ایسے رابطے یا شادی کا پتا دیتی ہے جو مختصر ہوتی ہے۔ اگرچہ دل و جان پر ایسے رشتے یا تعلق کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے مگر وہ بہت ہی جلد ختم ہو جاتا ہے۔ ایسا رابطہ آغاز میں ہنگامہ خیز، رومانوی اور باہمدگر بڑا لطف آور بھی ہو سکتا ہے مگر بہت دنوں تک قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ امکان ہے کہ اس کی یاد بہت دنوں تک آتی رہے مگر تعلق نہیں رہتا۔ جب ایسا ربط ختم ہوتا ہے تو دِلی اذیت کا احساس ضروری ہے اور حقیقت یہ ہے کہ شادی کا اقدام عاقبت نااندیشی کا مفہوم رکھتا ہے (شکل نمبر۲)۔

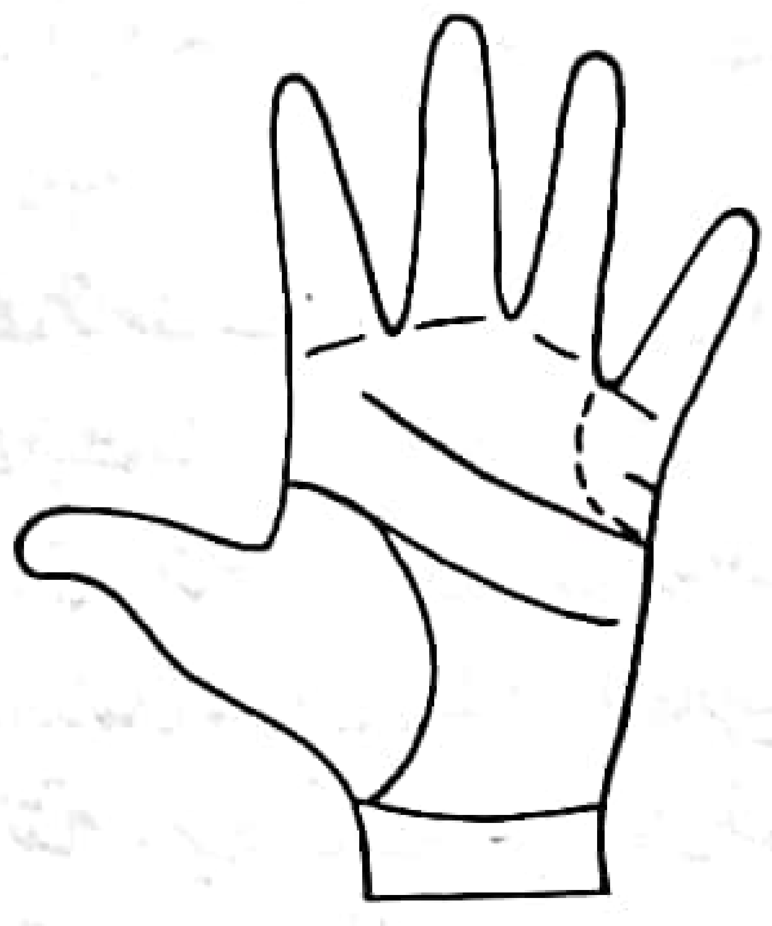

(۲)

(۳)

شادی کی لکیر بدھ کے اُبھار پر اگر گہری، لمبی اور واضح پائی جائے اور سارے بدھ کے اُبھار کے علاقے پر جلی دکھائی دے تو یہ مبارک علامت ہے (شکل نمبر۳)۔

ایسی لکیر دیرپا، قابلِ اعتماد، وفادار اور پُرخلوص محبت کی نشانی ہے۔ ایسا رابطہ یا رشتہ بالعموم ازدواجی صُورت اختیار کر لیتا ہے۔ جونہی بات چیت ہونا شرُوع ہوتی ہے، جانبین میں جذباتی ارتباط کا احساس شرُوع ہو جاتا ہے اور منگنی کا زمانہ آیندہ کے سُہانے خوابوں کے انتظار اور تیاریوں میں بڑی دِل جمعی سے گزرتا ہے اور جوُں ہی وہ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو جاتے ہیں باہمدگر قرُب اور جاذبیت میں استحکام پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے زوجین اچھے ساتھی، اچھے ماں باپ اور اچھے ارکانِ خاندان ثابت ہوتے ہیں۔ بلاشبہ ایسی لکیر بے عیب، سالم اور جلی ہوتی ہے۔

ہتھیلی کی بیرونی سمت سے نمودار ہوتے ہی اگر شادی کی لکیر دوشاخہ دکھائی دے تو اس کا نہایت غور سے دیکھنا ضرُوری ہے۔ یہ ابتدائی دوشاخہ اگر بدھ کے اُبھار پر پہنچتے ہی ایک واضح اور سالم لکیر کی صُورت اختیار کر لے تو بڑے دلچسپ حالات و کردار کا پتا دیتا ہے (شکل نمبر۴)۔

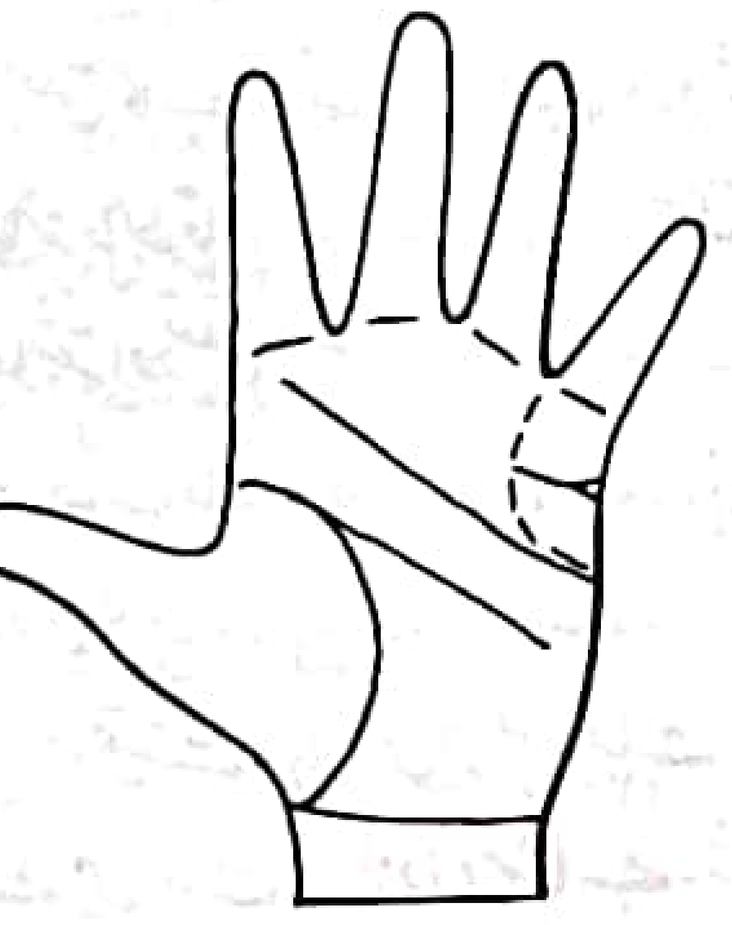

(۴)

ایسا ابتدائی دوشاخہ اس امر پہ دلالت کرتا ہے کہ جانبین میں جذباتی ارتباط کا احساس پیدا ہو چکا ہے۔ اگر منگنی یا بات چیت پکّی ہو چکی ہے تو مناسب ہے اور فکرمندی کی ضرورت نہیں۔ البتہ منگیتر کام، تعلیم یا کسی دُوسرے اسباب یا حالات کے باعث کسی دُوسری جگہ مقیم ہو گا اور ایک دُوسرے سے ملنے ملانے کا موقع نہیں ملے گا۔ ایسی جُدائی نہ تو خراب حالات کے باعث ہوتی ہے اور نہ ہی کسی ارادی فعل کے مطابق۔ بہرکیف جونہی دوشاخے کا وقفہ یا زمانہ ختم ہو جاتا ہے، باہمدگر ملاپ، قرُب اور جاذبیت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ شادی

ہوتے ہی ایسے جوڑے مسرور زندگی گزارتے ہیں اور نہایت خلوص کے ساتھ حیات میں رنگینیاں بکھیر دیتے ہیں۔ ایسی شادی محکم، دیرپا اور کامیاب ثابت ہوتی ہے اور اربابِ زمانہ کی نگاہوں میں قابلِ رشک تصوّر کی جاتی ہے۔

شادی کی لکیر مستقیم ہونے کی بجائے بعض ہاتھوں میں یُوں نقش ہوتی ہے کہ آخر میں قوس بناتی ہوتی ہُوئی چھوٹی اُنگلی کی جڑ کی جانب بڑھ جاتی ہے۔ یہ قدرے کمیاب نشانی ہے مگر دلچسپ کردار و حالات کا پتا دیتی ہے (شکل نمبر ۵)۔

(۵)

یہ ایسے شخص کی غمّازی ہے جو شادی کرنے سے کوسوں دُور بھاگتا ہے مگر جنسی جاذبیت اور رغبت سے مجبُور ہوتا ہے۔ فریقِ مخالف سے قُرب و تعلّق کا بے حد متمنّی ہوتا ہے اور بلاشبہ ایسا ناجائز رابطہ قائم کرنے سے قطعی نہیں چوکتا۔

جب معاشقہ اور تعلّق استوار ہو جاتا ہے اور شریکِ تعلّق شادی کا تذکرہ چھیڑتا ہے تو وہ یُوں دُم دبا کر بھاگ جاتا ہے کہ اس کی بے وفائی، خود غرضی اور شادی کے بندھن اور فرائض سے خوف زدگی کا بھانڈا پھُوٹ جاتا ہے۔

درحقیقت ایسا شخص فرائضِ حیات سے گھبراتا ہے۔ وہ اہل و عیال کی ذمّے داریوں کے سلسلے میں بہُت ہی بزدل ہوتا ہے۔ شادی اس کے خیال میں ایک قسم کے زندان خانہ کا حُکم رکھتی ہے۔ وہ آزاد رو، بے تعلّق اور غیر ذمّہ دارانہ زندگی کو ازدواجی خوشیوں پر ترجیح دیتا ہے۔ اور حقیقت محض یہ ہوتی ہے کہ وہ طبعاً کم ہمّت، حقیقت سے گریزپا اور خود غرض ہوتا ہے۔ اس کا انجام بھی اچھا نہیں ہوتا اور بالآخر تنہائی، خشک اور بے مزہ زندگی گزارنے پر مجبُور ہو جاتا ہے۔

اس کے برعکس شادی کی لکیر اگر دل کی لکیر کی طرف قوس بناتی ہُوئی جھُکے تو یہ مختلف

مفہوم کی آئینہ دار ہے (شکل نمبر ٦)۔ اس لکیر کا تحتانی جھُکاؤ بتاتا ہے کہ صاحبِ نشان ایسے شخص سے شادی کرے گا جو اپنی طبعی عمر کو پہنچنے تک تو اس کا ساتھ دے گا مگر وہ اس کی زندگی کے دوران ہی اللہ کو پیارا ہو جائے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ شریکِ زندگی جلد ہی انتقال کر جائے گا بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حاملِ نشان رنڈاپے سے دوچار ہو گا خواہ اُدھیڑ عمر میں ہو خواہ عالمِ پیری میں۔ بہرکیف اس کا ساتھی اسے اکیلا چھوڑ کر سفرِ آخرت اختیار کرے گا۔

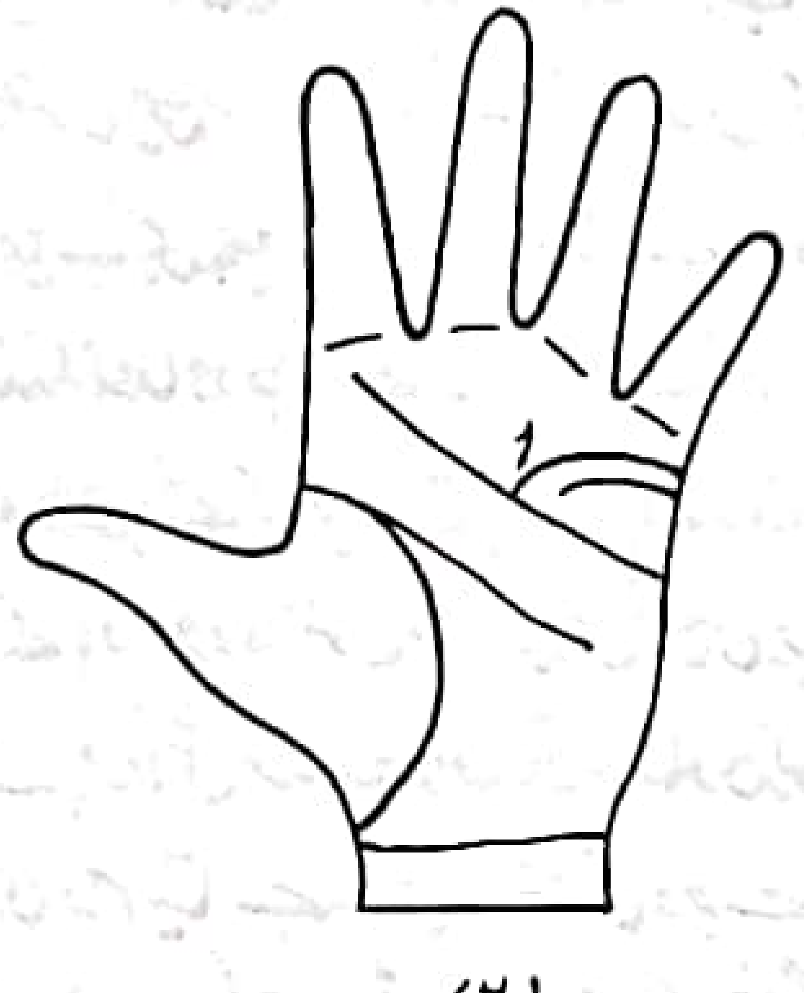

(٦)

اگر شادی کی لکیر نیچے کی طرف یُوں جھُکے کہ دل کی لکیر سے متّصل ہو جائے تو یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ ایسی نشانی اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ شریکِ زندگی طویل مدّت تک بیمار رہے گا اور بہُت دُکھ اُٹھائے گا۔ حاملِ نشان ہر سعی و مداوا سے اس کی خبرگیری کرنے سے قطعی دریغ نہیں کرے گا۔ اس کے دُکھ درد میں عملی شرکت اور کمی کرنے کے ہر ممکنہ اسباب مہیّا کرے گا۔ ان تمام مساعی اور دردمندی کے باوجود وہ ناکام ثابت ہوتا ہے اور ایک طویل بیماری کے بعد اس کا شریکِ حیات گزر جاتا ہے۔ اس صدمے کا اس کے دل و دماغ پر بہُت گہرا اثر ہوتا ہے اور وہ تمام زندگی اس کمی کے احساس تلے دبا رہتا ہے۔ (شکل نمبر ٦-ا)۔

شادی کی لکیر اگر اس قدر نیچے کی جانب جھُکے کہ بڑھ کر دل کی لکیر کو کاٹتی ہُوئی کامیابی کی لکیر کو بھی کاٹ دے تو یہ بہُت ہی نحس علامت ہے (شکل نمبر ۷)۔ اس کے حامل کی شادی ایسے شخص سے ہوتی ہے جو نامور، صاحبِ ثروت اور باوقار انسان کو رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوتے ہی تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ ایسا رابطہ معاشقے کی صُورت میں نمودار ہوتا ہے اور حاملِ نشان پر محبّت کا جن سوار ہو جاتا ہے۔ اسے محبُوب کے قُرب کے بغیر زندگی محال نظر آتی ہے۔

Scanned with CamScanner

ایسے شخص پر معاشرے، خاندان، احباب کسی
چیز کا اثر نہیں ہوتا۔ وہ دیوانہ وار محبوب کے
حصول میں سرگرم ہو جاتا ہے اور دھن، دُنیا،
احباب سبھی چیزیں قربان کر دیتا ہے۔ وہ اس
قدر اندھا ہو جاتا ہے کہ لوگ اسے بدھو، بے شرم
اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ بے حد بدنام ہونے
کے باوجود وہ حصولِ مراد ہی میں تسکینِ حیات
کے پہلو تلاش کرتا ہے اور بالآخر شادی کر کے
ہی دم لیتا ہے۔ اس رشتے کی وجہ سے اس

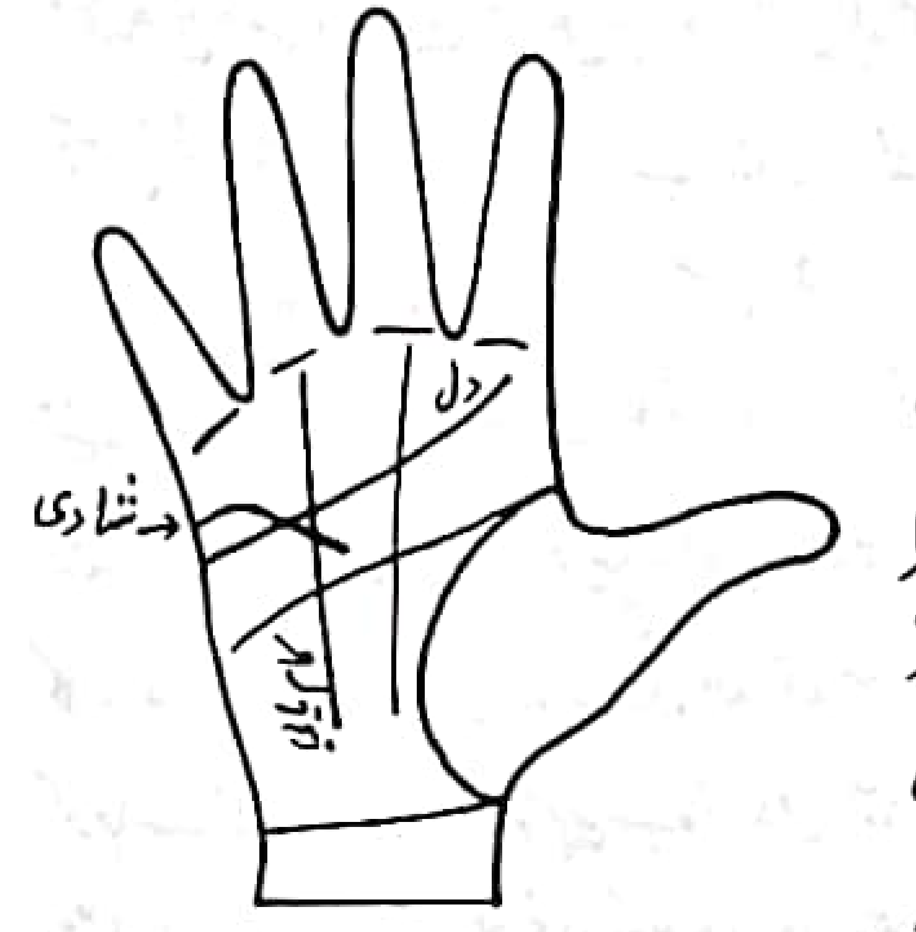

(۷)

کی سخت بدنامی ہوتی ہے، وقار کو بٹا لگ جاتا ہے، دھن دولت کا سخت نقصان ہوتا
ہے مگر وہ آغوشِ محبوب میں ہی دونوں جہانوں کی نعمتیں دیکھتا ہے اور اگرچہ
بے عزتی اور بدنامی کی زندگی پر مجبور ہو جاتا ہے مگر اس کی قطعی پروا نہیں کرتا۔ امتدادِ زمانہ کے
ساتھ اسے ان خرابیوں کا احساس ہو جاتا ہے مگر وہ نبھا بھی لیتا ہے۔

شادی کی واضح لکیر اگر یوں نیچے کی جانب جھکتی ہوئی بڑھتی چلی جائے کہ دل اور
دماغ کی لکیروں کو قطع کرتی ہوئی زندگی کی لکیر
کو کاٹ کر زہرہ کے اُبھار میں داخل ہو جائے
تو یہ نحس ہے اور بے حد بدنصیبی کی علامت ہے
(شکل نمبر ۸)۔

(۸)

ایسی شادی اچھے حالات میں طے پاتی
ہے اور ازدواجی زندگی کا آغاز باہم دگر محبت
اور گرمجوشی کے عناصر سے شاداب ہوتا ہے۔
زوجین با اطمینانِ خاطر رہنے بسنے لگتے ہیں مگر
یکایک ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ بدگمانی،

خلش، جھگڑا فساد جیسے عناصر یوں اُبھرتے چلے جاتے ہیں کہ دونوں میں قُرب مفقود ہو جاتا
ہے۔ درحقیقت صاحبِ نشان کا شریکِ حیات ایسے اعمال و افعال کا مرتکب ہونے لگتا
ہے کہ ازدواجی زندگی کا امکان باقی ہی نہیں رہتا۔ اس بے وفائی یا فریب کاری کا گہرا گھاؤ
دل پر لگتا ہے، طلاق ہو جاتی ہے اور زندگی ایک دُکھتا ہوا ناسُور بن کے رہ جاتی ہے۔ ایسی
لکیر کا ایک بڑا زبردست نقص یہ ہے کہ دل و دماغ میں دیرپا بدگمانی کے عناصر پیدا ہو جاتے
ہیں۔ ایسا شخص اس کے بعد کسی فردِ مخالف پر اعتماد نہیں کرتا۔ اس کی نگاہوں میں جنسِ مخالف
کے سبھی افراد ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہوتے ہیں۔ وہ انھیں بے وفا، فریب کار اور ناقابلِ
اعتماد گردانتا ہے۔ نیز اسے نوعِ انسانی سے ایک قسم کی نفرت سی ہو جاتی ہے۔

جب شادی کی لکیر واضح اور سالم شروع
ہو مگر آخر میں دو شاخہ ہو تو یہ بھی منحوس نشانی
ہے (شکل نمبر ۹)۔

(۹)

ایسے شخص کی ازدواجی زندگی خوشگوار
اور مسرور حالات میں آغاز کرتی ہے
اور روز بروز باہم دگر پیار محبت میں اضافہ ہوتا
چلا جاتا ہے۔ ایک عرصے تک میاں بیوی خوش و
خرم رہتے ہیں۔ لیکن برسوں کی خوشی اور گہرے
تعلق کے بعد حالات بگڑنا شروع ہو جاتے ہیں
زوجین میں باہمی کشش، پیار اور خلوص کے عناصر کم سے کم تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور ایک
دن وہ بھی آ جاتا ہے کہ قطعِ تعلق کی نوبت آ جاتی ہے۔ بالآخر جدائی ہو جاتی ہے اور طلاق
کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ ایسی لکیر کے حامل کو برسوں تک احساس بھی نہیں ہوتا کہ شادی
بالآخر ٹوٹ جائے گی مگر حقیقت یہ ہے کہ زوجین میں حقیقی جاذبیت مر جاتی ہے اور ایک
دُوسرے سے قُرب سوہانِ روح ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ فساد اور سخت کلامی سے اس فقدان
کا احساس شروع ہوتا ہے مگر جب علیحدگی مکمل ہو جاتی ہے تو طرفین کو ایک نوع کی تسکین

Scanned with CamScanner

محسوس ہوتی ہے۔ بلاشبہ اچھے دنوں کی یاد ان کے قلوب میں رہ جاتی ہے اور علیحدگی کے بعد بھی وہ ماضی کے سہانے خوابوں کی یاد دل میں تازہ کرتے رہتے ہیں مگر ذاتی قرب سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔

اگر ایسی دو شاخہ ختم ہونے والی شادی کی لکیر کی ایک شاخ جھک کر دل کی لکیر سے جا ملے تو یہ خاص امر کی طرف اشارہ کرتی ہے (شکل نمبر ۱۰)۔ ایسی طلاق صاحبِ نشان کے حق میں ہوتی ہے۔ قانونی چارہ جوئی کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ جنسِ مخالف کو موردِ الزام قرار دیا جاتا ہے۔

(۱۰)

ایسی نشانی کے ہوتے ہوئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا دو شاخے کا اختتام سالم خط کے آغاز کے فوری بعد سے ہے یا لمبی سالم شادی کی لکیر بالآخر شاخ دار صورت اختیار کر لیتی ہے۔

پہلی صورت میں آغاز ہی سے ازدواجی زندگی میں سخت بدمزگی اور باہمدگر شک و بدگمانی یا نفرت اور بے تعلقی کے عناصر ابھر آتے ہیں اور ایسا رشتہ نازک اور متزلزل بنیادوں پر بمشکل قائم رہ سکتا ہے۔ خلوص و قربِ حقیقی کا احساس کم ہی ہوتا ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے گردوپیش کے سب ہی افراد پر یہ بات واضح ہوتی چلی جاتی ہے کہ زوجین کی علیحدگی یقینی ہے اور آخر کار وہ طلاق کی صورت میں اختتام پذیر ہو جاتی ہے۔

جب شادی کی لکیر شروع سے آغازِ دو شاخہ تک واضح گہری اور سالم ہو تو پیار خلوص اور گہرے قرب سے ازدواجی زندگی شروع ہوتی ہے اور باہمدگر محبت سے محکم تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ زوجین کافی مدت تک ایک دوسرے کی طرف باذوق و شوق بڑھتے ہیں اور درحقیقت ایک دوسرے کا پروانہ وار طواف کرتے ہیں۔ جونہی دو شاخے کا زمانہ شروع ہوتا ہے، ایک دوسرے سے بُعد اور دوری کا احساس بڑھتا جاتا ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ کچھ دنوں

تک اسے نگاہِ جہاں سے حکمتِ عملی اور دنیاداری کے تحت پوشیدہ رکھتے ہیں مگر بات پھیل جاتی ہے۔ زوجین ایک دوسرے کھلم کھلا گریز کرتے ہیں۔ میاں گھر آنے سے پرہیز کرتا ہے۔ بیوی رشتے داروں اور سہیلیوں کے گھر حتی الامکان وقت گزارتی ہے۔ میکے جا کر مہینوں واپس آنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ اگر ایسے لوگ صاحبِ اولاد ہوں تو بال بچے بڑی حد تک انھیں علیحدہ ہونے سے روک لیتے ہیں مگر تمام امور کے باوجود ان کا یکجا رہنا محالات سے ہے اور قانونی چارہ جوئی اور شرعی طلاق کے بغیر کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا۔

ایسی علیحدگی بڑی خوشیوں اور شاداب زمانوں کے بعد واقع ہوتی ہے اور باوجودیکہ زوجین قطعاً ایک دوسرے کے قرب سے متنفر ہوتے ہیں لیکن جونہی شرعی یا قانونی جدائی کی بات چیت یا تنازع شروع ہوتا ہے، دلوں میں ایک عجیب قسم کا تاسف آمیز درد پیدا ہو جاتا ہے۔ آغازِ محبت کے مزے اور باہمدگر قرب کے خوشگوار دن سبھی سہانی یادیں حشر برپا کر دیتی ہیں مگر ہر خوشی اور ہر لطف کے تاثرات اور یادیں بیکار ثابت ہوتی ہیں اور طلاق ہو ہی جاتی ہے۔ یہ جدائی بڑی دردانگیز ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی برائی کو ہوا دی جاتی ہے۔ الزام و تردیدِ الزام کا تسلسل معاشرے میں معرضِ گفتگو بن جاتا ہے اور لوگوں کو ایک دلچسپ مشغلہ حاصل حاصل ہو جاتا ہے۔ زوجین کے کردار و اخلاق پر نکتہ چینی ہوتی ہے اور جب طلاق ہو جاتی ہے تو فریقِ مخالف پر بڑی لعن طعن کی جاتی ہے۔

ایسی طلاق یا علیحدگی کافی فساد، مشکلات اور دردانگیز طوالت کے بعد واقع ہوتی ہے اور اس کے نفسیاتی اثرات بہت ہی تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔

شادی کی لکیر صحیح و سالم شروع ہو، واضح نقش ہو اور اس میں سے ایک نمایاں شاخ نمودار ہو کر انگلیوں کی طرف رخ کرے اور وہ سورج کے ابھار یعنی اس پُرگوشت حصے میں اختتام پذیر ہو جو تیسری انگلی کے تحت واقع ہے، تو یہ غیر معمولی علامت تصور کی جاتی ہے (شکل نمبر ۱۱)۔

یہ درحقیقت ایسی شادی کا پتا دیتی ہے جو ایک ایسے شخص سے طے پاتی ہے جو

Scanned with CamScanner

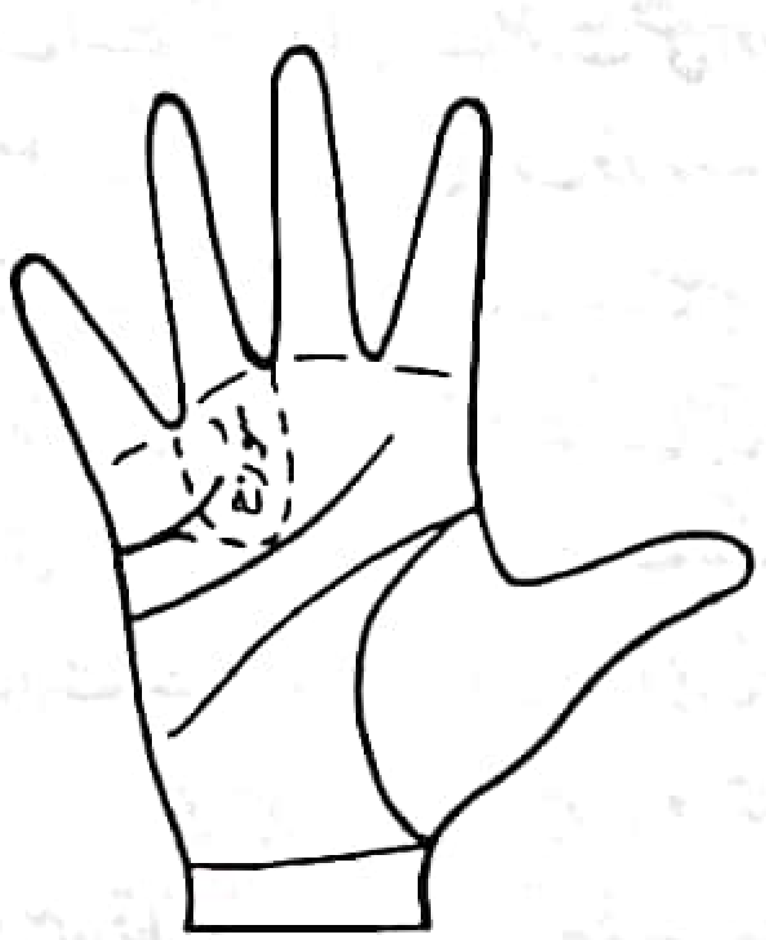

(۱۱)

دُنیوی اعتبار سے بلند مرتبہ، صاحبِ وقار اور بختِ تاباں سے بہرہ وَر ہوتا ہے۔ نیز ایسے افراد کی ازدواجی اور نجی زندگی پُربہار مسرّتوں کا خزینہ ثابت ہوتی ہے۔ لمحۂ نکاح ہی سے صاحبِ نشان کی قسمت کا ستارہ یوں چمک اُٹھتا ہے کہ معمولی حالت سے وہ یکایک بلند مقام، عزّت، وقار غرض کہ سبھی قابلِ رشک خوبیوں سے مالا مال ہو جاتا ہے اور معاشرے میں عزّت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔

شادی کی لکیر واضح نقش ہو اور بُدھ کے اُبھار کو سلامتی کے ساتھ عبُور کرتی، قوس بناتی ہُوئی اُوپر کی جانب صعود کرے، اس طرح کہ کامیابی کی لکیر میں یوں داخل ہو جائے کہ دونوں مل کر ایک ہی خطِ محکم کی طرح تیسری اُنگلی کے تحتانی حصے میں، جسے سُورج کا اُبھار کہتے ہیں، پُہنچ جائے تو یہ بھی بے مثال نشانی ہے (شکل نمبر ۱۲)۔

(۱۲)

ایسی شادی کی لکیر بتاتی ہے کہ صاحبِ نشان کی شادی ایسے فرد سے ہوگی جو مال دار، بارسوخ اور باوقار ہوگا۔ بہر حال اس شادی سے عرُوج و مرتبۂ بلند ملتا ہے۔ زوجین میں ایک خاص نوع کی باہمدگر جاذبیت ہوتی ہے اور وہ ایک دُوسرے کو آگے بڑھانے میں دل و جان سے کوشاں رہتے ہیں۔ ان کا شیوہ وفا، خلوص اور دلی احترام کے محکم اثرات سے مرتّب ہوتا ہے۔ ایسے جوڑے مل جل کر بیحد شاداب زندگی گزارتے ہیں اور لوگ ان کی ایثار پیشگی کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ وہ

دُکھ سُکھ میں ایک دُوسرے کو ایسا سہارا دیتے ہیں کہ اس کا غیرمرئی تأثر زندگی بخش ثابت ہوتا ہے۔ وہ شعوری اور لاشعوری ہر دو طریقوں سے ایک دُوسرے کی خوشی، اقبال مندی اور بہتری کے لیے ہمہ اوقات مستعد ہوتے ہیں۔ وہ کبھی شریکِ حیات کی بُرائی نہیں کرتے بلکہ ایک غیر معمولی غرور کے ساتھ اپنی خوش بختی کا پہلُو دُوسروں پر یُوں واضح کرتے ہیں کہ اس میں ہمسفرِ حیات کی پرستش کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔

ان افراد میں ایک فطری کمزوری بھی ہوتی ہے۔ انھیں اپنی ازدواجی زندگی پر اس قدر ناز ہوتا ہے کہ اس کے بیان میں وہ مبالغے سے کام لینے سے دریغ نہیں کرتے۔ اس کی وجہ سے گرد و پیش کے لوگ ان سے جلنے لگتے ہیں۔ انھیں غرور و تمکنت کے بیّن اظہار سے احتراز لازم ہے۔ خُدا نے انھیں بخت آوری سے نوازا ہوتا ہے اور انھیں دُوسروں کو اپنی عظمت و شادمانی کے غرہ سے دُکھ پُہنچانے کا قطعی حق نہیں۔ بہرکیف یہ ان کی بشریّت کا تقاضا ہے اور جو لوگ اس رمز کو پا لیتے ہیں وہ ان کی تعلّی سے زیادہ متاثّر نہیں ہوتے۔

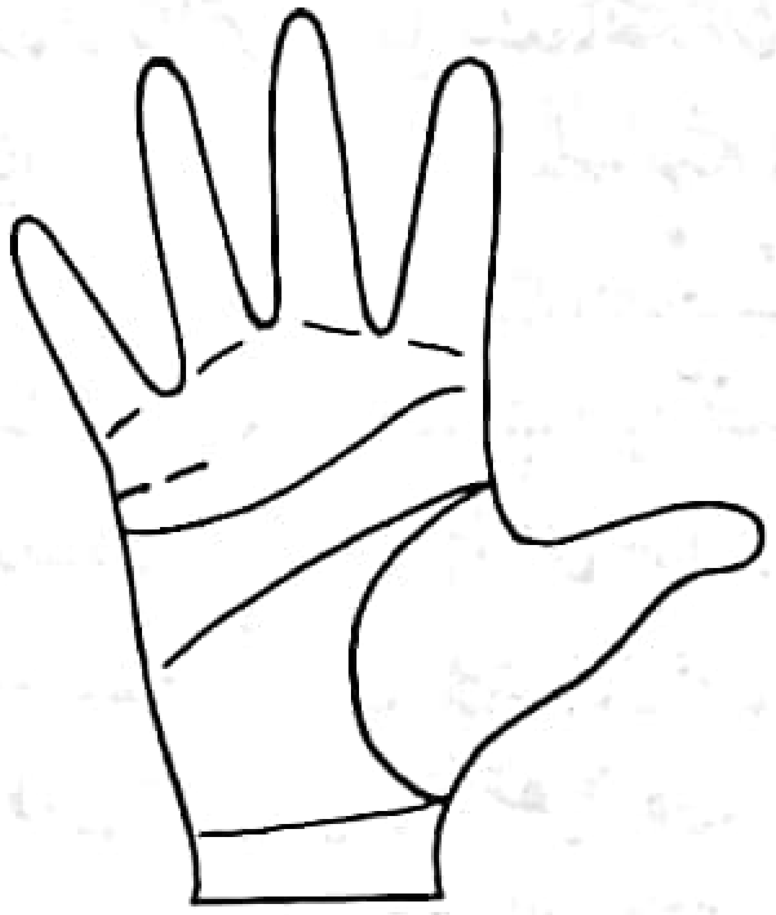

(۱۳)

شادی کی لکیر اگر سالم چلے مگر تھوڑے فاصلے پر پُہنچ کر اس میں رخنہ پڑ جائے اور وہ شکستہ نظر آئے تو اس کا نہایت غائر نظر سے دیکھنا لازم ہے (شکل نمبر ۱۳)۔

جہاں شادی کی لکیر میں رخنہ پڑ جائے اور وہ ٹُوٹی ہُوئی دکھائی دے تو اس سے قبل زن و مرد کے تعلّقات میں قابلِ اعتماد تعلّق قائم رہتا ہے لیکن شکستہ مقام پر پہنچتے ہی یہ مراسم اچانک اور یکایک خراب ہو جاتے ہیں اور علیحدگی کے سوا چارہ کار نہیں ہوتا۔ ایسی شکستہ لکیر بعض اوقات جنسِ مخالف کی جنسی بے راہ روی، کوتاہی اور بے وفائی ایسے عمل اور حالت سے تعلّقات کے اختتام کا پتا دیتی ہے کہ جس کا مداوا آسان نہیں ہوتا۔ لاکھ کوششیں کی جائیں باہمدگر رجُوع کے امکانات کالعدم ہو جاتے

ہیں اور بالآخر ایسی شادی مکمل علیحدگی یا طلاق پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

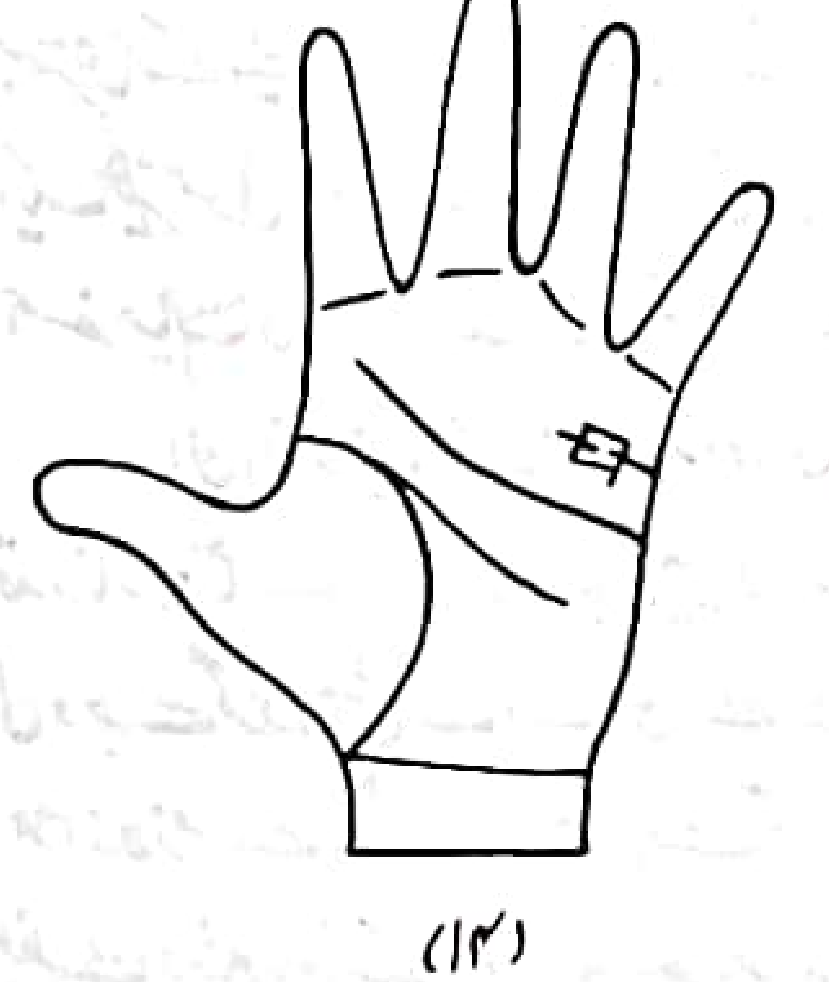

(۱۴)

اگر شادی کی لکیر ٹوٹ جائے اور شکستہ خلا پر ایک واضح مستطیل یا چوکور کی علامت محیط ہو تو یہ بڑی حد تک اطمینان بخش صورت ہوتی ہے (شکل نمبر ۱۴)۔

ہر چند کہ شکستہ مقام پر پہنچ کر باہمد گر جدائی، نفاق اور معاندانہ عناصر اُبھر آئیں اور زوجین میں ایک نوع کی ذہنی اور جسمانی طلاق یا کامل علیحدگی کی صورت میں ظہور پذیر ہوں، خدا کی قدرت سے ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ نازک مرحلہ ٹل جاتا ہے۔ عین عالمِ اذیت میں کہیں سے حفظِ الٰہی اور مشیتِ ایزدی کار فرما ہوتی ہے، اور باہمد گر خلوص اور پیار کے ساتھ رجوع کے باعث دلوں کے غبار چھٹ جاتے ہیں۔ میاں بیوی ابتلا کے دور سے گزر کر شادمان زندگی بسر کرنے لگتے ہیں۔

(۱۵)

اگر شادی کی لکیر بیچ میں یوں ٹوٹے کہ شکستہ سرے مقامِ خلا کے نیچے اُوپر اتنے لمبے اور صاف ہوں کہ گویا دو متوازی خطوط اس کا احاطہ کیے ہوں تو یہ بھی نہایت ہی غیر معمولی حالات کی طرف اشارہ کرتی ہے (شکل نمبر ۱۵)۔

زوجین میں شکستہ مقام پر پہنچتے ہی سخت بد مزگی، معاندت اور جدائی ہو جاتی ہے۔ بایں ہمہ وہ قطعی طور پر طلاق پر آمادہ نہیں ہو پاتے۔ ان کے باطن میں ایک خاص نوع کا خلفشار پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے لیے ترس جاتے ہیں۔ احباب و اقربا ان کی اضطرابی

کیفیت اور غم و پریشانی کا احساس کرنے میں حق بجانب ہوتے ہیں۔ ان کا دُکھ دیکھا نہیں جا سکتا اور کوئی نہ کوئی مصالحت کی کوشش شروع کر دیتا ہے۔ زوجین بظاہر غم و غصّے کے باوصف دل سے قُرب کے خواہاں ہو جاتے ہیں، بڑی کش مکش، سعی و مدارا کے بعد معاملہ صاف ہو جاتا ہے، دلوں کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں اور زوجین پھر سے قُرب حاصل کر لیتے ہیں۔ ازدواجی زندگی دوبارہ خلوص و احساسِ وفا کے ساتھ آغاز کرتی ہے اور پھر تا مینِ حیات برقرار رہتی ہے۔

ایسی شکستہ لکیر کے ہوتے ہوئے لازم ہے کہ صاحبِ نشان شادی کے خوشگوار ایّام کے دوران اپنی کوتاہیوں اور خوبیوں کا ژرف نگاہی سے جائزہ لے اور شریکِ حیات کی ضرورتوں اور اپنی خامیوں کے ردِّ عمل کا باشعور احساس کرنے کی سعی کرے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جب مرحلۂ نازک آ پہنچے گا تو ان سقیم عناصر کے اندفاع میں اعانت حاصل ہوگی، مصالحت کرانے والوں کے کام میں آسانیاں پیدا ہو سکیں گی اور دُکھ کم ہوگا اگر اپنے اور شریکِ حیات کے اعمال و کردار کا گہرا مطالعہ نہ کیا جائے گا تو اڑے وقت میں ہر بُرائی بہت بڑی نظر آنے لگے گی اور قوتِ امتیاز اور اعتدال میں خلل پیدا ہو جائے گا، غم و غصّہ غیر معتدل صورت اختیار کر لے گا اور ندامت کا احساس مدّتوں رہے گا۔

(۱۶)

شادی کی لکیر سالم اور گہری نظر آئے مگر چھوٹی اُنگلی کی جانب سے ایک دبیز اور قوی خط اس کو کاٹ دے تو یہ اچھی علامت نہیں (شکل نمبر ۱۶)۔ ایسی شادی کی بات چیت شروع ہوتے ہی جانبین کے اقربا یا دُوسرے غرض مند افراد اس رشتے کے راستے میں روڑے اٹکانے شروع کر دیتے ہیں اور کوئی نہ کوئی ایسی ناقابل اندفاع شکایت، خرابی یا رکاوٹ درپیش ہوتی ہے کہ نکاح ہونے کے امکانات بہت ہی خفیف ہو جاتے ہیں۔ بالعموم ایسی مخالفانہ روش

عزیزوں ہی سے متعلق ہوتی ہے اور دیکھا گیا ہے کہ اگرچہ منسوبین میں دلی رغبت بھی ہوتی ہے اور باہمی رضامندی بھی مگر ان کی آرزوئیں پروان نہیں چڑھ سکتیں۔ ایسے رشتے کے ٹوٹ جانے سے دلوں میں بہت درد محسوس ہوتا ہے اور وہ افراد جو اس رشتے کی کامیابی میں سدِراہ کا کام کرتے ہیں ان سے حاملِ نشان عمر بھر کے لیے بدگمان ہو جاتا ہے اور دل سے کم ہی معاف کر سکتا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ ایسی ناموزوں حرکت قابلِ مذمت ہوتی ہے۔ لڑکی لڑکے کا اس میں کوئی قصور نہیں ہوتا اور نہ ہی ان میں ایسی جسمانی یا اخلاقی خرابیاں پائی ہیں کہ رشتہ ناقابلِ قبول سمجھا جائے۔

شادی کی لکیر پر چھوٹی اُنگلی کی جانب سے پتلی پتلی سالم لکیریں عمود کی طرح واقع ہوں اور ہر خط صاف ستھرا ہو تو یہ دُوسرے مفہوم کا حامل ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۷)۔ یہ لکیریں کی نشان دہی کرتی ہیں۔

(۱۷)

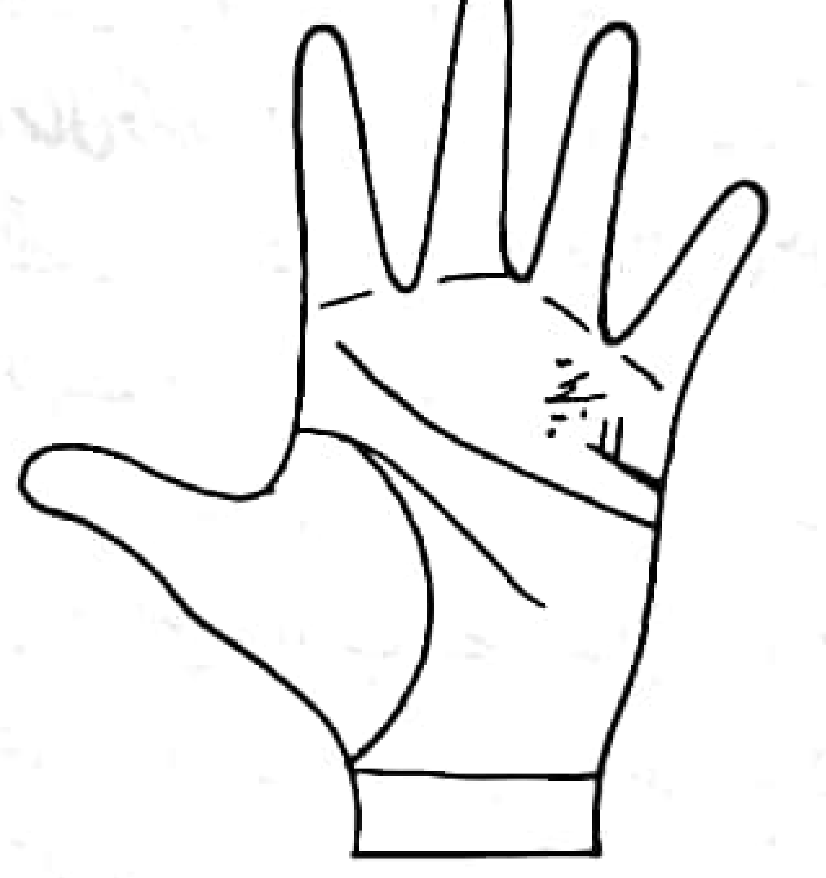

(۱۸)

شادی کی نمایاں لکیر سے متصل ایسی پتلی اور استادہ ہر لکیر امکانی اولاد کی نشانی ہے۔ جتنی ایسی صاف و سالم لکیریں دکھائی دیں گی اتنے ہی بچے ممکن ہیں (شکل نمبر ۱۸)۔

جو عمودی لکیریں دبیز اور جاندار دکھائی دیں وہ اولادِ نرینہ کی شاہد ہیں۔ پتلی صاف لکیریں لڑکیوں کی پیدائش کی طرف اشارہ کرتی ہیں (شکل نمبر ۱۹)

(۱۹)

(۲۰)

اولاد کی لکیر اگر پھٹی ہوئی ہو یا اس میں جزیرے کا نشان ہو تو حمل کے اسقاط کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ایسا بچّہ بالعموم پیدائش کے مرحلے تک کم ہی پہنچ پاتا ہے (شکل نمبر ۲۰)۔

بعض ہاتھوں میں ایک قوی اولاد کی لکیر شادی کی لکیر سے متصل ہو کر ذرا اُوپر بڑھتے ہی واضح دو شاخہ ہو جاتی ہے (شکل نمبر ۲۱)۔ ایسی اولاد کی لکیر یہ حقیقت بتاتی ہے کہ توأم بچے پیدا ہوں گے اگر دونوں شاخیں یکساں دبیز ہوں تو دو لڑکے ہوں گے اور اگر دونوں

(۲۱)

(۲۲)

یکساں پتلے ہوں گے تو دو لڑکیاں ہوں گی ۔

اگر ایک شاخ دُوسری سے کہیں دبیز تر اور واضح تر ہو تو وہ لڑکے کا پتا دے گی ۔ دُوسری پتلی شاخ لڑکی کی پیدائش کی آئینہ دار ہوتی ہے (شکل نمبر ۲۲) ۔

(۲۳)

(۲۴)

شادی کی لکیر اگر سالم شروع ہو کر عین اس کے وسط میں ایک واضح جزیرے کا نشان نظر آئے تو یہ منحوس علامت ہے (شکل نمبر ۲۳) ۔

ایسی نشانی دلی اذیت، فریب اور بے وفائی کا پتا دیتی ہے ۔ اس کے حامل کا شریکِ حیات کسی دُوسرے فردِ جنسِ مخالف سے ناجائز تعلقات پیدا کر لیتا ہے اور لذتِ گناہ سے پرہیز کی طرف قطعاً مائل نہیں ہوتا ۔ اس کی اطلاع اس کے گھر والوں کو مل جاتی ہے مگر وہ بے حد بے حیائی سے کام لیتا ہے اور بجائے ندامت محسوس کرنے کے اپنی جنسی فتح مندی پر مجرمانہ تفاخُر سے اور بھی دلوں کو دکھاتا ہے ۔ وہ ڈھٹائی کے ساتھ ایسے جنسی جنگل میں پھنس جاتا ہے کہ اس کو سُدھ بُدھ ہی نہیں رہتی ۔ اور یہی نہیں، وہ طلاق پر بھی آمادہ نہیں ہوتا لیکن مظلوم شریکِ حیات سب کچھ برداشت کرنے کے باوجود وفا کا دامن نہیں چھوڑتا ۔

شادی کی لکیر میں مسلسل جزیرے بھی دکھائی دیتے ہیں ۔ یہ اور بھی زیادہ منحوس اور درحقیقت خطرناک نشانیاں ہیں (شکل نمبر ۲۴) ۔ ایسے شخص کا شریکِ حیات فحاشی اور بے وفائی کا دلدادہ ہوتا ہے ۔ وہ جنسی لذّت

کا اس قدر غلام ہوتا ہے کہ وہ قحبہ خانوں، بدکردار لوگوں اور ایسے افراد کی مُدام تلاش میں لگا رہتا ہے جن سے اپنی جنسی بھُوک رفع کر سکے ۔ اسے کسی شخص سے بھی ربط و خلوص نہیں ہوتا ۔ جب تک کسی فرد سے اس کی تسکینِ جنسی ہو سکتی ہے، ملتا رہتا ہے مگر اِدھر اُدھر نظارہ بازی سے بھی باز نہیں آتا ۔ ایسا مرد بدکردار اور ایسی عورت فاحشہ ہوتی ہے ۔ یہ بے شمار شریف لوگوں اور خاندانوں کو تکلیف پہنچانے کے باوجود اپنی روش پر یوں چلتے جاتے ہیں جیسے کچھ ہُوا ہی نہیں ۔

جزیروں کا ایسا تسلسل مردانہ ہاتھوں میں اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ اس کی بیوی فحاشی کے باعث ناکارہ اور عمر سے بہت قبل بُوڑھی ہو جائے گی ۔ اس کے حُسن و جمال اور جنسی جاذبیت میں یوں کمی ہو جاتی ہے کہ لوگ اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے ۔

ایسی جزیروں والی شادی کی لکیر اگر عورت کے ہاتھوں میں نظر آئے تو اس کا میاں پرلے درجے کا زانی، فحش کار اور رذیل فطرت ہوتا ہے ۔ وہ کسی کی بہو بیٹی کو پاک نگاہ سے دیکھ ہی نہیں سکتا ۔ اس کا مسلسل لذّت کوش رویّہ اسے اس قدر کمزور کر دیتا ہے کہ جوانی کے ایّام میں ہی وہ نامرد ہو جاتا ہے ۔ قوتِ باہ کی دواؤں کے چکّر سے کم ہی نکل سکتا ہے ۔ جب قوتِ مردمی جواب دے جاتی ہے تو اس کی بحالی کے لیے حکیموں اور ماہرینِ جنسیات کے دروازوں پر دستک دیتا ہے مگر خود کردہ را علاجے نیست کے مصداق وہ زندگی کے آخری ایّام بڑی عبرت ناک حالت میں گزارتا ہے ۔ لوگ اس کی بے آبرو زندگی سے متنفّر ہی نہیں ہوتے بلکہ اس کا نام ضرب المثل کے طور پر مُعاشرے میں حرام کاری اور بدکاری کا مترادف گردانا جاتا ہے ۔

اس کے علاوہ مردانہ لذّت کوشی کے دوران وہ مختلف قسم کی جنسی بیماریوں کا بھی شکار ہو جاتا ہے اور اپنے معاشقوں اور رابطوں کے توسط سے شرکائے لذّت کو بھی ان سے نوازتا ہے ۔ الغرض وہ نہ صرف خود تکلیف اُٹھاتا ہے بلکہ اپنی بیماریاں دُوسروں تک بھی پُہنچاتا ہے ۔

شادی کی سالم لمبی اور بے عیب لکیر درحقیقت بہترین گردانی جاتی ہے ۔ جب

اس میں ایک نوع کی تابش بھی دکھائی دے تو سونے پر سہاگے کا کام دیتی ہے۔ ایسی لکیر محکم محبت، باہمہ گرخلوص و جاذبیّت کے علاوہ ثمرورِ ازدواجی زندگی کا طرّۂ امتیاز ہوتی ہے۔ ایسا شخص دل سے پیار کرتا ہے اور بے حد محبوب ہوتا ہے۔ اس کی وفا استوار، خوشیاں مستقل اور زندگی بڑی خوش گوار ہوتی ہے۔

یہ درحقیقت ہر اس خوشی اور محبوبیت کی علامت ہے جس کا تعلق حُسنِ معاملت، جنسی لذّت اور پائیدار شادی کے امور سے ہے (شکل نمبر ۲۵)۔

(۲۵)

قوسِ الہام

یہ لکیر عام نہیں ہے۔ ہر ہاتھ میں نقش نہیں ہوتی۔ مگر بہت سے لوگوں کے ہاتھ دیکھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچنا پڑتا ہے کہ مغربی ممالک کے افراد نقوشِ الہامیہ سے تہی دست ہوتے ہیں اور مشرقی قوموں کے لوگ بہ حیثیتِ مجموعی کسی نہ کسی نوع ایسے نشانات کے حامل ہوتے ہیں جو ان پر زندگی میں کبھی نہ کبھی قوتِ مکاشفہ والہام کے وجود اور ثبوت سے ناقابلِ فراموش تاثرات پیدا کر سکتے ہیں۔ قوسِ الہام اہلِ مشرق کے ہاتھوں میں بلاشبہ مغربی ملکوں کے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ ہی دکھائی دیتی ہے۔

کلائی کی بالائی لکیر سے متصل ایک گوشت کا اُبھار بلند ہونا شروع ہوتا ہے۔ جو ہتھیلی میں بیضوی صورت میں واقع ہوتا ہے اور ہتھیلی کی بیرونی ڈھلان کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا کفِ دست کے وسط میں اُٹھتا ہوا اس مقام پر ختم ہوتا ہے جو دماغ کی لکیر کے کم و بیش متوازی ہے۔ یہ چاند کا اُبھار ہے۔

یہ تخیل، رومان، روحانیت غرضیکہ کردار کے ایسے پہلوؤں سے وابستہ ہے جو زندگی کے نقشے میں رنگ بھر سکتے ہیں۔

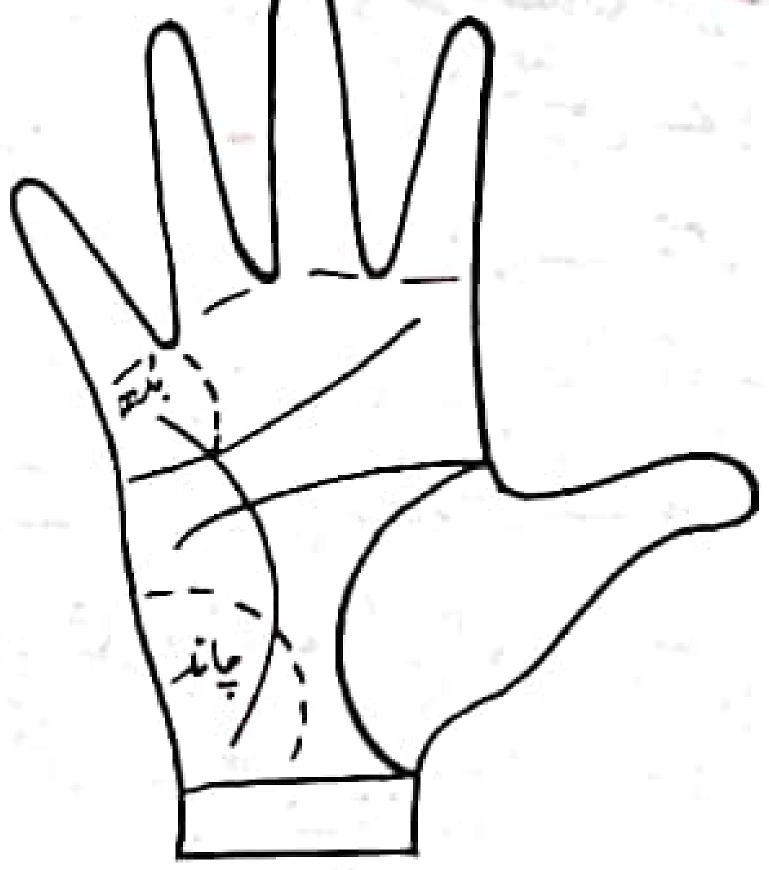

(۱)

چھوٹی اُنگلی کے عین نیچے ایک مختصر مگر واضح اُبھار ہے جو چھوٹی اُنگلی کے تحتانی حدِ فاصل خط اور دل کی لکیر کے مابین واقع ہوتا ہے۔ یہ بدھ کا اُبھار ہے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں پر شادی کی لکیریں نقش ہوتی ہیں۔ یہ

Scanned with CamScanner

طب، سائنس اور جنسیت ایسے اُمور سے وابستہ ہے۔

قوسِ الہام چاند کے اُبھار سے کلائی کے قریبی مقام سے شروع ہوتی ہے اور ہتھیلی کو کمان کی صورت میں عبور کرتی ہُوئی بُدھ کے اُبھار کے علاقے میں چھوٹی اُنگلی کے نیچے پہنچ کر اختتام پذیر ہوتی ہے (شکل نمبر ا)۔

جب یہ قوس نما لکیر گہری واضح اور بے عیب دکھائی دے تو یہ نفاستِ احساس، ثمر آگیں تصوّر اور فکر و نظر کی صفائی اور سلامتی کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔ اس کے حامل کے باطن میں ایک خاص نوع کی فطری صلاحیت ہوتی ہے جو اسے آنے والے واقعات و حالات کے بارے میں الہامیہ انداز میں آگاہی کے اشاروں سے مالا مال کرتی رہتی ہے۔

اس کے حامل کو عالمِ خواب میں بالخصوص آیندہ کے واقعات کا علم ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات وہ مستقبل کے وقوعات و حادثات کو تصویرِ رواں کی طرح دیکھتا ہے اور عملی زندگی میں انھیں کم و بیش اپنے خوابوں کے مطابق صحیح اور دُرست پاتا ہے۔ نیز اسے تعبیرِ خواب کے سلسلے میں بھی کافی استعداد حاصل ہوتی ہے۔ نامعلوم چیزوں، افراد، حالات وغیرہ کے متعلق اسے فی البدیہ احساس ہو جاتا ہے جنھیں بعد کے واقعات دُرست ثابت کرتے ہیں۔ درحقیقت اس میں صحیح پیش گوئی کی اچھی صلاحیت ہوتی ہے۔

اگر اس فطری صلاحیت کی تربیت کی جائے اور کسی اچھے راہنما کے زیرِ ہدایت اسے اُجاگر کیا جائے تو ایسا شخص مستقبل کے بارے میں اچھی اور قابلِ اعتماد پیش گوئیاں کر سکتا ہے۔ لیکن یہ کوئی سچی رُوحانی شے نہیں ہے۔ بعض افراد جن کے ہاتھوں میں قوسِ الہام پائی جاتی ہے عام طور پر بزعمِ خویش اعلیٰ رُوحانی مقامات پر رسائی کے دعویدار بھی ہونے سے گریز نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے اندر اسی قسم کی قوّت و صلاحیت ہوتی ہے جیسے شاعر، نقاش اور انشا پرداز کے باطن میں۔ یہ ایک ذہنی استعداد ہے اور اس کی تربیت اچھے نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ جب یہ باقاعدہ تربیت یافتہ نہ ہو تو اس کے شاذ و نادر ظہور سے سُننے والوں میں حیرت و استعجاب کا احساس تو پیدا ہو سکتا ہے مگر اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہوتی۔

یورپ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو باقاعدہ اس کی تربیت اور ترویج میں شب و روز

مشغول ہیں اور اس کا کاروبار کرتے ہیں۔ ان کے ادارے بھی ہیں اور تعلیم گاہیں بھی۔ زیادہ تر ایسے لوگ کشفِ سمعی اور کشفِ نظری کے حصول کی طرف مائل ہیں۔ کاروباری نقطۂ نظر سے فرانس، جرمنی، انگلستان، کینیڈا اور امریکا میں اس کام سے اچھی خاصی روزی کمائی جا سکتی ہے۔

قوسِ الہام کا تعلق رُشد و ہدایت سے نہیں اور نہ ہی مرشدانِ کامل یا اولیائے کرام کے اعجازِ حق بینی و مستقبل شناسی سے اس کا کوئی واسطہ ہے۔ یہ سفلی ہے اور عالمِ رُوح میں اس کی رسائی محالات سے ہے۔ البتہ عالمِ مثالی سے اس صلاحیّت سے رابطہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔ ایسا شخص مرموز اور مخفیہ علوم کی طرف طبعاً مائل ہوتا ہے اور سعی و تلاش سے کسی نہ کسی علمِ مخفی کے رموز کی تفہیم و استعمال میں اچھی خاصی عملی صلاحیت پیدا کر سکتا ہے۔ یہ دراصل اس احساس کو فروغ دے سکتی ہے جو آیندہ کے بارے میں آثار و نشانات کی سچّی ترجمانی میں اعانت کر سکتا ہے۔ علمِ نجوم و دست شناسی، علمِ جفر، علمِ رمل، تعبیرِ خواب، کسی بھی شعبۂ مرموز میں قوسِ الہام کا بے عیب وجُود بہت ہی مُعاون ثابت ہو سکتا ہے اور صاحبِ قوس کی نام، عزّت اور خوش معاش زندگی کے حصُول کی راہ میں نہ صرف معاونت کرتا بلکہ اُونچے زینے پر لے جا سکتا ہے۔

یہی نہیں قوسِ الہام کے ہوتے ہُوئے علم و ادب سے دلی شغف ہوتا ہے۔ تحریر و تقریر کی صلاحیّت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ جب طبیعت روانی پر ہو تو خطابت و انشا کے جوہر چمک اُٹھتے ہیں۔ ایسا شخص الفاظ کے در و بست سے افسوں پھُونک سکتا ہے۔ اس کی قوّتِ بیان بلاشبہ اثر انگیز ہوتی ہے۔ اسے تحقیقِ علمی کا بھی گہرا شوق ہوتا ہے۔ بالعموم عمدہ قوسِ الہام ایسے دانشوروں کے ہاتھوں میں نقش ہوتی ہے جو رموزِ حیات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ اعلیٰ درجے کے مُدرّس و اساتذہ کے ہاتھوں میں بھی ایسی ہی لکیر ہوتی ہے۔ نیز خطیب، سیاست دان، مقرر حضرات کی زندگی میں اُبھرنے اور نام پیدا کرنے میں بے مثال اعانت کرتی ہے۔

جب قوسِ الہام چاند کے اُبھار کے بالائی حصّے سے شروع ہو یا کلائی کی بالائی لکیر اور دماغ کی لکیر کے مابین وسطی حصّے سے یا دماغ کی لکیر کے قریب تر اُبھار کے علاقے سے تو ایسے شخص کو اپنی الہامی قوّت پر کافی حد تک قابو ہوتا ہے۔ وہ درحقیقت اپنے

Scanned with CamScanner

باطن میں ایک ضبط اور قوتِ ارادی لیے ہوئے ہوتا ہے اور اپنی حسِ مکاشفہ کو ضابطے میں رکھتا ہے ۔ اس پر نہ حال طاری ہوسکتا ہے اور نہ ہی وہ کسی باطنی واردات کے دوران مجذوبانہ باتیں کرنے کی طرف مائل ہوسکتا ہے ۔ وہ مسلکِ ضبط کا حامی ہوتا ہے ، اپنی استعدادِ مستقبل شناسی کو اچھی طرح سے تربیت دیتا ہے اور ایک عمل پسند طبیب کی طرح معاینہ و تحقیق کے بغیر اپنے احکام کا اظہار نہیں کرتا (شکل نمبر۲)۔

(۲)

ایسی قوسِ الہام کے حامل میں لوگوں کو قوتِ نگاہ سے مسخر کرنے کی فطری طاقت ہوتی ہے ۔ اس میں تنویم سازی کی اچھی صلاحیت ہوتی ہے ۔ نیز ایسا شخص کامیاب بیرسٹر بھی بن سکتا ہے ۔ درحقیقت وہ فطرتاً قوتِ تسخیر سے بہرہ ور ہوتا ہے اور اپنی نگاہ و زبان سے لوگوں کے قلوب پر زبردست اثر ڈال سکتا ہے ۔

بعض اوقات قوسِ الہام منگل کے منفی اُبھار سے بھی شروع ہوتی ہے ۔ یہ پُرگوشت حصۂ ہتھیلی کے بیرونی جانب دماغ اور دل کی لکیروں کے مابین واقع ہے ۔ جب یہاں سے نمودار ہو کر یہ واضح اور بے عیب اپنے فطری مقامِ اختتام پر پہنچ جائے تو یہ غیر معمولی کردار کا پتا دیتی ہے (شکل نمبر۳)۔

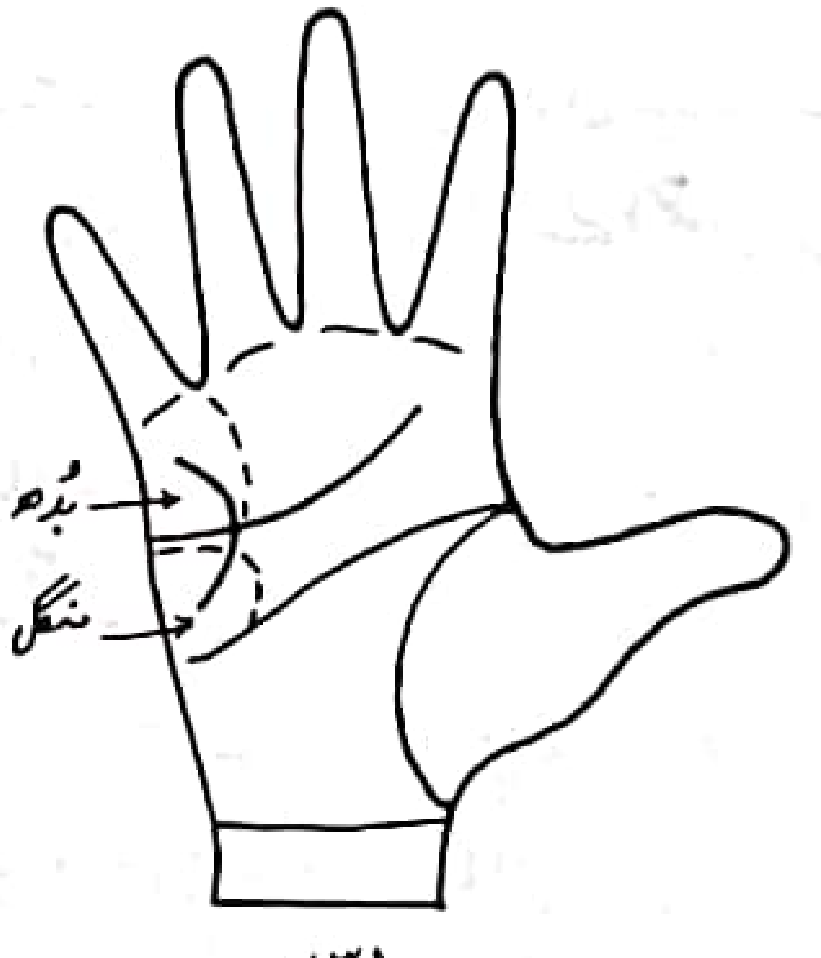

(۳)

یہ بے حد حساس طبیعت اور ناقابلِ ضبط قوتِ تخیل کی آئینہ دار ہے ۔ ایسے شخص کے احساسات و خیالات میں ایک نوع کی شدید بے راہ روی اور بے چینی ہوتی ہے ۔ وہ اپنے

احساس و تخیل کا غلام ہوتا ہے اور بالعموم اس کے اعمال و کردار سے اعتدال کی کمی کا واضح احساس ہوتا ہے ۔ اگر وہ اپنے تخیلات و جذبات پر قابو رکھ سکے تو کسی حد تک جنونی انسان بن جاتا ہے ۔ اسے مستقبل اور احباب کے بارے میں ایسے آنے والے واقعات و آثار کا غیر شعوری طور پر اچانک علم و اشارہ ہوجاتا ہے جو نہایت ہی خوف ناک ، بھیانک اور مصائب سے بھرپور ہوتے ہیں ۔ اگرچہ اس کے خواب اور خلجان آور مکاشفے دُرست ہی ہوتے ہیں ، مگر وہ بالعموم خراب ہی حالات کا وقوف کرپاتا ہے ۔ مہلک حادثات ، مالی نقصان ، شدید تکلیف و بیماری وغیرہ نوع کے احساسات اسے آیندہ کے بارے میں پریشان کرتے رہتے ہیں اور بعض اوقات اس کا تیز احساس اور جذباتی تخیل ان آنے والے واقعات میں خطرناک رنگ آمیزی کے باعث اس کی اپنی اور اقربا کی نیندیں حرام کردیتا ہے ۔

ایسے شخص کو اپنے تخیل اور احساس کو کسی نہ کسی طریقے سے ضابطے میں رکھنے کی اشد ضرورت ہے ورنہ اس کا دماغ چل جائے گا ۔ وہ دُوسروں کے بارے میں آنے والے دردناک حادثات کا صحیح تعین کرکے عجیب و غریب دہشت پھیلا سکتا ہے ۔ لوگ اس سے ڈرنے لگتے ہیں اور کم آگاہ تو یہی تصور کرتے ہیں کہ اس کے پاس کوئی بدرُوح ہے جو اسے آنے والے خراب حالات کا پتا دیتی ہے ۔ یوں ایسا انسان بڑا ہی دُکھ اُٹھاتا ہے ۔ اسے نہ تو آرام نصیب ہوسکتا ہے اور نہ ہی چین کی نیند ۔ وہ مدام ہراساں اور پریشان ہی رہتا ہے مگر اپنی اس خراب صلاحیت پر قابو پانے کی کوشش نہیں کرتا ۔ مجاہدہ و مراقبہ سے ایسی خراب مستقبل بینی پر قابو پایا جاسکتا ہے اور ذکر و روزہ بھی اس سلسلے میں بہت معاون ثابت ہوتے ہیں ۔

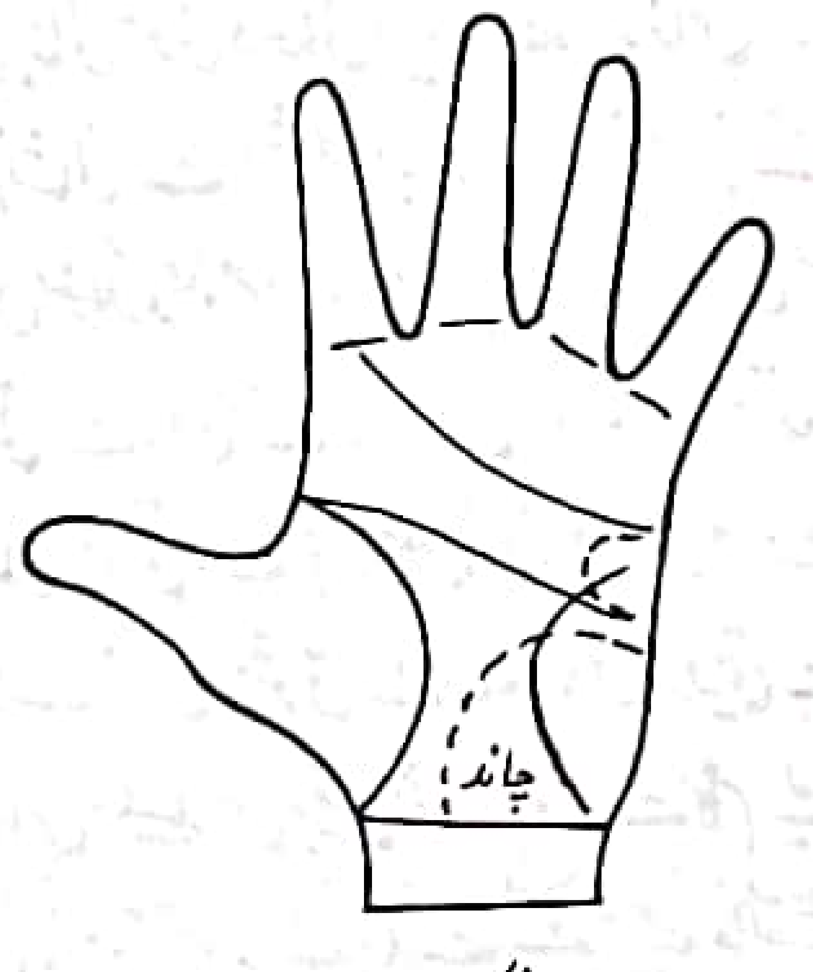

(۴)

اگر قوسِ الہام اپنے فطری مقام یعنی چاند کے اُبھار سے شروع ہو اور کمان کی صورت میں نقش ہو مگر منگل کے منفی اُبھار میں پہنچ کر ختم

ہو جائے تو یہ غیر معمولی داخلی طاقت کی آئینہ دار ہوتی ہے (شکل نمبر ۴)۔

ایسے انسان میں بلا کا ضبط و تحمل ہوتا ہے۔ وہ اپنے تخیل اور احساس پر یُوں قابض ہوتا ہے کہ جس طرف چاہے ان کی باگ موڑ سکتا ہے۔ اس میں مستقبل بینی کی بڑی نمایاں صلاحیت بھی ہوتی ہے۔ نیز اس کی نگاہ میں جادُو، زبان میں تسخیر اور اندازِ فکر و عمل میں بلا کی جاذبیّت ہوتی ہے۔ ایسا شخص پیدائشی طور پر ساحرانہ صلاحیتیں رکھتا ہے اور بڑا ہی کامیاب ہپناٹسٹ بن سکتا ہے۔ پُرانے زمانے کے سادھو فقیر اس قوت سے آشنا ہُوا کرتے تھے اور بالعموم اس خُوبی سے لوگوں کی خدمت کرتے تھے۔

اس میں قطعی شبہ نہیں کہ ایسے افراد میں لوگوں کے اذہان کو متاثر کرنے کی بے پناہ استعداد ہوتی ہے اور مُعاشرے میں ہر شخص ان کی شخصیت سے خم کھاتا ہے اور وہ جہاں کہیں جائیں لوگ ان کے مرعُوب کُن تاثر سے غیر شعوری طور پر مسخّر ہو جاتے ہیں۔ ایسا شخص بڑا ہی کامیاب ذہنی امراض کا معالج ثابت ہو سکتا ہے اور بالعمُوم ایسے کاموں میں دیکھا جاتا ہے جہاں ذہنِ انسانی پر غیر معمُولی تاثر کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۵)

بعض ہاتھوں میں قوسِ الہام قسمت اور دماغ کی لکیروں سے مل کر ایک واضح تکون بھی بناتی ہُوئی دکھائی دیتی ہے۔ یہ خاص اور اہم نشانی ہے (شکل نمبر ۵)۔ اس نشانی کے حامل افراد کو علومِ مرموز میں غیر معمولی دسترس حاصل ہوتی ہے۔ ان کے باطن میں وہ فطری استعداد پنہاں ہوتی ہے جو انھیں مخفی علوم کی طرف بڑے ذوق و شوق کے ساتھ مائل کر دیتی ہے۔ وہ اس سلسلے میں بڑی تگ و دو سے کام لیتے ہیں، رموزِ مخفیہ کے جاننے کے لیے جانفشانی سے تحقیق کرتے اور پیش گوئی کے فن میں کمال حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کی باطنی صلاحیتیں کبھی ڈھکی چھپی نہیں رہ سکتیں۔ نیز وہ بلند دماغ،

عالی فکر اور خلاقِ تخیل سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

زندگی کے کاروبار میں ایسے افراد کی الہام نما خوبیاں، احساسِ آیندہ، مستقبل کے بارے میں پیش بینی یوں کارفرما ہوتی ہیں کہ وہ میدانِ حیات میں اپنی فراست و دانائی سے بہُت آگے بڑھ جاتے ہیں۔ وہ ایسے منصوبے سوچتے ہیں جن کی کامیابی حتمی ہوتی ہے۔ ایسے افراد سے رابطے استوار کرتے ہیں جن کو وہ سدا کارآمد پاتے ہیں اور ہر اُس معاملے، فرد یا جگہ سے گریز کرتے ہیں جن کے بارے میں انھیں بدگمانی یا نقص کا اندیشہ ہو۔ ایسا شخص محض سرسری سعی و کاوش سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنی قوّتِ الہامیہ کو نہایت سنجیدگی اور چابکدستی سے اُبھارتا ہے اور کسی نہ کسی فنِ مرموز پر ماہرانہ دستگاہ حاصل کیے بغیر دم نہیں لیتا۔ یہی نہیں وہ اپنے علم اور رمز شناسی سے کماحقہٗ استفادہ کرتا ہے اور دُنیا میں کامیابی اور نام پیدا کرتا ہے۔ لوگ اس کا احترام کرتے ہیں اور صلاح و مشورہ کے لیے عقیدت مندانہ رجُوع کرتے ہیں۔

(۶)

بعض ہاتھوں میں قوسِ الہام موجِ دریا کی طرح ٹیڑھی ہوتی ہے۔ اس میں کمان کی صُورت نہیں ہوتی بلکہ اپنی روش کے دوران ناہموار، موٹی پتلی اُوپر نیچے ہو کر چلتی ہے (شکل نمبر ۶)۔ یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ ایسے شخص کے مزاج و کردار میں عجیب قسم کی ٹیڑھ ہوتی ہے۔ نہ اس کا ذوق سلیم ہوتا ہے اور نہ ہی فطرت بے عیب۔ وہ شکّی مزاج، بدفطرت اور بدگمان طبع ہوتا ہے۔ کسی پر اسے اعتماد ہی نہیں ہوتا۔ بڑا سنکی ہوتا ہے۔ گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ۔ بے چینی اس کی فطرت میں ہوتی ہے۔ اعصاب کمزور اور خراب ہوتے ہیں۔ اسے اطمینانِ خاطر نصیب ہی نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کا قُرب محض خلجان و خلفشار ہی پیدا کر سکتا ہے۔ ایسے شخص کو مسرّت کم ہی نصیب ہوتی ہے۔ لوگ اس سے

Scanned with CamScanner

کوسوں دُور بھاگتے ہیں، اس سے گھبراتے بھی ہیں اور اس کے مزاج کی اُونچ نیچ سے بہُت ہراس محسوس کرتے ہیں۔

جب قوسِ الہام اپنے فطری مقام پر ایک واضح اور سالم جزیرے سے آغاز کرے اور تمام تر عمدگی کے ساتھ بُدھ کے اُبھار میں جا کر اختتام پذیر ہو تو یہ بہُت ہی معنی خیز علامت ہے (شکل نمبر ۷)۔ ایسی لکیر کشفِ بصری کی حتمی دلیل ہے۔ اس کا حامل وہ دیدۂ بینا رکھتا ہے جو آنے والے واقعات و کوائف دیکھ سکتا ہے۔ اس کی دُور اندیشی اور پیش بینی اعلیٰ پائے کی ہوتی ہے اور فی الحقیقت وہ گویا اندرونی آنکھ سے آیندہ کے حالات دیکھ لیتا ہے۔

اس علامت کے ہوتے ہُوئے ایک خطرہ بھی ہوتا ہے۔ ایسا شخص نیند کی حالت میں اِدھر اُدھر چلنے لگتا ہے۔ اسے یہ احساس نہیں ہوتا ہے کہ وہ سو رہا ہے۔ اس کا دیدۂ باطن اگرچہ اسے گزند سے محفوظ رکھنے میں راہنمائی کرتا ہے مگر اسے دُوسرے لوگ عالمِ خواب میں چلتے پھرتے دیکھیں تو خوف یا حیرت میں ڈوب جاتے ہیں۔ بالعموم لوگ اس کو جیتے جاگتے لوگوں کی طرح رواں دواں دیکھ کر اس کی غیر معمولی باطنی قوتوں کے سامنے جُھک جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ وہ صاحبِ باطن نہیں ہوتا بلکہ محض نیند میں چلنے والا ہوتا ہے۔

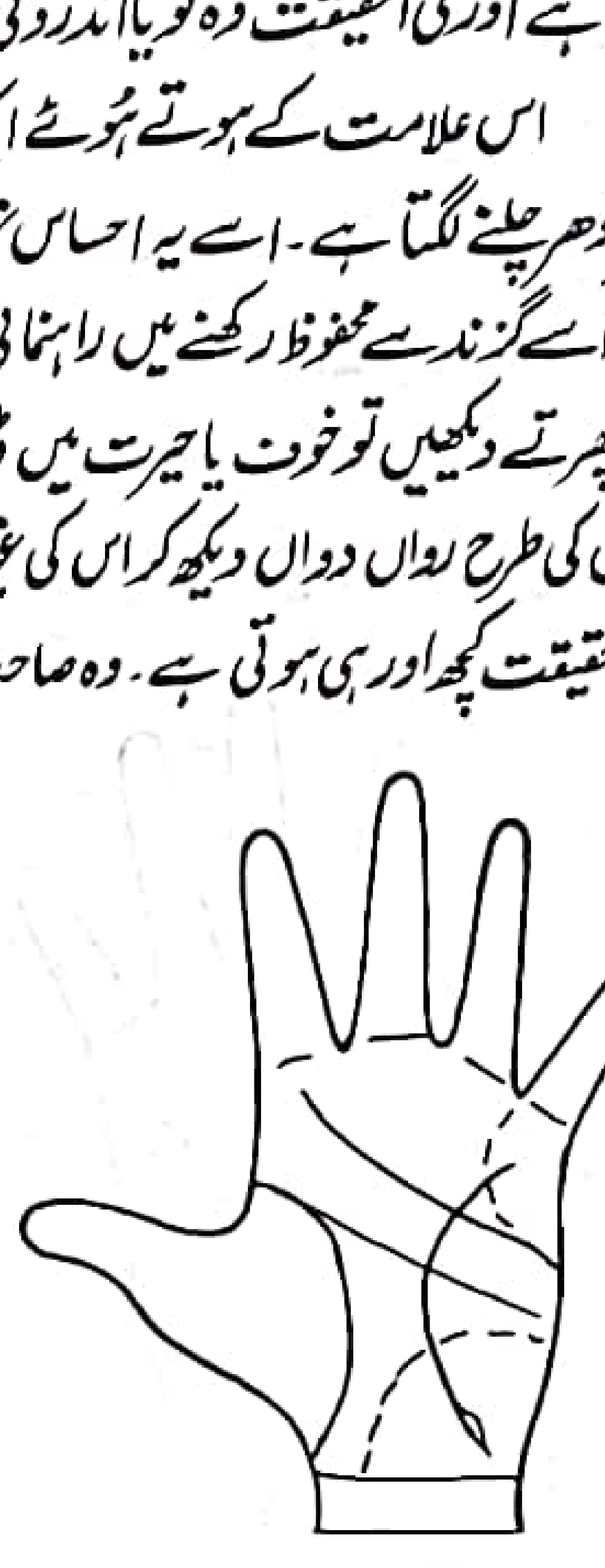
(۷)

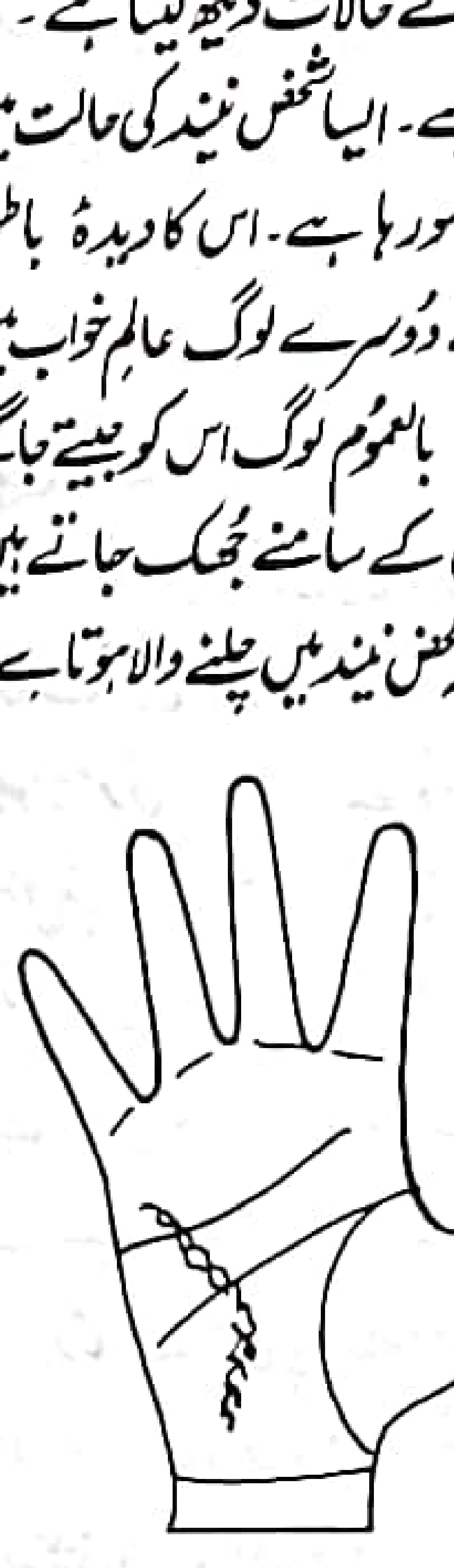
(۸)

بعض ہاتھوں میں قوسِ الہام تمام تر جزیروں سے مرتب ہوتی ہے اور ایک کماندار

مالا دکھائی دیتی ہے (شکل نمبر ۸)۔ یہ شدید پریشان خیالی اور مسموم تخیل کی غمازی کرتی ہے۔ اس کے حامل کے دماغ میں عجیب و غریب اور سقیم تصورات کے طوفان اُٹھتے رہتے ہیں اور بالعموم وہ بداعمال، شدید حادثات یا مذموم حالات کے بارے میں ہی مستقبل بینی کا استعمال کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا دماغی توازن متزلزل ہو جاتا ہے۔

ایسے شخص سے میل ملاپ بہُت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے حلقے کے لوگوں کے بارے میں سدا بُرے خواب دیکھتا ہے۔ اندیشہ ناک کیفیتوں اور حالتوں کی پیش بینی کرتا ہے اور اس کے عام کردار و اندازِ گفتار میں وحشت اثری، بدگمانی، ہراس انگیزی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ نفسیات کے نقطۂ نظر سے وہ بیمار ہوتا ہے اور اس کے ذہن کے پردوں سے بعض اوقات ایسے ڈراؤنے آوازے نکلتے ہیں کہ خُدا اپنی امان میں رکھے۔

(۹)

قوسِ الہام جب کٹی ہُوئی ہو تو یہ بھی اچھی علامت نہیں (شکل نمبر ۹)۔ ایسے شخص میں پیش بینی کی کیفیت تو ہوتی ہے مگر ناقص اور غیر معتدل۔ اس میں کہیں تسلسل اور ضابطے کا احساس نہیں ہوتا۔ لاریب وہ ذکی الحس ہوتا ہے اور جوہرِ پیش بینی سے بہرہ یاب بھی، مگر نہ تو اس کے مزاج میں استحکام و اعتدال کے عناصر ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ کسی معمول کا حامی ہوتا ہے۔ اس کے تاثرات میں پیش گوئی کے انداز والہانہ ہی سہی مگر ناقابلِ اعتبار اور اُکھڑے اُکھڑے سے ہوتے ہیں۔ ہاں گاہے گاہے وہ بالضرور بڑی صحت کے ساتھ آنے والے واقعات کی تصویر کھینچ کے رکھ دیتا ہے مگر یہ شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ بالعموم وہ خود بوکھلا سا جاتا ہے اور اپنے الہامی تصورات سے پریشان ہوتا ہے۔

بعض ہاتھوں میں قوسِ الہام عمدگی کے ساتھ واقع ہوتی ہے اور مقامِ آغاز سے

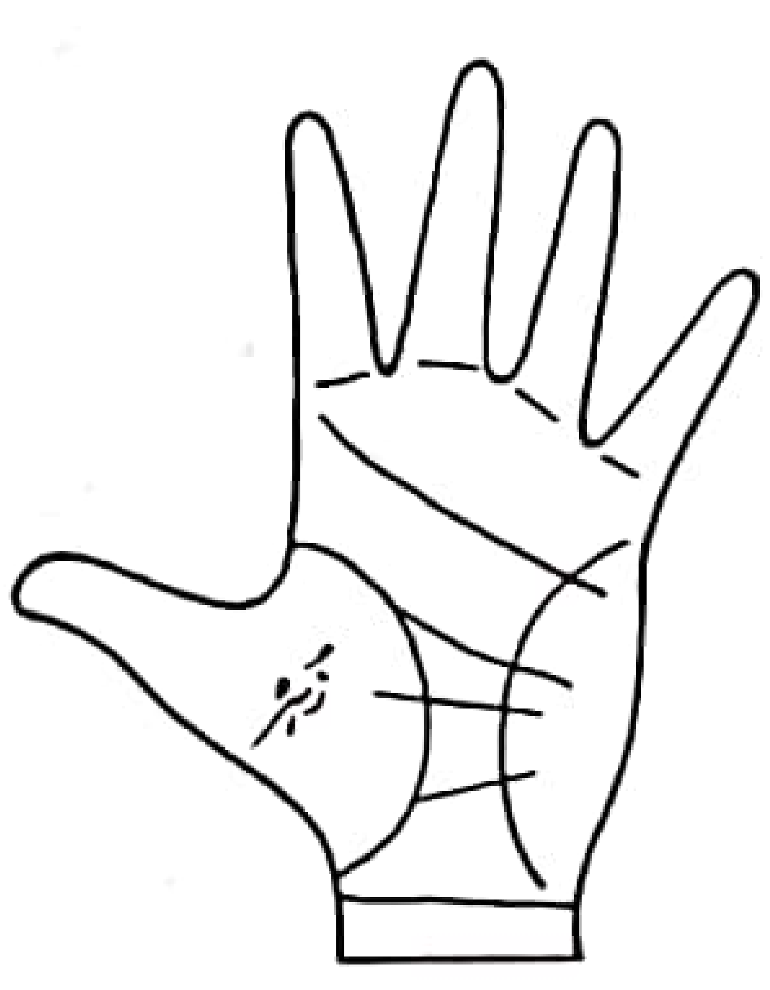

(۱۰)

اختتام تک واضح نقش بھی ہوتی ہے مگر زندگی کی لکیر یا زُہرہ کے اُبھار سے خطوط نمودار ہو کر اسے کاٹتے ہیں (شکل نمبر ۱۰)۔

زُہرہ کا اُبھار احباب اور رشتے داروں سے متعلق ہے۔ ایسے خطوط بتاتے ہیں کہ اس کے اقربا اس کے مرموز علوم سے شغف کی سختی سے مخالفت کرتے ہیں اور اسے نہ صرف ان دلچسپیوں سے روکتے ہیں بلکہ اس کے راستے میں مشکلات اور رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ ایسا شخص ان سرزنشوں اور دشواریوں کے باوصف اپنی طبعی وابستگی سے گریز نہیں کرتا بلکہ اس کے ذوقِ تحقیق و تلاش کے لیے ایسی رکاوٹیں تازیانے کا کام دیتی ہیں اور وہ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ان کا چیلنج قبول کر لیتا ہے، علومِ مرموز میں ید طولیٰ حاصل کرتا ہے اور اپنی مہارتِ مخفیہ سے مرعوب کر کے ہی دم لیتا ہے۔ ایسے شخص کی ذہانت، استعدادِ پیش بینی اور احساس کی نزاکت بھی قابلِ داد اور غیر معمولی عناصرِ کردار ہوتے ہیں۔ وہ دُنیا میں اُبھرتا ہے اور نہایت آب و تاب کے ساتھ آگے بڑھتا ہے۔

غیر معمولی نشانات

اہم اور بڑی لکیروں سے زندگی کے حالات و کوائف سے آگاہی بالیقین عین معمول کے مطابق ہے مگر زندگی معمول محض ہی سے مرتب نہیں ہے۔ غیر معمولی صلاحیتیں اور فوق العادت حالات و کوائف بھی اسی حیاتِ فانی کے ایسے پہلو ہیں کہ جن سے انکار محالات سے ہے۔ ایسے کردار عناصر و کوائفِ حیات کی نمائندگی غیر معمولی نشانات ہی کر سکتے ہیں۔ دستِ انسانی پوری زندگی اور اس کے تمام پہلوؤں کا آئینہ ہے لہٰذا اس میں شاذ و نادر وقوعات و کیفیات سے وابستہ نقوش بھی دکھائی دے جاتے ہیں۔

حلقۂ سلیمان

حلقۂ سلیمان اسی نوع کی علامت ہے۔ کلمے کی انگلی کے نیچے اور دماغ کی لکیر کے مابین ایک پُر گوشت حصّہ ہے۔ یہ گرو کا اُبھار کہلاتا ہے۔ جب یہ واضح اور نمایاں ہوتا ہے تو مذہبی اُمور سے دِلی ربط، معاشرے میں نمایاں ہونے کی صلاحیت، رفاہِ عام کے کاموں سے دلچسپی، عزتِ نفس وغیرہ اُمور کے بارے میں قابلِ اعتبار معلومات بہم پہنچاتا ہے (شکل نمبر ۱)۔

(۱)

حلقۂ سلیمان اسی اُبھار پر نقش اور نیم دائرے کی صورت میں واقع ہوتا ہے۔ پہلی اُنگلی اور دماغ کی لکیر کے مابین ہتھیلی کی بیرونی ڈھلان سے نمودار ہو کر کمان کی طرح گرو کے اُبھار پر اُنگلی کی جڑ کی طرف بڑھتا ہے اور بالعموم پہلی اور دُوسری

انگلیوں کے مابین، جہاں ہتھیلی ختم ہوتی ہے پہنچ کر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ پہلی انگلی کی تحتانی گہری لکیر اور دماغ کی لکیر کے کم وبیش مین وسط میں اس کا صحیح مقام ہے۔

حلقۂ سلیمان جب تک مکمل صورت میں نقش نہ ہو تو اس کی نمائندہ صلاحیتیں بڑے کار کم ہی آسکتی ہیں۔ بے عیب، مکمل اور واضح حلقۂ سلیمان ہی متعلقہ اوصاف کی ترجمانی کرسکتا ہے اور ایسی صورت بے حد کمیاب ہے۔ جب یہ حلقہ سالم ہو اور گرد کے اُبھار پر کمان کی طرح نقش ہو تو یہ علومِ مخفی میں مہارت کے حصول کی طبعی اور عملی صلاحیت کا پتا دیتا ہے۔ اس کا حاملِ فطرتِ انسانی کے رموز کے جاننے کی کوشش کرتا ہے اور مقسومِ انسانی اور کردار سے آگاہی کا شدت سے متقاضی ہوتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ اس تلاش میں بامراد ثابت ہوتا ہے۔

فنِ دست شناسی میں مہارت کی یہ بیّن علامت مانی جاتی ہے۔ اس کا حامل فطری طور پر مرموزِ علوم کی طرف بالعموم اور دست شناسی کی طرف بالخصوص مائل ہوتا ہے اور نہایت محنت اور مطالعہ سے ان پر عبور حاصل کرنے کی سعیِ بلیغ کے باعث کامیاب ثابت ہوتا ہے۔

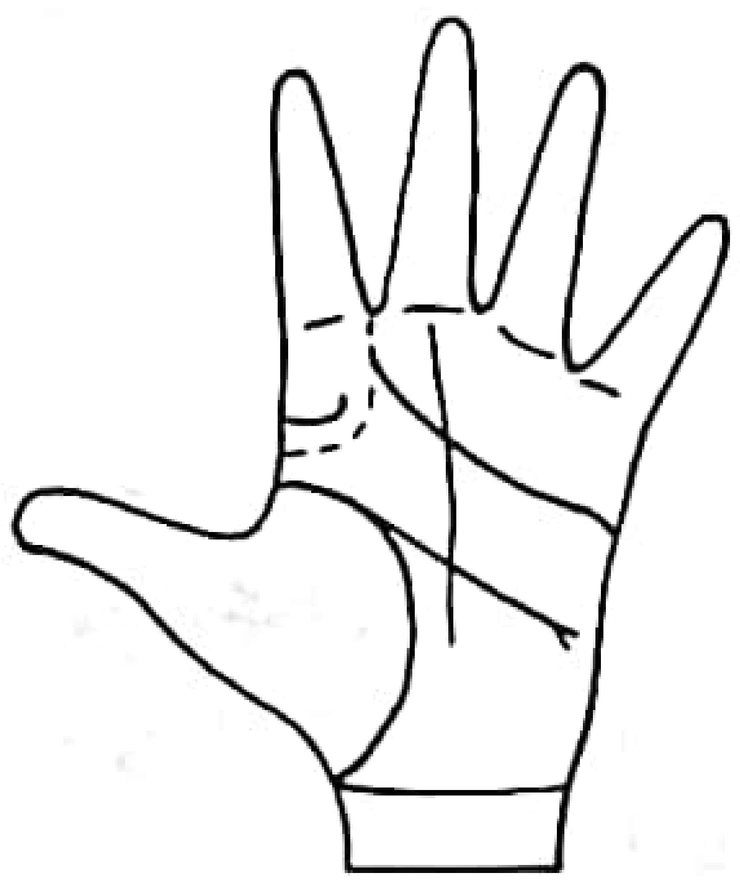
(۲)

حلقۂ سلیمان اگر کامل قوس کی بجائے نیم کمان کی طرح ہو تو طبیعت کا میلان علومِ مخفی کی طرف ہوتا ہے مگر نہ تو اس میں انہماک کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی تکمیلِ فن کی آرزو (شکل نمبر ۲)۔ جب یہ حلقہ صحیح معنوں میں مکمل، واضح اور قطعی بے عیب ہو تو اس کا حامل علومِ مرموز سے دلی لگاؤ رکھتا ہے اور دست شناسی میں یدِطولےٰ حاصل کرنے کی طبعی استعداد کے باعث ناموری حاصل کرسکتا ہے۔

ایسے حلقۂ سلیمان کے ہوتے ہوئے اگر مذہبی یا دیگر عقائد و حالات مخفی علوم بالخصوص دست شناسی سے دلچسپی یا ربط سے مانع ہوں اور صاحبِ نشان ایسے ماحول میں پلا بڑھا ہو جہاں اس فن کا نہ تو بڑا رواج ہو اور نہ ہی اس کی اجازت تو دیکھا گیا ہے کہ ایسا شخص جب زندگی میں

اپنا مقام مستحکم بنیادوں پر پیدا کر لیتا ہے اور دنیوی اور معاشی طور پر اپنی انفرادیت کا سکہ جما لیتا ہے تو ایسے علوم کی طرف مائل ہوتا چلا جاتا ہے، ان کا مطالعہ کرتا ہے اور رفتہ رفتہ ان میں کافی دخل حاصل کر لیتا ہے۔

ایسا شخص عملی دلچسپی سے قبل بالعموم صاحبِ نظر، عقل مند اور بلند حوصلہ ہوتا ہے اور حکمتِ عملی سے اپنے لیے ترقی کے امکانات پیدا کرتا چلا جاتا ہے اور معاشرے میں اپنی فہم و فراست اور خوش مُعاملگی کے باعث عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ احباب و اقربا اس کے قول و فعل کا اعتبار کرتے ہیں اور اس کے صلاح و مشورے سے مسلسل استفادہ کرتے ہیں۔ درحقیقت وہ عمدہ مُشیر، قابلِ اعتبار صلاح کار ثابت ہوتا ہے۔

حلقۂ زحل

سنیچر کی کمان یا حلقۂ زحل بھی حلقۂ سلیمان کی طرح کمیاب نشانی ہے۔ درمیانی انگلی کے نیچے جو پُرگوشت حصہ ہے وہ سنیچر کا اُبھار کہلاتا ہے۔ درمیانی انگلی کے عین نیچے اس اُبھار پر ایک گہری کمان کی طرح یہ نشانی نقش ہوتی ہے۔ مقامِ شکر ہے کہ یہ منحوس علامت بہت ہی شاذ و نادر دیکھنے میں آتی ہے (شکل نمبر ۳)۔

(۳)

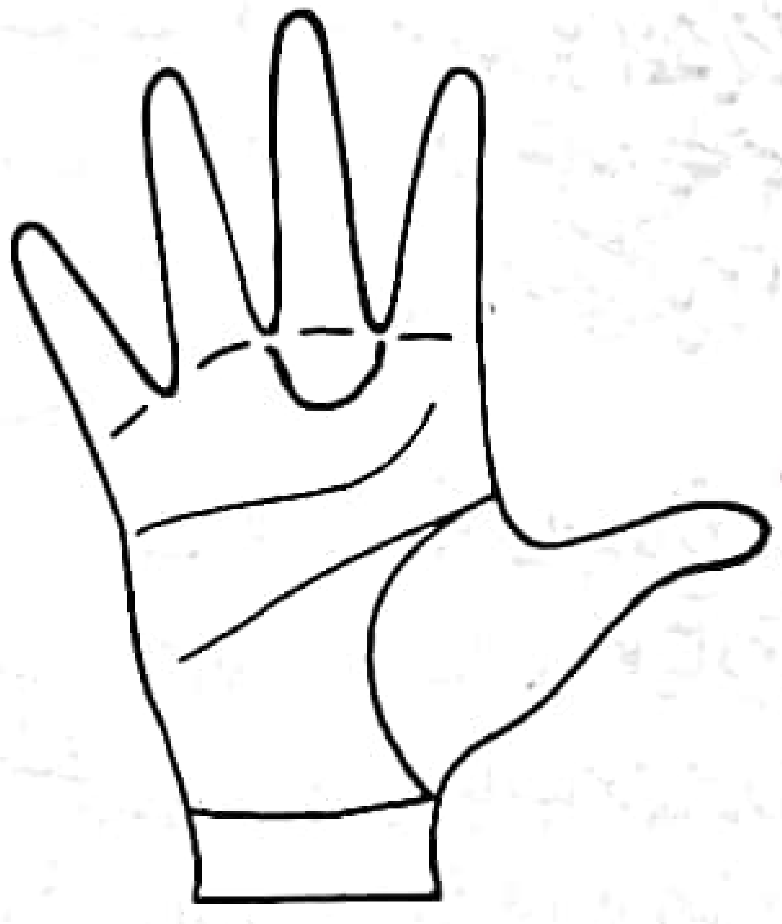
(۴)

جب یہ مکمل اور واضح ہو تو پہلی اور درمیانی انگلیوں کے مابین یوں شروع ہوتی ہے

کہ نیچے کی طرف ہلالی صورت بناتی ہوئی سینیچر کے اُبھار کا احاطہ کیے ہوئے اُوپر کی جانب اُٹھتی ہے اور درمیانی اور تیسری اُنگلیوں کے مابین بڑھ کر اختتام پذیر ہوتی ہے (شکل نمبر ۴)۔

بعض ہاتھوں میں یہ سینیچر کے اُبھار کے عین اُوپر کمان دار صورت میں نقش ہوتی ہے۔ مکمل سینیچر کی کمان بہت ہی کم دکھائی دیتی ہے۔ بیشتر یہ شکستہ یا کم طویل اور آدھی کمان کی شکل میں نظر آتی ہے (شکل نمبر ۵)۔ سینیچر کا اُبھار قسمت کی لکیر کا فطری مقامِ اختتام ہے۔ قسمت کی لکیر مال و دولت، رزق روٹی اور دُنیوی استحکام سے متعلق ہے۔ اس کا وجود افلاس و نکبت سے نجات اور دل میں روزمرّہ کی ضروریات کے سلسلے میں بے نیازی کا احساس دلاتا ہے۔ نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیوی معاملات میں صاحبِ خط صحیح راستے پر گامزن ہے۔

(۵)

قسمت کی لکیر کا اختتام زندگی کی خزاں کے زمانے سے وابستہ ہے۔ جب یہ صاف ستھری اور بے عیب سینیچر کے اُبھار پر انجام پذیر ہو تو بتاتی ہے کہ عمر بھر کی محنت اور کمائی سے اس قدر اثاثہ اور مالی فراغت کے قابلِ اعتبار وسیلے تعمیر ہو چکے ہیں کہ ایامِ پیری فراغت اور آرام سے بسر ہو سکیں گے۔ اس کا حامل باطنی طور پر مطمئن ہوتا ہے کہ بڑھاپے کے دنوں میں فضلِ الٰہی شاملِ حال رہے گا۔

جب سینیچر کی کمان گہری اور واضح ہو تو یہ قسمت کی لکیر کو اس کے مقامِ اختتام کے قریب کاٹتی ہے۔ ایسی قاطع علامت اس امر کا پتا دیتی ہے کہ مدّتوں کی محنت، کمائی اور پس انداز کرنے کی کوششیں پورے طور پر کامیاب ہو ہی نہیں سکتیں۔ درحقیقت اس کے ہوتے ہُوئے حاملِ نشان مسلسل مالی اُلجھنوں اور مشکلوں میں پھنسا رہتا ہے۔ وہ جس قدر بھی کوشش کرے کہ آیندہ کے لیے کچھ محفوظ کر سکے، اسی قدر رکاوٹوں اور دُشواریوں سے دوچار ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک نوع کی مسلسل بے اطمینانی اور باطنی خلفشار کا شکار رہتا ہے اور اپنے بڑھاپے

کے لیے قابلِ اعتبار مالی اور دُنیوی اثاثہ جمع ہی نہیں کر پاتا (شکل نمبر ۶)۔

قسمت کی لکیر جب طویل ہوتی ہے تو سینیچر کے اُبھار تک پہنچتی ہے۔ ایسی واضح اور عُمدہ لکیر بتاتی ہے کہ صاحبِ نشان حسبِ استطاعت آیندہ کے لیے اور بالخصوص عالمِ پیری کے لیے پس انداز کرتا چلا آیا ہے۔ قبل اس کے کہ فطری طور پر کارِ جہاں سے فراغت پا کر زندگی کی خزاں کو آرام و اطمینان سے گزارنے کا زمانہ آئے وہ ضروریاتِ حیات کے لیے کما حقہٗ انتظامات کر لیتا ہے۔ بالعموم جائیداد اور رُوپیہ پیسہ اور وہ اسبابِ دُنیوی جمع کر لیتا ہے جو اطمینان بخش زندگی کے لیے ضروری تصوّر کرتا ہے۔

(۶)

سینیچر کی کمان قسمت کی لکیر کی اس خاصیّت کے منافی ہے۔ اس کے ہوتے ہُوئے اس کا حامل کبھی بھی فارغ البال نہیں ہوتا۔ مالی رکاوٹیں، دنیوی دشواریاں، اخراجات، کوتاہیٔ رزق غرض کچھ نہ کچھ ایسے حالات آپ سے آپ پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں کہ وہ عُمر بھر کی محنت و کاوش کے باوصف تہی دست ہی ہوتا ہے۔ وہ ایامِ پیری بڑی مشکلوں میں گزارتا ہے اور اس کے کام کاج کے دن فراغت آشنا نہیں ہوتے۔ سینیچر کی کمان دُنیوی نقطۂ نظر سے کامیاب انسان کے ہاتھ میں دکھائی نہیں دیتی۔

اس نشان کے ہوتے ہوئے ایک خاص بات کا احساس ضروری ہے۔ اس کے حامل کے کردار میں کوئی ایسا نقص اور خامی ہوتی ہے کہ اگر اسے اس کا احساس ہو بھی جائے تو بھی وہ اس کے سدِباب کی طرف مائل نہیں ہو پاتا۔ اگر وہ سعی بھی کرے تو کم ہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ درحقیقت اس کی شخصیت اور کردار میں ایسی کمی ہوتی ہے کہ وہ اس کے اپنے مفاد کے خلاف ہوتی ہے اور وہ عمر بھر بار بار اپنی غلطیوں کو دُہراتا چلا جاتا ہے اور سدا غمگین، مضطرب اور غیر مطمئن زندگی بسر کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

سنیچر کی کمان کے وجود سے یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ صاحبِ نشان اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مارتا ہے۔ اسے اپنے باطن میں گہری نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ نیز اسے اپنے کردار، اربابِ معاملہ سے طرزِ سلوک اور کام کاج میں خرابیوں کے بارے میں غور و فکر کرنا چاہیے۔ یہ غیر امکانی نہیں کہ تجزیۂ ذاتی، تجربہ اور سمجھ کے ساتھ وہ اس نحوست سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

نقشِ طبّی

چھوٹی اُنگلی کے نیچے ایک پُرگوشت فراز ہے۔ یہ بُدھ کا اُبھار کہلاتا ہے۔ یہ علاقہ سائنس، طِب اور صنعتی معاملات سے متعلق ہے۔ اس اُبھار پر دو یا تین ترچھی ایسی واضح لکیریں پائی جائیں جو صاف، بے عیب اور یکساں طوالت کی ہوں تو یہ نقشِ طبّی کے نام سے پکاری جاتی ہیں۔ لیکن ان کا حامل علمِ طب یا ڈاکٹری کے اس شعبے سے دلچسپی ظاہر کرتا ہے جو علمِ سائنس میں ریسرچ، مطالعہ وغیرہ کے توسّط سے شفا کے پہلو تلاش کرنے سے متعلق ہے۔ بلاشبہ ایسا شخص اچھا ڈاکٹر ثابت ہو سکتا ہے۔ عورتوں کے ہاتھوں میں بھی یہ نقشِ طبّی ان کے علاج و معالجہ سے فطری لگاؤ کا پتا دیتا ہے۔ ایسی مستورات ڈاکٹر یا نرس بننے کی طرف مائل ہوتی ہیں (شکل نمبر ۷)۔ تین لکیروں سے بنا ہُوا نقشِ طبّی بھی عمدہ طبّی صلاحیت کی دلیل ہے۔ ان کا حامل خصوصی کے ساتھ اچھا طبیب یا ڈاکٹر بن سکتا ہے۔

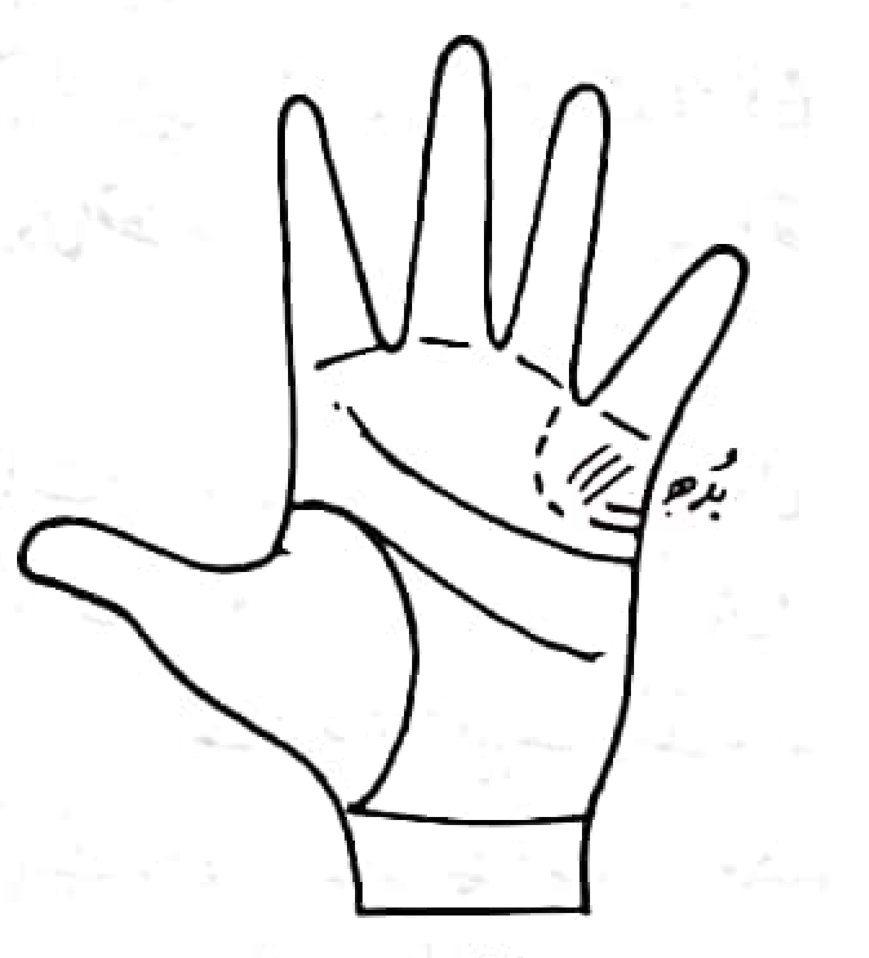

(۷)

(۸)

جب ایسی متوازی لکیریں خواہ تین ہوں یا چار، ایک سالم گہری قاطع لکیر سے مل کر نقشِ طبّی مرتّب کریں تو یہ بہت ہی اہم نشانی ہے۔ ان کا حامل طِب میں خاصی مہارت کی طبعی استعداد کا حامل ہوتا ہے۔ مگر اس کا فزوں تر رجحان سرجری یعنی جرّاحی کی طرف ہوتا ہے اور وہ اپنی صلاحیتیں کامیاب سرجن بننے کی راہ میں صرف کرتا ہے۔ یہی نشان پُرانے زمانے میں جرّاحوں کے ہاتھوں میں دیکھا جاتا تھا، اور ان حجّاموں کے ہاتھوں میں بھی جو عملِ جرّاحی سے دلچسپی رکھتے تھے (شکل نمبر ۸)۔ نقشِ طبّی کسی نہ کسی شعبۂ علاج و معالجہ سے عملی دلچسپی کا مظہر ہے اور اس کا حامل بلاشبہ اسی پیشے کے مختلف پہلوؤں میں سے کسی ایک کے ساتھ متعلق ہو جاتا ہے۔

نقشِ مکاشفہ

دل اور دماغ کی لکیروں کے درمیان درمیانی اُنگلی کے تحتانی پُرگوشت حصہ جسے سنیچر کا اُبھار کہتے ہیں کے عین نیچے بعض ہاتھوں میں ایک بیّن واضح اور عمدہ چرخی کا بڑا نشان پایا جاتا ہے۔ یہ نہ تو کسی اہم لکیر یعنی دل، دماغ، قسمت وغیرہ سے متصل ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے معیّنہ مقام سے اِدھر اُدھر ہٹا ہُوا ہوتا ہے۔ یہی نقشِ مکاشفہ کہلاتا ہے (شکل نمبر ۹)۔

(۹)

جب یہ نشان بے عیب اور متوازن زاویوں سے بنا ہُوا ہو اور اپنے صحیح مقام پر نقش ہو تو یہ رموز علوم سے فطری شغف کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ حاملِ علامت کا طبعی رجحان تصوّف، مکاشفہ اور غیب دانی کی طرف ہوتا ہے۔ ایسا شخص توہمات کا شکار بھی ہو سکتا ہے۔

اس کے باطن میں ایک خاص جوہر ہوتا ہے۔ اگر یہ طبعی صلاحیت بیدار ہو سکے تو وجدان و مکاشفہ کے امکانات بہت زیادہ نمایاں ہو جاتے ہیں۔ ریاضت، عبادت، روحانی امور سے

دلی شوق اس کے خصوصی عناصرِ حیات ہیں۔ اگر ایسا شخص ان باطنی صلاحیتوں کو کسی وجہ سے کماحقہٗ تربیت و ریاضت سے اُجاگر نہ کر سکے تو بھی اس کی طبیعت کا رجحان ان امور کی طرف ہی رہتا ہے اور اگرچہ وہ نہ تو کسی علمِ مرموز میں دستگاہ حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی کشف و جلائے باطن سے سرفراز ہو سکتا ہے تاہم وہ گاہے گاہے ایسے تجربات و کیفیات سے گزرتا ہے جو پیش بینی مکاشفہ یا رُوحانی امور سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ایسا شخص بالعموم توہمات میں بھی مُبتلا ہو سکتا ہے اور وہ اپنی قسمت شناسی اور مستقبل دانی کا بڑا آرزومند ہوتا ہے۔

جب یہ نقشِ مکاشفہ صحیح و سالم مُرتب ہو مگر قسمت کی لکیر سے بھی متصل ہو تو یہ خاص معنی اپنے اندر پنہاں رکھتا ہے۔ درحقیقت رُوحانی، باطنی اور مرموز اُمور سے لگاؤ ایسے شخص کے تمام تر کاروبار اور ذریعۂ معاش پر اثر انداز ہوتا ہے۔ وہ حصولِ رزق کے پیشِ نظر جو بھی کام یا پیشہ اختیار کرتا ہے، اس کا یہ طبعی رجحان اس پر گہرا اثر ڈالتا ہے اور اپنی ایسی فطری صلاحیتوں کو اپنے مقسوم کے سنوارنے میں حتی المقدور استعمال میں لاتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ کاروبارِ حیات کے ہر اہم و نازک مرحلہ پر ایسے علوم یا اربابِ باطن سے استفادہ کرتا ہے

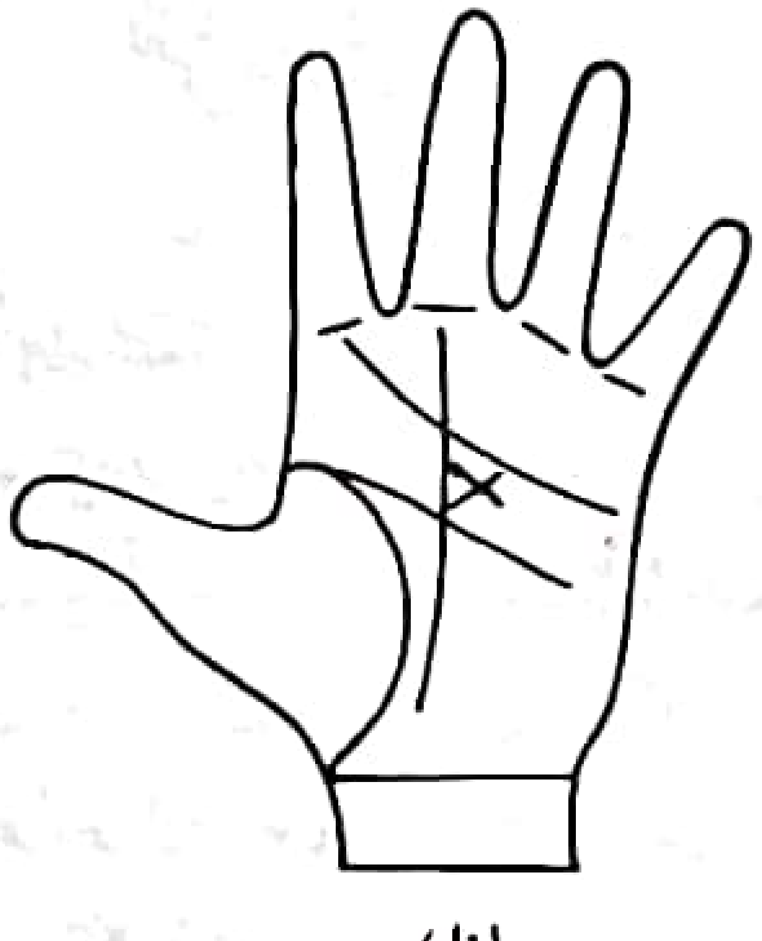

(۱۰)

کہ جہاں سے اسے اپنی اُلجھنوں، اُمیدوں اور آرزوؤں کے سرانجام دینے میں نفع بخش ہدایت اور اعانت حاصل ہو سکتی ہے (شکل نمبر ۱۰)۔

ایسا نقشِ مکاشفہ بالخصوص ایسے خوش نصیب عُلماءِ شریعت کے ہاتھوں میں کندہ ہوتا ہے جو مذہبی اور شرعی امور میں مہارت کے باعث مفتی، قاضی، علاّمۂ دین وغیرہ گردانے جاتے ہیں اور بالعمُوم مذہبی کاموں میں اعلیٰ عہدوں پر سرفراز ہوتے ہیں۔ ایسے بزرگانِ دین فی الحقیقت تبحرِ علمی اور فضیلتِ رُوحانی کے باعث انفرادی حیثیت رکھتے ہیں اور بسدا حسنِ کارکردگی اور نیک بختی کے باعث محترم اور مخدومِ خلائق ہوتے ہیں۔ ان کے قلوب میں حُبِّ شرع اور سچا مذہبی احساس

ہوتا ہے۔

جب نقشِ مکاشفہ مدہم اور بدرنگ ہو اور اپنے معینہ مقام پر ہی واقع ہو تو اچھی نشانی نہیں۔ اس کا حامل توہمات پرست ہوتا ہے اور اس کے کردار میں ایسے عناصر ہوتے ہیں کہ وہ ذراسی انگیخت سے بھڑک اُٹھتا ہے۔ درحقیقت اس کی طبیعت ہیجان آور ہوتی ہے۔ نہ اسے کسی بات پر یقین ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کے باطن میں اطمینان کا اثر ہوتا ہے۔ اس کی ہیجانِ طبعی ہی اسے پیروں سے امداد یا تعویذ حاصل کرنے کی طرف مائل کیے رکھتی ہے۔ چونکہ وہ حق و باطل میں کم ہی امتیاز کر سکتا ہے اس لیے بالعموم دھوکا ہی کھاتا ہے۔ اس کے ایسے میلانِ طبع کے باعث اشتہاری تعویذ فروشوں کا کام خوب چمکتا ہے (شکل نمبر ۱۱)۔

(۱۱)

خطِ عیاشی

خطِ عیاشی جسے جادۂ کہکشاں کے حسین نام سے بھی پکارا جاتا ہے، بہت ہی کمیاب ہے اور مختلف صورتوں میں کفِ دست میں نقش ہوتا ہے۔ اس لکیر کی پہچان بھی آسان نہیں اور ژرف نگاہی سے اسے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ بہرکیف جب اس کی صحیح شناخت ہو جائے تب ہی احکام لگانے کی کوشش درست ثابت ہو سکتی ہے۔

صحت کی لکیر بالعموم ہتھیلی میں یوں نقش ہوتی ہے کہ وہ زندگی کی لکیر اور چاند کے اُبھار کے زیریں حصّے سے شروع ہو کر آگے بڑھتی ہے، اور کفِ دست کو عبور کرتے ہوئے چھوٹی اُنگلی کے نیچے اختتام پذیر ہوتی ہے یہی اس کی متعینہ رہگذر ہے (شکل نمبر۱)۔

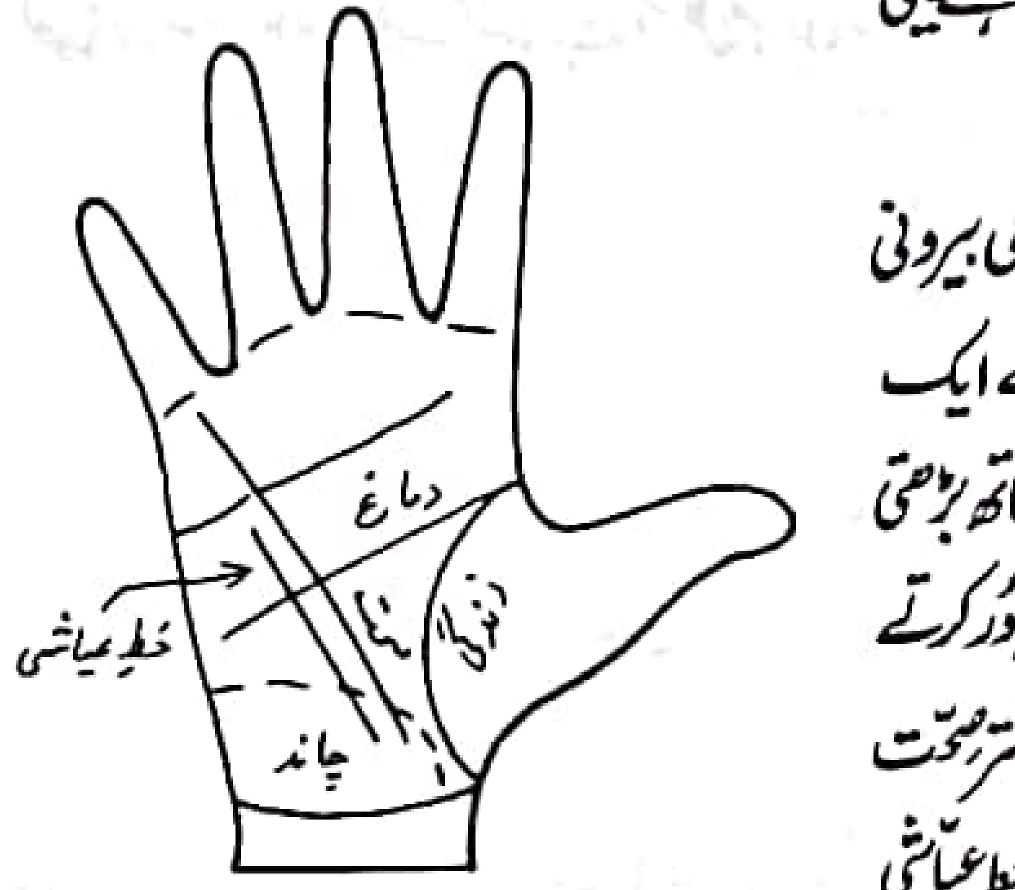

(۱)

صحت کی لکیر کے مساوی ہتھیلی کی بیرونی جانب اس مقامِ آغاز کے قریب ہی سے ایک لکیر شروع ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے مگر عام طور پر دماغ کی لکیر کو عبور کرتے ہی ختم ہو جاتی ہے۔ بعض ہاتھوں میں یہ تمام تر صحت کی لکیر کے مساوی بھی واقع ہوتی ہے۔ یہی خطِ عیاشی کے نام سے موسوم ہے۔

یہ اچھی نشانی نہیں ہے۔ اس کا حامل ازحد ہوسناک ہوتا ہے۔ اس کی ہوس کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اسے اخلاقی اقدار کا احساس تک نہیں رہتا۔ یہ حرص و آز کا بندہ، دولت کی تلاش میں اندھا دُھند بڑھتا ہے یا جنسی ہیجان کا اس قدر غلام ہوتا ہے کہ اس کی مت ماری جاتی ہے اور وہ نشاطِ جنسی کی تلاش میں

سب کچھ گنوا سکتا ہے۔ وہ شراب و نشہ کا بھی بہت ہی رسیا ہوتا ہے۔ دولت، جنسی ہیجان، شراب جس چیز کی طرف بڑھتا ہے اس کی بے پناہ ہوس اسے اندھا کر دیتی ہے۔ نہ اسے شرم و حیا کا احساس ہوتا ہے نہ عزتِ نفس کا۔ ہوس کے پھندے میں وہ یوں پھنس جاتا ہے کہ تمام احساساتِ شریفہ سے قطعاً تہی داماں ہو جاتا ہے۔ اس کی خودی مر جاتی ہے اور وہ دوسروں کے احترام کی ضرورت کو گمان میں بھی نہیں لا سکتا۔

خطِ عیاشی بعض ہاتھوں میں لہر کی طرح نقش ہوتا ہے (شکل نمبر۲)۔ جب یہ موج دریا کی طرح دکھائی دے تو اس کے حامل کے مزاج اور افتادِ زندگی کے بارے میں بڑے یاس انگیز اثرات کا پتا دیتا ہے۔ اِس کا حامل عیاشی، شراب نوشی اور افعالِ قبیحہ میں اس قدر اُلجھ جاتا ہے کہ اُس کی زندگی کسی رابطے یا نظام کے تحت نہیں رہتی۔ مغرب میں یہ نشانی مردانہ اور زنانہ دونوں قسم کے ہاتھوں میں پائی جاتی ہے۔ مشرق میں زیادہ تر مردوں کے ہاتھوں میں نظر آتی ہے۔ مشرقی ممالک میں جن عورتوں کے ہاتھوں میں یہ نشانی دکھائی دیتی ہے وہ یا تو اربابِ نشاط سے تعلق رکھتی ہیں یا ایسے خاندانوں سے جو بہت ہی ترقی یافتہ اور مغرب زدہ ہوں۔

(۲)

ایسی نشانی کے حامل کو ذہنی معالجے کی بڑی شدت سے ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے افراد گویا ہوس کے جنون میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یورپ اور امریکا میں ایسے افراد منشیات و شراب وغیرہ کے اس قدر زیرِ اثر ہوتے ہیں کہ وہاں پر ایسے ادارے قائم کیے جا چکے ہیں جو ان کے معالجے کے لیے ماہرینِ خصوصی کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ ان جنونی ہوس کاروں کو باقاعدہ نفسیاتی اور طبّی اصولوں کے ماتحت مدّتوں زیرِ علاج رکھا جاتا ہے۔ کچھ خوش نصیب کم مدّت ہی میں صحت یاب ہو کر گھر لوٹ آتے ہیں مگر بعض برسوں ان اداروں کے لیے مستقل مصیبت بنے رہتے ہیں۔

اس لکیر کے حامل کے مزاج میں کسی قسم کا توازن مشکل ہی سے رہ سکتا ہے۔ اس کا حامل عیاشی

کے مختلف مدارج طے کرتا ہے اور تلاشِ نشاط میں روز بروز بے راہ روی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ کثرتِ مجامعت کا تسلسل اسے کشتوں، قوّتِ باہ کی دواؤں کے باوجود رفتہ رفتہ اس مقام پر لے آتا ہے کہ وہ بے کار ہو جاتا ہے۔ ایسے مرد اور عورتیں جنسی بیماریوں کے شکار بھی ہوتے رہتے ہیں اور لذّت کوشی میں شدّت پیدا کرنے کے پیشِ نظر منشّیات یا شراب وغیرہ بھی استعمال کرنے میں قدرے بڑھ ہی جاتے ہیں۔ ایسے افراد آغازِ شباب میں بالعموم شکیل یا صحت مند ہوتے ہیں لیکن اپنی عیش کوشی اور مخربِ اخلاق روش کے باعث نہ صرف اپنی صحت خراب کر لیتے ہیں بلکہ اپنی زندگی کے دن بھی گھٹانے میں کوتاہی سے کام نہیں لیتے۔ بالعموم یہ لوگ عمرِ طبعی کو پہنچنے سے قبل ہی راہیِ ملکِ عدم ہو جاتے ہیں۔

جب صحت کی لکیر صاف نقش ہو اور خطِ عیاشی اس کے مساوی چاند کے اُبھار سے شروع ہو کر آگے بڑھے اور نہ تو وہ سالم خط کی صُورت میں واقع ہو اور نہ ہی ایک طویل لکیر کی صورت میں بلکہ چھوٹے چھوٹے نقطوں سے یوں بنا ہُوا ہو جیسے جادۂ کہکشاں تو یہ بھی بہت ہی منحوس نشانی ہے۔ درحقیقت اس کا حامل جنسی اشتعال کا غلام، نشہ و شراب کا بے حد عادی، بے شرم و بے حیا، غرض شرافت کے ہر عنصر سے تہی دست ہوتا ہے۔ ایسا شخص بڑی تیزی سے اپنی صحت، عزّت آبرو اور رُوپیہ پیسہ کو خیرباد کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۳)۔

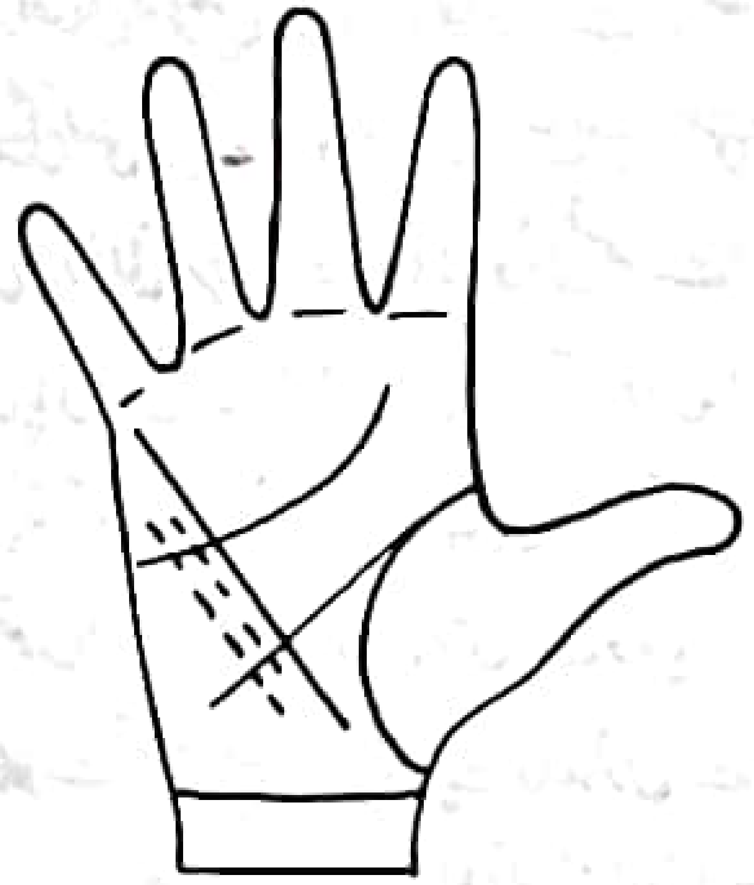

(۳)

زُہرہ یعنی شکّر کا اُبھار محبت، پیار، موسیقی سے لگاؤ، گرم جوشی، خلوص وغیرہ اُمور سے وابستہ ہے۔ یہ اُبھار انگوٹھے کی جڑ سے متّصل ہے۔ زندگی کی لکیر اس کے گرداگرد قوس بناتی ہے۔ اس کے عین مقابل ہتھیلی کی بیرُونی سمت دماغ کی لکیر اور کلائی کی بالائی لکیر کے مابین ایک بڑا پُرگوشت حصّہ ہے۔ یہ چاند کا اُبھار کہلاتا ہے۔ اس کا تعلق تخیل، رُومان، سفر وغیرہ اُمور سے ہے۔ خطِ عیاشی بعض اوقات شکّر کے اُبھار سے نمودار ہوتا

ہے اور کم و بیش قوس کی شکل بناتا ہُوا زندگی کی لکیر کو عبُور کرتے ہُوئے چاند کے اُبھار پر ختم ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۴)۔

(۴)

یہ بے حد ہی منحوس علامت ہے۔ ایسا شخص بڑا ہی مُھوَس ہوتا ہے۔ اگر اسے دولت کی ہوس ہو تو وہ ہر قیمت پر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور نہایت مخربِ اخلاق افعال و کردار کا مرتکب ہوتا ہے۔ دغا، فریب، چھینا جھپٹی، چوری، سفّاکانہ جلبِ منفعت غرض کوئی حیلہ و طریقہ اس سے بعید نہیں۔ وہ منشّیات کا سخت عادی ہوتا ہے اور جنسی لذّات کا غلام۔ اس کے خیالات مذموم، اس کے جذبات مخربِ اخلاق اور اس کے گھر والے بڑے ہی بدنصیب ہوتے ہیں اور اس کے ہاتھوں اس قدر اذیت اُٹھاتے ہیں کہ خُدا کی پناہ! احساساتِ نازک کا اس کے وجود میں نام تک نہیں ہوتا۔ وہ صحیح معنوں میں "بدمعاش" ہوتا ہے۔ ایسی عورت سے خُدا بچائے۔ وہ اربابِ خاندان، معاشرے اور ملنے ملانے والوں سبھی کے لیے ایک آفتِ بیہم ثابت ہوتی ہے۔ وہ ایسے ایسے مکر کرتی ہے کہ دُنیا حیرت زدہ رہ جاتی ہے۔ اس کے ہتھکنڈوں اور چالوں میں بڑے بڑے ذہین و طبّاع بھی پھنس جاتے ہیں اور وہ انھیں وہ ناک چنے چبواتی ہے کہ انھیں نانی یاد آنے لگتی ہے۔ حرص و ہوس کی شدّت، ہمہ تن جنس پرستی، دولت و تعیّش کی بے تاب و لامحدُود خواہش ایسے عناصرِ حیات ہیں جو اس کے خمیر میں غالب اثر رکھتے ہیں۔

جب صحت کی لکیر واضح اور لمبی ہو اور خطِ عیاشی اس کے مساوی لمبا ہو یا اس سے طویل تر اور نمایاں نقش ہو تو اس کا غور سے دیکھنا لازم ہے۔ ایسا فرد دولت پر والہانہ جان دیتا ہے اور بالعموم اپنی طبّاعی اور چابکدستی سے دولت مند بن سکتا ہے۔ اس کی حرصِ زر میں اخلاقی اقدار معدُوم ہوتی ہیں۔ مگر وہ بڑا ہی چالباز اور ہوشیار ہوتا ہے۔ کاروباری معاملات یا ایسے حالات میں جہاں مال و دولت، لین دین، رُوپیہ پیسہ کا تعلق ہو ایسے شخص سے بے حد چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

(۵)

جہاں اُسے جلبِ منفعت کا امکان دکھائی دے جائے وہ نہایت ہوش مندی، چابکدستی اور ایک طریقِ کار کے تحت قدم اُٹھاتا ہے، اپنی معاملہ فہمی سے اثر پیدا کرتا ہے، لفظ و بیان سے اعتماد حاصل کرتا ہے، اور جونہی موقع ہاتھ آتا ہے ایسا ہاتھ مارتا ہے کہ ایک ہی جھپٹے میں صفایا کر جاتا ہے (شکل نمبر ۵)۔

ایسے شخص کو جنسِ مخالف سے بے پناہ رغبت ہوتی ہے۔ جس قدر وہ دولت پرست ہوتا ہے اسی قدر نشاطِ جنسی کا پرستار بھی۔ صنفِ مخالف کے ہوش مند چاہنے والے یا اس کی ہوس کی تسکین کرنے والے افراد اس کی دونوں کمزوریوں کو جلد ہی بھانپ لیتے ہیں اور بیشتر اس کی دولت سے فیض یاب بھی ہوتے ہیں مگر وہ سب سے زیادہ چالاک ثابت ہوتا ہے اور مال و دولت کو اپنے قبضے میں رکھتا ہے اور جن کو جنسی اعتبار سے مرغوب گردانتا ہے، انھیں ان کی ضروریات سے کہیں زیادہ فراہم کر کے اپنا غلام بنا لیتا ہے۔ مگر نہ تو انھیں اتنا دیتا ہے کہ وہ اس کے چنگل سے نکل جائیں اور نہ ہی انھیں اپنی دولت کے رُعب سے ڈرانے دھمکانے سے باز آتا ہے۔ بالعموم ایسے افراد کامیاب تاجروں اور صنعت کاروں ہی میں دیکھے جاتے ہیں۔

(٦)

ہتھیلی میں سب بڑی لکیریں واضح نقش ہوں (یعنی زندگی، دماغ، دل، قسمت، کامیابی، صحت کی لکیریں) اور خطِ عیاشی بھی واضح نظر آئے اور اس میں سے ایک شاخ نکل کر اُوپر کی جانب بڑھے اور کامیابی کی لکیر میں داخل ہو جائے تو بلاشبہ یہ ایک لحاظ سے بہت ہی قابلِ رشک علامت ہے۔ اس کا حامل اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر بے حد دولت مند

ہو جاتا ہے۔ یہ بختِ عظیم کی نشانی ہے (شکل نمبر ٦)۔

اگر ایسے خطِ عیاشی کی شاخ کامیابی کی سالم لکیر میں شامل ہونے کی بجائے اسے قطع کرتی ہوئی دکھائی دے تو یہ از حد بدنصیبی کی نشانی ہے اور ایسے عظیم مالی نقصان کی نشاندہی کرتی ہے جو جنسِ مخالف سے غیر معتدل لگاؤ اور پیار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ایسا شخص شہوت کا غلام ہوتا ہے اور غلبۂ ہوس میں ایسا غلط قدم اُٹھاتا ہے کہ بہت بڑے مالی نقصان میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ یہی نشانی اگر کسی آرٹسٹ، مصنف، شاعر، موسیقار وغیرہ کے ہاتھ میں ہو تو وہ جنسی شہوت کی بھُول بھُلیوں میں گُم ہو کر اپنی نازک تخلیقی صلاحیتوں کو تباہ کر دیتا ہے۔ یہ گویا اس کے فن و کمال کی موت کے مترادف ہے (شکل نمبر ۷)۔

(۷)

ایسی نشانی اگر فنکار، شاعر، ادیب، مُغنّی کے ہاتھوں میں ہو تو انھیں تنبیہ کرنے کی صُورت میں اصلاحِ حال کے امکانات سے انکار ممکن نہیں۔ دولت مند اپنی دُنیوی برتری کے گھمنڈ میں کم ہی سُنتا ہے۔ اس کا احساس زندہ نہیں ہوتا۔

منگل کی لکیر

پہلی اُنگلی اور انگوٹھے کے مابین ہتھیلی کی ڈھلان کی بیرونی جانب سے زندگی کی لکیر شروع ہوتی ہے اور ہتھیلی میں ایک وسیع قوس بناتے ہوئے انگوٹھے کے تحتانی پُر گوشت حصّے جسے شکر کا اُبھار کہتے ہیں، کے گرد گھومتی ہوئی وہاں ختم ہوتی ہے جہاں کلائی کی بالائی لکیر نقش ہوتی ہے۔

شکر کا اُبھار انگوٹھے کی جڑ کے عین نیچے واقع ہوتا ہے۔ اس کے اُوپر اور زندگی کی لکیر کے ابتدائی حصّے کے مابین ایک اور مختصر سا اُبھار ہے۔ یہ منگل کا اُبھار کہلاتا ہے۔ منگل کے اُبھار سے بعض اوقات ایک واضح لکیر شروع ہوتی ہے اور زندگی کی لکیر کے ساتھ ساتھ شکر کے اُبھار کو عبور کرتی ہوئی آگے بڑھتی ہے۔ یہ بالعموم زندگی کی دوہری لکیر کا احساس دلاتی ہے اور بلاشبہ بڑی اہمیت کی حامل تصوّر کی جاتی ہے (شکل نمبر ۱)۔

(۱)

منگل کی لکیر جب بے عیب و واضح ہو اور زندگی کی لکیر کے ساتھ ساتھ آخر تک ہم سفر ہو تو اچھی نشانی ہے اور زندگی کی لکیر میں کہیں نقائص نظر آئیں تو یہ گویا ان اسقام کے خراب اثرات کے اندفاع اور زائل کرنے میں بڑی معاون ثابت ہوتی ہے۔ درحقیقت اِبتلا کے دور میں یہ خود اعتمادی اور عزّتِ نفس کو برقرار رکھنے میں نمایاں حصہ لیتی ہے۔ اس کا حامل مشکلات اور گردشِ روزگار کا حوصلہ مندانہ مقابلہ کرتا ہے اور اپنے عزائم میں کامیاب ہونے کی عملی صلاحیت کا ثبوت دیتا ہے۔ اس میں قوتِ مدافعت کا جوہر اچھا خاصا ہوتا ہے۔ یہی نہیں،

وہ میدانِ حیات میں سعی و کاوش سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ نہ صرف اس میں قوتِ ارادی کا عنصر مستحکم ہوتا ہے بلکہ وہ بوقتِ ضرورت جارحانہ اقدام سے بھی گریز نہیں کرتا۔ اس کے سینے میں خون گرم ہوتا ہے اور عمل میں فولادیت۔

ایسی مکمل بے عیب منگل کی لکیر جو زندگی کی لکیر کے مساوی آخر تک چلی جائے اور دونوں خطوط گہرائی اور لمبائی کے اعتبار سے یکساں ہی نظر آئیں اور ریل کی دونوں پٹڑیوں کی طرح ساتھ ساتھ مناسب تفاوت سے رواں ہوں تو یہ خوش بختی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس شکل کی لکیر کا حامل بختِ رسا لے کر پیدا ہوتا ہے اور آئندہ چل کر دُنیا میں قابلِ رشک ترقی کرتا ہے اور مال و دولت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

ایسی لکیر اس امر کا بھی پتا دیتی ہے کہ حاملِ نشان کے آخری ایام وطن سے کسی دُور مقام پر بسر ہوں گے۔ ایسا شخص پردیس ہی میں جاں بحق ہوتا ہے اور وہیں سپردِ خاک ہوتا ہے۔

(۲)

جب منگل کی لکیر تھوڑی دور تک زندگی کی لکیر کا ساتھ دے کر یکایک ختم ہو جائے تو اس کا اثر زندگی کے اسی حصّے میں محسوس ہوتا ہے جس میں یہ لکیر نقش ہوتی ہے جہاں پر یہ دوہری لکیر مفقود ہوتی ہے وہاں نہ تو جرأت و مدافعت کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی ویسی چمک دمک۔ ایسا شخص زندگی کا وہ حصّہ جو منگل کی لکیر سے متعلق ہوتا ہے، خوش گوار حالت میں گزارتا ہے۔ جس حصّے میں یہ مفقود ہوتی ہے بختِ رسا کی ساحری کمتر ہو جاتی ہے اور صحت، مال و دولت سبھی اُمور پر خراب اثر پڑتا ہے (شکل نمبر ۲)۔

منگل کی لکیر کی رنگت اہم عنصر ہے۔ جب یہ دوسری لکیروں کے ساتھ ہم رنگ ہو تو موزوں اثرات کی حامل ہوتی ہے۔ بعض حالتوں میں یہ دیگر خطوط کے مقابلے میں گلابی رنگت کی ہو تو کردار میں سپاہیانہ خصوصیتوں کا اضافہ کرتی ہے۔ اس کا حامل قیادت کی اعلیٰ صلاحیت رکھتا ہے۔

Scanned with CamScanner

اس کے باطن میں جذبۂ جوش موجزن ہوتا ہے اور وہ اپنی عظمت اور حکمرانی کا سکہ دوسروں کے دلوں پر بٹھا سکتا ہے۔

جب منگل کی لکیر بڑی گہری اور زندگی کی لکیر کے مقابلے میں نمایاں نقش ہو اور اس کا رنگ بھی سُرخ اور نارنجی ہو تو یہ مزاج میں گرمی اور تشدّد کی طرف میلان کی نقاب کشائی کرتی ہے۔ ایسا شخص زود رنج ہونے کے علاوہ دُوسروں پر گرجنے برسنے کا عادی ہوتا ہے۔ وہ وقت ناوقت مصلحت کا لحاظ کیے بغیر دُوسروں کو زیرِ نگیں کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور بالعموم گرد و پیش میں رشک و حسد کے جذبات کو ہوا دیتا ہے۔ اس کی جھگڑالو اور تیز طبیعت کا ردِ عمل بُرا ہی ہوتا ہے۔ کمزور افراد اس کی برہمیِ طبع سے گھبراتے ہیں مگر مضبوط کردار کے لوگ اس کی گیدڑ بھبکیوں کا مضحکہ اُڑانے سے گریز نہیں کرتے۔ چونکہ اس میں قوتِ ضبط و تحمّل کی کمی ہوتی ہے، وہ جلد ہی بھڑک اُٹھتا ہے اور بالعموم گھاٹے ہی میں رہتا ہے (شکل نمبر ۳)۔

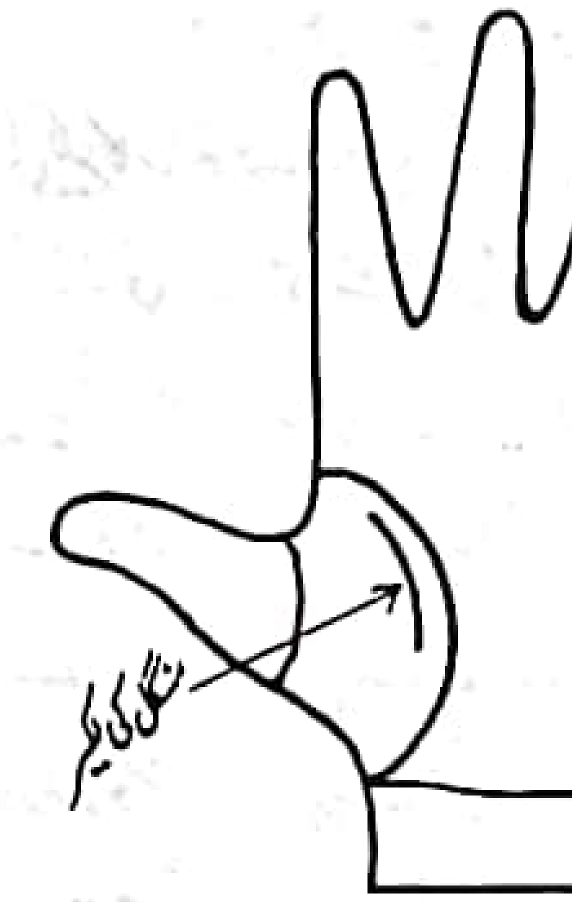

(۴)

(۳)

بعض اوقات جہاں سے منگل کی لکیر نمودار ہوتی ہے اور اس مقام پر زندگی کی لکیر سے جس عمر کا پتا چلتا ہے، اُسی زمانے میں حاملِ نشان ایک معاشقے میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ایسا رابطہ و تعلق جب تک یہ لکیر صاف اور گہری ہو، جاری رہتا ہے۔ جہاں پر یہ ختم ہوتی ہے وہیں پر عشق و محبت کا تعلق ختم ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۴)۔

جب یہ منگل کی لکیر زندگی کی لکیر کے زیادہ تر حصے میں مفقود ہو مگر آخر میں گہری واضح اور نارنجی رنگ کی نقش ہو تو یہ نحس علامت ہے۔ ایسا شخص بے حد غضب ناک ہوتا ہے۔ اس کے جذبات شدّت کے ساتھ مشتعل ہو سکتے ہیں اور اگر اس کی ذات پر حملہ کیا جائے یا غیر معتدل اشتعال انگیزی سے کام لیا جائے تو وہ ضبط نہیں کر سکتا اور قاتلانہ حملے پر اُتر آتا ہے۔ ایسے شخص سے بچ کر رہنے ہی میں انسان اطمینان کی سانس لے سکتا ہے۔ نہ اس کی دوستی قابلِ اعتبار ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی دشمنی۔ اس سے غیر متعلق رہنے ہی میں امان رہ سکتی ہے (شکل نمبر ۵)۔

(۵)

منگل کی لکیر اگر زندگی کی لکیر کے مساوی نقش ہو مگر ٹیڑھی اور لہردار ہو تو یہ اچھی نشانی نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی بیماری کا حال بتاتی ہے جو جان لیوا بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ ایسی علامت کے ہوتے ہُوئے صحت اور تندرستی کا دھیان رکھنے کی ضرورت ہے۔ درحقیقت حاملِ نشان کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ باقاعدہ صحت کا خیال رکھے۔ اور اگر ضرورت محسوس ہو تو مختلف ماہرینِ طب سے فی الفور رجوع کرے۔ ضروری نہیں کہ بیماری اٹل اور مہلک ہو۔ یہ محض اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جسم و جان میں ایسے فاسد عناصر کا وجود ہے جو کسی نہ کسی وقت مشتعل ہو کر تندرستی خراب کر سکتے ہیں اور خطرناک صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ ایسا شخص حفظانِ صحت کے اصولوں پر چلتا رہے تو بالیقین اپنی تندرستی کی اچھی دیکھ بھال کر سکتا ہے اور بیماری کی حالت میں فوری معالجے سے شدتِ مرض میں کمی

(۶)

آ سکتی ہے (شکل نمبر۶)۔

زندگی کی لکیر گہری اور سالم ہو اور منگل کی لکیر اس کے متوازی نقش ہو اور اس میں سے ایک واضح شاخ نکل کر زندگی کی لکیر کو کاٹے تو یہ بھی خراب علامت ہے (شکل نمبر۷)۔ منگل کی لکیر کی ایسی شاخ صحت اور تندرستی کے لیے خرابی کی نشانی ہے۔ بالعموم ایسا شخص ایسی بیماری میں مُبتلا ہو جاتا ہے جس میں عملِ جراحی کی ضرورت پڑتی ہے۔ جس مقام پر یہ شاخ زندگی کی لکیر کو قطع کرتی ہے اسی زمانۂ حیات میں ایسی بیماری سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

(۷)

(۸)

منگل کی لکیر سے اگر یکے بعد دیگرے کئی شاخیں نکل کر زندگی کی لکیر کو کاٹیں تو یہ بے حد منحوس علامتیں ہیں۔ ان کا حامل بار بار بیمار ہوتا ہے اور اسے بار بار آپریشن کرانے پڑتے ہیں۔ ایسے شخص کی زندگی مسلسل بیماریوں اور دُکھوں سے بھرپور ہونے کے باعث بہت ہی مشکلوں سے گُزرتی ہے۔ مگر عمر کے جس حصے میں زندگی کی لکیر پر ان شاخوں کے حملے ختم ہو جاتے ہیں، حاملِ نشان صحت یاب ہونا شروع کر دیتا ہے اور اس کے بعد تندرست زندگی گزار سکتا ہے (شکل نمبر۸)۔

ایسے شخص کے مزاج میں ایک قسم کی تلخی اور بدگمانی حلول کر جاتی ہے۔ بیماریوں اور جراحتوں کے پے درپے حملوں کے باعث وہ اس قدر بددل ہو جاتا ہے کہ اگر اسے تسلی دینے کی کوشش کی جائے اور خوش گوار مستقبل کا مژدہ سُنایا جائے تو وہ یوں دیکھتا ہے جیسے اُسے فریب

دیا جا رہا ہو۔ اس کی بدظنی اور بدمزاجی بلاوجہ بھی نہیں ہوتی۔ توجہ اور محبت وغیرہ سے اس کی خوشنودی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کے غصے اور غم سے برہم ہونے سے گریز لازم ہے۔ صبر و تحمل سے اس کی ہمت اور تحمل کے عناصر اُبھر آتے ہیں اور وہ اپنی تکلیف کو نہ صرف برداشت کر سکتا ہے بلکہ عملی طور پر اپنی بہتری کے پہلو سوچتا ہے۔ بدسلوکی کی حالت میں وہ قطعی مایوس ہو جاتا ہے۔

جب منگل کی لکیر خاتمے پر یوں دو شاخہ ہو کر اس کی ایک ٹہنی زندگی کی لکیر کو کاٹتی ہوئی چاند کے اُبھار میں پہنچ جائے تو یہ بہت ہی بُری علامت ہے (شکل نمبر۹)۔

ایسے شخص کا طبعی رجحان منشیات، شراب و تعیش وغیرہ کی طرف ہوتا ہے۔ افیون، چرس، گانجا وغیرہ میں سے وہ کسی نہ کسی نشہ آور چیز کا عادی ہو جاتا ہے۔ اس میں اعتدال کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ انتہا پسند طبیعت کا ایسا رُجحان بلاشبہ خطرناک نتائج کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔

بالعموم ایسے شخص کا دماغ چل جاتا ہے۔ وہ منشیات و عیش کوشی کی وادیوں میں سرگرداں رہتا ہے اور ایسا بھٹک جاتا ہے کہ وحشت، ذہنی خرابی، اخلاقی تنزّل کے سوا اسے کچھ اور حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔

(۹)

(۱۰)

جب چاند پر ختم ہونے والی منگل کی لکیر کی شاخ ایک تارے میں اختتام پذیر ہو تو یہ بہت ہی بھیانک اثرات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ایسا شخص شراب کا غلام ہوتا ہے۔ اس

کی ہوس کم نہیں ہوتی۔ اسے نشے کا روگ دنیا و مافیہا سے غافل کر دیتا ہے۔ اگر اسے شراب نہ ملے تو ہر اس جرم کے ارتکاب کے لیے غیر شعوری طور پر بڑھتا ہے جس کے توسط سے اسے پینے کیلیے مل سکے۔ وہ چوری، بھیک، دغا، فریب غرض کہ ہر فعل کو اپنی ناقابلِ برداشت تشنگی بجھانے کے لیے صحیح سمجھتا ہے۔ اسے یہ ہوش ہی نہیں رہتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ اس کی احتیاج اس کے تمام تر حواس کو معطّل کر دیتی ہے۔ وہ درِ میکدہ پر جان دیتا ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس کا انجام بہت بُرا ہوتا ہے۔ (شکل نمبر ۱)۔

مُثلّثِ کبیر

ہتھیلی میں زندگی، دماغ اور صحت کی لکیریں اہم خطوط میں سے ہیں۔ ہر ہاتھ میں زندگی اور دماغ کی لکیریں ہر صُورت میں ہوتی ہیں۔ صحت کی لکیر بعض ہاتھوں میں معدُوم ہوتی ہے۔ اس کی بجائے قوسِ الہام ایک ایسی لکیر کی طرح نقش ہوتی ہے جو چھوٹی اُنگلی کے اُبھار کی طرف بڑھتی ہے اور اس کی جڑ کے نیچے ختم ہوتی ہے (شکل نمبر ۱)۔

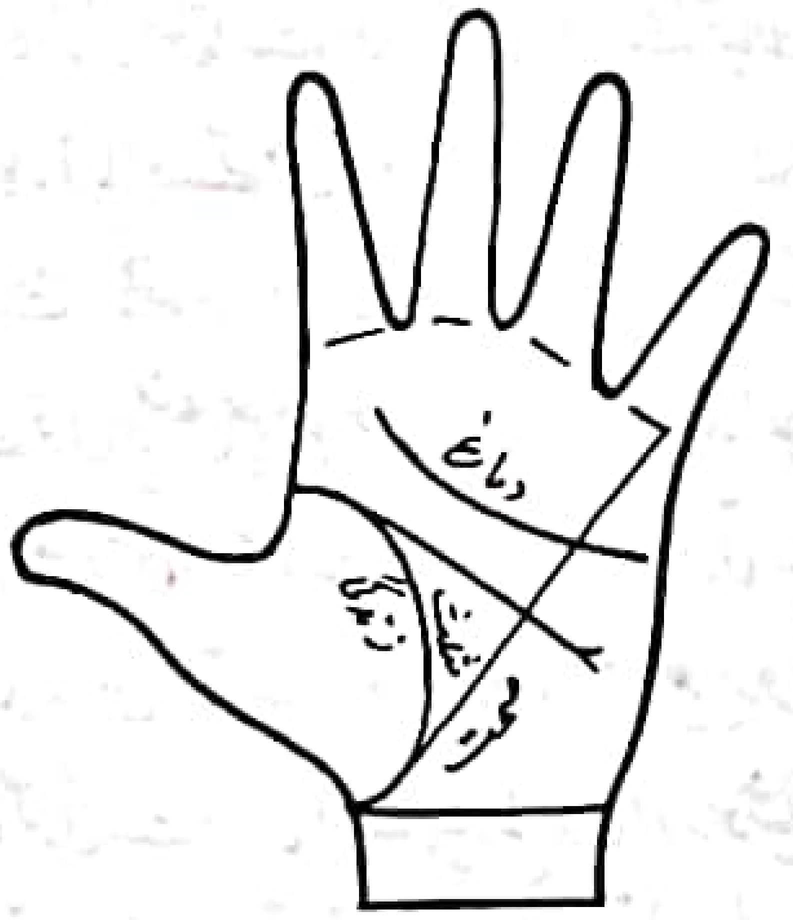

(۱)

(۲)

جب زندگی کی لکیر، دماغ کی لکیر اور صحت کی لکیر یا قوسِ الہام واضح نقش ہوں اور یہ تینوں بڑی لکیریں ایک مثلّث بنائیں جیسے کہ شکل نمبر ۲ سے ظاہر ہے تو یہ بڑی تکون یا مثلثِ کبیر کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اگر صحت کی لکیر یا قوسِ الہام ہتھیلی میں کندہ نہ ہو تو مثلّثِ کبیر کی تشکیل امکانی نہیں ہے۔ اگر کوئی اور لکیر اس تکون کی تشکیل کا کام دیتی ہوئی دکھائی دے تو اس کا بہت ژرف نگاہی سے مطالعہ ضروری ہے کیونکہ یہ بے حد شاذ ہے اور فنّی اعتبار سے

اس لکیر کے وجود کے بارے میں صحیح شناخت کے بغیر حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

جب مثلثِ کبیر کشادہ ہو اور دماغ اور زندگی کی لکیریں ، صحت اور زندگی کی لکیریں اور صحت اور دماغ کی لکیریں یوں نقش ہوں کہ وہ تکون کے احاطے کو کہیں بھی تنگ نہ ہونے دیں بلکہ ہر جہت سے مثلثِ کبیر پر وسعت، کشادگی اور عمدہ لکیروں سے تعمیر کا احساس ہو تو یہ بہت عمدہ علامت ہے۔ درحقیقت جب یہ تینوں لکیریں واضح ہوں ، بے عیب گہرائی کے ساتھ ہتھیلی کی سطح میں نقش ہوں اور موزوں فاصلے پر ہوں تو یہ ان تینوں خطوط کے تناسب اور موزونیت کے باعث مزاج میں توازن ، نفاست ، جرأت اور کشادہ دستی کے عناصر کا پتا دیتی ہے۔

اس مثلثِ کبیر کا حامل بلاشبہ زندگی میں اعتدال پسند ہوتا ہے۔ افراط و تفریط سے مبرّا اور خوش معاملگی کا حامی ۔ نہ تو وہ تند و تلخ زبان کا خوگر ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے خیالات میں بداندیشی ، حیلہ کاری اور کمینگی کے عناصرِ قبیحہ کارفرما ہوتے ہیں۔ وہ حوصلہ مند، انصاف پسند اور متوازن کردار کا حامل ہوتا ہے۔ ایسا شخص اپنے اچھے کردار کے باعث اچھا ہمسایہ، شریکِ کار، عزیز اور دوست ثابت ہوتا ہے۔ اس کے قول و فعل پر بجا طور پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔

ایسے شخص کو عمدہ اور واضح زندگی کی لکیر تندرستی اور صحت سے فیض یاب کرتی ہے۔ دماغ کی اچھی لکیر اسے ذہنِ رسا اور استدلال کی صلاحیت دیتی ہے اور صحت کی اچھی لکیر جہاں خوشگوار تأثرات میں قوی صحت کی استعداد کی طرف اشارہ کرتی ہے وہاں اسے بیدار مغزی اور ہوشیاری سے مالا مال کرتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ایسی مثلث کے ہوتے ہوئے صاحبِ نشان لمبی عمر کو پہنچ سکتا ہے۔ تندرست اور معتدل زندگی گزارتا ہے اور مُدام بیدار مغزی سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ بعض ہاتھوں میں مثلثِ کبیر اعتدال سے زیادہ کشادہ ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں بالعموم صحت کی لکیر کا محلِ وقوع اس کی کشادگی کا باعث ہوتا ہے۔

ہتھیلی کا وسطی حصہ منگل کا میدان کہلاتا ہے۔ اس کا تعلق جسارت، عملی کارکردگی کے بیتاب جوہر اور برمحل جرأت آمیز ردِعمل سے ہے۔ جب مثلثِ کبیر مناسب حدود سے کشادہ تر دکھائی دے تو لامحالہ وہ منگل کے میدان کے وافر حصے کا احاطہ کر لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس

کے حامل کے مزاج میں جرأت و حوصلہ مندی کے عناصر کافی ابھر آتے ہیں۔ ایسا شخص بہادر ، دلیر اور شیر دل ہوتا ہے اور وقتِ ضرورت اپنی شجاعت و بہادری کا لاشعوری طور پر بے مثال مظاہرہ کرنے میں پیش پیش ہوتا ہے (شکل نمبر ۳)۔

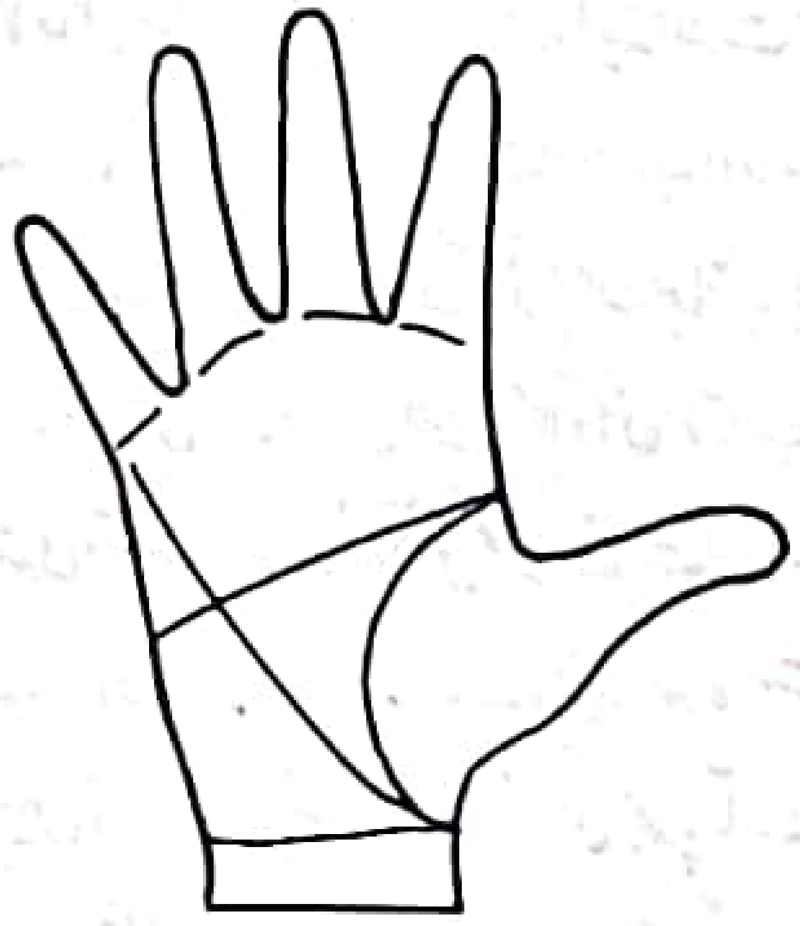
(۳)

مثلثِ کبیر ہمیشہ واضح اور بے عیب لکیروں ہی سے ترتیب نہیں پاتی بلکہ بعض ہاتھوں میں دماغ ، زندگی اور صحت کی لکیریں ٹیڑھی، خمدار اور سقیم ہوتی ہیں۔ جب ایسی عیب دار لکیریں مثلثِ کبیر کی تشکیل کا سبب ہوں تو یہ اچھی علامتیں نہیں ہوتیں۔ اور بلاشبہ ان سے وابستہ احکام بھی کم ہی خوشگوار ہوتے ہیں۔

ایسی ناہموار خطوط سے بنی ہوئی مثلثِ کبیر اپنے اچھے اوصاف سے تہی دامن ہوتی ہے۔ اعتدال کا عنصر اس کے حامل کے مزاج میں مفقود ہوتا ہے۔ اس کے قول و فعل میں توازن نہیں ہوتا، وہ افراط و تفریط کا شکار ہو سکتا ہے۔ نہ اس میں قوتِ فیصلہ ہوتی ہے، نہ ہی وہ اعلیٰ دانش و ہوش مندی سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اس میں عقلِ سلیم کی کمی اور اعتدال کا فقدان ہوتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ایسا فرد کوئی اچھا فرزند، خاندان یا رکنِ معاشرہ کم ہی ثابت ہو سکتا ہے۔ اس سے معاونت و خوشی کے بجائے نقصان و رنج پہنچنے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں (شکل نمبر ۴)۔

(۴)

جب دماغ ، زندگی اور صحت کی لکیریں ہتھیلی میں یوں نقش ہوں کہ مثلثِ کبیر تنگ اور سکڑی سمٹی ہوئی نظر آئے تو یہ اچھی صورت نہیں ہے۔

اس کا حامل کم حوصلہ، تنگ دل اور کینہ فطرت ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت لالچی اور خود غرض ہوتی ہے۔ اس کے رشتہ دار، دوست احباب اور تمام وہ افراد جن کو اس سے کسی نہ کسی طرح سابقہ پڑتا ہے اس کے ظرف کی کوتاہی کو فی الفور بھانپ لیتے ہیں۔ نہ وہ کسی کے حق میں کلمۂ خیر کا حامی ہوتا ہے اور نہ ہی دُوسروں کے نقائص گنوانے سے گریز کرتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اسے اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ وہ بدنصیب یہ بھی کم ہی سمجھ پاتا ہے کہ اربابِ خلوص اور خیر اندیشوں کے بغیر زندگی وبالِ جان بن جاتی ہے۔ وہ نہ صرف عاقبت نااندیش ہوتا ہے بلکہ اس قدر تنگ نظر ہوتا ہے کہ اپنی بدنصیبیوں اور بے تعلق زندگی کی تمام تر ذمے داری دوسروں پر ڈالتا ہے (شکل نمبر ۵)۔

(۵)

دماغ اور زندگی کے مقامِ اتصال پر یہ دونوں خطوط ایک زاویہ بناتے ہیں۔ یہ پہلا یا بالائی زاویہ کہلاتا ہے۔ جہاں دماغ اور صحت کی لکیریں ملتی ہیں وہاں پر دُوسرا زاویہ مرتب ہوتا ہے۔ زندگی اور صحت کی لکیروں سے تیسرا زاویہ بنتا ہے اور یہ بیرونی زاویہ بھی کہلاتا ہے۔ ان زاویوں سے متعلقہ احکام بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کا غور سے دیکھنا ضروری ہے۔ یہ نہ صرف اہم عناصرِ کردار پر روشنی ڈالتے ہیں بلکہ زندگی کے ضروری پہلوؤں کے بارے میں بھی قابلِ اعتماد معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔

پہلا یا بالائی زاویہ دماغ اور زندگی کی لکیروں کے اتصال سے ترتیب پاتا ہے۔ جب زاویہ نفیس، عمدہ لکیروں کے اتصال سے یوں بنے کہ نہ تو وہ دونوں بہت زیادہ ہتھیلی میں گھس آئیں اور نہ ہی ایک دوسرے سے غیر متصل واقع ہوں بلکہ ایک نوک دار نیزے کی اَنی کی طرح دکھائی دیں تو ایسا زاویہ تربیت یافتہ ذہن، عقلِ سلیم اور معاملہ فہمی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس کا حامل ان اوصافِ حسنہ کے باعث زندگی میں آگے بڑھنے کی طبعی صلاحیت سے بہرہ ور ہوتا ہے (شکل نمبر ۶)۔

(۶)

(۷)

یہی زاویہ اگر بھدا، موٹا، کُند اور نفاست سے خالی ہو تو برعکس نتائج کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس کا حامل اُجڈ، عقلِ سلیم سے تہی دست اور کُند ذہن ہوتا ہے۔ وہ نہ تو باشعور ہوتا ہے اور نہ اس کی قوتِ ممیّزہ بیدار ہوتی ہے۔ وہ اپنے بہیمانہ اندازِ حیات ہی میں مگن رہتا ہے۔ نہ اسے فنونِ لطیفہ کا ذوق و شوق ہوتا ہے اور نہ اس میں حسِ لطیف زندہ ہوتی ہے۔ وہ گنوار کا گنوار ہی رہتا ہے (شکل نمبر ۷)۔ ایسا زاویہ چھوٹی اور موٹی دماغ کی لکیر سے بنتا ہے۔

جب دماغ اور زندگی کی لکیریں مقامِ آغاز سے متصل ہتھیلی میں کچھ آدھ انچ یا اس سے زیادہ ایک موٹی اور گہری لکیر کی طرح داخل ہوں تو جو زاویہ ان خطوط سے بنتا ہے وہ اور ہی معنی اپنے اندر پنہاں کیے ہوتا ہے۔ ان خطوط کے اتصال کے بعد جب لکیریں علیٰحدہ ہوں گی تو زاویے کی بناوٹ نفیس یا تیز نوکیلی نہیں ہو سکتی۔

(۸)

ایسا زاویہ اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ صاحبِ نشان طبعاً ہراس پسند، فکر مند اور متزلزل مزاج

ہے۔ اس کے باطن میں خود اعتمادی کی نمایاں کمی ہوتی ہے اور وہ پرلے درجے کا حساس اور زود رنج ہوتا ہے۔ اس کا ردِ عمل بعض اوقات اس قدر بے دھڑک اور بے تامل ہوتا ہے کہ اس کی جلد بازی اور جذباتیت پر حیرت و رحم کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا (شکل نمبر ۸)۔

جب دماغ اور زندگی کی لکیریں مقامِ آغاز ہی سے ایک دوسرے سے غیر متصل اور علیحدہ شروع ہو کر اپنا اپنا راستہ لیں اور مثلثِ کبیر کا یہ بالائی زاویہ غیر مربوط خطوط سے بنے تو یہ از حد دلچسپ اور غیر معمولی عناصرِ کردار کا پتا دیتا ہے۔ یہ طبیعت میں حریت پسندی اور آگے بڑھنے کی نمایاں صلاحیت کی نشانی ہے۔ ایسا شخص تخلیقی اُمور سے دلی وابستگی رکھتا ہے، جرأت و حوصلہ مندی سے اپنے منصوبوں اور خیالات کو پروان چڑھانے کی سعی کرتا ہے ، معمولی ڈگر سے ہٹ کر جدید راہیں تلاش کرتا ہے اور قیادت و راہبری کی خاصیتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ بالعموم بامُراد اور کامران ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۹)۔

(۹)

(۱۰)

اگر یہ دونوں خطوط مقامِ آغاز پر بہت ہی تفاوت سے شروع ہوں اور ان کا درمیانی فاصلہ غیر معمولی طور پر بڑا ہو تو یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ یہ درحقیقت بے حد اضطراب، غیر معتدل زُود اثری اور بے پناہ عُجلت پسندی کی نشانی ہے۔ اس کا حامل احتیاط، اعتدال اور فکرِ سلیم سے قطعی تہی دامن ہوتا ہے اور بے دھڑک، بلا سوچے سمجھے آگ میں کودنے سے گریز نہیں کرتا۔ اس

بد نصیب میں نہ تو قوتِ امتیاز کا جوہر ہوتا ہے اور نہ ہی معاملہ فہمی کی صلاحیت۔ اس کی طبیعت ایک بے چین اور مسلسل اضطراب میں مبتلا رہتی ہے۔ اسے کسی گھڑی بھی داخلی طمانیت اور تسکین میسر نہیں آتی۔ وہ زندگی کے لیل و نہار ایک اضطرابِ مُدام کے ورطے میں اُلجھ کر گزار دیتا ہے (شکل نمبر ۱۰)۔

دُوسرا زاویہ جو اندرُونی زاویہ بھی کہلاتا ہے، دماغ اور صحت کی لکیروں کے اتصال سے مُرتّب ہوتا ہے۔ جب یہ زاویہ صاف اور عمدہ بوضاحت تشکیل پائے تو یہ خوشگوار نشانی ہے۔ دماغ کی طویل اور عمدہ لکیر ہی ایسے زاویے کی ترتیب کا حق ادا کر سکتی ہے۔ لامحالہ اس کا حامل ہوش مند اور دانا ہوگا۔ اس کی ذہنی صلاحیتیں لائقِ ستائش ہوتی ہیں۔ صحت کی لکیر کی صفائی اور لمبائی اس کی بیدار مغزی میں اضافہ کرتی ہے اور اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مبدءِ فیض نے اسے طولانی عمر کے بہت عمدہ امکانات عطا کیے ہیں۔ درحقیقت ایسا شخص نہ صرف بڑی عمر کو پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہے بلکہ بیدار مغز اور بے حد ذہین ہوتا ہے۔ بلاشبہ کاروبارِ حیات میں وہ اکثر آگے نکل جاتا ہے (شکل نمبر ۱۱)۔

(۱۱)

جب دُوسرا زاویہ اس طرح مُرتّب ہو کہ خطوطِ دماغ و صحت کے مقامِ اتصال پر زیادہ سیدھا سا زاویہ بن جائے تو یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ اس کے حامل کو اپنے جذبات و خیالات پر کم ہی اختیار ہوتا ہے۔ اس کی جذباتیت بعُجلت

(۱۲)

تاثر قبول کر سکتی ہے، اور وہ یکایک برہم ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا شخص کم ہی قابلِ اعتماد ہوتا ہے اور اکثر و بیشتر اپنی طبعی کمزوری کے باعث ناکام ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۲)۔

جب دماغ کی لکیر چاند کے اُبھار کی طرف نمایاں جھکاؤ کے ساتھ نیچے کی جانب خم کھاتی ہوئی چلی جائے اور صحت کی لکیر ہتھیلی کو بیرونی سمت کے پاس سے گزرتی ہوئی دماغ کی خمیدہ لکیر کے ساتھ زاویہ بنائے اور صحت کی لکیر خود بھی چاند ہی کے اُبھار کے احاطے سے نمودار ہو تو یہ منحوس علامت تصور کی جاتی ہے۔ اس کا حامل بے حد زُود حس ہوتا ہے۔ اس کی پریشان خاطری میں اضطراب، بے چینی اور خوف و ہراس کے نمایاں عناصر ہوتے ہیں۔ اس کے تاثرات اور ردِ عمل میں عجلت کا پہلو زیادہ واضح ہوتا ہے۔ وہ یکایک بھڑک اُٹھتا ہے۔ اس کے کردار میں نہ تو اعتدال و توازن کے عناصر ہوتے ہیں اور نہ مستحکم طبیعت کا مالک ہوتا ہے۔ قوتِ ارادی کی کوتاہی اس پر مستزاد۔ وہ درد و اضطراب و بے اطمینانی کا پیکر بن کر رہ جاتا ہے (شکل نمبر ۱۳)۔

(۱۴)

(۱۳)

تیسرا زاویہ جو بیرونی زاویہ کہلاتا ہے، زندگی اور صحت کی لکیروں کے اِتّصال سے مرتب ہوتا ہے۔ یہ کلائی کے قریب واقع ہوتا ہے۔ اگر زندگی اور صحت کی لکیریں باہم مل کر نفیس زاویہ بنائیں تو قطعاً اچھی علامت نہیں ہے۔ درحقیقت اس کا حامل غشی کے دوروں کی طرف ہوتا ہے اور اسے صحت کی ایسی خرابیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے جو اعصابی دوروں سے متعلق

ہوتی ہیں۔ اس کے اعصاب میں خاص نوع کی کمزوری ہوتی ہے اور ان کے باعث سر، کنپٹی وغیرہ میں اسے شدید درد کا احساس گاہے گاہے ہوتا ہے۔ شدید اعصابی تناؤ کے باعث وہ بعض اوقات غشی کے دوروں میں بھی مبتلا ہو سکتا ہے۔ اسے اختلاجِ قلب کے دورے پڑنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے (شکل نمبر ۱۴)۔

تیسرا زاویہ بالعموم ایسی صورت میں مرتب ہوتا ہے کہ زندگی اور صحت کی لکیریں باہمدگر متصل نہیں ہوتیں مگر دونوں خطوط بہت قریب ہوتے ہیں اور مقامِ اتّصال پر وہ ایک دُوسرے سے بہت ہی خفیف فاصلے پر واقع ہوتے ہیں۔ یہ اچھی علامت تصوّر کی جاتی ہے۔ یہ عمدہ تندرستی خوشگوار صحت اور ایسی باعمل زندگی کی نشانی ہے جو کاروبارِ حیات میں مفید اور قابلِ قدر تصوّر کی جاتی ہے۔ اس کا حامل بے کار نہیں بیٹھ سکتا۔ وہ عمل پسند، کام کرنے والا اور مستعد فردِ مُعاشرہ ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۵)۔

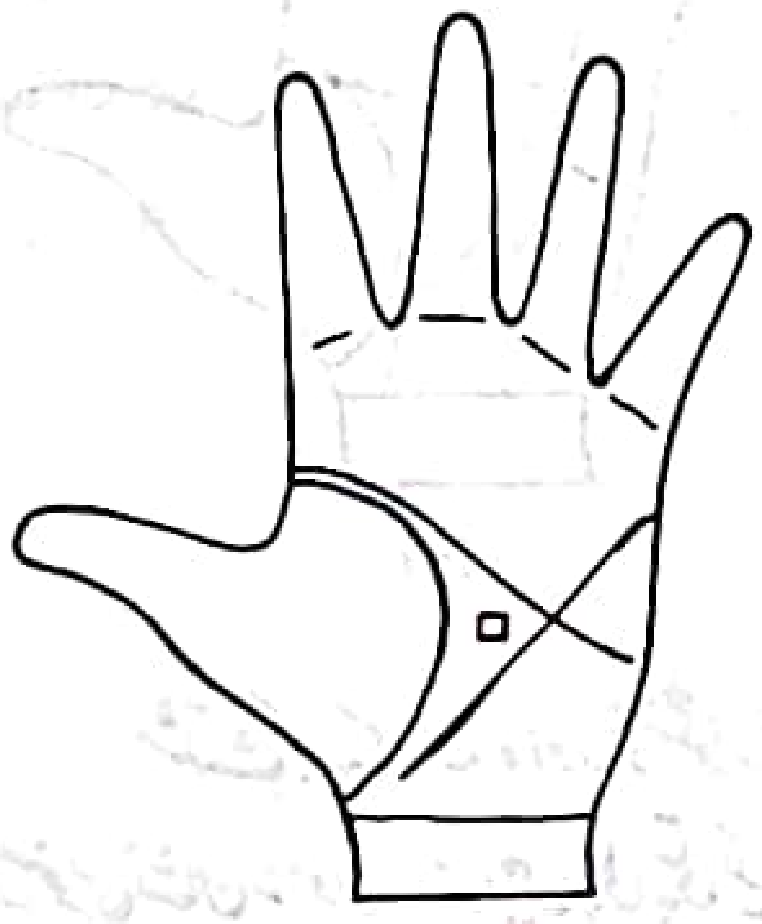
(۱۵)

تیسرا زاویہ اگر اس طرح بنے کہ زندگی اور صحت کی لکیر ایک دُوسرے سے بہت نمایاں فاصلے پر ہوں یعنی صحت کی لکیر چاند کے اُبھار کا فزوں تر حصہ عبور کرے اور زندگی کی لکیر سے کہیں بھی متصل نہ ہو سکے تو یہ خراب علامت ہے۔

ایسا شخص فریب کار اور دھوکے باز ہوتا ہے۔ نہ تو وہ قابلِ اعتماد ہوتا ہے اور نہ ہی وفاشعار۔ وہ آخر کار اپنے کیفرِ کردار کو پہنچتا ہے۔ اس کے جذبات و خیالات میں ایک ایسا موذی عنصر شامل ہوتا ہے جو اسے نیکی اور شرافت کی طرف آنے ہی نہیں دیتا۔ ایسے شخص سے رابط و اتحاد مُصیبت مول لینے کے مترادف ہے۔ اس کے کردار کی بدنما خرابیاں بالعموم عوام کو اچھی طرح معلوم ہوتی ہیں۔ جو بھی اُس سے ملتا ہے یا مُعاملہ کرتا ہے، اس کے متعفن کردار کے بد اثرات سے نہیں بچ سکتا اور لوگ اس کے مزاج میں عناصرِ بد کے وجُود کا گمان کرنے لگتے ہیں۔ وہ کاروباری، نجی معاملات

اور اقربا سے سلوک کسی بھی شعبۂ حیات میں فریب اور دھوکا دہی سے گریز نہیں کر سکتا۔ ایسے شخص سے توبہ ہی بھلی (شکل نمبر۱۶)۔

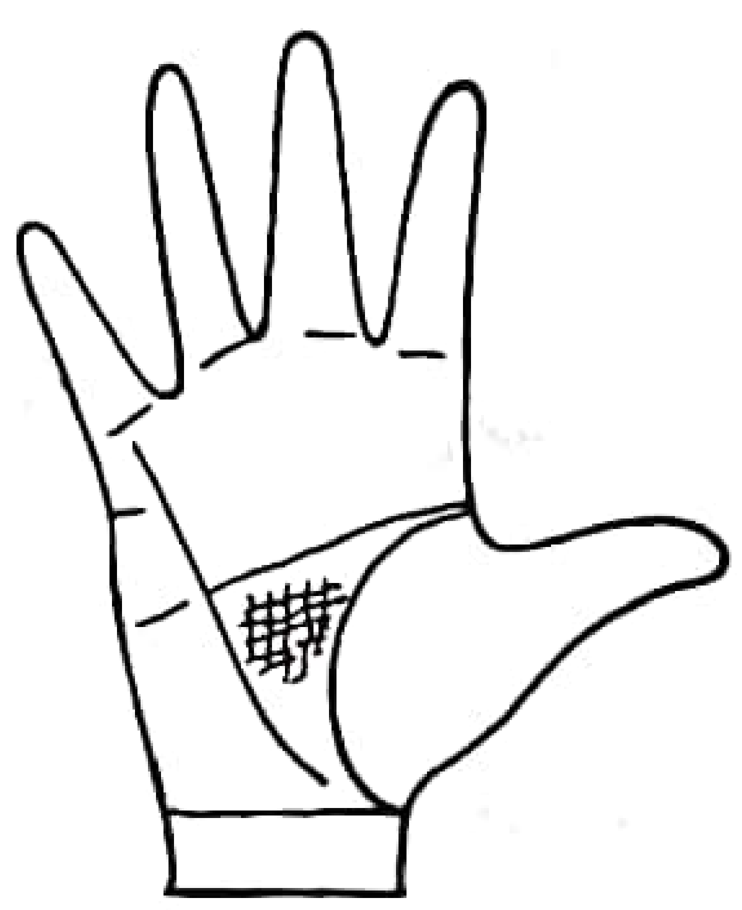

(۱۷)

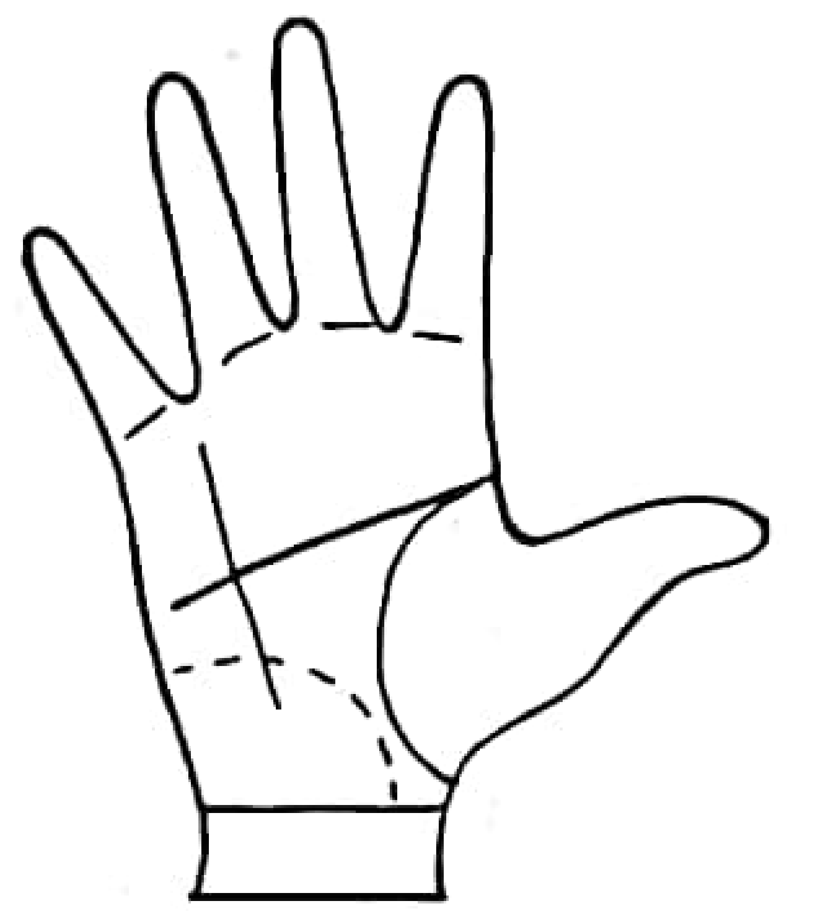

(۱۶)

مثلثِ کبیر کے عمدہ اور خوشگوار اثرات کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بطن میں خراب اور منحوس نشان نہ ہوں۔ اس میں پتلی پتلی لکیروں کا ـ بال نما ـــــ جال بچھا ہُوا ہو یا وہ کثرت سے مثلث کے اندر نقش ہوں تو یہ بہت ہی خرابی کی نشانیاں ہیں۔ یہ درحقیقت بے صبر، بے چین اور اندر ہی اندر جلنے والے افراد کا پتا دیتی ہیں۔ ان کا حامل سدا پریشان خاطر، رنجیدہ طبع اور خفگی کا عادی ہوتا ہے۔ وہ بہت جلد غیظ و غضب کا اظہار کرتا ہے اور اس کے نصیب میں تسکینِ باطن کم ہی ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ غم پسند اور بے صبرا ہوتا ہے (شکل نمبر۱۷)۔

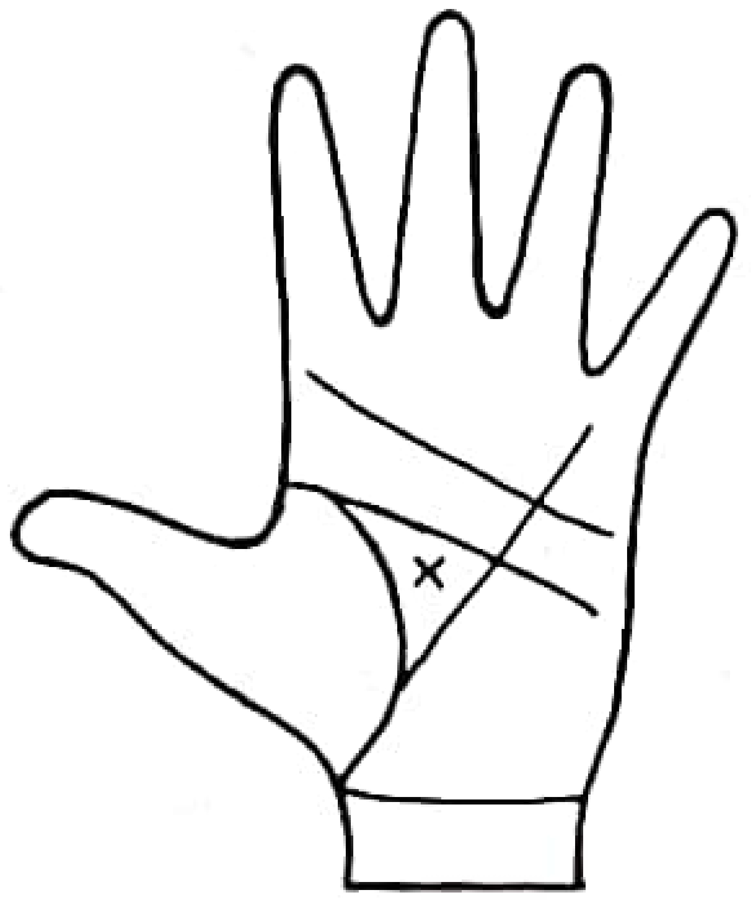

(۱۸)

بعض ہاتھوں میں مثلثِ کبیر کے عین قلب میں ایک کراس یعنی ضرب کا واضح نشان ہوتا ہے۔ اس کے ہوتے ہُوئے صاحبِ نشان کے مزاج کا غور سے مطالعہ ضروری ہے۔ وہ مسلسل دُوسروں

سے جھگڑے فساد کے باعث مشکلات میں مُبتلا رہتا ہے اور طبعًا جھگڑالو ہوتا ہے۔ اس کے مزاج میں عجیب و غریب عناصر ہوتے ہیں۔ وہ ہر بات میں اپنی ہی مرضی چلاتا ہے۔ وہ صلح صفائی کا خوگر نہیں ہوتا اور دُوسروں کو بالعمُوم موردِ الزام گردانتے کا عادی ہوتا ہے۔ بلاشبہ وہ سدا فساد پر آمادہ رہتا ہے اور کسی کو خاطر میں لانے کی طرف مائل نہیں ہوتا (شکل نمبر۱۸)۔

اگر مثلثِ کبیر کے عین قلب میں چوکور کا واضح نشان پایا جائے تو یہ خطرے کا سگنل ہے۔ اس کا حامل کسی بڑے خطرے میں مُبتلا ہونے کی طرف مائل ہوتا ہے اور یہ اندیشہ بالعموم عملی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ اس کے حامل کو ایسی تمام مساعی اور رجحانات سے گریز کی ازحد ضرورت ہے۔ اگر وہ مخدوش معاملات و حالات میں حفاظتی تدابیر اختیار نہ کر سکے تو اس کی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے (شکل نمبر۱۵)۔

کلائی کی لکیریں

ہتھیلی کی سطح کو غور سے دیکھا جائے تو اس کی بناوٹ از حد نفیس اور نازک تاروں کے تانے بانے سے ترتیب پاتی ہے۔ اس کے بعض حصّوں میں غنچوں، پتّیوں، زاویوں اور مختلف النّوع نقوش کے واضح نشانات دکھائی دیتے ہیں (شکل نمبر ۱)۔ اس جلدی ساخت پر لکیروں کا جال بچھا ہُوا ہے۔ اہم لکیروں میں زندگی، دل، دماغ، قسمت، کامیابی، صحت وغیرہ کی لکیریں ہیں اور کم اہم خطُوط میں خطِ الہام، حلقۂ سُلیمان، قوسِ زُہرہ وغیرہ شامل ہیں۔

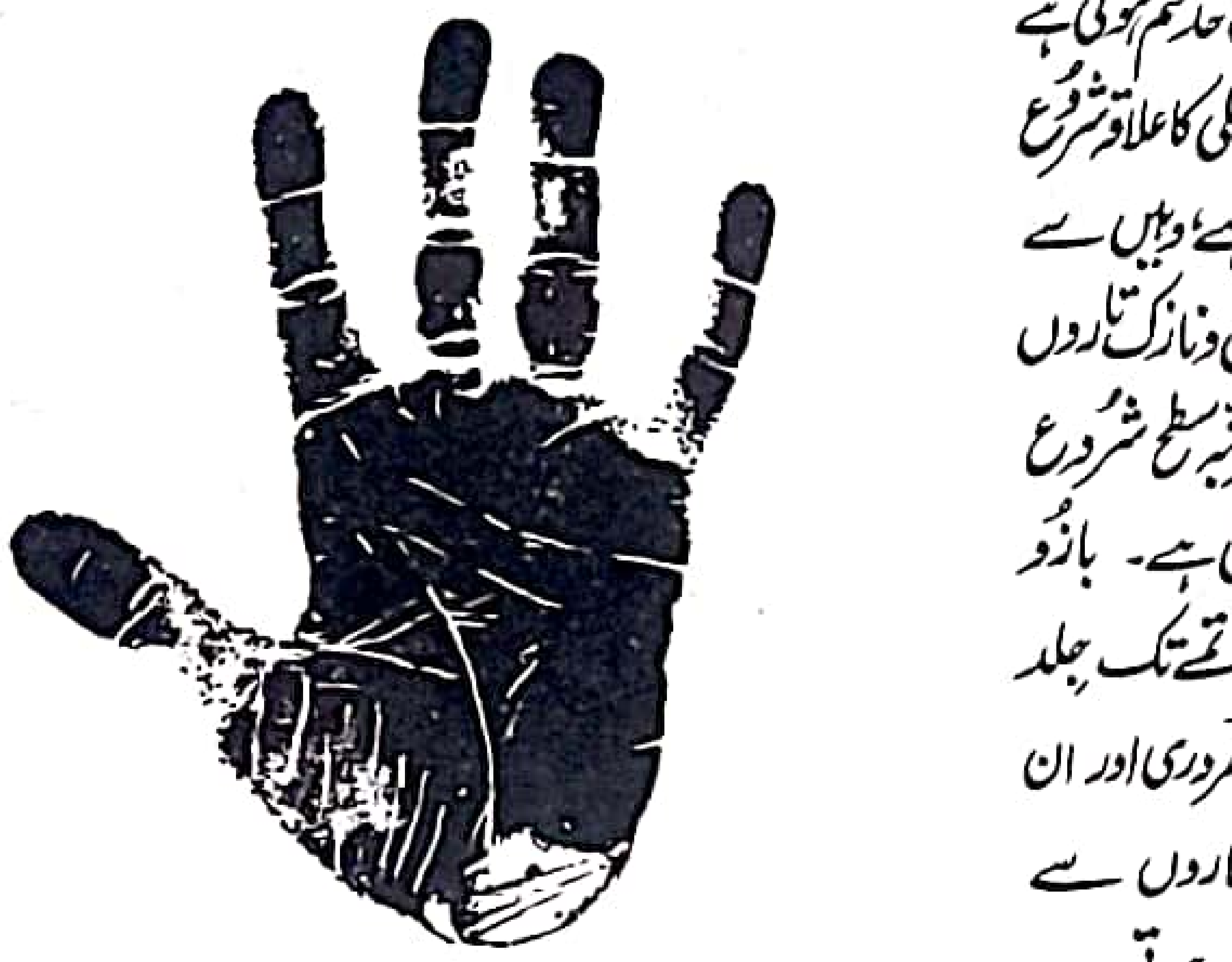

(۱)

باریک ریشمیں لکیریں جو ہتھیلی کا تانا بانا ہیں

جہاں پر بازُو کی حد ختم ہوتی ہے اور ہتھیلی کا علاقہ شرُوع ہوتا ہے، وہیں سے یہ نفیس و نازک تاروں سے مرتّبہ سطح شرُوع ہو جاتی ہے۔ بازُو کے خاتمے تک جلد موٹی کھُردری اور ان نفیس تاروں سے تہی دامن ہوتی ہے۔ جس مقام پر دونوں حدود یعنی بازو اور

(۲)

ہتھیلی کی سرحدیں متّصل ہوتی ہیں، یہاں پر بالعموم ایک گہری اور واضح لکیر کلائی کے آرپار نقش ہوتی ہے۔ یہ کلائی کی پہلی یا بالائی لکیر کہلاتی ہے۔ اس کے نیچے یکے بعد دیگرے دو مزید ایسی ہی واضح اور گہری لکیریں کندہ ہوتی ہیں۔ یہ دُوسری اور تیسری لکیریں کہلاتی ہیں۔ یہ تینوں متوازی لکیریں فنِ دست شناسی میں کلائی کی لکیروں کے نام سے موسوم ہیں اور کافی اہمیّت کی حامل تصوّر کی جاتی ہیں۔ (شکل نمبر ۲ - ا - ب - ج)۔

ہتھیلی کا یہ زیریں حصّہ ہے اور اس کی تحتانی سرحد کی حد بندی کرتا ہے۔ اس مقام پر تین ثابت گہری، واضح اور بے عیب کلائی کی لکیروں کا وجود مُبارک تصوّر کیا جاتا ہے۔ قدمائے فن کے نزدیک ایسی عمدہ تین لکیریں درحقیقت صحت مندی، دولت اور شادمانی کی نشانیاں ہیں۔ ان کا حامل خوش بخت پیدا ہوتا ہے اور تمام تر زندگی ان کے نصیب آور اثرات سے معمُور گزارتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ایسے خوشگوار متوازی خطوطِ ثلاثہ کم ہی دیکھنے میں آتے ہیں۔ عہدِ قدیم میں یہ لکیریں راج کنگن اور جادُو کی چوڑیاں کہلاتی تھیں۔

جب یہ تینوں کلائی کی لکیریں مسلسل جزیروں سے یوں مرتّب ہوں کہ تسبیح یا مالا کی طرح دکھائی دیں تو یہ اچھی نشانیاں نہیں ہیں۔ ایسی عیب دار اور سقیم لکیریں بتاتی ہیں کہ رزق روٹی کے لیے مسلسل اور اَن تھک کوششوں کے باوجود زندگی کے لیل و نہار مشکلات ہی میں گزریں گے۔ ایسے شخص کی قسمت میں سخت محنت مزدُوری، خوشحالی کا فقدان اور سدا دشواریوں کا سامنا عناصرِ حیات بن جاتے ہیں لیکن ایسا شخص صبح و شام تگ و دو کرنے کا عادی ہوتا ہے اور بڑی حد تک صابر و شاکر ثابت ہوتا ہے اس لیے اس کا مقسوم بالآخر ایّامِ پیری میں وہ دور بھی لے آتا ہے جب وہ کامیاب ثابت ہوتا ہے اور بے نیلِ مرام نہیں رہتا۔ درحقیقت اس کے صبر اور محنت کا پھل میٹھا ہی نہیں بڑا لذیذ بھی ہوتا ہے۔ مدّت العمر محنت اور جاں گسل

مشکلات کا مقابلہ کرکے وہ بھول ہی جاتا ہے کہ دارِ مکافات میں کسی بھی شخص کی محنت ضائع نہیں جاتی (شکل نمبر ۳ - ا - ب - ج)۔

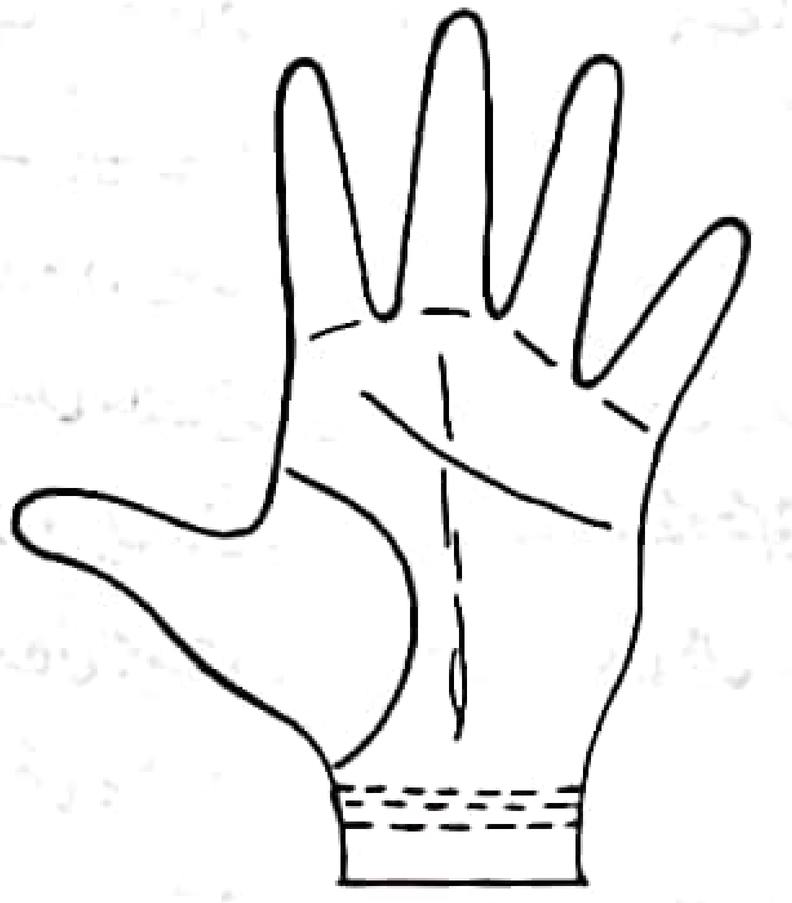

(۴)

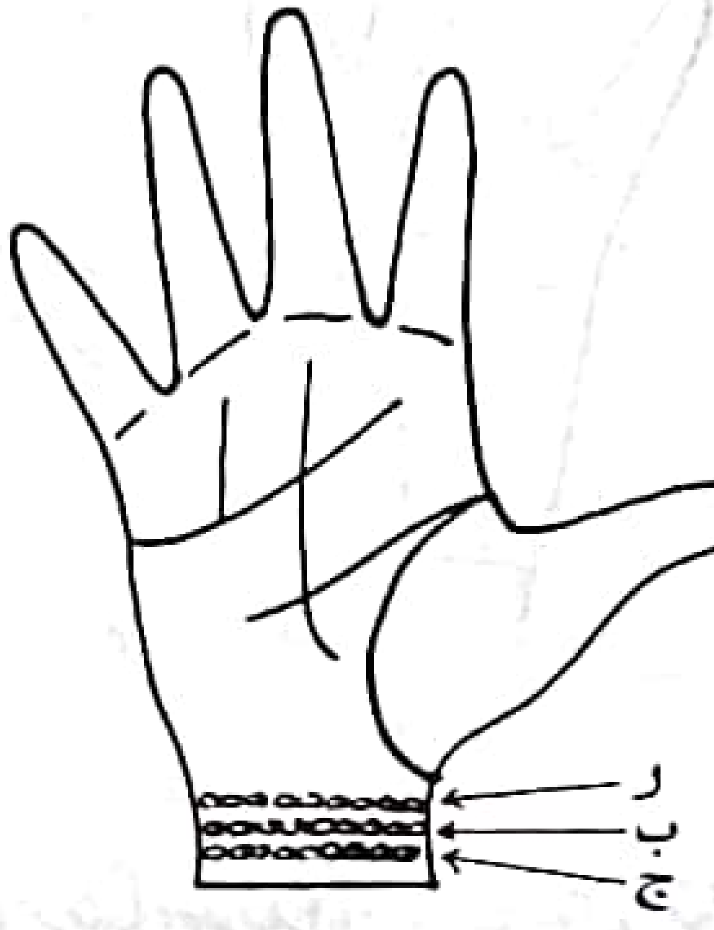

(۳)

یہ تینوں لکیریں اگر ٹوٹی پھوٹی، بھدی، کمزور اور ٹیڑھی واقع ہوں تو ازحد منحوس تصوّر کی جاتی ہیں۔ ایسی سبھی خراب نشانیاں پے در پے مشکلوں، مصیبتوں، بدنصیبیوں کا پتا دیتی ہیں۔ ان کا حامل نادار اور مفلس ہی رہتا ہے اور اسے ضروریاتِ زندگی کے حاصل کرنے کے لیے بڑے جتن کرنے پڑتے ہیں۔ ایسا شخص کبھی فراغت سے آشنا نہیں ہو پاتا اور اپنی ساری زندگی کوتاہیِ رزق کے دُور کرنے ہی میں صرف کر دیتا ہے اور اس کے آخری ایام بھی بالعموم تلخی اور محنت کشی کی نذر ہو جاتے ہیں (شکل نمبر ۴ - ا - ب - ج)۔

کلائی کی لکیریں پُرانے زمانے میں ایک لحاظ سے اہم گردانی جاتی تھیں۔ اگر یہ تینوں سالم، بے عیب اور گہری نقش ہوں تو قدمائے فن کے خیال میں طویل عمر، اچھی صحت اور خوشگوار زندگی کی ضامن سمجھی جاتی تھیں۔ مغرب کے دست شناس اب اس خیال کے حامی ہیں کہ ان لکیروں سے عمر کی طوالت کا اندازہ لگانا درست نہیں ہے مگر ان کا یہ نظریہ درُست نہیں۔ میرا ذاتی تجربہ یہی ہے کہ اگر کسی شخص کے ہاتھ میں عمدہ اور سالم تینوں کلائی کی لکیریں بے عیب نقش ہوں تو وہ بلاشبہ بڑی عمر کو پہنچنے کے امکانات سے محروم نہیں ہوتا۔

پہلی کلائی کی لکیر ۲ سے ۳۰ سالہ دورِ اوّل کی نشاندہی کرتی ہے۔ اسی طرح دُوسری اور تیسری لکیریں بھی کم و بیش تیس تیس سالہ عُمر کے ادوار کا پتا دیتی ہیں (شکل نمبر ۲ - ا - ب - ج)۔ عملی نقطۂ نگاہ سے پہلی کلائی کی لکیر اہم ترین ہے۔ اس کی بناوٹ، مقام و قوع وغیرہ اُمور کا بغور مطالعہ ضروری ہے۔ جب یہ لکیر اپنے فطری مقام سے قوس کی صورت بناتی ہوئی ہتھیلی کی سطح پر نقش ہو تو اچھی نشانی نہیں ہے۔ یہ اگر عورت کے ہاتھوں میں پائی جائے تو یہ نسوانی اور اندرونی ایسی تکالیف کی طرف اشارہ کرتی ہے جن کا تعلق رحم، حمل، زچگی کے معاملات سے ہوتا ہے۔ ایسی عورت عام طور پر محرومِ اولاد رہنے کے خدشے سے خالی نہیں ہوتی۔ اگر حمل ٹھہر بھی جائے تو اسقاط کا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اور اگر زچگی تک حمل قائم رہ سکے تو بچے کی پیدائش میں ازحد تکلیف، اندیشہ اور اُلجھنیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ یورپ، امریکا اور ترقی یافتہ ملکوں کی عورتوں کے ہاتھوں میں اکثر و بیشتر جب ایسی کماندار کلائی کی بالائی لکیر دیکھنے میں آئی ہے تو دورانِ حمل وہ ماہرینِ فن کی زیرِ نگرانی رہی ہیں اور اکثر سرجری ہی سے بچے کی ولادت کا مرحلہ طے ہُوا ہے (شکل نمبر ۵)۔

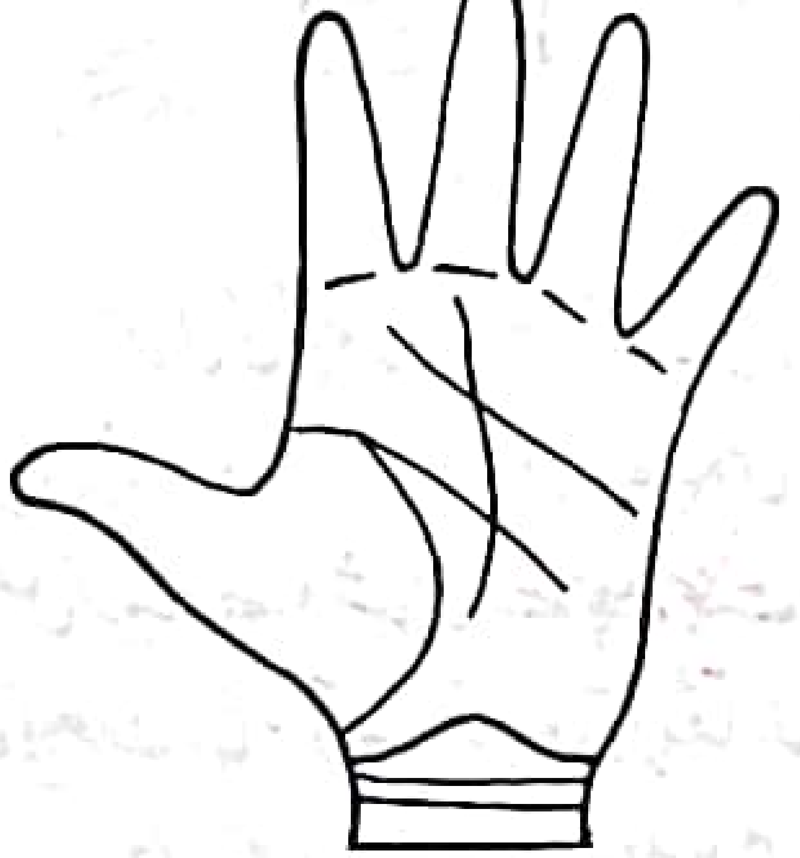

(۵)

کلائی کی پہلی لکیر اگر بالا کی شکل اختیار کر لے اور دُوسری دونوں خراب نہ ہوں تو یہ خاص مفہوم کی حامل ہے۔

ایسا شخص کافی عمر کے لیے محنتِ شاقہ پر مجبور ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے کام اور دُنیوی معاملات میں بڑی احتیاط دکھاتا ہے اور رفتہ رفتہ یوں اثاثہ جمع کرتا جاتا ہے کہ بالآخر اپنی مساعی کے بل بوتے پر بڑا کامیاب ثابت ہوتا ہے۔ درحقیقت وہ آغازِ حیات میں بے شمار دشواریوں اور رکاوٹوں سے دوچار ہوتا ہے مگر حسنِ سلیقہ، محنت اور محتاط روش کے باعث معاشرے میں اچھا وقار، دُنیوی حیثیت اور مال و دولت حاصل کرکے ہی دم لیتا ہے۔ اس کے اچھے دن بڑی عُمر کو پہنچ کر ہی آتے ہیں۔ مگر جُوں ہی

بخت رسائی کرنے لگتا ہے تو وہ قابلِ رشک کامرانی سے شادماں ہوجاتا ہے۔ ایسا شخص تن کم کوش ہوتا ہے اور نہ ہی اسے محنت مزدوری سے شرم آتی ہے۔ درحقیقت وہ حرکت ہی میں برکت اور محنت میں رحمت کے پہلو دیکھتا ہے (شکل نمبر۶)۔

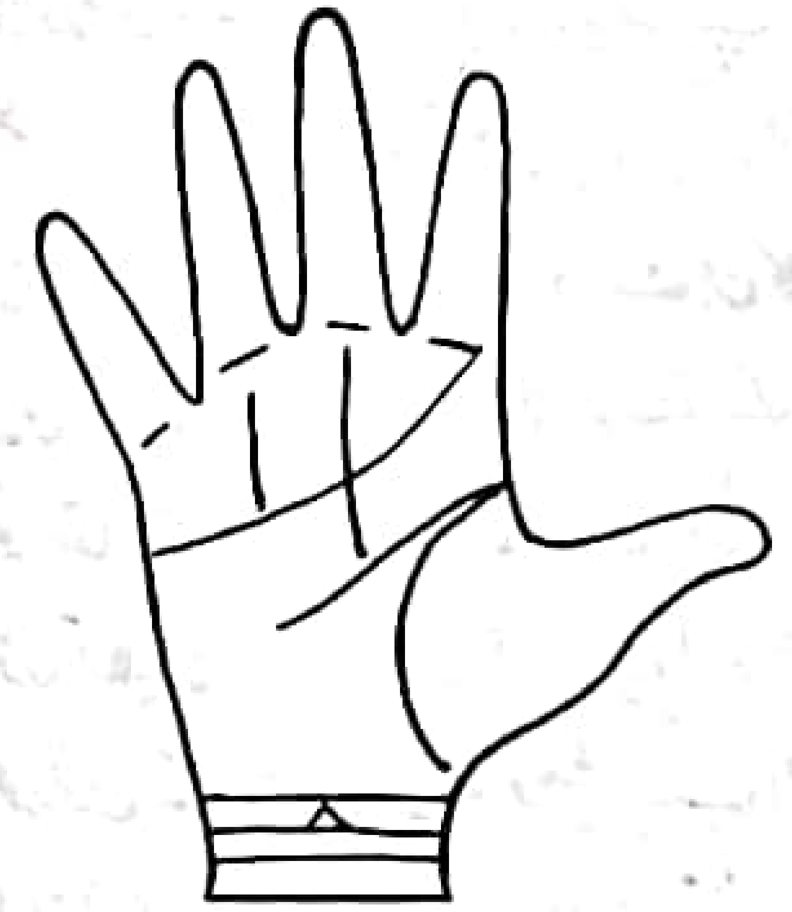

(۷)

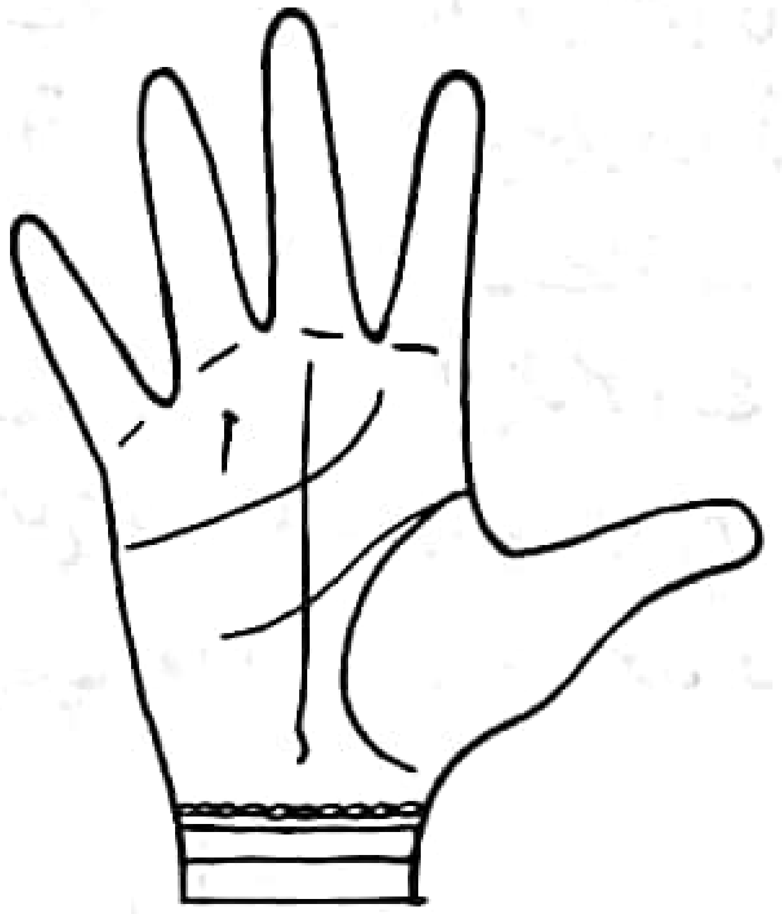

(۶)

کلائی کی لکیروں کے عین قلب میں اگر ایک زاویہ کا نشان واضح اور سالم دکھائی دے تو یہ بھی غیر معمولی اثرات کا حامل ہے۔ اس کا حامل زمانۂ پیری میں بڑی دولت اور دنیوی اقتدار حاصل کرلیتا ہے۔ بلاشبہ اس سے پہلے بخت رسا اس سے گریزاں ہی رہتا ہے مگر جوں ہی دولت اس کی طرف رُخ کرتی ہے تو بڑی تیز رفتاری سے اس کے خزانے بھر دیتی ہے (شکل نمبر۷)۔

جب کلائی کی لکیروں کے وسط میں چرخی کا نشان نقش ہو اور واضح دکھائی دے تو یہ بڑے دلچسپ حالات کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ کلائی کی لکیروں کا قُفل کہلاتا ہے اور بغیر کلیدِ مراد اس کا افتتاح امکانی نہیں۔ اس کا حامل بڑی مُصیبتوں اور مُشکلوں میں اپنے بیشتر ایامِ حیات گزارتا ہے اور سعی و کوشش کا عادی ہوجاتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنی شبانہ روز کاوشوں میں قطعاً کوتاہی سے کام نہیں لیتا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دن کبھی نہیں پھریں گے۔ پھر بھی اس کے باطن میں ایک غیر مرئی سی اُمید کی جھلک اسے سعیِ مسلسل میں منہمک رکھتی ہے۔ وہ تدبیر و نگاہداری سے اپنے کاموں کو انجام دیتا چلا جاتا ہے اور ایک دن ایسا بھی

آجاتا ہے کہ یکایک دولت اس کے قدموں میں آگرتی ہے۔ ایسے شخص کو اچانک دھن لاٹری، انعام یا ورثے کی صورت میں ملتا ہے۔ بالعموم ایسی نشانی کا تعلق بڑے ورثے سے ہوتا ہے۔ جوں ہی اس کی قسمت چمک اُٹھتی ہے، دُنیا کی ہر آسائش عزت، فائدہ اسے حاصل ہوجاتا ہے اور باقی ماندہ ایامِ زیست بڑی عزت و آبرو کے ساتھ گزارتا ہے اور تا دمِ آخر خوش رہتا ہے۔ اس کی ہر دنیوی آرزو پُوری ہوتی ہے۔ خُدام، حشم، دولت سبھی اس کے سامنے صف باندھے کھڑے رہتے ہیں (شکل نمبر۸)۔

(۸)

اگر کلائی کی لکیروں کے عین وسط میں ایک تارے کا نشان واضح اور سالم نقش ہو تو بھی حصولِ دولت کا پتا دیتا ہے، مگر یہ دولت درحقیقت غیروں سے حاصل ہوتی ہے۔ بالعموم ایسا دھن غیر متوقع طور پر اچانک حاصل ہوتا ہے۔ تارے کا نشان اگر نامکمل یا غیر متوازن، مدھم یا کمزور نظر آئے تو مفہوم قطعی مختلف ہوگا۔ اس مقام پر اس کا وجود بدکرداری اور بداخلاقی کا پتا دیتا ہے۔ اس کا حامل بے حیا اور بداخلاق ہوتا ہے۔ (شکل نمبر۹)۔

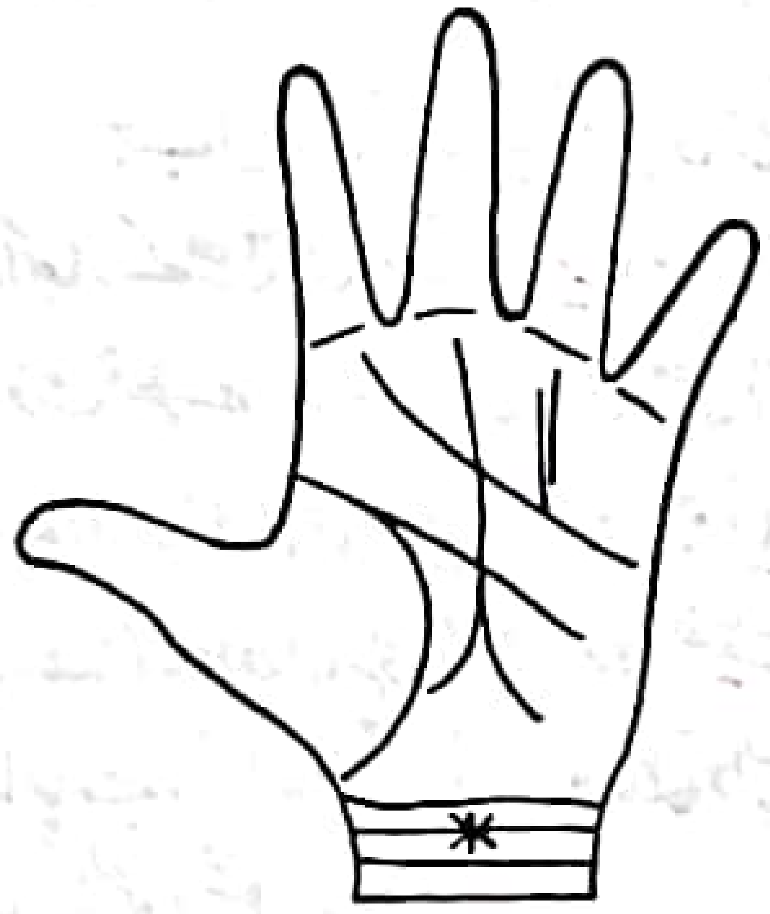

(۹)

جب کلائی کی لکیریں عمدہ، گہری اور سالم نقش ہوں، خاص طور پر پہلی کلائی کی لکیر اور اس میں سے ایک باریک ریشم کے دھاگے کی طرح نفیس لکیر شروع ہو اور ہتھیلی کی سطح کو عبور کرتی ہوئی پہلی انگلی کے تحتانی پُر گوشت حصے میں ختم ہو جو گرو کا اُبھار کہلاتا ہے تو اس کا حامل ایک طویل سمندر پار کا سفر اختیار کرے گا اور

Scanned with CamScanner

جس مقصد کے پیشِ نظر اس مسافرت کا بیڑا اُٹھایا جائے گا وہ بہ اطمینانِ خاطر پُورا ہو جائے گا۔ یہ درحقیقت کامیاب طویل سفر کی حتمی علامت ہے۔ یہ لکیر انگوٹھے کے اُبھار سے گزرتی ہے لیکن ہتھیلی میں سے بھی ہو کر جائے تو یہی اہمیت رکھتی ہے (شکل نمبر ۱۰)۔

(۱۱)

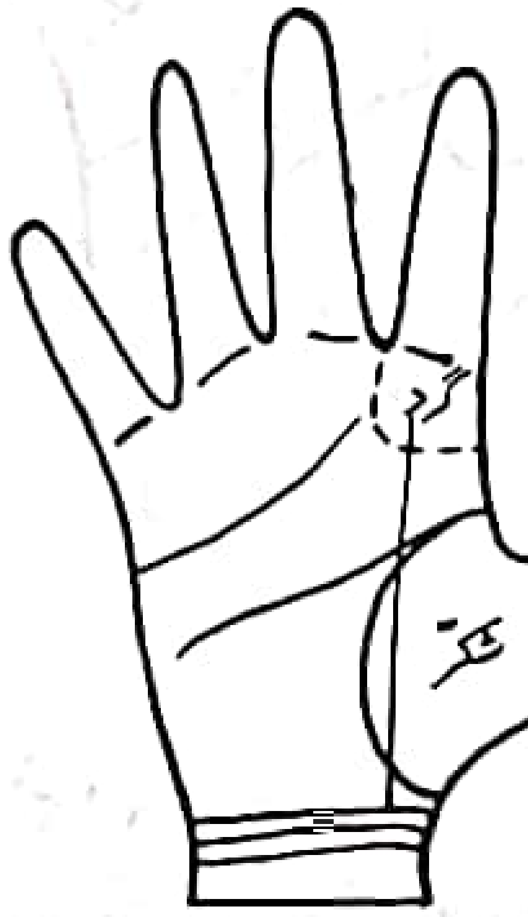

(۱۰)

جب ایسی ہی ایک لکیر ہتھیلی کی سطح کو کاٹتی ہُوئی درمیانی اُنگلی کے تحت واقع سنیچر کے اُبھار کے علاقے میں اختتام پذیر ہو تو اس کا حامل ایک طویل بحری سفر اختیار کرے گا۔ مگر ایسی مسافرت خطرے سے خالی نہیں ہو گی۔ بعض ہاتھوں میں سنیچر کے اُبھار پر ختم ہونے والی ایک لکیر کے بجائے دو متوازی ایسی لکیریں نقش ہوں جو ایک دُوسرے کو خلتے پر کاٹیں تو ان کا حامل ان سفروں میں سے ایک کے دوران راہیِ مُلکِ عدم ہو گا۔ درحقیقت ایسی لکیروں کے ہوتے ہُوئے بحری سفر قطعاً اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ اگر ایسا کیا گیا تو اس کا حامل واپس نہیں لوٹ سکے گا اور پردیس ہی میں اِنتقال کر جائے گا (شکل نمبر ۱۱)۔

جب کلائی کی کسی لکیر سے ایک واضح نفیس لکیر نکل کر ہتھیلی کو قطع کرتی ہُوئی تیسری اُنگلی کے نیچے واقع سُورج کے اُبھار میں جا کر ختم ہو جائے تو یہ نہایت ہی بخت آور علامت ہے۔ اس کا حامل عظمت، ناموری اور دُنیوی وقار سے بہرہ ور ہو گا۔ مگر یہ اعزاز و شہرت، بلند مرتبہ افراد سے ملاقاتوں اور تعلقات کے باعث ہو گا۔ ایسی ناموری اور شہرت بالعموم دُور دراز

ملکوں کے اکابرِ زمانہ سے دوستانہ تعلقات اُستوار ہونے کا صلہ تصوّر کی جا سکتی ہے۔ درحقیقت ایسا شخص فطری صلاحیتوں کا حامل ہوتا ہے مگر ان کا اعتراف پردیس ہی میں ہوتا ہے۔ جب وہ بیرُونی ممالک میں ناموری حاصل کر لیتا ہے تو اربابِ وطن بھی اس کی بڑی تعظیم و عزّت کرتے ہیں (شکل نمبر ۱۲)۔

(۱۲)

کلائی کی لکیروں سے ایسی ہی ایک نفیس اور باریک لکیر نکل کر چھوٹی اُنگلی کے تحتانی پُرگوشت حصّے میں جو بُدھ کا اُبھار کہلاتا ہے ختم ہو تو یہ بھی اچھی علامت ہے۔ یہ درحقیقت یکایک دھن دولت ملنے کی بیّن نشانی گردانی جاتی ہے۔ ایسے شخص کو دفینہ یا خزانہ مل جاتا ہے جس کے باعث وہ بہت ہی دولت مند ہو جاتا ہے اور اپنی زندگی نہایت خوشحال طریقے سے گزارنے کے قابل ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۱۳)۔

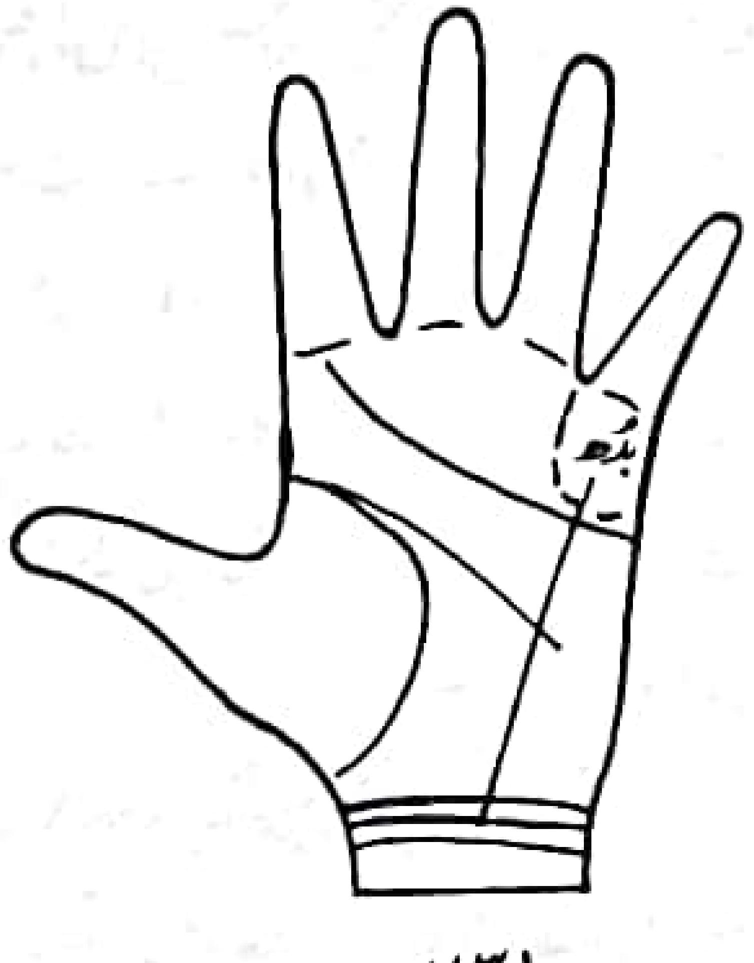

(۱۳)

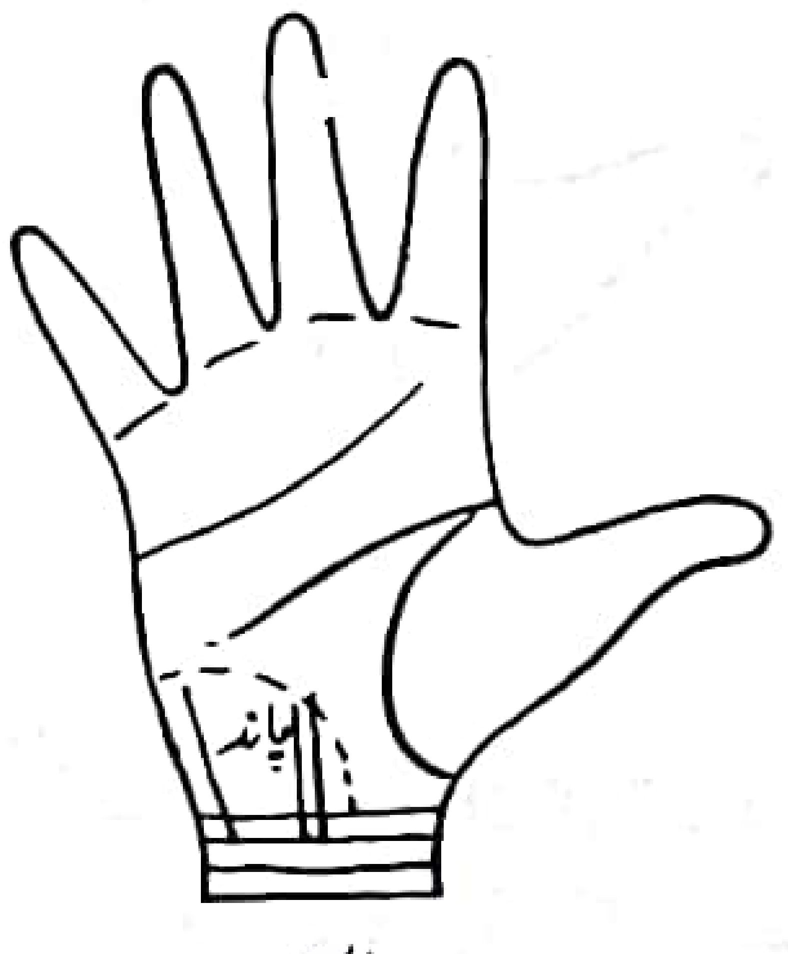

(۱۴)

کلائی کی لکیروں سے اگر ایک ایسی ہی باریک اور ریشمی لکیر نمودار ہو اور چاند کے

اُبھار میں ختم ہو تو یہ ایک لمبے سفر کی نشاندہی کرتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ایسی مسافرت سمندر ہی کی ہو (شکل نمبر ۱۴)۔

ایسی کٹی ایک لکیریں چاند کے اُبھار تک دکھائی دیں تو یہ بھی لمبے سفر کا پتا دیتی ہیں۔

اگر ان میں سے کوئی لکیر سارے چاند کے اُبھار کے علاقے کو عبور کرے تو یہ جاننا چاہیے کہ حاملِ نشان بحری سفر کرے گا۔ چاند کے اُبھار پر نقش سفر کی ایسی لکیریں نوعیت اور مقصدِ سفر کا پتا نہیں دیتیں۔ انھیں محض سفر کی نشانیاں ہی گردانا جاتا ہے۔

مُثلّثِ صغیر

مثلثِ صغیر یعنی ہتھیلی کی چھوٹی تکون بڑی معنی خیز نشانی ہے۔ یہ دماغ، قسمت، صحت کی لکیروں کے اتّصالِ ثلاثہ سے مرتّب ہوتی ہے۔ بعض ہاتھوں میں صحت کی لکیر مفقود ہوتی ہے مگر قوسِ الہام نقش ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں دماغ، قسمت اور قوسِ الہام کے خطوط اِس مثلثِ صغیر کو ترتیب دیتے ہیں۔

جب دماغ، قسمت اور صحت کی لکیریں واضح، سالم اور عمدہ ہوں اور تکون کی تشکیل واضح اور بے عیب ہو تو یہ رموزِ فطرت کی آگاہی کے طبعی ذوق کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ایسا شخص حسنِ قدرت کا بھی دلدادہ ہوتا ہے۔ اس کی ذہنی صلاحیتیں غیر معمولی ہوتی ہیں۔ تحقیق و تجسس اس کی گھٹی میں داخل ہوتی ہے۔ اسے علمی اُمور سے شغف اور گہری دلچسپی ہوتی ہے۔ درحقیقت وہ ذہنی کام کے لیے مبداءِ فیض سے خاص نوع کا دماغ لے کر پیدا ہوتا ہے اور اسے علمی اُمور میں سعیِ بلیغ کے بغیر تسلّی نہیں ہو سکتی (شکل نمبر ۱)۔

(۱)

اُن والدین کو جن کے نونہالوں کے ہاتھوں میں ایسی واضح اور بے عیب مثلثِ صغیر نقش ہو، اس کے وجود سے بے تامّل استفادہ کرنا چاہیے۔ وہ بچہ جس کی ہتھیلی پہ عمدہ تکون کا نشان ہو، اسے تعلیم کے سلسلے میں نہ صرف حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے جس کے حصول سے وہ دُنیا میں چمک سکتا ہے بلکہ ہر ممکن طریقے سے اس کے لیے ہر وہ سامان بہم پہنچانا چاہیے جو اس کی بالیدگیِ طبع

اور جلائے باطن کے لیے ضروری ہو۔ کُتب کی فراہمی، اعلیٰ تعلیم کے لیے انتظام، لائق اساتذہ، غرضکہ تمام ایسے اُمور کہ جو اس کی ذہنی پرورش و ارتقا کے کفیل ہو سکیں، کے بہم پہنچانے کی ہر ممکن سعی لازمی ہے۔ ایسا فرد آگے چل کر دُنیا میں اپنی طباعی، چابکدستی اور تحقیقی مساعی کے زور پر نمایاں اور قابلِ رشک ترقی کر سکتا ہے۔

جب مثلثِ صغیر قوسِ الہام، دماغ اور قسمت کی لکیروں کے اِتّصال سے بنتی ہے تو وہ چھوٹی تکون سے وابستہ تمام خوبیوں سے حاملِ نشان کو مالا مال کرتی ہے لیکن اس پر مستزاد وہ علومِ مخفیہ اور رموزِ تقدیر سے متعلقہ فنون سے دلی رغبت کا بھی پتا دیتی ہے۔ ایسا فرد غیر شعوری طور پر آنے والے واقعات و کوائف کے بارے میں آگاہ ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ مستقبل اور غیب سے متعلقہ اُمور میں یدِ طولیٰ حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، وہ ان علوم کو تحقیق و کاوش سے حاصل کرتا ہے۔ ان کی کسی شاخ پر کامل عبور کے حصول کے بغیر اطمینان سے نہیں بیٹھتا۔ اس کے علاوہ اس کے باطن میں جامِ جہاں نما کی کیفیتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں اور اس کے آئینۂ کشف پر آنے والے واقعات کا عکس پڑتا ہے۔ وہ حتمی صحت کے ساتھ ان کے بارے میں احکام لگا سکتا ہے اور اس کی پیش بینی اور پیش گوئی پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ وہ بالعموم مرجعِ خلائق ہوتا ہے اور اس کے دروازے پر شاہ و گدا سبھی حاضری دیتے ہیں۔ اس میں ایک فقیرانہ عظمت اور کشف و کرامات کی وہ اعلیٰ خاصیت ہوتی ہے کہ اس کا حلقۂ مریداں بہت وسیع ہوتا ہے اور لوگ اس کے احترام میں ذاتی سعادت کے پہلو دیکھنے لگتے ہیں (شکل نمبر ۲)۔

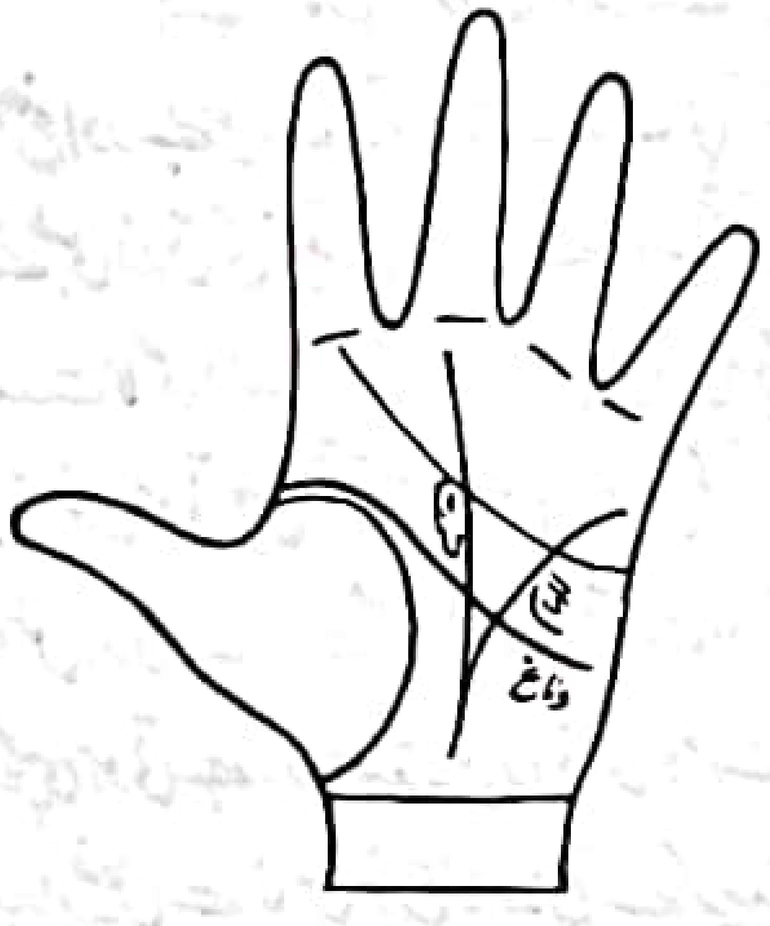

(۲)

مثلثِ صغیر قوسِ الہام یا صحت کی لکیر، دماغ اور قسمت کی لکیروں کے اتّصال سے بنی ہُوئی ہو تو اس کا ایک اور قابلِ لحاظ مفہوم ہے۔ اس کا حامل آثارِ قدیمہ سے بھی دلی شغف رکھتا ہے۔ وہ اگر علم و فضل سے بہرۂ وافر حاصل کر چکا ہو تو ایک عالم و محقق کے نقطۂ نگاہ سے

نایاب کُتب اور نسخوں کا متلاشی ہوتا ہے۔ انھیں جمع کرتا ہے، خرید و فروخت کے لیے نہیں بلکہ انمول علمی خزانے کی حیثیت سے۔ اگر وہ کسی علم و ہُنر میں مہارت نہ رکھتا ہو تو بھی اپنی ذاتی اور انفرادی اُفتادِ طبع کے مطابق پُرانی چیزیں ڈھونڈھتا ہے اور جمع کرتا ہے۔ وہ اعلیٰ قسم کے قالینوں کے نایاب نمونے، فرنیچر کے قدیم اور دلچسپ نوادرات کے علاوہ مختلف دھاتوں اور چینی مٹی کے بنے ہُوئے برتنوں وغیرہ کو بھی ڈھونڈھ نکالتا ہے۔ اس تلاشِ اشیا میں محض اس کا ذاتی ذوق کارفرما ہوتا ہے وہ نہ تو جلبِ منفعت کے پیشِ نظر ایسا کرتا ہے اور نہ ہی اپنی دولت مندی کے دکھاوے کے احساس سے۔ وہ فی الحقیقت ایک طبعی فن شناس کے مطمحِ نظر سے ان اشیا کو حاصل کرتا ہے اور نہایت خوش ذوقی اور خوش اسلوبی کے ساتھ ان خزینوں کو اپنے گرد و پیش سجاتا ہے۔ ان سے مسلسل لُطف اندوزی اس کی طبیعت کا خاصہ ہے۔

سفر کی لکیریں : چاند کے اُبھار کا علاقہ کلائی کی بالائی لکیر سے ہتھیلی کے کم و بیش وسط سے شرُوع ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہتھیلی کی بیرونی جانب سے جا ملتا ہے۔ وہاں سے دماغ کی لکیر کے قریب تک پہنچتا ہے اور دماغ کی لکیر کے کم و بیش وسط سے گول اُبھار کی صُورت میں کلائی کی بالائی لکیر تک پُر گوشت حصّے پر محیط ہوتا ہے۔ یہ چاند کا اُبھار کئی نقطۂ نظر سے اہم ہے اور حیاتِ انسانی کے مختلف النوع پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس کا سیر و سیاحت سے بھی گہرا رابطہ ہے (شکل نمبر ۳)۔

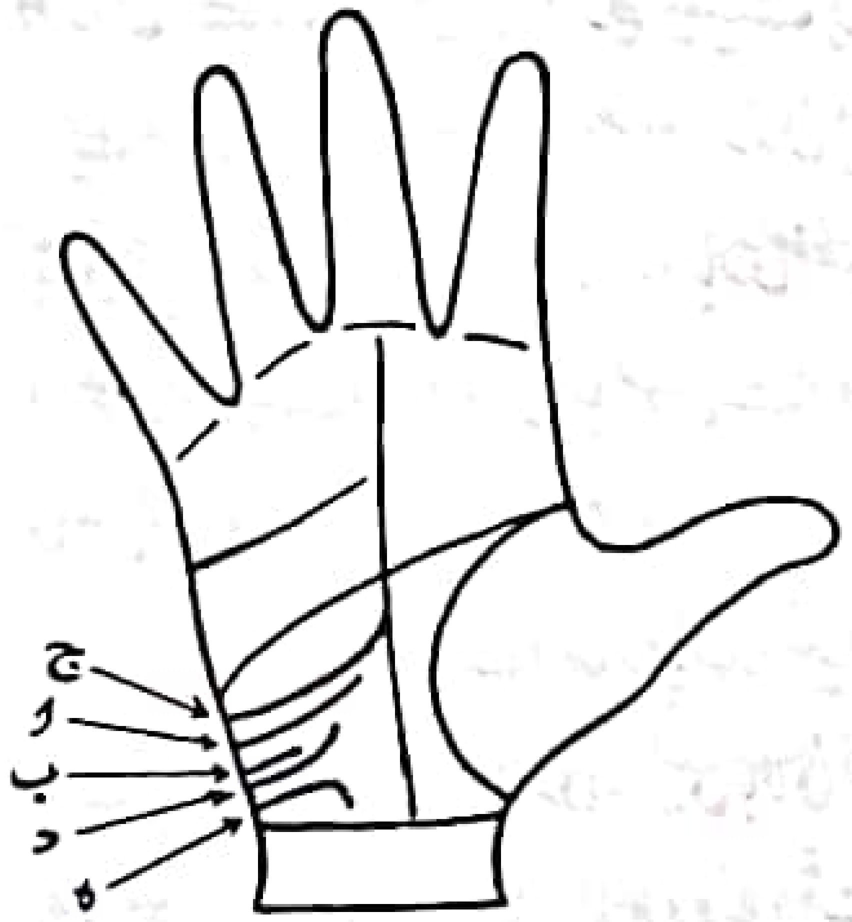

(۳)

کلائی کی بالائی لکیر کے متوازی ہتھیلی کی بیرُونی جانب سے چاند کے اُبھار پر کچھ واضح اور اہم لکیریں دکھائی دیتی ہیں۔ ہتھیلی کی ڈھلان پر نقش یہ خطوط سفر کی لکیریں کہلاتے ہیں (شکل نمبر ۳ ا۔ ب۔ ج)۔

جب ایسی ایک لکیر واضح، سالم اور گہری ہو تو یہ بحری سفر کی علامت ہے۔ جب یہ

Scanned with CamScanner

لکیر بے عیب ہو تو یہ بتاتی ہے کہ سفر بخیریت سرانجام پائے گا اور حصولِ مقصد کے سلسلے میں کامیابی نصیب ہوگی (شکل نمبر ۳ - الف)۔

مسافرت کی ایسی ہی لکیر اگر چاند کے اُبھار کی بیرونی ڈھلان پر ہی نقش ہو تو سفر زیادہ طویل نہیں ہوتا (شکل نمبر ۳ - ب) لیکن جب یہ ابھار کو عبور کرتی ہوئی قسمت کی لکیر کے قریب پہنچ کر اختتام پذیر ہو تو سفر کی اہمیت اور طوالت میں قابلِ لحاظ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس خط کا حامل نہ صرف طویل سفر پر جاتا ہے بلکہ اس کے پیشِ نظر کوئی بہت ہی اہم مقصد ہوتا ہے اور بلاشبہ وہ اس میں کامیاب ہوتا ہے۔ ایسی سفر کی لکیر بہرکیف اس امر کی ضامن نہیں کہ حاملِ نشان ایک مُلک سے روانہ ہو کر مدت العمر کے لیے دُوسرے مُلک میں رہائش اختیار کر سکے گا۔ یہ محض طویل، اہم اور بامقصد سفر کی علامت ہے۔

اسی قسم کی گہری اور سالم سفر کی لکیر اگر بڑھ کر قسمت کی لکیر میں مدغم ہو جائے اور اس کا مقامِ اتصال سے آگے علیحدگی کا احساس ہی نہ ہو سکے یعنی قسمت کی لکیر کی وہ ایک شاخ ہی ہو اور اس سے زیادہ اس کی اور کچھ حیثیت ہی نہ ہو تو یہ بہت ہی اہم اور حوصلہ افزا نشانی ہے۔ یہ ایسے سفر کی علامت ہے جو مقسوم اور رزق میں معتدبہ اضافہ کا سبب ہوگا۔ ایسی متعدد سفر کی نشانیاں بتاتی ہیں کہ صاحبِ علامات کو کاروباری منفعت اور کشائشِ رزق کے لیے متعدد کامیاب سفر درپیش ہوں گے اور وہ ان سیاحتوں سے دولت اور دُنیوی فراغت کے حصول میں نمایاں کامرانی حاصل کر سکے گا (شکل نمبر ۳ - ج)۔

سفر کی چاند کے اُبھار پر کندہ لکیر اگر خاتمے پر اُوپر کی جانب مُڑ جائے تو یہ عمدہ نشانی ہے خواہ یہ لکیر لمبی ہو یا چھوٹی۔ ایسی بالائی قوس والی صورت اس امر پر دال ہے کہ جس مقصد کے پیشِ نظر یہ سفر اختیار کیا جائے گا وہ بلا دقت کامیاب ہوگا (شکل نمبر ۳ - د)۔

چاند کے اُبھار پر نقش سفر کی لکیر اُوپر کی جانب مڑ کر ختم ہونے کی بجائے اگر نیچے کی طرف گھوم کر اختتام پذیر ہو تو یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ درحقیقت اس کا نیچے کی طرف جھکاؤ (یعنی کلائی کی طرف) بدنصیبی کا پتا دیتا ہے۔ ایسا سفر بے نیل مرام ہی ختم ہوگا، نہ صرف دورانِ سفر تکالیف کا سامنا ہوگا بلکہ جس کام کے لیے اختیار کیا جائے گا اس میں سخت ناکامی اور درد دکھ کے سوا

کچھ اور حاصل نہ ہوگا۔ ایسی لکیر کے ہوتے ہوئے کسی اہم مقصد کے پیشِ نظر مسافرت مصیبت اور ناکامی کو دعوت دینے کے مترادف ہے (شکل نمبر ۳ - ہ)۔

چاند کے اُبھار پر کندہ سفر کی لکیر اگر شکستہ نظر آئے یا اس میں کوئی اور عیب دکھائی دے (شکل نمبر ۴ - الف) تو یہ بھی منحوس علامت ہے۔ درحقیقت ایسا سفر جہاں تکلیف دہ ثابت ہوگا وہاں اس کے دوران جان یا مال کو خطرہ بھی لاحق ہو سکتا ہے۔

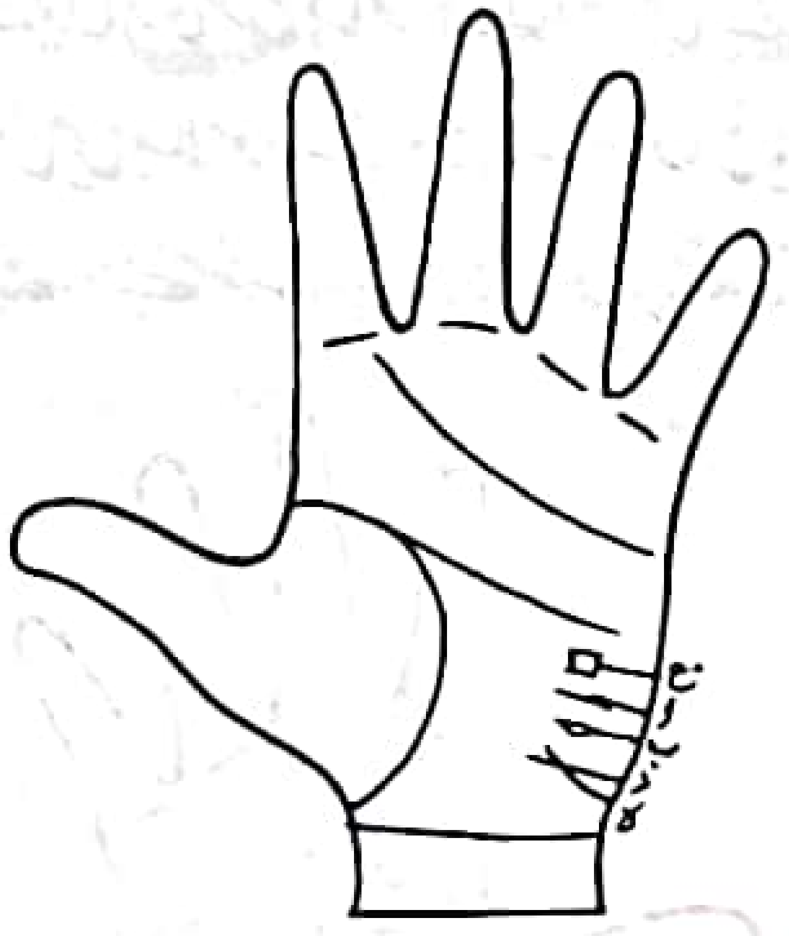

(۴)

اگر ایسی سفر کی لکیر میں جزیرے کا نشان پایا جائے تو حتمی خطرہ ہوتا ہے اور نہ صرف جان کو دکھ پہنچے گا بلکہ نقصِ مال و زر بھی لازمی ہے۔ نیز ایسا سفر قطعی ناکام ثابت ہوگا (شکل نمبر ۴ - ب)۔

اگر سفر کی ایسی لکیر پر چوکور کا واضح نشان ہو تو یہ خوش بختی کی نشانی ہے۔ درحقیقت اس مربع کا وجود اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ سفر کے دوران حادثہ یا کسی بڑے نقصان کا اندیشہ پیدا ہو جائے گا مگر قسمت یاوری کرے گی اور حاملِ نشان بال بال بچ جائے گا یہ گویا غیب سے حفظِ جان و مال کی نشاندہی ہے (شکل نمبر ۴ - ج)۔

اگر ایسی ہی ایک لکیر چاند کے اُبھار پر نقش ہو اور اس کے متوازی دُوسری ایک اور اسی قسم کی لکیر پائی جائے اور یہ دونوں لکیریں ایک دُوسرے کو کاٹیں یا اپنی گزرگاہوں میں ایک دُوسرے کو عبور کریں تو یہ بہت ہی اہم علامت ہے۔ ان کا حامل کسی اہم مقصد کے پیشِ نظر سفر کرے گا اور اس کے کچھ ہی عرصے بعد پھر سے اُسی اہم معاملے کے سلسلے میں اُسی مقام پر جائے گا۔ لاریب وہ اپنے مقصد کے حصول کے پیش نظر دُوسرا سفر کرے گا۔ ایسی دو خاص اور گہری لکیریں اہم معاملات کے سلسلے میں یکے بعد دیگرے سفروں کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ (شکل نمبر ۴ - د - ہ)۔

جب سفر کی چاند کے اُبھار پر نقش لکیر اُوپر کی جانب بڑھتی ہُوئی دماغ کی لکیر میں جا داخل ہو اور مقامِ اتصال پر دماغ کی لکیر میں جزیرہ پایا جائے یا وہ اس جگہ شکستہ دکھائی دے تو یہ بہت ہی خراب نشانی ہے (شکل نمبر ۵)۔ اس کا حامل دورانِ سفر حادثہ یا کسی ایسے واقعے سے یوں بُری طرح متاثر ہو گا کہ یا تو اس کے سر پر سخت چوٹ یا زخم کا اندیشہ ہو گا یا وہ ایسے مرض میں مُبتلا ہو جائے گا جس سے دماغ یا اعصاب پر بیحد تشویش ناک اثرات کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ ایسے سفر کے بد اثرات بڑی دیر تک قائم رہتے ہیں اور بلاشبہ سخت بدنصیبی کا پتا دیتے ہیں۔

(۶)

(۵)

سفر کی ایسی چاند کے اُبھار پر واقع لکیر اگر اُوپر کی طرف بڑھتی ہُوئی دل کی لکیر میں پہنچ کر ایک تارے کے نشان میں ختم ہو جائے تو یہ بہت ہی غیر معمولی سفر کی علامت ہے۔ اس کا حامل دُنیا کی ہر چیز چھوڑ کر اپنی محبوبہ کو ساتھ لے کر کسی طویل بحری سفر پر روانہ ہو جائے گا اور ساتھ مسافرت کے لیے سب کچھ قربان کر دے گا۔ بلاشبہ اس کا راز پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ لوگ اس کی عاشقانہ جاں بازی اور مسافرت میں رومان کے بے مثال پہلوؤں پر حیرت و استعجاب سے عش عش کر اُٹھتے ہیں (شکل نمبر ۶)۔

ہتھیلی اور اُنگلیوں کے مختصر نشانات

اس میں شبہ نہیں کہ ہتھیلی میں نمایاں اور بڑی لکیریں، جن میں زندگی، دل، قسمت، کامیابی، صحت وغیرہ کی لکیریں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، حیاتِ انسانی اور کردار کے جاننے کے سلسلے میں اہم ترین حیثیت کی حامل ہیں اور ان کے بالاستیعاب مطالعے کے بغیر صحیح نتائج پر پہنچنا ناممکن ہے۔ یہی نہیں ہتھیلی کے مختلف حصوں میں واقع اُبھاروں کی جانچ پڑتال بھی اس سلسلے میں ازبس ضروری ہے۔ درحقیقت جب تک ہاتھوں کے ہر پہلو پر گہری نظر نہ ڈالی جائے اور ان کے مختلف پہلوؤں کا صحیح جائزہ نہ لیا جائے، احکام کی سچائی کے معاملے میں گہرے شکوک پیدا ہو سکتے ہیں اور بلاشبہ سرسری مطالعہ محض گمراہ کُن ہی ثابت ہو سکتا ہے (شکل نمبر ۱)۔

(۱)

اگرچہ اُبھاروں اور عظیم لکیروں سے حیاتِ انسانی کے بارے میں نہایت قابلِ اعتماد نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ ان سے متعلقہ متعدد مختصر نشانات ایسے بھی ہیں جو اگرچہ بہت ہی چھوٹے اور بادیُ النظر میں کم واضح دکھائی دیتے ہیں مگر ان کی حیثیت سنگِ میل سے کم نہیں ہوتی۔ درحقیقت ہر مختصر تارا اور جزیرہ ایسے اثرات کا پیشِ خیمہ ثابت ہو سکتا ہے اور تمام تر حیاتِ انسانی کی روش اور کردار میں ایسا اثر پیدا کر سکتا ہے جو بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ ان چھوٹے نشانات کا ژرف نگاہی سے دیکھنا بے حد ضروری ہے اور ان کے جائے وقوع،

مقامِ اتصال اور وضاحت اور بناوٹ کے پیشِ نظر احکام میں ضروری ردّ و بدل کے بغیر احکام کی صحت قابلِ اعتبار نہیں گردانی جاسکتی۔

ان چھوٹی نشانیوں میں ایک عمودی خط، چرخی یا صلیب، تارا، تکون، مربع، جزیرہ اور جالی ایسی علامتیں ہیں کہ ان کا غور سے دیکھنا اور ان کی اہمیت کا صحیح اندازہ بے حد ضروری ہے۔

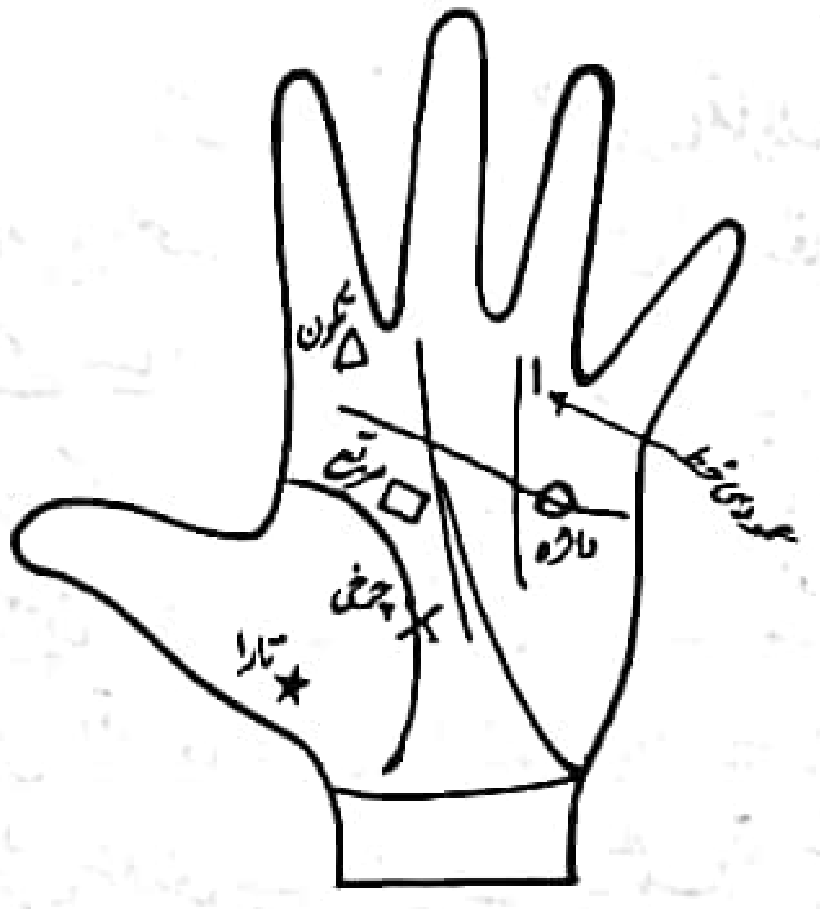

(۲)

یہ نشانیاں اُنگلیوں کی پوروں، اُبھاروں کے علاوہ اور ہتھیلی کی عظیم لکیروں کے مختلف حصّوں میں دکھائی دے جاتی ہیں اور اس لیے ان کا ہر حصّہ دستِ انسانی میں ڈھونڈنا ضروری ہے (شکل نمبر ۲)۔

ان نشانیوں کو نحس و سعد کے اعتبار سے دو حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ عمودی خط، تکون، مربع اور تارے کے نشانات بالعموم سعید علامتیں گردانی جاتی ہیں۔ جالی، جزیرہ اور چرخی بُرے نشانات ہیں۔ سب سے پہلے ان نشانیوں کو اُنگلیوں کی پوروں میں تلاش کرنا چاہیے۔ آیئے کلمے کی اُنگلی کی بالائی پور جو پہلی پور بھی کہلاتی ہے اسے دیکھیں۔

کلمے کی اُنگلی کی پہلی پور روحانی اُمور، مذہبی رجحانات اور رموزِ علوم وغیرہ سے دلچسپی کی آئینہ دار ہے۔ اس کا جادو اور توہمات سے بھی تعلق ہے۔ اس پور میں ایک گہرے عمودی خط کا وجود بہت اہم ہے۔ اگر یہیں پر دو متوازی ایسے خطوط پائے جائیں تو یہ تنہا خط کی قوت میں مزید اضافے کا باعث ہوتے ہیں۔

ایک ایسا سیدھا واضح خط مذہبی اور رُوحانی رجحانات کی عملی تربیت اور انھیں اُبھارنے کی راہ میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ اس کا حامل فی الحقیقت باطنی صلاحیتوں کی بیداری اور انھیں بروئے کار لانے میں ریاضت، عبادت اور ہر اس عمل و طریقِ کار کی طرف دل و جان سے کوشاں ہوتا ہے جو اسے نورِ ہدایت سے مالا مال کرسکے۔ ایسے فرد میں جذبۂ کامل اور سرورِ باطنی کی

طبعی صلاحیت ہوتی ہے اور بلاشبہ اس کے مشاہدات و کردار میں رُوحانی فضیلت کے بیّن آثار دکھائی دے سکتے ہیں (شکل نمبر ۳)۔ اگر دو ایسے خطوط یہاں نقش ہوں تو اس کی وجدانی کیفیت میں فزوں تر رونق اور نُور افزا امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

اس اُنگلی کی ایسی پہلی پور میں ایک سیدھے واضح خط کی بجائے اگر چرخی پائی جائے، اور یہ نہ تو مدھم ہو اور نہ ہی مٹی مٹی سی بلکہ واضح، سالم اور گہری ہو تو یہ نحس اثرات کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس کا حامل اپنے سقیم تخیّل یا ہیجان خیز باطن میں ایسے خیالی کوائف و واقعات دیکھتا ہے جو محض ظنّی اور ذہنی اعتبار سے خبطی شخص ہی کا حصّہ ہوتے ہیں۔ درحقیقت ایسا شخص ناقابلِ علاج ذہنی مرض میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ نہ تو اس کے مسموم تصوّرات کی بنیاد کسی روحانی کشف پر ہوتی ہے اور نہ ہی ان کا دُنیوی حقیقت سے کوئی تعلق ہوتا ہے۔ اسے اپنے افعال و خیالات پر قطعی قابو نہیں رہتا اور وحشت کے عالم میں اس سے ایسے اعمال سرزد ہونے لگتے ہیں جو اسے ہلاکت کے غار میں دھکیل دیتے ہیں۔ ایسا شخص اپنے مذموم خدشات و خبطی تصوّرات کے باعث ایسے اقدام پر مائل ہوجاتا ہے کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی بربادی کا باعث بن جاتا ہے (شکل نمبر ۴)۔

(۴)

(۳)

کامل ستارے کا نشان اس پور میں اور ہی معنی رکھتا ہے۔ تارے کی نشان دہی کے سلسلے میں یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ اس کے کم از کم پانچ زاویے یا شاخیں ہوں اور بالکل علیحدہ

علیحدہ جیسے کہ شکل نمبر۴ میں ہے۔ یہ کافی اہم علامت ہے۔

جب تارے کا نشان پور کے عین وسط میں واضح نقش ہو تو یہ ان واقعات کے ظہور کی طرف اشارہ کرتا ہے جن کا بادیُ النظر میں سمجھ لینا آسان نہیں ہوتا۔ بلکہ ان واقعات کے ظہور کا پس منظر قدرے مشکوک حالات سے متعلق ہو سکتا ہے اور ان کی روش اور پیچ و خم کے ناقابلِ فہم ہونے کے باعث غلط فہمیوں کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ ماحول، افرادِ متعلقہ اور حالات کی ظاہری صورت اس شخص کے کردار و نیت کے بارے میں کسی صحیح اور بیّن نتیجہ پر معاونت نہ کر سکیں۔ بایں ہمہ حاملِ نشان کی زندگی کی ساری روش قطعی بدل جاتی ہے۔ وہ جس ڈگر پر چل رہا ہوتا ہے اس سے ہٹ جاتا ہے اور اپنے لیے ایک نیا راستہ نکال لیتا ہے۔ یہ تبدیلی اس کے حق میں بے حد حوصلہ افزا اور درحقیقت ایک شاندار اور کامیاب دور کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ جُوں ہی وہ اپنا راستہ بدل لیتا ہے، لوگ اس کی عزت کرنے لگتے ہیں اور اس کی اقبال مندی پر رشک کرتے ہیں

تکون کا نشان بہت ہی شاذ ہے۔ جب کلمے کی انگلی کی پہلی پور میں صاف سالم تکون یا مثلث کی شکل دکھائی دے تو یہ بہُت ہی قابلِ لحاظ ہے۔ ایسا شخص علومِ باطنیہ میں یدِطولےٰ رکھتا ہے۔ اس کی قوتِ تسخیر بے پناہ ہو سکتی ہے اور وہ لوگوں کے دلوں پر اپنی روحانی قوتوں سے حکومت کر سکتا ہے۔ درحقیقت اس کی نگاہ میں جادُو ہوتا ہے اور اس کے قول و فعل میں ایسی مسخر کرنے والی صلاحیتیں ہوتی ہیں کہ لوگ اس کے نقشِ قدم پر چلنے کے لیے بیتاب ہوتے ہیں۔ بلاشبہ وہ علومِ دینی میں کامل دست گاہ حاصل کر لیتا ہے۔ وہ نہ صرف ظاہری اور شرعی امور میں مہارت کا اہل ہوتا ہے بلکہ اسے نورِ باطن سے بھی بہرۂ خاص حاصل ہوتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ وہ دینی یا رُوحانی علوم و مشاغل میں یوں مجذب ہو جاتا ہے کہ یکتائے روزگار ثابت ہوتا ہے۔ وہ عالمِ باعمل، صوفیِ روشن باطن اور فقیرِ حقیقی ہو سکتا ہے اور

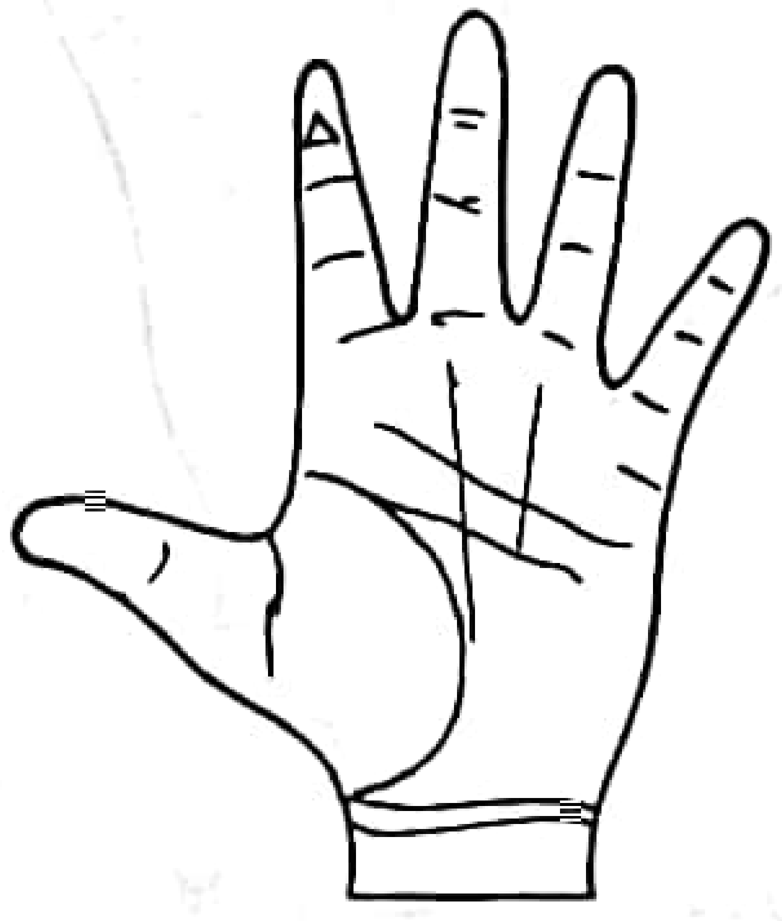

(۵)

اس کے ماننے والوں کا حلقہ بہُت وسیع ہوتا ہے۔ ایسا شخص گُم کردہ راہ لوگوں کو نورِ ہدایت بخشتا ہے اور جب اس دارِ فانی سے کوچ کر جاتا ہے تو اس کے مزار پر میلے لگتے ہیں اور لوگ وہاں پُہنچ کر مُرادیں مانگتے ہیں (شکل نمبر۵)۔

جب کلمے کی اُنگلی کی پہلی پور میں مربع یا چوکور کا سالم اور واضح نشان پایا جائے تو یہ بھی دلچسپ ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ حاملِ نشان کو اثراتِ بد، جادُو ٹونے اور عملیات سے گزند نہیں پہنچ سکتا۔ ایسا شخص طبعاً علومِ مخفیہ کی طرف مائل ہوتا ہے اور کوشاں رہتا ہے کہ اسے خواب یا بیداری کے عالم میں کچھ اشارے اور معلومات حاصل ہو سکیں۔ وہ اوراد و وظائف کا بھی خوگر ہوتا ہے اور بعض اوقات ایسے چلّے کاٹنے سے بھی گریز نہیں کرتا جن میں خدشات سے سامنا کرنا پڑے۔ بہرکیف وہ نہ تو بداندیش ہوتا ہے اور نہ ہی عملیات و اوراد سے حاصل کردہ قوتوں سے دُوسروں کو نقصان پہنچانے یا زیر کرنے کا خواہش مند۔ اس کے باطن میں ان امور میں دسترس، استفادہ اور ان سے داخلی روشنی کی آرزو ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نہ صرف ریاضت اور محنت سے گریز نہیں کرتا بلکہ مال و دولت بھی خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

قدرت اس کی نیک نیتی کا احساس رکھتی ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ وہ بعض اوقات ایسے مراحل سے گزرتا ہے کہ خللِ دماغ اور اتلافِ مال و جان کا خطرہ بھی درپیش ہو سکتا ہے۔ مگر اسے کبھی ایسا حادثہ پیش نہیں آتا کہ جانی یا مالی نقصان برداشت کرنا پڑے۔ وہ ایک طرح سے "حصار" میں ہی رہتا ہے اور حفظ و امان کے دامن میں ہی پناہ گزیں رہتا ہے۔ گویا اللہ العالمین اس کی حفاظت فرماتے ہیں (شکل نمبر۶)۔

(۶)

دائرے کا نشان کلمے کی انگلی کی پہلی پور میں دکھائی دے جائے تو یہ نورٌ علیٰ نور کے مصداق ہے۔ یہ بہُت ہی کمیاب علامت ہے اور اگر صاف، سالم اور واضح نقش ہو تو بڑی ہی برکتوں

اور سعادتوں کی نشانی ہے۔ یہ درحقیقت فتحِ ایمانی کی بیّن دلیل ہے۔ یہ غیر متزلزل قوتِ ایمان بخشتی ہے۔ اور اس کا حامل اپنے باطنی اور روحانی عقیدے پر اس محکمی سے یقین رکھتا ہے کہ آگ کے لاوے میں سے بے ضرر گزر جاتا ہے۔ اسے گرد و پیش میں کتنا ہی خطرہ کیوں نہ ہو، قطعی خوف و ہراس کا احساس نہیں ہوتا۔ اگر وہ ایسے ماحول میں گھِر جائے کہ جہاں سے بچ نکلنا محال ہو تو بھی اس کی رُوحانی قوتیں اور ذہنی صلاحیتیں کُند نہیں ہوتیں۔ وہ اپنے داخلی ایمان اور قوتِ یقین سے یوں محفوظ رہتا ہے کہ اسے سوائے معجزے کے کسی اور نام سے موسوم نہیں کیا جا سکتا۔ حق تو یہ ہے کہ اس کے باطن میں معجزہ آور قوتیں اس بے مثال محکمیِ ایمان سے بیدار ہو جاتی ہیں کہ وہ ہر بلا اور ہر خطرے سے بال بال بچ نکلتا ہے۔ وہ صاحبِ دل بھی ہوتا ہے اور روشن ضمیر بھی (شکل نمبر ۷)۔ ایسا شخص جابر سے جابر اقتدار پرست کا سامنا کرنے سے قطعی نہیں ڈرتا۔ درحقیقت دُنیا کی کوئی طاقت اسے دبا نہیں سکتی۔

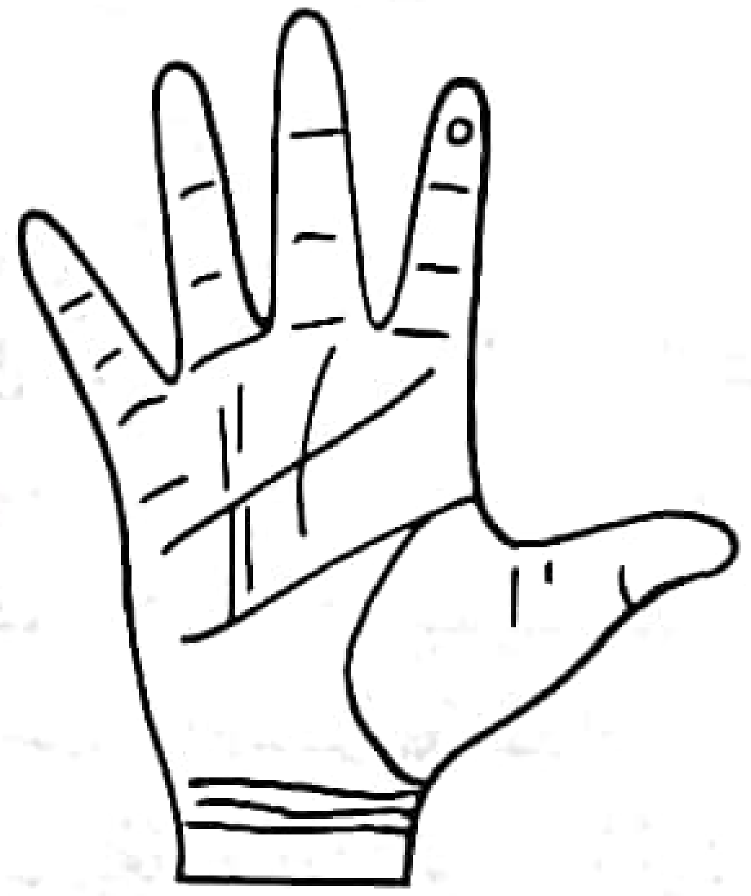

(۷)

جالی کا نشان کلمے کی پہلی پور پر قدرے خراب ہی علامت گردانی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسے کٹر اور بے لچک مذہبی جنون کا پتا دیتی ہے جو اعتدال اور رواداری سے بہت دُور ہوتا ہے۔ اس کا حامل رُوحِ مذہب سے شاید آگاہ نہ ہو مگر وہ شرع کے قاعدوں اور مذہبی رسوم کا پکا ماننے والا ہوتا ہے اور ان سے سرِ مُو انحراف اس کی نگاہوں میں ناقابلِ معافی گناہ تصور کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس کے اصول کے مطابق مذہبی اُمور کی حتمی اور حرف بہ حرف اطاعت نہ کرے اور یہ بات اس کے علم یا مشاہدے میں آجائے تو وہ اسے سخت سزا کا مستوجب سمجھتا ہے۔ ایسا شخص معاشرے میں کم ہی کھپ سکتا ہے اور بالعموم ابنائے زمانہ کی بے راہ روش سے کنارہ کشی کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ وہ حجرہ نشین ہو جاتا ہے یا راہبانہ زندگی اختیار کر لیتا ہے۔ اگر ایسا نہیں کر سکتا اور اپنے عقائد کی تقلید کیلیے دُوسروں پر جبر روا رکھتا ہے تو اربابِ اقتدار

سے بغاوت کے باعث جیل کی ہوا کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

یوں حقیقت یہ ہے کہ دل سے امورِ شرعی کا ماننے والا ہوتا ہے اور احکامِ ظاہری کی پابندی میں اپنا سب کچھ صرف کر دیتا ہے۔ اس کے باطن میں اگرچہ رُوحِ مذہب کا اثر کم ہی ہوتا ہے اور وہ غالباً رُوحانی اقدار کو سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے مگر پھر بھی اپنی ہٹ کا پکا اور رسوم و آدابِ شرع کا دل و جان سے بجالانے والا ہوتا ہے۔ اگر اسے احساسِ باطن سے بھی یہ کچھ بہرۂ خاص حاصل ہو سکے تو بہت ہی کام کا آدمی ثابت ہو سکتا ہے (شکل نمبر ۸)۔

(۸)

کلمے کی اُنگلی کی دُوسری پور میں نشانیوں کا بہ نظرِ غور دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اس اُنگلی کی دُوسری پور کا تعلق آرزو اور زندگی میں مقصد کے احساس سے ہے۔ یہ پور بڑی اہمیت کی حامل ہے اور عمودی خط، تکون وغیرہ نقوش کا یہاں کندہ ہونا بڑا پُرمعنی ہے۔

جب اس پور کے عین وسط میں ایک گہرا عمودی خط واضح نقش ہو تو یہ از حد عظمت آور نشانی ہے۔ یہ درحقیقت اقبال مندی کی سچّی اور بے عیب داخلی خواہش کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل اخلاقی اقدار کو کسی قیمت پر بھی قربان نہیں کرتا لیکن اپنے اعلیٰ مقاصد کے حصول کی راہ میں جانفشانی، تندہی اور نیک نیتی سے سرگرم رہتا ہے اور حسنِ کارکردگی اور اخلاقی کردار کے باعث دُنیا میں بڑی ترقّی اور نام و دولت پیدا کر لیتا ہے۔ اس کے ارادوں میں اقبال مندانہ پختگی ہوتی ہے اور اس کی شہبازنگاہی، اعلیٰ قوتِ تدبیر اور بامقصد مساعی کے عناصر اسے قابلِ رشک مقام دلانے میں کامیاب ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے کردار و شخصیت میں وہ جاذبیت ہوتی ہے کہ لوگ اس کی اعانت اور تقلید کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں اور اس سے ربط و تعلق کو قابلِ فخر گردانتے ہیں۔ بلاشبہ وہ عظمت و اقبال مندی کا سچّا حقدار ہوتا ہے (شکل نمبر ۹)۔

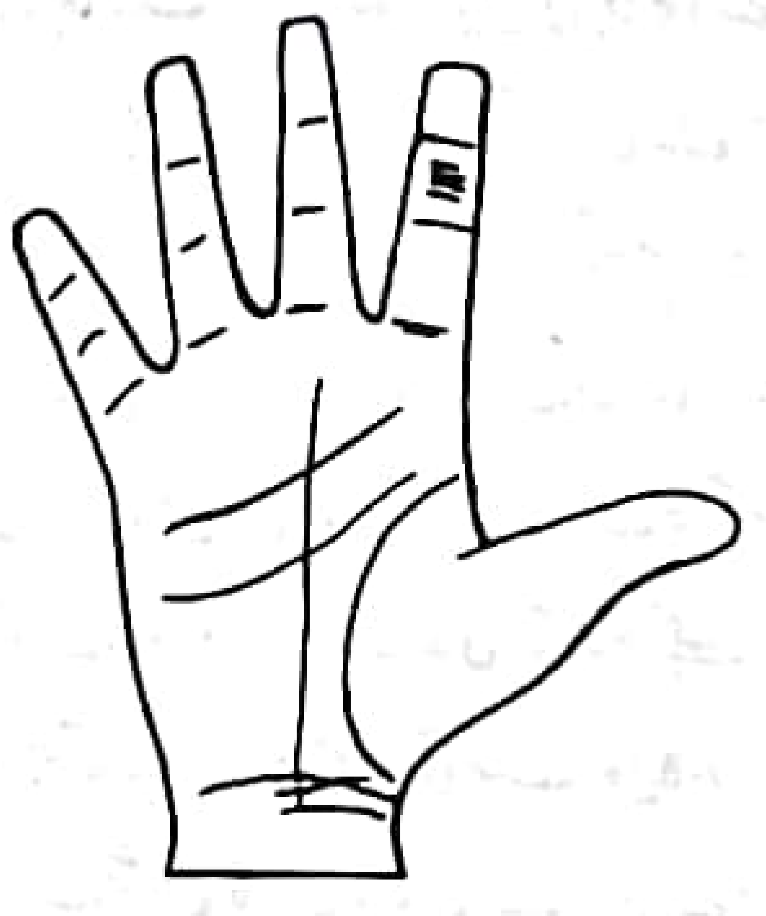

(۱۰)

(۹)

اس پور میں اگر آڑی گہری لکیر پائی جائے یا کثرت سے آڑے خطوط اُبھرے اُبھرے دکھائی دیں تو یہ قطعی برعکس کردار و نتائج کا پتا دیتے ہیں۔ ایسے شخص کے راستے میں مسلسل ناقابلِ عبور رکاوٹیں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں اور وہ اپنے مقاصد کے حصول میں سخت ناکامیوں سے دوچار ہوتا ہے۔ یہ نامرادی بھی درحقیقت اس کے اپنے ہی کیے کا ثمر ہوتی ہے۔ اس کے مزاج میں جلن اور حسد کے عناصر بہُت ہی قوی ہوتے ہیں اور اپنے مقاصد کے حصُول کے لیے وہ فریب کارانہ حربے استعمال کرنے کی طرف مائل رہتا ہے۔ نہ تو وہ نیک نیّتی سے کام لیتا ہے اور نہ ہی دُوسروں سے مل جُل کر کام کرنا جانتا ہے۔ وہ دُوسروں کی ترقّی پر جلتا ہے۔ انھیں گرانے، نقصان پہنچانے کے منصوبے سوچتا ہے اور بجائے اس کے کہ اپنی ترقّی اور کامیابی کے لیے راست گوئی، صحیح فکر اور عملِ صالح سے کام لے، بدنیّتی، دھوکا بازی اور چار سو بیس قسم کے اعمال سے کام لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اس سے بدگمان ہو جاتے ہیں اور اس کا اعتبار اُٹھ جاتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا نقص تنگ نظری ہے۔ وہ بداندیش بھی ہوتا ہے اور حاسد بھی (شکل نمبر ۱۰)۔

کلمے کی اُنگلی کی دُوسری پور میں سالم، واضح اور گہرا چرخی کا نشان نقش ہو تو اسے نہایت غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات دو مخالف خطُوط سے ایک صلیبی شکل کی چرخی نما نشانی بھی بن جاتی ہے۔ یہ خالص چرخی کا مفہُوم نہیں رکھتی۔ جب یہاں پر واضح چرخی کی نشانی

(۱۱)

پائی جائے تو یہ غیر معمُولی ادبی صلاحیتوں کی حتمی نشان دہی کرتی ہے۔ اس کے حامل کے باطن میں تخلیقی ادب کا ایسا جوہر ہوتا ہے جو جلد ہی چمک اُٹھتا ہے۔ عنفوانِ شباب ہی سے اس کے رشحاتِ قلم روشن مستقبل کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس میں قطعی شبہ نہیں کہ ایسا شخص بہُت جلد اپنے لیے ادبیات میں ایک خاص مقام پیدا کر لیتا ہے۔ اس کی شہرت اور کامیابی بعض اوقات اس قدر سُرعت سے معرضِ شہود میں آتی ہے کہ زمانہ انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ ایسے صاحبِ طرز ادیب یا شاعر کو اکابرِ روزگار کی دوستی اور سرپرستی بھی حاصل ہوتی ہے (شکل نمبر ۱۱)۔

اگر یہی چرخی کا نشان اس خط سے متّصل ہو جو پہلی اور دُوسری پوروں کو ملاتا ہے تو یہ اور بھی بختاور علامت ہے۔ اس کا حامل اپنے رشحاتِ قلمی اور تخلیقاتِ ادبی کے ناک نقشوں کے سنوارنے میں سخت دقّتِ نگاہ سے کام لیتا ہے۔ وہ اپنے طرزِ ادا، لفظ و بیان کی خوبیوں اور خیالات کی دلآویز جاذبیّت کے پہلوؤں پر غور کرتا رہتا ہے اور جب اس کی کماحقّہٗ تسلّی ہو جاتی ہے تو اپنا سرمایۂ ادب، اربابِ ذوق کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ اس کا ردِّ عمل بے حد غیر معمُولی قبولِ عام کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس کے ہم عصر اس کی مدح سرائی میں ایک دُوسرے کی ہمنوائی کرتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ملک گیر شہرت حاصل کر لیتا ہے۔ اس کی فطری طبّاعی اور لاجواب تخلیقی صلاحیتیں ایسے نادر شاہکاروں سے ادب کو مالا مال کر دیتی ہیں کہ ان کا اعتراف نہ کرنا ایک عظیم ادبی گناہ سے کسی طور پر بھی کم نہیں گردانا جا سکتا۔

اس پور کے عین وسط میں ایک جلی بے عیب تارے کا نشان اگرچہ کمیاب ہے لیکن جب پایا جائے تو یہ ازحد شریفُ النفس انسان کی نشان دہی کرتا ہے۔ وہ اس قدر نیک باطن اور خُدا ترس ہوتا ہے کہ اس کے قول و فعل سے کبھی کسی گزند پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہو سکتا۔ اس

Scanned with CamScanner

(۱۲)

کی تمام تر حیاتِ گزراں بندگی، عبادت، خدمتِ
خلق، فقر و قناعت کے اوصاف سے مالا مال
ہوتی ہے۔ اس کی روحانی عظمتوں کے تذکروں
میں لوگ اپنی فلاح کے پہلو دیکھتے ہیں۔ یہی وہ
بزرگ ہوتے ہیں جو اپنے کردار سے لوگوں کے
قلوب میں نورِ ہدایت کے چراغ روشن کر سکتے
ہیں اور جب وہ اس دارِ فانی سے تشریف لے
جاتے ہیں تو ان کے مزار مرجعِ خلائق بنے رہتے
ہیں (شکل نمبر ۱۲)۔

جب کلمے کی انگلی کی ایسی دوسری پور
میں تکون کا بیّن چھوٹا سا واضح نشان ہو اور عین
اس کے وسط میں ہو تو یہ خاص اہمیت کا حامل
تصور کیا جاتا ہے۔ یہ درحقیقت سیاسی شعور، سفارتی
چابکدستی اور بے پناہ خواہشِ اقتدار کا پتا دیتا ہے۔
اس کا حامل فطرتاً سیاسی توڑ جوڑ، تنظیمی صلاحیت اور
پُرپیچ مسائل کے سلسلے میں نہایت مہارت سے
معاملہ فہمی کا مظاہرہ کرتا ہے اور کامیاب سیاس،
لائق سفیر اور مقبولِ عام راہنما ثابت ہونے کی
بڑی نمایاں خوبیاں رکھتا ہے (شکل نمبر ۱۳)۔

(۱۳)

یہاں پر ایک بے عیب اور مکمل مربع کا نشان بھی مفید اور اہم نشان ہے۔ جب یہ کلمے کی انگلی کی دوسری پور کے علاقے میں واضح نقش ہو تو یہ اقبال مندی کی صحت مند آرزو کو تقویت بخشتا ہے۔ اس کا حامل مقصدِ حیات کی جانب حوصلہ مندانہ بڑھتا ہے۔ اس کے ارادوں میں محکمی اور عملی سرگرمیوں میں استقلال کے عناصر نمایاں ہوتے ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ

(۱۴)

کہ ایسا شخص ہمت اور بلند حوصلگی کے بل بوتے
پر بہت آگے بڑھ جاتا ہے۔ وہ کوئی کام بغیر
سوچے سمجھے نہیں کرتا۔ اس کا ہر قدم احتیاط و فکر
کے ساتھ اُٹھتا ہے مگر وہ ہمہ اوقات ایک خاص
مقصد کی طرف ہی قدم زن ہوتا ہے۔ نہ اس کے
پائے استقلال میں تزلزل کے آثار پیدا ہوتے ہیں
اور نہ ہی اس کی بلند حوصلگی میں کسی قسم کی کوتاہی
کا احساس ہو سکتا ہے (شکل نمبر ۱۴)۔

عزمِ راسخ، فکرِ سلیم، مقاصد کی بلندی
اس کے نمایاں جوہر ہیں۔ قدرت اسے غلط اقدام اور بے راہ روی سے مُدام روکتی ہے اور وہ اپنی سیدھی راہ چلتا ہُوا سلامتی سے اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ سدا سربلند اور قابلِ قدر انسان ہوتا ہے۔ لوگ اس کی شخصیت و کردار سے سبق حاصل کرتے ہیں اور اس کے عزم و استقلال کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔

کلمے کی انگلی کی دوسری پور میں ثابت دائرے کا نشان بے حد مبارک ہے۔ یہ بہت
ہی کم دیکھنے میں آتا ہے مگر جب کبھی اس کا
سالم نقش موجود ہو تو یہ بتاتا ہے کہ حاملِ نشان
اپنی آرزوؤں کو پروان چڑھانے میں قطعی کامیاب
ثابت ہوگا۔ درحقیقت ایسے شخص کی ہر دلی مُراد
پُوری ہوتی ہے اور مسرتوں سے سدا ہمکنار رہتا
ہے (شکل نمبر ۱۵)۔

(۱۵)

کلمے کی انگلی کی دوسری پور میں جالی کی
نشانی نحوست کی نشانی ہے۔ یہ سخت ناکامی،
بدنصیبی اور مصائب کی آئینہ دار ہے۔ اس کا حامل

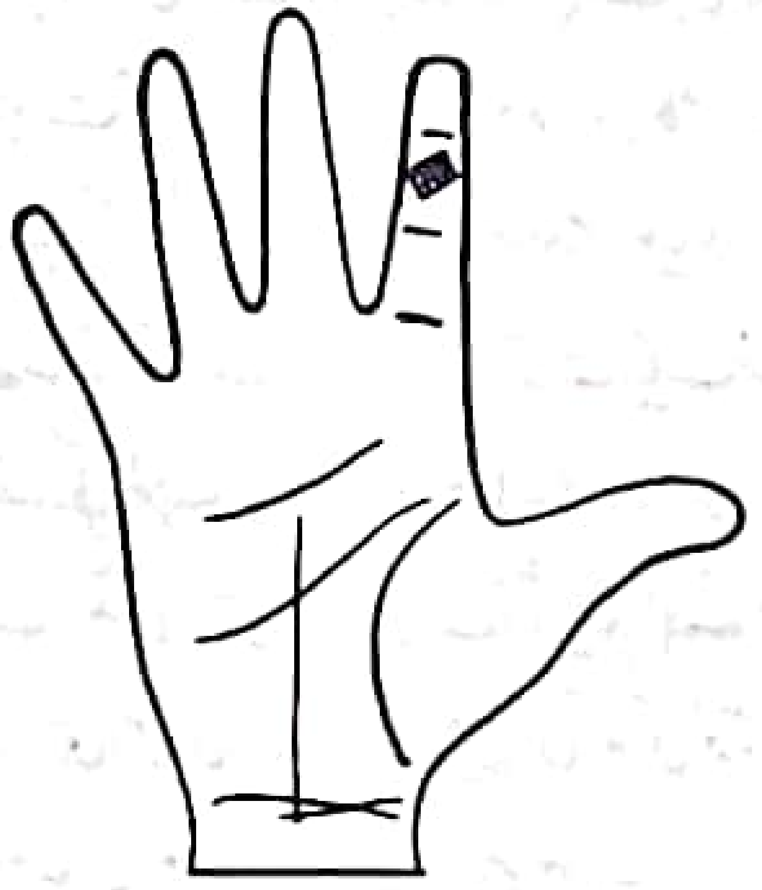

(۱۶)

ہر معاملے میں غلط ہی قدم اُٹھاتا ہے۔ وہ دھوکا دینے سے گریز نہیں کرتا۔ جھوٹ بولنا مقصد براری کے لیے فریب دینا، چوری، غصب، غرض کہ ہر جائز و ناجائز طریقہ و حیلہ جو وقت کی ضرورت کے مطابق اس کا بدکردار دماغ مفیدِ مطلب سمجھتا ہے، وہ اسے کام میں لانے سے قطعی دریغ نہیں کرتا۔ وہ مکار، دغا باز، بے وفا، ناصِب اور ایسا موقع شناس اور ابن الوقت ہوتا ہے کہ خدا اس سے کسی شریف انسان کا سابقہ نہ ڈالے۔ یوں بظاہر وہ دُوسروں کو اعتماد دلانے اور جھانسا دینے کے لیے بڑی نرم کلامی اور خوش گفتاری سے کام لیتا ہے۔ اگر اس طرح کام نہ نکل سکے تو ڈرانے دھمکانے سے بھی پرہیز نہیں کرتا۔ ایسا شخص بے حد ذلیل اور کمینہ فطرت ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۶)۔

کلمے کی اُنگلی کی تیسری یعنی تحتانی پور اُن انسانی میلانات سے متعلق ہے کہ جو جسمانی خواہشات کے نمایندہ ہیں۔ اِن رجحانات کے پس پردہ وہ قوتیں محرّک ہوتی ہیں جو جسمانی طاقت کے سہارے دُوسروں کو جُھکانے اور سرنگوں کرنے کا پردہ فاش کرتی ہیں۔ جنسی ہوس، اشتہائے شدید، رُعب و تحکّم کی تمنّا سبھی اُمور کا اس سے تعلق ہے۔

یہاں پر عمودی خط کا وجود بہُت ہی کمیاب ہے۔ بہرکیف اس پور میں بعض اوقات چرخی کا صاف و سالم نشان بِالضرور دیکھنے میں آجاتا ہے۔ جب ایسا صلیبی نشان موجود ہو تو یہ بہُت ہی خراب علامت ہے۔ اس کے حامل میں شے لطیف کا قطعی فقدان ہوتا ہے۔ وہ بیحد بدکردار اور عاداتِ خبیثہ کا شکار ہوتا ہے۔ بھونڈے اطوار، رذیل خیالات اور بھدّے افعال کے باعث وہ معاشرے میں ناقابلِ قبول ہی نہیں بلکہ لائقِ ملامت ہوتا ہے۔ لوگ اس کے اعمال و افکار کے باعث اس سے کوسوں دُور بھاگتے ہیں۔ درحقیقت وہ بہُت ہی نالائق، کُند ذہن اور بداخلاق ہوتا ہے اور محض جسمانی ضرورتوں کا غلام ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۷)۔

(۱۷)

(۱۸)

جب اُنگلی کی اس پور میں کامل تارے کا نشان واقع ہو تو یہ بھی از حد نحوست کی علامت ہے۔ اس کا وجود بے حیائی اور بے غیرتی کے عناصر کو اُبھارتا ہے جس کے باعث وہ ایسے اعمال و افعال کا مرتکب ہوتا ہے جو بداخلاقی اور بدکرداری کے مہیب اور گھناؤنے تاثرات سے گرد و پیش اور معاشرے میں ہیجان، انتشار اور وحشت پیدا کر سکتے ہیں۔ وہ درحقیقت بدلحاظ، بے شرم، جرائم پسند اور پرلے درجے کا جابر بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کا وجود سوسائٹی کے لیے لعنت اور امنِ عامّہ کے لیے خطرے کا باعث ہوتا ہے۔ بدمعاشی اس کی طبیعتِ ثانیہ ہوتی ہے اور عیّاشی و عصمت دری کے رجحانات اسے بعض اوقات درندوں کی طرح بے رحم بھی بنا دیتے ہیں۔ اسے بجز بُرے طرز کے کوئی دُوسرا طریقِ کار دکھائی نہیں دیتا۔ وہ خواہشاتِ خبیثہ کا غلام اور بداخلاقی اور جرائم کی زندگی ہی کا عادی ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۸)۔

اس پور میں اگر تکون کا کامل اور واضح نشان دکھائی دے تو اس شخص کے ہتھکنڈوں سے سدا بچ کر ہی رہنے میں عافیّت ہے۔ وہ اپنی ہوسناکیوں اور بدکرداریوں کے سلسلے میں مکر و فریب سے کام لینے کی صلاحیت پیدا کر لیتا ہے۔ اگرچہ وہ بداخلاق، بے حیا اور مجرمانہ طرزِ زندگی کا خوگر ہوتا ہے لیکن مقصد براری کے پیشِ نظر ایسا بگلا بھگت بن جاتا ہے کہ دوسروں کو اپنی معصومیّت کا اعتبار دلانے میں وقتی طور پر کامیاب ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے ظاہری طور طریقے سے

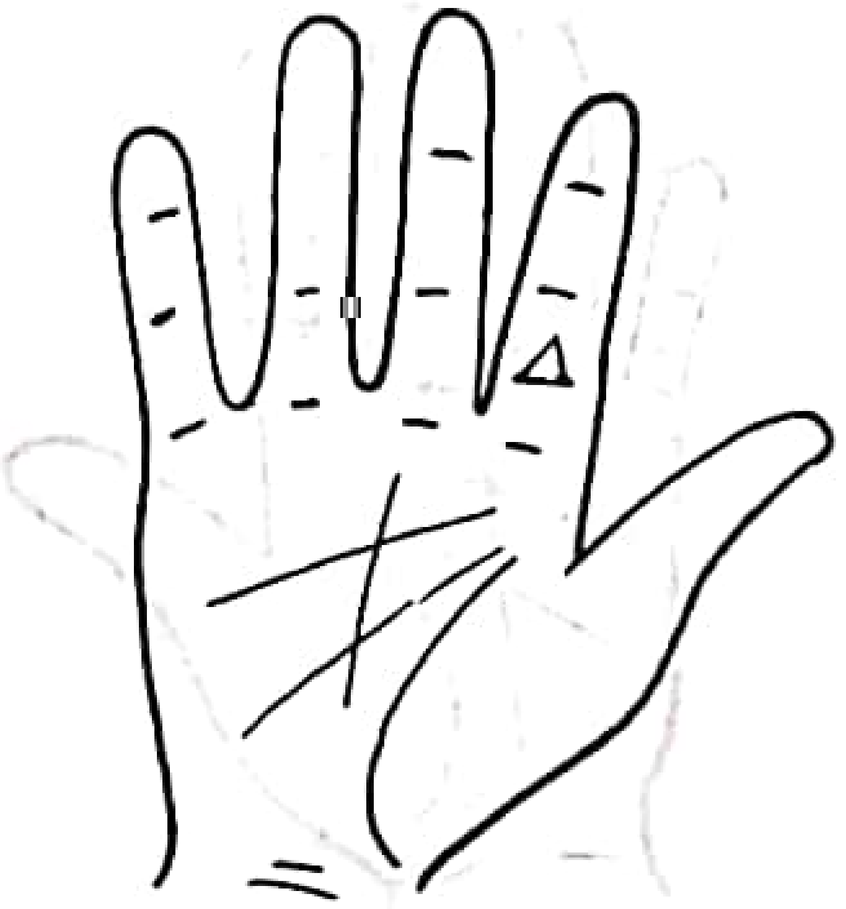
(۱۹)

ایسا باور ہونے لگتا ہے کہ وہ بے ضرر اور اچھا انسان ہے مگر جونہی وہ موقع محل کی نزاکت کو بھانپ لیتا ہے، اس قدر پھرتی سے وار کرتا ہے کہ الاماں۔ اس کی گرفت سے بچنا محالات سے ہے۔ اگر اس کی خواہشات کی تکمیل کے راستے میں رکاوٹ پیدا کی جائے تو وہ بے دردی سے کام لیتا ہے۔ وہ دوسروں کی عزت اور جان و مال کا احترام نہیں جانتا۔ اسے محض اپنی خواہشات ہی کا خیال ہوتا ہے۔ اس کے باطن میں ایک نوع کا ہیجان ہوتا ہے اور جنسی اور جسمانی طاقتیں اس قدر اس کے دل و دماغ پر غالب اور حاوی ہوتی ہیں کہ اسے کچھ اور سجھائی ہی نہیں دیتا (شکل نمبر ۱۹)۔

کلمے کی انگلی کی تیسری پور میں اگر مربع کا بے عیب اور واضح نقش نظر آئے تو یہ بھی کوئی اچھی علامت نہیں۔ چوکور کا نشان بالعموم حفاظت اور خطرے سے نجات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ مگر اس مقام پر اس کا وجود اس شخص میں بے دھڑک جبر و تشدد اور اعمالِ بد کا اضافہ کر دیتا ہے۔ وہ اس قدر نڈر ہوتا ہے کہ اسے اپنے زورِ بازو پر ناز کے باعث کسی کی بھی پروا نہیں ہوتی۔ وہ لوگوں کو ڈرانے دھمکانے اور ان سے اپنی مرضی منوانے میں بے باکی اور جابرانہ رویے سے کام لیتا ہے۔ شرفا اس کی خطرناک جبر پسندی سے اس قدر مرعوب ہو جاتے ہیں کہ اس کے سامنے بے بس ہو جاتے ہیں۔ ایسا شخص ڈاکو، بدمعاش اور حرام خور ہوتا ہے۔ اس کی جابرانہ کارستانیوں کے افسانے دور دور تک پھیل

(۲۰)

جاتے ہیں اور لوگ اس سے بہت خم کھاتے ہیں (شکل نمبر ۲۰)۔

انگلی کی تحتانی پور میں اگر دائرے کا کامل اور بے عیب نشان ہو تو اس مقام پر یہی ایک ایسی علامت ہے جو خوشگوار اثرات کی حامل ہے۔ اس کا حامل اپنے مخصوص مقاصد میں نہایت خوش اسلوبی سے کامیاب ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کو خاص منزل کی تلاش ہوتی ہے اور اس کی دھن میں اپنے لیل و نہار سرگرمی سے گزارتا ہے۔ درحقیقت وہ کسی خاص مقصد کے لیے پیدا ہوتا ہے اور اسے اپنے کام اور مطمعِ نظر سے والہانہ محبت ہوتی ہے۔ اس کے حصول کے لیے وہ انتہائی کاوش و تدبیر سے کام لیتا ہے اور بے روک ٹوک آگے بڑھتا چلا جاتا ہے تاآنکہ اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جاتا ہے (شکل نمبر ۲۱)۔

(۲۱)

جب کلمے کی انگلی کی تحتانی پور میں جالی کی علامت پائی جائے تو یہ بے حد منحوس اور بد اثرات کا پتا دیتی ہے۔ حاملِ نشان کے بہیمانہ اور مخربِ اخلاق عناصرِ کردار اس قدر ابھر آتے ہیں کہ وہ بدکرداری کا مجسمہ بن جاتا ہے۔ اس کے طور و طریق میں گناہوں کے وہ مہیب اور دہشت ناک پہلو ہوتے ہیں کہ توبہ ہی بھلی۔ وہ جنسی ہوس کا غلام بھی ہوتا ہے اور منفعتِ ذاتی کے لیے مکاری، دھوکا دہی، جبر، لڑائی جھگڑا، غارت گری غرض کسی بات سے بھی پرہیز نہیں کرتا۔ وہ مجرمانہ کارروائیوں اور حرکتوں میں لذت محسوس کرتا ہے اور دوسروں کو ورغلا کر ارتکابِ جرم کی طرف مائل کر لیتا ہے۔ اس کی ساری زندگی گناہ و جرم کی عملی تفسیر ہوتی ہے۔ اپنے مجرمانہ افعال کے باعث وہ نہ تو اخلاقی اقدار کا لحاظ رکھتا ہے نہ ہی معاشرے کے اصولوں کا احساس کرتا ہے اور نہ ہی قانون کی پروا کرتا ہے۔ نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ وہ سب کا دشمن ہوتا ہے اور لوگ اس سے بہت زیادہ خوف کھاتے ہیں ایسا شخص بہت دنوں تک قانون کی گرفت

Scanned with CamScanner

(۲۲)

سے کم ہی بچ سکتا ہے اور بالآخر اس کی زندگی کا زیادہ تر حصہ قید خانوں میں اپنے جرموں کی سزائیں بھگتنے ہی میں بسر ہوتا ہے۔ وہ بدنصیب صراطِ مستقیم پر چل ہی نہیں سکتا۔ اس کا دل شرافت و عصمت کے جذبات سے قطعی مبرّا ہوتا ہے۔ اور چونکہ وہ گویا ماں کے پیٹ ہی سے مجرمانہ رجحانات لے کر پیدا ہوتا ہے، اس کی شرمناک زندگی پر کسی کو نہ تو رحم آتا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی ہمدردی کرنے کے لیے آمادہ ہو سکتا ہے۔ وہ اچھی باتوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور محض اوباشوں، بدمعاشوں اور مجرموں ہی کے حلقے میں لطفِ حیات محسوس کر سکتا ہے (شکل نمبر ۲۲)۔

درمیانی اُنگلی فنِ دست شناسی میں انگشتِ تقدیر کے معنی خیز نام سے یاد کی جاتی ہے۔ یہ باطنیت، خلوت پسندی اور ریاضت ایسے عناصر سے متعلق ہے۔ یہ خود پسندی، لالچ اور ہوسِ دُنیا کا بھی پتا دیتی ہے۔ یہی نہیں اس کے مختلف پہلوؤں سے فنِ زراعت اور سائنسی اُمور سے دلچسپی کا حال بھی معلوم کیا جا سکتا ہے۔

اس کی پہلی پور سے دانش و فراست اور روحانیت سے وابستگی کا پتا چلتا ہے۔ خراب علامتوں کی موجودگی میں اس سے غم پسندی، توہم پرستی اور خواہشِ مرگ ایسے اُمور پر روشنی پڑتی ہے۔ جب اس پور میں ایک گہری، سیدھی لکیر عمود کی طرح نقش ہو تو یہ طبیعت کے ایسے نمایاں میلان کی طرف اشارہ کرتی ہے جو حاملِ نشان کو ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔ درحقیقت اس کے باطن میں ایک عجیب قسم کا مہیب و خطرناک عنصر ہوتا ہے جو اسے خودکشی کی طرف مائل کر سکتا ہے۔ ایسے فرد کے دل و دماغ میں بے حد مایوسی اور ہر چیز سے بددلی سی ہوتی ہے۔ اسے کہیں بھی اور کسی بھی چیز میں اُمید کی کرن نظر نہیں آتی۔ وہ اس قدر بددل ہو جاتا ہے کہ تباہیِ ذات کے سوا کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا (شکل نمبر ۱)۔

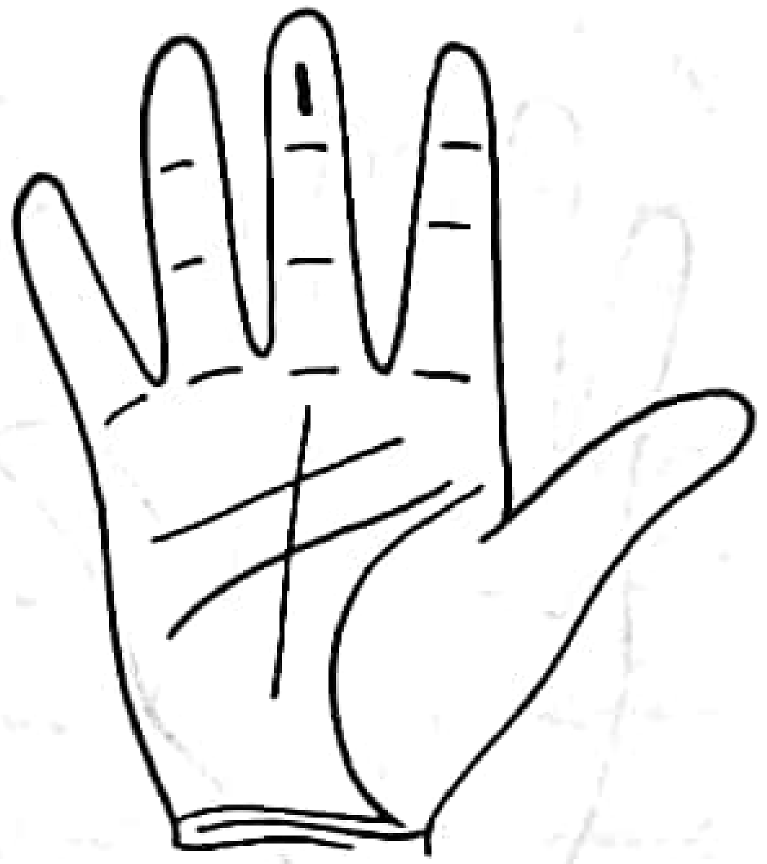

(۱)

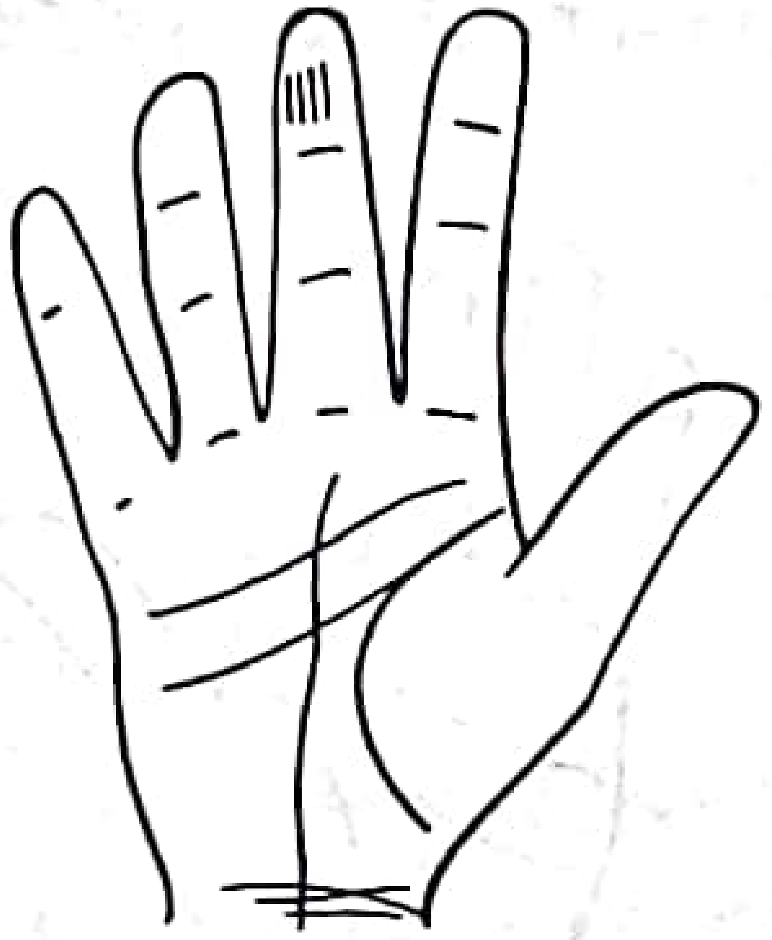

(۲)

بعض اوقات اسی مقام پر متعدد عمودی خطوط بھی پائے جاتے ہیں اور اس میں شبہ نہیں کہ ان کی کثرت بے حد نحوست کی حامل ہے۔ ایسا شخص خودکشی کی طرف شدت سے مائل ہوتا ہے۔ اس کا دل ایمان و یقین سے تہی دامن ہوتا ہے اور نا اُمیدی کی بھیانک تیرگی اسے موت کے غار میں دھکیلتی چلی جاتی ہے اور اگر اس کی حفاظت ربِّ کریم نہ فرمائے تو اپنے ہاتھوں اپنی جان لینے سے گریز نہیں کرتا (شکل نمبر ۲)۔

درمیانی انگلی کی پہلی پور میں سالم اور واضح چرخی کی نشانی کا وجود بھی کوئی خوشگوار علامت نہیں ہے۔ اس کا حامل راہِ راست پر کم ہی چل سکتا ہے۔ اسے توہمات گھیرے رکھتے ہیں۔ یقین و ایمان کی بجائے وہ مجرمانہ حرکات پر اُتر آتا ہے اور مذہب اور اخلاقی اقدار کے مطابق زندگی گزارنے کی بجائے ایسے افعال و اعمال کی طرف راغب ہو جاتا ہے جو گناہگاری، جرائم پیشگی اور توہم پرستی سے متعلق ہوتے ہیں۔ اس کے مزاج میں اعتدال کی کمی، شرافت کا فقدان اور معاشرے کے اچھے اُصولوں سے بغاوت کے عناصر ضرورت سے زیادہ ہی اُبھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی زندگی مصائب اور ناخوشگوار واقعات کا تسلسلِ محض بن کے رہ جاتی ہے۔ نہ اسے خوشی نصیب ہوتی ہے اور نہ ہی وہ دلجمعی سے کسی اچھے کام میں دلچسپی لے سکتا ہے۔ خودکشی کی طرف میلان بڑھتا جاتا ہے اور ناکامیاں اس کے لیے بالآخر ہلاکت کا

پیغام بن جاتی ہیں (شکل نمبر ۳)۔

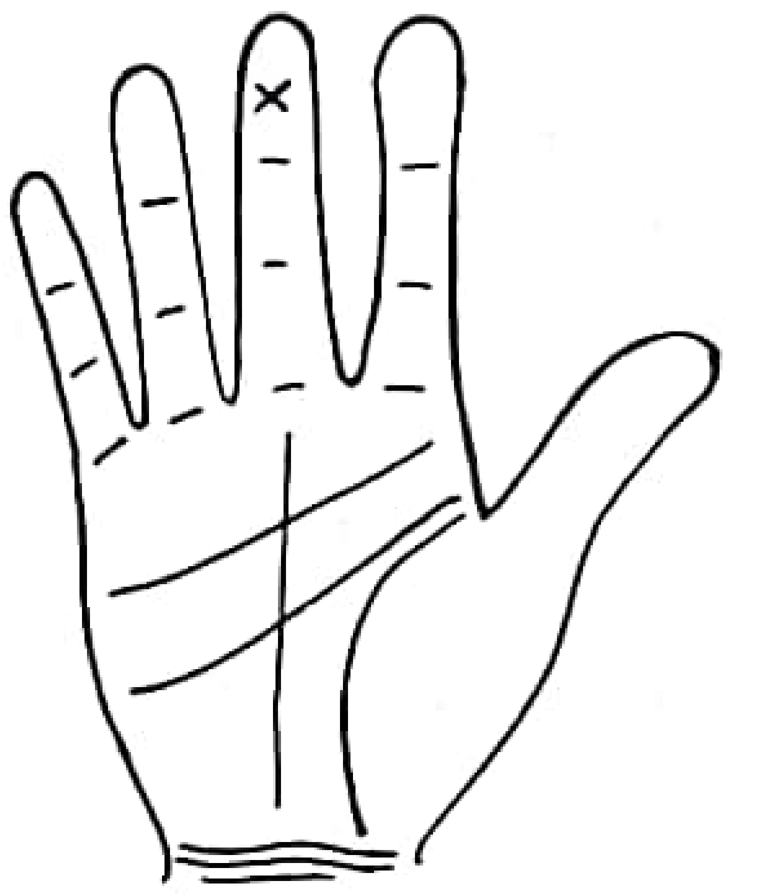

(۳)

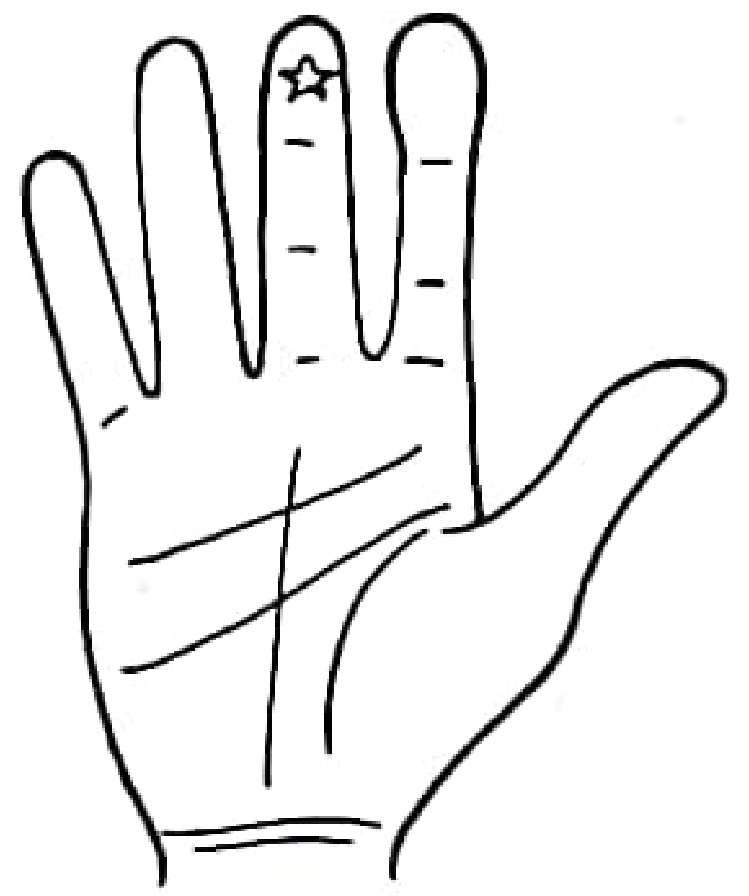

(۴)

درمیانی انگلی کی پہلی پور میں تارے کا مکمل نشان اگرچہ کمیاب ہے مگر بہت ہی اہم ہے۔ یہ ایسے مقدر کی نشان دہی کرتا ہے جو غیر معمولی واقعات وحالات سے متعلق ہوتا ہے۔ ایسا شخص اپنے عہدِ حیات میں ایسا کردار ادا کرتا ہے جس کا اثر ابنائے زمانہ پر بہت ہی قوی اور دُوررس ہوتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ عظیم غیر مرئی ایسی طاقتوں کا آلۂ کار بن جاتا ہے کہ جن پر اس کا کچھ زور نہیں ہوتا۔ وہ کسی نہ کسی لحاظ سے فردِ عہد ساز ثابت ہوتا ہے۔ اس کے افکار و اعمال کی تربیت اس کی ذاتی قوتِ استدلال اور ارادے کے تحت نہیں ہوتی۔ درحقیقت وہ مقدراتِ روزگار کا غلام ہوتا ہے۔ اس کے اچھے یا بُرے اعمال اگرچہ غیر معمولی اثرات کے حامل ہوتے ہیں اور ابنائے زمانہ کے لیے حیرت واستعجاب کے علاوہ ضرب المثل بن جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں، لیکن وہ ان کے ارتکاب کے سلسلے میں قطعی بے بس ہوتا ہے۔ کوئی عظیم طاقت اس کی شخصیت و کردار کو ایسے سانچے میں ڈھال دیتی ہے کہ وہ عواملِ فطرت کا آلۂ کار ہو کے رہ جاتا ہے۔ مگر وہ جو کچھ بھی کر گزرتا ہے، یادگارِ عہد ثابت ہوتا ہے اور آنے والی نسلیں اسے بمشکل ہی بھلا سکتی ہیں (شکل نمبر ۴)۔

اس انگلی کی پہلی پور میں تکون کا واضح، سالم اور بیّن نشان عجیب وغریب قوتِ داخلی

کا آئینہ دار ہے۔ یہ اندرونی صلاحیت اور طاقت منحوس ہی ثابت ہوتی ہے۔ درحقیقت اس کے حامل کی شخصیت و کردار میں ایک خاص نوع کی جاذبیت ہوتی ہے جسے وہ معصوم انسانوں کو راہِ راست سے گمراہ کرنے کے لیے نہایت چابکدستی سے استعمال کرتا ہے اور انھیں بدکرداری اور گناہ میں ملوث کر دیتا ہے۔ درحقیقت وہ معصوم اور شریف النفس افراد پر اپنی پاکبازی کا افسوں پھونکتا ہے۔ انھیں اپنی روحانیت یا داخلی قوتوں پر اعتماد دلاتا ہے اور جب وہ اس کے طلسم میں پھنس جاتے ہیں تو انھیں گناہگاری کی طرف ایسی حکمتِ عملی سے مائل کر لیتا ہے کہ ان کی عصمتوں کے آبگینے لُوٹ جاتے ہیں۔ اس میں فی الحقیقت شیطانِ رجیم چھپا ہوتا ہے۔ وہ عیاش، مکّار اور پرلے درجے کا بدمعاش ہوتا ہے۔ اس کی ظاہری صورت کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ وہ سدا دُوسروں کو جھانسے دے کر پھانسنے اور غیر اخلاقی افعال کی طرف راغب کرنے کے منصوبے باندھتا رہتا ہے مگر اپنی نیت کا حال معلوم ہونے نہیں دیتا۔ جب وہ بدنصیب اس کے دامِ معصیت میں پھنس جاتے ہیں تو کہیں انھیں اپنی بدبختی کا پتا چلتا ہے (شکل نمبر ۵)۔

(۵)

(۶)

اگر اسی پور میں مربع کا نشان دکھائی دے تو ایسا شخص اگرچہ نحوست کے بُرے اثرات سے بچ نکلتا ہے مگر اسے بالعموم ایسے حالات و واقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو اسے بداخلاقی اور ہلاکت کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ بہرکیف وہ بڑی حد تک انتہاپسندی سے گریز کرتا ہے (شکل نمبر ۶)۔

(۷)

اگر اس پور میں جالی کا واضح نشان پایا جائے تو یہ ازحد منحوس ہے۔ اس کا حامل بدکرداری میں یوں اُلجھ سکتا ہے کہ اس کیلیے نیک و بد کی تمیز محالات سے ہے۔ ایسا شخص جنسی بیماریوں اور ذہنی اُلجھنوں میں اپنی گناہگار اور بدمعاش روش کے باعث یوں مُبتلا ہو جاتا ہے کہ اس کا انجام سخت عبرت ناک ہوتا ہے۔ وہ بالعموم خودکشی ہی میں اپنی اذیتوں کا مداوا تلاش کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے (شکل نمبر ۷)۔

درمیانی اُنگلی کی دُوسری پور سائنس، زراعت اور رموز اُمور سے متعلق ہے اور اس کے مختلف پہلوؤں سے علم رموز و مخفی حالات کے بارے میں معلومات بہم پہنچ سکتی ہیں۔ اگر اس پور میں ایک واضح عمودی خط نقش ہو تو ایسے شخص کے باطن میں علوم باطنیہ اور اسرار و رموز سے گہرا لگاؤ ہوتا ہے۔ وہ ان کا سائنٹیفک طریق کار سے اکتساب کرتا اور ان میں نمایاں حیثیت حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس کے داخلی جوہر تحصیل علوم اور تسلسل تجربہ سے خوب چمک سکتے ہیں اور وہ اپنے مخصوص میدان میں خاصی کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔ اگر وہ محض سائنسی اُمور ہی سے شغف رکھتا ہو تو حساب دانی میں یدِطولےٰ رکھتا ہے اور اپنی ذہانت سے بہت آگے بڑھ سکتا ہے (شکل نمبر ۸)۔

(۸)

اس پور میں اگر چرخی کی بے عیب اور واضح علامت کندہ ہو تو حاملِ نشان ایسے کوائف و حادثات کی طرف طبعاً مائل ہوتا ہے جو خطرے سے خالی نہیں ہوتے۔ اس کے مزاج میں ایک

خاص نوع کی مشکل پسندی ہوتی ہے اور جونہی کوئی بات اس کی جسارت کو چیلنج کرے، وہ غیر شعوری طور پر آمادۂ آزمائش ہو جاتا ہے۔ وہ خطرے میں کودنے سے قطعی دریغ نہیں کرتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر خطرے کا سگنل اس کے لیے ایسی دعوتِ عمل ہے جس سے وہ رُوگردانی کر ہی نہیں سکتا۔ مُصیبت اُسے بلاتی ہے اور وہ اُس کی طرف والہانہ بڑھتا ہے اور آگ میں کُود پڑتا ہے (شکل نمبر ۹)۔

(۹)

(۱۰)

درمیانی اُنگلی کی اس پور کے عین وسط میں اگر ایک واضح تارے کا نشان نقش ہو تو یہ بھی اچھی علامت نہیں ہے۔ یہ ایک خطرناک حادثے میں مُبتلا ہو جانے کی آئینہ دار ہے۔ اس کا حامل بے تحاشا مجرمانہ زندگی کی طرف بڑھتا ہے اور ایسے ایسے مہیب افعال و اعمال کا مرتکب ہوتا ہے کہ عالمِ بے اختیاری میں جان تک گنوا دیتا ہے۔ وہ آگ، قتل و غارت گری، فتنہ و فساد ایسے جرائم میں از خود گھر جاتا ہے اور اپنی ہلاکت کو دعوت دیتا ہے۔ وہ بالعموم کسی پُرہول دھماکے، پستول، بندوق یا اسی قسم کے حادثے میں جان بحق ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۱۰)۔

اسی مقام پر اگر ایک سالم اور واضح تکون پائی جائے تو یہ خاص اہمیت اور مفہوم کی آئینہ دار ہے۔ جس شخص کے ہاتھوں میں یہ نشانی نظر آئے اس کے خمیر میں اسرار و رموز سے آگاہی کی طبعی صلاحیت ہوتی ہے۔ وہ علومِ مخفیہ کے حصُول کے سلسلے میں بڑی محنت، تحقیق اور استقلال سے کام لیتا ہے اور کسی نہ کسی شعبۂ رموز میں مہارت حاصل کرنے کی انتھک مساعی

عمل میں لاتا ہے۔ تحقیق و تجزیہ کی خاصیتیں بالآخر ثمر ور ثابت ہوتی ہیں اور وہ تقدیر و کردارِ انسانی کے رازوں سے آگاہی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

اس کا مزاج زیادہ تر ایسے فنون کے لیے موزوں ہوتا ہے جو آیندہ کے حالات اور مافی الضمیر کے سمجھنے اور ان پر احکام لگانے کے سلسلے میں قابلِ اعتماد ہوتے ہیں۔ وہ وجدان و کشف وغیرہ کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ وہ درحقیقت عالمانہ طریقِ کار سے مستقبل شناسی اور کردار شناسی کا خواہاں ہوتا ہے اور بلاشبہ اس کے احکام کا دارومدار علم و تجربے ہی پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ صحیح اور قابلِ اعتبار نتائج کے باعث کافی شہرت اور ترقی حاصل کر لیتا ہے (شکل نمبر ۱۱)۔

(۱۱)

جب درمیانی اُنگلی کی درمیانی پور میں چوکور یعنی مربع کا سالم اور واضح نشان نقش ہو تو یہ بتاتا ہے کہ اگرچہ حاملِ نشان اپنے ہلاکت آور رجحانات و مشاغل کے نتائج سے بڑی حد تک محفوظ رہ سکے گا اور باوصف کہ وہ اپنی مقررہ ڈگر سے ہٹنے کی کوئی کوشش نہیں کرتا اور ایسے افعال و اعمال میں دلچسپی لیتا رہتا ہے جو پُرخطر ہوتے ہیں، لیکن کسی غیبی اشارے یا اعانت سے وہ کافی حد تک امان ہی میں رہتا ہے۔ یہ سلسلہ کچھ دیر تک تو قائم رہتا ہے لیکن چونکہ وہ بار بار بچ نکلنے کے باعث زیادہ جرأت و بے باکی سے کام لینے لگتا ہے، اس لیے ایسے حالات بھی پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ ان اشاروں کی طرف سے جو اس کے حفظِ جان کے لیے قدرت کی طرف سے اسے

(۱۲)

ملتے رہتے ہیں، لاپروائی کرنے لگتا ہے اور ایک دن ایسا بھی آجاتا ہے کہ گویا "آپ اپنے دام میں صیاد آگیا" کے مصداق وہ کسی ایسی مُصیبت یا عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے نجات محالات سے ہوتی ہے (شکل نمبر ۱۲)۔

درمیانی انگلی کی دوسری پور میں کامل دائرے کا ہونا بڑی ہی مبارک علامت ہے۔ اس کے ہوتے ہُوئے حاملِ نشان غیر معمولی اور بے مثال کامرانی حاصل کرنے کی بے پناہ صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ جوہر رموز علوم اور فنونِ مخفیہ ہی میں عظمت و مہارت کا ضامن ہو سکتا ہے۔ ایسا شخص بڑا دانش مند، سلیم الطبع، تجزیہ کار اور علم النفس کا دلدادہ ہوتا ہے۔ وہ جس صنفِ رموز میں دلچسپی لینے لگتا ہے، اس میں کمال حاصل کر کے ہی دم لیتا ہے اور لاریب بڑی شہرت و دولت حاصل کر لیتا ہے۔ وہ نہ صرف غیر معمولی طبیعت و استعداد کا حامل ہوتا ہے بلکہ اس کے باطن میں ایک نوع کا رُوحانی اقتدار سے شغف بھی ہوتا ہے۔ وہ بالعموم صافِ باطن اور جلائے داخلی سے بھی بہرہ ور ہوتا ہے۔ حسنِ عمل، مہارتِ فنّی، غیر معمولی طبّاعی اُس کے ایسے عناصرِ حیات ہیں کہ وہ نہ صرف دُنیا میں کامیاب و اربابِ زمانہ میں شمار ہوتا ہے بلکہ قبولِ عام بھی حاصل کر لیتا ہے (شکل نمبر ۱۳)۔

(۱۳)

اس پور میں جالی کی نشانی بڑی ہی منحوس ہے۔ اس کے ہوتے ہُوئے جُرم و بدکرداری کے ایسے ذلیل ترین عواقب کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ خُدا کی پناہ۔ ایسا شخص قابلِ نفرت، مُجرم اور بدکردار

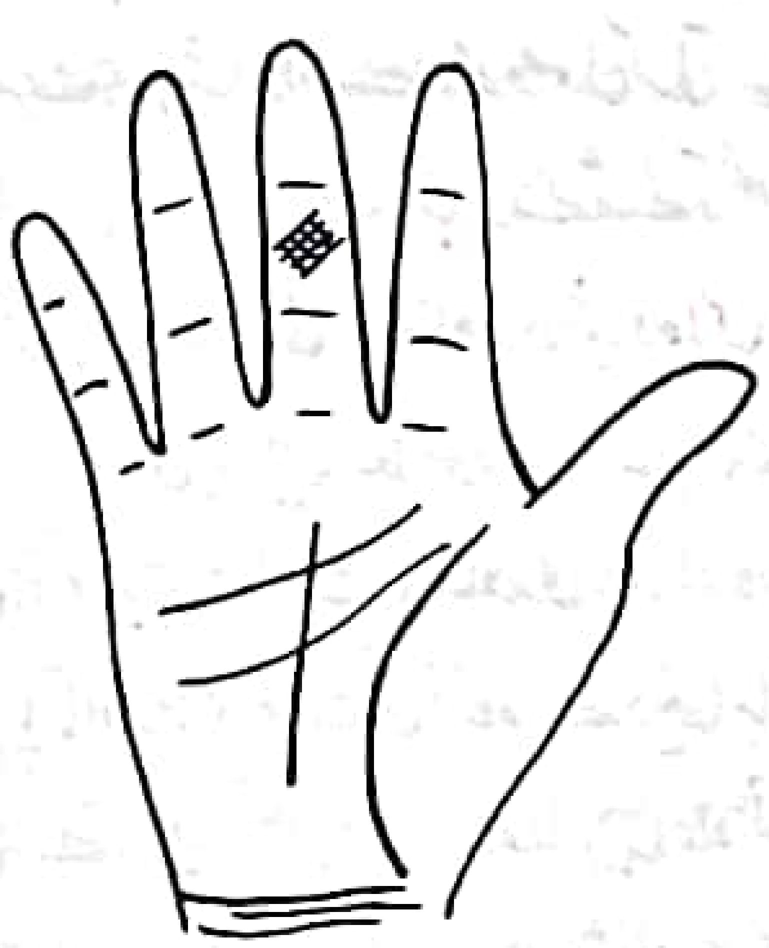

(۱۴)

ہوتا ہے اور اپنے کیے کی مناسب سزا پاتا ہے (شکل نمبر ۱۴)۔

درمیانی اُنگلی کی تیسری پور پر مختصر نشانات کافی غیر معمولی صلاحیتوں اور حالات کا پتا دیتے ہیں۔ جب اس میں ایک عمودی گہرا خط واضح، بے عیب نقش ہو تو اس کو اچھی طرح سے دیکھنا چاہیے۔ یہ نشان بہت ہی کمیاب ہے اور اس کا تعلق فوجی اور عسکری امور سے ہے۔ یہ درحقیقت فوجیوں کے ہاتھوں میں ہی کندہ ہوتا ہے اور کامیابی کی حتمی دلیل ہے۔ جب یہ عمودی گہرا خط ایسے شخص کے ہاتھوں میں واضح اور صاف نقش ہو جس کا تعلق فوج، ہوا بازی یا بحری جنگی بیڑے سے ہو اور یہی اس کا کام اور پیشہ ہو تو ایسا شخص میدانِ جنگ میں فتح مندی حاصل کرتا ہے۔ اس کے کارنامے ضرب المثل بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ بہادر ہوتا ہے اور فنِ سپہ گری میں قابلِ رشک دسترس رکھتا ہے۔ ان خوبیوں کو وہ لڑائی کے میدان میں بڑی دانشمندی سے بروئے کار لاتا ہے اور لوگ اس کی عسکری چابکدستی پر عش عش کر اُٹھتے ہیں، اس کی شجاعت نہ صرف ہم پیشہ افراد سے داد وصول کرتی ہے

(۱۵)

بلکہ اس کی قوم بھی ایسے جانباز کے آگے آنکھیں بچھا دیتی ہے۔ اعزاز، ناموری، دولت بھی اس پر اس پر نچھاور کرتی ہے اور بلاشبہ وہ اس کا سچا حق دار بھی ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۵)۔

اسی پور میں خط عمودی ہونے کی بجائے ترچھا نقش ہو اور گہرا، واضح اور بے عیب بھی ہو تو یہ بھی شجاعت، بہادری اور یادگار کارناموں کی نشان دہی کرتا ہے۔ اس کا حامل بڑا نام پاتا اور بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن یہ ایک لحاظ سے مرگِ ناگہانی کی نشانی بھی ہے۔ ایسا شخص میدانِ کارزار میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے جاں بحق ہو جاتا ہے، اس کی موت اربابِ قوم کی نگاہوں میں شہادت کا درجہ رکھتی ہے اور لوگ اسے مدتوں نہیں بھولتے۔ قوم اس کے نام کو اُجاگر اور زندہ رکھنے میں دریغ نہیں کرتی۔ پسِ مرگ اُسے بڑے بڑے

اعزازوں سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ شعرا اس کی شان میں نظمیں کہتے ہیں اور حکومت اس کی یادگار قائم کرتی ہے (شکل نمبر ۱۶)۔

(۱۷)

(۱۶)

بے جرخی کا نشان اس پور میں کافی کمیاب ہے لیکن جب واضح طور پر نقش ہو تو اچھی خبر نہیں دیتا۔ یہ زیادہ تر عورتوں کے ہاتھوں میں دیکھا جاتا ہے۔ اور جس دستِ نازک میں یہ علامت نظر آئے تو وہ عورت بانجھ ہوگی۔ بالعموم ایسی عورت کے حمل نہیں ٹھہر سکتا۔ اس کے نظامِ نہانی میں کوئی جسمانی خرابی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ بے اولاد ہی رہتی ہے۔

یہی علامت اگر مردانہ ہاتھوں میں دکھائی دے تو بھی یہ بہت ہی خراب اثرات کی حامل ہے۔ بالعموم یہ نامردی کی نشانی مانی جاتی ہے۔ اگر ایسا شخص نامرد نہ ہو تو اس میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ یہ حتمی بات ہے کہ ایسا شخص کسی نہ کسی وجہ سے خوشگوار ازدواجی زندگی کے کم ہی قابل ہوتا ہے اور اس کی یہ کمزوری اس کی زندگی پر خراب طور پر اثرانداز ہو سکتی ہے (شکل نمبر ۱۷)۔

اس پور پر تارے کا صاف اور واضح نشان بھی بے حد بدبختی کا حامل ہوتا ہے۔ یہ مقامِ شکر ہے کہ ایسا تارا کم ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ غیر ارادی طور پر اس کا حامل قاتلانہ حملے کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ اگر ہتھیلی کے دوسرے حصوں اور نشانیوں سے اس رجحان کی تائید

ہو سکے تو ایسا شخص ایسے حالات و کوائف میں اُلجھ جاتا ہے کہ اسے حفظِ ذاتی کا تقاضا مجبور کر دیتا ہے کہ وہ حملہ کر دے یا ایسے اقدام سے پرہیز نہ کر سکے جس کے باعث کسی شخص کی ہلاکت کا سامان بہم پہنچ سکتا ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ ایسا شخص بالضرور قتل کرنے پر طبعاً مائل ہوتا ہے۔ درحقیقت اس کے باطن میں کچھ عجیب قسم کا خوف یا خلافِ معمول جارحیت کا عنصر ہوتا ہے، جو عام زندگی میں چھپا ہوا رہتا ہے۔ مگر ہنگامی یا خطرناک حالات میں وہ یوں اُبھرتا ہے کہ ہلاکت آفریں ثابت ہوتا ہے۔ ایسی نشانی کے حامل کو اگر ایمان و کردار کی پختگی حاصل ہو سکے تو ارتکابِ جُرم سے بچنے کے بہت قوی امکانات ہوتے ہیں (شکل نمبر ۱۸)۔

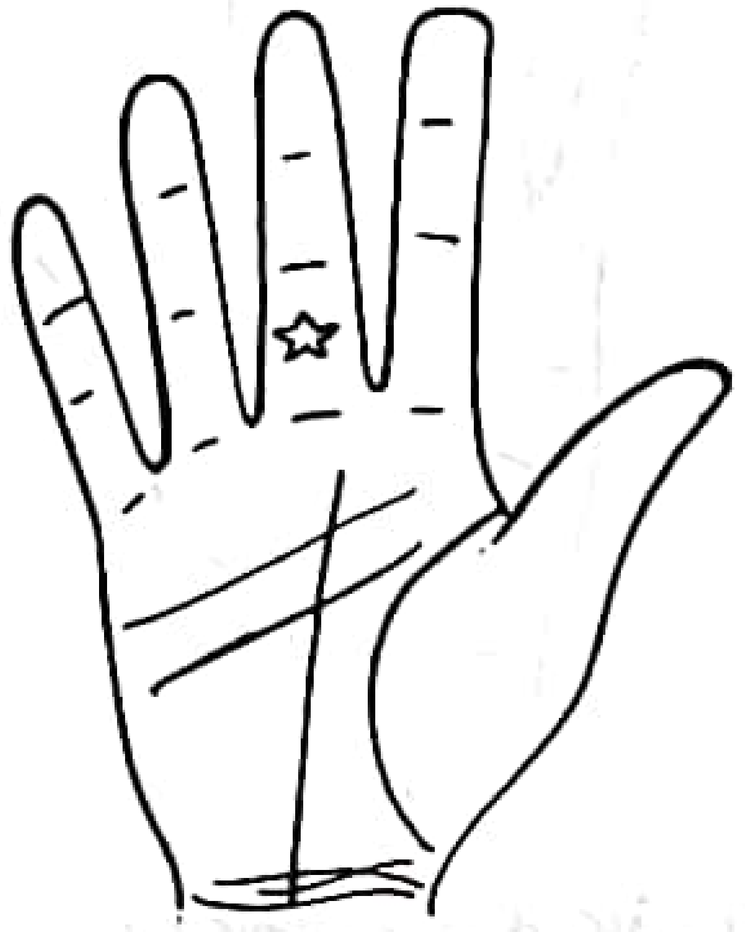

(۱۸)

تکون کی صاف نشانی اس پور میں بڑی منحوس ہے۔ تکون کا عمومی اثر خوشگوار اور بخت آور ہوتا ہے مگر اس مقام پر یہ اُلٹا ہی تاثر پیدا کرتی ہے۔ تکون والا شخص بالعموم چابکدست، اداشناس اور علم و حکمت کا دلدادہ ہوتا ہے۔ جب یہ مثلث اس مقام پر واقع ہو تو حاملِ نشان اپنی طبعی صلاحیتوں کو مقاصدِ بد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ حصولِ مقصد کی راہ میں ابتدائی مراحل پر اچھی خاصی کامیابی کے امکانات ہیں مگر اس کی ہوس و بدکرداری ایک ایسی راہ اختیار کر لیتی ہے جس کا انجام بدحالی اور خودکشی کی منزل ہوتی ہے۔ درحقیقت اس کے خمیر میں ایک نوع کا عنصرِ بد ہوتا ہے۔ وہ ایسے حالات و واقعات کی طرح ڈال دیتا ہے کہ جس کی

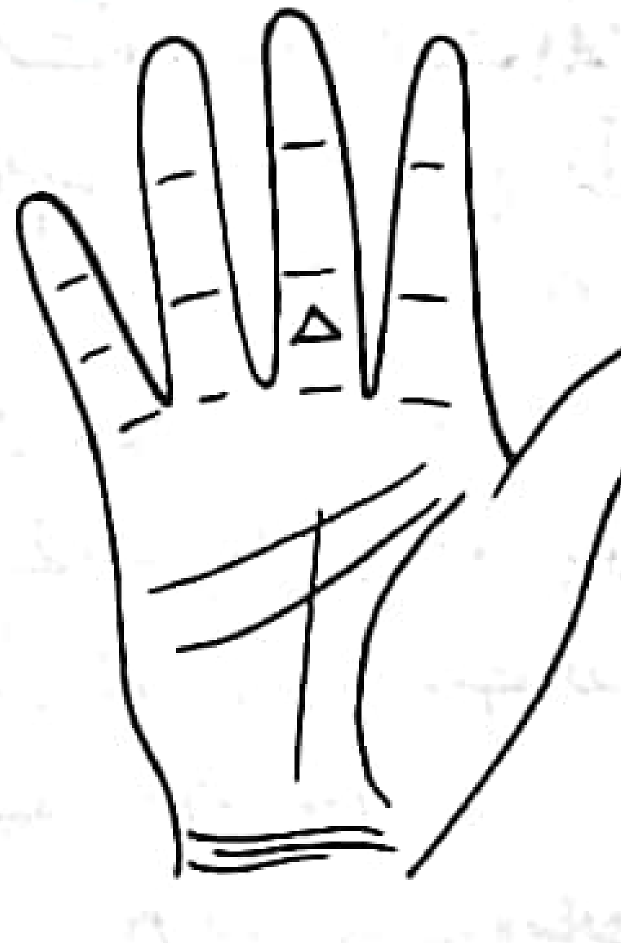

(۱۹)

کڑیاں بتدریج ہلاکت کے مقام تک پہنچا دیتی ہیں۔ اس کی طبّاعی، اور چالبازی ہی اسے لے ڈوبتی ہے (شکل نمبر ۱۹)۔

درمیانی اُنگلی کی تیسری پور میں صاف مربّع کی نشانی بھی دلچسپ ہے۔ اگرچہ کوئی اچھی خاصیت کا پتا نہیں دیتی۔ جب یہ واضح اور بے عیب ہو تو بتاتی ہے کہ اس کا حامل مادّہ پرست ہے اور اسے دُنیا سے بڑی محبت ہے۔ یہی نہیں وہ حصولِ زر و مال کی ٹوہ میں دیوانہ وار لگا رہتا ہے اور نہ تو دُوسروں کے احساسات کا خیال کرتا ہے اور نہ ہی ان کے حقوق کا۔ درحقیقت اس کی ہوس خطرناک میلان کا پتا دیتی ہے اور اکتسابِ زر اور متاعِ دنیا کے سلسلے میں سخت بے حسی اور بے رحمی سے ایسا شاطرانہ طریق کار اختیار کر لیتا ہے کہ جس کے جنگل میں دانا بھی پھنس جاتے ہیں۔ وہ بے حد خسیس بھی ہوتا ہے۔ وہ پیسے پر سانپ کی طرح بیٹھ جاتا ہے۔ اس سے ایک حبّہ بھی نکال لینا گویا پتھر سے دُودھ نکالنے کے برابر ہے۔ ایسا سنگدل کنجوس بڑا بدنصیب ہوتا ہے۔ عمر بھر ہیرا پھیری کر کے روپیہ پیسہ جمع کرتا ہے۔ نہ اچھا کھاتا ہے نہ اچھا پہنتا ہے۔ اس کے بیوی بچّے تک اس کی موت کی دُعائیں مانگنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ رحم اور خدا ترسی اس سے کوسوں بھاگتی ہے (شکل نمبر ۲۰)۔

(۲۰)

اسی مقام پر ایک کامل اور صاف دائرے کا نقش مُبارک بھی ہے اور خداداد صلاحیتوں کا آئینہ دار بھی۔ یہ علوم اور فلسفے کی طرف طبعی رغبت و شغف کا پتا دیتا ہے۔ ایسا شخص طبعاً مفکّر اور علم کا متلاشی ہوتا ہے۔ اس کا فطری رُجحان فلسفۂ حیات کی طرف ہوتا ہے۔ وہ انسانی طبائع کے غوامض و اسرار پر غور کرتا ہے۔ نفسیات کے نکتوں کو سُلجھانے اور سمجھنے کے لیے تحقیق و محنت سے کام لیتا ہے اور ایسے علوم کی کسی خاص شاخ میں مہارتِ تامّہ حاصل کر لیتا ہے۔ درحقیقت وہ اپنے علمی حلقے میں علاّمہ کا درجہ رکھتا ہے اور بڑا نامور ہوتا ہے۔ وہ اپنی تحقیقات کے نتائج سے

معاشرے کے خزانۂ علمی میں معتدبہ اضافہ کرتا ہے اور خدمتِ انسانی کا جذبہ اسے نہ صرف ہمیشہ محوِ فکر و تحقیق رکھتا ہے بلکہ اسے از حد قابلِ تعظیم شخصیت بنا دیتا ہے (شکل نمبر ۲۱)۔

اس کی نگاہ عمیق، مطالعہ وسیع اور شخصیت جاذب ہوتی ہے۔ دُنیا اس کا نہ صرف احترام کرتی ہے بلکہ اس کی خدمات کی علمی اور سچی قدر بھی۔ وہ ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اپنے علم و فضل سے دُوسروں کے جوہر نکھارتے میں بڑی فراخ دلی سے کام لیتا ہے۔ اس کی صحبت سے اربابِ شوق بڑا فیض پاتے ہیں۔

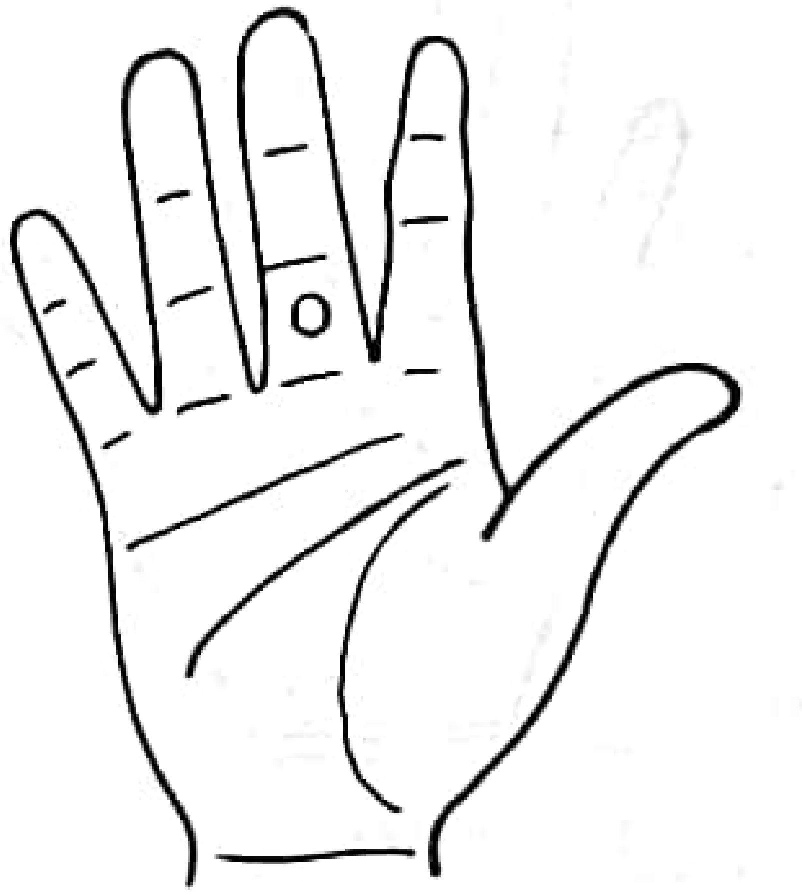
(۲۱)

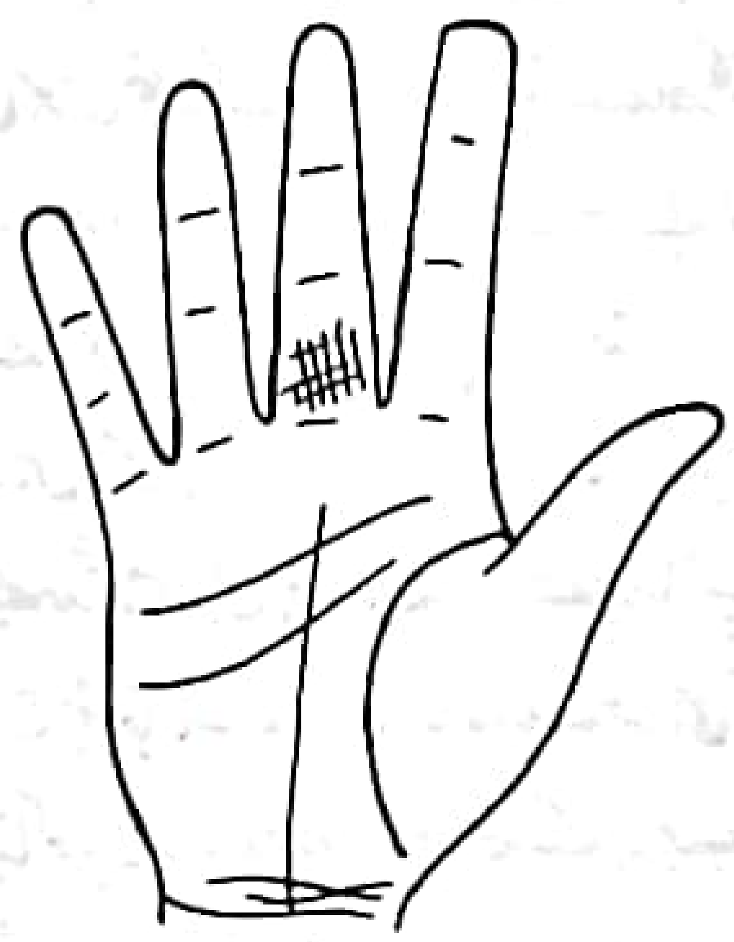
(۲۲)

اسی مقام پر جالی کی نشانی بڑی منحوس ہوتی ہے اور کردار کی بھیانک کمزوریوں کا مظاہرہ کرتی ہے۔ ایسا شخص نہ انسانی اقدار کا لحاظ رکھتا ہے اور نہ ہی اس میں اخلاقی صلاحیتیں ہوتی ہیں (شکل نمبر ۲۲)۔

تیسری اُنگلی فنِ دست شناسی میں فنِ لطیف سے متعلق ہے اور آرٹ کی اُنگلی کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ یہ درحقیقت مقصدِ عظیم ذوقِ حسن اور مادیت سے سربلندی کی بے پناہ آرزو کی نمائندہ تصور کی جاتی ہے۔ اس کا حامل اُن خوابوں اور اُمیدوں کی جنتوں کا متلاشی ہوتا ہے جن کے گُل بُوٹے اور نقش و نگار اس کی زندگی کے خاکے میں دل آویز رنگ بھر سکیں۔ وہ درحقیقت تخلیقی حسنِ ذوق کے سہارے رنگینیِ کائنات کو اپنے باطنی خلا میں منعکس کرنے میں

کوشاں رہتا ہے۔ اس کے قلب و دماغ میں خالقِ حسن و جمال کا ایسا عزور مضمر ہوتا ہے کہ وہ اربابِ ذوق کی صف میں سب سے آگے بڑھ جانے کے شوقِ فراواں کے باعث رشک و حسد کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔

تیسری اُنگلی کی پہلی یعنی بالائی پور کا تعلق فنِ لطیف میں مثالیت، تخیل میں حُسن اور قوتِ اظہار میں بے مثال عناصر سے ہے۔ جب اس پور میں ایک گہرا، بے عیب عمودی خط نقش ہو تو یہ مثالی مقصد کی تلاش میں بے پناہ جاذبیت و سعیِ مسلسل کے عناصر کا اضافہ کرتا ہے۔ اس کا حامل اپنی تمام تر حیات حسن و جمال کی تلاش میں صرف کر دیتا ہے۔ وہ فنونِ لطیفہ کے کسی شُعبے یا شاخ کا والہانہ پرستار ہوتا ہے اور حصولِ کمال کی خاطر جان تک نچھاور کر دیتا ہے۔ اِس ذوقِ بے پایاں کے باعث وہ حقائقِ حیات پر نگاہ ہی نہیں رکھ سکتا بلکہ ان سے عجب بے نیازی اور لاپروائی سے کام لیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک نوع کا سنکی فنکار بن جاتا ہے۔ لباس، وضع قطع، طرزِ کلام، بود و باش غرض کہ ہر معاملے میں وہ معاشرے سے علیحدہ ڈگر پر چل نکلتا ہے اور بالعموم لوگ اس کے انوکھے پن سے اس کی فن پرستی اور محویت کا اندازہ لگاتے ہیں (شکل نمبر ۱)۔

(۱)

بعض اوقات اسی پور میں کئی ایک عمودی گہری لکیریں پائی جاتی ہیں۔ متعدد ایسے خطوط خوشگوار تصور نہیں کیے جاتے۔ بلاشبہ ایسا شخص مبدءِ فیض سے بہرۂ خاص لے کر پیدا ہوتا ہے مگر استقلال و توجہ سے کسی شعبۂ فن کو اپنانے کی سچی کوشش نہیں کرتا۔ اس کا رجحان یکے بعد دیگرے مختلف فنون میں دلچسپی کی طرف ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ فی الحقیقت عظیم فکر و تخلیق کی صلاحیتیں رکھتا ہے مگر اس کی تقسیمِ توجہ، کوتاہیِ استقلال بجائے فروغ و ارتقا کے اس کے باطن میں ایک نوع کا خلفشار اور عدمِ اعتماد پیدا کر دیتے ہیں۔ ان وجوہ سے اس کے کردار

شخصیت میں اعتدال قائم نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلسل ناکامرانیوں کے باعث اس کی حقیقی صلاحیتیں بے ثمر ثابت ہوتی ہیں۔ اس نامرادی کا اثر اس کے نازک دل و دماغ پر بہت ہی خراب ہوتا ہے اور توازنِ ذہنی کے خراب ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے (شکل نمبر ۲)۔

(۲)

(۳)

اگر اسی پور میں دو تین گہری ایسی لکیریں نقش ہوں جو عمودی ہونے کی بجائے آڑی ہوں اور ساری پور کو کاٹیں تو یہ منحوس ہوتی ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے دل و دماغ میں ہیجان آور کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔ ان کا حامل اپنے مقصد کی طرف غلط طریقِ کار ہی سے بڑھتا ہے اور اس غلط روی کے باعث بار بار رکاوٹوں اور ناکامیوں سے دوچار ہوتا ہے۔ وہ طباع اور ذہین تو ہوتا ہے مگر اس کی کاوشِ فکر اور طرزِ کار کردگی کے عیوب اسے متعینہ منزل کے قریب لانے کی بجائے دُور لے جاتے ہیں۔ وہ صراطِ مستقیم پر چل ہی نہیں سکتا۔ مایوسیوں کا یہ تسلسل اس قدر پریشان کُن صورت اختیار کر لیتا ہے کہ اس کا دماغ چل جانے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ اور دیکھا گیا ہے کہ ایسا شخص بالعموم خللِ دماغ کا شکار ہو ہی جاتا ہے (شکل نمبر ۳)۔

اِس پور میں صاف اور بیّن چرخی کی علامت بہت ہی شاذ و نادر دیکھنے میں آتی ہے۔ مگر جب بھی نظر آئے تو اس کا بہت احتیاط سے دیکھنا ضروری ہے۔ یہ درحقیقت ایسے شخص کا طُرّۂ امتیاز ہے جو فن کے حصُول کے لیے سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔ اس کی پرستشِ فنی مثالی

ہوتی ہے اور ضرب المثل بن جاتی ہے۔ اس کو اپنے فن سے عشق ہوتا ہے۔ وفا اس کے خمیر میں ہوتی ہے اور وہ ہمہ تن اس میں محو ہو جاتا ہے۔

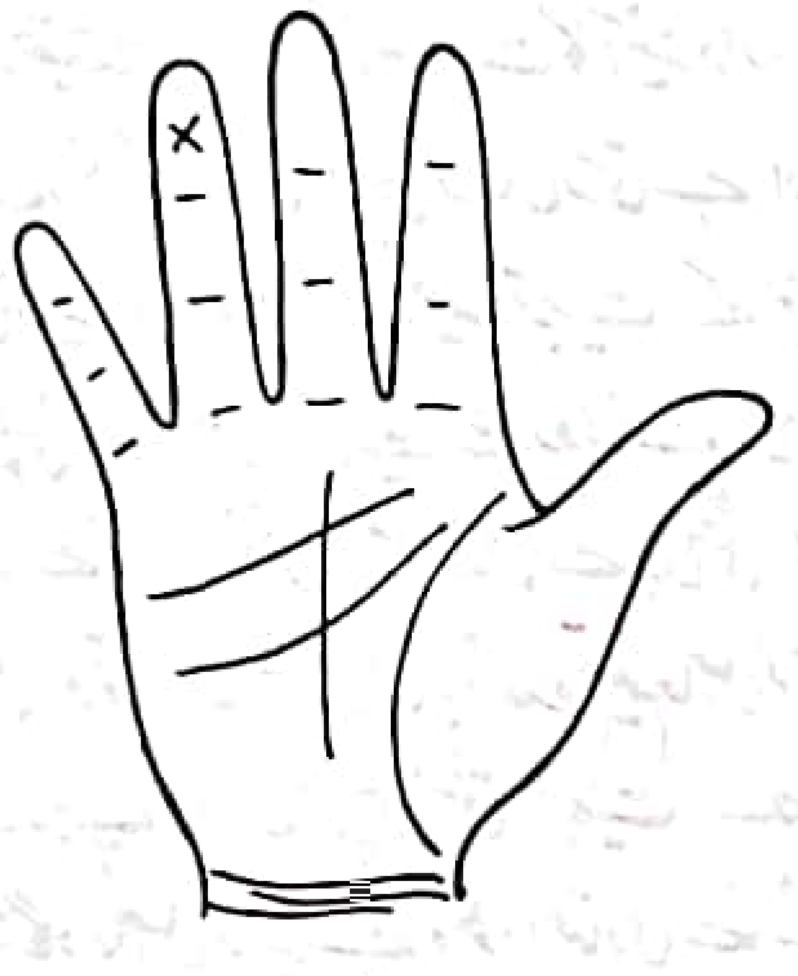

(۴)

اس کے جذبۂ کامل اور انہماکِ لامتناہی میں حسن کی تلاش، خلاقیت اور ایجاد و اختراع کے نمایاں جوہر ہوتے ہیں۔ مگر وہ اعتدال ناآشنا ہوتا ہے اور اعصابی خرابیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر وہ محتاط روی سے کام نہ لے تو اس کی غیر معتدل روش ذہن و صحت پر بہت بُرا اثر ڈال سکتی ہے۔ اس میں قطعی شبہ نہیں کہ وہ لاجواب شاہکار کی تخلیق کی فطری صلاحیت رکھتا ہے اور اس کے شہ پارے پاکیزگیِ حسن کے بے مثال نمونے ہوتے ہیں (شکل نمبر ۴)۔

اگر تیسری اُنگلی کی پہلی پور میں ایک واضح بے عیب تارے کا نشان پایا جائے تو یہ غیر معمولی اور عظیم صلاحیتوں کا آئینہ دار ہے۔ اس کے حامل کے باطن میں تخلیقی جذبے کے اظہار کے انوکھے انداز ایسے بیدار و بے تاب ہوتے ہیں کہ وہ اہلِ زمانہ کے قلوب پر اپنے شاہکاروں سے ایک عظیم اور دیرپا تأثر پیدا کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کے اندر ایک والہانہ جوش، ایک بیتاب کاوش اور جلا دینے والی لگن ہوتی ہے۔ وہ صبح و شام اپنے تخلیقی افکار و کارناموں میں یوں سرگرم رہتا ہے کہ اسے ماحول اور وقت کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کی دیکھ بھال بہت ضروری ہے۔ وہ اپنا خیال رکھ ہی نہیں سکتا اور اس عدمِ خیالی کے باعث بعض اوقات دنیا ایک عظیم آرٹسٹ سے قبل از وقت خالی ہو جاتی ہے۔ یوں بھی اس کے داخلی

(۵)

ہیجان سے ڈر ہی لگتا ہے (شکل نمبر ۵)۔

تیسری اُنگلی کی پہلی پور میں اگر تکون کا واضح نشان نقش ہو تو یہ مبارک علامت ہے۔ یہ درحقیقت ایسی داخلی صلاحیت کا آئینہ دار ہے جو حاملِ علامت کو تخلیقی اُمور کا مطالعہ کرنے کی طرف مائل کرنے میں مسلسل کوشاں رہتی ہے اور اس کا یہ طبعی رجحان اسے تعلیم و تربیت کے بغیر تخلیقی مساعی میں حصّہ لینے سے روکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسا شخص اگر مصوری سے دل بستگی کا حامل ہو تو آرٹ سکول میں باقاعدہ تعلیم حاصل کرتا ہے۔ جب وہ اس فن میں مشق و تربیت سے دستگاہ حاصل کر لیتا ہے تو خود اعتمادی سے آگے بڑھنے لگتا ہے اور بلاشبہ خوب چمکتا ہے۔ اس کی کامیابی قابلِ ستائش ہوتی ہے (شکل نمبر ۶)۔

(۶)

جب تیسری اُنگلی کی اسی پور میں ایک واضح اور بیّن چوکور کا نشان کندہ ہو تو یہ بھی عمدہ علامت ہے۔ ایسا شخص تخلیقی میدان میں والہانہ بڑھتا ہے اور بڑی محنت و کاوش سے سرگرمِ کار رہتا ہے۔ اگرچہ اس کا اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ کہیں اعتدال کی حدود سے آگے نہ نکل جائے۔ لیکن اس کا قطعی احتمال نہیں ہوتا۔ وہ حصُولِ مقصد میں نہایت شغف اور ذوقِ سلیم سے مصروف رہتا ہے۔ مگر اپنی صحت، اعصابی توانائی اور ذہنی صلاحیتوں پر کبھی اس قدر دباؤ نہیں پڑنے دیتا کہ اس کے جسم و جان کو خطرے کا احساس ہو سکے۔ بلاشبہ اس کے شہ پارے لاجواب ہوتے ہیں اور اربابِ جہاں اس کی حقیقی قدر و قیمت سے اسے نوازتے ہیں (شکل نمبر ۷)۔

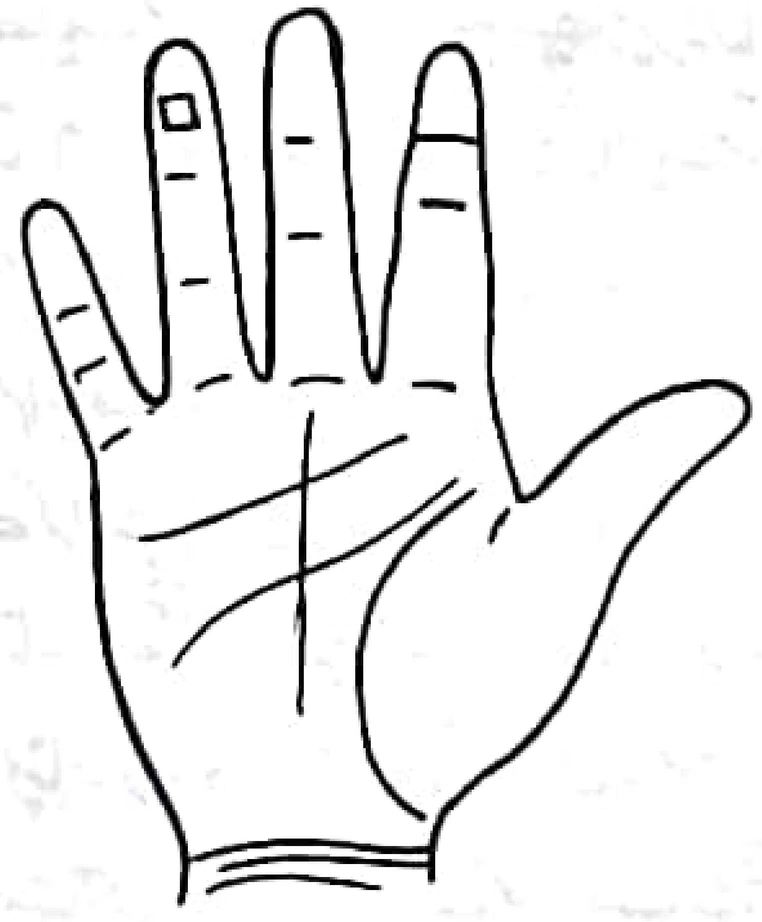
(۷)

ایک مکمل اور واضح دائرے کا نشان تیسری اُنگلی کی پہلی پور میں خاص اہمیت و مفہوم کا آئینہ دار ہے۔ یہ تابانیٔ طبع کی غیر معمولی صلاحیت کا پتا دیتا ہے۔ اس کے ہوتے ہُوئے حاملِ نشان کے باطن میں بے مثال جوہرِ تخلیق اور احساسِ فنی ہر دو عناصر کا وجود ضروری ہے۔ بلاشبہ ایسی بے تاب صلاحیتیں اِظہار کے عنوان تلاش کر ہی لیتی ہیں۔ مگر کاوشِ مسلسل اور تخلیق و جدّت کی انتھک مساعی جاری رہتی ہیں۔ بیشک وہ اپنی طبّاعی اور تخلیقی کارناموں کے باعث معاشرے میں اپنا مقام پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ اگرچہ ایک مدّت تک اس کے اثرات بظاہر زیادہ واضح نہیں ہوتے، مگر یکایک ایک ایسا دن بھی آجاتا ہے کہ اس کی کامیابی اربابِ زمانہ کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دیتی ہے۔ وہ درحقیقت اپنے میدانِ فن میں مہرِ عالمتاب کی طرح طلوع ہوتا ہے اور اپنی تابش و گرمی سے عظیم اثرات پیدا کرتا ہے۔ اس کے جوہرِ ذاتی میں تسخیرِ قلوب کا ایسا نسخہ ہوتا ہے جو نہ صرف تیر بہدف ہوتا بلکہ شہابِ ثاقب کی طرح اچانک نور افشاں ہوتا ہے (شکل نمبر ۸)۔

(۸)

(۹)

تیسری اُنگلی کی اسی پور میں جالی کی نشانی نحوستِ محض ہے۔ اس کا حامل اس قدر بدنصیب ہوتا ہے کہ اس کے تمام خیالات سقیم و بیمار ہوتے ہیں۔ اسے صحت مند فکر نصیب ہی نہیں ہو سکتی۔ وہ ہر معاملے میں ٹیڑھی فکر کا عادی ہوتا ہے۔ وہ درحقیقت ذہنی بیماری میں مُبتلا ہوتا ہے۔ اگر وہ باؤلا تصوّر کیا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا (شکل نمبر ۹)۔

تیسری اُنگلی کی دُوسری پور کے احاطے میں نقش شدہ نشانیاں خصوصیت سے دیکھنے کی چیزیں ہیں۔ ان سے بعض ایسے امور کے بارے میں علم حاصل کیا جا سکتا ہے جنھیں ہتھیلی کی بڑی لکیروں میں کوشش کے باوجود تلاش نہیں کیا جا سکتا۔

جب اس پور میں ایک گہرا واضح عمودی خط نمایاں طور پر کندہ نظر آئے تو اس کا وجُود اس امر کی حتمی شہادت تصوّر کیا جاتا ہے کہ صاحبِ نشان کے باطن میں ایسی تابندہ صلاحیتیں پنہاں ہیں جن کے بروئے کار لانے سے شہرت و ناموری کے امکانات بہُت ہی جلی ہیں۔ ایسا شخص اپنے حلقۂ علم و فن میں اپنی عظمت کا لوہا منوانے کی پوری پوری قابلیّت رکھتا ہے۔ اور اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ وہ اپنے بہرۂ خاص کو یوں جابکدستی، ندرت اور حیرت انگیز طرزِ ادا کے پہلوؤں سے جِلا بخشتا ہے کہ دل چھین لیتا ہے۔ اس کی تخلیقی صلاحیّت یوں چونکا دینے والی ہوتی ہے کہ لوگ داد دیے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔ اس میں کچھ کلام نہیں کہ وہ اپنے کمالِ فن کی راہ میں بڑی جانفشانی، فکر و جدّت اور کاوش و محنت سے کام لیتا ہے، اور اس کی طبّاعی اور فہمِ رسا کی حسن کاری فی الحقیقت اچھوتی ہوتی ہے (شکل نمبر ۱۰)۔

(۱۰)

اس پور میں واضح چرخی کی نشانی کردارِ انسانی کے ایک بہُت ہی خراب پہلو کا پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل متکبّر ہوتا ہے اور اس تکبُّر کے پس پردہ بزعمِ خویش یہ یقین ہوتا ہے کہ وہ ایک عظیم صلاحیّت کا مالک ہے۔ اپنی غیر معمولی عظمت کا دُوسروں سے اعتراف کرانے کا تقاضا اُسے جنون کی حد تک مجبور کر دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں غیر معمولی تو درکنار ایسی اچھی صلاحیّت بھی نہیں ہوتی کہ وہ قابلِ لحاظ خیال کی جائے۔ مگر چونکہ اسے یہ وہم ہوتا ہے کہ وہ عظمت و شہرت کا سچّا حقدار ہے اس لیے جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کے مخصوص میدانِ کار میں اس کے معاصرین مشہور ہو رہے ہیں اور قبولِ عام حاصل کرتے چلے جاتے ہیں تو اس کا دل جلتا

ہے۔ وہ دوسروں کی کامیابی کو حسد و رشک کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ وہ ایسے معاصروں کو اپنا حریف سمجھتا ہے اور خود نگری کے باعث ان کی تخلیقی مساعی کو اپنی صلاحیتوں کے مقابلے میں گھٹیا درجے کا تصوّر کرتا ہے۔ مگر چونکہ وہ خوب چمکتے ہیں اور یہ گمنام اور ناکام رہ جاتا ہے، اس کے حاسدانہ عناصر برسرِ پیکار آ جاتے ہیں اور وہ ان پر نازیبا اور خطرناک حملے کرتا ہے۔ اس کے باطن میں ہمعصروں کی کامیابی زہریلے عناصر کو اُبھارتی ہے اور وہ ان پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ ایسا شخص بڑا ہی خطرناک ہوتا ہے اور اس کی باطنی اذیت اور بے پناہ حسد اس کے لیے عذابِ الیم بن جاتے ہیں (شکل نمبر ۱۱)۔

(۱۱)

اس پور میں واضح اور سالم تارے کا نشان بخت آور ہے۔ درحقیقت یہ بہُت ہی شاذ علامت ہے۔ مگر جب بھی یہ بے عیب نقش ہو تو غیر معمولی صلاحیتوں کا بیّن آئینہ دار ہے۔ اس کے حامل کے باطن میں جوہرِ تابندہ پوشیدہ ہوتا ہے جو وقت کے ساتھ اپنی نور افشانیوں سے اس کو مخصوص میدانِ حیات میں مہرِ عالمتاب کا مقام دلا دیتا ہے۔ اس میں بے مثال استعدادِ داخلی، تابانیِ فہم و دانائی اور لاجواب قوّتِ تخلیق کے عناصر ہوتے ہیں۔ بلاشبہ ان عظیم صلاحیتوں کی مسلسل کاوشیں اسے اس مقامِ ارتقاء و کامرانی پر پہنچا دیتی ہیں جن کا وہ سچّا حقدار ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف قبولِ عام کے باعث ہر دلعزیز ثابت ہوتا ہے بلکہ حقیقی عظمت کے باعث اس میں فروتنی اور تکبّر سے گریز کے ایسے اوصاف ہوتے ہیں کہ جو بھی اس سے ملتا

(۱۲)

ہے اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ ایسا نادرِ روزگار فرد اپنے کارناموں کے ایسے نقوش قرطاسِ روزگار پر ثبت کرتا چلا جاتا ہے کہ اس کے جہانِ فانی سے کوچ کر جانے کے بعد اس کی توقیر و ناموری میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۱۲)۔

تیسری انگلی کی دُوسری پور میں تکون کا کامل اور بے عیب نشان اپنی اہمیت کے پیشِ نظر بہت ہی قابلِ توجہ ہے۔ یہ کمیاب تو ہے مگر جب کبھی یہاں نقش ہو تو یہ ایسے شخص کی نشان دہی کرتا ہے جو آرٹ، فنونِ لطیفہ، سائنس اور عالمانہ تحقیق کا طبعاً خوگر ہوتا ہے۔ وہ فنِ لطیف کا ایک منظم علم کی حیثیت سے مطالعہ کرتا ہے۔ اس کی گہرائیوں، پیچیدگیوں اور اسرار کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی نہیں، وہ اس کے مظاہرات کی بھی بالاستعیاب جانچ پڑتال کرتا ہے اور اس کے اخلاقی اقدار کا بھی لحاظ رکھتا ہے۔

درحقیقت ایسا فرد فنِ لطیف کا تحقیقی اور علمی نگاہ سے گہرا مطالعہ کرنے کا عادی ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف اس کے اثرات و نتیجات کا عمیق مطالعہ کرتا ہے بلکہ اس کی علمی حیثیت، انسانی اخلاق و کردار پر اس کے اثرات کا بھی بہت شغف اور لگاؤ سے مشاہدہ کرتا ہے فنونِ لطیفہ کی باریکیوں پر اس کی نگاہ بہت ہی دُور رس ہوتی ہے (شکل نمبر ۱۳)۔

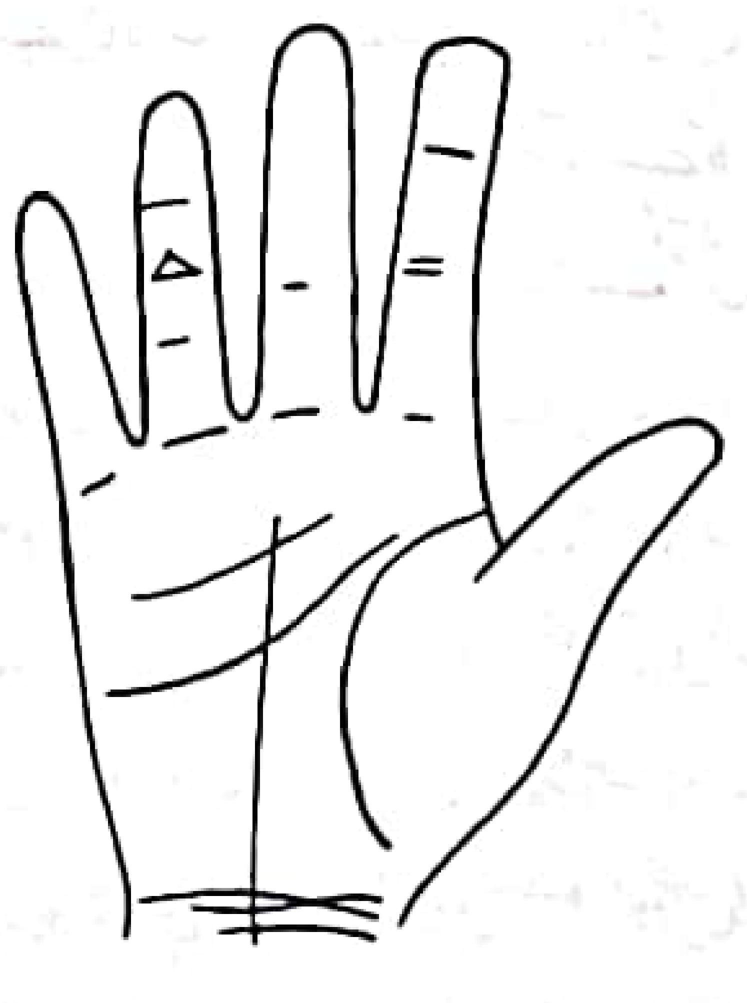

(۱۳)

اس پور میں چوکور کی نشانی بھی دلچسپ مفہوم کا پتا دیتی ہے۔ یہ درحقیقت ایسی خصوصی استعدادِ داخلی اور صلاحیتِ امتیازی کی نشاندہی کرتی ہے جو ایک خاص شعبۂ حیات ہی میں چمک سکتی ہے۔ مگر جوں ہی اس کا حامل اپنے طبعی جوہروں کو اپنے مخصوص میدانِ عمل میں بروئے کار لانا شروع کرتا ہے، کامیابی اس کی پیشوائی کو بے تابانہ بڑھتی ہے۔ ایسا انسان اپنے کارِ خصوصی میں بےحد کامیاب ہوتا ہے اور لوگ اس کی تابندہ صلاحیتوں پر عش عش کرنے لگتے ہیں۔ ایسا شخص اگر مختلف النوع شعبوں میں دلچسپی

لیتا رہے تو یہ اس کی بدنصیبی کی نشانی ہے۔ وہ درحقیقت اپنے جوہرِ خصوصی کو بے مقصد منتشر کرنے کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اور اگرچہ کسی حد تک اپنی طبعی صلاحیتوں کے باعث بے نام سی ترقّی حاصل کر سکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے کامرانی کے امکانات ضائع کر دیتا ہے۔ اس کے باطن میں ایک احساس بیدار ہوتا ہے اور جب تک وہ اس راہ پر نہیں چلتا جس کے لیے اس کی صلاحیتیں موزوں ہوتی ہیں، اسے سخت بددلی اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے شخص کو اپنے مخصوص میدانِ حیات میں محنت، توجہ اور استقلال کی ضرورت ہے۔ اور اس میں قطعی شبہ نہیں کہ اگر وہ اپنے جوہرِ ذاتی کو صحیح راہ پر لگائے تو دنیا میں عظمت کامرانی اور شہرت سے مالا مال ہو سکتا ہے۔ وہ درحقیقت کسی خاص شعبے میں مہارت حاصل کرنے کی طبعی صلاحیت لے کر پیدا ہوتا ہے اور اسی میں وہ اپنے لیے بے مثال مقام پیدا کر سکتا ہے (شکل نمبر ۱۴)۔

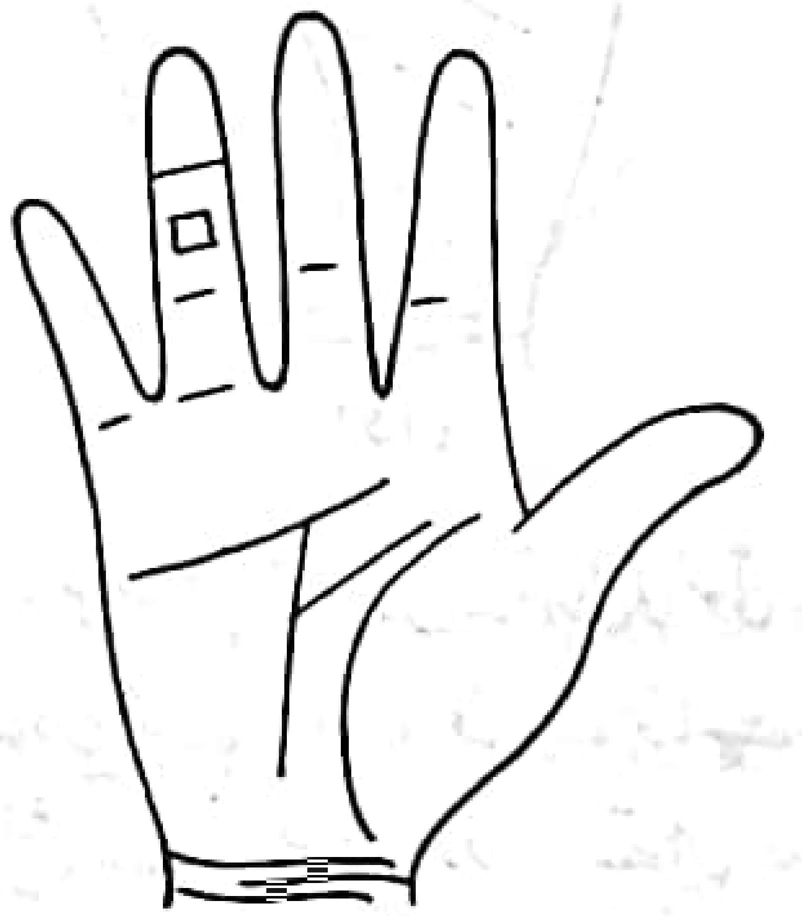

(۱۴)

اس پور میں مکمل دائرے کا نشان بہت کم دیکھنے میں آتا ہے۔ جب یہ دکھائی دے تو یہ از حد اہم اور کارگر علامت ہے۔ یہ درحقیقت عظیم الشّان کامیابی کی نشانی ہے جو غیر معمولی جوہرِ ذاتی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنی داخلی محیّر العقول صلاحیتوں کو یوں انہماک و سرگرمی سے بروئے کار لاتا ہے کہ اربابِ زمانہ اس کی مساعی کو حیرت انگیز تأثرات کا پیش خیمہ ہی نہیں گردانتے بلکہ اس کی ترقّی اور کاوش کو سراہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ وہ ایسی بلندیوں کو چھو لیتا ہے کہ یکتائے روزگار بن جاتا ہے۔ اس کی بے مثال شخصیت کا ڈنکا چاردانگِ عالم میں بجتا ہے اور وہ اپنی محنت، تخلیقی کارناموں اور صلاحیتوں کے فوائد سے کماحقہٗ فیض یاب بھی ہوتا ہے۔ درحقیقت اس کی زندگی کامیاب اور لاجواب شہرت سے بہرہ ور ہوتی ہے (شکل نمبر ۱۵)۔

Scanned with CamScanner

(۱۵)

(۱۶)

اس مقام پر منحوس ترین نشانی جالی کی ہوتی ہے۔ یہ حسد کی بیّن علامت ہے۔ اس کا حامل خودنگر، تنگ دِل، کینہ پرور اور سدا عناد پسند ہوتا ہے۔ اس کے دل میں جارحانہ رقابت، تکبّر اور بداندیشی کے عناصرِ خبیثہ کارفرما ہوتے ہیں اور ان کے بداثرات زندگی کے سکون کے لیے زہرِ ہلاہل کا کام کرتے ہیں۔ ایسا فرد کسی کو نہ خوش دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی مُرادمند۔ جوں ہی وہ کسی کو اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہُوئے دیکھتا ہے، جل اُٹھتا ہے اور اس کے کردار اور اخلاق پر خطرناک وار کرتا ہے۔ اس کی بداندیشی اور جارحانہ عناد کے تیروں سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا۔ وہ مُعاشرے کے لیے زہریلے سانپ کی طرح ہوتا ہے (شکل نمبر ۱۶)۔

تیسری اُنگلی کی تیسری پور پر نقش شُدہ نشانیاں اہم کوائف و حالات کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اس پور میں ایک واضح، بے عیب عمودی خط کندہ ہو تو یہ اس امر کی دلالت ہے کہ صاحبِ علامت زندگی کے دوران خوشی اور مسرت سے اپنے لیل و نہار گزارے گا۔ اس کا حامل بالعموم ذاتی مسرّتوں اور زندگی کی لذّتوں سے کماحقہٗ بہرہ ور ہونے کی طبعاً صلاحیت رکھتا ہے۔ یہی نہیں، اِس معاملے میں مقدر بھی اس کا سازگار ہی ثابت ہوتا ہے۔ یہ خُوش خوراک، خوش ذوق اور خوش گزران انسان بڑی حد تک اپنی زندگی سے مطمئن ہوتا ہے اور بہت ہی کم بے صبرا یا ناشکرگزار دیکھا گیا ہے (شکل نمبر ۱۷)۔

(۱۷)

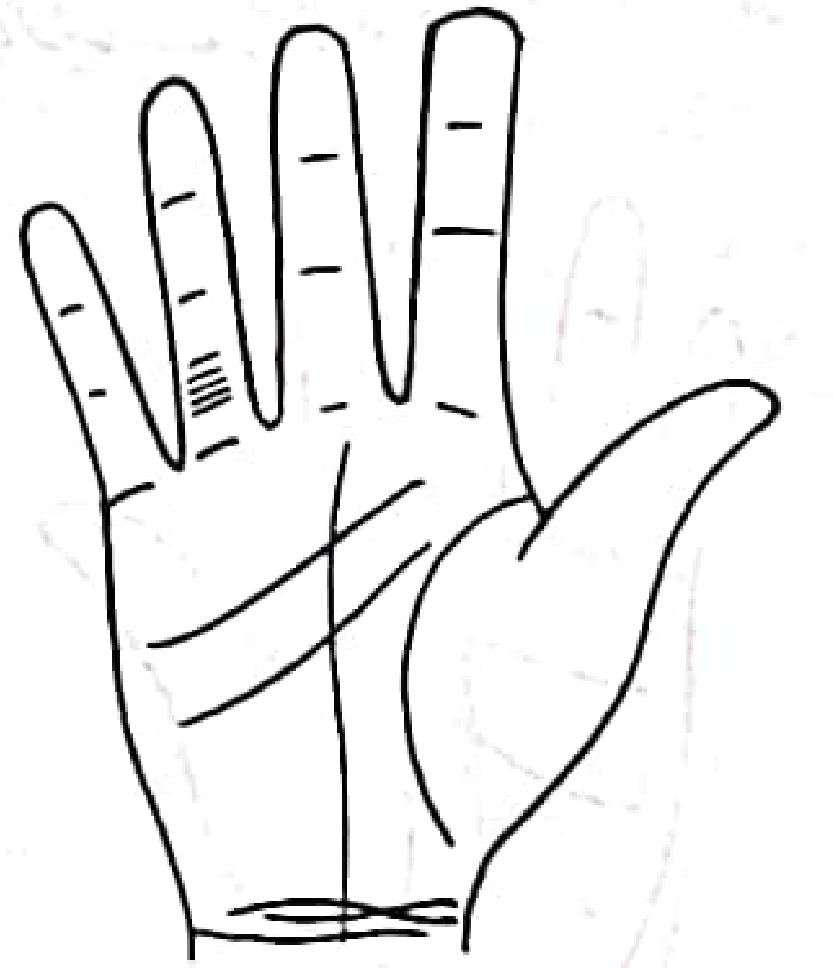

(۱۸)

اگر اس تیسری پور میں متعدد آڑی لکیریں کندہ ہوں تو ان کا حامل سدا غمناک، بدنصیب اور دُنیا کی ہر اُس آسائش سے تہی دست ہوتا ہے جو زندگی کے نقشے میں رنگ بھر سکے۔ افلاس، بدبختی اور مصائب اس کا پیچھا کرتے رہتے ہیں۔ وہ کبھی خوشی کے نور سے اپنے قلب و جگر کو روشن کر ہی نہیں سکتا (شکل نمبر ۱۸)۔

تیسری اُنگلی کی تیسری پور میں اگر واضح اور کامل چرخی کی نشانی نظر آئے تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔ ایسا شخص گویا لاشعوری طور پر ایسے تخیلات و افعال کی طرف مائل ہوتا ہے جو اس کے حقیقی مقصدِ حیات کے منافی ہوتے ہیں۔ لازماً نہ تو وہ اپنے فرائضِ منصبی اچھی طرح انجام دے سکتا ہے اور نہ ہی اپنے پیشہ، ملازمت یا کاروبار میں سچّی دل چسپی اور جمعیتِ خاطر سے کوشاں ہوتا ہے۔ وہ اپنی منزل بھول جاتا ہے اور بے راہروی کے باعث بالآخر سخت بددل، نامراد اور تلخ کام ثابت ہوتا ہے۔

درحقیقت ایسے شخص کے دماغ میں کچھ ٹیڑھ سی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اس کے خیالوں اور عملی صلاحیتوں میں توجُّہ، اِنہماک اور مقصد و منزل کی تلاش کے عناصر ہوتے ہیں مگر وہ جو بھی کچھ کر رہا ہوتا ہے، اس کی طرف قطعی دھیان نہیں دیتا۔ لاشعوری طور پر یہی باور کیے ہوتا ہے کہ وہ کسی دُوسرے کام کے لیے زیادہ موزوں ہے اور اس بدگمانی میں اپنی زندگی بلا وجہ

تباہ کرلیتا ہے (شکل نمبر ۱۹)۔

(۱۹)

(۲۰)

اس مقام پر مکمل تارے کا نشان بھی اچھی علامت نہیں ہے۔ ایسا شخص بڑا ہی خوشامد پسند، تعریف کا خواہاں اور خود نگر ہوتا ہے۔ وہ اس قدر بد دماغ اور متکبر ہوتا ہے کہ اپنی ہر بات اور ہر رائے کو منوانا چاہتا ہے۔ اس کی طبیعت میں اس قدر لاف زنی اور تعریف کی بھوک ہوتی ہے کہ فی الحقیقت وہ اعتدال سے ہٹ جاتا ہے۔ کردار و اعمال میں سلامتی کی کمی کے باعث وہ جھوٹ، مبالغہ آمیزی اور فخر و مباہات کا عادی ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے خلاف سچی بات بھی نہیں سن سکتا اور سدا دوسروں کے منہ سے اپنے حق میں کلماتِ خیر ہی کا متوقع رہتا ہے۔ اس کی انانیت اور ستائش کی بھوک بعض اوقات توازنِ ذہنی پر اثر انداز ہو سکتی ہے (شکل نمبر ۲۰)۔

اگر اس پور میں ایک صاف اور بے عیب تکون کی علامت کندہ ہو تو یہ خاص اہمیت کی حامل ہے۔ ایسا شخص خود ستائی اور اس کے ذریعے آگے بڑھنے کی عجیب و غریب قسم کی حکمتِ عملی اور صلاحیت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ وہ اپنی شخصیت اور خیالات و افعال کو کچھ ایسے دل کش اور مؤثر انداز میں پیش کرتا ہے کہ لوگ اسے خود ستائی کے بجائے حقیقتِ حال تصور کرنے لگتے ہیں۔ یہ قابلیت اسے طبعاً حاصل ہوتی ہے اور وہ اس کے چابکدست استعمال سے زندگی میں اپنے لیے اچھا مقام پیدا کر لیتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں ایسا شخص مزاج دان، ذہین اور چالاک ہوتا

ہے۔ وہ اپنی صلاحیتوں کو ایسے انداز میں کام میں لاتا ہے کہ اگرچہ وہ خود ستائی کا نمایاں پہلو لیے ہوئے ہوتی ہیں مگر اس کے اندازِ اظہار میں نہ تو بھونڈا پن ہوتا ہے اور نہ ہی وہ اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آتا ہے۔ وہ ایک نوع کا ڈرامائی تاثر پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اگر لوگ یہ سمجھ بھی لیں کہ وہ دکھاوے کا عادی ہے تو بھی وہ اس کے طلسم میں پھنس ہی جاتے ہیں (شکل نمبر ۲۱)۔

(۲۱)

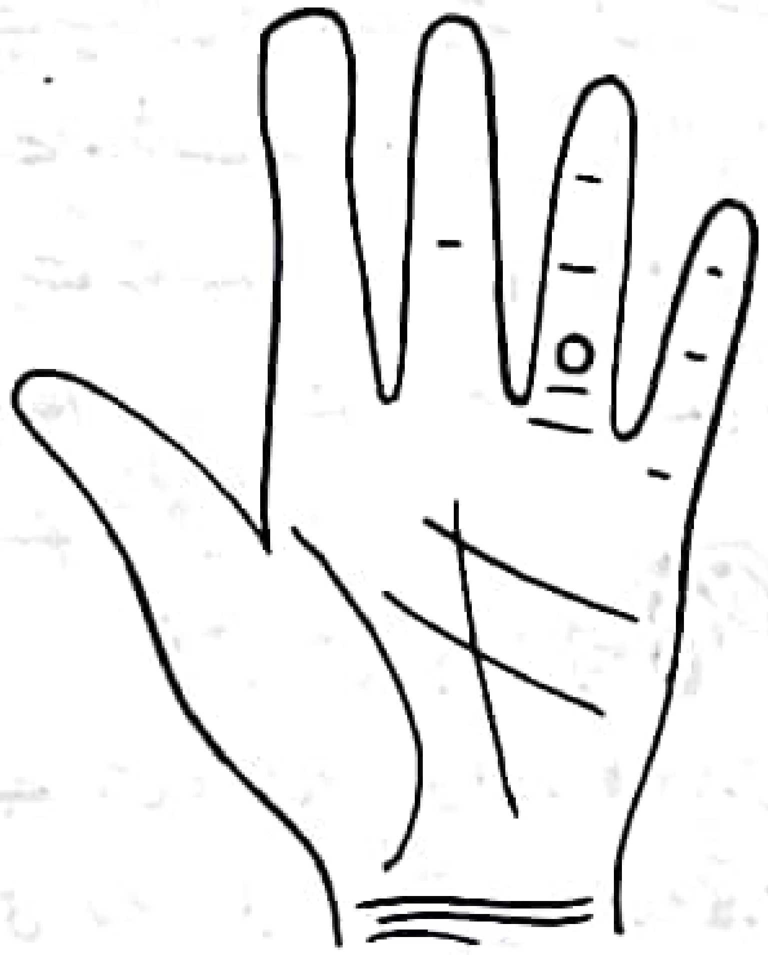

(۲۲)

دائرے کا کامل اور بے عیب نشان اگر تیسری اُنگلی کی اس پور میں نقش ہو تو بخت رسا کا آئینہ دار ہے۔ ایسا شخص نہ صرف بڑا خوش نصیب ہوتا ہے بلکہ زندگی میں قابلِ رشک شہرت اور مسرت سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ درحقیقت اسے قبولِ عام حاصل ہوتا ہے۔ لوگ اس کی پرستش کرتے ہیں اور بڑے ادب و احترام سے پیش آتے ہیں۔ وہ مُدام بھرپور نامور اور بخت آور زندگی بسر کرتا ہے (شکل نمبر ۲۲)۔

(۲۳)

جب اِسی پور میں جالی کی نشانی پائی جائے تو یہ مزاج اور زندگی میں خراب عناصر کا

پتا دیتی ہے۔ اس کا حامل طبعاً تنگ نظر، حاسد اور بدنصیب ثابت ہوتا ہے۔ وہ کسی بھی شخص کو خوش و کامیاب نہیں دیکھ سکتا۔ اپنے قول و فعل سے وہ عناد و دشمنی کے عناصر کو یوں ہوا دیتا ہے کہ لوگ ایک دُوسرے سے برافروختہ ہو جاتے ہیں۔ اس کا یہ رویّہ بہت دنوں تک لوگوں سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ وہ اپنی ساکھ کھو بیٹھتا ہے اور کوئی بھی اس کی بات پر اعتماد اور بھروسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ درحقیقت اس کی مسلسل معاندانہ روش، عناد پروری اور حاسدانہ افتادِ طبع اسے مُعاشرے، خاندان اور شرکاءِ کار میں نہ صرف ناقابلِ اعتبار بنا دیتی ہے بلکہ نہ کوئی اس کی عزت کرتا ہے اور نہ ہی اس سے میل ملاپ کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر ایک اس سے ذلّت آمیز سلوک کرنے پر مائل ہو جاتا ہے اور اسے اپنے کیے کی سزا مل جاتی ہے (شکل نمبر ۲۳)۔

چوتھی اُنگلی جو بالعموم چھوٹی اُنگلی کے نام سے یاد کی جاتی ہے چابکدستی سے وابستہ ہے۔ اس کا تعلق سائنسی اُمور، کاروباری صلاحیت اور اظہارِ بیان سے ہے۔ ڈپلومیسی، حکمتِ عملی، حاضر دماغی، ایمائی قابلیت اور مکّاری کے عناصر سے بھی تعلّق رکھتی ہے۔ درحقیقت اس کا خصوصی رابطہ عملی صلاحیت سے ہے جو صنعت کاری، تجارت اور سائنس کے میدان سے فزوں تر ہے۔

(۱)

چھوٹی اُنگلی کی پہلی پور علم و سائنس میں مثالی عظمت و ارتقا کی طبعی خواہش کی آئینہ دار ہے اس کا حامل علمُ البیان و بلاغت کا دلدادہ ہوتا ہے اور اسے تحقیق و مطالعہ کا فطری اور لازوال شغف ہوتا ہے۔ بلاشبہ ان امور میں وہ یدِ طولےٰ حاصل کرنے میں ہمہ اوقات لگا رہتا ہے۔ اگر اس پور میں ایک عمودی مضبوط خط کا نشان واضح اور صاف دکھائی دے تو یہ قوتِ بیان کی حتمی علامت ہے۔ اس کا حامل اپنے اندازِ خطابت سے وہ

سحر پھونک سکتا ہے کہ سُننے والے مستانہ وار جھُومنے لگتے ہیں اور اس کے ہر اشارے پر آمادہ بہ عمل ہو جاتے ہیں۔ اس کے اندازِ بیان میں ڈرامائی تأثر کے پہلو ہوتے ہیں (شکل نمبر ۱)۔ یہی نہیں اس کے حامل کے باطن میں علومِ مخفیہ کی طرف طبعی رجحان ہوتا ہے اور اپنی حسّاس طبعی کے آئینے میں وہ بہت کچھ دیکھ سکتا ہے۔

اگر اسی مقام پر تین چار واضح عمودی لکیریں پائی جائیں تو یہ متذکرہ بالا تمام خوبیوں کے منافی ہوتی ہیں۔ نہ تو ان کا حامل علم و بیان اور نہ ہی سائنسی و امورِ حیات کے کسی بھی شعبے میں آگے بڑھ سکتا ہے۔ اس کی طبیعت میں توجّہ کی کمی ہوتی ہے اور وہ کسی بھی سلسلے میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو مرکزیت کے ساتھ استعمال نہیں کر سکتا۔ اس کے مزاج میں بڑی حد تک کامرانی کے امکانات کے جوہر کے واضح فقدان کے عناصر پائے جاتے ہیں اور بلاشبہ وہ کبھی بھی زندگی میں عروج و ارتقا سے مالا مال نہیں ہو سکتا (شکل نمبر ۲)۔

(۲)

اس کے برعکس اگر اس پور میں آڑی ترچھی لکیریں پائی جائیں تو یہ دلچسپ اور قدرے ناقابلِ اعتبار شخص کا پتا دیتی ہیں۔ ان کا حامل بڑا ہی باتونی ہوتا ہے۔ اسے اپنی زبان پر قطعاً قابو نہیں ہوتا۔ اس قدر بے معنی اور لغو بکواس کرنے کا عادی ہوتا ہے کہ سُننے والوں کے کان پک جاتے ہیں۔ اس کی یاوہ گوئی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ بالعموم سچ اور جھوٹ میں تمیز نہیں کر سکتا۔ ایسی آڑی لکیریں چور اور کمزور اخلاق کے

(۳)

نشانات ہیں۔ ناقابلِ اعتبار ہونے کے علاوہ ایسا شخص غلط گوئی، مبالغہ آرائی اور فریب کاری کا بھی خوگر ہوتا ہے (شکل نمبر ۳)۔

اس پور میں اگر چرخی کا نشان واضح اور سالم نقش ہو تو یہ پیش گوئی کی طبعی صلاحیت کی طرف اشارہ کرتا ہے مگر اس کے ہوتے ہوئے ضروری ہے کہ دُوسرے ہاتھ کے حصّوں میں ایسے نشانات پائے جائیں جو اس پیش گوئی کی استعداد کی حمایت کریں، مثال کے طور پر قوسِ الہام، حلقۂ سلیمان۔ ایسی صُورت میں حاملِ نشان کو آیندہ کے بارے میں سچے خواب یا ایسے اشارے حاصل ہو سکتے ہیں کہ جو کچھ وہ عالمِ خواب میں دیکھتا ہے یا جس امر کے بارے میں وہ مستقبل کے حالات کا اندازہ لگاتا ہے، وہ قطعی درست ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۴)۔

اگر محض ایک چرخی کی صُورت ہی اس پور میں کندہ ہو اور پیش گوئی سے متعلق کوئی معاون دُوسرا نشان ہتھیلی میں نہ ہو تو یہ قطعاً اچھی نشانی نہیں ہے۔ اس کے ہوتے ہُوئے حاملِ نشان کو مالی نقصان کا سخت اندیشہ ہوتا ہے اور اس کا مال و متاع چوری ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۴)۔

(۵)

(۴)

اس پور میں پنج شاخہ لکیروں سے بنا ہُوا تارے کا نشان پایا جائے تو یہ غیر معمُولی علامت ہے۔ یہ قوّتِ بیان و خطابت کی حتمی نشانی ہے۔ ایسا شخص تقریر و لفّاظی سے وہ افسوں پھُونک سکتا ہے کہ سُننے والے مسحور ہو جاتے ہیں اور وہ جو چاہے ان سے کروا لیتا ہے۔ یہ عظیم واعظ، سیاسی

راہنما اور اعلیٰ پائے کے مقرر کی نشانی ہے۔ اگر یہی نشانی کسی وکیل کے ہاتھ میں دکھائی دے تو وہ از حد افسوں گری سے اپنے موکّل کو کامیاب کرا سکتا ہے۔ یہ نشانی بہُت ہی کمیاب ہوتی ہے مگر جب دکھائی دے جائے تو اس کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے (شکل نمبر ۵)۔

چھوٹی اُنگلی کی اوّلین پور میں گاہے گاہے ایک کامل اور صاف تکون کی نشانی بھی دکھائی دے جاتی ہے۔ بلاشبہ یہ کمیاب علامت ہے مگر بے حد معنی خیز تصوّر کی جاتی ہے۔ اس پور کا تعلق اُمورِ مذہبی، رُوحانی میلانات اور مرموز صلاحیتوں سے ہے جب اس مقام پر مکمل مثلث کی نشانی نقش ہو تو یہ مرموز علوم میں اس بہرۂ خاص کی آئینہ دار ہے جو حامل کے باطن میں پیش بینی کی صلاحیت کو نہایت مستحکم طور پر ترتیب دے سکتی ہے اور

(۶)

اس کا حامل اپنی مرموز صلاحیت کے بل بوتے رُوحانی معاملات میں بہُت ترقّی کر سکتا ہے ایسا شخص بالعمُوم تعبیرِ خواب کے سلسلے میں قابلِ اعتماد ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کے دلوں کی بات سمجھ لیتا ہے۔ اسے آیندہ کے بارے میں احکام لگانے کا علم ہوتا ہے اور یہ صلاحیت وہ نہایت دانشمندانہ طریقے سے استعمال کرتا ہے (شکل نمبر ۶)۔

اسی پور میں ایک مربّع یا مستطیل کا صاف سُتھرا نشان بھی دیکھنے میں آجاتا ہے۔ ایسا مستطیل کا بیّن نشان مزاج میں غیر معمولی تاجرانہ اور کاروباری صلاحیتوں کا پتا دیتا ہے۔ اس کا حامل معاملہ فہمی میں از حد تیز ہوتا ہے اور کاروباری حکمتِ عملی سے ایسے ایسے منصوبے تیار کرتا ہے کہ دولت اس کے گھر کی لونڈی بن جاتی ہے۔ اس میں یہ ملکۂ خداداد ہوتا ہے اور دھن دولت کمانے کے عجیب و غریب گُر بہُت جلد اس کی سمجھ میں آجاتے ہیں۔ وہ غریب سے غریب گھرانے میں بھی جنم لے تو بھی ایک عظیم تاجر اور نامدار دولت مند بن کے رہتا ہے۔ اس کے خمیر میں دُنیوی ترقّی کی بے پناہ آرزو ہوتی ہے۔ وہ عنفوانِ شباب ہی سے ایسے راستے پر قدم زن ہو جاتا ہے کہ روز بروز دولت اور رسُوخ میں

Scanned with CamScanner

اضافہ کرتا چلا جاتا ہے اور لوگ اس کی دانش مندی اور ترقی دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں (شکل نمبر ۷)۔

(۸)

(۷)

اسی پور میں اگر دائرے کا مکمل نشان دکھائی دے تو یہ مُبارک امر ہے۔ ایسا فرد اپنے اپنے باطن میں اُن لازوال صلاحیتوں سے ایک خاص نوع کی روشنی کا احساس کر سکتا ہے جو اسے عروجِ روحانی کے علاوہ پیش بینی کا مقام بھی حاصل کرنے میں اعانت کرتی ہیں۔ یہ بے حد کمیاب علامت ہے اور روحانیت سے متعلق افراد کے ہاتھوں میں ہی نظر آسکتی ہے (شکل نمبر ۸)۔

یہاں پر ایک جالی کی نشانی منحوس ہے۔ جب چند ایک آڑی ترچھی لکیریں یہاں ایک جال کا نشان بنا دیں تو یہ ان بدنما عادتوں کا پتا دیتی ہیں جن کا تعلق چوروں، راہزنوں اور فریب کاروں سے ہوتا ہے (شکل نمبر ۹)۔

(۹)

ایسا شخص جادو ٹونے اور کالے جادو کا بہت دلدادہ ہوتا ہے اور چوری ڈاکے سے پہلے

مزاروں پر منتیں ماننا گویا اس کی فطرتِ ثانیہ کا ایک خاص پہلو ہے۔ ایسے شخص کو لکنت کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی نہ کبھی اس کی زبان اور بات چیت میں رکاوٹ کے آثار پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ جالی بہت گہری اور واضح ہو تو وہ لکنت کی تکلیف سے نجات نہیں پا سکتا۔

چھوٹی اُنگلی کی دُوسری پور خاص اہمیت کی حامل تصور کی جاتی ہے۔ یہ درحقیقت ایجاد اور سائنس سے متعلق ہے۔ اس مقام پر چھوٹے نشانات کو غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس پور میں ایک عمود کی طرح واضح خطِ نقش ہو تو یہ بہت ہی اہم نشانی ہے۔ اس کا حامل سائنٹفک تحقیق اور ریسرچ کے میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کی طبعی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ اس کے مزاج میں باریک بینی، نکتہ رسی اور ایجاد و اجتہاد کے ایسے عناصر کارفرما ہوتے ہیں کہ وہ محنت اور کاوش سے تحقیق کے کام میں مصروف رہتا ہے اور بلا شبہ اپنی ذاتی سعی و ذکاوت سے کامیابی سے ہمکنار ہو کر رہتا ہے (شکل نمبر ۱)۔

(۲)

(۱)

اس کے برعکس اگر اس پور پر ٹیڑھی، ہلکی، موٹی، تین چار عمودی لکیریں دکھائی دیں تو یہ اچھی علامتیں نہیں ہیں۔ ان کا حامل بزعمِ خویش سائنس کے میدان میں عظمت کی صلاحیت کا حامل ہوتا ہے لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ اپنے کو دھوکا دیتا ہے اور اس فریب کے باعث از حد دُکھ اُٹھاتا ہے۔ نہ اس میں جوہرِ خاص ہوتا ہے اور نہ ہی مستقل مزاجی سے کام

کرنے کی صلاحیت ۔ وہ محض غلط فہمی میں مبتلا رہتا ہے اور اکثر دوسروں کو دھوکا دینے کی طرف مائل رہتا ہے (شکل نمبر ۲)۔

اس پور میں ایک واضح لکیر ایسے ہو کہ وہ اسے دو حصوں میں تقسیم کرتی ہوئی معلوم ہو تو یہ بھی بدنصیبی کی علامت ہے۔ اس کے حامل کی زندگی پریشانیوں، مایوسیوں اور ردّوبدل کا تسلسل بن کے رہ جاتی ہے۔ نہ اسے مقصدِ حیات میں کامیابی کی کوئی کرن دکھائی دیتی ہے اور نہ ہی وہ کسی طرح سے چمک سکتا ہے۔ اگر یہاں ایسی تین چار متوازی لکیریں کندہ ہوں تو نحوست میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان کا حامل اپنے اندر عظیم صلاحیتیں کا دعویدار ہوتا ہے حالانکہ اس میں استعدادِ داخلی کا قطعی فقدان ہوتا ہے (شکل نمبر ۳)۔

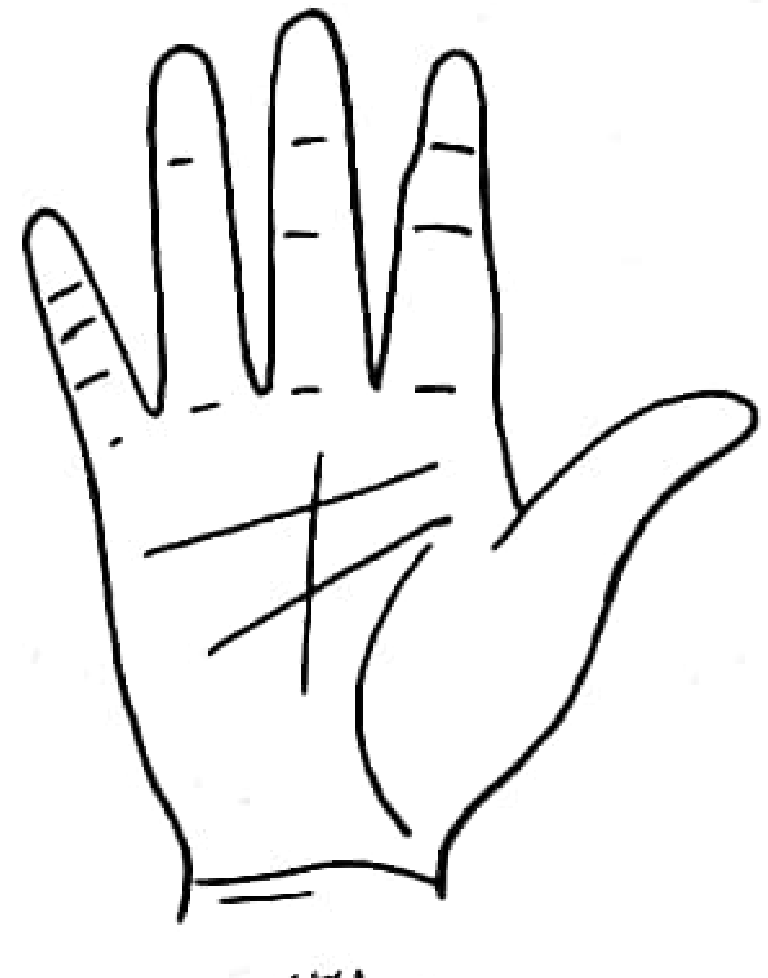

(۳)

بعض اوقات اس مقام پر ایک شاندار لکیر اُوپر کی طرف ترچھی سی نقش ہوتی ہے۔ یہ ایک دل چسپ نشان ہے اور ایسے کردار کا پتا دیتا ہے جو اگر صحیح طریقِ کار اور استقلال سے کام لے تو بڑی حد تک کامیاب ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر اس کی زندگی بدنظمی کا شکار ہوتی ہے۔ نہ تو وہ پابندِ اوقات ہوتا ہے اور نہ ہی کسی صحیح معمول پر کاربند۔ اگرچہ وہ کوشش و سعی کا خواہاں ہوتا ہے اور گاہے گاہے بڑی دل جمعی سے کام میں دل چسپی بھی دکھاتا ہے مگر وہ اس قدر بے ضابطہ اور ناوقت مساعی عمل میں لاتا ہے کہ حصولِ مقصد کا امکان ہی نہیں ہوتا (شکل نمبر ۴)۔

(۴)

(۵)

جب اس پور میں ایک واضح چرخی کی نشانی پائی جائے تو ایسے شخص سے دُور ہی رہنا مناسب ہے۔ وہ ایسے کاموں اور اعمال میں الجھ جاتا ہے جو اخلاقی اور قانونی نقطۂ نگاہ سے قابلِ گرفت گردانے جاتے ہیں۔ اسے راہِ راست پر لانے کی کوشش بے کار ثابت ہوتی ہے۔ درحقیقت وہ یہ سوچتا ہی نہیں کہ وہ کسی خلافِ قانون یا غیر اخلاقی کام میں مشغول ہے۔ اگر اسے اس کے افعال کی خرابی کی طرف توجہ دلائی جائے تو وہ اُلٹا معاندانہ رویّہ اختیار کر لیتا ہے اور بالآخر عام طور پر کسی معاملے میں وہ ایسا پھنس جاتا ہے کہ جیل خانے کی ہوا کھانا پڑتی ہے (شکل نمبر ۵)۔ اگر یہاں پر ایک تارے کا بیّن اور واضح نشان نقش ہو تو اس کا حامل ایسے مشاغل اور کاموں (مثلاً بدمعاشی، چور بازاری، فریب دہی وغیرہ) میں حصہ لیتا ہے جن کے سبب سخت بدنام ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ وہ دلیر، شاطر اور حوصلہ مند بدکردار ہوتا ہے (شکل نمبر ۶)۔

(۶)

(۷)

اُنگلی کی اس پور میں اگر تکون کا واضح اور بے عیب نشان دکھائی دے تو یہ علومِ مرموز

میں گہرے شغف اور کسی نہ کسی فنِ مخفیہ میں مہارت کا پتا دیتا ہے۔ اس کا حامل ایسے علوم میں عملی دلچسپی کے باعث کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے اور بلاشبہ اپنے کام میں نمایاں فروغ پاتا ہے (شکل نمبر ۷)۔

اسی پور میں اگر مستطیل کا واضح نشان نظر آئے تو یہ اچھے اثرات کا حامل نہیں۔ اگرچہ یہ اچھے ذہن اور سمجھ دار انسان کی علامت ہے لیکن اس کا حامل اپنی ذہنی صلاحیتوں کو اچھے کاموں میں استعمال کرنے کی بجائے بدی کی طرف مائل ہوتا ہے، اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے بے حد خراب نتائج سے دوچار ہوتا ہے اور بالآخر خراب عادتوں کے باعث جیل خانے کی ہوا کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۸)۔

(۸)

(۹)

اس مقام پر جالی کی نشانی بے حد منحوس ہے۔ یہ طبعی بدی کو ابھارتی ہے۔ اس کا حامل اپنی مسلسل حماقتوں کے باعث زندگی کو یوں الجھا دیتا ہے کہ اسے کچھ نظر نہیں آتا۔ اعمالِ بد کا تسلسل اسے قانون کی گرفت میں پہنچا دیتا ہے اور اسے قید و بند کی سزا بھگتنی پڑتی ہے (شکل نمبر ۹)۔

چھوٹی انگلی کی تیسری یعنی تحتانی پور کا تعلق کاروباری صلاحیت سے ہے۔ مگر اس مقام پر خراب علامتیں نقش ہوں تو ان کا حامل چوری، فریب کاری اور دھوکا بازی کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور غلط کسبِ زر کی ہوس اس کی طبیعتِ ثانیہ بن جاتی ہے۔

(۱)

اگر اس پور میں ایک نمایاں موٹی لکیر عمود کی طرح کندہ ہو تو اس کے حامل کی کاروباری صلاحیتیں اور ہوسِ زر کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ معاملاتِ زندگی میں چابکدستی سے روپیہ پیسہ سمیٹنے کی دن رات کوشش کرتا ہے۔ اس تگ و دو میں وہ دھاندلی، فریب دہی اور دوسروں کا مال ہڑپ کر جانے سے قطعاً پرہیز نہیں کرتا۔ درحقیقت دولت کمانے اور دنیوی املاک میں اضافہ کرنے کے سلسلے میں وہ نیچے اوپر کرنے، کسی کا جائز حق کھا جانے، دھوکا دینے اور چور بازاری وغیرہ امور کو اپنے کاروبار کا جزوِ لاینفک گردانتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں حصولِ زر کے سلسلے میں اس کی طبعی خواہش اسے حق و باطل کی تمیز اور معاملے کی نیکی بدی کا احساس ہی نہیں ہونے دیتی (شکل نمبر ۱)۔

(۲)

اگر اسی مقام پر لہردار پتلی موٹی کٹی ایک عمودی لکیریں دکھائی دیں تو ایسے شخص سے بیحد محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ درحقیقت یہ چور اور اٹھائی گیرے کی علامتیں ہیں۔ ایسا شخص اپنی عادت سے مجبور ہوتا ہے، موقع محل دیکھ کر دوسروں کا مال چرا لیتا ہے اور دھوکا فریب اور چالاکی سے اپنا مطلب نکال لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بہت جلد بدنام ہو جاتا ہے اور اس کے احباب و اقارب اس کی اس بدعادت سے سدا متوحش رہتے ہیں (شکل نمبر ۲)۔

اس پور میں اگر ایک یا کئی ایک لکیریں آر پار نقش ہوں تو یہ بھی چوری کی طرف میلانِ طبع کا پتا دیتی ہیں۔ ایسا شخص بھی اپنی فطری کمزوری کے باعث دوسروں کا مال متاع ہتھیا لینے

میں کوئی تائل نہیں کرتا (شکل نمبر ۳)۔

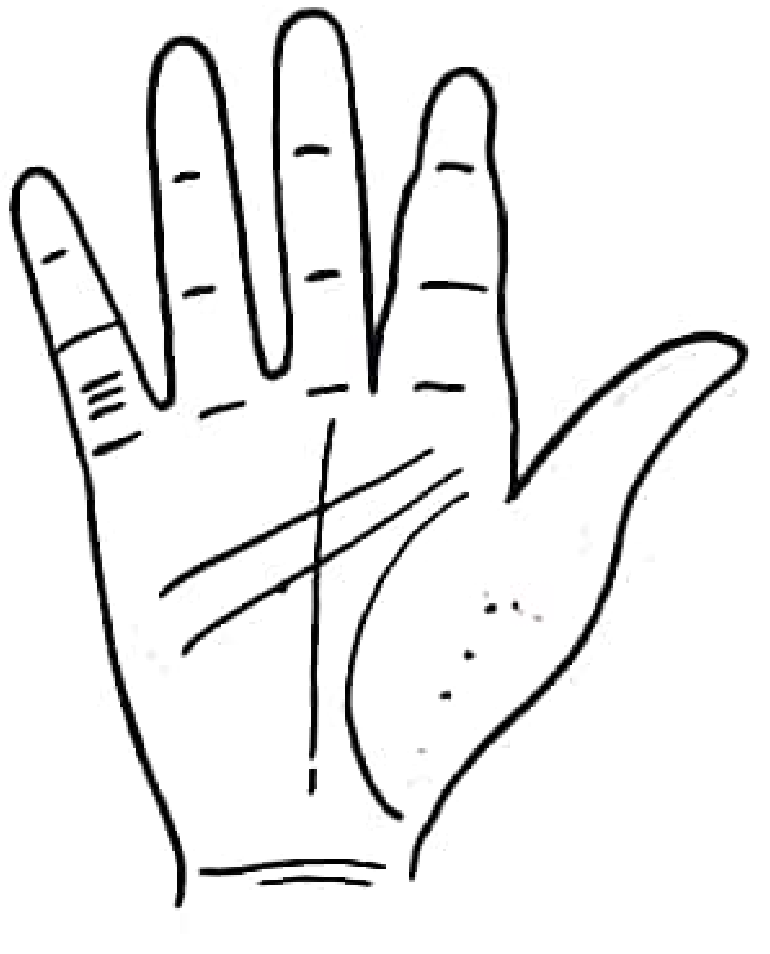

(۳)

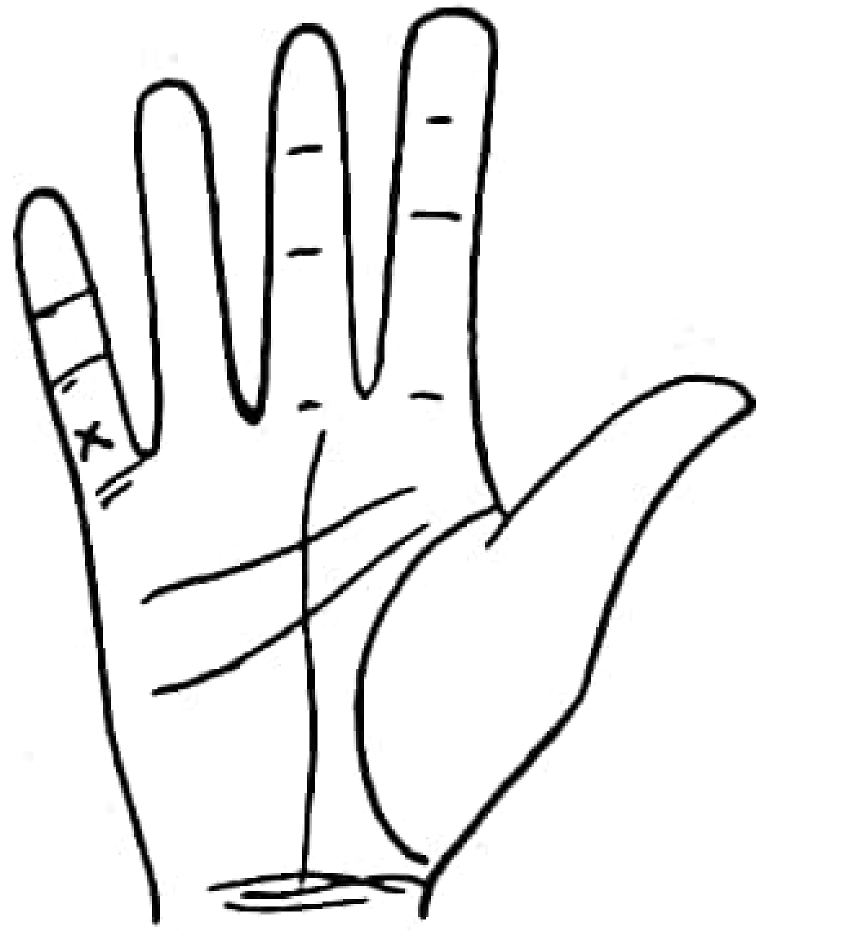

(۴)

اس مقام پر ایک واضح اور صاف چرخی کی نشانی کچھ اچھی بات نہیں۔ ایسا شخص نیکی اور بدی میں تمیز نہیں کر سکتا۔ اس کی سب سے بڑی خرابی یہ ہوتی ہے کہ وہ غیر ارادی طور پر دوسروں کی چیزیں، حقوق اور املاک کے غصب کرنے میں کوئی بُرائی محسوس نہیں کرتا۔ وہ ایک نوع کا اخلاقی بیمار ہوتا ہے اور بلا سوچے سمجھے موقع پاتے ہی جو کچھ بھی سامنے آئے چُرا لیتا ہے اور بالعموم پکڑا جاتا ہے اور اپنے کیفر کردار کو پہنچتا ہے (شکل نمبر ۴)۔

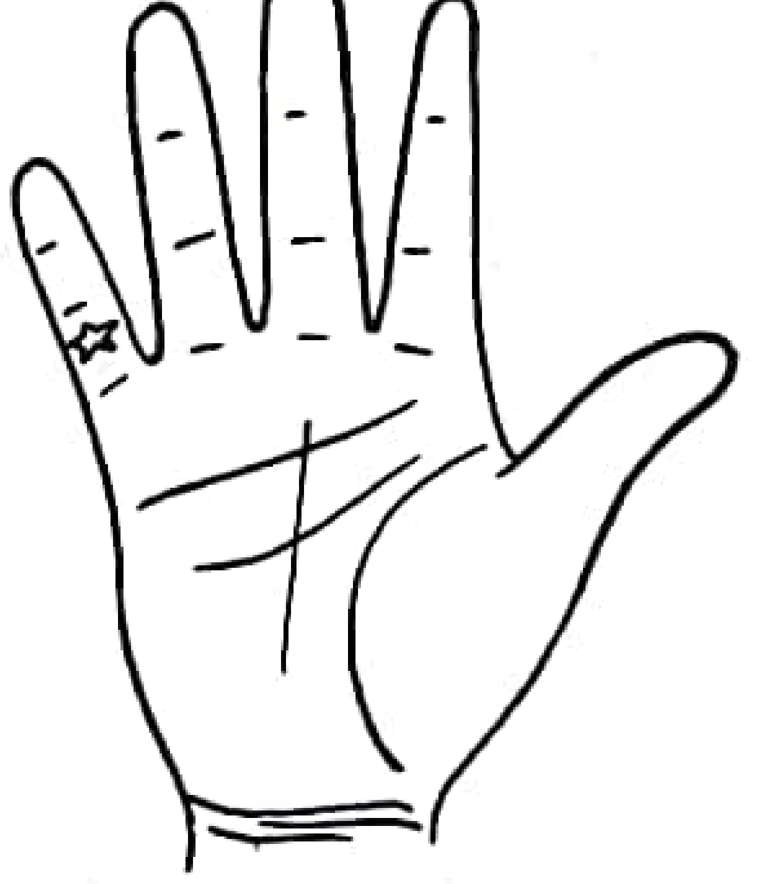

(۵)

پنج شاخہ تارے کا اس پور میں نشان نہایت غیر معمولی ہے اور بے حد کمیاب بھی۔ جب یہ واضح اور سالم دکھائی دے تو طنز و مزاح کے اعلیٰ عناصر ایسے شخص کے کردار میں نمایاں ہوتے ہیں۔ وہ لفظ و بیان سے اپنی قوتِ خطابت کا افسوں پھونکنے میں بڑی مہارت سے کام لیتا ہے اور لوگ اس کی قوتِ تقریر گفتگو اور اظہارِ بیان کے قائل ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت وہ اپنی خطیبانہ صلاحیتوں

سے اربابِ زمانہ کے دل موہ لیتا ہے اور عام طور پر اس میں اچھی خاصی شہرت حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اس کی قوتِ بیان کے پس پردہ بالعموم لاشعوری طور پر کامیابی کے حصول کی زبردست تمنا چھپی ہوتی ہے۔ وہ اپنے خیالات سے استفادہ کے بڑے اچھے مواقع پیدا کر لیتا ہے اور ان سے کاروباری طریقِ کار سے دھن دولت کمانے کا ڈھنگ جانتا ہے اور بلاشبہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۵)۔

اس پور پر ایک بے عیب اور واضح تکون کی علامت بھی دیکھنے میں آ جاتی ہے۔ تکون ڈپلومیسی اور حکمتِ عملی کی حتمی دلیل ہے۔ اس کا وجود صاحبِ نشان کے طبعی جوہر کا آئینہ دار ہے۔ ایسا شخص کاروبار اور صنعت و تجارت میں اپنی حکمتِ عملی کی بدولت خوب چمکتا ہے، اور اگر وہ سفارتی امور سے متعلق ہو تو وہ اپنے ملک کی ایسی بیدار مغزی اور دانش مندی سے نمائندگی کرتا ہے کہ نہ صرف اپنا نام روشن کرتا ہے بلکہ ملک و ملت کے لیے بھی بے حد کارآمد اور مفید کام سرانجام دیتا ہے۔ اسے لوگوں سے نہایت چابکدستی سے معاملہ بندی کے انداز آتے ہیں اور پبلک سے اس کا سلوک اس نوع کا ہوتا ہے کہ ان کو نقصان پہنچائے بغیر ان سے کام لیتا ہے اور ان کو اپنا ہمنوا بنا لیتا ہے۔ درحقیقت وہ الجھی ہوئی گتھیاں سلجھانے، مشکل معاملات کو ہموار کرنے اور قابلِ اعتماد کردار کے باعث بہت عزت اور نام پاتا ہے (شکل نمبر ۶)۔

(۶)

اس جگہ پر چوکور یا مستطیل کی نشانی دیکھی جائے تو یہ یقینی ہے کہ ایسے شخص کے مافی الضمیر کو سمجھ لینا آسان کام نہیں۔ اس کے حامل کے کردار میں ایسے عناصر ہوتے ہیں جو اسے ناقابلِ فہم گرداننے کی طرف مائل کرتے ہیں۔ درحقیقت اس کی زندگی صیغۂ راز ہی میں رہتی ہے۔ اس کے مقاصد، طریقِ کار اور مشاغل کی تفہیم قدرے محال ہی ہوتی ہے اور لوگ اس کے خفیہ پہلو اور

عناصر کے سلسلے میں بالعموم عجیب و غریب قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں اور باوجود سعیِ بسیار اس کی تہ کو نہیں پہنچ سکتے (شکل نمبر ۷)۔

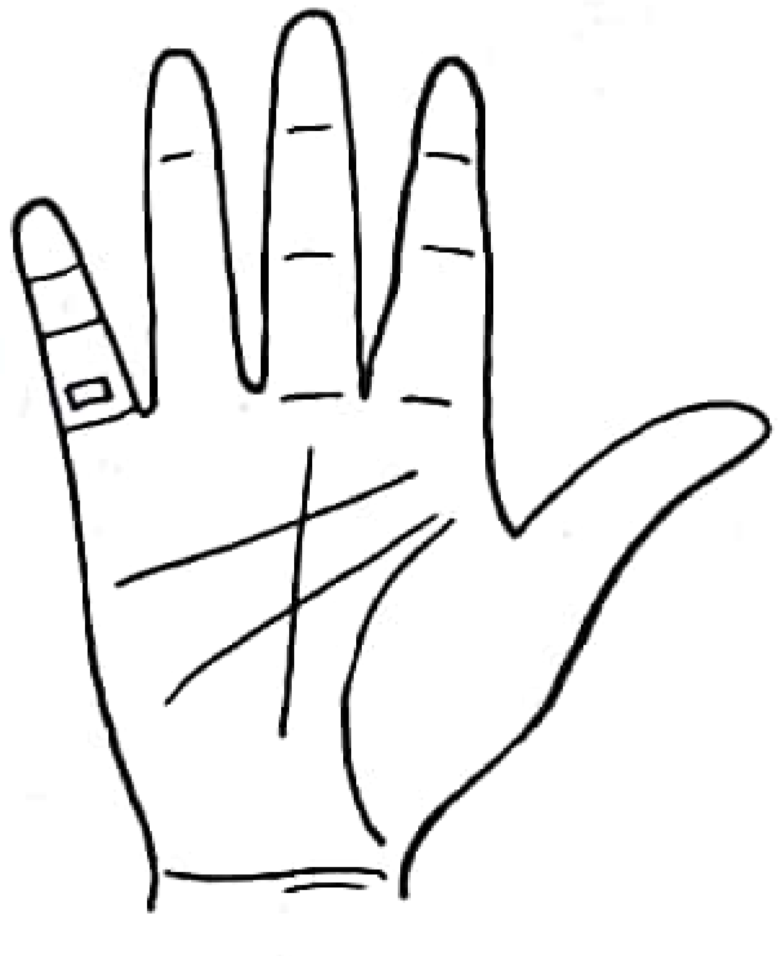

(۷)

(۸)

دائرے کا کامل اور بے عیب نشان بھی بعض اوقات اس جگہ دیکھنے میں آجاتا ہے۔ یہ بہت ہی کمیاب ہے۔ ایسا شخص بڑے بڑے منصوبے سوچتا ہے مگر یہ تمام تر بڑے پیمانے پر ڈاکا ڈالنے یا چوری کرنے سے متعلق ہوتے ہیں۔ اس کا ذہن صحیح قسم کے کاروباری پلان اور منصوبے تیار کرنے کی طرف مائل ہی نہیں ہوسکتا۔ بہرحال یہ خوشی کی بات ہے کہ وہ جس قدر بھی خیالی پلاؤ پکاتا ہے انھیں کبھی عملی صورت میں کارفرما نہیں دیکھ سکتا۔ وہ محض ذہنی طور پر ایسے خیالوں اور منصوبوں میں اُلجھا رہتا ہے۔ نہ اس میں جرأتِ کردار ہوتی ہے اور نہ ہی وہ بے دھڑک حوصلہ کہ عملاً بھی کچھ کر سکے۔ ایسا شخص اگر سُراغرسانی اور جرائم سے متعلقہ ناول لکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو کامیاب مصنف بن سکتا ہے (شکل نمبر ۸)۔

اس مقام پر بعض اوقات جالی کی نشانی بھی پائی جاتی ہے۔ یہ بے حد منحوس ہے اور ناقابلِ اصلاح چور کی علامت ہے۔ مگر ایسا شخص نہ صرف چور ہی ہوتا ہے بلکہ بے حد بدھو بھی۔ وہ زیادہ دنوں تک اپنی مساعی میں کامیاب ثابت نہیں ہوسکتا۔ بہت جلد پکڑا جاتا ہے، سزا بھگتتا ہے اور سمجھانے بجھانے کا اس پر بالکل اثر نہیں ہوتا۔ اُسے اپنے افعال پر ندامت نہیں ہوتی اور نہ

ہی وہ انھیں بُرا سمجھتا ہے۔ بار بار احمقانہ طریقوں سے چوری چکاری کے سلسلے میں پکڑا جاتا ہے، سزایاب ہوتا ہے اور جب سزا بھگت کر آتا ہے تو پھر اپنی پرانی روش کے مطابق کچھ چُراتے ہوئے پکڑا جاتا ہے۔ اور حد تو یہ ہے کہ وہ کوئی حوصلہ مند اور بڑا چور بھی نہیں ہوتا۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہضم کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اسے چوری کا مرض لاحق ہوتا ہے اور اس کا ذہنی توازن کم ہی درست ہوتا ہے (شکل نمبر ۹)۔

(۹)

انگوٹھے کی صرف دو پوریں ہیں۔ یہ انگلیوں میں سربراہ کا حکم رکھتا ہے۔ اس کی پہلی پور کا تعلق قوتِ ارادی سے ہے اور دوسری کا منطق اور استدلال سے۔

پہلی پور میں ایک عمودی خط کا واضح طور پر کندہ ہونا بڑا ہی مبارک ہے۔ اس کے حامل کی قوتِ ارادی بڑی مضبوط ہوتی ہے اور وہ اپنے کاموں میں تندہی اور ہمت سے آگے بڑھتا ہے۔ دو یا تین واضح لکیریں بھی یہی بتاتی ہیں۔ ان سے ارادہ، حوصلہ مندی اور دلیری کا پتا چلتا ہے۔ (شکل نمبر ۱)۔

(۱)

(۲)

اگر یہاں کثرت سے عمودی خطوط دکھائی دیں تو یہ نقصِ کردار کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا حامل اپنی قوتِ ارادی کو مختلف اُموریں بیک وقت صرف کرنے کی طرف آمادہ ہوتا ہے۔ کسی بھی کام کو استقلال اور تندہی سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر ناکام ثابت ہوتا ہے (شکل نمبر ۲)۔

اسی پور میں اگر ایک یا کئی ایک لکیریں آر پار نقش ہوں تو یہ بہت ہی نحوست کی آئینہ دار ہیں۔ ایسا شخص اپنی قوتِ ارادی کو غلط طریقے سے استعمال کرتا ہے اور اپنے راستے میں روز بروز مشکلات پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ اس خرابی کے باعث اس کا جادۂ حیات ایک ناہموار راہ گزار بن جاتا ہے اور وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے۔ وہ اپنا خود سب سے بڑا دشمن ہوتا ہے۔

اس جگہ ایک واضح چرخی کا نشان بہت ہی خراب ہے۔ ایسا شخص عصمت و عفت سے تہی دست ہوتا ہے۔ اس کے کردار میں بے حرمتی، بے عزتی اور ناپاک اعمال کی طرف رجحان ہوتا ہے۔ پاکیزگی اس کی فطرت کے قریب سے بھی ہو کر نہیں گزرتی (شکل نمبر ۳)۔

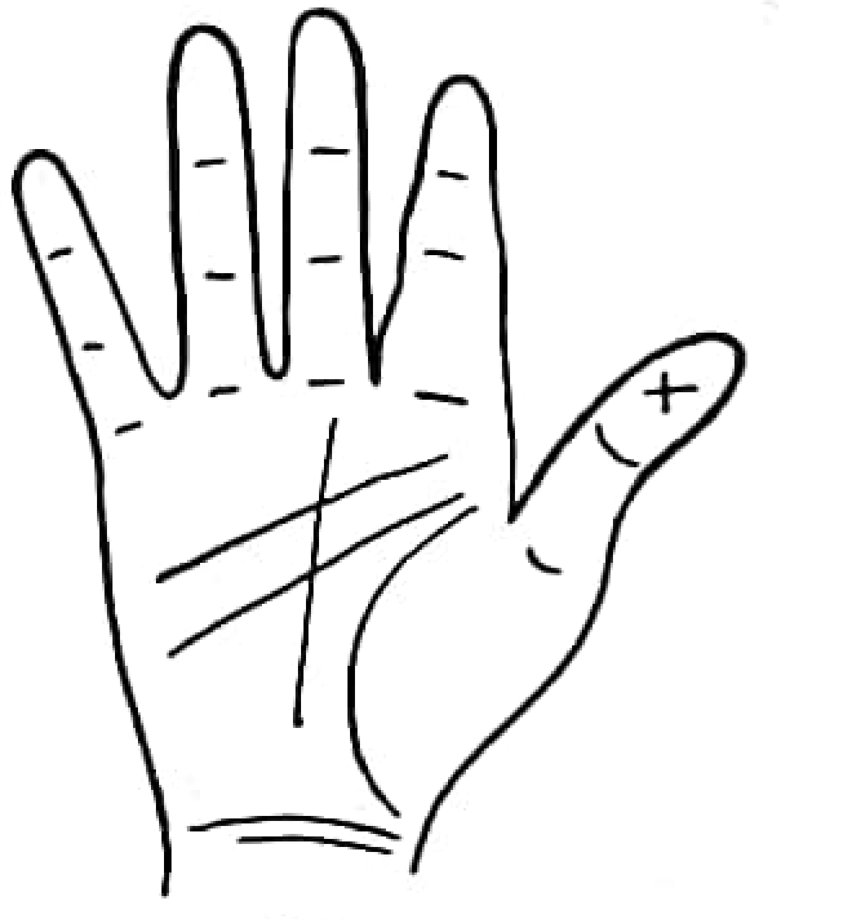

(۳)

(۴)

یہاں پر تارے کا بیّن نشان بڑی دلچسپ نشانی ہے۔ ایسا شخص بزعم خود بہت ہی بلند ہوتا ہے اور دوسروں میں خرابیوں کے سوا اسے کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مسلسل نکتہ چینی اور تنقیدی اندازِ گفتگو سے دُوسروں کے جذبات کو ٹھیس لگانے کا عادی بن جاتا ہے۔

اس کا ایسا ہتک آمیز طریق کار اسے احباب میں قابلِ نفرت بنا دیتا ہے اور لوگ اس سے میل ملاپ سے کتراتے ہیں (شکل نمبر ۴)۔

یہاں پر ایک واضح تکون کی نشانی بہت ہی کمیاب ہے مگر یہ جب بھی صاف و سالم دکھائی دے تو اس امر پر دال ہے کہ حاملِ نشان سائنسی اُمور، ریسرچ وغیرہ پر دل و جان سے فدا ہے اور اپنی تمام تر قوت استقلال و توجہ سے سائنس سے متعلقہ معاملات میں صرف کرے گا (شکل نمبر ۵)۔

(۶)

(۵)

اس مقام پر مستطیل کا نشان دکھائی دے تو سمجھ لینا چاہیے کہ حاملِ علامت محض ایک ہی منزل کی طرف قدم زن ہوگا۔ نہ وہ اِدھر دیکھتا ہے اور نہ ہی اُدھر۔ اُسے اِس قدر استقلال کے ساتھ اپنی راہ پر رواں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اگرچہ اس میں عجیب و غریب صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اپنے مخصوص جادۂ حیات پر گامزن ہوتا ہے، مگر اس کے مزاج میں ایک خاص نوع کی سختی بھی ہوتی ہے۔ وہ کسی حد تک بے رحمی اور آمرانہ انداز کا مظاہرہ بھی کرتا ہے۔ ایسے شخص کے راستے میں روڑے اٹکانا یا اُسے اُس کی مرضی کے خلاف مشورہ دینا اپنے لیے عذاب مول لینے کے برابر ہے (شکل نمبر ۶)۔

صاف اور سالم دائرے کا نشان بھی یہاں پر گاہے گاہے نظر آ جاتا ہے۔ یہ بے حد عظیم کامیابی کی حتمی علامت ہے۔ ایسا شخص مشکلات پر بڑی حوصلہ مندی سے فتح پا لیتا ہے۔ اس

Scanned with CamScanner

(۷)

(۸)

کے کردار کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ جس کام کا بھی بیڑا اُٹھا لیتا ہے، اسے پروان چڑھانے کے لیے جسم و جان کی تمام قوتیں استقلال و حوصلہ مندی سے بروئے کار لاتا ہے۔ اور بلاشبہ اپنی ذاتی صلاحیتوں کے صحیح اور دانش مندانہ استعمال سے منزلِ مقصود پر پہنچ کر ہی دم لیتا ہے۔ وہ مُدام بڑے بڑے کام کرتا ہے اور اس کے دل میں عظمت و نمایاں کامرانی کی لازوال آرزو ہوتی ہے (شکل نمبر ۷)۔

یہاں پر جالی کی نشانی بہت ہی منحوس ہے۔ جس کسی شخص کے انگوٹھے کی پہلی پور میں یہ علامت پائی جائے اسے شادی سے گریز کرنا چاہیے۔ اگر وہ شادی شدہ ہو تو اسے شریکِ حیات سے زندگی کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ ایسے خاوند کی بیوی یا ایسی بیوی کا خاوند نہ جانے کیوں اپنے شریکِ حیات کو موت کے گھاٹ اُتارنے کے منصوبے سوچتا ہے اور بالعموم کسی مشتعل لمحے کے زیرِ اثر مہلک وار کر دیتا ہے (شکل نمبر ۸)۔

انگوٹھے کی دُوسری پور استدلال و دانش مندی سے وابستہ ہے۔ جب اس میں ایک واضح عمودی خط نقش ہو تو یہ ایسی صلاحیت کا پتا دیتی ہے جو بڑی قیمتی اور نادر ہوتی ہے۔ درحقیقت اس کے حامل کا ذہن بہت صاف ہوتا ہے اور اس کی قوتِ استدلال بہت ہی قوی۔ وہ تمام ایسے پیشوں یا کاموں میں خوب چمکتا ہے جن میں تجزیہ و دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ وکیل، سیاسی لیڈر، جج وغیرہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں اس لکیر کا وجود کامرانی کی

بیّن علامت ہے۔ دو یا تین ایسی ہی لکیریں بھی اسی جوہرِ خاص کا پتا دیتی ہیں (شکل نمبر ۱)۔

(۱)

(۲)

اس کے برعکس اگر اس پور میں آر پار لکیریں پائی جائیں تو یہ غلط حجت بازی، حکمتِ عملی کے فقدان اور کج فہم شخص کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اس کا حامل اکثر جھگڑالو اور جھوٹی دلیلیں پیش کرنے کا عادی ہوتا ہے۔ اسے صفائیِ خیال و فہم مبدءِ فیض سے ملی ہی نہیں ہوتی (شکل نمبر ۲)۔

اگر اس مقام پر ایک چرخی کا واضح نشان پایا جائے تو اس کو غور سے دیکھنا چاہیے۔ اگر آپ کے حلقۂ احباب میں کسی شخص کے ہاتھ میں یہ علامت ہو تو اس سے بہت محتاط سلوک، اور بات چیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسا شخص بہت جلد متاثر ہو جاتا ہے اور بہت جلد بددل بھی ہو جاتا ہے۔ اس میں اس بے چارے کا کوئی قصور نہیں۔ اس کی فطرت میں یہ کمزوری ہوتی ہے۔ وہ متقلب المزاج ہوتا ہے اور بلا سوچے سمجھے یہاں کی بات وہاں اور وہاں کی یہاں کر دیتا ہے۔ خواہ اس کی اس کمزوری سے لوگوں میں عداوت

(۳)

Scanned with CamScanner

اور بدگمانیاں پیدا ہو جائیں۔ اُسے اِن باتوں کا اِحساس ہی نہیں ہوتا (شکل نمبر ۳)۔

اگر یہاں پر تارے کا نشان دکھائی دے تو یہ بھی ایک ایسی کمزوری کا پردہ فاش کرتا ہے جو خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اس کا حامل بعجلت متأثر ہو جاتا ہے۔ یہی نہیں، بُرائی اور بدی کی طرف اس کا رجحان اس قدر شدت سے ہوتا ہے کہ وہ خطرناک صورت اختیار کر سکتا ہے۔ یوں ایسا شخص مرنجان مرنج سا دکھائی دیتا ہے اور دُوسروں سے اچھا سلوک کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس کی نیت خراب نہیں ہوتی۔ مگر بدوں کی صحبت میں رہ کر وہ بدکردار ہو سکتا ہے (شکل نمبر ۴)۔

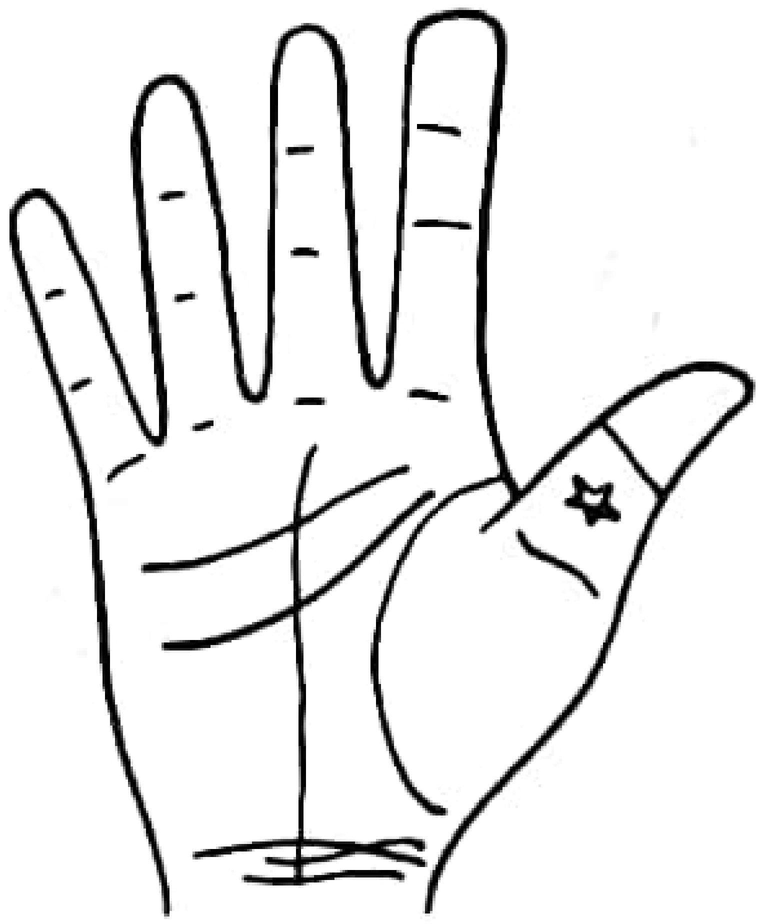

(۴)

تکون کا واضح نشان اس مقام پر بہت ہی خوب ہے۔ اِس سے استدلالی قوتیں اُجاگر ہوتی ہیں ان کا حامل حکمت اور سائنس کے میدان میں عروج و کامرانی کی طبعی اور غیر معمولی صلاحیتیں لے کر پیدا ہوتا ہے اور بلاشبہ بہت آگے بڑھ سکتا ہے (شکل نمبر ۵)۔

(۵)

(۶)

اس جگہ مستطیل کا نشان بہت ہی دل چسپ ہے۔ یہ ایسے شخص کا آئینہ دار ہے جو مدلل بات کرنے کا عادی ہوتا ہے۔ اس کے استدلال میں محکمی اور استقامت کے پہلو ہوتے ہیں اور اسے اپنے نقطۂ نظر سے ہٹانا جوئے شیر لانے کے مصداق ہے۔ وہ اپنی منطقی قوتوں کے بل بوتے پر کسی بھی بحث میں اُلجھ کر ہزیمت نہیں اُٹھاتا۔ وہ محکم دلیل اور لاجواب استدلال سے یوں بات چیت کرتا ہے کہ فردِ مقابل اس کی ہوش مندی اور حیرت انگیز قوتِ بیان سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہتا (شکل نمبر ۶)۔

(۶)

(۷)

اس جگہ پر ایک صاف ستھرے دائرے کی علامت کمیاب تو ہے لیکن جب بھی نظر آئے تو از حد عمدہ تصور کی جاتی ہے۔ اس کے حامل کی قوتِ استدلال لاجواب ہوتی ہے۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ وہ اپنی دانش وری، عقل مندی اور حکمت و بلند نگاہی سے فتحمند ہوتا ہے۔ اس کے اندازِ فکر و تدبیریں بے مثال عناصرِ کامرانی چھپے ہوئے ہوتے ہیں (شکل نمبر ۷)۔

اس پور میں جالی کی نشانی قابلِ ملامت کردار کا پردہ فاش کرتی ہے۔ اس کے حامل کو نہ تو اخلاقی اقدار کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے اعمال میں نیکی اور اچھے چلن کے پہلو ہوتے ہیں۔ اس کی طبیعت دلیل و حجت کی طرف مائل تو ہوتی ہے، لیکن چونکہ اس کی فکر

Scanned with CamScanner

مسموم اور قوتِ استدلال فریب خوردہ ہوتی ہے اس لیے وہ شرفِ انسانی سے تہی دست ہوتا ہے۔ بالعموم دھوکے باز اور فریب کار ہونے کے باعث لوگ اس کی حجّت بازی کو مکّاری اور عیارانہ چالبازی ہی گردانتے ہیں۔ نہ کوئی اس کا اعتبار کرتا ہے اور نہ اس سے معاملہ کرنے کے لیے آمادہ ہوتا ہے۔ وہ بالعموم اپنی فکرِ مذموم اور اعمالِ خبیثہ کے باعث ناقابلِ اعتماد بن کر رہ جاتا ہے اور بہت دکھ سے زندگی گزارتا ہے۔ (شکل نمبر ۸)۔

(۸)

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسّلام پرنٹر اور پبلشر

یادگار ہاتھ

Fig. 1

ہٹلر کا ہاتھ

Fig. 2

مسولینی کا ہاتھ

جواہر لال نہرو کا ہاتھ

ابوالکلام آزاد کا ہاتھ

Scanned with CamScanner

خروشچیف کا ہاتھ

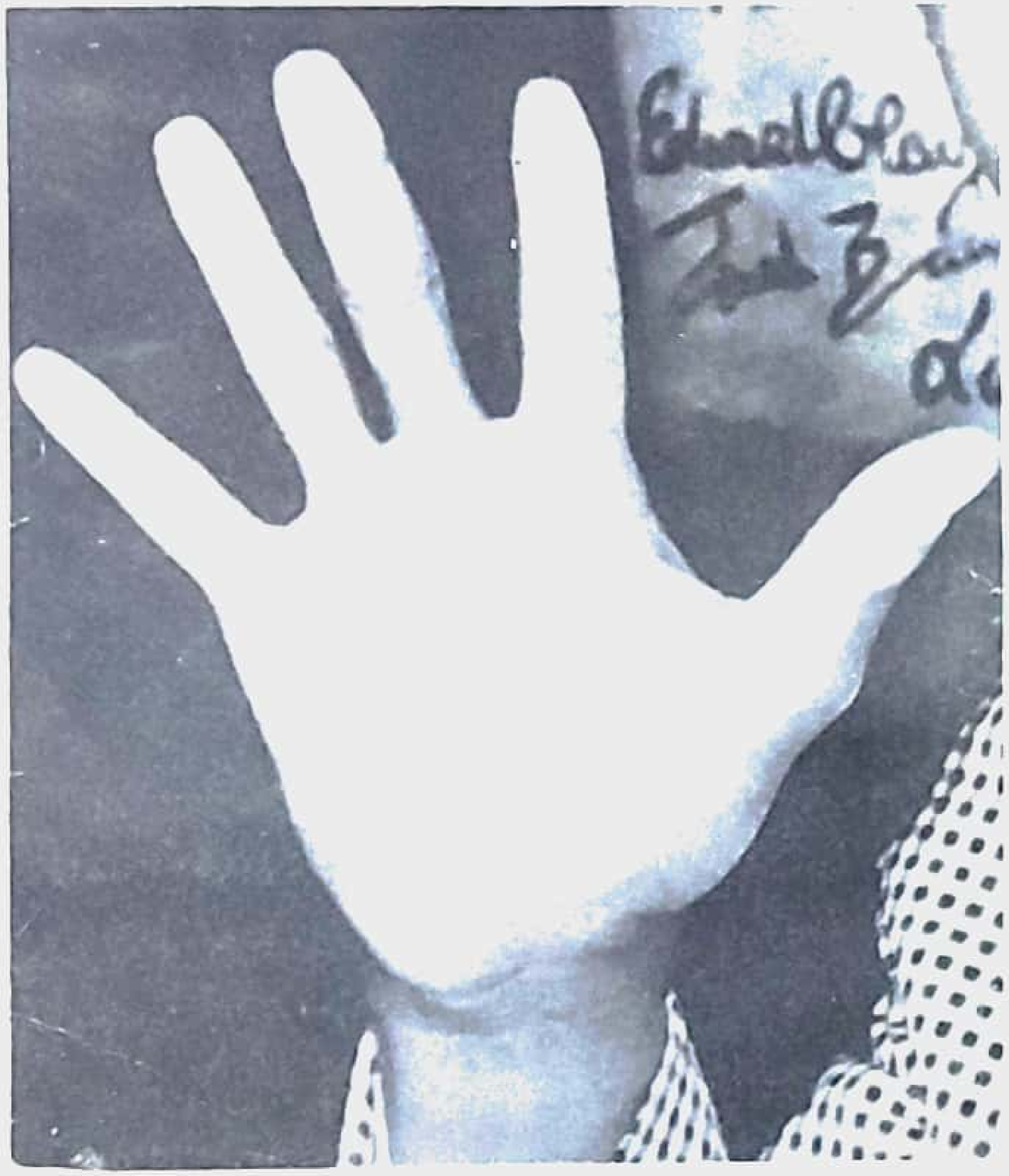

محمد علی باکسر کا ہاتھ

عبدالرب نشتر کا ہاتھ

مسز سروجنی نائیڈو کا ہاتھ

مہاراجا کشن پرشاد کا ہاتھ

اصغر گونڈوی کا ہاتھ

حمید نظامی کا ہاتھ

تن سنگ (کوہ پیما) کا ہاتھ

Scanned with CamScanner

راجر مُور کا ہاتھ

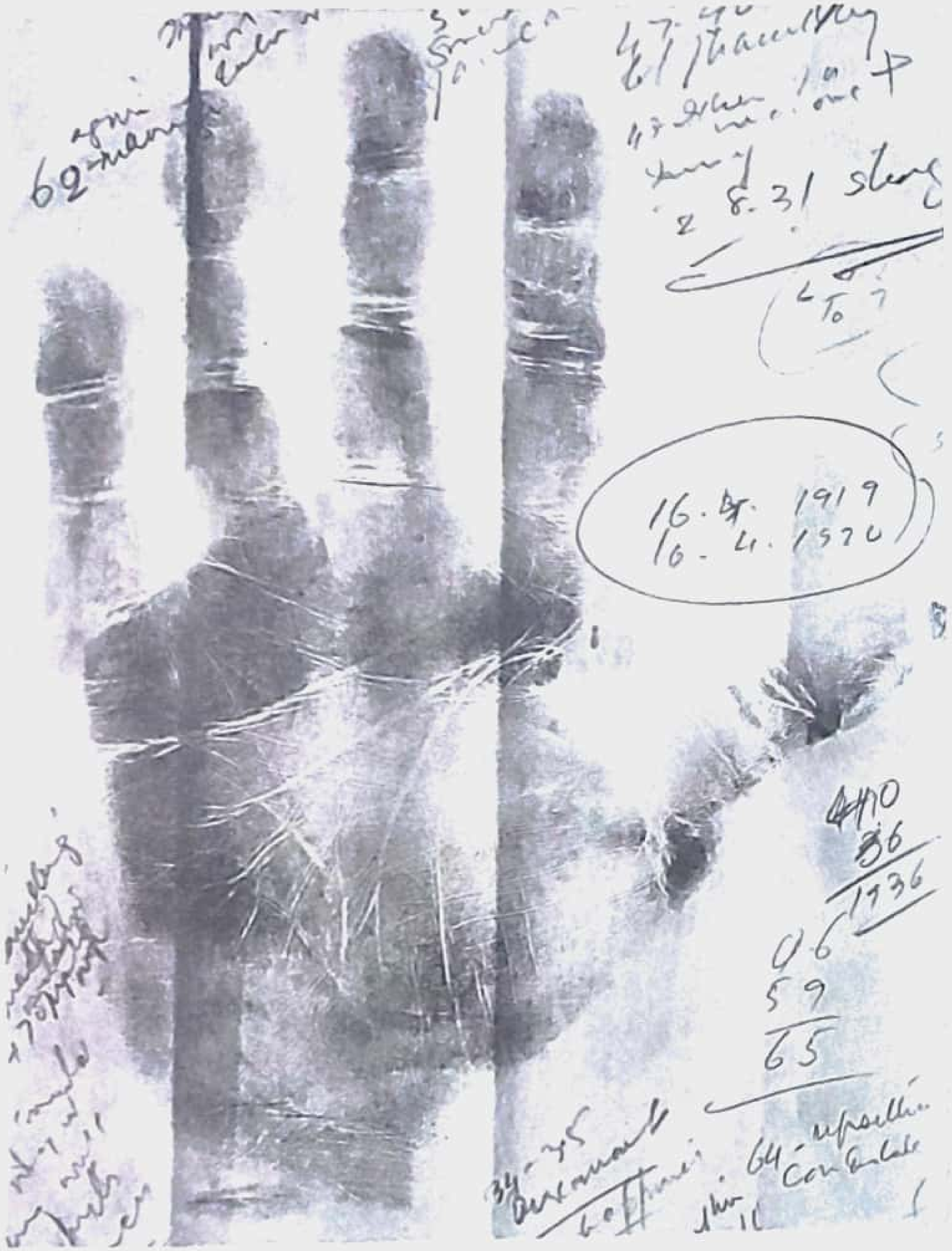

آلڈوس ہکسلے کا ہاتھ